تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بکل شئ علیم یعنی وہی اول اور وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی کل
شئ کا جاننے والا ہے یہ کلمات اعجاز سمات ہیں مشتمل ہین حمد وثناے الہی تعالی وتقدس پر کہ کتاب مجید
مین خطبہ اپنی کبریائی کا ساتھ انکے پڑھا اور ہیں متضمن ہین نعت اور وصف حضرت رسالت پناہی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ او سبحانہ تعالی نے آنحضرت صلعم کو ساتھ انکے تسمیہ اور توصیف کی اور چند اسمائے حسنی
الہی جلشانہ ہین کہ وحی متلو یعنی تلاوت کیے گئی اور غیر متلو ہین حبیب اپنے کو ساتھ اونکے نام کیا یعنی کیا اور
حلیہ یعنی زیور جمال اور حلہ یعنی لباس کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا اگرچہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ساتھ تمامی اسمائے صفات الہی کے متخلق اور متصف ہین باوجود اسکے ساتھ بعض کے اور کر
مخصوص اور نامزد اور نامور کیے گئے ہین مثل نور حق علیم حکیم موفق مہیمن ولی ہادی رؤف رحیم
اور سوا انکے اور یہ چہار اسم اول وآخر وظاہر وباطن بھی اسی قبیل سے ہین لاکن اول ہونا آنحضرت صلعم کا
اول ہی ایجاد مین یعنی پیدائش وآفرینش کہ اول ما خلق اللہ نوری حدیث شریف مین واقع ہوا ہے اور اول
ہونا آنحضرت صلعم کا نبوت مین اسی طرح پر ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا کنت نبیا وآدم منجدل
فی طینتہ اور اول مجیب عالم روز میثاق ہین یعنی الست بربکم قالوا بلی اور اول امین باللہ ہین جیسا کہ واقع ہے
اول من آمن باللہ بعد ربہ وبذلک امرت وانا اول المومنین اور اول منشق عن الارض ہین یعنی اول من تنشق عنہ الارض اور اول

من یؤذن له بالسجود یعنے اول اوس شخص کا جسکے لیے اذن دیا جائیگا سجدہ کرنے پر داخل من یدخل الجنۃ
یعنے اول اوس شخص کا جو داخل ہو بہشت کے تئین اور ساتھ سابق ہونے اور اول ہونے کے آخر ہے
وہ سرور درمیان بعثت اور رسالت کے قال اللہ سبحانہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور کتاب
اوس سرور کی آخر کتب اور دین برحق اوس جناب کا آخر ادیان ہے جسطرح فرمایا ہے نحن الاٰخرون
السابقون اور حقیقت مین یہ آخر بنا اور خاتم بنا بعثت مین موجب اولیت اور سابقیت کی فضیلت
مین اسلیے کہ محو کرنے اور منسوخ کرنیوالا سب کتابونکا اور دینونکا ہوکے سب پر غالب ہوا یہان
تک اسم اول و آخر کی تشریح ہوئی ہے ظاہر اور باطن ظاہر ہین انوار اوس جناب کے کہ تمام
آفاق کو منور اور جہان کو روشن کیا ہے اور کوئی ظہور اوسکے ظہور کے مانند اور کوئی نور اوسکے
نور کے مانند نہین اور باطن ہین اسرار اوس سرور کے کہ درک حقیقت حال مین اوس جناب کے
کوئی نہ پہونچ سکا اور اہل دور و نزدیک سب نظارہ جمال و کمال مین اوس سرور کے حیران او رتھک
رہے ہے وہو بکل شئی علیم اور وہ سرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دانا ہے اوپر تمام چیزون کے جو ذات الٰہی
کی شانون سے ہین اور دانا ہے احکام اور صفات حق کا اور اسما اور افعال اور آثار کا تمامی علوم
ظاہر اور باطن اور اول اور آخر سے احاطہ کرکے فوق کل ذی علم علیم ہوا علیہ من الصلوٰۃ افضلہا ومن
التحیات اتمہا واکملہا بعد حمد وصلوٰۃ کہتا ہے عبد الحق بن سیف الدین دہلوی قادری
یعنی سبب تالیف مین اس کتاب مستطاب کے فرماتا ہے کہ باعث اس کتاب کے جمع کرنے اور تالیف
کرنے کا جو مسمی بمدارج النبوۃ اور درجات الفتوۃ ہے وہ ہے کہ برسون سے شوق جان افزا و ذوق
ایمان مجھے اس بات پر رکھتا تھا کہ ایک کتاب سیر مصطفوی مین ضمیمہ احادیث نبوی کی شرح کا جو
اس بندے نے حق خدمت اوسکا بجالانے کے خادمی کی ہے کرے اور تکمیل و اتمام مین اوسکے مشغول ہو
اور التماس فرزند عزیز نور الحق کی موید اور موکد اوس ارادے کی ہوتی تھی لیکن جب امر ہونے کی یعنی
توفیق نہ پاتا تھا اس جہت سے جلوہ شاہد مقصود کے جمال کا توقف مین تھا اور فساد زمان سے جو
ایک انحراف مزاج وقت مین اس زمانے کے بعض پریشان معزور کے پیدا ہوا اور آئینہ استعداد کی
تیرگی سے اور حوصلہ اوراک کی تنگی سے پایہ ارفع اور مقام اقدس محمدی کے تئین کہ کسیکو درک اور
دریافت مین اوس مرتبے اور مقام کی راہ نہین نہ پہچان کی اداے حق اعتقاد مین اوسکے مقصر ہوکے

جادۂ دین قویم اور صراط مستقیم سے گرے ہوئے تھے حق نصیحت اور دین مسلمانی سے لازم ہوا کہ
بین اوس سرور کا احوال اور صفات قدسیہ کو اوس سردار انبیا امام اولیا مفخر رسل استاد کل معدن علوم
اولین و آخرین منبع فیض انبیا و مرسلین جو واسطہ ہر فضل و کمال مظہر ہر حسن و جمال ہم شاہد و ہم مشہود ہم سالک
وہم مقصود کے نگارش کرون اور ان بیخبر ونکو حقیقت حال سے آگاہ کرون اور غافلون کو خواب غفلت سے
بیدار اور طالبون کو راہ اور عاشقون کے تئین ذوق اور شوق مین لاؤن پس تالیف ہوئی ایسی
کتاب جو حضرت رسولؐ کے احوال مبدا اور مآل اور حسن و جمال اور فضل و کمال کو شامل اور کیا ہے
جو نشاذوق اور محبت سے نشو کرتی تھی تھوڑی ایک مدت مین جو مجراے عادت سے باہر معلوم
ہوتی تھی وجود مین آئی اور کاتب حروف اوسکی تحقیق پہ اطلاع نہین رکھتا کہ کب شروع ہوئی
اور کب انجام کو پہونچی واللہ ولی الارشاد والیہ المبداء والمعاد ترتیب اس کتاب کی پانچ قسم پر ہے
قسم اول فضایل اور کمالات مین اوس جناب کے جو حسن خلقت اور جمال صورت سے ہین
اور اخلاق عظیمہ اور صفات کریمہ اور فضل و شرف اوس سرور کا جو آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ
سے ثابت ہوا ہے اور ذکر شریف اوس جناب کا جو سلف کی کتابون مین ہے اور ذکر اوس سرور
کی اسم مرحومہ کا درمیان اون کتابون کے اور ذکر اون فضیلتونکا جو مشترک ہین درمیان اوس سرور
کے اور اور پیغمبرون کے اور ان کمالونکا ذکر جو مختص ہین اوس سرور کے معراج وغیرہ سے اور ذکر
اوس جناب کے معجزات قاہرہ اور آیات باہرہ کا اور ذکر اوس سرور کے نامونکا اور فضایل اور
کرامات اور درجات جو نشاۂ آخرت مین مخصوص اوس جناب کی ذات بابرکات سے ہونگے سو
وہی عموم شفاعت اور خصوص وسیلت سے ہین اور بیان حقوق اوس جناب کا جو واجب ہے
خلق پر رعایت کرنا اون حقوقونکا سو وہ ایمان لانے اور طاعت اور اتباع کرنے سے ہین اور ذکر اوس
جناب کی عبادات شریفہ کا جو درگاہ الٰہی کی مقربات ہین اور عادات کریمہ جو محبوبات الٰہی ہین سجادۂ نشان
اور یہ قسم اور گیارہ باب سے مرتب ہوئی مطابق ارقام عدد کے جو روس مسائل صدر پر مرقوم ہوا ہے
قسم دوم نسب شریف کے ذکر مین اور حمل اور ولادت اور شیر خوارگی کے بیان مین اور کفالت یعنے
پرورش کرنا عبد المطلب کا اور وفات پانا اوسکا اور اعانت کرنا ابوطالب کا اور سفر کرنا اوس سرور کا
ابوطالب کے ساتھ شام کیطرف اور پہچاننا بحیرا راہب کا اوس سرور کے تئین اور ایمان لانا اوس

جناب کی نبوت پر اور تزوج حضرت ام المومنین خدیجہ کا اور ذکر بنا ے کعبہ کا اور بدو وحی یعنے آغاز
اور ظہور دعوت اور وفات پانا ابوطالب کا اور اذیت دینا کفار کا اور ہجرت کرنا اصحاب حبش کیطرف اور جانا
سرورعالم کا طائف کی جانب اور بیعت کرنا جن کا اور ذکر انصار کی بیعت کا اور انبعاث پانا باعث ہجرت
کا اور پہونچنا حضرت کا مدینہ طیبہ کے تئین ترتیب دینا اس دوسری قسم کا چھار باب پر اتفاق ہوا
قسم سوم وقایع سنوات کے ذکر مین جو ابتداے ہجرت سے انتہاے مرض اور وفات تک وقوع
مین آیا اور ہر سال کے وقایع کا جو ایک باب علیحدہ ہے احوال اس قسم سوم کا بہی ورسنی مرتب بس
باب پر ہوگا اگرچہ عنوان باب سے مذکور نہین ہوا قسم چھارم حدوث مرض کے ذکر مین اور اشتداد
پانا اوسکا اور جو کیفیتین کہ ایام مرض مین اور وفات کے روز واقع ہوئین اور ذکر غسل کا اور تکفین
کا اور نماز اور دفن کا اور اثبات کرنا انبیا کے حیات کا اور یہ قسم تین باب پر مرتب ہے قسم پنجم
حضرت سرورعالم کی اولاد طاہرہ کے ذکر مین اور ازواج طاہرہ اور سراری مکرمہ کے بیان مین اور ذکر
اوس جناب کے اعمام اور عمات کا جمع عم اور عم بمعنی چچا اور پھوپھی اور جدات کا ذکر اور اخوت رضاعی
کا بمعنی ہمشیر اور ذکر خادمونکا اور موالیونکا اور حراس کا بمعنی نگہبان اور کتاب کا یعنے دبیر وغیرہ اور اوس
جناب کے امیرونکا اور ایلچیونکا ذکر اور عاملونکا اور خطیبونکا اور شاعرونکا اور موذنونکا اور لڑائیون کے
ہتیارونکا بیان اور جو کچھ مانند اون کے ہو اور ترتیب دینا اس قسم کا اوپر گیارہ باب کے اتفاق ہوا
تکملہ حضرت کی بعضی صفات کاملہ کے بیانمین برطریقہ اہل معرفت اور اوس جناب کیطرف توجہ اور
طلب مدد کرنے کا طریق قسم اول سرورعالم کے فضایل اور کمالات کے بیانمین اور اس قسم مین گیارہ
باب ہین باب اول حضرت کی حسن خلقت اور جمال صورت کے بیان مین قطعہ
قلم گرہے سعادت تجھکو منظور ✽ تو کر روے نبی کے وصف مسطور ✽ کرے اس وجہ سے گر شک پری
سواد و جہ پیدا ہونے کا نور ✽ چھرہ منور اوس جناب کا آئینہ جمال الٰہی اور مظہر انوار نا متناہی تھا
صحیحین مین برا بن عازب سے لایا ہے کہ کہا یعنے اوسی برا نے کہ تھا رسول خدا خوبرو اور خوشبو
ترین مردم یعنے تمام اہل عالم سے وہ سرور صورت اور خو مین بہتر اور خوشتر تھا اور ابی ہریرہ کی حدیث
مین آیا ہے مارایت شیأ احسن من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنے نہین دیکھا مین نے
کسی چیز کو بہتر پیغمبر خدا سے اور کہنا ابوہریرہ کا مارایت شیأ اور نہ کہنا انسانا یا رجلا یعنی بمبالغہ تشبیہ ہے

کیونکہ خوبی اور حسن اوس جناب کا فائق تھا تمام اشیا پر اور تھا ایسا روشن اور تابان تھا کہ گویا سیر کرتا ہے
آفتاب اوس سرور کے روے مبارک مین اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ جب دیکھتا تو اوسکے تئین دیکھتا
جیسے آفتاب طلوع کرتا ہے بیت تا نتیجہ نیست روز ہستی زاد + آفتابی چو تو ندارد یاد + مقصود اوس
سے اوس سرور کے وجہ مبارک اور روے روشن کی چمک اور روشنی اور تابندگی ہے مین نے اوس شعر
کا ترجمہ نظم مین اسطرح کیا بیت ہوا جب سے عدم کی رات سے ہستی کا دن پیدا + نہ نکلا مہر تجھسا
جسمین خورشید و مہ شیدا + اور حدیث بخاری مین آیا ہے کہ پوچھا گیا براء بن عازب سے کہ آیا تھے
روے مبارک حضرت کے شمشیر کے مانند یعنی چمک اور صقالت اور روشنی مین کہا نہین بلکہ مثل قمر تھے
جب تشبیہ دینے مین تلوار کے ساتھ معنی تدویر کے یعنے گرد کے فوت ہوتے تھے عدول کیا اوس سے
طرف قمر کے کیونکہ یہ تشبیہ جامع ہے دونو صفت کی جو تدویر اور درخشندگی ہے اور مسلم کی روایت
مین آیا ہے کہ کہا نہین بلکہ روے مبارک حضرت کے مثل آفتاب اور ماہتاب تھے یعنے مستدیر تھے
اگرچہ دمک اور چمک آفتاب مین بیشتر ہے لیکن چاند مین وہ ملاحت ہے کہ سورج مین نہین اور ملاحت
نام اوس صفت کا ہے کہ دیکھنے مین خوب معلوم ہو اور دل مین جگہ کرلے اور مدرک اوسکا ذوق ہے اور
وصف اوسکے بیان مین درست نہ آوین چنانچہ کہتے ہین شعر شاہد آن نیست کہ مو سے و میانے دارد +
بندہ طلعت آن باش کہ آنے دارد + شعر گرچہ ہو موے میان شاہد نازک اندام + آن جس طلعت
زیبا مین ہو مین اوسکا غلام + ملاحت اور صباحت مین اسجگہہ تمیز اور فرق کرتے ہین اس سے کہ صباحت
صفت حضرت یوسف کی تھی اور ملاحت نعت محمد سے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جیسا کہ اوس سرور نے
فرمایا کہ انا املح و اخی یوسف اصبح قطعہ وہ کان نمک کہ جسکے شیرین لب لعل + اک دم مین مذاق تلخ کردین
شیرین + تھا نور آلہ اوسکے چہرے کا نمک + سبحان اللہ اوسکا حسن نمکین + اور معلوم کیا چاہیے
کہ تدویر اوس جناب کے وجہ مبارک کی نہ اوس وجہ پر ہے کہ دائرے کیطرح گرد ہو + کیونکہ وہ دائرہ
حسن و جمال سے باہر ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ اوسمین قدرے تدویر تھی اور بہت دراز نہین اور حسن
و جمال اور عظمت اور ابہت مین داخل تر ہے اور آیا ہے کہ نہ تھا چہرہ مبارک اوس جناب کا مکلثم
اور نہ مطہم مکلثم گول چہرے کو کہتے ہین جو بہت مدور ہو اور شفا مین مذکور ہے کہ مکلثم قصیر الذقن
کو کہتے ہین یعنے جسکی ٹھوڑی چھوٹی ہو اور یہ تدویر وجہ کے تئین مستلزم ہے کیونکہ لمبائی چہرے کی ٹھوڑی

کی لمبائی سے ہوتی ہے اور مطہم بروزن معظم یعنی سوجا ہوا چہرہ اور گوشت بھرا ہوا اور بعضی حدیثوں میں
تشبیہ وجہ شریف کے ساتھ قطعہ قمر کی اور شقہ قمر کی جو یعنی پارہ قمر اور نصف قمر ہے واقع ہوئی ہے اور شعار
میں حضور کو ماہ پارہ کہتے ہیں جسطرح کہتے ہیں مصراع ع ہر دیدہ جائے طاقت آنماہ پارہ نیست بیت
ہوا نکھ نہ جسکی شکل تارا ✽ کس چشم سے دیکھے ماہ پارا ✽ اور گویا کہ تشبیہ ساتھ قطعہ اور شقہ قمر کے علو قمر
کے ملاحظہ کرتے اور اوسکی جسم کی زیادتی اور تدویر کے تنظر کرتی ہے نسبت کرتی آدمیوں کے چہرے سے
اکثر کے درمیان اور یہ تشبیہ کعب بن مالکؓ کے کلام میں واقع ہوئی ہے جو شعراے اصحاب اور فصحاے
اصحاب سے تھا پس ضرور ہے کہ اوسکی ایک توجیہ کیا چاہیے پس بعضوں نے کہا ہے کہ یہ تشبیہ محمول ہے
اوس جناب کی صفت پر التفات کرنے کے وقت اور مڑکے دیکھنے کے وقت کہ اسوقت میں تھوڑا سا چہرہ
نمایاں ہوتا ہے اور تائید کرتے ہیں اوسبات کی جبیر بن مطعم کی حدیث سے جو طبرانی کے نزدیک ہے کہ کہا
یعنی اوس جبیر نے کہ التفات کیا ہماری طرف رسول خدا نے ساتھ اوس چہرے کے جو شقہ قمر کے مانند تھی
اور احسن وہ ہے کہ یہ تشبیہ پیشانی مبارک کی ہے جسطرح بخاری کعب بن مالک سے لایا ہے کہ کہا
کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا سر استنار وجہہ کانہ قطعة قمر یعنے تھا وہ سرور کہ جب
شکن پڑتی اوسکے جبہہ مبارک میں روشن ہوتا اور چمکتا گویا کہ وہ پارہ قمر ہے شعر کسیکا تشنہ لب ناز ست
میدانہ ✽ کہ موج آبحیات ست چین پیشانی ✽ بیت تشنہ لب جو ہوئے تیرے ناز کا جانے یہ بات ✽ چین
پیشانی تری ہے موجۂ آبحیات ✽ صراح میں سرر بفتحتین یعنی شکن پیشانی کے اسرار جمع اسارير جمع الجمع
اور حدیث میں کان تبرق اسارير وجہہ یعنے تھا وہ سرور م کہ روشن اور چمکتی تھیں شکنیں اوسکے چہرۂ مبارک
کی بعضوں نے کہا ہے کہ تشبیہ دینا قطعہ قمر کے ساتھ احتراز کرنے کی جہت سے ہے اوس کالونس اور
جھائیوں سے جو قمر میں ہیں اور یہ بات ضعیف ہے کیونکہ تشبیہ شے سے ساتھ قمر کے نور اور ضیا مقصود
ہے نہ اوسکا سواد اور جھائیں اور بھی سیاہی چاند کے ٹکڑے میں بھی واقع ہے اور ابوبکر صدیقؓ
سے آیا ہے کہ فرمایا تھا چہرۂ مبارک رسول خدا کا دائرہ قمر کے مانند دارہ قمر ہالے کو کہتے ہیں جسے فارسی
میں خرمن ماہ کہتے ہیں مؤلف کہتا ہے کہ ظاہر وہ ہے کہ مقصود تشبیہ دینے کا قمر کے جرم سے ہے اور ہالہ
ماہ سے تشبیہ دینا اشارت ہے طرف احاطہ کرنے انوار اور روشنیوں کے جو چہرۂ مبارک کے اطراف
وجوانب میں حکم ہالے کا رکھتے ہیں اور اس بیان میں کمال ضیا اور نورانیت چہرۂ انور کی اور عظمت اور ابہت

اوسکی ہے یا ہی اہل نظر کو کیا چیز آتی ہے نظر شہود مین یعنے اوسکے جمال اور جلال سے اس تشبیہ مین کہ بر
کرتی ہے وہی چیز آنکھون کے تئین اور دل کے تئین نور محبت اور عظمت سے اور کعب بن مالک کی حدیث
مین بھی تشبیہ دائرہ قمر کر کے آئی ہے اور ظاہر تر اور مشہور تر تشبیہ لیلۃ البدر کی تشبیہ ہے یعنے چودہوین
رات کے چاند سے بیہقی ابی اسحق سے لایا ہے یعنے روایت کرتا ہے کہ ایک عورت ہمدان کی رہنے والی
مجھسے بولی کہ مین حج کی رسول خدا کے ساتھ کہا مین نے کہ بیان کر اوس جناب کے چہرہ مبارک کا کہ
کیسا تھا بولی کالقمر لیلۃ البدر لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنے چہرہ اوس جناب کا چودہوین
رات کے چاند سا تھا ایسا کہ نہین دیکھا مین نے ویسا آگے اوسکے اور نہ بعد اوس سرور کے اور طالب مشتاق
پر چاہیئے ہمیشہ اوس سرور کے جمال جہان آرا کے مراقبہ مین رہے جو جو یعنے طالب مشتاق کو لازم ہے کہ
لیالی بیض کے درمیان یعنے جن شبون مین چاند پورا ہو اوس مشاہدہ سے غافل اور فارغ نہ رہے کہ دیدار
نقد ہے اور ابن ابی ہالہ کی حدیث مین آیا ہے وکان رسول اللہ فخما مفخما یتلألأ وجہہ تلألؤ القمر لیلۃ البدر
یعنی تھا وہ سرور عظیم و بزرگ اور معظم اور مہیب نظرون مین دیکھنے والون کی چمکتا تھا چہرہ مبارک اوس سرور کا
جسطرح چودہوین رات کے چاند کی تابندگی اور ترجیح دینے مین یعنے ترجیح دیتے مین اوس جناب کے
تشبیہ کو قمر کے اوپر آفتاب کے تشبیہ کے جسطرح پہلے ایک اشارت طرف اسبابکے کی گئی سبب یہ ہین
کہ چاند منور کرتا ہے آنکھونکو اپنے نور سے اور دل انس پکڑتا ہے اور لذت پاتا ہے اوسکے دیکھنے سے اور
نگاہ کر سکتا ہو طرف اوسکے بخلاف آفتاب کہ خیرہ کرتا ہے یعنے چکاچوندہ مین لاتا ہے نظر کے تئین
اور دلکو ذوق نہین دیتا آن یہ ہے اوس سرور کی ذات عظیم الصفات کی تشبیہ آفتاب سے دبدبہ اور جلال
اور نور تجلی مین ہے اور ظہور اوس سرور کے نور کا ذرات عالم مین اور کنہ حقیقت ذات شریف کے دریافت
ہونے مین اور خیرہ ہونے مین عاقلون کی نظرون کے دور اور نزدیک سے اوس جناب کے فضل و کمال
کے دیکھنے مین بحال خود ہے کما قال یعنے جسطرح شیخ محمد نے جو صاحب قصیدہ بردہ ہے کہا اسی بیان مین
قطعہ اعیی الوری فہم معناہ فلیس یری ۔ للقرب والبعد فیہ غیر منفحم ۔ کالشمس تظہر للعینین من
بعد ۔ صغیرۃ وتکل الطرف من امم ۔ ترجمہ اکابر جنہ نظم مین اسطرح کیا قطعہ ہو خلق کو کیونکر
نہ حیرت و عجز ہا ہے شمس کو نور بس فراوان ۔ تصویر رسول ہاشمی کی ۔ تھی مہر کیطرح اسی تابان ۔ گرد و نزدیک
سبکے چشم اسکو ۔ یا پاس سے عجز ہو بہ ہر آن ۔ لیکن دیکھنے مین چشم ظاہر کے آفتاب سے تشبیہ دینا نزدیکتر اور

داخل ہے اور صاحب مواہب لدنیہ نے یہان سے مواہب مین نقل کیا ہے یہانتک کہ صحابہ نام رکھا ہے
یہ کہ جب سرور عالم خوش ہوتے نظر آتی صورت مبارک آئینہ کے مانند اور نظر آتا دراوپر دیوار کا تن چہرہ شریف
مین اوس جناب کے اور جابر بن سمرہ سے آیا ہے یعنی مروی ہے کہ کہا کہ دیکھا مین نے رسول خدا
کے تئین شب مہتاب مین اور اوس جناب کے تن مبارک پر حلہ حمرا یعنے سرخ تھا پس نگاہ کرتا
تھا مین طرف اوس سرور کے اور طرف قمر کے پس قسم الٰہی کی تھا وہ سرور نزدیک میرے بہتر
قمر سے اور کہنا اوسکا نزدیک میرے اوسکے اظہار تلذذ کے سبب سے ہے اور نہ سرور کے حسن و جمال
پر اور نہین تو وہ سرور حسن و ارفع تر ہے حقیقت مین سب کے نزدیک تشبیہ حلہ وکپڑون کو کہتے
ہین رد اور لنگی اور مراد حمرا سے وہ کپڑا ہے جو سرخ لکیرین رکھتا ہو محدثون کی تحقیق یہی ہے
اور خطا کی اوس شخص نے جس نے حلہ کے تئین ریشمی کپڑے پر گمان کیا اور حمرا کے تئین صرف
سرخ کپڑے پر اور معلوم کیا چاہیے کہ تشبیہین ان چیزون سے جو اوس سرور کی صفات مین
ثابت ہوئین شاعرون کی روش پر ہین بر حسب عرف و عادت یعنے جسطرح دستور ہے کہ
تشبیہ دینے کا اور نہین تو کوئی چیز مکونات سے ایسی نہین جو معادل اور مماثل ہو یعنے عدیل
و نظیر ہو اوس جناب کی صفات خلقیہ اور خلقیہ کے تئین فسبحان اللہ من خلقہ و حسنہ و اجملہ و اتمہ
و اکملہ سبحان اللہ سبحان اللہ و تعالیٰ بیان حضرت صلعم کی چشم مبارک کا قطعہ ای چشم و چراغ
خانہ دولت و دین ۔ ای گوہر شب چراغ ایمان و یقین ۔ عاشق تری چشم خوب پر ہین مردم ۔ دنیا
مین بشر بہشت مین حور عین ۔ کلام آئین دو وجہ سے ہے اول خانہ چشم کے وصف مین اور شکل
و ہیئت مین اوسکی روایت ہے امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے کہ فرمایا کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم عظیم العینین اہدب الاشفار یعنے تہا وہ سرور بزرگ چشم دراز مژگان مراد آنکہہ کے
بڑاپے سے ہے آنکہہ کی تنگی اور خردی کی نفی ہے نہ یہ کہ بہت بڑی آنکہین ہون باہر نکلی ہوئی اور
کلیہ اوس جناب کے اعضائے شریف کے صفات مین توسط اور اعتدال ہے جو اوسکا مدار حسن
و جمال اور مبنائے فضل و کمال ہے اہدب الاشفار جو اوپر واقع ہوا اشفار جمع شفر ہے بمعنے کرانہ
آنکہون کے غلاف کا جسپر پلکین اوگتی ہین اور اہدب ہدب سے ہے بمعنے درازی آور دوسری حدیث
مین آیا ہے اشکل العینین اور شکلہ بضم شین اوس سرخی کو کہتے ہین جو آنکہون کی سپیدی مین ہوا ہے

اور یہ علامت محمود ہے اور یہ طور اوسکا یہ کہ آنکھوں مین بار یک سرخ رگین ہوتی ہین اور شہلہ اوس سرخی کو
کہتے ہین جو آنکھونکی سیاہی مین ہو اور یہ اوس سرور کی چشم شریف کی صفت میں کثر واقع ہوا ہے
لیکن نہایہ کے درمیان مذکور ہے کہ کان اشہل العینین اور کہا ہے الشہلۃ حمرۃ فی سواد العین
شہلہ وہ سرخی ہے جو سیاہی مین ہو یہ بھی ایک طور کے حسن سے ہے آنکھ مین جو دلربا ہے
لیکن مشہور اشکل العینین ہے اور اشعار کے درمیان صفت میں جوانون کے آیا ہے وفی النہایہ
اشکل وہ چیز ہے جسمین سرخی اور سپیدی ملی ہوئی ہو اور وہ چیز جسکی سفیدی مائل بسرخی ہو اور شکلہ
کے تئین سحرہ بھی کہتے ہین و اشتقاق اوسکا سحر سے ہے جیسے چشم جادو اور جادوگر کہتے ہین جو
دلکو موہی ہے اور بعضون نے اشکل العین کی طویل شق العین کر کے تفسیر کی ہے طویل شق العین
کے معنی دراز پھٹا ہوا دیدہ اور قاموس مین بھی یوہین کہا ہے اور قاضی عیاض مالکی نے بھی
ایسا ہی لایا ہے اور شمائل ترمذی مین بھی ایسا ہی آیا ہے اور ظاہر وہ ہے کہ فرمانا امیر المومنین
علی کا عظیم العینین اسی معنی کے ارادے سے ہے واللہ اعلم اور ادعج العینین بھی سرور عالم
کی صفت مین واقع ہوا ہے اور ادعج کے معنی بہت سیاہ چشم اور قاموس مین فراخی کی معنی
بھی اعتبار کیے ہین اور تہا وہ سرور اکحل العینین اگرچہ سرمہ اوس جناب نے نہین دیا تہا آنکھونمین
شعر لسان سرمہ سیہ کرد خانہ مردم ٭ دو چشم تو کہ سیاہ اند سرمہ ناکردہ ٭ بیت سرمے کیطرح
خانۂ مردم ہوا سیاہ ٭ چشم سیاہ سے تری نے سرمہ واہ واہ ٭ حضرت خلاق نے اوس نگانۂ آفاق
کی آنکھین اپنے ید قدرت سے ایسی بنائی ہین گویا کہ سرمہ دیا ہے دوسری وجہہ حضرت کی چشم
مبارک کے بیان مین ابن عباس نے کہا کہ تہے حضرت رسول کہ دیکھتے آپ اندہیاری مین جسطرح
دیکھتے دن کے اُجالے مین رواہ البخاری یعنے اس حدیث کو بخاری نے روایت کی ہے اور
بیہقی نے عائشہ سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے اور قاضی عیاض شفا مین لایا ہے کہ حضرت
رسول ثریا کے درمیان گیارہ تارے دیکھتے اور بعضی کے نزدیک بارہ اور تہی نگاہ شریف
اوس سرور کی طرف زمین کے دراز تر نگاہ کرنے سے طرف آسمان کے نہایت حضور اور حیا کی جہت
سے اور وہ جو کچہ حدیثون مین وارد ہوا ہے کہ حضرت نگاہ طرف آسمان کے رکہتے تہے بہت یا کبھی
کبھی انتظار وحی کی جہت سے ہوگا اور یہ جو وارد ہے کہ طرف زمین کے نگاہ رکہتے تہے یہ بات

منہ مبارک کے درمیان ہے اور اکثر نگاہ کرنا حضرتؐ کا ملاحظہ کرنا تھا یعنے گوشۂ چشم سے دیکھتے تھے تعبیر
گوشۂ چشم وہ جو متصل گیطرف ہے یعنے کنپٹی کی جانب اور وہ جو بینی کیطرف ہے اوسے موق
اور ماق کہتے ہین اور یہ نہایت حیا اور وقار کی جہت سے تھا اور جسوقت التفات فرماتے اور دیکھتے
بائین اور داہنی طرف بتمام مڑ جاتے اور نظر چرانے اور گردن پھرانے پر کفایت نکرتے کیونکہ یہ
حرکت سبکسارون اور متکبرون کی عادت سے ہے اور نگاہ فرمانا اوس سرور کا پیش رو اور پس
یکسان تھا اور احادیث صحیحہ مین آیا ہے کہ اپنے مقتدی لوگونکو فرماتے یعنے حالت نماز مین کہ پیشی
مت کرو تم مجھ سے رکوع کرنے مین کہ مین دیکھتا ہون تمکو پردہ اور پشت یکسان اور پوشیدہ
نہین مجھپر تمہارا رکوع اور سجود ادا کرنا اور اس رویت کی حقیقت کو خدا جانے کہ کیا تھی اور
اوس جناب کی تمامی احوال کی حقیقت ایسی ہی کچھ ہے کہ اوسکی ماہیت کو پہنچنا محال ہے اور
اوسکی کنہ کے دریافت کا دعوا کرنا حکم تاویل متشابہات کا رکھتا ہے یعنے جسطرح آیات
متشابہات کی تاویل کرتے ہین اور جو کچھ قیاس اور نظر علم سے کر سکے یعنے اوسی مقدمے مین جو
مذکور ہوا کہ حضرتؐ مقتدیون کو فرماتے کہ مین دیکھتا ہون الخ اوپر اس تفصیل کے ہے کہ یہ رویت
رویت بصری ہے یا رویت قلبی بر تقدیر یہ مخصوص ہے بحال نماز جو محل انکشاف تام اور موجب
ازدیاد نور ہے یا یہ کہ عام ہے تمامی احوال اور اوقات کو اور اگر رویت بصری ہے تو اسی آنکھ
سے ہے کہ جو سر مین ہے یا یہ کہ پروردگار تعالے قادر ہے کہ بصر کی قوت بدن کے ہر ایک جز
مین پیدا کرے یا یہ سرور عالم کے اعتبار مین بطریق اعجاز مقابلہ شرط نتھا یعنے اپنے سامنے ہونا
اور بعضون نے کہا ہے کہ حضرتؐ کے شانون مین دو آنکھین تھین سوئی کے ناکے کے مانند کہ دیکھتے
تھے اوس سے اور ڈھانپتے نتھے اونکو لباس سے یا یہ کہ صورتین اون لوگون کی انکا ہوتی
تھین قبلے کی دیوار مین جسطرح آئینے مین پس دیکھتے تھے حضرتؐ اونکے کامون کے تئین اور یہ
دونون باتین نادر ہین اگر روایت صحیح سے ثابت ہون تو آمنّا و صدّقنا ورنہ نہین تو محل توقف ہے
اور اگر اوس رویت سے رویت قلبی مراد ہو تو وہ علم ہے بطریق وحی یا الہام اور کشف اور الہام
اور کہتے ہین کہ صواب وہ ہے یعنے نیک اور پسندیدہ یہ بات ہے کہ جسطرح اللہ تعالے
نے اوس سرور کے دل مبارک کو ایک احاطہ اور کشایش دریافت مین اور جاننے مین معقولات کے

ارزانی رکھا اوسیطرح اوس جناب کے حواس لطیف کے تئین بہی احاطہ محسوسات کے دریافت کرنے
مین بخشا اور جہات ستہ کے تئین حکم مین ایکجہت کے گردانا واللہ اعلم یعنے چہہ طرفین جنکو فوق تحت یمین
شمال قبل بعد کہتے ہین ان طرفونکو حضرتؐ کے حضور چہہ جہت کو مانند گردانا قطعہ اے برگزیدہ
حق عالی سے تیرا پایا + خالق نے شش جہت کو تیرے لیے بنایا + تیرا مقام والا ہے شش جہت سے اعلا
سوے نشیب و بالا چارون طرفکو سایا + پیش نظر ہے تجکو افضال ایزدی سے + تو ہے محیط سب
پر یا اشرف البرایا + اور اسجگہہ اشکال لاتے ہین کہ بعضی رواتیون مین آیا ہے کہ فرمایا ہے
رسول خدا نے کہ مین بندہ ہون نہین جانتا جو کچہ اس دیوار کے پیچھے ہے جواب اسکا یہ ہے
کہ اسبات کو کچہ اصل نہین اور روایت اوپر اوسکے صحیح نہین ہوئی اور اگر ہو تو کہا ہے کہ یہ نکشاف
ہونا مخصوص بحال نماز ہے اور اگر عام ہے یعنے وہی انکشاف تو موقوف با علام الٰہی ہے اور
موقوف ہے اوسکے پیدا کرنے پر علم کے تئین جسطرح تمامی مغیبات مین ہے اعلام کے معنی
آگاہ کرنا اور علم جاننا اور دلالت کرتی ہے اسبات پر وہ حدیث جو واقع ہوا ہے کہ ایکبار ناقہ
سرور عالم کا گم ہوا تہا بعضے منافقون نے کہا کہ محمدؐ آسمان کی خبر دیتا ہے اور نہین پا سکتا ہے
کہ ناقہ اوسکا کہان ہے جب یہ بات منافقون کی حضرتکو پہونچی فرمایا مین نہین جانتا اور نہین پایا
مگر وہ جو کچہ بتلاوے اور معلوم کراوے مجھے پروردگار میرا اور یہی بہی فرمایا یعنے اوسوقت کہ تحقیق
راہنمائی کی مجھے میرے پروردگار نے اوپر اوس ناقے کے کہ وہ ایک ایسی اور ایسی جگہہ مین ہے اوسکی
ہے مہار اوسکی ایکدرخت مین پہنس گئی لوگ وہان اور پایا اوسے اوسیطرح جسطرح خبر دی تہی
حضرتؐ نے پس وہ سرور نہین پاتا مگر وہ جو کچہ دریافت کرا دے اوسے پروردگار خواہ نماز مین ہو یا غیر نماز
مین فللہ اشکال بیان حضرتؐ کے گوش مبارک کا قطعہ سوسن کیطرح اگر ہزار ہون ہون
زبان + ہر چند ہون کیتکی سے گوش اے ذی ہوش + اوس گوش کے وصف گل سے گر پوچہو تو
کہنے زبان چاہیے سننے کو گوش + وہ در یتیم جسکے بستے کا کوسی + سے ارض سے تا فلک نہین ہے
ہمدوش + نت مصحف سے جسکی روز و شب شمس و قمر + ہین چرخ مین مثل بندہ حلقہ بگوش + حدیث
مین آیا ہے کہ فرمایا سرور عالم نے کہ مین دیکہتا ہون وہ کچہ جو تم نہین دیکہتے مخاطب اسمین صحابہؓ ہین
اور سنتا ہون مین وہ کچہ جو تم نہین سنتے سنتا ہون مین آسمان کے اطیط کے تئین اور اطیط آواز کو کہتے

ہین عام اسبابت سے کہ اونٹ کے پالان کی آواز ہو یا خالی شکم کی یا اونٹ کے بولنے کی یا کوئی اور
آواز اور فرمایا کہ سزاوار ہے آسمان کو کہ آواز کرے کیونکہ اوسمین نہین جگہہ ایک وجب اور ایک
روایت مین یہ کہ فرمایا چار انگل مگر یہ کہ رکھا ہے اوسجگہہ ایک ایک فرشتے نے اپنی پیشانیون کے
تئین واسطے سجدے کے اور ایک روایت مین یہ کہ فرشتے ساجد ہین یا قائم ہین اور حضرت کے
گوش مبارک کا بیان اور ہیئت اور تمامی صفات اوسکے ان کتابون مین نہین ملے مگر جامع صغیر
کے درمیان لایا ہے کہ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تام الاذنین یعنے کامل الاذنین
بیان حضرت کی پیشانی شریف کا قطعہ وہ پیشانی انور چشم بد دور ٭ تصور سے رہے
دل جسکے مسرور ٭ ہے نورافزا عالم مثل خورشید ٭ جبین اوس ماہ کی نور علے نور ٭ حضرت
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے وصف کی ہے اوس جناب کی واضح الجبین کرکے یعنے روشن
اور کشادہ پیشانی اور ایک روایت سے صلت الجبین صراح مین صلت بمعنی کشادہ پیشانی
اور ایک حدیث مین واسع الجبین وارد ہے اور ایک روایت مین واضح الجبہہ اور اوس
سرور کی صورت مبارک کے ذکر مین کعب بن مالک سے مذکور ہوا کہ جب حضرت چین
پیشانی مین لاتے ایسے معلوم ہوتے گویا چاند کا ٹکڑا ہے اور کہتے ہین کہ اثر بخت اور طالع
اور نورانیت پیشانی مین ظاہر ہوتے ہین یعنے آثار نیکبختی اور سرنوشت جو کہ ماں کے پیٹ مین
لکھتے ہین سو پیشانی کی جگہہ مین ہے اور کبھی مشاہدہ اسکا یعنے اثر بخت پیشانی مین ظہور کرے ہے
اسکا مشاہدہ یعنے دیکھنا کعبہ معظمہ کے دروازے مین کہ عادت تطلیہ اور تمویہ پر اوسکی جاری ہوئی ہے
حاصل ہوتا ہے کہ کیسے آثار نیکبختی اور سعادت کے اوس سے ظاہر ہوتے ہین تطلیہ اور تمویہ یعنے
کسی چیز کو زر اندود اور نقرہ اندود کرنا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم **بیان سرور عالم کے
ابروونکا** قطعہ وہ نور الٰہی ہے کون اوسکا مماثل ہے ٭ اوس نیر اعظم کا کب شمس معادل ہو ٭
اوس بدر کے ابرو سے کیا قوس کو نسبت ہے ٭ لاغر ہو ہلال آسا گر ماہ مقابل ہو ٭ حضرت امیر المومنین
علی کی حدیث مین واضح الجبین مقرون الحاجبین واقع ہوا ہے قرن دونو بہون کے بالون
کے اتصال کو کہتے ہین اور مقرون الحاجبین ہندی مین جٹی بہون والے کو کہتے ہین اور ابن
ابی ہالہ کی حدیث مین جو حلیہ شریف کے بیان کرنے والون سے ہے معنی بغیر قرن آیا ہے یعنے

ہوین حضرتؐ کی باہم پیوستہ نتہین ان دونون روایتون مین اختلاف ہے اور کہاہے اونہون نے
یعنے راویون نے کہ صحیح روایت مین غیر قرن ہے ظاہرا ابرو ونکا اقتران باعث تہا ایساکہ بال ابرو ونکے
باہم سخت گنجان ملے ہون اور بہت کشادگی بہی نتہی بلکہ ہوونکو باہم اتصال تہاکئی بالون سے ایسے
جانئے اطلاق اقتران اور عدم اقتران دونونکا صحیح پڑے اور نظر خیال ورشہود مین بہی ایسا ہی آتاہے
اور اللہ تعالی داناتر ہے اور کہاہے کہ حضرتؐ کے ابروؤن کے درمیان ایک رگ تہی کہ محرک
اوسکا غضب تہا یعنے جسوقت غصے مین آتے اوسوقت وہ رگ نمود کرتی تہی اور ہنی بن ابی ہالہ
کی حدیث مین آیاہے کہ ازج الحواجب اور تفسیر کی ہے ازج کی مقوس طویل وافر الشعر کرکے
یعنے کمان ابرو جسمین بال بہت ہون او کشیدہ ابرو اور ایک روایت مین ازج الحواجب سوابغ
یعنے کشیدہ ابرو تمام بہرے ہوئے بالون سے اور قاموس اور صحاح مین زج کے معنی باریکی ابرو
ساتہ درازی کے اور فارسی مین کمان ابرو کہتے ہین اور بیہقی بعض صحابہ سے لایا ہے کہ کہا یعنے
صحابی نے کہ دیکہا مین نے رسول خدا کے تئین حسن الوجہ دقیق الحاجبین یعنے خوبصورت دقیق ابرو
یعنے باریک ابرو اور دقت وفور موسے منافات نہین رکہتی مراد دقت سے وہ ہے کہ ابرو
بالون کے اژدحام سے پر مو نہو اور وفور مو سے مراد یہ کہ کم مو اور پراگندہ نہو جسے چیدرے
چیدرے ہوون کہتے ہین بیان حضرتؐ کی بینی مبارک کا الف تشریف کے بیان مین
اقنی الانف والعرنین واقع ہواہے اور عرنین بروزن سکین بمعنی ناک کی بلندی جو ہوونکے
نیچے ہے جہان پیوستگی ہے ابروونکی اور تفسیر کی ہے اقنی کی سائل الحاجبین مرتفع الوسط
کرکے اور سائل سیلان سے آیاہے بمعنی بینی مبارک اوس سرور کی اور بلندی بینی ابرو کے نیچے کی
نہتی ہموار سا تہہ ایک نوع طول کے مرتفع الوسط اور دقیق العرنین بہی آیاہے
اور دقت بہی تردیک بمعنی سیلان ہے اور مراد اوس سے نفی کرنا موٹاپیکاہے اور اوس
جناب کی بینی مبارک کے تئین ایک نور ایسا تابان تہاکہ گمان کرتا جو کوئی خوب سوچ کے نہ
دیکہتاکہ بلند ہے اور وہ بلندی اوس نور کی تہی جو اوپر اوہہار کرتا تہا اور اسکو بہی بعیر اس ترکیب
بینی کو بہی نشان نیکبختی اور سعادتمندی مین گنتے ہین اور باور کرتے ہین بیان حضرتؐ کے
دہن مبارک کا صحیح مسلم کے درمیان جابرؓ کی حدیث سے آیاہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ

یعنے تھے حضرت کشادہ دہان اور ایسی ہی وصف کی ہے ابن ابی ہالہ نے جو وصف کرنے والا حضرت کا ہے اور وہ ایک حدیث رکھتا ہے بہت بڑی حضرت کے حلیہ شریف کے بیان میں جو شمائل ترمذی کے درمیان مسطور ہے وسعت دہان یعنے فراخ دہان ہونا نیک ہے عرب کے نزدیک اور عیب کرتے ہیں چھوٹے دہن کے تئین مردوں کے درمیان نہ یہ کہ عورتوں میں اور تنگدہنی جو شاعروں نے جوانوں میں اعتبار کی ہے یعنے امردوں میں یا محبوبوں میں گویا اس جہت سے ہے کہ وہی حکم رن میں ہین اور بعضے کہتے ہین کہ وہ یعنی تنگدہنی کنایہ کم سخنی اور محبوبی سے ہے اور دوسری حدیث میں لفظ + ضلیع الفم کے بعد یہ عبارت زیادہ کی ہے جسکا بیان فراخی دہن سے مراد رکہتا ہے یفتتح الکلام ویختمہ باشداقہ شدق بکسر اول کنج دہن کو کہتے ہین اور تشدق بتحریک بمعنی فراخی ہونا خطیب اشدق یعنے تالو کشادہ اور متشدق کہتے ہین فصاحت کرنے والے کو یعنے کلام دہان شریف سے تام اور کامل اور بھرا ہوا نکلتا تہا اور ٹوٹا اور ناقص نہین پس اس بیان کے حاصل نے فصاحت اور اثبات فصاحت کو جمع کیا یعنے اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت فصیح تھے اور جس کسیکا دہان اور تالو اوس ترکیب کا ہوگا سخن اوس سے فصاحت ہی کا نکلے گا کیونکہ اس ترکیب کو لازم ہے اور تشدق وہ لسان ہے جسے مذموم اعتبار کیے ہین یہ اوس صورت میں کہ بطریق تکلف اور بناوٹ اور ناحق ہو اور بعضوں نے کشادگی دہن سے ہونٹونکی نزدیکی کو مراد رکہا ہے اور مفلج الاسنان یعنے کشادہ دانت اگلے کے فی الصراح فلج دانتونکی کشادگی اور حدیث میں آیا ہے اشنب مفلج الثنایا یعنے روشن تر کشادگی ثنایا کی سامنے کے دانتونکا نام ہے اور علی مرتضیٰؓ کی حدیث میں آیا ہے جلیح الثنایا جا حطی ہے اور جیم سے معنی روشن اور تابان سامنے کے دانت اور ابن عباس کی حدیث میں آیا ہے کہ کہا تھے حضرت کے کشادہ لب ایسی کہ جب تکلم کرتے دیکھا جاتا کہ گویا نکلتا ہے نور اوس جناب کے آگے کے دو دانتوں کی کشادگی سے ورحم اللہ البوصیری حیث قال شعر کَاَنَّمَا اللُّؤلُؤُ المَکنُونُ فِی صَدَفٍ ٭ مِن مَعدِنَی مَنطِقٍ مِنہُ وَمُبتَسَمٍ ٭ ہے لولو خبر مبتدا محذوف ہے تقدیر اوسکی کان کلامہ اللؤلؤ یعنی کلام سرور عالمؐ کا مثل مروارید تہا پوشیدہ کیا ہوا بدل ہوئی منہ سے دو دو معدن موتی کے غلاف میں جو صدف ہے وہ در مکنون سخن اوس جناب کا دو معدن سے تہا جائے نطق اور جائے تبسم میں مکان نطق سے مراد زبان ہے اور جائے تبسم سے مراد دو لب

حاصل یہ مشابہت دیتا ہے پیغمبر خدا کے کلام کو موتی کے ساتھ جو مستور ہین صدف مین مراد دو دونون سامنے کے دانتون سے جنکی صفت میں مبلغ الثنایا مرقوم ہوا اس شعر مین تشبیہ ہے کانما اللؤلؤ المکنون فی صدفہ یعنے باتین سرور عالم کی گویا کہ مروارید جسطرح پوشیدہ ہو صدف مین من معدنی بدل ہے صدف سے اور معنی اوسکے دو معدن سے سو جائے نطق اور جائے تبسم ہے مراد زبان اور دونون لبون سے ہے اور طبرانی نے روایت کی ہے اوسط کے درمیان کہ تھے ہونٹھ حضرت کے اور منھ دہان احسن اور الطف تمام آدمیون سے اور ایک روایت مین عظیم الاسنان واقع ہوا ہے اور مراد تمامی اور درستی اوسکی ہوگی **قطعہ** دہان پاک سے گرچہ صدف کو کیا نسبت ✤ نہو سکین در دندان سے گرچہ در صدف ✤ ولیک ہین در دندان وہ لولوے مکنون ✤ ہے جنکا معدن روشن دہن بعز و شرف ✤ جو موتی دیکھین تبسم مین تیرے دندانکو ✤ تو غرق آب ہون اور ہو صدف آب آب خذف ✤ **بیان حضرت کے آب دہان مبارک کا** آب دہن اوس سرور کا شفا بخش تھا بیمار و نکا اور دلفگار و نکا اور حدیث اوس جناب کے تھوک کی یعنے تھوک ڈالنے کی علی مرتضی رض کی آنکھون مین اور اوسیوقت تندرست ہونا اونکا جنگ خیبر کے درمیان مشہور ہے اور لایا گیا ایکروز حضرت کے حضور ایک ڈول پانیکا پس پیا پانی اوس سرور نے اوس ڈول سے اور ڈالا آب دہن اور آب رو اور ڈالا وہ پانی کنوئین مین پس فایح ہوئی اوس سے مشک کی بو اور انس رض کے گھر مین ایک کنوان تہا ڈالا حضرت نے آب دہن مبارک اپنا اوسمین پس نتہا مدینے مین کوئی کنوان شیرین تر اوس سے اور ایکمرتبہ کئی بچے شیر خوار حضرت کے حضور لائے پس ڈالا اوس سرور نے اپنا آب دہن مبارک اون کے منہ مین پس سیراب ہوئے وہ اطفال اور دودہ نہ پیا اونہون نے اوس روز اور ایکروز حضرت امام حسن مجتبے رض بہت پیاسے تہے پس حضرت نے اپنے زبان مبارک اون کے منہ مین رکھی اور امام رض نے اوسکو چوسا اوس روز تمام دن سیراب تھے اور یہ سب اوس جناب کے معجزات سے ہین اور امثال اسکے بہت ہین **بیان حضرت کے ہنسنے کا** صحیح بخاری کے درمیان جناب عائشہ صدیقہ رض سے لایا ہے کہ فرمایا صدیقہ نے کہ نہ دیکھی مین اوس جناب کے تئین ہنستے ہین اسطور پر کہ دیکھے جاوین لہوات اوس سرور کے اور لہوات لفتحات جمع لہاۃ ہے

بمعنی ٹکڑا گوشت کا جو حلق کے اوپر وار ہو گرد اگرد ہونٹوں کا اور ہمیشہ تھے حضرت منبسط الوجہ دایم البشر
اور جو کچھ بعض حدیثون مین آیا ہے کہ ہنسی حضرت رسول یہانتک کہ ہموار ہوئے نواجد اوس جناب کے یعنے
پچھلے دانت اور اونکو اضراس عقل کہتے ہیں اور ہندی مین عقل داڑہ کہتے ہین کیونکہ بعد بلوغ کے
نکلنے ہین مراد اوس سے مبالغہ ہے حضرت کے ہنسنے کے بیانمین نہ یہ کہ اوسکی حقیقت مراد ہو اور یہ بات
مثل نقش ہوئی ہے شدت ضحک کے بیانمین اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد نواجد سے اسجگہ انیاب
یا اضراس ہے مطلقا یعنے بلا قید نہ یہ کہ اوس اضراس سے مراد ہو جو مخصوص ہے اور اکثر ہنسنا
حضرتکا تبسم تھا اور تبسم یعنے مسکرانا ہنسنے کی ابتدا سے ہے اور ہنسنا انبساط وجہ ہے یہان تک کہ
ہموار ہوون دانت سرور سے اور اگر ہنسنا آواز سے ہو ایسا کہ سنا جاوے دور سے اوسے قہقہہ
کہتے ہین اور نہین تو ضحک کہتے ہین اور اگر اصلا آواز نہو تو اوسے تبسم بولتے ہین فی الصراح تبسم لب
شیرین کرنا اور مشہور دندان سفید کرنا ہے اور شیخ ابن حجر نے کہا ہے کہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے ان
تمام حدیثون سے سو یہ ہے کہ حضرت معظم احوال اور اکثر اوقات مین زیادہ تبسم سے نہنستے مگر
تھے اور ہوسکتا ہے کہ کبھی زیادہ تبسم پر کرکے حد ضحک تک پہنچائی ہون لیکن قہقہہ ہرگز کبھی
نہین اور کراہت کیا گیا ہونا ضحک سے کثیر افراط اور ہوتا دکرنا ہے درمیان اوس کے
کہ اوس سے وقار جاتا ہے اور دل مرتا ہے اور بیہقی ابو ہریرہ سے لایا ہے کہ جب ضحک کرتے حضرت
روشن ہوتین دیوارین اور پڑتا نور اوس سرور کے دانتونکا دیوارون پر جسطرح آفتاب کا پرتو پڑتا ہے
اور بکا کرنا یعنے رونا اوس سرور کا بھی جنس ضحک سے تھا بلند نہین ہوتی تھی آواز لیکن گرتے
تھے اشک آنکھون سے اور سنی جاتی تھی آواز سینہ مبارک کی جسطرح تانبے کا دیگچہ کھولے جوش میں
بعض روایتون مین مانند آواز آسیا کے یعنے چکی اور گریہ فرمانا اوس جنابکا صفت جلال کی تجلی ہونے
سے اور امت کی شفقت سے اور میت کے اوپر رحمت کی جہت سے تھا اور اکثر قرآن کے سننے سے اور کبھی
کبھی نماز مین گریہ کرنا اور محفوظ رکھا اللہ تعالے نے اوس سرور کو جمیانے سے یعنے خمیازہ جمائی
لینا اور تاریخ بخاری مین ابن ابی شیبہ سے لایا ہے کہ ماتثاوب النبی قط اور بعض روایت مین
ماتثاوب نبی قط بھی واقع ہوا ہے یعنے بدون الف لام عہد ذہنی کے یعنے کسی پیغمبر نے جمائی
نہین لی اور حدیث مین آیا ہے کہ تثاوب شیطان سے ہے اور اگر جمائی غالب کرے تو منہ کو

دست جب سے ڈھانپا چاہیے یا نیچے کے ہونٹھ کو دانتون مین دبایا چاہیے اور رہ جو جمائی لیتے وقت
ہا ہا یا آہ آہ کہتے ہین سخافت بدہے اور کہتے ہین شیطان ہنستا ہے اوسکے منہ پر جو کوئی کرے
اوسکو ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **بیان حضرت ؐ کے آواز مبارک کا تعریف میں**
اوسکی یون آیا ہے کہ کان رسول اللہ صلعم احسن الناس صوتا و احلاہم نغمۃ یعنے تھے حضرت بہترین خلق
از روے آواز اور کوئی اوس جناب سے شیرین کلام اور خوش آواز نہتھا اور اصدق الناس لہجۃ
جو وصف کلام مین اوس سرور کے واقع ہوا ہے انہین معنون سے ہے کہ تھے زبان شریف اوس
سرور کی راست تر اور درست ترین زبان تھا تکلم کرنے مین مخارج حروف سے جیسا کہ چاہیے اور ادا
ہے اور قادر ہوا سپر کوئی ایک اور صدق لہجہ بمعنی فصاحت آیا ہے اور روایت کی ہے انس
نے کہ نہین بھیجا اللہ تعالے نے کسی پیغمبر کو مگر خوش رو اور خوش آواز یہان تک کہ بھیجا تمہارے
پیغمبر کو ایسا پیغمبر کہ سب سے زیادہ خوشرو اور خوش آواز تر سب پیغمبرون سے اور اسی جگہہ سے
ہے جہان کہین مولوی رومی نے کہا ہے جسکا ترجمہ بیت ولیکن حسن امت کے ہے حق کا مزا
او سکوت ہے صوت پیمبر معجزا اور پہونچتی تہی آواز مبارک بے تکلف وہان تک جہان نہ پہونچے
آواز کسی شخص کی خصوصا خطبون کے پڑھنے مین جو وعظ اور تخویف اور انذار کے بیانمین پڑھتے
ایسی کہ سنتی تہین مستورات اپنے پردون کے درمیان انذار بمعنی ڈرانا تخویف خوف سے آیا ہے
اور خطبہ پڑہا حضرت ؐ نے درمیان منا کے پس کھولے کان تمام لوگون کے اور سنا سبنے اپنی اپنی جا
نزول مین اور جتنے لوگ منا کے درمیان تھے سبنے سنا دور سے اور نزدیک سے اور وہ جو
ایک حدیث مین آیا ہے کہ حضرت ؐ خطبہ پڑھتے تھے منا مین اور امیر المومنین علیؓ حضرت ؐ کے
آگے تھے اور بیان فرماتے تھے حضرت ؐ کے خطبے کو مراد اس سے تفسیر کرنا اور توضیح کرنا کلام کا
اور شرح اور بیان اور رفع اشتباہ کرنا اوس سے ہے کہ سنوانا آواز کا ہو **بیان حضرت ؐ
کی فصاحت زبان کا** اگرچہ جوامع کلم اور بدایع بیان اور غرائب حکم حضرت سرور عالم ؐ
زیادہ ہین اوپر احاطت کے کہ مناسب فکر کا اور اندیشی کا اوسکے حصر اور حصلکے گرد پہر سکے اور
ممکن نہین ہے وصف کیا جانا اوسکا بیان سے اور بیان کرنا اوسکا زبان سے اور پیدا نہ کیا
حضرت خالق نے کسی شخص کو فصیح تر اور شیرین زبان تر اوس سرور ؐ سے ایکبار امیر المومنین ؓ

عمر بن خطاب نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کہین باہر نہین گئے ہمارے درمیان سے اور تحقین سیکھے لوگونمین کہان سے لائے اس تمام وکامل فصاحت کے تئین فرمایا لغت یعنے اصطلاح اسماعیل کی محو اور مندرس ہوئی تھی پس لایا اوسے واسطے میرے جبرئیل پس یاد کیا مین نے اوسکو تئین اور بہی فرمایا ادبنی ربی فاحسن تادیبی یعنے ادب سکہایا مجھے پروردگار نے اور نیک کیا میرے ادب کے تئین اور علم عربیت جو تعلق رکہتا ہے زبان عرب سے اور فصاحت اور بلاغت رکہتا ہے اوسے علم ادب کہتے ہین اور بہی فرمایا کہ مین نشو پانے والا ہوا یعنے بڑہنے والا ابنی سعد بن بکر کے قبیلے مین دایہ اوس جناب کی حلیمہ اوسی قبیلے سے تہی اور وہی افصح عرب تھی اور وہ جو کچھ روایت کی گئی ہے کہ فرمایا انا افصح من نطق بالضاد یعنے مین فصیح تر ہون اوس سے جسنے نطق کیا ضاد سے اگرچہ محدثون کے تئین اس حدیث کی صحت مین جس اصطلاح ملین کہ وہی رکھتے ہین کلام ہے لیکن معنی اوسکے صحیح ہین اور حاصل اوسکا رجوع کرتا ہے طرف اسبات کے کہ فرمایا مین افصح عرب ہون کیونکہ یہ حرف یعنے ضاد مخصوص ہے عرب سے اور دوسری زبانون مین نہین اور عرب کے درمیان جس کسی سے کہ حق اس حرف کے ادا کرنے کا ادا کیا تحقین ہے مگر وہ ہے سرورص اور مخرج اس حرف کا اضراس ایمن اور ایسر سے ہے یعنے داہنی اور بائین اضراس سے جسے عقل ڈاڑہ بولتے ہین اور کہا ہے راویون نے یا اہل مخرج نے کہ من الایسر ایسر یعنے مخرج ضاد کا دونو ڈاڑہون سے ہے لیکن جانب یسار سے لطیف تر ہے اور بعض صحابہ عظام دو جانب سے اخراج اوسکا فرماتے ہین یعنے اور اوسی ضاد کا تکلم فرماتے تہے سرور عالم ص کلام مین مفصل سطور سے کہ اگر سننے والا چاہتا گن لیتا اوسکے لفظون کو جدا جدا اور آیا ہے کہ حضرت اعادہ فرماتے ایک کلمے کے تئین تین بار تاکہ سمجہا جاوے اور ظاہر وہ ہے کہ یہ صورت مقام اہتمام اور احتیاط مین ہوگی اور جہان ابہام اور اشتباہ کی جگہہ ہو نہ یہ کہ ہمیشہ ہو ہر بات مین یعنے وہ ہے تکرار کلمہ واللہ اعلم اور خصائص کلام محمدی سے ہے یہ بات کہ فرمایا اوتیت جوامع الکلم واختصر لی الکلام اور مراد جوامع الکلم سے وہ کلمات ہین جو نہایت اختصار مین بہت سے معنون کے شامل ہون اور علما قسطی نے اوس کلمات کے تئین بمقدار اپنے وسع اور طاقت کے جمع کیا ہے اور اونہون نے اپنی کتابون اور دفترونکو اوس سے موشح اور مزین یعنے حاشیہ کیا گیا اور زینت

دیا گیا ہے اور مکاتیب اور فرمانونکو جو اوس سرورؐ نے ملوک اور امراے وقت کو بھیجا ہے اور ہر ایک
قوم کے ساتھ اونکی زبان میں تکلم فرمایا تھا بھی اونھون نے جمع کیا ہے اور اونکی شرح اور تفسیر کی ہے
مولف کہتا ہے اور مدار اس کتاب کا لفظ فارسی پر ہے اور مقصود ہے حضرتؐ کے حلیۂ شریف کا بیان
پر اس جہت سے لانا اون مکاتیب وغیرہ کا نہوا لیکن بعض اون کلمات سے جو اوس جناب کے حلیۂ
کمال اور زینت جمال کے حکم میں ہین اس تصور اور مراقبے سے کہ نکلنا اون کلمات طیبات کا دہان
اور زبان مبارک سے ہے یہان ذکر کیا گیا بیت سخن شنا دہان یار سے لطف دو بالا ہے
نہین تو اوس دہن سے ہو جو اوسکا سننے والا ہے + اول حدیث الاعمال بالنیات ہے کہ
وہ اصل عظیم ہے اصول دین سے اور جامع ترین اور مفید ترین حدیثون سے ہے اور بعضون
نے اوسے ثلث علم دین کہا ہے اس اعتبار سے کہ دین کیا ہے قول اور عمل اور نیت ہے اور بعضون
نے نصف علم کہا ہے اس اعتبار سے کہ اعمال دو قسم ہین اعمال قلب یعنی وہی کام جو علاقہ دل سے
رکھین دوم اعمال جوارح جو علاقہ رکھتے ہین ہاتہ پانون وغیرہ سے اور نیت بزرگترین اعمال قلب
سے ہے پس عمل متعلق اوس نصف علم سے ہوگا بلکہ اعظم النصفین اور نیت اصل ہے تمامی اعمال
قلبیہ اور قالبیہ سے اور مدار ہے نیت تمامی طاعتون اور عبادتون کی اور اس اعتبار سے اگر
مبالغے کی راہ چلین اور تمام علم کہین تو بھی درست پڑیگا دوم من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ
۳ المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ ۴ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ ۵
الدین النصیحۃ ۶ البلاء موکل بالمنطق ۷ المجالس بالامانۃ ۸ المستشار مؤتمن ۹ ترک الشر صدقۃ
۱۰ الحیاء خیر کلہ ۱۱ فضل العلم خیر من فضل العبادۃ ۱۲ الصحۃ والفراغ نعمتان مغبون فیہما اکثر الناس
۱۳ من غشنا فلیس منا ۱۴ الدال علی الخیر کفاعلہ ۱۵ حبک الشیٔ یعمی ویصم ۱۶ المرء مع من احب
۱۷ لا ترفع عصاک عن اہلک ۱۸ خیرکم خیرکم لاہلہ ۱۹ من ابطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ ۲۰ زر غبا
تزدد حبا ۲۱ الخلق السیٔ یفسد العمل کما یفسد الخل العسل ۲۲ ایاکم وخضراء الدمن ۲۳ لن یشاد الدین
احد الا غلبہ ۲۴ الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت ۲۵ والعاجز من اتبع نفسہ وتمنی علی اللہ
۲۶ لیس الشدید من غلب الناس انما الشدید من غلب نفسہ ۲۷ الشتاء ربیع المؤمن ۲۸ القناعۃ
کنز لا یفنی ۲۹ الاقتصاد فی النفقۃ نصف المعیشۃ ۳۰ والتودد الی الناس نصف العقل ۳۱

وحسن السوال نصف العلم ۳۲ لا عقل کالتدبیر ۳۳ ولا ورع کالکف ۳۴ ولا حسب
کحسن الخلق ۳۵ الرضاع یغیر الطباع ۳۶ لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ۳۷ ولا دین لمن لا عہد لہ
۳۸ جمال الرجال فصاحۃ لسانہ ۳۹ لا فقر اشد من الجہل ۴۰ ولا مال اعز من العقل ۴۱ ما جمع
شئی الی شئی احسن من حلم الی علم ۴۲ کن فی الدنیا کانک غریب او کعابر سبیل وعد نفسک من
اصحاب القبور ۴۳ العفو لا یزید العبد الا عزا ۴۴ التواضع لا یزید الا رفعۃ ۴۵ ما نقص
مال من صدقۃ ۴۶ کنوز البر کتمان المصائب ۴۷ لا تظہر الشماتۃ باخیک فیعافیہ اللہ ویبتلیک

ہر ایک اس کلمات سے ایک ایک گنج ہے ایسا گنج کہ مشتمل اوپر عجائب اور غرائب اداب دین
کے اور دنیا کے اور ہر ایک قاعدہ ہے متضمن دنیا اور آخرت کے سعادتوں کا اور امثال اونکے
بہت اور بے اندازہ ہین جو کچھ بالفعل نظر مین آئے یہ تھے اور ہر ایک کا شرح وبیان ہر
ایسا کہ اگر وہ ذکر کیا جاوے دفتر وغیرہ نہ سماوے اور حدیث الدین النصیحۃ مشتمل ہے اوپر تمام
علوم اولین اور آخرین کے اگر جہان کے عالم جمع ہوں اور اس حدیث کی شرح مین باتفاق لکھین
ایک جز سے بعض کے نسبت نہ آوین اور جو کچھ ہمین اپنے حوصلہ دانش اور اندازہ علم کی مقدار لکھین
طرف ایک نمونے اوسکی اشارت فارسی رسالے کے درمیان کی گئی ہے وہان دیکھا چاہیے

بیان حضرت صلعم کے سر مبارک کا ابن ابی ہالہ کی حدیث مین آیا ہے کہ کان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم الہامۃ یعنے تھے حضرت صلعم بزرگ سر اور بزرگی سر کی دلالت
کرتی ہے اوپر وفور عقل اور جودت فکر کے قوت دماغ اور اوسکی کثرت کی جہت سے کہ وہ حامل
جوہر عقل ہے یعنے اوٹھانے والی ہے قوت دماغ عقل کی جوہر کی اور مراد اوس سے یعنے بزرگی
سر سے نفی چھوٹاپے اور حقارت راس کی ہے اور ہونا اعتدال کا رعایت کیا گیا ہے تمام
اعضا اور جوارح شریف مین اوس جناب کے جسطرح پہلے اشارت طرف اسبات کے واقع
ہوئی اور یہ قاعدہ کلیہ ہے سب جگہہ نگاہ رکھا چاہیے بیان حضرت صلعم کے موی مبارک
کا قتادہ نے کہا پوچھا مین نے انس سے کہ کیسے تھے مو حضرت کے کہے تھے موے شریف رجل
اور رجل بفتح را اور کسرہ اور سکون اور فتح جیم سے بھی آیا ہے یعنی موی سبط وقطط سبط
حرکت وسکون مین مثل رجل یعنی وہ بال جو نرم ہو لٹکا ہوا اور قطط بفتح قاف اور کسر وفتح طا

وہ موجود بل کہایا ہوا اور پیچیدہ ہو حبشیون کے بالون کی طرح کہ جنکو چھلے کہتے ہین اور ہندی مین بل کہائے
ہوئے بال گہونگر یالے بال کہلاتے ہین اور بعض حدیثون مین آیا ہے کہ جو حضرت رسول اللہ کے
جعد تھے لیکن وہ جعد نہین تہے جو جعد کہلاتے ہین بلکہ جعد قطط تہے اور جعد بروزن رعد اوس
بال کو کہتے ہین جو پیچ کہایا ہوا ہوا ور نرم اور لٹکا ہوا نہو ضد سبط اور قطط وہ جو بہت مجعد
ہوا اور بعضے روایتون مین جعد کی نفی کی ہے اور مراد جعد سے شدید الجعودہ رکہی ہے فی الصراح
جعد بمعنی مرغول اور قطط بمعنی سخت اور سبط لٹکے ہوئے موپس موے مبارک سرور عالم کے
نہ سبط تھے نہ قطط بلکہ بین بین تھے اور اوسکو ہم رجل کہتے ہین اور ہم جعد یعنے نرم لٹکے ہوئے
اور پیچ کہائے ہوئے تھے اور درازی اوس جناب کے موے شریف کی میان گوش اور دوش
تک تہی اور ایک روایت مین یہ کہ گوش تک اور ایک روایت مین نرمۂ گوش تک یعنے
کان کی لو تک اور ایک روایت مین دوش تک اور ایک روایت مین نزدیک دوش تک
اور وجہ جمع درمیان ان روایتون کی وہ ہے کہ یہ سبب گہٹتی اور بڑہتی بالون کی باعتبار خلاف
احوال و اوقات ہے جسوقت تیل ملتے تہے اور کنگہی کرتے تہے بال دراز رہتے تہے اور نہین
تو کوتاہ تہے یا یہ کہ بال اوگنے کی جہت سے حجامت کے بعد کہ بتدریج بڑہتے آتے یہانتک
کہ اس مرتبے کو پہنچتے اور مواہب لدنیہ کے درمیان کہا ہے اور مجمع البحار مین بہی موافق
اوسی کے لایا ہے کہ جب تغافل واقع ہوتا بال گہٹانے سے تب دراز ہوتے اور جب
قصر فرماتے یعنے بالونکو گہٹاتے تب کوتاہ ہوتے اور اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ
حضرت بالونکو قصر فرماتے تھے لیکن حلق یعنے مونڈانا خود کہتے ہین سواے حج اور عمرے
کے درمیان نتہا یعنے حلق مو حج اور عمرے مین ہی فرماتے تہے اور قصر کرنے کی روایت اس
دو جگہہ کے سوا نہین پائی گئی اور ام ہانی کی روایت مین آیا ہے کہ جب سرور عالم مکے مین
تشریف لائے تب اوس جناب کے سر مبارک مین چار گیسو تھے گوندہے ہوئے اور سر مین
بال رکھنا سنت ہے اور اسیطرح تہی عادت عرب کی زمان قدیم مین لیکن چاہیے کہ تفقد کرین
یعنے خبرگیری بالون کی تیل ملنے سے اور کنگہی کرنے سے اور حضرت بہت فرماتے تہے اسکے تئین
یعنے کنگہی وغیرہ اور جس کسیکو نہ دیکہین سر یعنے بکہرے ہوئے بال اور راتہ ہو دیکہتے کراہت فرماتے

اور فرماتے کبھی نظر آتا ہے کوئی ایک تم مین سے گویا شیطان ہے اور جسکو دیکھتے کہ بجہت
تکلف کرتا ہے بال بڑہانے مین اور سنوارنے مین اوسکے اوسے بہی مکروہ رکہتے اور توسط
یعنے بین بین سب حال مین محمود ہے اور جو کوئی بالونکو تفقد نہ کرسکے مونڈنا اوس سے بہتر ہے
اور امیر المومنین علی سے آیا ہے کہ فرمایا کہ دشمن رکہا مین نے موے سر کے تئین جب سے کہ سنا
مین نے رسول خداؐ سے کہ ہر بال کی جڑ مین جنابت ہے اور اب مونڈنا بالونکا متعارف اس
زمانے والونکا ہوا ہے خاص سے عام تک خصوصاً مشایخ اور زہاد اور عباد جمیع عابد ظاہرا
یہ بمیقدوری اور بالونکی خبرگیری پر فرصت نہ پانے کے جہت سے ہے ولیکن سنت وہی ہے جو کچھ
مذکور ہوا اور ابن عباس رضؓ کی حدیث مین آیا ہے کہ حضرتؐ سدل فرماتے تہے بالون کے
تئین اور مشرکین فرق کرتے تہے اپنے سرون کے تئین اور اہل کتاب مراد یہود ہے سدل
کرتے تہے مراد سدل سے لٹکانا بالونکا پیشانیکی اطراف پر اور فرق سے مراد جدا کرنا بالونکا
آپسمین ایسا کہ نمودار ہو درمیان اونکے لکیر جسے مفرق کہتے ہین یعنے تارک سر اور ہندی مین
اوسے مانگ کہتے ہین اور حضرتؐ دوست رکہتے تہے اہل کتاب کی موافقت کے تئین یعنے سدل
کے تئین موافقت اوس چیز مین جسمین امر کیے نہین جاتے تہے جناب احدیت سے بعد اسکے
یعنے سدل کے بعد اوس جنابؐ نے فرق فرمایا پس کہتے ہے کہ فرق سنت ہوگا کیونکہ حضرتؐ نے
رجوع کی سدل سے طرف فرق کے ظاہر یہ ہے کہ حضرتؐ امر کیے گئے طرف اوسکے پس
سدل منسوخ ہوگا اور احتمال رکہتا ہے کہ اختیار کرنا فرق کا اجتہاد کی جہت سے ہے ایسا اجتہاد جو
رونما ہوا اوس جناب کے تئین اہل کتاب کی مخالفت مین کیونکہ موافقت کرنا اونکی دلجوئی کے
ارادے سے تہا اور جب منے نیاز کیا اللہ تعالی نے اوس سرور کو اون سے ترک فرمایا اونکی موافقت
کے تئین اور بالجملہ سدل اور فرق دونو جائز ہین اور دونو مین حسن اور افضل فرق ہے کذا قالوا
یعنے محدثون نے اسیطرح کہا ہے اور مختار یعنے برگزیدہ رائج اور مذہب وہ ہے کہ رکہتے تہے حضرتؐ
بالونکو سنبہال خودا اور اگر بال آپ سے متفرق ہوتے تو فرق فرماتے تہے اور نہین تو چہوڑ دیتے تہے
واللہ اعلم **بیان حضرتؐ کے خضاب کا** اختلاف کیا ہے عالمون نے کہ حضرت رسولؐ خدا
نے خضاب باندہا ہے یا نہین اکثر اسبات پر ہین کہ نہین اور مذہب محدثونکا یہی ہے کہ کیونکہ نہین

پونہچا تھا بڑہایا اوس سرور کا خضاب کی حد کے تئین اور تمام سر مین اور لحیہ مبارک مین یعنے داڑہی مین
چودہ یا بیس یا اٹہارہ موسپید تھے نوبت بیس تک نہین پونہچی تہی اور جب اوہان فرماتے تہے یعنی
چکنائی تب پوشیدہ ہوتی تہی علامت پیری اور نمایان نہین ہوتی تہی اور کہا انس نے کہ تھے
لحیہ مبارک مین اوس جناب کی کئی موئی سپید اور جو چاہتا مین گنتا تھا کئی بال سر مبارک کے درمیان
اور کہا خضاب نہین باندہا حضرت نے اور جو کچہ مروی ہے کہ باہر لایا انس حضرت کے بالون کو
جو اوسکے نزدیک تہے خضاب کیے ہوئے کہا ہے راویون نے کہ وہ مخضوب نہ تہے بلکہ ممزوج
اور مخلوط تہے یعنے ملے ہوئے خوشبوئیون سے اور ایسے معلوم ہوتے تہے گویا مخضوب ہین یا یہ کہ
انس نے اون بالونکو خضاب کرکے رکہا تہا تا کہ محکم ہون اور مدت تک رہین اور ایسا
ہی ہے کلام ام سلمہ کی حدیث مین کذا قیل اور مواہب مین صحیحین سے ابن عمر سے لایا ہے کہ
دیکہا مین نے یعنی ابن عمر رضہ نے کہ رنگ فرمایا حضرت نے صفرہ سے اور کہا ہے مراد اوس سے زعفران
ہے مؤلف کہتا ہے اور مین نے شیخ اجل عبدالوہاب متقی سے سنا کہ کہتا تہا کہ یہ خضاب نہ تہا
کیونکہ موے شریف سیاہ تہے اور سیاہ بال رنگ نہین قبول کرتے بلکہ مقصود اس زردی
سے تقید اور تنظیف تہا یعنے پاکیزگی کہ اوس تنے دہوتے تہے اور پاک فرماتے تہے یا رب مگر
وہ کئی موے شریف جو سفید تہے اوس سے رنگ پکڑتے ہونگے اگر یہ خضاب وقت پیری مین ہوتا
پس سوچ کر اور نووی سے نقل کرتے ہین کہ کہا یعنے نووی نے کہ مختار وہ ہے کہ رنگ فرمایا
کسیوقت اور ترک فرمایا اکثر اوقات پس خبر دی ہر کسی نے اوپر اوس بات کے جو کچہ دیکہا اور ہر ایک
صادق ہے اور کہا یہ تاویل متعین ہے کیونکہ حدیث ابن عمر کی صحیحین مین ہے اور ممکن نہین
ترک کرنا اوسکا اور نہین اوسکو تاویل اور رجحان کہ بعضے عالمون نے عدم شیب مین حضرت کے ساتہ
اسکی کہ سن مبارک متحمل یعنے گمان کی گئی اور متحمل یعنے اوٹہانے والے اوسکے یعنے شیب کے جیسے بڑہاپا
کہتے ہین تہی ایک وجہ کہی ہے یعنے اوسی عدم شیب مین کہ مستورات مکروہ رکہتی ہین پیری کے
تئین اکثر اور جو کوئی مکروہ جانے رسول خدا سے کسی چیز کے تئین کافر ہوا اور متعدد روایتون مین
انس سے آیا ہے کہ شیب کے تئین آنجنابہ عیب رکہا ہے اور کہا ہے ماشانہ اللہ بالشیب یعنے
اللہ تعالی نے اوس سرور کو شیب کی شان نہین دی اور کہا ہے کہ عجب ہے انس رض سے کہ یوں کہے

اور شمائل میں حدیث میں آیا ہے کہ شیب نور ہے اور وقار ہے اور شیب مدح کیا گیا ہے پیغمبر کی
زبان سے اور کہتے ہیں کہ جب انس رضی نے مبالغہ حضرت کا خضاب کرنے میں اور تغیر دینے میں
شیب کے دیکھا جسطرح ابو قحافہ ابو بکر رضی صدیق کی والد کے تئین دیکھا کہ سر اور داڑھی اوسکی
تمام سپید ہوگئی ہے مگر وہ رکھا اسکے تئین اور کہا تغیر دو شیب کے تئین شیخ سے پس جب انس
نے یہ حدیث شیب کے عیب ہونے میں سمجھی اور دوسری حدیث کے تئین نہ سنا یا یہ کہ خیال کیا کہ
وہ حدیث منسوخ ہے حکم کیا اور اوس بات کے جو کچھ کیا کذا فی المواہب اللدنیہ مؤلف کہتا ہے کہ
شک نہیں کہ شباب قوت اور قدرت اور مہابت کی حیثیت سے اعداے دین کی آنکھوں میں
کمال ہے ایسا کہ تقویت دین اور اظہار شوکت اسلام میں ایک دخل کامل رکھتا ہے خصوصاً پیغمبر
خدا کے زمانے میں کہ جہاد خدا کی راہ میں اور غزا کفار کے ساتھ اوس زمانے میں اغلب اور
وافر تر تھا حکمت بالغہ الٰہی نے اقتضا اسکا کیا کہ اپنے حبیب کو شیب سے جو صورت ناتوانی
اور عجز میں ہے معلوم ہو موسوم نہ فرمایا اور ترغیب فرمانا حضرت کا اصحاب کے تئین اور اجازت
دینا خضاب باندہنے میں جو تشبیہ اہل شباب سے رکھتا ہے بھی اسی غرض کے واسطے تھا
اور پیدا ہونا شیب کا اور ظاہر اور حادث ہونا اوسکا کئی بالوں کر کے خوف کی جہت سے تھا
جیسا کہ فرمایا شیبتنی سورۃ ہود والواقعہ والمرسلات وعم یتساءلون واذا الشمس کورت یعنی پیر کیا
مجکو سورۃ ہود نے اور سورۃ واقعہ نے اور سورۃ مرسلات اور عم یتساءلون نے اور اوسقدر
اوس جناب کو شیب نتھا کہ صورت شباب میں کچھ خلل اور فتور راہ پاوے اور شباب ہوئے
شیب اور وقار کے منافات نہیں رکھتا جسطرح خلیل ع کے واسطے تمیز یعنی فرق کرنے کے لیے
درمیان اون کے اور اسحاق ع کے جو اونکے فرزند تھے اللہ تعالیٰ نے شیب کو بھیجا پس کہا خلیل نے
ما ہذا یا رب یعنی اے پروردگار یہ کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ ہذا وقار یعنی یہ وقار ہے کہا
خلیل نے رب زدنی وقارا یعنی اے پروردگار زیادہ کر میرے تئین وقار فافہم وباللہ التوفیق
بیان حضرت کے محاسن شریف کا قطعہ محاسن کے بیانمین گر مرا کلک * ہی کے
فیض سے در ریز ہووے * کرے مشاطہ سان آرائش ایسی * کہ بالی بال کچ موتی پرو دے
ابن ابی ہالہ کی حدیث میں آیا ہے کان رسول اللہ کث اللحیہ یعنی تھی حضرت ص کی محاسن شریف

بہت گھنے اور پرانبوہ بالون سے اور کث لغت مین بمعنی کثیف ہے ضد لطیف کہا جاتا ہے رجل
مقولہ عرب ہے رجل کث اللحیۃ اور کثیف اللحیۃ اور لحیۃ کث اور قاضی عیاض نے شفا کے درمیان کہا
کث اللحیۃ بملا رصدرہ یعنے مرد انبوہ ریش وہ ہے جسکی چھاتی ڈھپ جاوے ریش سے اور حضرت کی
لحیہ شریف کے طول کی مقدار معین کتابوں مین نظر نہین آئی وظائف النبی کے درمیان کہتے ہیں کہ لحیہ
اوس جناب کی چار انگل تھی طبعًا یعنے اتنی ہی مقدار تھی از روے خلقت کے کہ دراز اور کم
نہین ہوتی تھی اور کوئی سند اوپر اس بات کے پائی نہین جاتی اور ارسال کرنا ریش کا موجب حسن
جمال معلوم ہوتا ہے خصوصًا جسکی ڈاڑھی گھنی ہو واللہ اعلم اور یہی یہ بات یعنے یہ کہ محاسن مبارک
چار انگشت تھی مخالف اوس بات کے ہے جو شفا سے مذکور ہوا یعنے معنی کث اللحیہ کی جو
کتاب شفا سے مذکور ہوئی یہ بات اوسکے مخالف ہے اور منافی ہے اوس خبر کی جو حدیث
ترمذی مین آیا ہے کہ حضرت صلعم پکڑتے اپنی لحیہ مبارک کو طول اور عرض سے اور قطع کرتے
تھے شارب کے تئین یعنے نوک کے تئین اور فرماتے تھے کہ جو کوئی قطع نکرے سبلت کے تئین
وہ ہمارا نہین سبلت بمعنی شارب مذکور اور صحیحین مین آیا ہے کہ فرمایا مخالفت کرو مشرکون کی
اور ایک روایت مین ہے کہ مجوس کی اور پست کرو اور بڑہا ؤ داڑہیون کے تئین اور پست کرو
اور مبالغہ کرو لینے مین سبلتون کے اور آئمہ کا مذہب سبلت کے لینے مین مختلف ہے اور اولی
یہ ہے کہ اطراف لبونکا ظاہر ہووے اور مونڈنا اوسکا بدعت ہے اور بعضون کے نزدیک سنت
ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک احفا ہے اور احفا وہ جو بیخ سے سبلت کو لیوین لیکن حدیث مین
آیا ہے کہ لیا ہے حضرت صلعم نے اپنی سبلت کے تئین اوپر مسواک کے اور یہ بات بظاہر احفا سے
منافات رکھتی ہے کذا قیل یعنے جسطرح کہا گیا اور یہ یعنے وہ سبب لینا سبلت کا کسی ایک
وقت تہا اور اغلب اوقات احفا ہوگا اور مشہور ہمارے مذہب مین یہ ہے یعنے سنت ہے
کی یہ کہ مقدار ابرو رکہین لیکن یہ واسطے اون لوگون کے ہے جو غزا کرنے والے نہین ہین لیکن غزا
کرنے والونکو مستحب دراز کرنا شارب کا ہے تا کہ دشمنون کی آنکہونمین مہیب نظر آوین لیکن دراز
کرنا اتنا نہین کہ لبون کے اطراف کو ڈہانپ لے کذا فی مطالب المومنین نقلا عن الذخیرہ
یعنے اسیطرح مطالب المومنین ہے اور اوسنے نقل کی ذخیرہ سے اور بعضا لقہ نہین ہے

سبال کے چہوڑنے سے یعنی اطراف شارب اور کہاہے کہ امیر المومنین عمر اور اور صحابی سبال چہوڑتے تھے کیونکہ اوس سے دہن پوشیدہ نہین ہوتا اور کہانا اوسمین نہین اٹکتا اور مونڈانے اور چہوڑنے مین زیر لب کے بالون کے جسے عنفقہ کہتے ہین بہی اختلاف ہے اور افضل اوسکا چہوڑنا ہے لیکن عنفقہ کے طرفین کے مونڈانے مین مضائقہ نہین ہے اور داڑہی کے بڑہانے کی حد مین بہی اختلاف ہے مشہور مذہب حنفی مین چار اونگل ہے اور ظاہر وہ ہے کہ مراد وہ ہے کہ اس سے کم نکیا چاہیے لیکن روایتو نمین آیا ہے کہ واجب ہے قطع کرنا زیادہ اوپر اوسکے یعنے چار انگشت سے اور کہتے ہین کہ علما اور مشایخ اگر زیادہ اوپر اوسکے چہوڑین توبہی درست ہے اور ابن عمر رض سے لاتے ہین کہ پکڑتے تھے اپنی داڑہی کو اپنے قبضۂ دست مین پس جو کچہ زیادہ ہوتی مٹھی سے اوسے لیتے تھے اور یہ حدیث صحیح بخاری کے درمیان باب اللباس کے آخر مین مذکور ہے لیکن ان لفظون کہ کان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ یعنے تھے ابن عمر رض کہ جسوقت حج یا عمرہ کرتے اوسوقت مٹھی مین پکڑتے اپنی داڑہی کو پس جو کچہ زائد تہا لیتے تہے اوسکو اور پہر نافع سے ابن عمر کی حدیث سے لاتا ہے کہ قال رسول اللہ صلعم انہکوا الشوارب و عفوا اللحی یعنے مبالغہ کرو تم قطع کرنے مین سبلتون کے اور چہوڑ دو داڑہیونکو بحال خود اور تعرض مت کرو اوپر اوسکے کذا فسرہ الشارحون یعنے اسکی شرح کرنے والون نے ایسی ہی تفسیر کی ہے پہر اشکال لائے ہین کہ جب اعفاء اللحی نام موسوم ہے یعنے چہوڑنا داڑہی کا تو پہر کیون قصر کرتے تھے ابن عمر ساتہ اسکے کہ راوی اس حدیث کے آپ ہی ہین اور جواب دیا ہے کہ قصر کرنا ابن عمر سے مخصوص حج اور عمرے مین تہا اور نہی کیا گیا قصر کرنا اوسکا ہے جیسا فعل اہل عجم کا ہے اور عادت اہل سلف کی اسباب مین مختلف تہی روایت کرتے ہین کہ محاسن امیر المومنین علی کی پر کرتی تہی اوس جناب کے سینے کے تئین اور اسیطرح امیر المومنین عمر اور عثمان کی محاسن کے بیان مین لکہا ہے اور لکہا ہے کہ کان الشیخ محی الدین عبد القادر طویل اللحیۃ و عریضہا یعنی تہی شیخ محی الدین رض کی داڑہی دراز اور چوڑی اور بیان حضرت صلعم کے عانے کا عانہ موے زہار کو کہتے ہین بعضے حدیثون مین آیا ہے کہ مونڈاتے تھے اور بعض مین یہ کہ نورہ فرماتے تھے اور دائنو جانب

کی حدیث ضعیف ہے یعنے مونڈانا اور نورہ کرنا اور مونڈنا لگانے کی حدیث ضعیف تر ہے اور حضرت صلعم
کبھی حمام مین داخل نہین ہوئے اور نہین دیکھا حمام کو اور ظاہر ہونا حمام کا بعد اوس سرور کی رحلت
کے عجم کے شہرونکے فتح کے بعد ہوا ہے ولیکن اوس سرور نے خبر دی تہی اوسکے موجود ہونے حمام
کے اور نہی فرمائی اوس جناب نے مستورات کے تئین حمام مین جانے سے مگر کچہ ضرورت ہو اور
علاج کے واسطے ہو تو اور حضرت صلعم قصر فرماتے تھے شوارب کے تئین اور اظفار کے تئین یعنے
ناخنونکو جمعے کے روز اور بعضی روایتونمین پنجشنبے کو اور اظفار کے قلم کرنے کی کیفیت مین کچہ ثابت
نہین ہوا لیکن اسقدر آیا ہے کہ شروع فرماتے تہے سبابہ یمنی سے نام ہے انگشت شہادت کا اور ختم
فرماتے تہے ابہام پر ابہام انگوٹھا اور نظم مین جو منسوب ہے امیر المومنین علی سے آیا ہے
شعر قلموا الاظفار بالسنۃ والادب * یوم الخمیس خواسب اوخسب * قطعہ عجب ناخن تہے وہ
رشک ہلالی * عروج اور کاست مین دہشت سے خالی * مے کب ہو ہلال اون کے مقابل
کہ تہے وہ پنجہ مرجان کے شامل * اگر لوگ اوسکو ناگہہ دیکھہ پاوین * تو اک مہ بعد اونکی سی تابان
وہ اک مہ بعد اپنا روپ بدلے * یہ اک ہفتے مین دو دو ماہ نکلے * غرض خیر البشر تقلیم اظفار
تہے پنجشنبے کو کرتے اسی نکو کار * اور جدا نہین ہوتی تہی اوس سرور سے مسواک اور کنگہی اور جب
تیل ملتے اور کنگہی کرتے محاسن شریف کو تب نظر فرماتے آئینے مین اپنے جمال مبارک کے تئین اور
الحق آئینہ دیکہنا اوسیکو سزاوار ہے کہ جمال جہان آرا اوسکا مطلع انوار الہی اور مظہر اسرار نا متناہی
ہے قطعہ اہی خورشید تابان تیرے حسن سے * ورا آرسی کو جدائی نہین * ہے منظور خاطر تجلی
حسن * خدا بین تجھے خود نمائی نہین * صلے اللہ علیہ وآلہ علی قدر حسنہ وجمالہ بیان حضرت صلعم
کی گردن مبارک کا ابن ابی ہالہ کی حدیث مین آیا ہے کان عنقہ جید دمیۃ فی صفاء الفضۃ یعنے
تہی گردن حضرت صلعم کی دمیہ کی گردن کے مانند روپے کی صفائی مین دمیہ بالضم معنی بت جو تراشا
ہوا ہو ہاتی دانت کا کذا فی النہایہ اور قاموس مین دمیہ معنی بت تراشا ہوا رخام سے رخام سنگ سپید
نرم کو کہتے ہین اگرچہ تشبیہ دینے مین اوس جناب کی گردنکو صنم کی گردن سے تحاشی روا نہو تا ہے
لیکن آراستگی جو کرتے ہین صنعت مین اوسکی مبالغہ کرتے ہین اس لیے حسن مین اوسکی تشبیہ
اوسکے دی کذا فی النہایہ اور حاشیہ شمائل کے درمیان لکہا ہے الدمیۃ الغزال یعنی دمیہ غزال کو کہتے

ہین اور ایک حاشیے مین ذبیہ بمعنی ہرن کا بچہ لیکن لغت کی کتابون مین بمعنی پالے ہنین گئے واللہ اعلم
آورکمنا وکان عنقہ ابریق فضہ ظاہر عبارت اس حدیث کی وہ ہے کہ یہ صفت گردن کی ہے اور دوسری
حدیث سے جو مواہب مین لایا ہے کہ قال ابو ہریرہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابیض
کانما صیغ من فضۃ یعنے تھے حضرت صلعم ایسے سپید گویا کہ صنعت پائے ہوئے تھے نقرئی سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ صفت علیحدہ ہے اوس سرور کی صفات سے بیان حضرت کے
منکب کا منکب بروزن منزل بمعنی مجمع سر شانہ اور بازو اور صراح مین منکب بمعنی بن بازو
اور شانہ اور وصف مین اوسکے واقع ہوا ہے بعید ما بین المنکبین یعنے دور اوس مسافت کا
جو درمیان دو منکب کے ہے اور بعید کو بصیغہ تصغیر بھی پڑہا ہے اور بعضون نے اسکی تفسیر عریض الصدر
کرکے کی ہے اور عرض سینے کا ایک صفت علیحدہ ہے جو واقع ہوئی ہے اور عریض الصدر
بعید ما بین المنکبین اور یہ دونو صفت لازم یکدیگر ہین اور یہ دونو وصف متعلق ہین ساتہ دو عضو
کے اسی واسطے جدا جدا مذکور ہوتین اور رحب الصدر بھی آیا ہے بمعنی کشادگی سینہ مخصوص ہے
کہ داخل حلیہ صورت ظاہر ہے لیکن صدر معنوی کہ آیہ کریمہ الم نشرح لک صدرک اشارت طرف
اوسکے ہے ایک مقام عالی ہے ایسا کہ تمام وکمال اوسکا مخصوص اوسی سرور کی ذات سے ہے
اور اوس جناب کے غیر کے تئین تمامی اولیا کو جسقدر کہ وہی اتباع اور اقتدا اوس جناب سے رکھتے
ہین اوس اندازے پر حاصل ہے اور ذکر اوسکا یعنے اوسی انشراح صدر کا اگر خدا چاہے ابواب
اخلاق کے درمیان آویگا اور مواہب کے درمیان حضرت صلعم کے قلب مطہر منور کا بھی ذکر کیا ہے
اور بعضے روایتون مین عظیم مشاش المنکبین والکتد بھی آیا ہے اور کتد بروزن عمل بمعنی مجمع کتفین اور
مشاش بروزن الاغ بمعنے روس عظام یعنے ہڈیون کے سر اور یہ بھی آیا ہے سواء البطن والصدر
بمعنی برابر شکم اور سینہ یعنے حضرت صلعم کا سینہ اور شکم ہموار تھا ایسا کہ نہ سینہ شکم سے بلند تھا اور نہ
شکم سینے سے اور ابی ہریرہ کی حدیث مین مفاض البطن واقع ہوا ہے اور تفسیر کی ہے اوسکی واسع البطن
کرکے جو لازم عریض الصدر ہے اور بعضون نے تفسیر کی ہے مفاض البطن کی مستوی البطن مع الصدر
کرکے اور وصف کی ہے ابن ہانی نے اوس جناب کے شکم مطہر کی اور لکھا ہے کہ دیکھا مین نے
رسول خدا صلعم کے شکم کے تئین گویا کہ قرطاس ہین یعنے سفید کاغذ ایسے کہ برہم رکھے ہوئے اور تہ کیے

ہوئے ہین ایک دوسرے پر اور علی مرتضی رضہ کی حدیث مین آیا ہے ذو مسربہ یعنے حضرت صلعم صاحب
مسربہ تھے بمعنی سیلی شکم کی اور ابن ابی ہالہ کی حدیث مین دقیق المسربہ آیا ہے اور تفسیر کی ہے مسربہ کی اون
بالون کر کے جو سینے کے اوپر سے ناف تک ہون اور باریک ہون اور اسیواسطے تعبیر کی گئی اوسکی خیط
کر کے جو بمعنی دھاگا ہے اور قضیب کر کے جو بمعنی شاخ ہے فی الصراح مسربہ بضم را دہ بال جو تھی ہنی را
سینے کے اور ناف کے ہون ظاہر اشتقاق اوسکا سرب سے ہے بمعنی راہ اور اوس جناب کے سینے
اور شکم پر سوا ان بالون کے اور نتھے لھذا اسی حدیث مین کہتے ہے کہ عاری الثدیین والبطن سوی ذلک
یعنے برہنہ بالون سے دونو پستان اور شکم سوا اوس مسربہ کے جو مذکور ہوا اور کہا ہے اشعر الذراعین
والساعدین و المنکبین و اعالی الصدر و الساقین یعنے حضرت صلعم کے دونو ذراع مودار تھے اور دونو سا
اور دونو دوش اور بلندی سینے کی اور پنڈلیان اور یہ وجود صف شریف مین اجرد واقع ہوا ہے
بمعنی برہنہ بالون سے یہ اجرد اشعر کے مقابل مین ہے جو بمعنے تمام بدن بالون سے بھرا ہوا ہونے
بیان حضرت صلعم کی بغلون کا بغلین اوس جناب کی سفید تھین جسطرح سارا بدن طبری نے
کہتے ہے کہ یہ اوس سرور صلعم کے خصایص سے ہے کیونکہ بغلین تمام لوگون کی بدرنگ ہوتی ہین اور
اونمین کالونس ہوتے ہین مگر اوس جناب کی بغلین اوسیطرح کہتے ہے قرطبی نے اور زیادہ کیا ہے
اسپر یہ کہ بال بھی نتھے ولیکن کلام کیا ہے بعضے لوگون نے اسجگہہ کہ یہ ثابت نہین ہوا اور بغلون کی سپیدی
سے لازم نہین آتا کہ بال نہون اور بعض حدیثون مین نتف الابط بھی آیا ہے یعنے اوکھاڑنا کرتا ہے وہ
اپنی بغلون کے بالونکو اور خدا دانا تر ہے اور بعضی حدیثون مین عفرۃ الابط واقع ہوا ہے اور عفرہ وہ
سفیدی جو خالص نہو کذا قال الھروی وغیرہ اور صراح مین عفر یعنے رنگ سرخ سپید جسمین سرخی
کا اوبھار ہوا اور روایت کی گئی بعض صحاب سے کہ کہا ضم فرمایا مجھے رسول خدا صلعم نے طرف اپنے پس
مھکی مجھپر اوس جناب کے پسینے کی باس جسطرح مشک کی باس اور حضرت صلعم کی پشت مبارک کے صفت
مین واقع ہوا ہے کہ گویا الفرقہ گداختہ تھی یعنے اوس جناب کی پیٹھ پاک اور صاف اور ہموار تھی درود کا
نازل ہوجیو اوپر اوس سرور کے اور اوسکی آل اور اصحاب پر وہین کتفیہ خاتم النبوۃ وھو خاتم النبیین
یعنے اوس جناب کی ظھر شریف نہایت لطیف اور ہموار اور سپید تھی اور دونو کتفون کے درمیان مھر نبوت
تھی اور وہی مھر نبوت ختم کرنے والی نبیون کی تھی جان کہ صورت اوس خاتم کی اوبھری ہوئی تھی اور

اوسکی ہوئی اجزاے بدن مبارک سے مشابہ جسد کے تھی رنگ اور صفا اور تابناکی مین اور اوسی خاتم النبوۃ
کہتے تھے خاتم بکسر تا فاعل ختم یعنی کامل کرنا اور پونہچنا طرف آخر کے یا جیکہ بفتح تا معنی مہر اور انگوٹھی
یعنے وہ چیز جو دلیل ہے اور اسیات کے کہ نہین بعد اوس سرور صلعم کے پیغمبر کوئی اور وجہ تسمیہ اوسکا
اوپر اس اسم کے یعنے خاتم کے وہ ہے کہ وہ سرور جو نعت کیا گیا ہے کتب سلف کے درمیان اوسمین
اسکے یعنے یہ کہ اوسکی پشت پر خاتم ہوگی پس وہ ہے خاتم وہ علامت ہے کہ پہچانا جاتا ہے اوس
سے وہ سرور جو کہ وہی پیغمبر ہے جسکی بشارت دی گئی تھی اور محفوظ رکھا گیا ہے وہ سرور قدح اور
طعن کی راہ سے مانند اوس چیز کے جسپر مہر کیجاتی ہے تا کہ راہ نپاوے طرف اوسکے خلل اور فساد
اور یہ خاتم النبوۃ ایک آیت تھی آیات الٰہی سے اور ایک سر تھا مخصوص ساتھ اوسی سرور صلعم کے
آیات جمع آیت یعنی نشان اور علامت مستدرک کے درمیان کتاب کا نام ہے وہب بن منبہ سے
لایا ہے یعنے صاحب مستدرک یہ کہ کہا یعنی اوسی وہب نے کہ مبعوث نہین ہوا کوئی پیغمبر مگر یہ کہ تھی
علامت نبوت کی سیدہ ہاتھ مین اوسکے مگر ہمارا پیغمبر صلوات اللہ علیہ کہ علامت نبوت کی اون
جناب کے کتفین مین تھی شعر نبوت کا ہے تو وہ نامہ در پشت ✤ کہ ہے عنوان جسکو مہر پشت
اور شیخ ابن حجر مکی نے مشکوٰۃ کی شرح مین کہا ہے کہ لکھا ہوا تھا اوس خاتم پر اللہ وحدہ لا شریک له
توجہ حیث کنت فانک منصور یعنے اللہ تعالی واحد ہے شریک اوسکا کوئی نہین توجہ کر تو جس
حیثیت سے کہ تو ہے پس تحقیق کہ تو نصرت پائے ہوئے ہے اور روایتون مین آیا ہے کہ اوسجگہ
ایک نور تھا کہ درخشندگی کرتا تھا اور بعض روایتون مین آیا ہے کہ غایب ہوئی خاتم نبوت سرور عالم
کی وفات کے بعد اور اسی سے پہچانا گیا وفات پانا حضرت کا اور گویا کہ یہ غایب ہونا حضرت کی
موت کے ظاہر کرنے کے واسطے تھا اس جہت سے کہ لوگون مین شبہہ اور اختلاف واقع ہوا تھا اوسکے
جناب کی رحلت فرمانے مین یا یہ کہ وہ ہی خاتم دلیل نبوت تھی اور اب حاجت باقی نرہی اوسکے
اثبات کرنے مین یا یہ کہ کسی اور سر کے جہت سے ہو جسمین خدا دانا تر ہے نہ یہ کہ اس جہت سے
ہو کہ نبوت باقی نہین رہی مرنے کے بعد کیونکہ نبوت اور رسالت باقی ہے بعد از موت اکثر کے نزدیک
یون آیا ہے کہ خاتم النبوۃ بین الکتفین تھی اور بعض روایت مین عند ناغض کتفہ الیسری یعنے نزدیک
جانب یسار کے ناغض کے پاس تھی ناغض استخوان نرم کو کہتے ہین جسے غضروف بولتے ہین اور

تورپشتی نے کہا ہے کہ ان دونو قول مین اختلاف نہین کیونکہ بین الکتفین سے یہ لازم نہین آتا کہ دونو شانون
کے بیچ ہی مین ہو اگر کتف یسری کی جانب بھی ہو تو بھی بین الکتفین ہی ہے اور اسی طرح سے
جس روایت مین کہ کتفہ الیسری آیا ہے یعنے جانب کتف یمین واللہ اعلم اور راویون نے ذکر کیا
ہے مہر نبوت کی صورت اور شکل کا اور تشبیہ دی ہے اوسے اون چیزون سے جنہین پہچانتے ہین
پس تشبیہ دی ہے اوسکو کبوتر کے انڈے سے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ وہ غدۃ حمراء تھا
یعنے سرخ غدہ یعنے گرہ جو جسد مین ہوتی ہے پوست کے اندر فی الصراح غدہ گوشت کی گرہ جمع
اوسکی غدد ہے اور مراد وہ ہے کہ وہ خاتم غدہ کی شبیہ رکہتی تھی اور حمرۃ بمعنی مائل بسرخی ہے
پس منافی نہین ہے تعریف اوس بات کی جو اوپر مذکور ہوا کہ رنگ خاتم النبوۃ کا بدن کے رنگ کا
تہا اور اسمین رد کرنا ہے اوپر اوس شخص کے کہ جسنے کہا کہ رنگ اوسکا سبز یا سیاہ تھا
کذا فی شرح الشیخ ابن حجر علی الشمائل یعنے شرح شمائل جو ابن حجر کی ہے اوسمین بھی ایسا ہی
لکھا ہے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ مثل زر الحجلہ زر کہتے ہین کرتے کے گریبان کے
تکمے کے تئین اور حجلہ اوس گھر کو کہتے ہین جہان دولہن کو مانیون بٹھا دین جمع اوسکی حجال
ہے یعنے خاتم نبوۃ مثل زر حجلہ تھی کذا قال الجمہور یعنے تمامی علما نے یونہین کہا ہے اور بعضون
نے کہا ہے کہ حجلہ ایک پرندہ مشہور ہے اور زر اوسکے بیضے کو کہتے ہین اور یہ بات موافق
حدیث کبیضۃ حمامہ ہے یعنے موافق اوسکے ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ خاتم نبوت کبوتر کے
انڈے کیطرح تھی لیکن کہا ہے لفظ زر لغت مین بیضے کے معنی پر نہین آیا مگر تشبیہ دی
ہیون زر حجلہ سے کذا فی بعض شروح الشمائل اور بعضون نے کہا ہے کہ بتقدیم رای اوپر زا کے
بھی آئی ہے یعنے رز اور یہ بمعنی بیضہ ہے اور ایک حدیث مین ترمذی سے آیا ہے شعرات
مجتمعات یعنی کئی بال تھے جمع کیے ہوئے یعنے گوشت کا ٹکڑا کہ جسپر بال تھے پس راوی نے
وہی بال گمان کیے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلعم کی پشت مبارک مین گوشت کا
ٹکڑا تھا بلند اور ایک روایت مین آیا ہے کہ مانند مٹھی کے تھا کہ گرد اوسکے خال تھے مانند
ثآلیل کے ثآلیل ساتہ مد کے بروزن مصابیح جمع ثؤلول ہے بروزن زنبور یعنی وہ دانے
جو پوست سے نکلتے ہین نخود کے مانند یہ جو کچہ مذکور ہوا سب اوس خاتم کی صورت ظاہر اور شکل

اوسکی ہے دیکھنے ملین لیکن تحت مین اوسکے ایک سر عظیم تھا ایسا کہ مخصوص اوسی جناب ؐ سے
ایسا کہ نہتا کسی پیغمبر کو سوا اوس جناب کے بیان حضرت صؐ کے ہاتھون کا شمایل ترمذی
کے درمیان حضرت سرور عالم صؐ کے ہاتھون کے وصف مذکور ہین طویل الزندین زندین تثنیہ
ہے زند کا بمعنی بند دست یعنے بند دست اوس جناب کے دراز تھے فی القاموس الزند موصل الذراع
فی الکف وہما زندان یعنے زند کھتے ہین ذراع کے پیوستہ ہونے کی جگہہ کو ہتیلی مین اور ذراع
کھنی سے بیچ کی اونگلی کے لسترک کے تئین اور صورت درازی کی بند دست مین چندان ظاہر نہین
ہوتی اور ساتھ اسکے ممکن ہے کہ یہ بند دست مبارک مین حضرت کے دراز واقع ہوا ہووے
اور ایک روایت مین آیا ہے عبل الذراعین اور ایک روایت مین عبل العضدین یعنے سطبر بازو
عضدین تثنیہ عضد ہے بمعنے بازو اور صراح مین ذراع بمعنی رحب الراحہ یعنے فراخ ہتیلی
اور ایک روایت مین بسط الکفین آیا ہے یعنے کفدست دونو کشادہ اور وسیع تھے اوس جناب
کے بسط الکفین رحب الراحہ کے موافق ہے راحت ہتیلی کو کہتے ہین فی الصراح بسط بالکسر دست
کشادہ اور ایک روایت مین سبط الکفین ہے بمعنی لین الکفین یعنے نرم ہتیلیان دونو ہاتھہ کی اور
سابق حضرت صؐ کے موے مبارک کے وصف مین مذکور ہوا ہے کہ سبط یعنے لٹکے ہوئے نرم بال
مقابل جعد کے گویا سبط الکفین کو اوسجگہہ سے لیا ہے اور سبط الجسم بمعنی مرد خوش قد مستوی القامت
بھی آیا ہے اور قاموس مین رجل سبط الیدین بمعنے سخی مرد کہا ہے کیونکہ سخی فراخ دست ہوتا ہے
اور تفسیر کی ہے شثن الکفین کی سطبر درشت ہتیلیان کر کے اور سطبر بمعنی فربہ ہے اور درشتی سے بعضی
لینے مین شثن کی کلام کیا ہے کہ حدیثون مین اوس جناب کے کفدست کے وصف کی ہے نرمی اور ملایمت
کر کے چنانچہ روایت کرتا ہے طبرانی مستورد بن شداد کے باپ سے کہ کہا یعنے اوسی شداد نے کہ آیا
مین نزدیک رسول خدا صؐ کے پس مسح کیا مین نے اوس جناب کے دست شریف کے تئین ابریشم
سے زیادہ نرم تھے ہاتھہ اوس سرور کے اور برف سے زیادہ سرد معلوم کیا چاہیے کہ یہ سردی دست
مبارک کی وہ سردی نہین جو برودت طبیعت کے عارضی ہے اور مزاج کی سردی سے خنکی اور رعشہ
آلودگی ہوتی ہے اور چھونے سے اوسکی طبیعت کو ناگوار گذرتا ہے بلکہ وہ خنکی ناشی ہے اعتدال
مزاج سے اور عدم غلبہ حرارت سے کہ جسکے ہاتھہ لگانے سے راحت آتی ہے اور دل خوش ہوتا ہے

اور بخاری کے درمیان انس بن مالک سے لایا ہے کہ کہا اوس تحقیق کیا مین نے حریر کو اور دیبا
کے تئین نرم تر رسول خدا کے کف دست سے یعنے حضرت کی ہتیلیان آتنی نرم تہین کہ حریر اور دیبا ان
مین نے وہ نرمی نہ پائی دیبا بہی قسم حریر سے ہے سب کپڑون سے نرم ہوتا ہے پس ساتہ درشتی کے
کسطرح جمع ہو یعنے ششن الکفین کا مفہوم ساتہ سبط الکفین کے کسطرح موافقت کرے ہان
سچ نرمی ساتہ سطبری کے جمع ہوتی ہے جسطرح تمامی بدن مبارک اوس جناب کا نرم اور لطیف اور
فربہ اور سطبر اور قوی تہا اسیطرح ہتیلیان ہاتہ کی نرم تہین اور پر گوشت اور بعضون نے کہا ہے کہ
موصوف ہونا کف دست مبارک کا ساتہ نرمی اور درشتی کے اختلاف احوال کی اعتبار کرتی ہی پس
جب کام کرتے حضرت موجہاد مین اور سلحہ اور ہتیارونکا استعمال ہتا اوس جناب کو اور خانہ کعبہ کا
کاروبار تب درشت ہوتی تہین ہتیلیان بسبب اون کامون کے اور جب ترک فرماتے اون کامونکو
تب بحال خود آتی تہین یعنے پہر نرم ہوتی تہین ہتیلیان اپنی اصل جبلت سے کذا قیل اور روایت
کرتے ہین کہ اصمعی نے جو امام ائمہ لغت کا ہے جب تفسیر کی ششن کی خشن کر کے یعنے ششن کے
معنی خشونت کر کے کیے اوس سے کہا گیا اوسکے تئین کہ وارد ہوا ہے وصف نبی صہ مین کہ حضرت
لین الکف تہے پس کسطرح تفسیر کی تو نے خشونت کر کے پس عہد کیا اوسنے کہ تفسیر نکرے حدیث
کی مگر ضبط اور احتیاط کرنے کے بعد اور یہ اصمعی نہایت متصف تہا انصاف مین اور رعایت ادب
مین ساتہ جناب رسالت صہ کے ایکبار اوسکے تئین سوال کیا اس حدیث کا انہ لیغان علی قلبی کہ
کیفیت اس غین کی اور حقیقت اوسکی کیا ہے جواب دیا اوس نے کہ رسول خدا صہ کے قلب اور غین
کے سوا اگر پوچہتے تم تو جواب دیتا مین تمکو جو کچہ جانتا تہا لیکن سچ یان دم نہین مارتا کیونکہ حقیقت
اوسکی سوائے علام الغیوب کے کوئی نہین جانتا رحمت خدا کی اوسپر اور اوسکے انصاف اور ادب کر
پر تحت اللفظی معنی اوسکے مترجم اپنی طرف نسبت کر کے کہتا ہے تاکہ تو سکہیو نکو خلجان خاطر باقی نرہے
یعنے تحقیق شان یہ ہے کہ پردہ پڑتا ہے سینے کے دل پر اور بندے نے بعض سیر کی کتب مین اسکو
یون دیکہا ہے انہ لیغان علی قلبی و استغفر اللہ العداو۔ اسکا حاصل یہ ہے کہ سرور عالم کو جو ہمیشہ غرق ہی
رہتے تہے مکاشفے مین اور مقامات قرب الٰہی مین اوس جناب کو جو بعض حالات رونما ہوتی تہین
اسکو فرمایا کیا کرتے تہے انتہی اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ ابو عبید نے تفسیر کی ہے ششن کی غلاظ

اور قصر کرے یعنی ورتبھی ادراکرتا ہی یا ورلحت ہے کہ یہ طور نہایت اگر مردون کی ہتھیلیون مین ہو نہ کہ عورتون مین اور رد کیا گیا ہے قول ام پر اسبات کے کہ وارد ہوا ہے سائل الاطراف یعنی ہموار نیلان کرنے والی اور کنارے اعضا کی مراد او نگلیون سے ہے یعنی دراز اور روان اور شفا مین کہا ہے کہ طویل الاصابع یعنے اونگلیان اوس جناب کی لمبی تھین اور ایک روایت شائل الاطراف شین معجمہ کرکے یہ بھی نزدیک بعضی شائل ہے مصدر اوسکا شول ہے معنی کھینچا پتھر کا اور بوجھ اوٹھانا زمین سے اور اوٹھانا ناقیکا اپنی دم کے تئین اور ایک روایت مین سائن آیا ہے تبدیل لام کرکے نون سے جسطرح جبرئیل اور جبرین قالہ ابن الانباری یعنے اسکو ابن انباری نے کہا ہے اور یہ شافی وقصہ کے ہے جو مذکور ہوا اور صواب وہ ہے کہ شثن بمعنی فربہی ہے بدون قصر اور خشونت کے یعنے اوسکے معنی فربہی ہین ایسے کہ جنمین کوتاہی اور سختی کے معنی نہین اگرچہ صحاح اور قاموس سے معنی خشونت کے معلوم ہوتے ہین پس سوچ اور بیان کہ صفات اور آثار اور برکات اور معجزے دست شریف کے زیادہ اوس سے ہین جو کچھ لکھے جاوین روایت کی ہے مسلم نے کہ مسح فرمایا رسول خدا نے جابر بن سمرہ کے رخسارے کے تئین جابر رض کہتے ہین کہ پس پائی مین نے اوس جناب کے دست مبارک مین ایسی سردی اور ایسی بو کہ گویا باہر نکالا ہے ہاتھ عطار کی ڈبیا سے اور طبرانی اور بیہقی کے نزدیک آیا ہے کہ کہا وایل ابن حجر نے کہ مصافحہ کیا مین نے حضرت کے دست مبارک کے تئین بعد اسکے سونگھتا ہون اپنے ہاتھ کو پس پاتا ہون بہتر مشک کی بو سے اور یزید ابن اسود کہتے ہین کہ دیا مجکو حضرت نے اپنے دست مبارک کے تئین ناگاہ پایا مین نے اوس سرور کے ہاتھ کو برف سے زیادہ سرد اور مشک سے زیادہ خوشبو اور سعد بن ابی وقاص رض سے آیا ہے کہ کہا یعنے سعد رض نے کہ ایکبار تشریف لائے حضرت میرے بیمار پرسی کے لیے پس رکھا دست مبارک کے تئین میری پیشانی پر پس مسح فرمایا میرے چہرے اور چھاتی اور شکم کے تئین پس ہمیشہ میرے خیال پڑتی ہے یہ بات کہ پاتا ہون دست مبارک کی سردی اپنے کلیجے پر اس گھڑی تک پوشیدہ نرہے کہ طیب اوس سرور کے یعنی خوشبو شامل تھی اوس جناب کے تمام بدن مطلب کے تئین بیان تا سکہ پسینے کو اور بول کو اوس سرور کے جیسا کہ حضرت کے طیب کے بیان مین مذکور ہوگا اگر خدا چاہے بیان دست مبارک کی برودت کا کیا معنی رکھتی ہے صحت بدنکی علامت

وہ ہے کہ گرم اور معتدل ہو یس یہ سردی وہ سردی نہین ہے جو سردی مزاج کے واسطے سے اور طبیعت
کی برودت کی جہت سے خنک اور عرق آلودہ ہو اور لمس کرنے سے اوسکے طبیعت کو ناخوش معلوم ہو
بلکہ یہ ناشی ہے اعتدال مزاج اور عدم غلبہ حرارت سے کہ لمس کرنے سے اوسکے راحت اور ذوق
حاصل ہوتا ہے جسطرح سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے اور اور حدیثون سے معلوم ہوتا ہے
فافہم و باللہ التوفیق **بیان قدم مبارک کا** حضرت رسول ہو کے قدم مبارک کے وصف
مین بھی واقع ہوا ہے ششن القدمین جسطرح ششن الکفین آیا ہے لیکن تفسیر کی ہے اوسکی
مواہب مین غلیظ اصابع قدمین کر کے یعنے اونگلیان پانؤن کی فربہ تھین اور مشارق کے درمیان
دونو کو بمعنی لحیم لکہا ہے یعنے گوشت وار دونو سے مراد ششن القدمین اور ششن الکفین ہے
اور وصف پا مین واقع ہوا ہے خمصان الاخمصین اخمص وہ جگہہ ہے پانؤن کے نیچے جو زمین
کو نہین لگتی راہ چلتے وقت اور اوسے ہندی مین تلوا کہتے ہین اور صراح مین اخمص بمعنی باریکی
کف پائی اور خمصان بروزن سبحان اوس مرد کو کہتے ہین جسے اخمص ہو یعنے وہی تلوا اور اضافہ
خمصان کیطرف اخمصین کے واسطے مبالغے کے ہے اور شدید الاخمص اوسکو کہتے ہین جسکا
پانؤن زمین سے اونچا رہتا ہو کذا النقل عن ابن الاثیر یعنے ابن اثیر سے اسیطرح منقول ہے اور
اوس جناب کے قدمون کے وصف مین آیا ہے مسیح القدمین کر کے یعنے ہموار دونون پانون
آبدار جنمین آلودگی اور ہوائی اصلا نہین ینبو عنہما الماء یعنے ایسے پاکیزہ اور لطیف پانؤن اوس
سرعت کے جلنے سیلان کرتا ہے اور جلد ڈہلکتا ہے پانی لطافت کی جہت سے ابن ابی ہالہ
کی حدیث مین یون آیا ہے اور ابی ہریرہ سے آیا ہے کہ جب رسول خدا صلعم پیر فرماتے
زمین کے تئین یعنے پانون سے راہ چلتے تب رستہ چلتے تمام قدم سے اور نہین تھا اوس سرور
کو اخمص رواہ البیہقی اور ابی امامہ سے آیا ہے کہ کہا تھے حضرت صلعم کہ نہتہا اوس جناب کو اخمص
پی سیر فرماتے تھے زمین کو تمام پانون سے رواہ ابن عساکر اور وہی یعنے راوی جنکے نام نزدیک
مذکور ہے مسیح القدمین کو بھی انہین معنون پر رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ حضرت عیسی ع کو جو مسیح
کہتے ہین اسی جہت سے کہتے ہین کہ اونکو اخمص نتھا واللہ اعلم اور ینبو عنہما الماء اونکے نزدیک
وصف علیحدہ ہے نہ یکہ تتمہ مسیح القدمین ہو اور ان دونو حدیثون مین منافات ظاہر ہے یعنے یہ جو

مذکور ہوا کہ رسول خدا صلعم کے قدم مین اخمص تھا اور دوسری حدیث یہ کہ نہتا نہ ان مین کہ کہا جاوے موافقت
مین دو نو حدیثون کی کہ سرور عالم صلعم کو تہوڑا اخمص تھا اور برابر نہتا اوس جناب کے پانؤنکا تلوا اور کہیں
اونچا بھی نہتا لیکن جب خرام فرماتے تھے زمین پر تمام قدم سے چلتے تھے اور بیٹھ جاتا تھا زمین پر قدم
شریف اور یقین ہوتا تھا اخمص کذا نقل عن ابن الاعرابی لیکن اس تقدیر پر اعتبار مبالغے کا جو بعض
شرح کرنے والون نے اخمص کے درمیان کیا ہے خوب نہین پس حج اور عبد اللہ بن بریدہ سے
آیا ہے کہ کہا کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم احسن البشر قدما رواہ ابن سعد یعنے حضرت صلعم بہتر
بشر تھے از روے قدم اور اوس جناب کی ایڑی کے وصف مین آیا ہے منہوس العقب یعنے اوس
جناب کا پاشنہ کم گوشت تھا اور ضبط کیا ہے لفظ منہوس کے تین سین بے نقط کر کے اکثر نے
اور صاحب مجمع البحرین اور ابن اثیر نے کہا ہے شین معجمہ کر کے یعنے منہوش اور بعضون نے کہا ہے
معنی ایڑی جو ابھری ہوئی ہو اور صراح مین منہوس سین سے بمعنی مرد کم گوشت اور مؤلف
کہتا ہے کہ میرے پیر موسی جیلانی کے پانؤنکی ایڑیان صفا اور لطافت مین ایسی پاکیزہ تہین کہ
کسی خوبصورت کے گال ویسے نہونگے اور تہا وہ کہ بہرہ وافر رکہتا تہا حلیہ رسول صلعم سے اور ہوا ہے
مدینہ مین کہ ہے کہ میمونہ بنت کردم سے آیا ہے کہ کہی دیکھی مین پیغمبر خدا صلعم کے تئین پس نہین
بھولے مجھے حضرت صلعم کے قدم مبارک کے انگشت سبابہ کی درازی تمامی انگلیون سے رواہ احمد
والطبرانی یعنے یہ دو اسناد کے راوی ہین سبابہ انگوٹھے کے پاس کی اونگلی کا نام ہے اور
پانچون اونگلیون کے نام علی الترتیب یون ہین ابہام سبابہ وسطی بنصر خنصر اور جابر بن سمرہ
سے آیا ہے کہ کہا تہی خنصر رسول خدا صلعم کی یعنی چہوٹی انگلیا پانون کی متظاہر اور کہا کہ مشہور ہے
زبانون پر کہ سبابہ دست مبارک کی وسطی سے دراز تہی اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ غلطی ہے
اوس شخص کی جسنے کہا اور نہین یہ یعنی درازی مگر پانونکی اونگلیون مین اور مقاصد حسنہ مین مذکور ہے
کہ یہ وہ چوک ہے جو پیدا ہوئی ہے بہر و ساکر نے سے مطلق روایت پر جو میمونہ بنت کردم سے ہے کہ
کہ دیکھا مین نے رسول خدا صلعم کی اونگلیونکو کہ ایسی تہین لیکن امام احمد کی مسند کے درمیان حدیث مقید ہے
رجل کر کے جیسا کہ مذکور ہوا اور اسیطرح بیہقی کے نزدیک انتہی کلام المواہب یعنے میمونہ کی روایت
مین قید اثبات کی نہین کہ اونگلی پانونکی یا ہاتہ کی صرف سبابہ ہے مذکور ہے اور مطلق ہے کہ یعنی معنی

ہین اور امام احمد کی کتاب مین جسکا نام مسند ہے اوسمین قید ہے پانؤن کر کے یعنے سبابہ پا درازتر تھی
وسطی سے اور مقید کے معنی یہی ہین مؤلف کہتا ہے حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ بہیجا
گیا ہون مین اور قیامت مانندان دو نوا ونگلیون کے اور ملایا سبابہ اور وسطی کے تئین اور اشارت کی
اوس جناب نے طرف مقدم ہونے اپنے بعث کے اوپر قیامت کے اتنی تفاوت اور تقدم سے جو
درمیان دو اونگلیون کے ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اشارت کی اوس جناب نے بعثت اور قیامت کی
معیت کیطرف مبالغے کی رو سے یعنے بعثت اور قیامت ایک ساتہ اور نہین تو دونوا ونگلیونکو باہم
ملانے کی احتیاج نہتی اور جواب اوسکا یہ ہے کہ دونوا ونگلیونکو باہم ضم کرنے سے ظاہر ہوتا ہے
تفاوت تقدم اور تاخر کا اور بعضون نے کہا ہے کہ سبابہ اور وسطی اوس جناب کی برابر تہی اور ایک جماعت
کہتی ہے کا اوسوقت دونوا ونگلیان برابر ہوئین یعنے جسوقت اوس جناب نے فرمایا اوس باتکو بطریق
معجزہ واسطے ظاہر کرنے معیت کی اور مبالغی کی واللہ اعلم وکان فی ساقیہ حموشۃ یعنے اور تہے دونو پنڈلیان
اوس جناب کی باریک یعنے پرگوشت اور ضخیم نہ تہین بلکہ باریک اور لطیف تہین وفی الحدیث نظرت الی ساقہ
کانہا جمارۃ یعنے دیکہا مین نے رسول خدا کی پنڈلی کے تئین جسطرح کہجور کے درخت کا گابہا اور جمار
کے تئین تحم النخل بہی کہتے ہین کیونکہ ہموار اور صاف اور لطیف اور سپید ہوتا ہے اور اوس جناب
کے مفصلون کی تعریف مین آیا ہے ضخم الکرادیس یعنے اوس جناب کے استخوانون کے بند سطبر تھے
کردوس بروزن فعلول بالضم اون دونو ہڈیونکو کہتے ہین جو پیوستہ ہون آپسمین مفصل کے درمیان
اور کہتے ہین کہ مراد اوس سے یعنے ضخم الکرادیس کے مفہوم سے سطبری اعضا اور قوت اعضا ہے
اور صراح مین کردوس مفاصل کی اون ہڈیون کو کہتے ہین جو دوگانہ ہون جسطرح دو شانے اور دو
زانو وغیرہ **بیان حضرت سرور عالم صلعم کے قامت مبارک کا** قطعہ قد زیبائی رسول اپنے
حسن مین تہا نونہال باغ قدس ٭ سرو کے مانند آیا سبجر زیبا ٭ گلشن عالم مین از بستان انس ٭
وہ قامت زیبا لطیف اور درست کہ نہ کوتاہ اور نہ دراز اور ساتہ اوسکے مایل بدرازی تہے
اور اسیواسطے ایک حدیث مین آیا ہے کان ربعۃ من القوم یعنے تہا وہ سرور ربعہ قوم سے اور ربع
اور مربوع اوسکو کہتے ہین جو شخص متوسط القامۃ ہو اور ایک حدیث مین آیا ہے اطول من المربوع
واقصر من المشذب یعنے تہے رسول خدا درازتر مربوع سے جسے میانہ قد کہتے ہین اور چہت سے کم

کہ اوس جناب کا قد لطیف مایل بدرازی تہا اور کوتاہ تر شذب سے بروزن مطہر اوسے کہتے ہین
جو بہت لمبا ہو ساتہہ نحافت اور اضطراب قامت کے اور ابن ابی ہالہ کی حدیث مین آیا ہے لم تکن
بالطویل المُمَّغِطِ یعنے سرور عالم صلعم طویل ایسے نتہے کہ طویل ممغط ہون بروزن منفعل اسم فاعل باب
افتعال ہے اور بروزن اسم مفعول باب تفعیل سے بہی اور دونو جگہہ غین معجمہ اور معجلہ بہی آیا ہے
اوسے کہتے ہین جو شخص لمبا ہو نہایت درازی مین ولا بالقصیر المتردد عطف ہے طویل الممغط
پر یعنے وہ سرور نہ تو ایسا دراز قد تہا کہ بہت دراز ہو اور نہ کوتاہ قد جو متردد ہو اور متردد
اوسے کہتے ہین جسکے بعض اجزا در آمدہ ہون بعض مین اس عبارت سے اثبات قصر بہی
ہوتا ہے لیکن بہت نہ اس مرتبے مین کہ لازم توسط ہوا اور ایک حدیث مین لم یکن بالطویل
البائن آیا ہے یعنے حضرت صلعم کا قد مبارک درازی بائن کیسے نہتا بائن بمعنی حد سے بڑہ افراط پایا ہو
طول مین ایسا کہ سب سے دراز اور جدا ہوا اور علی مرتضی رض کی حدیث مین آیا ہے ولیس بالذاہب
طولا و فوق الربعة اذا جاء مع القوم غمرہم یعنے حضرت صلعم کا قد مبارک ایسا نہتا کہ بہت لمبا ہو
ولیکن ربعہ تہا اعتبار کرتے میل کی طرف طول کے جسوقت آتا وہ سرور ساتہہ قوم کے پوشیدہ
فرماتا اونکے تئین یعنے پست اور کوتاہ نظر آتی قوم آگے اوس سرور کے اور ام المومنین عائشہ
صدیقہ کی حدیث مین آیا ہے کہ جب حضرت صلعم تنہا تہے ربع تہے اور جب قوم مین ہوتے تب سب سے
بلند اور سرفراز معلوم ہوتے اور نسبت دیجاتی طول سے اور اگر دو مرد اوس جناب کے دو طرف ہوتے اور جب جدا ہوتے نسبت
دیجاتی ربع سے اور مجلس کے درمیان بہی کتفین مبارک اوس جناب کے سب سے بلند تہے اور اوس سرور صلعم
پر چہائین نتہی نہ دہوپ مین نہ چاندنی مین رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول
یعنے حکیم ترمذی نے یہ سایہ نہونیکی روایت کی ہے ذکوان سے نوادر الاصول کے درمیان اور
عجب ہے ان بزرگون سے کہ اونہون نے ذکر نہین کیا چراغ کا اور رسول خدا صلعم کے اسمای شریف
سے ایک اسم نور ہے اور نور کو سایہ نہین ہوتا قطعہ قامت تری سرتاپا اک نور کا عالم ہے ❊ سایہ
مین ترے قد کے آسودہ دو عالم ہے ❊ تو نور الہی ہے کب نور کو ہے سایہ ❊ امی سایہ لطف
حق تو اشرف آدم ہے ❊ بیان حضرت صلعم کے رنگ کا رنگ حضرت سرور عالم صلعم کا روشن اور
تابان تہا اور اتفاق رکھتے ہین جمہور اصحاب یعنے تمامی اصحاب اسمات پر کہ رنگ اوس جناب کا

سفید تھا اور وصف کی ہے اونھون نے اوس مرد کے ابیض کر کے یعنے سپید تر اور بعضون نے
کہا ہے کان ابیض ملیحا یعنے رنگ اوس جناب کا ابیض نمکین تھا اور ایک روایت مین ابیض ملیح الوجہ
آیا ہے یعنے سپید رنگ نمکدار چہرہ اور یہ احتمال رکہتا ہے کہ مراد وصف کی بیاض کر کے ہے اور
ملاحت صفت زاید ہے واسطے بیان کرنے اوس جناب کے حسن اور جمال کی اور اوس مرد کے
دیدار جان افزا کی دلربائی اور لذت بخشی کے بیان کے لیے ہوگی یا یہ کہ وہ صفت واسطے احتراز
کرنے کی ہے ابیض خالص سے کہ جسے امہق کہتے ہین اور تفسیر کی ہے مفسرون نے اوسکی
یعنے امہق کی اوس ابیض کر کے جسکو آمیزش نہو سرخی اور زردی یا ورگندم گونی سے جسے چمک
اور روشنی نہو جیسے بیار کے منہ کی سفیدی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ سرور بصفت سپید
رو اور بصفت سیاہ مو تھا ابو طالب کے شعر مین مدح مین اوس سرور کی آیا ہے شعر وابیض
یستسقی الغمام بوجہہ ٭ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل ٭ غمام ابر سپید کو کہتے ہین اور سپید بادل
بارندہ ہوتا ہے بخلاف ابر سیاہ ثمال یعنی نگہدار ندہ اور اسیطرح عصمۃ ارامل بیوہ عورتین
یعنے رسول خدا ایسے ابیض تھے کہ ابر سپید اوس جناب کی وجہ مبارک کا تشنہ تھا اور وہ
سر پرورش کرنے والا یتیمون کا اور بیوہ عورتون کا ہے قطعہ سحاب لطف یزدانی محمد ٭ حیا تمین
رحمۃ للعالمین ہے ٭ ہے پیاسا اوس رخ روشن کا گویا ٭ شکم مین ابر کے پانی نہین ہے ٭
یتامی اور ارامل کا وہ ملجا ٭ نگہبان اور شفیع المذنبین ہے ٭ اور علی مرتضی رض کی حدیث مین آیا ہے
ابیض مشرب یعنے رنگ اوس جناب کا ابیض تہا ایسا ابیض کہ مشرب اور مشرب اشراب سے آیا ہے
یعنے آمیزش ایک رنگ کی دوسری رنگ کے ساتھ گویا ایک رنگ دوسرے رنگ کو پلایا
گیا ہے اور مراد یہان مشرب بحمرہ ہے اور حمرہ یعنے سرخ یعنے سرخ سپید اور ایک روایت مین
صریح کر کے بھی آیا ہے ابیض مشرب بحمرہ یعنے سرخ سپید رنگ کر کے اور ازہر اللون جو انس
کی حدیث مین آیا ہے اسکی بھی تفسیر بعضون نے یہی کی ہے اور ظاہر وہ ہے کہ مراد اوس سے
چمک اور تابندگی ہے اور نسائی کی حدیث مین ابو ہریرہ سے آیا ہے کہ حضرت رسول ص اپنے
اصحاب کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اعرابی وفادت مین آیا یعنے ایلچگری اور اپنی
سادگی اور محبت اور تعجب کی روسے کہنے لگا این ابن عبد المطلب یعنے کہان ہے اور کون ہے

تم مین سے بیٹا عبد المطلب کا یعنے وہ کون جو مشہور ہوا ہے جسکا مین جمال اور کمال کر کے کہ عالمگیر ہوا ہے
آوازہ اوسکے جاہ و جلال کا اور اوسکے آوازہ کمال نے خلائق کے گوش کو پر کیا ہے صحابے کہا اوس
اعرابی کو کہ ہذا الامغر المرتفق یعنے یہ مرد سرخ سپید جو اپنے کہنی سے بالش نازیر تکیہ کیے ہوئے بیٹھا ہے
اللہم صل علی محمد و آلہ قدر حسنہ و جمالہ قاموس مین امغر اوس شخص کو کہتے ہین جسکے چہرے کی سرخی
سفیدی مین ہو یعنے ابیض مشرب اور مرتفق بر وزن مفتعل وہ شخص جو اپنے مرفق سے تکیہ کیے
ہوئے ہو اور حدیث بخاری مین انس سے آیا ہے لیس بابیض امہق اور امہق کے معنی اوپر
مذکور ہوئے وفی القاموس الامہق الابیض الذی لا تخالطہ حمرۃ ولا نیر اللون یعنے امہق
رنگ سفید کو کہتے ہین جسمین سرخی کی آمیزش نہو اور چمک رنگ کی بھی نہو اور سرور عالم
کے رنگ کے وصف مین اسمر بھی واقع ہوا ہے اور سمرۃ بالضم ایک مرتبہ ہے درمیان
سپیدی اور سیاہی کے اور سمرہ گیہون کو کہتے ہین کذا فی القاموس اور صراح مین سمرہ گندم رنگ
اور کہا ہے اونھون نے کہ یہ یعنی اسمر ابیض مشرب مین جمع ہوتا ہے اور عرب اطلاق کرتے
ہین اسمر کے تئین اوپر اوسکے یعنے اسمر کو ابیض مشرب مین جمع کرتے ہین اور دوسری ایک
حدیث مین آیا ہے کہ وہ سرور ابیض تھا ایسا ابیض کہ سپیدی اوسکی مائل بسمرہ تھی اور کہا
ہے اونہون نے یعنے بعضون نے کہ مشرب جب مشبع ہو تو مشابہ اسمر کا ہے لیکن ادمہ نفی کرنے
والا اوسکا ہے کیونکہ سیاہی رنگ اوسکے درمیان بہت ہوتی ہے جسطرح حدیث ترمذی
مین آیا ہے لیس بالابیض الامہق ولا بالادم یعنے رنگ اوس جناب کا ابیض امہق نتھا اور نہ
ادم تھا اور قاموس اور صراح سے معلوم ہوتا ہے کہ ادمہ بمعنی سمرہ ہے اور اوسکے معنی آپ سے
اور اس تقدیر مین بقول اوسکے لا بالادم ادم سے شدید الادمہ مراد ہوگی اور جو کچھ مذکور ہوا
اوس سے ظاہر ہوا کہ مراد سمرہ سے وہ سرخی ہے جو سپیدی مین ملی ہوا اور مراد بیاض سے
جو اثبات کی اونہون نے وہ بیاض ہے جو ملی ہوئی اس سرخی سے ہوا اور جس بیاض کی
نفی کی وہ بیاض ہے یعنے سپیدی جو خالص ہو جسے امہق کہتے ہین اور اس تقریر سے ساقط
ہوا وہ قول جو کچھ ابن جوزی نے کہا کہ حدیث کان اسمر صحیح نہین ہے کیونکہ مخالف اون
حدیثون کے ہے جنمین ابیض مشرب واقع ہوا ہے اور لا بالادم واقع ہوا ہے اور ادم

اسمر کو کہتے ہین اور اوس نے یعنے ابن جوزی نے وجہ جمع مین درمیان بیاض اور سمرہ کے کہا
ہے کہ حضرت صلعم کے جسد مبارک مین جس جس جگہہ دہوپ اور ہوا پونہچتی تھی جسطرح چہرہ اور
گردن اور ہاتھ اوس جناب کے اسمر تھے اور جو کچہہ بدن لباس مین تھا پوشیدہ رہتا تھا ابیض
تھا اور اس بات کی تضعیف کی ہے کیونکہ دہوپ اور ہوا کو تاثیر نتھی بدن شریف مین حضرت
کے اور اوس سرور کے رنگ کے متبدل ہونے مین جسطرح ابن ابی ہالہ کی حدیث مین انور المتجرد
واقع ہوا ہے اشارت طرف اوسکے رکھی ہے یعنے جتنا بدن برہنہ اور باہر رہتا تھا
پوشاک سے سو بھی روشن اور سپید اور تابان تھا یہ نہین کہ جیسا سب لوگونکا بدن ہوتا ہے
ساتھہ اسکے کہ انس رضہ خادم درگاہ اور ملازم گاہ و بیگاہ ہے پس کسطرح وصف کرے اوسکے
تئین جو غیر وصف ہوا اوس سرور صلعم کے پس تاویل اور مراد وہ ہی ہے جو کچہہ مذکور ہوا اور بعضون
نے کہا ہے کہ آخر عمر شریف مین جب رنگ مبارک پختہ ہوا تھا تب حمرہ مایل بسمرہ ہوگیا
تھا بس سچ بیان حضرت صلعم کی رفتار شریف کا امیر المومنین حضرت علی مرتضی رضہ
کی حدیث مین آیا ہے کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا مشی تکفا تکفا کانما ینحط
من صبب یعنے تھے حضرت صلعم کہ جسوقت چلتے میل اور رغبت فرماتے جسطرح جہکتی ہے ڈالی
پھولون کی گویا کہ اوترتے ہین زمین نشیب رو سے تکفو کی تفسیر کی ہے اونہون نے بمعنی
میل کرنا طرف رفتار کے جسطرح شاخ گل میل کرتی ہے اور تفسیر کی ہے تکفو کی بمعنی پانون
اوٹہانا ساتہہ قوت اور رغبت کے بدون سستی اور نزدیک بزاز کے ابی ہریرہ کی حدیث سے
آیا ہے کہ جب حضرت صلعم پی سپر فرماتے زمین کے تئین بتمام قدم پی سپر فرماتے اور دوسری حدیث
مین آیا ہے کہ مشی فرماتے مجتمعا یعنے ساتہہ قوت کے چلتے بدون اعضا کی سستی کے اور ایک
حدیث مین علی مرتضی رضہ سے آیا ہے کہ حضرت صلعم تقلع فرماتے یعنے چلتے مین اوٹہاتے پانون
زمین سے بتمام اور کشادہ رکہتے قدم اور بآسانی اور جلد چلتے بدون تحرک اور اضطراب کے اور کہنا
حضرت علی رضو کا ینحط من صبب یعنی گویا نیچے اوترتے ہین زمین منحدر سے طرف نشیب کے اور
صبب بفتحتین اور صبوب زمین منحدر کو کہتے ہین اور منحدر انحدار سے بمعنے بلندی سے طرف نشیب کے
اوترنا اور تحقیق کہ یہ تشبیہ واسطے تمثیل کے ہے واسطے قوت اور اوٹہانے قدم کے بتمام یقین

کہ واسطے سبکے تحرک اور اضطراب کے ہو فافہم اور ابی ہریرہ کی حدیثمین آیا ہے
کسی ایک کے تئین چالاک تر راہ چلنے مین رسول خدا ص سے گویا لپیٹی جا
اوس سرور ص کے اور تھے ہم سب کہ مشقت مین ڈالتے تھے ہم اپنے تئین واسطے
تاکہ ہمراہی کر سکین ساتھ اوس سرور ص کے اور حضرت ص بے تکلف بچال جو در
اضطراب یعنے یہ نتھا کہ تردد فرماتے ہون رستا چلنے مین بلکہ جو رفتار تھی بچال حزم
اہل عزم کی اور اہل ہمت اور شجاعت کی ہے اور یہ رفتار اعدل اور قوی تر ہے اقسام
اور ارواح واسطے اعضا کے اور کبھی نعلین پہنے ہوئے خرام فرماتے اور کبھی بے نعلین
پیادہ چلتے اور کبھی سوار بھی ہوتے خصوصًا غزوات کے درمیان **قطعہ** پیادہ سرو ہے گلشن
مین گر خوب ✤ تری خوبی ہے اوس سے بیشتر خوب ✤ کہ ہے تو سرو بستان رسالت ✤ پیادہ
خوب اور مرکوب پر خوب ✤ اور جب ساتھ اصحاب کے سفر مین ہوتے تب اپنے سے آگے آگے
بھولتے اونکو اور آپ پیچھے سے روانہ ہوتے اور فرماتے چھوڑ دو اور خالی رکھو میری پشت کو
واسطے ملائک کے اور حدیث مین آیا ہے کان یسوق اصحابہ یعنے تھے حضرت ص کہ ہانکتے تھے صحابہ
کے تئین یسوق سوق سے آیا ہے بمعنی ہانکنا دواب کا اور قائد قود سے بمعنی کھینچنا آگے سے اور
سفر مین حضرت سرور عالم م تمام صحابیون کے بعد چلتے اور ناتوانونکو تقویت دیتے اور ماندونکو
سوار فرماتے اور کبھی اپنا ردیف کرتے یعنے پیچھے سوار فرماتے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم **فائدہ**
اقسام رفتار دس ہین ایک اونمین تماوت ہے جو مُتکی چال ہے افسردہ لوگون کی اور مریلون
کی جو سوکھی لکڑیون کی طرح چلتے ہین دوسری چال کا نام انزعاج ہے جو طیش سے اور ہلکے پن
سے اور سبک سری اور قلق اور اضطراب سے چلین یہ دونو قسم مذموم و قبیح ہین اور یہ گمنامی اور
مردہ دلی کے تیسری چال ہون ہے جو ساتھ حرکت تمام اور سرعت اندک کے چلین اور یہ قسم رفتار
اوس جناب کی تھی ساتھ سکون اور وقار کے جسمین کبر اور تماوت نہین چوتھی چال کا نام سعی ہے
جو چلنا ساتھ سرعت کے ہو پانچوین قسم کا نام رمل ہے اوس رفتار کو کہتے ہین جو ساتھ سرعت کی
ہو اور اوٹھانا پاونکا اور جھولانا شانونکا جسطرح پہلوان کرتے ہین چھٹی قسم نسلان جو دوڑ کر چلنا
اور تیز چلنا ہے اور یہ چال سعی سے سریع تر ہے ساتوین جمزی ہے بروزن مولا اوس رفتار کو

کو کہتے ہین جو بسا نہ تمایل ہو کے ہو یعنے جھکنا اٹھوین قہقری بمعنی پچھلے پانؤن چلنا نوین جمزی ہے
یہ وہ چال ہے جو کود کود کے چلے راہ مین اور ناقیکو جو جمانہ کہتے ہین انہین معنون سے دسوین تبختر
بمعنی لٹک چال چلنا اور گردن اونچی کرنا جو روش متکبرونکی ہے اور ان سب قسمون سے افضل ہون ہے
جو رفتار حضرت رسول صلعم کی تھی اور قرآن کے درمیان اس قسم کی رفتار کی مدح کی ہے اور فرمایا ہے
وعباد الرحمن الذین یمشون فی الارض ہونا یعنے بندے اللہ تعالے کے ایسے بندے جو چلتے
ہین زمین پر رفتار ہون بیان حضرت سرور عالم صلعم کی خوشبو کا اور پسینے کا اور فضلات
کا یعنے میل چرک وغیرہ باوجود صفتون سے حضرت سید عالم صلعم کی طیب ریح ہے یعنے بوے خوش
کہ وہ اوس سرور کی ذاتی بو تھی بدون اسباب کے کہ استعمال خوشبوئیونکا خارج سے ہوا اور کوئی
خوشبو اوس جناب کی بوے خوش کو نہ پہنچتی تہی انس رض روایت کرتے ہین کہ نہین سونگھی مین نے
کوئی خوشبو اور نہ مشک اور عنبر خوشبو تر اوس جناب کی بوے خوش سے یعنے حضرت صلعم کی ذاتی
بو ایسی لطیف اور عمدہ تھی کہ جہان کی خوشبوئیان اوسے نہین پہنچتی تہین شعر واہون غنچۂ جیب
اوس مہ کے ملنے لگے ماہی سے تا بہ مہ مہکے * ام عاصم عتبہ بن فرقد سلمی کی زوجہ آیا ہے کہ ہم
ہم چار عورتین تہین عتبہ کے نزدیک اور ہر ایک ہم مین سے کوشش کرتی تہی خوشبوئی ملنے مین
کہ دوسری سے زیادہ خوشبو ہو نزدیک اپنے شوہر کے جو عتبہ ہے اور استعمال کرتے تھے ہم خوشبوئیون
کے اور نہین پہنچتی تہی ہم مین سے کسیکی خوشبو عتبہ کی خوشبو کے تئین اور استعمال نہین کرتا تھا
عتبہ خوشبوئی ملنے کا مگر اسقدر کہ مساس کرتا تہا ہاتہ سے اپنے منہ کے تئین اور مسح کیا کرتا اور
سے اپنی داڑہی کو اور تہا خوشبو ہم چارون سے زیادہ اور جب باہر جاتا طرف لوگون کے کہتے
وے کہ ہمنے کوئی خوشبو عتبہ کی خوشبو سے زیادہ نہین دیکھی کہتی ہے وہ یعنے وہی ام عاصم کہ کہی مین نے
ایکروز عتبہ سے کہ ہم استعمال کرتے ہین خوشبوئیونکا اور تو ہم سے زیادہ خوشبو ہے سبب اسکا کیا ہے
جواب دیا کہ پکڑا تہا مجھے ایک شری نے رسول خدا صلعم کے زمانے مین اور شری ننھے ننھے دانونکا
نام ہے جو نکلتے ہین اندام پر پس آیا مین نزدیک رسول خدا صلعم کے اور شکایت کی مین نے اوس
بیماری کی تاکہ حضرت صلعم علاج فرماوین فرمایا کہ کپڑے اپنے بدن سے نکال پس ننگا ہوا مین اور بیٹھا
آگے اوس سرور کے پس دم کیا حضرت صلعم نے اپنے دست مبارک پر اور پہیر آیا ہاتھ میرے شکم

پیدا ہو پشت پر پس پیدا ہوئی وراسطے سکے یہ خوشبو اوس روز سے رواہ الطبرانی فی معجمہ الصغیر اور آیا ہے کہ ایکمرد اپنی بیٹی کو اوسکے شوہر کے گھر بہجوایا چاہتا تہا خوشبو نہیں رکہتا تہا حضرت صلعم کے حضور آیا کہ کچہہ اوسے عطا کرین اوسوقت کچہ حاضر نہ تہا حضرت صلعم نے ایک شیشہ منگوایا اور خوشبوئی ڈالی اوسمین بعد ازان پونچہا اپنے بدن مبارک سے کچہہ پسینا اور اوس شیشے میں بہر لا اور فرمایا کہ ڈالا کیا کر اوسمین خوشبو اور اپنی بیٹی سے کہنا کہ استعمال خوشبوئی کیا کرے اس سے پس تہی وہ عورت کہ جب خوشبو ملتی سونگہتے اہل مدینہ اوسے اور نام رکہا مدینے کے رہنے والون نے اوسکے گہر کا بیت المطیبین اور انس سے آیا ہے کہ آئی ایکروز حضرت صلعم ہمارے گہر مین اور قیلولہ کیا قیلولہ دوپہر کے سونیکو کہتے ہین اوس نیند کے عالم مین پسینا آیا حضرت صلعم کو اور تہی عادت حضرت صلعم کی کہ خوابمین پسینا آتا میری مان ام سلیم نے ایک شیشہ لیا اور تن مبارک سے پسینا لیکر اوسمین ڈالنا شروع کیا پس بیدار ہوئے حضرت صلعم اور فرمایا کیا کرتی ہے ای ام سلیم بولی کہ یہ پسینا آپکا ہے یا رسول اللہ صلعم کہ ملاونگی مین اوسے اپنی خوشبو مین کیونکہ وہ ہو اطیب الطیب رواہ مسلم یعنے وہ ہی پسینا خوشبوئی سے خوشبو زیادہ ہے اور بہی انس رض سے آیا ہے کہ جب صحابیون سے کوئی شخص حضرت صلعم کی ملازمت کا مقصد کرکے آتا اور گہر مین حضرت صلعم کو نہ پاتا تو اوس جناب کی بوے خوش سے پتے سے جس رستے سے کہ حضرت صلعم گذری تہے جاتا اور جو کوئی مدینہ مطیبہ کی گلیون سے گذرتا بوے خوش پاتا اور جانتا کہ رسول خدا صلعم اس راہ سے گذرے ہین اور جان کہ اب تک در اور دیوار سے مدینے کے خوشبوئیان نکلتی ہین کہ محبون کے دماغ محبت اوس سے معطر ہوتے ہین اور شاید کہ ایک شمہ اوس خوشبو کا شامہ ذوق مین بعض غریب مشتاقون کے بہی پونہچتا ہو غریب بمعنی مسافر اور مفلس اور نادر ابو عبد اللہ عطار نے مدینہ مطیبہ کی مدح مین کہا ہے شعر بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا ٭ فما المسک والکافور والمندل الرطب ٭ یعنے رسول خدا صلعم کی خوشبو سے مدینے کی باد نسیم ایسی خوشبو ہے کہ مشک اور کافور کیطرح وہان کے رطب ہین یعنے خرما اور بمعنی نازک ڈالی اور سبز گہاس یہان سب معنونکا جامع ہے لفظ رطب فی الواقع قطعہ وہ نور حق کہ جسکا نام ہے نور ٭ خلایق کے لیے نور علی نور ٭ خدا کا ہے گل گلزار قدرت ٭ ہے عالم جسکی بوے خوش سے معمور ٭ مدینے کی نسیم اوس گل کی بو سے ٭ یہ مہکے ہے نہین کچہ جسکا مقدور ٭ وہان کی سرزمین ہے طیب تخمیر ٭ رطب ہین جسکے مثل مشک دکافور ٭

آشکارا ایک عالم ہے علما رصاحب وجدان سے کہتا ہے کہ مدینے کی خاک کے تئین ایک خوشبوی خاص ہے
ایسی کہ کسی مشک اور عنبر مین نہین اور کہتا ہے اوس نے کہ یہ بغیر مدینے مین خوشبوئی ہونا عجب عجایب سے
ہے اور حقیقت مین کچہ تعجب نہین شعر نسیم طرہ بہی جس زمین پر اوسکے ۔ مجال کیا ہے جو دم مارے
نافہ تاتار ۔ اور عائشہ صدیقہ رض نے کہا ہے کہ تہا پسینا چہرہ مبارک پر اوس سرور کی جسطرح لولو یعنے
موتی آبدار خوشبو تر مشک اذفر سے رواہ ابو نعیم اور حضرت صلعم کے دست مبارک کے وصف مین مذکور
ہوا جابر بن سمرہ سے کہ کہا کہ ہاتہ پہرا حضرت صلعم نے میرے رخسارے پر پس پائی مین نے اوس
سرور صلعم کے ہاتہ مین سردی اور بوے خوش ایسی کہ گویا ابہی عطار کی ڈبیا سے ہاتہ باہر نکالا ہے
اور جو کوئی مصافحہ کرتا حضرت صلعم سے پاتا تمام روز بوے خوش اپنے ہاتہ سے اور جس لڑکے کے
سر پر حضرت صلعم اپنا دست مبارک رکہتے ممتاز اور مشہور ہوتا وہ لڑکا لڑکون مین بوے خوش سے
فائدہ جان کہ بعض حدیثون مین آیا ہے کہ گلاب پیدا ہوا ہے حضرت صلعم کے پسینے سے اور دوسری
ایک جگہہ آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ چنبلی میرے پسینے سے پیدا ہوئی معراج کی شب کو
اور گلاب جبرئیل کے پسینے سے اور چنبیا براق کے پسینے سے اور یہی آیا ہے کہ فرمایا کہ معراج
سے پہرتے وقت بوند پسینے کی میرے بدن سے زمین پر ٹپکی اور اوگا اوس سے گلاب جو کوئی
چاہے کہ مجہے سونگہے چاہیے کہ سونگہے گلاب کو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا جب گرا قطرہ
میرے پسینے کا تب زمین ہنسی اور اوگا گلسرخ اور محدثونکو صحت مین اس حدیث کی جس اصطلاح
مین کہ وہی رکہتے ہین کلام ہے صاحب مواہب لدنیہ ابو الفرج نہروانی سے لایا ہے کہا
اوسنے جو کچہہ ان حدیثون مین آیا ہے ایک قطرہ ہے دریای فضل سے احمد مختار کے اور اندک ہے
بہت سے اون چیزون سے جنسے مکرم گردانا ہے پروردگار نے اپنے حبیب کے تئین اور بلند فرمایا
ہے اوس سے اوس سرور کے مرتبے اور منزلت کے تئین اور باتین محدثونکی اوس صناعت کی روش
سے ہین جو تحقیق اور تصحیح مین سند کی وہی رکہتے ہین نہ یہ کہ اوسکی ثبت جاداور استحالت کی جہت سے
ہو جاتا یعنے وہ جو مذکور ہوا کہ گلاب حضرت صلعم کے پسینے سے پیدا ہوا اعتراض محدثونکا یہہ نہین
نہین کہ اسکو بعید سمجہین یا محال جانین بلکہ اونکے تحقیق اور تصحیح سند کی روش سے ہے اور ان
حدیثون مین جسکا ذکر ہوا نوع اضطراب اور اختلال بہی ہے اور جب حضرت صلعم چاہتے کہ تغوط کرین

یعنے قضاے حاجت کرنا مراد بول و براز سے اوسوقت شگافتہ ہوتی تھی زمین اور نگل جاتی تھی سرگل غذا
کے بول و غائط کے تئین اور نکلتی تھی اوس سے بوے خوش اور مطلع نہین ہوتا تہا کوئی بشر جو کچہ اخراج پاتا
تھا اوس سرور سے اور عائشہ صدیقہ رض سے آیا ہے کہ کہا اونہون نے حضرت کے تئین کہ آپ گہر آتے
ہین طہارت کیے ہوے اور ہمین دیکہتی ہین آپ سے کچہ چیز کی آلودگی فرمایا نہین معلوم تمکو ای عائشہ
کہ جو کچہ باہر نکلتا ہے انبیا سے زمین اوسے نگلتی ہے اور روایت کی گئی بعض اصحاب سے کہ کہا
صحبت رکہتا تھا مین حضرت کے ہمراہ ایک مسافرت مین پس جب کہڑے ہوے حضرت م قضاے حاجت
کے لیے پس آیا مین اوسجگہہ جہان سے حضرت برآمد ہوے پس نہ دیکہا مین نے اوسجگہہ اثر غائط کا اور نہ بول کا
اور دیکہے مین نے اوسجگہہ تین کلوخ یعنے ڈہیلے پس اوٹہایا مین نے اون ڈہیلونکو اور پائی مین نے بوے
خوش اونکے درمیان اور قاضی عیاض رض نے شفا کے درمیان کہا ہے کہ بتحقیق ایک گروہ اہل علم
حدث کی طہارت کی طرف گئے ہین سرور عالم ص سے اور یہی قول ہے بعض اصحاب شافعی کا لیکن
اوس جناب کے بول کے تئین دیکہا ہے بہت لوگون نے اور پیا ہے اوسے ام ایمن نے جو خدمت
کرتی تہی اوس سرور کی روایت کرتی ہین کہ ہر شب حضرت ص کے تخت کے نیچے ایک قدح رکہا جاتا تہا
کہ درمیان اوسکے بول فرماتے تہے ایکرات حضرت نے درمیان اوسکے استنجا کیا تہا جب صبح ہوئی فرمایا
ای ام ایمن پہینکدے اوس سفال مین جو کچہ ہے پس نہ پایا درمیان اوسکے کچہ کہا ام ایمن نے کہ واللہ پیاسی
ہوئی تہی مین اور پیگئی مین اوس پانیکو حضرت ص یہ سنکے مسکرائے اور حکم نکیا حضرت نے اوسکے پیٹ
دہونے اور قے کرنے پر اور منع نہ فرمائی اوسکے عود کرنے پر اور فرمایا درد نکریگا تیرا شکم ہرگز اور ایکبار اور
ایک عورت تہی کہ وہ بہی خدمت کرتی تہی حضرت ص کی پس پیگئی بول کے تئین اور فرمایا حضرت ص نے
کہ صحت یا ام یوسف نام اوسکا ام یوسف تہا یعنی بیمار نہو گی ہرگز پس بیمار نہوئی وہ عورت مگر وہی بیماری
جسمین عالم سے گئی اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ ایک مرد نے بول کے تئین رسول خدا ص کے پیا تہا پس
بوے خوش نکلتی تہی اوس شخص سے اور اوسکی اولاد سے کئی پشت تک اور مواہب لدنیہ اور شفا کے
درمیان اس روایت کا مذکور نہین اور ایک روایت ہے کہ لوگ تبرک گردانتے تہے حضرت سرور عالم ص
کے بول اور لہو کے تئین بول کی حدیثین مذکور ہوئین لیکن لہو کا پینا بہی مکرر واقع ہوا ہے اصحاب سے
یعنے کسی جگہہ باتفاقات سے خون مطہر حضرت ص کے بدن انور سے نکلا ہے اور بعض صحابی نے تبرکا

تمنا چاہیے ایک یہ کہ ایک حجام نے حجامت کی حضرت صلعم کی پس باہر نکالا خون کے تئین اور نکل گیا
اوسکے تئین حضرت صلعم نے پوچھا کیا کیا تو نے خون کے تئین۔ اوسنے عرض کی کہ باہر نکالا مین نے خود
کے تئین تاکہ پوشیدہ کرون اوسے اور بچا مین نے کہ آپ کے خون کو زمین پر ڈالون پس پوشیدہ کیا مین نے
اوسے اپنے شکم مین فرمایا حضرت صلعم نے کہ پناہ کی تو نے اور نگاہ رکھا تو نے اپنی ذات کے تئین یعنے
بیماریون سے اور بلاؤن سے اور آیا ہے کہ جب مجروح ہوئے حضرت صلعم احد کے روز یعنی جبین مبارک اور
سر و روے کے جراحت کے تئین مالک بن سنان ابو سعید خدری کے باپ نے یہان تک کہ پاک اور صاف کیا
اوس جراحت کے تئین کہا لوگون نے اوسکے تئین کہ ڈال دے لہو کو منہ سے کہا اوس نے لا واللہ ہرگز
نہ ڈالونگا رسول خدا کے خون کے تئین خاک پر پس نکل گیا اوسکے تئین پس فرمایا حضرت صلعم نے کہ جو کوئی دیکھا
چاہے اوس شخص کو جو اہل بہشت سے ہے کو دیکھے طرف اس مرد کے اور عبد اللہ بن زبیر رضہ سے آیا ہے
کہ حجامت فرمائی سرور عالم صلعم نے ایک روز پس دیا میرے تئین لہو اور فرمایا پوشیدہ کر اسکے تئین کسی جگہہ
کہ اوسے کوئی نہ دیکھے اور نہ معلوم کرے پس پیگیا مین اوسکے تئین کیونکہ اوس سے زیادہ کوئی پوشیدہ
جگہہ مین نے نہ پائی پس فرمایا حضرت صلعم نے کہ واسطے تجھکو لوگون سے اور واسطے لوگونکو تجھہ سے کہا کہ گیا
اوس جناب نے طرف مردانگی اور شجاعت اور قوت اور شہامت کی جو اوسے اوس لہو پینے سے حاصل
ہوئی اور باعث حرب و قتال ہوا لوگون سے اور وہی عبد اللہ بن زبیر رضہ وہ شخص ہے جسنے بیعت
نہ کی یزید کی اور بود و باش اپنی مقرر کی اوس نے مکے مین اور مجتمع ہوئے اوس پاس اہل حجاز اور
اہل یمن اور اہل عراق اور اہل خراسان وغیرہ اور مار ڈالا اوسکو حجاج بن یوسف نے عہد امارت مین
عبد الملک بن مروان کی اور دار پر چڑہایا و لہ قصتہ طویلتہ اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت
نے عبد اللہ بن زبیر رضہ کے تئین جسوقت اوسنے حضرت صلعم کے خون کو نگلا تہا کہ لا تمسک النار الا تحلۃ
الیمین یعنے مساس نکرے گی دوزخکی آگ مگر واسطے قسم کے جو اللہ تعالی نے یاد فرمائی ہے اپنے
اس قول سے وان منکم الا واردہا الآیہ اور ان حدیثون مین دلالت ہے اوس جناب کے بول اور خون
کی طہارت پر اور اوپر اسی قیاس کے ہین تمامی فضلات اور عینی صحیح بخاری کا شارح جو حنفی مذہب ہے
کہتا ہے کہ اسی پر قایل ہے یعنے طہارت بول و دم پر امام ابو حنیفہ اور شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ دلیلین
بہت ہین سرور عالم کے فضلات کے طہارت پر اور اسکے گنین انہون نے اوس جناب کے خصایص مین

شمار کیا ہے **بیان حضرت صلعم کی مباشرت کا** مباشرت جماع کو کہتے ہین اگرچہ ذکر کرنا اس صفت کا بظاہر پشت اور سینۂ مبارک اور شکم کے بعد مناسب تہا جسطرح اہل سیر کی کتابون مین واقع ہوا ہے لیکن اس کتاب مین انتظام کلام بعضے مقدمات کے ذکر کی جہت سے جو اون کتابون مین اس مقام مین مذکور نہین آخر کے درمیان پڑا اور اوسکا مضائقہ نہین بلکہ اسکے تئین مین نے مناسب تر پایا جیسا کہ اہل فہم پر اور ارباب پر روشن ہوگا جان کہ فائدے نکاح کرنے کے حفظ نسل اور دوام نوع انسانی کے بعد پانا لذت کا اور برخورداری نعمت کی اور نگاہ رکہنا صحت کا ہے یعنے نکاح کرنے سے یہ فائدے ہین کیونکہ حبس اور احتقان کرنا منی کا یعنے جماع نکرنا پیدا کرنے والا شدید بیماریونکا ہے اور قوی اور اعضا اوس سے ناتوان ہوتے ہین اور وہی حبس کرنا منی کا باعث انسداد مجاری ہے یعنے منی رو کنے سے بند ہوتے ہین جاری ہونیکے مقام اور تفاخر کرنا قوت باہ اور شہوت جماع کرنیکے اور تنقیص اور تقصیر اوسکے ضد کرنے کے امر مقرر اور معروف اور عادت مستمرہ ہے یعنے جاری درمیان مردون کے اور محبت کرنا ساتہ عورتون کے اور متعدد نکاح کرنا یعنے کئی نکاح کرنا کمال سے ہے اور ایک اون مواضع سے جنکے کوتہ اندیش نکی عقل کمال پہنے کی حقیقت سے اوسکی محجوب ہے سو جماع کرنا ہے ساتہ عورتون کے جسکو صورت نقصان مین تصور کرتے ہین اور لہو و لعب مین اوسے گنتے ہین اور یہ بات اونکی نقصان فہم اور کجی طبیعت رہبانیت سے ہے رہبان ترساؤن کے عابد کو کہتے ہین اور نظر کرتے جمع ہونے فعل اور انفعال اور تاثیر اور تاثر کی جو جہان کے ظہور کے علت غائی ہین جیسا کہ اس کام مین ہے یعنے جماع مین جیسا کہ تیر اور تاثر وغیرہ ہے کسی اور کام مین نہین اور فعل سید انبیا کا اور پیغمبرونکا سند اسکی کافی ہے اور بقیہ اس کلام کا ازواج مطہرات کے ذکر مین انشاء اللہ تعالی آخر کتاب مین آویگا اور انس کی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلعم ایک شب مین اپنی تمامی لساؤن سے صحبت فرماتے تھے اور وی نیا ئی بیان تہین گیارہ اوسی نے کہ پوچہا مین نے انس سے کہ آیا طاقت رکہتے تہے حضرت اسباتکی یا انس نے کہتے ہم کہ کہا کرتے درمیان اپنے کہ دی گئی ہے سرور عالم کو قوت تیس مردونکی روایت کیا بخاری نے اور بعضی روایتون مین قوت چالیس مرد دنیا بہشت کے مردونکی اور آیا ہے کہ ہر مرد کے تئین بہشت کے مردون سے قوت سو مردون کی ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ لایا واسطے

میرے جبرئیل ایک دیگ کھانے کی پس کہایا مین نے اوسمین سے کہانا اور دی گئی مجھے قوت چالیس
مردونکی درمیان جماع کے اور قاضی عیاض درمیان شفا کے عائشہ صدیقہ سے لایا ہے کہ کہا عائشہ
رضی نے کہ نہین دیکھی مین نے ستر رسول خدا کبھی اور روایتونمین آیا ہے کہ نہ حضرت ع
کا ستر دیکھا اور نہ صدیقہ نے حضرت ص کا اور سرور عالم صلعم نے وصیت کی علی مرتضیٰ ع کے تئین کہ
رحلت کے بعد نہ نہلاوے مجھے کوئی شخص مگر تم اور چاہیے کہ نظر نہ پڑے کسی غیر کی میرے ستر پر
کیونکہ نہ دیکھیگا میرے ستر کو کوئی مگر یہ کہ آنکھین اوسکی ناپدید ہون اور یہ اوس جناب کی قوت جسمانی
کا کمال ہے اور قوت روحانی اوس سرور کی خود ایسی تھی کہ آسمان کے تئین حرکت کرنے سے باز
رکھتے تھے بلکہ اوسکی حرکت کے خلاف پر لیجاتے تھے جیسا کہ پھرانے سے آفتاب کی جو حدیثون مین
آیا ہے ظاہر ہوتا ہے اور یہ عبرت اور اعتبار کا محل ہے کہ عیش اور تنعم سرور عالم کا مأکل اور مطاعم
مین یعنے کھانے پینے مین وہ تھا کہ کبھی آسودہ شکم سیر کھانا نہ کہایا اور جو کی روٹی پر اوس
عالیجناب نے قناعت کی اور توانائی بدنکی اور قوت اس مرتبے مین اور ایک اوس سرور کے
معجزون سے جو ارباب فہم وذکا پر عیان ہے وہ ہے کہ حسن وجمال اور صفا اور نورانیت اوس
سرور کے چہرۂ مبارک کی اوس مرتبے مین تھی جو کچھہ مذکور ہوا اور خوراک اور لباس اور حسن
وصفا حسب عادت ناز اور تنعم چاہتا ہے سو اس درجے مین پس معلوم ہوا کہ یہ تنہا مگر اور کی
عالم سے کہ دائرہ اسباب اور عادت سے باہر ہے کیونکہ بہتر غذا سے قوت اور نور اور رنگ
اور زور آتا ہے اور غذاے خشک کا احوال تو معلوم ہی ہے تو اوس جنابکا رب اور حکمت
عنایت الٰہی سے جانا چاہیے اور حضرت ص کی ذات بابرکات احتلام سے محفوظ تھے ابن عباس
کہتے ہین کہ کوئی پیغمبر ہرگز محتلم نہوا کیونکہ احتلام فعل شیطان سے ہے رواہ الطبری لیکن حدیث
متفق علیہ مین آیا ہے یعنے سب اصحاب ایک ہین کہ پاتے تھے اوس جناب کے تئین فجر رمضان مین
اور حال یہ کہ وہ سرور جنب تھا غیر احتلام سے پس غسل کرتے تھے اور روزہ رکھتے تھے ظاہر ہے
اس عبارت کی اور قید کرنے سے بغیر احتلام کے بوجہا جاتا ہے کہ احتلام اوس سرور پر جائز ہوا اور
نہین تو استثنا کرنا اوسکا فائدہ نتہا یعنے یہ جو مذکور ہوا کہ بغیر احتلام اور جواب اسکا یہ ہے کہ مبنا استثنا
کا عدم جواز ہے یعنے استثنا وہان کرتے ہین جہان جواز موجود ہو اور یہ قید اتفاقی ہے

اور بیان واقعی یعنے غسل کرنا حضرت صلعم کا جماع سے تہا نہ یہ کہ احتلام سے ہو کیونکہ احتلام رسول خدا صلعم پر
جائز نہین اور اگر یہ بات نہو تو لازم آتا ہے کہ جنابت مین احتلام کے سبب غسل نکرتے ہُون اور یہ بات قابل
ہے اور قرطبی نے کہا ہے کہ صحیح وہ ہے کہ احتلام اوس سرور پر جائز نہین کیونکہ احتلام شیطان سے ہے اور
حضرت صلعم اوس سے معصوم اور محفوظ ہین اور مراد احتلام سے رمضان کی حدیث مین جسکا اوپر بیان
ہوا روایت انزال کی ہے بدون دیکھنے کسی چیز کے خواب کے درمیان اور یہ بات شیطانی تخیل اور شیدائی
وہی ہے کہ خواب مین کچھہ نظر پڑے اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ وہ یعنے وہی غسل کرنا دیر ہونے
سے وقت کے اور ہم لوگونکی کثرت احتجاع سے تھا **تکملہ** ایک طولانی حدیث مین طریق اہل بیت نبوت
سے جو منتہی ہوتی ہے طرف دو نوا امامون کے یعنے حضرت امام حسن مجتبیٰ اور حضرت امام شہید حسین
سلام اللہ علیہم اجمعین اور شامل ہے وہ حدیث بیان حلیہ شریف کو اور اوس سرور کی بعض خصلتون اور
عادتونکو آیا ہے کہ کہا امام حسن نے کہ سوال کیا مین نے اپنی خالہ ہند بن ابی ہالہ سے رسول خدا صلعم کے
حلیہ شریف کا اور تھی وہ وصف کرنے والی رسول خدا صلعم کے حلیہ شریف کی اور مین امید رکھتا تھا کہ وہ
وصف کرے اون چیزون سے کہ جنسے متعلق ہون مین اور دستاویز کرون اوسے یعنے حلیہ شریف سے
وہ چیز جو مجھہ مین ہو اور خود وہ امام عالیمقام تمام اوس سرور کے حلیہ شریف سے متصف تہا یہان تک
کہ اگر کوئی شخص رسول خدا کی رویت سے مشرف ہوتا پوچھا جاتا کہ کس صورت سے دیکھا پیغمبر صلعم کو اگر کہتا
امام حسن کی صورت سے دیکہا ہے کہا جاتا سچ ہے اور بحقیقت دیکھا ہے غرضکہ کہا ہند بن ابی ہالہ نے
کہ کان رسول اللہ صلعم فخماً مفخماً یتلالأ وجہہ تلالأ القمر لیلۃ البدر الخ معنی اسکے اوپر مذکور ہوچکے فرمایا
امام حسن نے وصف کر واسطے میرے گویائی اور خاموشی اور کلام کرنا سرور عالم کا کہا اونہنے کہ تھے
حضرت صلعم اندوہناک دائم الفکر اور نتھی اوس جناب کو راحت اور آسایش اور کلام نکرتے بدون حاجت کے
اور دراز تھی اوس سرور کی خاموشی اور شروع کرتے تھے بات کے تئین اور ختم سخن فرماتے تھے اپنے شدق
سے شدق بالکسر یعنی کنج دہن یعنے بات کے تئین تمام و کمال اور درست اپنے دہن مبارک سے نکالتے
تھے اور شکستہ اور ناقص نہین اور تکلم کرتے تھے جوامع الکلم کر کے یعنے لفظ مختصر کر کے جسکے معانی بہت ہون
چنانچہ حدیث مین آیا ہے اُوتِیتُ جَوامِعَ الکَلِمِ وَاختُصِرَ لِی الکَلامُ یعنے دیا گیا مین جوامع الکلم اور مختصر
کیا گیا واسطے میرے کلام اور تکلم فرماتے بیان فاصل اور منفصل سے ایسا کہ نتہا اوس کلام مین نقصان

اور نہ فصول اور تھے حضرت صلعم نرم طبیعت خوش خلق اور سخت سخن اور تند خو جلا نتھے اور تعظیم کرتے یعنے
گرامی رکھتے نعمت کے تئین اگرچہ کم ہوتی او عیب نکرتے کسی چیز کے تئین مگر یہ کہ کھانے کے تئین جسطرح
ذم نکرتے ستایش بھی نکرتے جسطرح عادت اہل ترفہ کی اور اہل تنعم کی ہے کہ اگر ہنرہ کہانا ہوا تو
مذمت کرتے ہیں اور کوئی کھڑا نہ رہ سکتا تھا اور تاب لاسکتا نہ تہا اوس جناب کے غصے کی حتی
کہ وہ تجاوز کرتا حق سے اوپر اسباب کے کہ انتقام فرماتا وہ سرور صلعم اور بدلا نلیتے فرماتا تھا
وہ سرور اپنی ذات کی جہت کیلیے جو علاقہ دنیا سے رکھتا تھا اور اگر اشارت فرماتے کسی چیز کی طرف
تو اپنی تمام کف دست سے اشارت فرماتے یعنے صرف اونگلی سے اشارت نکرتے اور جب تعجب
کرتے پہراتے اپنے کف دست کے تئین اوس وضع سے کہ مخلوق تہا کف دست یا اوس وضع سے
کہ ہتیلی رہتی تھی تعجب کے وقت مین اور جب کلام کرتے اوسوقت مارتے اپنے سیدھے ہاتہ
کی نر انگشت کو بائین ہاتہ کی ہتیلی پر اور عادات اوس سرور صلعم کی تمام محبوب الٰہی ہین ایسی کچھ
عادتین اوس سرور صلعم کی تہین اور لا کلام سمجھ کچھ سر اور کوئی نکتہ ہوگا ایسا کہ عقل ہماری اوسکے
بہید پانے سے قاصر ہے اور اللہ تعالیٰ دانندہ تر ہے اور جب غضب کرتے یعنے جب کسی
برہم ہوتے پہیر لیتے اوس سے اپنے روے انور اور پہلوے منور کے تئین یا یہ کہ جب
حالت جذب مین اور غصے مین ہوتے الخ اور جب خوشحال ہوتے اور لذت پاتے کسی چیز کی
تب پوشیدہ فرماتے اپنی انکہونکو پپوٹون سے اور تہا اکثر ہنسنا اوس جناب کا تبسم یعنے
اوسی حالت لذت مین مسکراتی اور نمودار ہوتے تھے اوس سے دانت اوس سرور کے اولے
کے مانند صفا اور لطافت مین اور آب و تاب مین امام حسن مجتبےٰ فرماتے ہین کہ شاید مین اس
حدیث کو ابن ابی ہالہ سے پس پوشیدہ رکھا مین نے حسینؑ سے ایک زمان یعنے تہوڑی دیر یا
تہوڑے دن یا مدت اور نہ کہا مین نے اوس سے بالفعل یعنے فی الحال اور جب کہا پایا مین نے
اوس سے کہ سبقت کی تھی اوس نے مجھہ سے اس حدیث کے سننے مین اور پوچھا تہا یعنے
امام حسین نے اپنے باپ علی مرتضےٰ سے زیادہ اس سے یعنے احوال رسول خدا کے مدخل کا اور
مخرج کا کہ کیا کرتے تھے رسول خدا جب منزلین پونہچتے تھے عام ہے اسبات سے کہ گھر ہو یا
سفر مین پس کہا امام حسین یعنے راوی ہیں حدیث کے امام حسین ہین جنہوں نے پوچھا علی مرتضےٰ

سے اس کیفیت کو اور اوس سرور کی مجلس کا احوال اور شکل کا اور نہین چھوڑا تہا اوس مین سے کچھ یعنے
تمام اور نہایت حضرت صہ کا احوال پوچھا جزوی ہو یا کلی ہر ایک طور سے پس کہا امام حسین رضہ
نے کہ پوچھا مین نے اپنے باپ سے مدخل رسول خدا صہ کا یعنے جب گھر مین آتے تو کیا کرتے فرمایا علی
مرتضے نے کہ جب حضرت صہ داخل ہوتے منزل مین تین حصے کرتے اوسجگہہ کے ایک حصہ واسطے
خدا کے یعنے جسمین عبادت کرتے اگرچہ وہ سرور صہ ہر وقت اور ہر حال عبادت ہی مین تھا لیکن
مراد یہان انتخاب کرنا اوسجگہہ کا خالصًا لِلّٰہ تھا یعنے صرف خدا کی عبادت کے لیے تھا کیونکہ اوس
جگہہ مین اپنی اہل کا حق اور خلق کا اور اپنی ذات کا داخل نہین اور دوسرا حصہ اوس جگہہ کا واسطے
اہل وعیال کے اور اونکی ادای حقوق کے لیے سو وہ ادا ے حقوق کیا تہا خلطہ اور آمیزش اور نشست
و برخاست اور کام کاج ساتھہ اونھون کے اور تیسرا بخش اوسجگہہ کا اپنی ذات کے واسطے یعنے
خاص اپنے لیے اور اپنی ذات کے ادا ے حقوق کے واسطے وہ حق اوسکا جیسے راحت پانا اور
سونا اور بیٹھنا اور جو مانند انکے ہو یعنے جو کام راحت پانے اور سونے اور بیٹھنے کے مانند ہو پس اپنا
تیسرے حصے مین سے جو اپنی ذات کے واسطے تہا اسکو دو بخش کرتے تھے ایک واسطے اپنے
اور دوسرا واسطے لوگون کے اور شریک گردانتے تھے اونکو اپنی ذات کے حصے مین پس صورت
یہ تھی کہ خبر دیتے اوس سرور صہ کو وہی اصحاب جو خاص تھے اہل عوام کی حاجتون کے یعنے جو
اونکی حاجتین تھین اونکے واسطے عرض کرتے تھے اور پہونچاتے تھے وہ ہی خواص اصحاب
مجلس شریف کے مواید فواید کو طرف اونکے یعنے پہلے بواسطہ اور بوسیلہ خواص اصحابکو پہونچتے
تھے اور بعد اونکے وساطت سے عامیونکو فائدے وغیرہ پہونچتے تھے اور ذخیرہ نہین کرتے تھے
حضرت صہ اور دریغ نہین فرماتے تھے کسی چیز کو جو فواید اور نصایح کی تھی یعنے جو کچہ اونکے مناسب
حال اور مناسب استعداد تہا اور سیرت کریم سے اور عادت شریف سے اوس جناب کی ایثار اور
اختیار کرنا اہل فضل وعلم کا اور اہل صلاح وشرف کا اذن سے یعنے اذن دیتے تھے اون لوگونکو
جو اہل فضل وعلم تھے اندر آنیکا اور حضور مجلس شریف سے مخصوص گردانتے کا اور قسمت کرنیکا موافق اونکے
قدر اور فضل اور مرتبے انکے دین کے درمیان یعنے جو کوئی دینداری مین زیادہ مخصوص اور ممتاز تہا حصہ
اوسکا عنایت سے اوس سرور صہ کے وافر تر اور بیشتر تھا اور تشاغل فرماتے تھے یعنے مشغول ہاتی تھے

حاجت روائی مین لوگون کی اور تحصیل مقاصد مین اصحاب کی اور مشغول رکھتے تھے اونکو اوس کام
مین جسمین اون کے حال بہتری تھی اور امر کرتے اونکو اور شبہات کے کہ سوال کرین اوس جناب سے اور
خبر یوین اورون کو اوس چیز کی جو چاہیے اور سزاوار ہے مراد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے
اور فرمایا کرتے چاہیے کہ پونہچاوے جو کچھہ سنتا ہے وہ شخص جو حاضر ہے تم مین سے یعنے خبر اوس شخص کے
تئین جو غایب ہے اور فرماتے پونہچاؤ مجھے تم حاجت اوس شخص کی جو آپ نہین پونہچا سکتا اپنی حاجت
کو یعنے جسکو رسائی نہین وہانتک اور فرماتے کہ جو کوئی پونہچاوے کسی بادشاہ کو حاجت اوس
شخص کی جو نہین پونہچا سکتا ثابت رکھے خدا تعالی قیامت کے روز اوسکے قدم کے تئین اور ذکر نہین
کیا جاتا تھا حضرت ص کے نزدیک مگر وہ کلام جسکی احتیاج ہو دنیا اور دین مین اور ایسا کلام جس سے
اصلاح پاوین حاجتین اور مذکور نہین ہوتا تھا مجلس شریف مین جو کچھہ لایعنی ہو اور جسمین کچھہ فائدہ
نہو اور باریاب ہوتے طالب العلم اور نخبش پاتے اپنا بہتری اور برکت سے اور باہر آتے مجلس شریف
سے رہنمائی کرنے والے اوس علم و ادب کی جہت سے جو حاصل ہوتا تھا اونکو یعنے طلبہ کے تئین
رسول خدا ص سے فرمایا امام حسین نے کہ پس سوال کیا مین نے اپنی والد سے سرور عالم کے مخرج کا
یعنے جب منزل شریف سے باہر آتے اور اصحاب کے ساتھہ بیٹھتے تب کیا کرتے فرمایا علی مرتضی نے
کان رسول اللہ یخزن لسانہ الا فیما یعنیہ یعنے تھے رسول خدا ص کہ بستہ رکھتے اپنی اپنی زبان کو
یعنے خاموش رہتے مگر اوس چیز مین اور اوس باتمین جو فائدہ رکھتی اور نفع پونہچاتی لفظ یخزن
مضارع کا صیغہ ہے خزن سے بمعنی گنج مین مال رکھنا اشارت ہے اس سے طرف اس بات کے
کہ زبان حضرت کی مانند ایک کلید کی تھی خزانہ دل پر جو حقایق اور معارف سے مالامال تھا اور جسمین فائدہ
ہوتا امت کے تئین اوسکو یعنے خزانہ دلکو کھولتی یعنے دل حق منزل اوس سرور ص کا جو مورد الہام
الٰہی تھا اوس سے زبان تک وہی بات نکلتی جسمین دنیا اور آخرت کا نفع تھا اور نہین تو لبستہ
ہی رکھتے یعنے خزانہ جو در روازہ زبان ہے اوسے بند رکھتے تھے اور تالیف فرماتے اونکے دونکی
یعنے دلجوئی کرتے اور نگاہ رکھتے بھاگنے سے یعنے امت کے آہوے دلکو جو تازے قید اسلام
مین آئے تھے اونکو رام فرماتے اور بھڑکنے نہین دیتے تھے اور یہ صورت حقیقت مین فعل الٰہی
سے ہے جسطرح فرمایا ہو الذی الف بین قلوبکم الخ یعنے اللہ تعالی جل جلالہ ایسا خالق جسنے

تالیف کی تہہ دلونمین اور احسان اور عطا بجہت فرماتے اون لوگونکو جو ضعیف الایمان تھے
جنکو مولفۃ القلوب کہتے تھے ابن حابس اور ابوسفیان بن حرب اوسی قبیل سے تھے مکے کی فتح
کے بعد حنین کے غنیمون مین اور ہر قوم کے بزرگونکو بزرگ اور گرامی رکہتے تھے اور اون کی قوم
پر اونکو حکومت عطا کرتے اور حذر کرتے تھے لوگون سے اور نگہبانی کرتے اپنی اور لئے اور وزدیدہ
رکھتے اپنی ذات کو دشمنون سے تاکہ کچھ زیان نہ پونہچا دین اور یہ صورت اس آیت کے نازل
ہونیکے اول تھی یعنے وہی حالت جسکا مذکور ہوا کہ اپنے تئین رکہا کرتے تھے اعدا سے یہ حال کب
تہا جب یہ آیہ نہین نازل ہوا اور جب نازل ہوا بیخوف ہوئے واللہ یعصمک من الناس یعنے
اللہ تعالی تیری آپ محافظت کرتا ہے اعدا سے اور قطع نظر اوس حال سے آمین یعنے حفظ
ذات مین رعایت علم حکمت اور تعلیم وارشاد امت ہے اور حقیقت مین یہ کنایہ ہے اوسبات کی
طرف کہ اپنا رعب نگاہ رکہنا اور انبساط نکرنا خلق سے تاکہ ڈرین اور بیباک نہوئین اور ساتھہ
حذر اور احتراس کے یعنے محافظت کے نہ پہراتے کسی سے اپنی کشادہ روئی اور خوشخوئی کے
تئین اور دلجوئی کرتے اور بازپرس فرماتے اصحاب کی بازپرس کے معنی کسیکی خیریت کا احوال
پوچہنا اور دلجوئی ترجمہ تفقد کا ہے اور تفقد در اصل معنی گم ہوا ڈہونڈہنا اور جب بازپرس حال
بار بار ہو تو تفقد کے معنی اوس سے پیدا ہین اور عرف مین اسکو دلجوئی کہتے ہین اور پوچہتے
حضرت صلعم لوگون سے احوال ایک کا دوسرے سے تاکہ نیکی اور بہتری اور مددگاری اوسکی کرین
اور اگر بد ہو تو اوسکا اصلاح حال کرین اور سرزنش کرین اور منع کرین کہ بدکاری سے باز آ
اور عادت شریف سرور عالم کی تھی کہ تعریف اور تحسین فرماتے فعل وعمل نیک کے تئین اور
بدکاری اور بدچلن کو سرزنش فرماتے اور خوار کرتے اوسکو جس سے بدکاری ظاہر ہوتی اور
پروا نکرتے اوس بدکار کی اور خوف نکرتے اوس سے اگرچہ وہ صاحب عظمت ہوتا اور
یہ احوال پرسی ایک کی دوسرے سے غیر تجسس سے تھی یعنے کسیکا تجسس منظور نہ تھا کیونکہ تجسس
اوسے کہتے ہین کہ لوگون کے پوشیدہ عیبونکو پوچہین اس ارادے سے کہ اونسے رسوا کرین
اور یہ حال مردم ظاہر کا ہے یعنے وہی لوگ جو اہل عوام ہین کہ ایک دوسرے سے پوچہتے ہین
اور سرور عالم صلعم پرسش فرماتے تھے پرورش اور اصلاح حال کے واسطے اور ارادے سے

اوسکی بہتری کے اور تھے حضرت صلعم معتدل الامر تمام چیزونمین یعنے تمام احوال اور اوضاع شریف
معتدل تھے اور تمکین پائی ہوئے اور ثابت اور قایم اور ایک قرار پر اور حضرت صلعم کے کامونمین
کچھ پست و بالا نتہا اور اختلاف اور افراط اور تفریط یعنے گھٹنے بڑہنے کو راہ نتھی اوس سرور کے
کامون مین اور تعلیم کرنے سے اونکے غافل نہین ہوتے تھے اور ادب دینے سے اور اونکی تہذیب سے
یعنے آراستہ کرنے سے اور ہمیشہ اونکی سیاست مین اور ہر حال مین تھے سیاست کے معنی نگہبانی
کرنا ملک پر اور حکمرانی رعیت پر اور یہان مراد سیاست نفس ہے اس خوف کے جہت سے کہ غافل
ہوون اور نیک کامون سے باز رہین اور التزام نہین فرماتے تھے شاذ عبادتون کے تئین التزام
کے معنی لازم کرنا اور گردن پر لینا کسی کام کے تئین اس خوف کی جہت سے کہ فرض نہ گردانے
جاوین وہ مشکل عبادتین امت پر اور ہر حال اور ہر کام کے اوس سرور کے نزدیک سرانجام
اور آمادگی تھی جسطرح جنگ کے سلاح یعنے زرہ اور آلات حرب جسطرح برچھا تلوار وغیرہ اور جو
امور واقع ہوتے یعنے ہر کام کے اور نساد کے واسطے ایک مصلح تیار رکھتے اور قصور نفرماتے
کسیکے حق مین اور تجاوز نکرتے اوس سے یعنے اوس حق سے درگذر نفرماتے اور ہمیشہ قایم کرنے
مین حق کے اور اوسکے اثبات کرنے مین تھے اور مقربان درگاہ اوس جناب کے اخیار تھے یعنے
صاحب خیر اور نیک اور ابرار تھے یعنے پاک اور سب سے زیادہ حضرت صلعم کے نزدیک مقرب وہ
شخص تھا جو خیرخواہ زیادہ تھا خلق کا اور نصیحت گر کہا امام حسن رضہ نے پس پوچھا مین نے اپنے
باپ سے رسول خدا صلعم کی مجلس کا احوال اور اوس جناب کے آداب اور اوضاع کو ساتہ لوگون
کے ہمنشینی کرنے مین فرمایا علی مرتضی رضہ نے کہ نہین بیٹھتے تھے اور نہین اوٹھتے تھے حضرت صلعم مگر
خداے عزوجل کے ذکر کے ساتھہ یعنے نشست و برخاست مین ہمیشہ خدا کی یاد مین ہی تھے اور جب
مجلس مین داخل ہوتے وہان ہی بیٹھتے جہان پونہچتے اور قصد بالانشینی کا نکرتے اور بیٹھنے کے واسطے
کوئی جگہہ معین نہین کرتے تھے اور امر کرتے تھے امت کو اوپر اسی بات کے لیعنے فروتر نشینی پر اور
نہی فرماتے تھے یعنے باز رکہتے تھے بالانشینی کے قصد سے اور دیتے تھے حضرت صلعم اپنے اہل مجلس
تمام کے تئین حصہ اپنی عنایت اور التفات اور توجہ کا یعنے ہر ایک شخص کیطرف متوجہ ہوتے تھے
اور التفات و عنایت فرماتے تھے اور گمان نکرتا ہمنشین اوس سرور کا کہ کوئی اپنے سے زیادہ گرامی

حضرت صلعم کے نزدیک اور ہر ایک سے اوسکے انداز حال کے موافق اور قدر قابلیت کے مطابق
ایسی عنایت مبذول رکھتے کہ وہ راضی او خوشحال ہوتا اور جو کوئی ہمنشینی کرتا یا کچھہ حاجت
لاتا حضرت صلعم سے صبر کرتے اوپر اوسکے جب تک وہ آپ نہ پھرتا اور نہ اوٹھتا حضرت صلعم
نہ پھرتے اور نہ اوٹھتے اور جو کوئی سوال کرتا اوس جناب سے اور کچھہ حاجت چاہتا ہر گز نہ
پھرتے طرف اوسکے مگر حاجت اوسکی اور اگر فرضاً کچھہ حاضر نہوتا تو میٹھی اور لطیف باتون سے اور دلجوئی
سے اوسے پھراتے اور شرح اس سخن کی باب اخلاق شریف مین جود و سخا کے بیان مین آویگی
اور پھیل گیا تھا لوگون کے تئین اوس سرور کی خوش خلقی نے اور تمام لوگون کے تئین وہ سرور
سچے پدر ہوا تھا اور اوس سرور کے نزدیک حقداری مین سب برابر تھے کہ کسیکے حق مین
فروگذاشت نہین کرتے تھے اور تھی مجلس شریف مجلس علم وحیا وصبر وامانت اور بلند نہین کیجاتی
نہین آوازین درمیان اوس مجلس کے اور ذکر نہین کیا جاتا تھا اوسمین حرام اور ناشائستہ
کام کا اور ظاہر اور پراگندہ نہین گردانے جاتی تھین ذلتین اہل مجلس کی یعنے اگر بالفرض کسو
سے کچھہ زلت یا ناشائستگی جو لازمۂ بشریت ہے واقع ہوتی پوشیدہ کرتے اہل جلسہ اوسے اور
پراگندہ نکرتے اور تمام اہل مجلس باہم متعادل اور متساوی اور متوافق تھے یعنے باہم موافقت
کرنے والے اور تفاضل اونکا یعنے اپسمین فضل اور فخر کرنا تقوی اور پرہیزگاری مین تھا
یعنے جو زیادہ صاحب تقوی اور پرہیزگار تھا وہی افضل تھا کما قال اللہ تعالی ان اکرمکم
عند اللہ اتقیکم یعنے تحقیق کہ گرامی تر تم مین سے خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو زیادہ پرہیزگار
ہوا اور اپسمین متواضع ہوتے اور توقیر وعزت کرتے کبیر السن کے تئین اور رحم کرتے صغیر کے
تئین اور ایثار کرتے وہی لوگ محتاجون کے تئین اور رعایت کرتے غریبون کے تئین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہم **باب دوم حضرت سرور عالم صلعم کے اخلاق عظیمہ اور
صفات کریمہ کے بیان مین** جان کہ خلق بضم اول سیرت باطن کو کہتے ہین جسطرح
خلق بالفتح صورت ظاہر کو اور قاموس مین خلق بضمتین اور سکون اوسط سے بھی بمعنی خصلت
اور طبع اور صراح مین خلق بمعنی خو ہے اور خوبی اور کبھی خلق بمعنی جوانمردی اور تازہ روئی
اور آمیزش آوے ہے اور خلق حضرت سرور عالم کا مقصود اوپر اسکے تنہا یعنے حصر

خلق ہی پر نہین ہے بلکہ حضرت صلعم رفیق اور رحیم تھے مسلمانون پر اور شدید کفار پر اور عاقلون کے نزدیک خلق نام ہے ملکہ کا جس سے صادر ہوتے ہین افعال ساتھ سہولت اور آسانی کے اور اس کلام کا ایک بیان ہے جو کتب معقولات مین ذکر کیا گیا ہے اور اختلاف ہے اسمین کہ آیا خلق غریزی ہے یعنے طبیعی کہ پیدا کیا ہے حضرت خالق نے ہر کسیکو اوپر اوسکے یا یہ کہ مکتسب ہے یعنے وہ خلق کسب اور ریاضت کرنے سے حاصل ہوتا ہے بعضے اسبات پر ہین کہ غریزی ہے یعنے خلقی ابن مسعود کی حدیث کی جہت سے کہ کہا فرمایا حضرت صلعم نے کہ قسمت کیا ہے خدای عزوجل نے تمہارے درمیان تمہاری اخلاق کے تئین جیسا قسمت کیا ہے تمہاری رزق کو تمہارے بیچ رواہ البخاری اور فرمایا کہ اگر خبر دیے جاؤ تم کہ ایک پہاڑ نے اپنی جگہہ سے جنبش کی تو تصدیق اوسکی کرو یعنے مانو اسبات کو اور اگر خبر دیے جاؤ کہ ایک مرد اپنی خو شی سے نکلا یا درست کروا اور یہ مبالغہ ہے تغیر خلق کے استبعاد پر یعنے بہت بعید ہے یہ بات کہ فرض کیا جاوے کہ کسی کی عادت زائل ہوتی ہے اور نہین تو دونو یعنے تغیر پانا خلق کا اور جنبش کرنا کوہ کا امکان اور قدرت مین خدای عزوجل کی موجود ہے اور تحقیق یہ ہے کہ لوگ متفاوت ہین اوسمین یعنے علی سبیل تفاوت ہین اخلاق اونکے بعض لوگومین بعض اخلاق ایسا غالب اور شدید ہو بیٹھتا ہے کہ تبدیل نہین ہوتا بلکہ دشوار ہے زائل ہونا اوسکا اور نہین تو مامور ہے کہ اوسمین کوشش کرے اور ریاضت تاکہ محمود ہو اور بعضے اخلاق ضعیف ہین اور ریاضت سے قوی ہوتے ہین اور بعضے قوت سے ضعف مین آتے ہین یعنے خلق کم ہوجاتا ہے اور شرع مین اخلاق کی تحسین کرنے پر امر واقع ہے اور انبیا کے تئین واسطے تربیت کے اور تہذیب اخلاق کی اور خلق کی ہدایت کے واسطے خدای عزوجل نے بھیجا ہے اور تغیر و تبدیل پانا اخلاق کا ممکن نہوتا تو امر اوپر اوسکے اور بھیجنا پیغمبرونکا کسواسطے ہوتا اور دعا ماثورہ کے درمیان واقع ہوا ہے اَللّٰھُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ یعنے ای پروردگار جسطرح تو نے نیک کیا میری پیدایش کے تئین پس نیک کر خلق میرا اور فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَھْدِیْ لِاَحْسَنِھَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَھَا وَلَا یَصْرِفُ سَیِّئَھَا اِلَّا اَنْتَ یعنے ای پروردگار ہدایت کر مجھے طرف بہترین اخلاق کے نہین ہدایت کرتا طرف بہترین اخلاق کے مگر تو ہی اور باز رکھہ تو مجھہ سے بدیونکو اوسکی یعنے اخلاق کی اور

نہین پھیرا تا بدیونکو اوسکی مگر تو ہی اور یہ سب ہماری تعلیم اور تلقین کے واسطے ہے اور اشج عبد القیس کی حدیث مین واقع ہوا ہے یعنے اوسکی شان مین حضرت نے فرمایا ہے ان فیک لخصلتین الحلم والاناۃ یعنے تجھہ مین دو خصلت ہین بردباری اور وقار کہا اوس نے یعنے اوسی اشج عبد القیس نے کہ یا رسول اللہ قدیما کان فی اوحدیثا یعنے وہ خصلتین جو مجھہ مین ہین قدیم ہین یا نو پیدا ہین حضرت صلعم نے فرمایا قدیما کہا اوس نے شکر خدا کا کہ مجبول گردانا یعنے پیدا کیا مجھے اوپر دو خصلت کے ایسی خصلتین کہ دوست رکھتا ہے دونو کے تئین پس تردید سوال مین یعنے جو کہا کہ قدیم ہین دونو خصلتین یا جدید یہ تردید بیشتر ہے یعنے ظاہر کرنے والی اسبات کی کہ بعض اخلاق جبلی ہین یعنے خلقی اور بعض یعنے کسبی ہین جو تحصیل کرنے سے حاصل ہون اور اسجگہہ وجہ تطبیق اور بھی ہے کہ بعض اخلاق جو صحبت کے سبب سے حاصل اور حادث ہوتی ہین تغیر اور تبدیل کرنا اونکا آسان ہے لیکن جو کچھہ جبلی اور قدیم ہین تغیر اور تبدیل پانا اوسکا دشوار ہے اور ساتھہ اسکے احاطۂ امکان سے باہر نہین ہے یعنے ہوسکتا ہے کہ ریاضت سے دور ہو واللہ اعلم اور اعتقاد کیا چاہیے کہ مکارم اخلاق اور محامد صفات صورت کے اور سیرت کے اور تمامی کمالات اور فضایل اور محاسن یعنے خوبیان حاصل ہین تمام انبیا اور رسولون کے تئین اور وہی یعنے انبیا و رسل راجح و فایق ہین یعنے غالب تر اور افضل تر باریکیونکی افراد بشری سے اور رتبہ اونکا اشرف رتب ہے یعنے تمام رتبون سے شریف تر اور درجے اونکے ارفع درجات ہین اور کیسا عالی اور رفیع ہوگا مقام اون شخصونکا جنکو حضرت حق نے اجتبا فرمایا یعنے بنی آدم مین ممتاز گردانا اور برگزیدہ فرمایا اونکو اپنے فضل سے اور مدح کی اونکی اپنی کتاب کے درمیان یعنے کلام اللہ مین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اور عقاید کے درمیان ثابت ہوا ہے کہ کوئی ولی کسی نبی کے درجے کو نہین پوہنچتا شیخ امام حافظ الدین نسفی رح تفسیر مدارک کے درمیان کہتے ہین کہ تحقیق لغزش مین آئے ہین پانون بعض لوگون کے تفضیل دینے مین ولی کی اوپر نبی کے اور یہ کفر ظاہر ہے ولیکن حضرت حق تعالی نے تفضیل دی ہے بعض انبیا اور رسل کے تئین اوپر بعض کے جسطرح فرمایا ہے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض اور قاضی عیاض مالکی کی شفا مین مذکور ہے نام ہے کتاب کا کہ اخلاق تمام نبیون کے منفطر اور مجبول ہین یعنے خلقی اور جبلی نہ یہ کہ مکتسب اور معمول یعنے کسب اور عمل سے اونکو اخلاق حاصل نہین ہوا بلکہ ذاتی

ہے اور حاصل ہے اوسکو اول پیدایش مین اور داخل فطرت مین یعنے خلقت مین ہو وہان اسکے کہ کسب اور ریاضت اوسمین داخل ہو اور یہ تمام اللہ تعالی کی اجتبا سے ہی وجود سے اور فیض اور فضل سے ہے جل جلالہ اجتبا معنی انتخاب اور پسند کرنا شعر تبارک اللہ ما وحی بمکتسب ٭ ولا نبی علی الغیب بمتہم ٭ یعنے پاک اور بزرگ ہے اللہ تعالی نہین ہے وحی کسب و عمل سے اور نہ نبی اوپر غیب کے تہمت پایا ہوا ہے اور مراد اسجگہہ وحی سے نبوت اور رسالت ہے کہ ابتداء وحی ہے یعنے وہ ہے نبوت جاے ابتداء وحی ہے اور القاء حکمت کی جگہہ یعنے حکمت کے ڈالنے کی جگہہ اور تعین تو حاصل کرنا ذات وحی کا حاجت طرف بیان کے نہین رکہتا اور بعض انبیا درمیان ظہور اوسکا یعنے حکمت و اخلاق کا حالت صبا مین ہے یعنے بچ پنے سے جسطرح یحیے پیغمبر کے شان مین فرمایا و آتیناہ الحکم صبیًا یعنے دی ہمنے اوسے حکمت طفلی مین اور آیا ہے کہ یحیے دو برس یا تین برس کے تہے کہ لڑکون نے اونسے کہا کسواسطے نہین کہیلتا ہمارے ساتہ کہا یحیے نے کہ مین کہیلنے کے لیے نہین آیا اور تفسیر مین مصدقًا بکلمة اللہ کہا ہے یعنے یحیے تصدیق کرنے والا کلام الہی کرکے اور تصدیق کی تہی یحیے نے عیسے کی اور حال یہ کہ وہ تین سال کا تہا اور گواہی دی کہ وہ یعنے عیسی کلمة اللہ اور روح اللہ ہے اور کہا یوسف نے پنگوڑی کے درمیان انی عبد اللہ آتانی الکتٰب وجعلنی نبیًا یعنے مین بندہ خدا کا ہون آئی مجہکو کتاب اور گردانا مجہکو اللہ تعالی نے نبی پنگوڑا مہد کو کہتے ہین اور اوسے پالنا بہی بولتے ہین جسمین شیر خوارونکو لٹاتے ہین اور سلیمان نے بہی اپنے فتاوی کے وقت صبی یعنے طفل تہے طفلون کو درمیان اور طبری لایا ہے کہ سلیمان کو ایتاء ملک کے وقت بارہ برس کے تہے ایتا کے معنی دینا اور ولقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل کی تفسیر مین کہا ہے ای ہدیناہ صغیرًا یعنے حق تعالی جلشانہ فرماتا ہے کہ ہدایت کی ہمنے اوسی حالیکہ وہ صغیر تہا اور بعضون نے کہا ہے کہ ولادت کے وقت پیش از ابداء خلق حضرت حق نے ایک فرشتے کو اوسکے پاس بہیجا کہ کہا امر کرتا ہے تجہے پروردگار کہ پہچان تو مجہے دل سے اور یاد کر زبان سے پس کہا ابراہیم نے قد فعلت یعنے تحقیق کہ قبول کیا مین نے اس نعمت کے تئین اور تہے ابراہیم القاء نار کے وقت سولہ برس کے یعنے جسوقت آگ مین ڈالے گئے اوسوقت اور قصۂ موسی کا فرعون کے

ساتھ اور پکڑنا اوسکی ڈاڑہی کا جسوقت فرعون نے موسیٰ کو گود مین لیا حالانکہ شیرخوار تھے تب
ڈاڑہی فرعون کی موسیٰ نے اپنے ہاتہ سے کہسوٹ لی اور وحی نازل کی حق نے یوسف ع کو جسوقت
ڈالا اونکے بہائیون نے کنوئین مین اور اوٹہانا ہمارے پیغمبر کا دونو ہاتہون کے تئین اور اوٹہانا
اپنا سر مبارک طرف آسمان کے ولادت کے وقت مشہور ہے مترجم کہتا ہے یہ تمامی احوالات
پیغمبرون کے جو مؤلف لاتا جاتا ہے اوسی بات کے اثبات مین ہین کہ جو کچہہ مذکور ہوا کہ پیغمبر ونکو
خلق و ادب و حکمت خلقی اور جبلی ہے بچ پنے سے اور اول خلقت سے انتہی اور فرمایا حضرت صلعم
نے کہ ہرگز قصد نکیا یعنی جاہلیت کے کامونکا کسی چیز کیطرف مگر دو بار اور محفوظ رکھا اوس
سے مجہے بسبب پروردگار نے مبغوض گردانی گئے یعنے بغض کیا گیا اوثان او شعر اول فطرت سے
یعنے دونو چیزین مبغوض گردانے گئین اوثان جمع وثن بمعنی بت بعد اسکے متمکن گردانے گئے
امر اوپر انکے اور سترادف ہوئے یعنے پے درپے اوپر اونکے نفحات ربانی اور حکمی انوار معارف
سبحانی اونکے دلونمین یہانتک کہ پونہچے وحی یعنے انبیا مرتبہ قصوی کے تئین یعنے نہایت
مراتب کو اور نہایت درجات کو ان کمالون سے بدون ممارست یعنے بدون ہبات کے کہ
درس وغیرہ کسی بشر سے لیا ہوا اور بدون ریاضت کے اور یہی مراد ہے بقول حضرت حق جلشانہ
ولما بلغ اشده واستوی اٰتیناه حكما وعلما اور بعض اولیا کے تئین بہی اور بعض کے ان صفاتون
سے ناشی گردانتا ہے اللہ تعالیٰ ناشی نشو سے یعنے پیدا ہونا اور بمعنی بڑہنا ہے یہ کہ تمام وصفون سے
متصف اور موصوف ہون اور عصمت خاصہ انبیا سے یعنے اسجگہہ جواب اوس سوالکا بہی نکلا جو کچہہ
مذکور ہوا کہ کوئی ولی نبی کے مرتبے کو نہین پونہچتا اگرچہ بعضون نے لغزش کی ہے تفضیل دینے
مین الخ اور سب سے اعلے اور اشرف اور اتم اور اکمل اور احسن اور جمیل تر اور روشن تر اور قوی تر
اور جامع تر تمامی اخلاق اور خصلتون اور صفات اور جمال وجلال کے جو خارج عد وحد سے اور
باہر حیطہ ضبط وحصر سے ہین ذات بابرکات حضرت سید کائنات کی ہے کہ جو کچہہ خزانہ قدرت
او مرتبہ امکان مین کمالات متصور ہین تمام اوس جناب فیضمآب کو حاصل ہین اور تمامی انبیا ورسل
پرتو دار اوس سرور کے کمال کے اور جائے ظہور اوس جناب کے انوار جمال کے ہین وللہ الدر البوصیری
فیما قال یعنے خدا کیطرف سے ہے خوبی بوصیری کی اوس چیز مین جو کچہہ اوس نے کہا شعر

وکل آی اتی الرسل الکرام بہا * فانما اتصلت من نورہ بہم * فانہ شمس فضل ہم کواکبہا * یظہرن
انوارہا للناس فی الظلم * وکلہم من رسول اللہ ملتمس * غرفا من الیم او رشفا من الدیم *
آیی جمع آیہ ہے بمعنی علامت مراد اوس سے معجزے غرف کے معنی چلو سے پانی اوٹھا کر پینا رشف کے
معنی چوسنا یا ہلکا دیم وہ پانی جو مینہ برسنے کے بعد کسی پتھر مین رہجاے مراد اس سے محتاجی ہیں ہر کی
جناب ختم المرسلین سے چنانچہ ترجمہ اون چہہ مصرعون کا نظم مین یہ ہے قطعہ آیے جہان مین جتنے نبی آلی
معجزے * خیر البشر کے نور سے ہو متصل ہیم * پس شمس فضل ہے وہ کواکب ہین اوسکے وہی * انوار
اون کے فاش ہین للناس فی الظلم * سب یون ہین اوسکی درگاہ عالی کے ملتجی * چلو سے پلیا بحر سے
یا رشف من دیم * اور حضرت کے مکارم اخلاق اور محامد صفات کہ مجتمع ہونے کی جہت سے اور اون
مکارم اور محامد کی قوت اور عظمت اوس سرور کی ذات مین ہونے کی جہت سے ثنا کی پروردگار تعالی
نے اوس جناب کی اپنی کتاب کریم کے درمیان کہ وکان فضل اللہ علیک عظیما اور فرمایا حضرت نے
بعثت لاتمم مکارم الاخلاق یعنے برانگیختہ ہوا ہین واسطے اسبات کے کہ کامل کرون اور درجہ
نہایت کو پہونچاؤن مکارم اخلاق کے تئین اور ایک روایت مین یون ہے کہ فرمایا واتمم محاسن
الافعال یعنے اور بیچ واسطے برانگیختہ کیا گیا مین کہ کامل کرون کامون کے خوبیون کے تئین پس معلوم
ہوا کہ تمامی مکارم اخلاق اور محاسن افعال جمع تھے ذات شریف مین اوس سرور کی اور کیونکر
نہو کہ معلم اور مؤدب اوس جناب کا رب عظیم اور قرآن مجید ہے وصل حدیث مین آیا ہے کہ
پوچھی گئی حضرت عائشہ صدیقہ رسول خدا کے خلق سے یعنے سوال کیا گیا اونسے کہ خلق رسول
خدا صلعم کا کیسا تھا قالت کان خلقہ القرآن یعنے صدیقہ نے کہا کہ خلق اوس سرور کا قرآن تھا ہر
معنی اوسکے یہ ہین کہ جو کچھ قرآن عظیم کے درمیان مکارم اخلاق اور محامد صفات مذکور ہین رسول
خدا صلعم اون سب سے متصف تھے اور قاضی عیاض کی شفا کے درمیان عبارت زیادہ ہے کہ
یرضی برضاہ ویسخط لسخطہ یعنے خوش ہوتے تھے حضرت مع قرآن کی خوشنودی سے اور غصے
مین آتے تھے قرآن کے خشم مین آنے سے یعنے جو کچھ قرآن مین ہے جس عمل سے خدا راضی ہوا اوسپر
آپ قائم ہوتے تھے اور امت کو امر کرتے طرف اوسکے اور جس فعل سے خدا کا غضب ٹوٹے
عامل پر اوس کام سے آپ ساتھ عصمت کے حذر مین رہتے تھے اور غضب مین آتے تھے اوسپر

جوا رتکاب کرتا اوسکا اور یہ یعنے یرضی برضاہ الخ ناظر اسی معنی مین ہے جو مذکور ہوئے اور عوارف المعارف
مین کہا ہے کتابکا نام ہے کہ مراد صدیقہ رضہ کی وہ ہے کہ قرآن مہذب اخلاق تھا حضرت صلعم کا یعنے
آراستہ اور استوار کرنے والا اونکا بیان کیا اسکا حضرت شیخ نے ایک بیان طولانی حاصل اوسکا
یہ ہے کہ حصہ شیطان کا حضرت صلعم سے نکال لینے کے بعد اور اوس جناب کے دل کے غسل اور تطہیر کے بعد
یعنے حصہ شیطان دل سے دہو ڈالنے کے بعد گذرے گئی ذات بابرکات اوس سرور صلعم کی اوپر حد
ذات بشریت کے یعنے آدمی سے ذات اوس سرور کی اشرف اور افضل ہوئی اور باقی رکہی گئی صفات
اور اخلاق بشری اوسمین یعنے ذات شریف مین باقی رکھے گئے آثار اور اوضاع انسان کے تاکہ
ظاہر ہونا اوسی صفات اور اخلاق بشری کا باعث پڑے آیات قرآنی کے نازل ہونیکا واسطے باز
رکھنے اوس صفات بشری کی اور واسطے ادب دینے اور آراستہ کرنے ذات نبوی صلعم کی یعنے
ظہور صفات بشری منزل آیات کا باعث پڑا ہے تاکہ اوس صفات بشری کا مانع ہوکر موجب
رحمت خلق اور موجب تہذیب اخلاق امت ہو یعنے صفات بشری سرور عالم مین سو واسطے رکھی
گئی کہ امت انس پکڑنے اور نظر کرنے جنسیت کی بسبب حوصلگی سے وحشت مین نہ پڑین اور رسول
خدا کی صفات بشری باعث رحمت خلق اور موجب آراستگی اخلاق امت ہو وہ کیسی صفات بشری
لوازمات اوسکی یعنے اصل بشریت خلایق کی ذاتو نمین بہت سی تاریکی اور کثافت سے ثابت
اور کائن ہے جسطرح فرمایا لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ یعنے واسطے اسبات کے تاکہ ثابت رکھو نمین
اوسکے سبب سے تیرا دل اور تثبیت یعنے سکون و آرام بقرار ہی جانیکے بعد ہوتا ہے ذات
کی جنبش کرنیکے جہت سے حرکت ذات کی صفات کے ظاہر ہونے سے یعنے مثلاً جسطرح آدمی
کو غصہ آتا ہے یا کچھہ چوک ہوتی ہے اوس سے یا اور چیزین جو متعلق ہین آدمی کے خواص کو حرکت
ذات اور اوسکی صفات سے مراد یہی ہے اور اوس ربط کی جہت سے جو دل کے اور ذات کے
درمیان ہے یعنے وہ اضطراب اور بیقراری انسان کو حرکت ذات کی جہت سے اور اوس ارتباط کی
جہت سے ہوتی ہے جو روح اور دل کے درمیان ہے جسطرح حرکت مین آئی ذات شریف صلعم
کی یعنے غضب مین آئے جسوقت ٹوٹے دندان مبارک اوس جناب کے اور جاری ہوا لہو منہ
مبارک پر فرمایا کَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَبُوا وَجْهَ نَبِيِّهِمْ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ اِلَى رَبِّهِمْ یعنے کسطرح رستگاری

ہاوین وہ لوگ جنہون نے رنگ دار کیا خون سے اپنے پیغمبر کے چہرے کو حالیکہ وہ دعوت کرتا ہو
اونکو طرف اونکے پروردگار کے پس نازل ہوا یہ آیہ کہ لیس لک من الامر شئی یعنے بطریق عتاب
کہ نہین واسطے تیرے کوئی چیز امر کرنے سے پس پہنا اوس سرور کے دل نے لباس صبر کے
تمکین یعنے اوس غضب کے حال سے سکون و آرام مین آیا اور صبر اختیار کیا اور آیا ضطراب
اور بیقراری کے بعد طرف قرار اور سکون و آرام کے پس موزع ہوا یعنی پراگندہ تا نازل
ہونا آیتونکا اس صفات کے ظاہر ہونے سے آنا اور اوقات کے درمیان یعنے نزول آیت
ہر ہر وقت مین اور مصفا اور مہذب یعنے آراستہ اور ہموار ہوا اوسی نزول آیت سے خلق
خدا کے حبیب کا یہ معنی ہین حضرت ام المومنین صدیقہ کے قول کی جو کہا کان خلقہ القرآن
اور شاید اور بہی کسی گروہ نے موافق اسکے کہا ہو اس مقام مین موافق اپنے علم اور فہم و قیاس
کے اور حقیقت یہ ہے کہ سرور عالم کا مقام حقیقت اور کُنہہ حال ایسا عالی ہے کہ تمامی وہم
و قیاس اوسکے دریافت اور رسائی سے قاصر اور عاجز ہین اور کوئی پہچان نہین سکتا اوس
سرور کو جیسا کہ وہ سرور ہے سواے خداے عزوجل کے جسطرح خدا کے تئین دانشوران
سرور کے کسینے نہ پہچانا اور جو کوئی اوس سرور کی حقیقت کے جاننے مین گفتگو کرے گویا اوسنے
دعوی آیات متشابہات کے جاننے کا کیا و لا یعلم تاویلہ الا اللہ یعنے کوئی نہین جانتا
تاویل کرنا اوسکا سوا خداے عزوجل کے قطعہ جو تیری شان ہے اے مثولے وقدر سل
ملک بغیر نہ پہچانے انس و جن و ملک ٭ کسینے تجہسا نہ پہچانا حضرت حق کو ٭ فلک سے
تا بزمین اور زمین سے تا بہ فلک ٭ اور مقام جو اوس سرور کائنات سے برتر ہے دریافت
کرنا اوسکا فوق افہام ہے شعر ترے کمال و جلال و جمال کو اے مہر ٭ نظر مین تاب ہے
کسکی جو کوئی دیکہہ سکے ٭ اور لفظ عظیم کے معنون کی تحقیق مین مفسرون نے یون کہا ہے کہ عظیم
وہ ہے جو ادراک کے احاطہ کرنے سے باہر ہو یعنے جسکو ادراک پا نہ سکے اگر محسوس ہے یعنے
دیکہنے مین آتا ہے تو حیطہ ادراک باصرہ سے باہر ہے جسطرح ایک بڑا پہاڑ کہ دیکہنا بینائی
کا اوسے احاطہ نہین کر سکتا اور اگر معقول ہے یعنے نظر سے علاقہ نہین رکہتا تو عقل اوسے
دریافت نہین کر سکتی جسطرح ذات اور صفات الہی پس جب حضرت حق نے اوس سرور کے

خلق کو عظیم کہا اور جو فضل کہ اوس جناب کو دیا اوسکی صفت کی تعظیم کرکے جسطرح فرمایا انک
لعلی خلق عظیم یعنے یا محمد تو خلق عظیم پر ہے اور سابقا ثابت اور مقرر ہوئی یہ بات کہ اتفاق ہے
اوپر اس بات کے کہ انبیا اوپر اخلاق حمیدہ اور صفات حسنہ کے مجبول اور مفطور ہین یعنے اونکے
اخلاق خلقی اور ذاتی ہین اور اونکو اخلاق کے حاصل کرنے مین کچھ احتیاج نہین خصوصا سید
انبیا کہ وہ سر ورصہ ساتہ اخلاق عظیمہ اور صفات کریمہ کی آراستہ اور پیراستہ ہے آیا شعر ادب سکہانیکی
کیا احتیاج تہی اوسکو کہ ابتدا ہی سے آیا وہ باادب بادب تہا اور تغیر و تبدیل کو اوس سرور
کے سراپردہ عزت کے گرد راہ نہین اور بعض احکام اور آثار جبلت بشری کے تئین کچھ ظہور
نہ تہا مگر کبہی کبہی مخصوص مواضع کے درمیان یعنے ظہور عادت بشری ایسے محل مین جو خاص تہا
کہ قیاس اوپر اوسکے دائر اور سائر نہین ہو سکتا اور علام الغیوب ہی جانے کہ اوس محل مین
بہی کس شہود اور کس تجلی مین تہا نظم وہ ذات معلا متعالی مناصب تہا وہ نور الہی
وہ عالی مناقب تہا ہے برتر مقام اوس خدا کے نبی کا تہا خیال اوسکو پہنچے کہان تک کسیکا
اور اسی غزوہ احد کے قضیے مین آیا ہے کہ جب دردندان اوس جناب کا ٹوٹا اور مجروح ہوا سر
مبارک اور جاری ہوا خون رخسار شریف پر تب سخت دشوار اور ناگوار گذرا اصحاب کے تئین
اور کہا کاش یا رسول اللہ دعا بد کرتے اوپر ان بدکارون کے تاکہ وہی اپنی سزا پاتے فرمایا
بہیجا یا نہین گیا ہون مین لعان یعنے بہت بیزار ہونے والا اور بد کہنے والا لیکن بہیجا گیا ہون مین
خلق کے تئین طرف خدا کے بلانے والا اور رحمت کرنے والا اونکے تئین اور فرمایا اللہم اہد
قومی فانہم لا یعلمون یعنے اے پروردگار ہدایت کر تو میری قوم کے تئین پس تحقیق کہ وہی نہین
پہچانتے میرے مرتبے کے تئین اور اسجگہہ خود کمال صبر اور حلم ہے اور یہان بیقراری اور اضطراب
کو لنا ہے پس قول شیخ کا جہان کہین کہا کہ جنبش مین آئی ذات اوس سرور کی اور اضطراب اور
بے صبری کی پس اس آیت کے نازل ہونے سے یعنے لیس لک من الامر شیء کے نازل ہونے
سے صبر کیا رسول خدا نے اور آئے اضطراب کے بعد طرف قرار اور آرام کے اور یہ بات حال قال
اس مسکین کی سرور عالم پر اوس لفظ کے اطلاق کرنے سے متحاشی ہے اگرچہ علم کے قاعدے سے
اور بنیاد قیاس سے وہ بات راست اور درست معلوم ہوا اور یہ بہی کہا صاحب عوارف نے

کہ دور نہین کہ عائشہ صدیقہ کے قول مین جو کہا کان خلق القرآن اسمین ایک رمز غامض اور ایماے
خفی ہو طرف اخلاق ربانی کے لیکن احتشام کیا صدیقہ رضنے اس بات سے کہ کہین اخلاق سرور
عالم کا اخلاق الٰہی تہا پس بیان کیا صدیقہ نے اس معنی کو اپنے اس قول سے کہ کان خلقہ القرآن
حیا کرنے کی جہت سے سبحات جلال اور ستر جمال سے لطف مقام مین اور یہ بات صدیقہ رضہ
کے وفور عقل اور کمال ادب سے ہے اور یہ معنی داخل تر ہین عظمت اخلاق کے بیان مین او
اوسکی عدم تناہی مین یعنے اوس عظمت اخلاق کو نہایت نہین آور سبحات مواضع سجود کو
کہتے ہین اور سبحات وجہ اللہ بمعنی انوار جلال حق تعالی اور سبحۃ اللہ بمعنی جلال و بزرگی حق اور
بعضون نے کہا ہے کہ جسطرح قرآن کے معنی غیر متناہی ہین یعنے جیسے نہایت نہین اسیطرح
آثار اور انوار کو سرور عالم کے اوصاف جمیلہ اور اخلاق عظیمہ کی نہایت نہین اور ہر حال مین
متجدد ہوتے ہین مکارم اخلاق اور محاسن شیم جمع شیمہ بمعنی خصلت اور جو کچہ افاضہ کرتا ہے
اللہ تعالی یعنے ہوتا اوس سرور پر معارف علوم کے تئین اور اون علمون کے تئین جنکو خدا کے
سوا کوئی نہین جانتا پس تعرض کرنا یعنے پیش آنا اور حصر کرنے اوس سرور کے جزئیات اوصاف
حمیدہ کے کیسا ہے جیسے تعرض کرنا اوس چیز کا جسپر مقدور نہین انسان کا اور ممکن ہے یعنے ہو سکتا
ہے کہ کہا جائے کہ مقصود سرور عالم کے خلق کی تشبیہ ہے ساتھ قرآن کے اس بات مین کہ قرآن
مشتمل ہے اوپر آیات متشابہات کے ایسی آیات کہ ممکن نہین دریافت کرنا اور تاویل کرنا اونکا
اسیطرح ممکن نہین اوس جناب کے احوال شریف کی حقیقت کا دریافت کرنا جسطرح مذکور ہوا
واللہ اعلم اور بعض عارفون سے یہ حدیث پوچہی گئی انہ لیغان علی قلبی و استغفر اللہ کہ حقیقت اس
غین کی اور ہنا اس تغین کی طرف اوس سرور کے کیا ہے پس کہا اوس عارف نے ان سالت
عن غیر قلب رسول اللہ فغینہ لغلبت یا عرفت یعنے سواے رسول خدا کے دلکی اور اوسکے
پروے کے سوا اگر تو سوال کرتا ہر آئنہ کہتا مین جو کچہ جانتا لیکن سمجھ جو غین یعنی تہے غین سے
دم نہین مار سکتا اور شرح اس حدیث کی رسالہ مرج البحرین کے درمیان مذکور ہے اوس جگہہ
دیکہا چاہیے مترجم کہتا ہے ہر چند یہ محل بہت مولناک اور جاے ادب ہے لیکن اسکے مطالعہ کرنے
والونکو خلجان اور ہیجان صفرا ہوگا مندہ ہیجان حرارت عدو ترش اسکے بیان کا تیار کرتا ہے

تاکہ صفرا شکن اور دافع خلجان ہو جاوین ایسی بہا بجان کہ غین عربی مین بادل کو کہتے ہین اور پردے
کے تئین اور رسول خداصلعم پر مقام شہود اور تجلی کے درمیان ایسی کچہ حالتین واقع ہوتی تہین کہ ایک
حال سے دوسرے حال کیطرف پہرتی تہین اور اوس حالت مین وہ سرورصلعم فرماتا تہا استغفر اللہ
استغفر اللہ چنانچہ فرمایا ہے انہ لیغان علی قلبی فاستغفر اللہ یعنے تحقیق شان یہ ہے کہ میرے دل پر
ایک پردہ پڑتا ہے اور استغفار کرتا ہون مین خدا سے نعم اوس سرورصلعم پر تلاطم امواج بحار قدرت سے
ایسی ہی تجلیان وارد ہوتی تہین کہ ایک حال سے طرف دوسرے حال کے پہرتی تہین اور ناسخ
ہونا اور منسوخ ہونا احکام کا بہی فرع اوسیکی ہے اور وہ سرورصلعم ہر حال مین ہمیشہ ترقی اور کمال
مین تہا نقصان اور تنزل کو اوس معلا جناب کے حال عظیم کیطرف اصلا راہ نہتی لیکن بعضے احوال
افضل اور اعلی ہین جسطرح تمام انبیا کامل اور معصوم ہین اور ساتہ اسکے فضلنا بعضہم علی بعض حضرت
حق فرماتا ہے اور اعمال اور طاعتین اور عبادتین حضرت صلعم کی سب صرف واسطے تعلیم اور محض تشریع
کے تہین اور بدون اسباب کے ذات شریف مین اوس جناب کی اوس سے انوار اور آثار پیدا ہون
نعم یعنے ہان سچ ہے کہ نبوت اور مقامات نبوت تمام مواہب محض ہی ہے اور اجتبا اور اصطفا
اور کسب و ریاضت کو اوسمین مدخل نہین ولیکن ظاہر ہونا انوار اور اسرار کا درمیان دن کے اور رات کے
ترتیب دیا گیا ہے اوپر ورد دون کے اور اذکار متوالی و متواتر کے اور کفیل یعنے ضامن تمامی کمالات
کے حاصل ہونے کا نزول قرآن ہے اور تعلیم و تادیب حضرت حق کی اور اوامر و نواہی الٰہی جل جلالہ
لیکن اثبات کرنا خاصیت ذات بشریت کی طبع کا جو ناظر ہے طرف ثابت کرنے انحطاط اور نقصان
کے خوب نہین انحطاط کے معنی مرتبے سے اوتارنا کسی چیز کا اگر مراد تہذیب سے ایک طور کا آگاہ
کرنا اور خبردار کرنا ہو کسی شئی کے عارض ہونے کی جہت سے جو استغراق کے سبب ہو مقام عالی
مین اوسے استغراق سے جسطرح استغفار کرنے مین حضرت صلعم کے اور طاری ہونے مین نسیان اوپر
اوس سرورصلعم کے کہتے ہے اگر مراد رکہین تو شاید کچہ صورت رکہتی ہو لیکن اطلاق کرنا تہذیب اور اصلاح
کا جو مبنی ہے یعنے بنا کیا ہوا آلایش نقصان سے ہے اور جنیا درکہتے ہے مناسب نہین صراح کے
درمیان تہذیب کے معنی پاکیزہ کرنا چنانچہ کہتے ہین رجل مہذب یعنے مطہر الاخلاق اور بالجملہ گمان
کرنا اوپر اعلا اور اکمل مرتبہ کمال کے اور اقرار اور اعتراف کرنا اوپر عاجزی کے اوس جناب کی حقیقت

حال کے دریافت کرنے سے اقرب ادب اور جلال سے ہے اور خدا توفیق دینے والا ہی وصل اور
حضرت سرور عالم صلعم کا خلق جو اعظم اخلاق تھا بھیجا یا اوس سرور صلعم کو خدای عزوجل نے طرف تمامی
انسانون کے اور مقصود یعنے گویا انکو نذر کہا اوس جناب کی رسالت کو آدمیون پر یعنے یہ نہین کہ
صرف انسان کی طرف سے مرسل ہون بلکہ جن و انس پر بھی مقصود نہین گردانا یہانتک کہ عام
ہوئی رسالت اوس سرور صلعم کی تمام عالمین کے لیے پس اللہ تعالی جسکا پروردگار ہے محمد صلعم اوسکا
رسول ہے اور جسطرح ربوبیت یعنے پروردگار ہونا حضرت حق کا شامل ہے تمام اہل عالم کے تئین
اسیطرح خلق محمدی بھی شامل ہے اونکو ایسی کچھ نقل کی ہے صاحب مواہب لدنیہ نے بعض علما
عظام سے اور کہا ہے صاحب مواہب نے کہ یہ بات معتبر ہے یعنے جاے بازگشت اون عالمون
کی جنکا حوالہ صاحب مواہب نے دیا اوپر اس بات کے کہ حضرت صلعم مرسل ہین طرف ملایک کے بھی
چنانچہ ایک جماعت اوپر اسی بات کے ہین اور دلیل اونکی قول الٰہی سے ہے کہ لیکون للعالمین
نذیرا اور لفظ عالمین شامل تمامی عقلا ہے اور سنت حدیث مسلم سے ہے ابی ہریرہ رض سے کہ حضرت
نے فرمایا ارسلت الی الخلق کافۃ یعنے جتنے مخلوق ہین اون سبھون کیطرف مین مرسل ہون اور
کہتے ہین مرسل ہے وہ سرور طرف بعض ملایک کے اور گویا اس بعض سے مراد زمین کے ملایک
ہونگے اور تخصیص کرنے کی وجہ ظاہر نہین کیونکہ دلیل عام ہے اور قول الٰہی تعالی وما ارسلناک
الا کافۃ للناس دلالت تخصیص پر نہین رکھتا کیونکہ مذہب مختار لقب کے مفہوم مین ہے یعنے
ناس جو آیت مین مذکور ہوا اوسمین لور نہین تو لازم آوے کہ جنکی طرف بھی مرسل نہون اور یہ خلاف
اجماع ہے بلکہ ذکر ناس اس جہت سے ہے کہ مقصود اس آیت سے تخصیص رسالت کے قول
کا نفی کرنا ہے اوپر بعض ناس کے جسطرح گمان یہود کا ہے حضرت صلعم کی رسالت کی تخصیص کرنے کا
اوپر عرب کے یعنے یہود تخصیص کرتے ہین حضرت صلعم کی رسالت کو یہ کہ حضرت صلعم صرف عرب کی طرف
ہی مرسل ہین اور اسیطرح آیہ کریمہ یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا نبذہ مسکین کہتے ہے
کہ بعض محققون نے جو اہل بصیرت سے ہین کہتے ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم مبعوث ہے تمامی اجزای عالم
کیطرف شامل ہے یہ بات موالید ثلاثہ کے تئین یعنے حیوانات اور نباتات اور جمادات کو لیکن
مرسل ہونا طرف اہل عقل کے واسطے تعلیم و تبشیر اور انذار کے ہے یعنے بشارت دینا اور ڈرانا خدا کے

غضب سے اور مرسل ہونا اوس جناب کا اونکی غیر کی طرف یعنے غیر ذوی العقول کیطرف واسطے
اضافہ کرنے اور پہونچانے طرف اوس کمال کے جو اون کے لایق حال ہوا فاضہ بمعنی بہوتا دکرنا
اور صیغہ جمع عقلا جو لفظ عالمین ہے اس قول الٰہی مین وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین بطریق
تغلیب شامل ہے اونکو تغلیب کے معنی غلبہ کرنا اور سلام کرنا جمادات کا سرور عالم صلعم کو بقول ان کے
السلام علیک یا رسول اللہ اقرار ہے بحضرت کی رسالت پر قطعہ گل و خار پر تیرا شامل ہے
فیض ٭ چمن پر ہے تیرے کرم سے بہار ٭ کرے کس زبان سے ادا تیرا شکر ٭ لسان
گلستان ہے سب لالہ زار ٭ بیت اہی غنچے ترے پر دیکھین گلشن کی دولہن ہے ٭ اہی باصبا
کیون نہو یہ تیری ہی چمن ہے ٭ اور اگر بولین کہ رسالت کو دعوات اور امر اور نہی اور تبشیر
اور انذار لازم ہے اور واقع ہونا اوس دعوت وغیرہ کا ملایک کو کہان ہے اور مواہب
مین لکہا ہے کہ شاید یہ شب اسرا مین ہو یعنے معراج کی شب ملایک کو دعوت اور امر و
نہی وغیرہ واقع ہوئی ہو پوشیدہ نہ رہے کہ تخصیص کرنا شب اسرا کے کوئی وجہ تخصیص
رکھتا بلکہ احتمال رکہتا ہے تمامی وقتونکا ملایک کے نازل ہونے کی جہت سے حضرت صلعم کے
نزدیک اور وقتون مین بہی جسطرح اوس سرور صلعم نے جن کو دعوت کی اور وجہ تخصیص جن کی
قرآن مین ذکر کرنے کے اونکی سرکشی اور تمرد کی جہت سے ہے واللہ اعلم اور ملایک کے درمیان
نہی اور انذار نہین کیونکہ اون سے معصیت نہین ہوتی جسطرح فرمایا لا یسبقونہ بالقول وہم
یعملون اور اسیواسطے عالم ملکوت کو عالم امر کہتی ہین کہ اوسجگہہ نہی گنجایش نہین رکھتی اور
نازل ہونا ملایک کا سوا جبرئیل عہ کے حضرت صلعم کے نزدیک کتب احادیث مین مذکور ہے
اور حضرت صلعم کی وفات کے باب مین آیا ہے کہ جبرئیل عہ آئے اور ساتھہ اون کے ایک فرشتہ
تہا اسمعیل نام جو حاکم ہے لاکہہ ملایک پر اور ہر ایک اون لاکہہ فرشتون سے حاکم ہے لاکہہ
فرشتونکا اور قرآن شریف کے فضایل کے باب مین فاتحۃ الکتاب اور خواتیم سورۃ بقر کی
فضیلت مین آیا ہے کہ ایک فرشتہ نازل ہوا کہ جبرئیل عہ نے کہا کہ یہ وہ ملک ہے جو ہرگز زمین پر
نہین اوترا مگر آج کے دن سبحان اللہ اخبار مین آیا ہے کہ صبح و شام سرور عالم صلعم کی قبر مبارک پر
ستر ہزار فرشتے نازل ہوا کرتے ہین پس جب وفات کے بعد یون ہو تو زمان حیات مین

اوس سرور ص کے حضور کسطرح نہ آتے ہونگے وصل حضرت ص کی عقل کامل اور علم شامل کے
بیان مین تحقیق جانا گیا اون چیزون سے جو کچھ مذکور ہوا کہ اخلاق شریف نبوی اعظم اور
اتم اور اکمل اخلاق ہے اور اصل اور منبع اور منشا اوسکا یعنے اخلاق کا جاے نشو عقل ہے
کیسی عقل کہ پیدا ہوتے ہین اوس سے علم اور معرفت اور متفرع ہوتی ہے اوس سے یعنے شاخ
در شاخ پاکیزگی راے اور تدبیر کی اور تیزی عقل کی اور نظر بیچ انجام کار کے اور مصالح نفس یعنے
اور پیدا ہوتے ہین اوسی عقل سے صلاحتین ذاتکی اور مجاہدہ شہوت اور حسن سیاست اور تدبیر
اور اقتنا رفضایل یعنے سرمایۂ فضایل اور پرہیزگاری رذیلتون سے یہ سب عقل سے میسر
ہوتی ہین اور اختلاف کیا ہے لوگون نے عقل کی حقیقت مین اور کلام اوسمین بہت ہین
قاموس مین مذکور ہے کہ عقل و دانش اشیا کی صفات پر حسن اور قبح اور کمال اور نقصان سے
اوسکے ہے یعنے عقل و علم کے اور یہ علم یعنے دانش عقل کے ثمرون سے اور نتیجون سے ہے
اور عقل نام ہے ایک قوت کا جو جاے اغاز اور جاے نشو اس علم کی ہے اور کہا یعنے اوسی
صاحب قاموس نے کہ کہا جاتا ہے عقل کسکو ہیئت محمودۂ انسان کے تئین درمیان حرکات و
سکنات کے اور یہ بھی خواص عقل سے اور آثار عقل سے ہے اور حق یہ ہے کہ کہا ہے یعنے
محققون نے کہ وہ یعنے عقل روحانی کا نور ہے جس سے دریافت کیے جاتے ہین علوم ضروریہ
اور علوم نظریہ اور آغاز وجود اوسکا یعنے اوسی عقل کا جسکو نور روحانی کہا بچہ پیدا ہونے وقت
ہے تا رفتہ رفتہ زیادہ ہووے ہے اور بڑہنا قبول کرے ہے یہان تک کہ کامل ہو لی نزدیک
بلوغ کے اور تھی حضرت ص کمال عقل اور علم مین اوس مرتبے مین کہ نہ پہونچا اوس کمال عقل کو
کوئی مگر وہی سرور اور حیران ہین عقلین اور فکرین بعض اون چیزونمین جو کچھ افاضہ کیا حضرت پروردگار
نے اوپر اوس سرور ص کے اور جو کوئی تتبع کرے اوس جناب کے مجاریے احوال کے تئین اور
حمایدِ صفات کے تئین اور محاسن افعال کے تئین اور دیکھے اوس جناب کے جوامع الکلم کو
یعنے وہی کلام جو بلفظ اندک ہین اور معنی بہت رکھتے ہین اور دیکھی اوس جناب کی نادر اور بدیع
خصلتون اُنکے تئین اور سیاست کرنا انام کا اور تقریر شرایع کی اور تاصیل یعنے اصالت اوس پر
کے آداب جلیلہ کی اور تقریر شیم حمیدہ کی شیم جمع شیمہ ہے یعنے خصلت اور علم اوس جناب کا کتب

آسمانی کر کے یعنے جو کتابین کہ سلف کے پیغمبرون کے واسطے اوترین اونکا علم اور صحف منزلہ یعنے وہ
صحیفے جو سلف والونکو اوترے اونکا علم و دانش اوس سرور کو اور سیر امم خالیہ یعنے تاریخ اگلی زمانے
کے امتون کی اور احوال ایام ماضی کا اور ضرب امثال یعنے کہاوتین اور بیان اوسکے احوال کا اور
تدبیر کرنا اوس جناب کا عرب کے تئین کہ مانند وحش شمار رہتی تہی یعنے وحشی گدہے یا کی طرح تہے
اور طبیعتین اونکی متنافر تہین کس درجے مین جہل و جفا اور نادانی اور شقاوت رکہتے تہے اور کس
مقدار اوس سرور نے تحمل کیا اونکی جفا کا اور صبر کیا اونکی ایذا دینے پر اور روی یعنے وحشی
کس نہایت کو پہونچے علم اور عمل اور حسن اخلاق مین اور اعمال نیک اونسے جمع کرنا اور استوار کرنا
سدا اور زمال کی سعادتون کا کسطرح اونہون نے اختیار کیا اپنے ذاتون پر اور چہوڑا اونہون
نے طلب رضا مین اوس سرور کے اپنے وطنون کے تئین اور اپنے دوستونکو جانے کہ کس درجے
مین تہی عقل کامل اوس سرور کی اور علم شامل اوس سرور کا یہان یہ لفظ جانی کہ کس درجے مین
الخ خبر اوسکی ہے جو اوپر گذرا اگر اور جو کوئی تتبع کرے حضرت کے مجاری احوال وغیرہ کی تئین
اور یہ تمام یعنے جو کچھ اوپر بیان ہوا حضرت کے تئین بدون سابقہ تعلم یعنے بدون پڑھنے کی
اور بدون ملازمت کتاب کے یعنے کتاب کے بدون مطالعہ کرنے اور بدون مداومت کرنے اور بدون
مطالعہ کرنے کتب متقدمین کے اور بدون برخاست نشست کرنے ساتہ عالمون کے جو اہل کتاب
تہے اوس جناب کو میسر اور موجود تہی **نظم** نہ مکتب مین گیا وہ سرو آزاد ٭ معلم کی رہا منت سی
آزاد ٭ نہ ہی علم و نہ ہی عقل و نہ ہی فر ٭ تعالی شانہ اللہ اکبر ٭ وہ امی عالم علم لدنی ٭ یعنی عالم
اور ظاہر مین امی ٭ ہے علام الغیوب اوسکا معلم ٭ وہ آپ عالم کے عالم کا معلم ٭ اور جو کوئی مطالعہ
کرے اوس جناب کے احوال شریف کے تئین ابتدا سے انتہا تک اور دیکہے کہ کیسی تعلیم فرمائی ہے
حضرت حق نے اوسکی اور کیا افاضہ فرمایا ہے اوپر اوس سرور کے ماکان اور مایکون کے علوم اور
اسرار کے تئین یعنے جو علوم اور اسرار کہ کائن اور موجود ہین اور جو بعد ہوئینگے تو بضرورت
حاصل ہوا ویسی یعنے اوسی دیکہنے والے کو علم نبوت اوس سرور کا بیشک و شبہہ قولہ تعالی وعلمک
مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنے تعلیم کیا تجہکو تیرے پروردگار نے ای محمد وہ کچھ جو نہین
جانتا تہا تو اور وہ تجہپر اللہ تعالی کا بڑا فضل ہے وہب بن منبہ نے جو تابعی ثقہ اخباری عالم ہے

صدوق صاحب کتب و اخبار تھا لکھا کہ مین نے کتب قدما سے اکثر کتابین پڑھی ہین اور پایا
مین نے تمام اون کتابون مین کہ حق تعالی نے آغاز عالم سے انجام تک تمامی انسانونکو نہین عطا کی عقل
حضرت رسول صلعم کی عقل کے پہلو مین مگر مانند ایک ذرہ ریگستان دنیا کے اور محمد صلعم راجح ترین مردم ہے
عقل مین اور فاضلترین مردم راے مین اور تمیز مین رواہ ابو نعیم فی الحلیہ و ابن عساکر فی تاریخہ اور صاحب
عوارف نے عوارف مین نقل کی ہے بعضے علما سے کہ سب کی عقل سو جز ہے ننانوے اوس سے
محمد صلعم مین ہے اور ایک جز تمامی مومنین کے درمیان کہتا ہے بندہ مسکین کہ اگر کہتے کہ عقل ہزار
جز ہے اور نوسو ننانوے اوس حضرت سرور صلعم انبیا مین ہے اور ایک جز تمام لوگون مین تو
بھی یہ بات سمائی رکھتی تھی کیونکہ جسوقت نے نہایتی اوس جناب کی کمال کے ثابت ہوئی
جو کچھ کہین سچ ہے اور اسجگہہ اگر سینے حاسدون کے کالے انگیٹھی کی طرح سلگین اور دل اہل
زیغ کا ٹوٹے تو کیا کر سکے انا اعطیناک الکوثر ان شانئک ہو الابتر قطعہ شاہ رسل شفیع امم
خواجہ دو کون ۔ نور ہدا حبیب خدا سید انام ۔ مقصود اوسکی ذات ہے اور ہین سبھی طفیل
منظور اوسکا نور ہے اور جملگی ظلام ۔ جو رتبہ تہا بعالم امکان ہے اوسپہ ختم ۔ جو نعمتین کہ حق کو
تہین اوسپر ہوئین تمام ۔ اب بعض اخلاق شریف اون چیزون سے جو کچھ نظر مین آوین لکھتا
ہون والتوفیق من اللہ المستعان **وصل** بیان صبر اور حلم اور عفو مین حضرت کے یہ صفت
اعظم صفات نبوت ہے اور بوجہ نبوت کا اس صفات کی قوت بغیر نہین اوٹھ سکتا قولہ تعالے
ولقد کذبت رسل من قبلک فصبروا علی ما کذبوا و اوذوا یعنے ہرآئنہ تحقیق ای محمد تجھسے اول
تکذیب کیے گئی انبیا پس صبر کیا اونھون نے اوپر اوس چیز کے جو کچھ تکذیب کی اونکی امتون
نے اونکے تئین اور ایذا پائے گئے اون کے ہاتہون اور قول الحق جل شانہ فاصبر کما صبر
اولوالعزم من الرسل یعنے پس صبر کر تو ای محمد صلعم جسطرح صبر کیا اولوالعزم پیغمبرون نے اور
فرمایا حضرت حق کا فاعف عنہم واصفح یعنے پس عفو کر اون سے اور صفح کر یعنے درگذر اون کے
گناہون سے اور صبر جامع مصدر ہے تمامی طاعات اور عبادات کا اور منبع تمامی خیرات
اور مبرات کا کہ ہر امر خیر مین جب تک صبر اوسکے ضد سے نکرین ضد خیر شر ہے تب تک وجود
مین نہ آوے اسوجہ سے صبر سرتا پا ایمان ہے اور جس جگہہ صبر کو نصف ایمان کہا ہے مراد صبر کرنا

معاصی سے رکھا ہے کیونکہ پرہیز کرنا گناہون سے نصف ایمان ہے اور اتیان طاعات دوسرا
نصف ہے اتیان کے معنی آنا اور مراد یہان صبر کرنا خلق کی ایذا دینے پر اور خلق کا بار جفا اوٹھانا اور صبر
کرنا حضرت سید انبیا کا بلا اوٹھانے اور ایذا پانے مین تمام نبیون سے زیادہ اور دشوار تر تھا جیسا فرمایا اوس
سرور ص نے ما اوذی نبی مثل ما اوذیت نہین ایذا پائی کسی نبی نے جسطرح ایذا پایا گیا مین کیونکہ
حرص اوس جناب کو امت کے ایمان لانے پر بیشتر تھی پس اذیت پانا سرور عالم کا اونکے کفر سے زیادہ
تر تھا اور بھی لطافت مزاج اور نزاکت خاطر اوس سرور کی اوس درجے مین تھی کہ ذرہ بھی اوس
یعنے اذیت کفر سے بہت معلوم ہوتی تھی روایت ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ خذ العفو وامر بالمعروف
واعرض عن الجاہلین ہوا تب حضرت نے سوال کیا جبرئیل سے اوسکی تاویل کا جبریل نے کہا
تاکہ پوچھون عالم کے تئین یعنے صبر کرو تاکہ اللہ تعالی سے دریافت کرون اسکی تاویل پس گئے
جبرئیل ع اور آئے اور کہا یا محمد حضرت علام الغیوب امر کرتا ہے کہ پیوند کرو تم اوس سے جو تم
کاٹے یعنے جو کوئی تم سے کنارہ کرے اوس سے اتفاق کرو اور عائشہ صدیقہ رض کی حدیث مین
آیا ہے کہ انتقام نہ کھینچا رسول خدا ص نے کسی سے اپنی ذات کے لیے یعنے مال و منال وغیرہ کے قضیے
کے درمیان مگر یہ کہ اوس شخص سے جس نے حلال گردانا اوس چیز کو جسے اللہ تعالی نے حرام گردانا
ہے پس انتقام کھینچتے تھے اوس سے واسطے خدا کے اور ابلغ صبر اور اشد صبر کرنا اوس جناب کا غزوۂ
احد کے درمیان ہے کہ کفار اوس سرور ص سے محاربہ اور مقابلہ کرتے تھے اور اونہون نے ویسی کچھ
الم اور رنج پوہنچائے اور صبر کیا سرور عالم ص نے اور عفو کیا اونکے تئین اور اکتفا صرف صبر اور عفو پر
نکیا بلکہ شفقت اور رحم فرمایا اوپر اونکے اور معذور رکھا اونکو اس جہل اور ظلم مین اونکے اور دعا کی کہ
اللہم اہد قومی فانہم لا یعلمون الٰہی ہدایت کر میری قوم کو پس تحقیق کہ وہی انجان ہین اور ایک روایت
مین یون آیا ہے کہ کہا اللہم اغفر لہم اور جب دشوار گذرا اصحاب کو عرض کرنے لگے کہ کاش آپ دعا
کرتے یا رسول اللہ اوپر اونکے کہ وہی ہلاک ہوتے فرمایا کہ مین مبعوث نہین ہوا لعان یعنے بد کہنے والا
بلکہ مبعوث ہوا دعوت کرنے والا طرف حق کے اور رحمت واسطے عالمین کے اور اسجگہہ کمال صبر اور
حلم اور عفو ہے اور عجب ہے اوس شخص سے جسنے کہا کہ نفس نبوی نے اسجگہہ حدت کی اور بے صبری
کی اور کہا کیف یفلح قوم الخ پس یہ آیہ نازل ہوا لیس لک من الامر شیٔ اور بعضین اس قول مین اوس جناب کے

وہ چیز جو دلالت کرے اس آیت کے خلاف پر جو قول الٰہی ہے بلکہ اول تعجب ہے اور ثانی تسلی اور
تقریر اوپر اوس حیثیت کے جو صبر اور حلم کیا اوس جناب نے سمجھ سوچ آور یہ بات خاص اوس جناب کی ذات
شریف کے حق مین تہی کہ صبر اور عفو کیا لیکن جب جنگ احزاب مین کفار نے نماز سے باز رکہا حضرت صلعم
کے تئین اور یہ باز رکھنا باعث تاخیر نماز ہوا دعا کی اوس سرور صلعم نے اوپر اون کے عذاب دنیا و آخرت
کرنیکے کہ ملا الله بیوتہم و قبورہم نارا یعنی پر کرے الله تعالیٰ اونکے گھر و نکو اور قبر و نکو آتش سے نعوذ بالله
من غضب الله و رسولہ اور اسیطرح دعا کی حضرت صلعم نے احیاے عرب پر جو عذاب کرتے تہے ناتوانون
اور غریبون کے تئین کہ کسی کا قول کو اونہون نے کٹا کیا تہا اور یہ دعا کرنا دین حق کے قوت ہونیکی جہت سے
تہا اور مسلمانون کے حقوق کے واسطے اور اسمین امتثال امر الٰہی تہا یعنے حکم الٰہی بجا لانا جسطرح فرمایا
ہے الله تعالیٰ نے یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم یعنے ای نبی جہاد کر تو کفار سون
اور منافقون سے اور بد کہہ اوپر اونکے اور اسیطرح دعا کی حضرت صلعم نے اوپر اوس جماعۃ اشقیا کے
جنہون نے ڈالا اونٹ کی اوجہڑی کے تئین پشت شریف نبوی پر نماز مین مترجم کہتا ہے کہ اس
مجمل کو بندہ بیان کرتا ہے تاکہ ابہام باقی نرہے کہتے ہین کہ اوایل امر مین ایکروز حضرت صلعم نماز مین
مشغول تہے اوسوقت ابو جہل نے اپنے ابناے جہال سے کہا کہ ہے کوئی اسوقت شہر کے باہر جاوے
اور ایک اونٹ جو کئی روز سے موا ہوا پڑا ہے اوسکی اوجہڑی نکال لاوے اور اس مرد کے شانون پر
سجدہ کرتے وقت رکہہ دیوے یہ قصہ اوسوقت کا ہے انتہی اور ایک شخص تہا یہود کے دانشمندون سے
جسکا نام زید بن سعنہ تہا اوس سے روایت کرتے ہین کہ کہا اوس نے باقی نرہی علامت نبوت
سے کوئی چیز مگر یہ کہ پہچانا ہمنے اوسکے تئین وجہ شریف مین حضرت صلعم کے جسوقت ہمنے نظر کی طرف
اوسکے یعنے جتنے نشان کتب سماوی مین اوس جناب کی نبوت کے تہے ہمنے وہ نشان سب پہچانے
مگر دو چیزین کہ امتحان نہین کیا تہا مین نے اوس سرور سے ایک یہ کہ لکہا ہے توریت مین کہ پیشی
کریگی اوس پیغمبر کے علم جہل کے تئین اور زیادت نکریگی جہل کی شدت اوپر اوسکے مگر حلم کے تئین یعنے
اگر کوئی جاہل اوپر اوسکے شدت جہل کرے تو اوسپر حلم سے غالب ہوگی مقابل جہل کے کہتا ہے
وہی یہودی پس اگر تلطف کرتا تہا مین اوسکے تئین یعنے حضرت صلعم کو تاکہ آمیزش کرونین اوس سے
پس پہچانون مین اوسکے علم اور جہل کو پس خرید کیا مین نے اوس سرور صلعم سے خرما کے تئین اجل معلوم تک

یعنے وقت معین تک کہ اتنے روز مین دینا پس دیا مین نے اوسکے تئین ثمن یعنے بہا اوسکا پیش
از تسلیم تمر یعنے اوس خرما کے سونپنے کے اول پس آیا مین وعدہ ادا کے دو تین روز اگاڑی اور
پکڑا مین نے اوس سرور کی ردا اور پیرہن کے تئین اور دیکہا مین نے طرف اوس سرور کے
بہت درشتی سے اور کہا مین نے آیا ادا نہین کرتا ای محمد میرے دین کے تئین اور واللہ
کہ تم ای عبدالمطلب کے فرزند و حیلہ کرنے والے ہو واسطے حق کی تاخیر کرنے مین پس کہا
عمر ابن خطاب نے آیا کہتا ہے تو ای دشمن خدا رسول خدا کے تئین جو کچہہ مین سنتا ہون قسم
خدا کی اگر خوف نہوتا مجہے اوسکی نافرمانیکا تو مین اپنی اس تلوار سے تیری گردن مارتا اور رسول
خدا دیکہتے تہے طرف عمر رضہ کے آرام اور آہستگی سے اور مسکراتے تہے اور فرمایا حضرت نے
کہ مین اور یہ یہودی اسبات کی غیر کے محتاج تر ہین تجہہ سے یعنے یہ کہ کہو تم مجہے اسکا حق ادا کرنے کے
واسطے اور کہو اسکو کہ تقاضا کرے مجہہ سے فرمایا ای عمر جاؤ اسکا حق ادا کرو اور اوسکے حق
سے بیس صاع خرما زیادہ دو واسطے کہ ڈرایا تمنے اسکو پس بجالائے ابن خطاب رضہ جو
کچہہ فرمان تہا حضرت صہ کا صاع نام ہے ایک پیمانہ کا جس سے خرما وغیرہ ماپتے ہین جسطرح
دکہن اور کرناٹک مین پایلی اور توم اور ولیہ وغیرہ ہے پس کہا اوس یہودی نے ای عمر
اس پیغمبر برحق کی علامتون کو مین نے سبکو پہچانا مگر ان دو خصلتون کو کہ اب مین نے امتحان کیا پس
گواہ کرتا ہون مین تیرے تئین اس کلمے پر اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ اور
ابی ہریرہ سے آیا ہے کہ حدیث کی ہم سے رسول خدا صہ نے ایکروز پس اوٹہے اور ہم بہی
اوٹہے پس دیکہا مین نے ایک اعرابی کے تئین کہ پہونچا سرور عالم صہ کے تئین اور کہینچا اوس نے
اوس سرور کی ردا کے تئین اور خراش کیا یعنے چہیلا اوس نے اوس سرور کی گردن مبارک
کے تئین کیونکہ ردا درشت تہی سختی کے کہینچنے سے گردن چہل گئی پس کہا حضرت صہ نے اعرابی
کیطرف کہ کیا کہتا ہے کہا اوس اعرابی نے کہ باردار کر تو یعنے لاد میرے دونو اونٹون کے
تئین جو رکہتا ہون اور تو باردار نہین کرتا اپنے مال سے اور اپنے باپ کے مال سے پس فرمایا
حضرت صہ نے کہ تیرا بار مین نہین اوٹہاونگا جب تک تو مجہے نہ چہوڑیگا اس کشاکش سے اعرابی
نے کہا قسم خدا کی نہ چہوڑونگا تجہے جب تک تو باردار نکرے میرے ان دونو اونٹونکو پس

پس طلب کیا حضرت صلعم نے ایکمرد کو اور فرمایا کہ لاد ہ سکے ایک تنگر کو خرما سے اور ایک اونٹ شعیر سے رواہ
ابوداؤد شعیر جو کو کہتے ہین اور بخاری نے یہ حدیث روایت کی ہے ان لفظون سے کہ کہا جاتا تہا مین ہمراہ
سکے ہمراہ اور تہی اوس جناب پر چادر نجران کی کہ حاشیہ اوسکا درشت تہا پس پونہچا ایک اعرابی اور
کہینچا اوس نے حضرتکو اوس ردا کے ساتھ ایسا کہینچا کہ سخت کہا انس نے پس نگاہ کی مین نے طرف
اوس سرور کی گردن کے کہ تاثیر کی ہے ردا کے حاشیے نے یعنے چہل گئی گردن مبارک اوس سخت کہینچنے
سے پس کہا اعرابی نے کہ یا محمد امر کرو مجہے خدا کے مال سے جو تمہارے نزدیک ہے پس حضرت
نے دیکہا اوسکی طرف اور ہنسے پس امر کی رسول خدا نے اوسے اوپر عطا کے یہ بیان اوس جناب
کے حلم کا ہے اور صبر کرنا اوس سرور کا ایذا پانے مین ذات اور مال مین اور درگذر کرنا کسیکی جفا
سے جسکی تالیف چاہتے تھے اوپر اسلام کے آور اوس جناب کے وصف مین آیا ہے کہ نتہا رسول
خدا فاحش اور نہ متفحش ولیکن عفو کرتا تہا اور درگذر فرماتا تہا اور دوسری ایک حدیث مین یہ کہ نتہا
وہ سرور سباب یعنے دشنام دینے والا اور نہ فحاش یعنے فحش گو اور نہ لعان یعنے لعنت کرنے
والا اور بدگو اور فحش کے معنے حد سے گذرنا بدی کے درمیان اور باہر آنا اوسکی مقدار سے اور
استعمال فحش کا قول اور فعل اور صفت مین ہوتا ہے لیکن قول مین زیادہ ہے اور قول سرور عالم
کا نتہا فاحش اور نہ متفحش اور متفحش اوسے کہتے ہین کہ قصد کرے طرف بدگوئی کے اور ہوتا دا اور
تکلف کرے اوسمین اور فاحش زیادہ عام ہے متفحش سے اگر کہین کہ بتحقیق صحت کو پونہچی ہے
یہ بات کہ رسول خدا نے حکم کیا عقبہ بن ابی معیط اور عبد اللہ بن خطل کے قتل پر یہ لوگ اوس جناب
سے تھے جو ایذا دیتے تھے اوس سرور کو پس ما انتقم لنفسہ کسطرح صحیح ہو یعنے نہین انتقام کہینچا
اپنی ذات کے واسطے جواب اوسکا یہ ہے کہ وہی دو نوا نتہاک حرمات اللہ بہی کیا کرتے تھے
انتہاک کے معنی کسیکی حرمت لینا اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد عدم انتقام اید اسکے درمیان ہے اوس
سبب کے غیر مین جو حد کفر کو کہینچے جسطرح ردا کہینچنا اوس اعرابیکا اور مانند اوسکے یعنے عدم انتقام
اوس سبب مین ہے جسمین کفر نہو یعنے حرمت قید نہو بلکہ ایذا اپنی ذات پر ہو جسطرح اوس اعرابی نے
ردا سے گردن مبارک گہونٹی اور اوسے اوس جناب نے عطا کی اور انتقام نہ فرمایا اور گمان کیا ہے
داؤدی نے عدم انتقام کے تئین اوپر اوس حد کے جو مختص ہو سے نہ یہ کہ عرض سے اور مانند اوسکے

عرض معنی ناموس آنحضرت صلعم کی عفو اور صفح سے یہ بات ہے کہ درگذرے لبید بن اعصم یہودی
کے گناہ سے جسنے جادو کیا اوس جناب کے تئین اور اوس زن یہودیہ سے جسنے زہر دیا حضرت صلعم
کو بکری کے گوشت مین جلد دوم مین یہ قصہ آویگا جنگ خیبر کے بعد ایکروز حضرت صلعم قیلولہ فرماتی
تھے قیلولہ دو پہر دن کے سونیکو کہتے ہین پس بیدار ہوکے دیکھا کہ ایک اعرابی سرہانے تلوار
کہینچے کھڑا ہے اور کہتا ہے کون ہے ایسا جو باز رکھے اور بچاوے تجھے مجھ سے حضرت صلعم نے
فرمایا اللہ ہے پس گرپڑی تلوار اوسکے ہاتھ سے اور اوٹھائی وہی تلوار حضرت صلعم نے اور
فرمایا کون ہے جو منع کرے اور بچاوے تجھے مجھ سے پس ڈر گیا اور کانپ اوٹھا اعرابی پس
چھوڑا اوسے حضرت صلعم نے اور عفو کیا پس آیا وہ شخص اپنی قوم مین اور بولا کہ آیا مین تمہارے
پاس اوس شخص کے پاس سے جو تمام لوگون سے بہتر ہے یہ ماجرا جلد دوم مین بھی ہے اور روایت
کرتے ہین کہ لائے حضرت کے حضور ایک شخص کے تئین اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم یہ شخص
چاہتا ہے آپکو قتل کرے فرمایا مت ڈر مت ڈر اور اگر چاہتا ہے تو کہ قتل کرے مجھکو نہین بھیجا یا
جاویگا تو مجھپر یعنے تیرا مقدور نہین کہ مار سکے آدر از جملۂ اتساع خلق و حلم ہے اوس سرور کی
اتساع کے معنی کشادگی اور وسعت یہ کہ جو معاملہ فرماتے ساتھ منافقون کے کہ ایذا دیتے تھے پیغمبر
کو جب غائب ہوتے اور خوشامد کرتے جب حاضر ہوتے اور یہ بات اوس قبیل سے ہے جس
سے نفرت کرتے ہین نفوس بشر کے کیونکہ ظاہر ہے جو کوئی ظاہر مین سلیم ہو باطن مردم آزار ہو
اوس سے ہر بشر کا دل نفرت ہی کریگا مگر جسکو تائید الٰہی ہوا در ہر چند اون پائے جاتے تھے
حضرت صلعم درگاہ الٰہی سے تشدید اور تغلیظ کرنے پر مطابق اس آیت کے یا ایہا النبی جاہد الکفار
والمنافقین واغلظ علیہم ساتھ اسکے بھی وہ سرور صلعم عفو اور رحمت فرماتا اون کے تئین تشدید
شدت تغلیظ بدکہنا آیت کے معنی اوپر گذرے اور علاوہ حضرت صلعم اونکی رستگاری اور آمرزش
چاہتے درگاہ الٰہی سے اور وعا رنیک کرتے اونکو یہان تک کہ نازل ہوا یہ آیہ کہ استغفر لہم او لا تستغفر لہم
یعنے ای محمد صلعم طلب آمرزش کر واسطے اونکے یا مت کر پس فرمایا اوس جناب سے نے کہ مختار گردانا
ہے مجھے میرے پروردگار نے پس اختیار کیا مین نے طلب آمرزش کے تئین اور جب فرمایا اللہ
تعالی نے ان تستغفر لہم سبعین مرۃ یعنے اگر ستر بار اون کے واسطے طلب آمرزش کرے تو بھی ہی

بخشے نجائینگے تب کہا حضرت ؐ نے کہ زیادت کرونگا مین اوپر سبعین کے اور یہ نہایت عفو ہے اور
اغماض یعنے منہ پہرانا لوگون کے گناہون سے ہے اور اونکے عذاب مین ڈالنے سے اور قطع نظر
فرمائی حضرت ؐ اسبات سے کہ مفہوم اوسکا یعنے وہی جو مذکور ہوا ان تستغفر لھم الخ اسکا مفہوم
تکثیر اور مبالغہ ہے نہ یہ کہ تحدید کرنا اور تعین کرنا عدد کا ہو تکثر کثرت سے آیا ہے تہدید ڈرانا ولیکن
اوس جناب نے گمان کیا اوپر ظاہر کے نہایت عفو اور صفح کے قصد کرنے کی جہت سے اور حکم
کیا عبداللہ بن ابی منافق کے بیٹے کے تئین کہ نیکی کرے اوس سے یعنے عبداللہ مذکور سے اور
وہ سردار تہا منافقون کا اور رئیس اونکا اور بیٹا اوسکا صاحب دین و ایمان تہا اور متقی اور جب موا
وہ منافق تب نکالا حضرت ؐ نے اپنا پیراہن بدن سے اور اوسکا کفن کیا اور نماز کی اوسکی
جنازے پر پس کہینچا عمر ابن خطاب رضؓ نے حضرت کے تئین لباس پکڑ کے اور کہا نماز پڑہتے
ہو منافق کے جنازے پر جو راس و رئیس تہا منافقون کا یعنے سر اور سردار پس کہینچا حضرت ؐ نے
اپنے پیرہن کو عمر رضؓ کے ہاتہ سے اور کہا دور ہو مجہہ سے ای عمر پس نازل ہوا یہ آیہ ولا تصل علی
احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ یعنے نماز مت پڑہ ای محمد کسیکے جنازے پر اونسے یعنے منافقون
سے جو موا کبہی مت پڑہ اور مت کہڑا ہو اوسکی گور پر پس باز آئے حضرت ؐ اور یہ یعنے وہی
جو اوپر مذکور ہوا نہایت صبر اور حلم اور شفقت اور رحمت سے تہا اوس سرور کے اوپر امت کے
لیکن جب ممنوع ہون احکام مین مدد گاہ الہی سے تو کیا کرین مترجم کہتا ہے یہ ماجرا جلد دوم
مین بہی مسطور ہے اور اتنا یہہ بہی کہ حضرت ؐ اوسکے مرض موت مین واسطے عیادت کے گئے
تہے فرمانے لگے کیون مین تجہے منع کرتا تہا کہ یہود سے محبت مت رکہہ اب بہی کچہہ نہین
گیا مسلمان ہو تا کہ نجات پاوے کہا اوس نے یا محمد ؐ یہ وقت سرزنش کا نہین اور وصیت
کی اوسنے کہ اپنے پیرہن مین مجہے تکفین کرو اور آسرا ڈہونڈہا اوسنے اور اوسکے مرنے کے
بعد منافقون نے اپنے رئیس کو جب اسطرح پایا کہ آخر کو آسرا اوس نے اوسی جناب کا لیا
بہت سے منافق شرف اسلام مین کامیاب ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ اوسے کرتا پہنانا
اس جہت سے تہا کہ اوسکے فرزند کا دل خوش ہو اور وہ بہت صالح اور مخلص درگاہ تہا اور
درخواست کی تہی اوس نے سرور عالم ؐ سے پس قبول فرمایا حضرت ؐ نے اوسکے تئین اور بعضے

کہتے ہین کہ یہ پہننا قمیص کا عبد اللہ منافق کے تئین اس جہت سے تہا کہ اونسے عباس حضرت صلعم کے چچا کے تئین بدر کی جنگ مین جب اہل ایمان اسیر کرکے لائے تھے اور برہنہ تن تھے عباس رضی اللہ عنہ کا لباس اونکے طول قامت کی جہت سے برابر نہ آتا تھا انہنے قمیص کے تئین پہنایا تہا اور بالجملہ اسجگہہ حضرت صلعم کے مکارم اخلاق کا بیان ہے ساتھہ منافقون کے کہ ہمیشہ اون لوگون سے بدی دیکھتے تھے اور رنج پاتے تھے مقابلہ ساتھہ نیکی کے کرتے تھے جب منافقون سے یہ ہو تو مومنون کا حال کیا ہوگا قطعہ دشمن بہی نہین تیرے در سے محروم ٭ کب دوست ہون تیرے گھر سے محروم ٭ کونین ہین نت ترے ہوا خواہ ٭ ہین خیر نصیب شر سے محروم ٭ اور اسجگہہ سے ہے جہان فرمایا ہے اللہ تعالی نے سرور عالم کی شان مین انک لعلی خلق عظیم اور فرمایا ذلک بانہم کفروا باللہ ورسولہ یعنے وہ منع کرنا وغیرہ اسواسطے کہ وہی منافقین وغیرہ سرکش ہین خدا اور رسول خدا سے اور حضرت صلعم کی رحمت فرمانے کے قبیل سے ہے امت پر شفقت کرنا اوس جناب کا اہل کبایر پر بسبب سے یعنے جو کبیرہ گناہون سے مرتکب ہوتے ہین اونپر اور امر کرنا اوپر اسبات کے کہ اونکے گناہون کو اور زلتون کو ڈہانپین اور فرمایا جو کوئی پوچھے اس قاذورات کے تئین یعنے مباشرت کرے محرمات کے تئین چاہیے کہ اوسے ڈہانپے محرمات حرام سے اور امر فرمائے امت کے تئین کہ طلب آمرزش کرین اوسکے محدود کے لیے یعنے واسطے اوس شخص کے جو مباشر محرمات ہو اور ترحم کرین اوپر اون کے اور نہی کی حضرت صلعم نے سب اور لعن سے یعنے گالی دینے سے اور تبرا کرنے سے یعنے بیزار اون سے نہوئین اور فرمایا لاتلعنوہ فانہ یحب اللہ ورسولہ یعنے نہ بیزار ہو تم اوس سے یعنے فاعل محرمات سے پس تحقیق کہ اسکو یعنے نہ لعنت کرنیکو دوست کہتا ہے خدا اور رسول اوسکا اور اشارت کی اوس جناب نے طرف اسبات کے کہ اللہ تعالی کے باطن قلوب پر ہے اگرچہ بظاہر خطا اور کچہ ذلت کسی سے واقع ہو باطن قلوب سے مراد رقت قلب اور خداترسی ہے اللہم طہر بواطننا واصلح ظواہرنا بحرمتہ سید کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات اے پروردگار پاک فرما ہمارے باطنونکو اور اصلح فرما ہمارے ظاہرونکو حضرت سید کائنات صلعم کی حرمت اور جاہ کے سبب اور طفیل سے اور حدیث بخاری مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ کہا صدیقہ رضہ نے آیا ایک مرد اور استیذان کیا اوسنے یعنے طلب اذن کا کہ حاضر ہو

حضور شریف مین اذن فرمایا اوسے حضرت صلعم نے اور جب دیکھا اوسے حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ بد مرد ہے
اوسکے قبیلے مین اور جب وہ آکر بیٹھا کشادہ روئی کی اوس جناب نے اوس سے اور انبساط اور جب
وہ چلا گیا صدیقہ رضہ نے حضرت صلعم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ جسوقت دیکھا تمنے اوس مرد کو فرمایا ایسا
اور ایسا اور جب بیٹھا تازہ روئی کی آپنے اور انبساط کیا اسمین حکمت کیا تھی فرمایا اے عائشہ کب پایا تمنے
مجھے فحاش اور درشت خو تحقیق کہ بدترین مردم خدا کے نزدیک منزلت مین وہ کوئی ہے جسے چھوڑین
لوگ اوسکے ترس اور خوف کے جہت سے اور پرہیز کرین اوسکو شر سے یہ عبارت احتمال دو معنو کا رکھتی
ہے ایک یہ کہ حضرت صلعم نے یہ بات اپنی ذات شریف کے نسبت کرنی فرمائی اعتذار مین تلطف اور
انبساط کرنے سے ساتھہ اوس مرد کے اور منع فرمایا درشت خوئی کرنے سے اور فحش دینے سے تاکہ
نہ آوین لوگ پاس اوس مرد مومن کے اور گرد اوسکے نہ پھرین دوسرا یہ کہ نسبت کرتے اوس مرد
کے حال کی فرمایا اور بیان کیا کہ بد مرد ہے وہ کوئی جسکے شر سے لوگ ڈرین اور بدی اوسکی اسکے
منہ پر نہ لاسکین اور اوسکے شر کے خوف سے اوس سے مدارات کرین یہ ماجرا جلد ثانی مین بھی
مذکور ہے اور کہا ہے کہ تلطف کرنا سرور عالم صلعم کا اوس مرد سے بقصد تالف تھا یعنے دلدہی تاکہ
اسلام لاوے قوم اور قبیلہ اوسکا کہ وہ رئیس تھا اونکا قوم بمعنی گروہ اور قبیلہ بمعنی خانوادہ اور کہنا
سرور عالم صلعم کا اوسکے تئین باب غیبت سے نتہا کیونکہ شارع کو پہنچتا ہے کہ جو قباحتین اور عیب
امت کے درمیان دیکھے اور پائے ظاہر کرے اور لوگون سے اطلاع کرے اوسپاتکی اور یہ
باب نصیحت اور شفقت سے ہے اور پر امت کے بخلاف امت کہ عیب ایک دوسریکا کرتے
ہین اور یہ بھی یعنے عیب کرنا معلن مجاہر سے اوپر فحش اور فسق کے جائز ہے مجاہر جہر سے اور معلن
اعلان سے دونو بمعنی آشکارا کرنے والا اور ساتھ اسکے جو مجبول گردانا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے
حبیب کو تئین اوپر کرم اور حسن خلق کے تو اظہار کیا اوس جناب نے ساتھ اوسکے تلطف اور بشاشت
کے تئین مجبول جبلی کیا گیا بمعنی عادت خلقی اور اوسمین بھی تنبیہ ہے یعنے آگاہ کرنا امت کے تئین
اوپر پرہیزگاری کے سرکشی سے اور اوس سے مدارات کرنے کے سبب سلامت رہین اوسکے
شر سے اور اوسکے غلو سے جب تک کہ حد مداہنت کو نہ پہنچے فرق مدارات اور مداہنت
میں یہ ہے کہ مدارات شر سے پرہیز کرنے کے واسطے اور حفظ اوقات کے لیے ہوتی ہے تفرقہ

پانے سے اور مداہنۃ وہ ہے کہ دنیا کا نفع کھینچنے کے واسطے ہو اور راجح طرف اسی معنی کے ہے جو کچہ بعضون نے کہے ہے کہ مدارات کیے بذل کرنا ہے دنیا کا صلاح دنیا کے واسطے یا دین کے واسطے یا دونو کی صلاح کے لیے اور یہ مباح ہے اور ایسا کہ مستحسن اور ممدوح ہوا اور مداہنۃ بذل کرنا دین کا ہے صلاح دنیا کے واسطے نعوذ باللہ من ذالک اور حضرت صلعم نے بذل فرمایا واسطے اوسکے اپنی دنیا سے حسن عشرت کے تئین کہ رفق فرمایا کلام کرنے مین ساتھ اوسکے اور باوجود اسکی مدح نفرمائی اوس مرد کی قول کر سکے تا کہ مناقض ہو پس قول اوس جناب کا اوس مرد کے حق مین حق تہا اور قاضی عیاض نے کہے ہے کہ معلوم نہین کہ وہ مرد اوسوقت مین مسلمان تہا یا نہتا اگر مسلمان نتھا تو خود بد کہنا اوسکو غیبت نہین اور اگر تہا تو اسلام اوسکا خالص اور ناصح نتہا پس چاہا حضرت نے کہ بیان کرین حال اوسکا تا کہ فریب نکہاوے اوس سے وہ کوئی جو حال اوسکا نہ پہچانتا تہا اور واقع ہوئی ہین اوس مرد سے حضرت صلعم کے حین حیات اور بعد وفات وہ باتین جو دلالت کرتی ہین اوسکے ضعف ایمان پر پس یہ فرمانا حضرت صلعم کا اخبار اور غیب کے ہے اور علامات نبوت سے ہے لیکن ملائمت کرنا اور انبساط فرمانا حضرت صلعم کا اوسکے ایتلاف کی راہ سی تھا

تنبیہ تنبیہ کے معنی آگاہ اور خبر دار کرنا مؤلف اس کتاب مین جا بجا بسبیل فصل تنبیہ لاتا ہی جہان کہین کچہ شبہہ رہجاتا ہے وہان تنبیہ کرکے بیان واضح لاتا ہے چنانچہ لاتا ہے کہ یہ مرد جو اوپر اس قباحت کے ساتھ مذکور ہوا نام اوسکا عیینہ بن حصن تھا بن حذیفہ بن بدر فزاری یعنے فزارہ کے قبیلے سے تہا اور لوگ اوسکو الاحمق المطاع کہتے تھے احمق اوسکی حماقت کی جہت سے اور مطاع اس جہت سے کہ رئیس تہا اپنے قبیلے کا اور صحیح بخاری والا اپنی صحیح مین ابن عباس رضہ سے لاتا ہے کہ کہا جب عیینہ بن حصن بن حذیفہ نے نزول کیا اپنے بھتیجے حر بن قیس بن حصن کے پاس اور تہا حر بن قیس اوس جماعت سے جنکو اپنا مقرب گردانا امیر المومنین عمر رضہ نے اور تھے اصحاب عمر ابن خطاب کی مجالس کے اور اہل مشورت قاری اور عالم جوان ہون یا بوڑھے پس کہا عیینہ نے ای میرے برادرزادے تجھے ایک آبرو اور جاہ ہے امیر المومنین عمر رضہ کے نزدیک پس طلب اذن کر تو واسطے میرے نزدیک اوسکے اور درخواست کر تو کہ آؤن مین اوسکے نزدیک کہا اوس نے ہان اچھا یون کرتا ہون

ابن عباس رضہ کہتے ہین پس درخواست کی حر نے عیینہ کی التماس پس اذن دیا اوسے عمر بن خطاب رض
نے اور جب آیا عیینہ تب کہا اوس نے ای خطاب کے بیٹے ہمکو کچھ دے پس قسم خدا کی نہین دیتا
تو ہمکو بخشش اور حکم نہین کرتا تو درمیان ہمارے عدل کرکے پس غصے مین آئے عمر رضہ یہان تک
کہ قصد کیا کہ ڈالین اوسے بدی مین اور تعزیر کرین پس کہا حر بن قیس نے یا امیر المومنین خدا تعالی
نے فرمایا ہے خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین یعنے اختیار کر درگذر کرنیکے
تئین اور امر کر عرف کرکے اور منہ پہیر جاہلون سے اور یہ مرد جاہلون سے ہے کہا ابن عباس رضہ نے
واللہ تجاوز نکیا عمر رضہ نے آیت سے جسوقت پڑہا حر نے اوسے اور تھے عمر ابن خطاب رضہ
ایستادگی کرنے والے کلام الہی کے نزدیک انتہی فتح الباری کے درمیان مذکور ہے کہ عیینہ مرتد
ہوا صدیق رضہ کے زمانے مین اور محاربہ کیا مسلمانون سے بعد اسکے پہر اوہ ارتداد سے یعنے
مرتد ہونے سے اور مسلمان ہوا اور حاضر ہوا بعضے فتوحون مین عمر ابن خطاب کے زمانے اور سرانجام
ہے کہ آوے ذکر اوسکا باب غزوات کے درمیان اور اخبار اور احوال اوسکے جو دلالت کرتے
ہین اوسکی شدت جفا اور اوسکی بدخوئیون پر اگر خدا چاہے بندہ کہتا ہے شاید غزوۂ حنین کے
بعد بیان اوسکا مفصل آویگا **وصل** حضرت کے تواضع اور ادب اور حسن معاشرت کے
بیانمین اور اوس سرور کے خادمون کے اور صحاب کے بیانمین وصل کے معنی ملنا اور پیوند
کرنا اور بمعنی شل اور مانند یہان بمعنی پیوند کرنا اولی کیونکہ یہ حالات جو اسکے مابعد کے پیوند کی جاتی
ہے اوس کلام کے ساتھہ جو ماقبل ہے اسکے یہان یہ وصل ضد فصل ہے بمعنی جدا لانا ایک کلام
کا دوسرے سے اگرچہ وہ کلام داخل کتاب ہی ہے فی الصراح التواضع فروتنی کرنا اور گردن کا نرم
کرنا وفی القاموس تواضع بمعنی تذلل و اتضاع یعنے گردن جہکانا اونٹ کا تاکہ گردن پر اوسکی پانوٴن
رکھکے سوار ہون اور اشتقاق تواضع کا وضع سے ہے بمعنی نیچے رکھنا اور تواضع کرنے والا نیچے
رکھتا ہے اپنے تئین اپنی قدر اور مرتبے کے محل سے اور اگر اپنے مرتبے مین بھی اپنے تئین رکھے
تو بھی تواضع کا منافی نہین ضد کبر اور کبر وہ کہ اپنے تئین اپنے مرتبے سے زیادہ رکھے اور وہ
جو اپنے تئین اپنے مرتبے سے کمتر رکھے اوسکو ضعت کہتے ہین مصدر ہے نہ اسم اور تواضع اوسط
کبر وضعت ہے یعنے بین بین ولیکن آدمیون کی ذات مین کبر کسواسطے جگہہ پائے اور کبھی ضعت کے تئین

تواضع کے مقام مین مقرر کرتے ہین سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ کے تئین پوچھا کہ تواضع کیا چیز ہے کہا خفض الجناح ولین الجانب یعنے جہکانا بازونکا اور نرم کرنا پہلو کا یعنے جہکنا اور کہا جنید نے تواضع کے معنون کے بیان مین ان تخضع للحق وتنقاد لہ وتقبلہ ممن قال لہ وتسمع منہ یعنے یہ کہ خضوع اور فروتنی کرے تو واسطے حق کے اور انقیاد کرے تو واسطے اوسکے یعنے اوسی حق کے اور قبول کرے تو اوسکو اوس شخص سے جسنے کہا واسطے اوسکے اور سُنے تو اوس سے اور کہا یعنے اوسی جنید نے من رای لنفسہ قیمۃ فلیس لہ فی التواضع نصیب یعنے جس کسی نے دیکہا اپنی ذات کے واسطے قیمت اپنی کو تئین یعنے اپنے مرتبے کیطرف دیکہا پس نہین اوسکے واسطے بہرہ اور حصہ تواضع کے درمیان یا یہ کہ کہا جائے جس شخص نے دیکہا واسطے اپنی ذات کے قیمت اوسکی یعنے فائدہ اوسکا یعنے اوسی تواضع کا الخ یعنے جو کوئی اس نیت سے تواضع کرے کہ مجھے فائدہ ہو تواضع کرنے سے پس اوسے ایسی تواضع سے اجر کچہ نہین جسطرح اس زمانے کے بعض صاحبونکا طور ہے کہ مالدارون کی تعظیم وتکریم کرتے ہین اور غریب مفلسون کی تحقیر عارفون نے کہا ہے نہین پوہنچتا یعنے نہین پا سکتا بندہ تواضع کی حقیقت کے تئین مگر جسوقت چمکے مشاہدے کا نور اوسکے دلمین ایسا نور جس سے ذات بشری گلجاتی ہے اور نرم ہوتی ہے اور ذات کے گلنے ہی سے صفائی ذات کی ہے کبر اور عجب کی میل اور غش سے اور منطبع اور منتقش یعنے نقش ہوتا ہے درمیان اوسی ذات کے حق اور محو ہوتے ہین آثار اوسکے یعنے کبر اور عجب وغیرہ برطرف ہوتے ہین ذات سے اور بیٹھتے ہین شورش اور غبار اوسکے اور حصہ اور بہرہ وافرتر اور رتبہ عالی تر اوس سے یعنے اوسی تواضع کا خاص حضرت ختم المرسلین صلعم کے واسطے ہے کہ کمال کے اعلی مرتبے مین تہا اور ساتھ اسکے وہ سرور صلعم تواضع ہی کرتا تہا اور اوس جناب کی تواضع سے ہے یہ بات کہ مخیر گردانا یعنے مختار رہا تہین کہ نبی مالک ہو یا نبی عبد اختیار اوس سرور نے کہ نبی عبد ہے پس مطابق اس بات کے کہ من تواضع للہ رفعہ اللہ یعنے جسنے تواضع کیا واسطے خدا کے بہتر کیا اوسے اللہ تعالی نے برگزیدہ اور ممتاز فرمایا اوپر تمام پیغمبرون کے اور سب سے عالی اور رفیع گردانا اوسکی قدر اور مرتبے کے تئین اور سید ولد آدم گردانا اور فرمایا سرور عالم صلعم نے کہ مبالغہ مت کرو اور حد سے زیادہ مت کرو میری ثنا کرنے مین جسطرح کیا نصاری نے کہ

ابن مریم کو خدا کہا یا خدا کا بیٹا اور مین بندہ ہون خدا کا پس کہو مجھے بندۂ خدا اور فرستادۂ خدا آور آئی ام
سے آیا ہے کہ باہر تشریف لائے حضرت م تکیہ کیے ہوئے اپنے عصا پر پس کھڑے ہوئے ہم واسطے
اوس جناب کے فرمایا حضرت م نے مت کھڑے ہو تم جسطرح کھڑے ہوتے اہل عجم واسطے تعظیم کرتے
ہین بعض اونکے بعض کے تئین اور عجم مراد اون لوگون سے جو غیر عرب ہون آور فرمایا کہ مین
بندہ ہون کہاتا ہون جسطرح کہاتا ہے بندہ اور بیٹھتا ہون جسطرح بیٹھے بندہ اور اوس سرور م
کے حلم اور تواضع سے تہی یہ بات کہ گھڑکی جھڑکی اور غصہ نہین کرتے تھے اپنے خادم کے تئین
اور تحسین فرماتے تھے کہ کیون تو نے ایسا کام اور ویسا کام نکیا اور نہ تہا کوئی مہربان تر اوس جناب
سے اہل و عیال کے حق مین آور کہا عائشہ صدیقہ رض نے کہ نہین مارا رسول خدا نے کبھو کسیکو اپنے
ہاتھہ سے مگر جہاد فی سبیل اللہ کے درمیان اور انتقام نہ کھینچا اپنی ذات کے واسطے کسی شخص پر
مگر دین خدا کی جہت سے پوچھا لوگون نے حضرت صدیقہ رض سے کہ کسطرح تھے رسول خدا م
جب خلوت فرماتے تھے گھر مین کہا صدیقہ رض نے کہ تھے حضرت م نرم ترین مردم اور تھے
حضرت بسّام ضحاک بسام کے معنی بہت مسکرانے والا اسم مبالغہ ہے اور ضحاک بہی اسیطرح
یعنے ہنسنا اوس جناب کا مسکرانا تھا اور دیکھا نہین گیا وہ سرور م کبھی اپنے اصحاب کے درمیان
پاؤن دراز کرنے والا اور تحسین پکارتا تہا کوئی اوسکے تئین اصحاب سے اور اہل سے مگر یہ
جواب دیتا وہ سرور لبیک کرکے اور حسن عشرت سے حضرت م کے یہ بات تہی کہ تالیف فرماتے
تھے یعنے کرتے تھے اون کے تئین یعنے اپنے اہل اور اصحاب کے تئین اور نفرت نہین کرتے تھے
اور گرامی رکھتے تھے ہر قوم کے سردار اور اشراف کے تئین اور حاکم گردانتے اوسکو اوس قوم پر اور
تفقد فرماتے اپنے اصحاب کے تئین یعنے دلجوئی اور تمام اپنے ہمنشینونکو دیتے حصہ اپنی عنایت
کا یعنے سب کے اوپر التفات اور عنایت فرماتے اور گمان نہ کرتا ہمنشین حضرت کا کہ ایک کوئی
دوسرے سے گرامی تر ہے رسول خدا کے نزدیک اور جو کوئی ہمنشینی کرتا اوس سرور کے ساتھ
اور آتا اوس جناب کے نزدیک اور مصابرت کرتا حضرت م سے نہ پہرتے جب تک وہ آپ نہ
پہرتا اور جو گوشگی کرتا حضرت کے ساتھ یعنے راز کہتا کان مین نہ پھیر لیتے سر مبارک اوس سے مگر
یہ کہ وہ آپ پھر اتا اور جو کوئی لیتا دست مبارک ڈہیلا چھوڑتے اپنے ہاتھ کے تئین

طرف اوسکے اور نہ کہینچتے یہانتک کہ وہ کہینچتا اپنے ہاتھہ کو اور احتراس فرماتے لوگون سے یعنے محافظت
بدون اسبات کے کہ باز رکھیں کسی شخص سے اپنی تازہ روئی کے تئین اور خوشخوئی کو پر کیا لوگون
کے تئین اوس سرور صہ کے بسط او خلق نے بسط معنی کشادہ رو ہونا اور ہوا تھا وہ سرور تمام کے
تئین بجای پدر اور ہوئے تھی تمام حق مین یکسان نزدیک اوس سرور صہ کے اور تھے حضرت
ہمیشہ تازہ رو خوش خلق نرم جانب یعنے جہکنے والا تواضع کے درمیان اور نہتا وہ سرور درشت
خو اور سخت گو بلند آواز فحاش عیب کو صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ وصحبہ کہا عائشہ صدیقہ
نے کہ نہتا کوئی خوش خلق تر رسول خدا صہ سے اور کہا انس نے کہ مین نے خدمت کی رسول خدا
کی دس برس اور نہ فرمایا حضرت صہ نے مجھسے اُف کبہی اور کبہی کیون اسطرح کیا اور کیون یعن
نکیا اُف وہ لفظ ہے جو غصے اور تنگ دلی کے وقت بولا جاوے جسطرح سے اف للدنیا
اذا کانت کذا تہوڑی سے دنیا پر جب ہو ایسی اور کہا جریر بن عبد اللہ نے کہ نہ دیکھا
حضرت رسول صہ نے میری طرف مگر یہ کہ تبسم کیا اور دیکہا نہین گیا اوس جناب کے تئین
دراز کرنے والا اپنے زانوؤنکو ہمنشین کے آگے اور اکرام فرماتے اوسکو جو کوئی آتا نزدیک
حضرت صہ کے بہت اتفاق پڑتا کہ بچہا لیتے اپنی چادر کے تئین واسطے اوسکے اور ایثار فرماتے
واسطے اوسکے اپنی بالین کے تئین جو نیچے اپنے رکہتے تھے اور قطع نہین کرتے تھے کسی شخص کی
گفتگو کے تئین جب تک حد سے نہ گذرتا پس قطع فرماتے قیام سے یعنے اوٹھہ کہڑے ہوتے
اور اور حرکتون سے جو مانند اوسکے ہون اور کبہی کسی آنے والے کی خاطر کے واسطے تخفیف
کرتے نماز کے تئین اور پوچہتے اوس سے اوسکی حاجت کے تئین اور جب فارغ ہوتے اوسکی
حاجت سے پہیر جاتے برسر نماز اور عیادت فرماتے مسکینون کی اور مجالست فرماتے یعنے
ہمنشینی فقیرون کے ساتھہ اور اجابت فرماتے عبید کی دعوت کے تئین عبید بروزن سعید
جمع عبد ہے معنی بندے اور اجابت قبول کرنا اور دعوت کیے جاتے تھے حضرت صہ جو کی روٹی پر
اور چربی پر جو بگہلائی ہوئی تھی اور بدبو لیں اجابت کرتے تھے اوسکے تئین اور بیٹہتے تھے درمیان
اپنے اصحاب کے مختلط یعنے ملے ہوئے ساتھہ اون کے اور بیٹہتے تھے اوسجگہہ جہان منتہی ہوتی تہی
مجلس اور سوار ہوتے دراز گوش پر اور ردیف فرماتے تھے یعنے سوار کرتے تھے اپنے پیچھے کسی

شخص کے تئین آور تھے حضرت ص بنی قریظہ کی جنگ کے روز حمار پر کہ باگ اوسکی رسی کی تھی اور پالان
اوسکا خرمے کے پوست سے اور حج کیا سرور عالم ص نے اوس تختہ پر جسکا پرانا پالان تھا اور اوپر اوسکے
ایک پرانا قطیفہ تھا چار درم قیمت کا مساوی قطیفہ مخمل کی چادر کو کہتے ہین اور یہ حالت آخر عہد
کے درمیان تھی جب مفتوح ہو چکے تھے حضرت پر ولایات اور بلاد اور ہدی کیے تھے حضرت ص
نے حج کے درمیان ایکسو اونٹ جس روز فتح ہوا مکہ اور داخل ہوئے حضرت ص ساتھ لشکر اسلام کے
اور جھکائے تھے اپنے سر مبارک کے تئین یہانتک کہ پالان کے ہرنے تک تو ضعا للہ جل جلالہ
بادشاہون کے اور جبارون کے کہ فتح کرنے کے وقت سرکش اور سرافراز یعنے سر اوٹھا کرنے
والے ہوتے ہین کبر سے اور روایت ہے قیس بن سعد سے قیس بن سعد وہ انصاری ہے کہ
جسکا باپ اکابر انصار سے تھا کہ ایکروز رسول خدا ص ہمارے گھر مین تشریف لائے ہوئے
تھے مراجعت کے وقت سعد رض حضرت ص کے واسطے ایک حمار آگے لایا حضرت ص اوس پر سوار
ہوئے اور کہا سعد نے ای قیس ہمراہ جا تو رسول خدا ص کے پس فرمایا مجھے حضرت ص نے کہ ای
قیس سوار ہو پس انکار کیا مین نے ادب کی جہت سے فرمایا حضرت ص نے کہ یا سوار ہو یا گھر
کو پھر جا اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ فرمایا کہ سوار ہو آگے میرے اولی ہے تقدیم
کرنے مین اوسی سواری کی اور اسیطرح اور ایک صحابی تھا کہ سوار چلا جاتا تھا جب حضرت ص
کو اوس نے دیکھا نیچے اوترا حضرت ص سوار ہوئے اور اوسے اپنے آگے مرکب پر سوار کیا
اور غریب تر اوس سے یہ ہے یعنے زیادہ نادر حقیقت ہے کہ محب طبری نے مختصر السیر کے
درمیان نقل کی ہے کہ رسول خدا ص ایکروز ایک ننگے پالان حمار پر سوار ہوکے قبا کیطرف
جاتے تھے اور ابوہریرہ پیادہ رکاب مین تھا فرمایا ای ابوہریرہ سوار کرون تجھے کہا اوسنے
کہ جو مرضی حضرت کی فرمایا سوار ہو پس ابوہریرہ نے جست کی تا کہ سوار ہو اور سوار نہو سکا
پس چنگل مارا اوس نے حضرت ص مین پس دونو زمین پر آئے پھر سوار ہوئے حضرت ص اور فرمایا
سوار کرون تجھے ای ابوہریرہ عرض کی اوس نے کہ جو کچھ مرضی مبارک فرمایا سوار ہو پس
قدرت نپائی ابوہریرہ نے پس چمٹ گیا حضرت ص سے پھر دونو زمین پر گرے پیچھے فرمایا سوار
کرون تجھے نہین یا حضرت قسم خدائے عزوجل کی جسنے بحق بھیجا آپکو نہین چاہتا مین گرانا آپکو

بار سعد هم اور یه بهی طبری نے ذکر کیا ہے که حضرت رسول ص سفر مین تهے اور امر کی اوس ورد نے ایک
گوسفند کے انسلاخ پر یعنے پوست نکالنا پس اوٹھا ایک دصحاب سے اور بولا که ذبح کرنا اوسکا مجهپر دوسرا بولا
انسلاخ اوسکا میرے ذمے تیسرا اوٹھا که طبخ اوسکا یعنے پکانا میرا کام پس حضرت ص نے فرمایا لکڑیان جمع کرنا
میرا کام پس حضرت ص کی جناب مین صحاب نے عرض کی که یا رسول الله کفایت کرتے هین هم آپکو اس کام سے
فرمایا جانتا هون که تم کفایت کرتے هو لیکن مین مکروه رکهتا هون اس بات سے کے تئین که مین ممتاز اور جدا اور
ممیز بیٹهون درمیان تمهارے اور خدا تعالی ناخوش رکهتا ہے اس بات سے کے تئین که دیکهی ایک بندیکو ممتاز
یعنے جدا هوا اور جدا درمیان اپنے یارون سے اور ایکبار حضرت ص کی نعلین کا بند ٹوٹ گیا تها ایک شخص
صحابی نے عرض کی که یا رسول الله مجهے دو تا که اوسے مین درست کرون فرمایا نهین چاهتا که مین ممتاز
رهون اور کسیکو خدمت فرماؤن اور ایکبار نجاشی کے ایلچی آئے هوئے تهے نجاشی لقب ہے حبش
کے بادشاه کا حضرت ص اوٹھے تا که خدمت کرین اونکے تئین صحاب نے عرض کی که همکو اجازت
دو که هم خدمت کرین اونکی فرمایا اونهون نے همارے صحاب کی خدمت اور تکریم بهت کی ہے اور مین
دوست رکهتا هون که مکافات کرون یعنے بدلا اونکے تئین اور حضرت رسول ص کرتے تهے خدمت
اپنے اهل بیت کی اور پیوند سیتے تهے اپنی پوشاک مین اور پیوند لگاتے تهے اپنی نعلین کے تئین اور
دوهتے تهے اپنی گوسفند کو اور جون دیکهتے تهے اپنی چادر کے درمیان ایسا آیا ہے حدیث مین که یفلی ثوبه
ثوب کہتے مین چادر کو اور ها ضمیر راجع ہے طرف اوس مرجع خاص و عام کے اور یفلی مضارع کا صیغه
فلی سے آیا ہے بمعنی جون دیکهنا کپڑے مین ولیکن کہا ہے اهل سیر نے که بدن شریف مین جون نهتی اور مکهی
اوس ذات مطهر پر بیٹهتی نهتی گویا مراد فلی سے جو حدیث آیا صورت حسبتن علی ہے که نگاه کرتا ہے
لباس مین تا که کچه گرد و غبار اور خس و خار اوسمین نهو والله اعلم اور اپنے اونٹ کو آپ باندهتے تهے اور
علف ڈالتے تهے علف هری دوب کو کہتے هین اور تناول فرماتے تهے کهانا اپنے خادم کے ساته
اور آٹا گوندهتے تهے ساته اوسکے اور مددگاری فرماتے تهے خدمتون کے درمیان اور مواهب مین
مذکور ہے که تعین کیا گیا ہے گمان کرنا ان باتونکا اور وقتون کے لیئے کرتے تهے ان کامونکو گاه گاه
کیونکه ثبوت کو پهنچی ہے یه بات که اوس جناب کے خادم بهت تهے اور دس غلام تهے پس کسی وقت
بنفس نفیس کام کرتے تهے اور کبهی دوسریکو فرماتے تهے اور کبهی مشارکت کرتے تهے اور اوٹهاتے تهے

اپنی متاع کے تئین بازار سے اور دوسرے کسیکو نہین اوٹہانے دیتے تہے ابوہریرہ کہتے ہین کہ آیا
مین بازار مین ساتھ رسول خداہ کے پس خرید کیا حضرت صلعم نے سراویل کے تئین چار درہم کو سراویل تنبان
کو کہتے ہین اور فرمایا مرد وزان سے کہ تئین جو وزن کرتا تہا اثمان کے تئین کہ کہینچ اور جہوب کہینچ پس جست کی
اوس وزان نے یعنے تولنے والے نے اور کہا ہرگز مین نے کسی سے نہین سنا کہ تم کے دینے مین یہ بات
ہووے ثمن یعنی قیمت پس ابوہریرہ نے کہا اوی تجہیر کہ نہین پہچانتا تو اپنے پیغمبر صلعم کے تئین پس اوس مرد نے
ترازو ہاتہ سے ڈالدی اور اوٹہا تا کہ بوسہ دیوے پیغمبر خدا کے دست مبارک کے تئین پس حضرت صلعم
نے ہاتہ کہینچا اور فرمایا یہ کام اعاجم کا ہے یعنے اہل عجم کا جو اپنے بادشاہون سے اور رئیسون سے کرتے
ہین اور مین بادشاہ نہین ایکمرد ہون تم سے پس اوٹہایا اوس جناب نے سراویل کے تئین اور آگے
آیا مین تاکہ اوسے اوٹہاؤن فرمایا حضرت صلعم نے کہ صاحب متاع زیادہ سزاوار ہی رکہتا ہے اپنی
متاع کی اوٹہانے مین مگر یہ کہ ناتوان ہو اور نہ اوٹہا سکے پس یاری دیوے اوسے بہائی اوسکا
تنبیہ مراد سراویل سے تنبان ہے جو پوشش اعاجم ہے اور اس حدیث سے خرید کرنا اوس جناب کا
اوسکے تئین معلوم ہوا اور حضرت صلعم کے پہننے مین سراویل کے تئین اختلاف ہے اور ابن قیم جوزی
اپنی کتاب الہدی مین لایا ہے کہ ظاہر وہ ہے کہ خرید کرنا واسطے پہننے کے تہا اور اوس نے روایت
بہی کی ہے کہ حضرت صلعم نے سراویل کو پہنا اور صحابہ فرمان سے اوس سرور صلعم کے زمان شریف مین
اذن سے اوس جناب کے پہنتے تہے لیکن یہ بات ابن قیم کی اہل تفسیر نے یا فقیہون نے اوسکی تضعیف
کی واللہ اعلم یعنے کہا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے اور بعضے طریقون مین اسناد ضعیف سے آیا ہے
کہ ابوہریرہ رضہ نے پوچہا حضرت صلعم سے کہ یا رسول اللہ آپ پہنتے ہین سراویل کے تئین فرمایا
ہان پہنتا ہون سفر مین اور حضر مین اور شب و روز مینکو کیونکہ مین مامور ہون اوپر ستر کرنیکے اور نہین
پایا مین اس سے زیادہ ساتر کسی پوشش کو اور ابن حبان اور طبرانی اور عقیلی بہی اس حدیث کو لاتے
ہین لیکن ضعیف سند و نین اور مدار اس حدیث کا اوپر یوسف بن زیاد کے ہے اور وہ ضعیف ہے جدا
یعنے بانی کی رو سے یعنے یوسف بن زیاد ضعیف پایا گیا ہے ازروی قول کے اور لکہا ہے راویون نے
کہ جس روز امیر المومنین عثمان بن عفان رضہ مارے گئے اوس روز سراویل پہنے ہوئے تہے اور سفر السعادہ
کی شرح مین اسبابمین کلام زیادہ اوپر اسکے کیا گیا ہے فلینظر ثمہ یعنے پس کو کہ دیکہے اوسجگہہ اور آیا

رسول خدا ص کے پاس ایکمرد پس لرزنے لگا ہیبت سے حضرت ص کی فرمایا آسان کر اپنے اوپر کام کے تئیں
اورت کانپ مین بادشاہ نہین ہون مین بیٹا ہون ایک عورت کا قریش سے جو کہاتی ہے قدید کے تئین یعنے
سوکہا ہوا گوشت جسے فقرا اور مساکین کہاتے ہین اور آئی ایک عورت حضرت ص کے حضور کہ اوسکی عقل
مین ایک فتور اور نقصان تہا بولی مجھے تم سے ایک حاجت ہے فرمایا بیٹھ جس کوچے مین بیٹھنے کے
چاہے تو بیٹھونگا مین تیرے ساتہ اور روا کرون تیری حاجت کے تئین پس بیٹھے حضرت ص پاس اوسکے یہانتک
کہ فارغ ہوئی وہ عورت اونس حاجت سے جو رکھتی تہی اور بخاری کی روایت مین آیا ہے آتیان تہین
مدینے کی آما جمع امہ بروزن رمہ یعنے باندیان اور ہاتہ پکڑتی تہین سرور عالم کا پس روان ہوتے
تہے حضرت جس جگہہ کہ لیجاتیان تہین اور اسجگہہ انواع کا مبالغہ ہے تواضع کرنے کے درمیان کہ نہ
نہ مرد اور امہ نہ حرہ یعنی زن آزاد ضد امہ اور کوئی امہ ہو اور جسجگہہ چاہتی لیجاتی اگرچہ مدینے کے باہر
ہو اور زیادہ اس سے تواضع کرنا اور بیزاری کرنا تکبر سے متصور نہین اور ننگ نہین رکہتے تہے
حضرت ص اسبات سے کہ جاتے تہے ساتہ بیوہ کے اور مسکین کے اور روا کرتے تہے اونکی حاجتون کو
اور عبداللہ بن ابو الحمسا نے کہا کہ خرید کیا مین نے حضرت ص سے پیش از بعثت کسی چیز کے تئین اور
باقی رہا اوس جناب کے ثمن سے یعنے بہا سے کچہ ایک پس وعدہ کیا مین نے کہ اسیجگہہ لاتا ہون اور
فراموش کیا مین نے اور تین روز کے بعد مجھے یاد آیا ناگاہ دیکہتا ہون کہ حضرت ص اسی جگہہ بیٹھے ہین
مشقت مین ڈالا تو نے مجھے مین اسی جگہہ ہون اس تین روز کی مدت سے انتظار کرتا ہون تیرا
رواہ ابو داؤد یعنے اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور جسجگہہ رواہ ابو داؤد اور رواہ الترمذی
وغیرہ آوے اوسکو اسیطرح معلوم کیا چاہیے اور اوسمین نہایت تواضع اور صبر اور صدق وعدہ ہے
اسمعیل ع کے احوال مین بہی مانند اسی کے آیا ہے کہ فرمایا اوسکی شان مین انہ کان صادق الوعد یعنے تحقیق
کہ اسمعیل صادق الوعد ہے اور مانند اسکے بعض متبعون سے یعنے متابعت کرنے والون سے شریعت
نبوی ص سے بہی آیا ہے وجود مین جسطرح آیا ہے کہ غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی ایکسال تک ایکمرد
کے وعدے پر بیٹھے رہے اور وہ مرد حضرت خواجہ خضر تہا اور عادت تہی کہ مدینے کی داہ یعنے باندیان
پانی لایا کرتین ظرفون کے درمیان حضرت ص دست مبارک اپنا پانیمین ڈالتے بیمارون کی شفا کے واسطے
اور کسیوقت صبحکو ٹہنڈا پانی لاتیان اور اونکے خاطر کی لیے حضرت ص اوس پانیمین ہاتہ ڈالتے اور سخت سردی

مین ساتہ ازواج مطہرات کے بہت رعایت فرماتے اور ساتہ اون کے استراحت فرماتے اور آپنے دیتے تہے انصار کی لڑکیون کے تئین کہیلیں عائشہ صدیقہ کے ساتہ اور دیتے تہے حضرت صدیقہ رض کو اپنی مسواک کے تئین تاکہ دہوکر دیوین پس صدیقہ رکہتی تہین اوسے اپنے دہن مین اور چباکر نرم کرتین اوسے اور حضرت لیتے اوسے اونسے اور رکہتے اپنے دہن مبارک مین اور یہ غایت تواضع سے اور نہایت محبت سے ہے طرف صدیقہ کے اور اسمین دلیل ہے اوپر تبرک کرنے بزرگون کے آثار سے اور تکیہ کرتے صدیقہ رض زانو پر اوپر جسمین اور بوس فرماتے اونکو حالانکہ صائم تہے اور دیکہتے اونکو کہیلنے حبش کے اور رکہتین عائشہ صدیقہ رض رخسارہ اپنا حضرت صلعم کے دوش مبارک پر اور صدیقہ رض اون دنون صغیرہ تہین اور ایکبار حضرت صلعم نے صدیقہ رض کے ساتہ مسابقت کی مسابقت کے معنی باہم دوڑنا اور گہوڑا آپسمین دوڑانا تاکہ کون آگے بڑہتا ہے پس آگے بڑہین صدیقہ رض دوڑنے مین حضرت صلعم سے اور دوسرے کسیوقت پہر مسابقت کی پس بڑہے حضرت صلعم اونسے اور یہ اوسوقت تہا کہ صدیقہ رض فربہ اور جسیم ہوئی تہین حضرت صلعم نے فرمایا یہ پیشی کرنا میرا بدلہ ہے اوس تمہاری پیشی کا اور ایکبار حضرت صلعم عائشہ صدیقہ کے گہر مین تہے کہ ام سلمہ رض نے کہانا بہیجا صدیقہ رض نے ایک ہاتہ کہانے کے کاسے پر مارا اور کاسہ ٹوٹ گیا اور کہانا زمین پر گرا حضرت صلعم نے ٹکڑے اوس کاسے کے چنے اور کہانا اوٹہایا اور اوسمین رکہا اور عذر خواہی کی مقصد سے حاضرونکو کہا کہ غیرت کی تمہاری مان نے مراد صدیقہ رض سے کہ ام المومنین ہین جسطرح سب زوجات طاہرات اور بیتابی کی پس ثابت ایک کاسہ صدیقہ رض کے گہر سے لیا اور ایک روایت ہے یہ کہ کہانا بہی اونکے گہر سے لیا اور کاسہ مین رکہا اور خادم کو دیا اور کہا کاسہ بدلے کاسے کے اور کہانا بدلے کہانے کے اور اس حدیث مین دلیل ہے اوپر مواخذہ نکرنے یعنے بازپرس عورتونکی اونکی غیرت کرنے مین کیونکہ اوس حالت مین عقل محجوب ہوجاتی ہے شدت غضب سے کہ اثر کرتے ہے اوسکے تئین غیرت نے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ عورت غیرت کی حالتمین نہین پہچانتی اسفل وادی کے تئین اعلاء وادی سے یعنے نشیب و فراز کی تمیز نہین رہتے عورتونکو رشک کی حالت مین ایکبار سودہ رض نے تہوڑا شوربا حضرت صلعم کو بہیجا یا کہا عائشہ رض نے سودہ کہا تو تم یہ کہانا سودہ رض نے نہ کہایا صدیقہ رض نے کہا کہا او نہین تو آلودہ کرتی ہون تئین تمہارے منہ کے تئین اس سے سودہ نے نہ کہایا پس آلودہ کیا صدیقہ رض نے سودہ کے منہ کے تئین حضرت صلعم ہنسے اور سودہ کو فرمایا

کہ تم بھی آلودہ کرو عائشہ رضہ کے منہ کو تئین پس آلودہ کیا سودہ نے صدیقہ کے تئین اور ہنسے حضرت صلعم ایسا کچھہ تھا احوال شریف اوس جناب کا ازواج مطہرات کے ساتھ کہ مواخذہ نفرماتے اونکو اوپر اون کے غیرت کرنے کے اور اوپر مزاح کے مزاح بمعنی چہل کرنا یہ وہی مزاح ہے جسے اہل عوام مزاح اور مذاق کہتے ہین اور معذور رکھتے تھے اور جب قائم کرتے اوپر اون کے میزان عدل کے تئین اور دستور شریعت کے تئین تو مہربانی اور نرمی کرتے تھے اور جو کوئی سوچے اوس سرور صلعم کی سیرت کے تئین ساتھ اہل وعیال اور اصحاب و فقرا اور مساکین اور یتیمون کے اور بیوون کے اور مہمانون کے اور زوارون کے ساتھ جانے کہ پہونچا تھا وہ سرور صلعم رقت قلب اور لین جانب مین اوس غایت کے تئین کہ متصور نہین ہے کسی مخلوق کے لیے اور ساتھ اسکے شدید تہا وہ سرور صلعم حدود الہی کے قائم کرنے مین اور حقوق دین کے درمیان اوس حد اور ایسے درجے مین کہ ممکن نہین پہونچ سکنا اوسے یعنے کوئی نہین پہونچ سکتا اوس درجے کو اور اخلاق اور اعمال اوس جناب کی تمام علامات اور معجزات تھے یعنے نشانیان اوپر اوس جناب کے نبوت کی اور مانند اوسکے یعنے معجزے وغیرہ کے مانند کسی سے ظہور مین نہ آئے اور تہی حضرت صلعم کو مباسطت اور ملاطفت اور مخالطت اور محادثت فرماتے تھے صحاب کے ساتھ مباسطت کے معنی آپسمین خوش طبعی کرنا مخالطت آمیزش کرنا اور محادثت آپسمین باتین کرنا اور مزاح کرتے تھے اصحاب سے اور مقصود اوس مزاح سے دلجوئی اور خوشخوئی تہی اور اگر مزاح بہی کرتے تو مضمون کلام حق تھا اور ملاعبت فرماتے تھے یعنے کہیل لڑکون سے اور بٹھاتے تھے لڑکون کے تئین اپنی گود مین اور قبول کرتے تھے دعوت ہر کسی کی حر ہو یا عبد یا باندی ہو یا مسکین اور عیادت کرتے تھے مدینے کے گرداگرد کے بیمارونکی اور نہی ملاعبت کرنے اور ٹھٹھول کرنے سے جو بعضے حدیثونمین واقع ہوئی ہے محمول ہے اوپر اسبات کے کہ کثرت اور افراط اوس کا ہووے اسقدر کہ باز رہے خدا کے ذکر سے اور دین کے کامون سے فکر کرنے سے اور جو کچہہ سالم ہو اوس سے سو مباح ہے اور اگر مقصود اوس سے یعنے اوس ظرافت سے تطییب نفس ہو یعنے خوشی اوسکی اور تالیف دلکی جیسا کہ فعل سید کائنات کا تھا سو مستحب ہے اور حقیقت مین اگر نہوتا تواضع کرنا اور موانست کرنا اوس جناب کے خلق کے ساتھ اور خوش خلقی اونکے ساتھ تو کسکی قدرت اور مجال تھی کہ بیٹھہ سکتا اوس جناب کے حضور اور تکلم کر سکتا اوس سرور سے بلکہ کھڑا رہتا حضور مین غایت جلال

کی جہت سے اور صحابت او رعظمت اور رو بدیث سے حضرت م کے اور کہتے ہین کہ ہمین حکمت کیا تھی
کہ حضرت م رسول م فجر کی سنت کے ادا کرنے کے بعد باتین کرتے تہے عائشہ صدیقہ رض سے اگر بیدار
ہوتین اور نہین تو اضطجاع کرتے زمین پر اضطجاع کے معنی پہلو پر سونا پس باہر جاتے بعد اوسکے
طرف نماز کے جاتے اگر باہر آتے اوسی حالت پر جس حال پر اول قیام شب سے اور قرآن کی تلاوت
اور یاد الٰہی سے اسوقت تک یعنے فجر تک جو حاصل ہوتی تہی اوس جناب کے تعین انوار اور اسرار
قرب اور نزدیک ہونے مین درمیان مناجات کے اور سننے مین کلام الٰہی کے اور حاصل ہوتے
تھے اوصاف اور احوال ایسے کہ کند تھے زبان قال وصف حال سے اوسکے یعنے اوسی انوار
و اسرار او صاف و احوال کے بیان کرنے سے کہ ایک شمہ بقدر نہین کہتا تہا اور طاقت
نہین لاتا تھا کوئی بشر کہ ملاقات کر سکے اوسوقت اوس سرور سے اسواسطے گفتگو کرتے تھے
عائشہ صدیقہ رض سے اور نہین تو اضطجاع کرتے تھے زمین پر تا کہ حاصل ہو اوس سرور م کو انس
ساتھ صدیقہ رض کے اور کام کاج ساتھ اہل خلقت کے جو ارضی ہے اور سفلی اور اسواسطے
کہ یہ نیچے اوتارے اوس عالیجناب کو اوس علو مقام سے جو اوس جناب مین تھا بعد اسکے
یعنے وہی تحدیث یا اضطجاع کے بعد باہر آتے حضرت طرف اصحاب کے اور تہا یہ کہ نگر
رفق اور مہربانی کی جہت سے اصحاب پر و کان بالمومنین رؤف رحیما یعنے تہا وہ سرور م
اوپر مومنون کے رؤف اور رحیم یہ ایک نکتہ ہے کہ نقل کیا ہے مواہب لدنیہ کے درمیان ابن
حجاج سے مدخل کے درمیان مؤلف کہتا ہے کہ یہ حال منحصر اور مخصوص اوس مقام ہی پر نہین بلکہ
وہ سرور م اعلیٰ علیین کے مقام قرب و تمکین تھا علیین کے معنی گھر کیان بہشت کی اور باطن
مین خلایق سے کبھی بے علاقہ اور اتصال نہین رکھتے تھے حکم الٰہی سے جو دعوت پر اور احکام الٰہی
پہونچانے پر مامور تھے اور رحمت اور شفقت جو خلق خدا پر رکہتے تہے مقام احدیت کے اوج سے
بشریت کے حضیض پر نزول فرما کے ساتھ بشر کے مباشرت فرماتے تھے یعنے کاروبار حضیض
کے معنی پستی زمین کے اور مطابق الم نشرح لک صدرک یعنے آیا نہین کشادگی اور وسعت
دی ہمنے تیرے سینے کے تئین اس آیت کے مطابق حضرت م کے سینہ مبارک مین ایسی وسعت اور
کشایش ودیعت فرمائی تھی کہ حضور حق کے بیچ ساتھ دعوت خلق کی بروجہ کامل باین ادا فرماتے

تھے کہ ان میں موجود ہونے والا یا ان میں جدا ہونے والا اور وقت سحر اور قیام شب وقت ایک ہی ساعت
کو مخصوص ساتھ اوقات شریف نبوی کے اور یہ مقام بروجہ کمال و تمام مخصوص ہے حضرت سید انام کے اور
اوس جناب کے سوا اولیائے کرام کے تئیں مقدار اوس جناب کی تبعیت کرنے کے حصہ ایک اوس سے
حاصل ہے یعنے اوسی مقام کا حصہ اور تھی اوس جناب کی ظرافت اور بازی کے تئیں برکتیں اور آثار ایسے
کہ حضرت سے باہر ایکبار زینب بنت ام سلمہ جو اوس سرور ص کی ربیبہ تھی ربیبہ اور ربیب اوس بیٹی اور
بیٹے کو کہتے ہیں جو منکوحہ کے ساتھ آوے پہلے شوہر سے سو حضرت ص کے حضور آئی اور حضرت ص
اپنے غسل خانے میں تھے پس چلو کا پانی زینب کے منہ پر بطریق مزاح اور پیدا ہوئی برکت اوسکے
چہرے پر یعنے آب و تاب ایسی کہ تغیر نہوئی اور ثابت تھی آب و تاب شباب کی اور رونق
جوانیکی یہانتک کہ وہ بڈہی اور عجوز ہوئی اور محمود بن ربیع جو صغار صحاب سے ہے جسوقت
پانچ برسکا تہا حضرت ص اوسکے گھر آئے اور اوسکے گھر میں ایک کنواں تہا حضرت ص نے ڈول
میں سے پانی پیا اور بطریق مزاح پانی کلی کا محمود کے منہ پر ڈالا پس اوس پانیکی برکت سے اوسے
حافظہ حاصل ہوا کہ یہ قصہ اوسنے یاد رکھا اور اسی وجہ سے اوسکو صحابی شمار کیا اور حدیث اوسکی
یعنے اوسی محمود کی مذکور ہے بخاری کے درمیان اور حضرت ص کی مزاح اور خوش طبعی سے ایک
حکایت یہ ہے کہ ایکمرد تہا اہل بادیہ سے یعنے جنگل سے نام اوسکا زاہر تہا کہ کبھی کبھی ہدیہ لایا کرتا
تھا حضرت ص کے حضور جنگل کی ترکاریوں سے جو بہاتی تھیں حضرت ص کو اور سرور عالم بھی اوسکے
جاتے وقت شہر کی اشیا سے لباس اور کپڑا وغیرہ اوسے عطا فرماتے اور اوسکو دوست رکھتے
تھے اور فرماتے تھے کہ زاہر ہمارا روستائی ہے اور ہم اوسکے شہری ہیں روستا دہقان کو کہتے
ہیں پس گئے حضرت ص ایکروز بازار کیطرف پس پایا اوس جناب نے زاہر کو کہ کھڑا ہوا اپنے بازار
میں پس حضرت ص نے اوسکی پشت کیطرف سے آکر اوسے اپنی طرف کھینچا اور بغل میں لیا اور بندش
دی اوس سرور ص نے اپنے سینہ مبارک کے تئیں اوپر اوسکی پشت اور وہ نہیں دیکھتا تہا حضرت
کے تئیں بولا چہوڑ دے کون ہے یہ اور جب پہچانا اوسنے کہ حضرت رسول ص ہیں تب ملانا شروع
کیا اوسنے اپنی پشت سینہ مبارک سے اور نہ چاہتا تہا کہ جدا ہووے پس فرمایا حضرت ص نے
کہ کون ہے جو اس غلام کو مول لیوے زاہر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ پاتے ہیں آپ اب مجھے

کاسد اور کم قیمت فرمایا ولیکن تو خدا کے نزدیک کاسد نہین اور گران بھا ہے تو اوس جناب کی تواضع سے ہے یہ بات کہ ہرگز کھانیکو عیب نکرتے اور خوش آتا تو کھاتے اور نہین تو چھوڑ دیتے اور نہین فرماتے تھے کہ یہ کھانا برا ہے کھاری ہے کھٹا ہے پھیکا ہے موٹا ہے باریک ہے اور اسجگہہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیب کرنا کھانیکا خطا ہے اور خلاف اتباع ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اسکے تئین یعنے کھانیکا عیب اگر از رہ صنعت کرین اور کہین کہ برا پکایا ہے اور مال کے تئین ضایع کیا ہے تو روا ہے لیکن آمین بھی صانع کی خاطر کی شکست ہے اگر نکرین تو بہتر ہے اور نہایت تواضع اور رعایت حسن سے اوس جناب کے یہ تھا کہ دنیا کی اہانت کرنا اور مذمت کرنا پر اگندہ ہے اور تحقیر کرنا اسکا لوگون کی زبان پر حضرت ہ فرماتے تھے گالی مت دو دنیا کے تئین کہ خوب مرکب ہے یعنے گھوڑی کہ پونہچاتی ہے مومن کے تئین طرف خیر کے اور نجات دیتی ہے شر سے اور اسیطرح نہی کرتے تھے دہر کی سب سے یعنے گالی دینے سے اور حدیث قدسی مین آیا ہے لاتسبوا الدہر فانا دہر یعنے گالی مت دو تم دہر کے تئین پس تحقیق کہ مین دہر ہون اور حضرت کو دربان اور دربہی جسطرح دنیادار بادشاہونکو ہوتے ہین ہان سچ ہے دراآمد ہونا اوس سرور ہ کے حضور موقوف تھا اوپر تاکہ کوئی خلوت مین اوس سرور کی اہل و عیال کے درمیان آوے اور مانع شغل نہو اور سرور عالم کے تواضع سے تھی یہ بات کہ فرمایا لاتفضلونی علی یونس بن متی ولاتخیرونی علی موسی اور مانند اس مقولے کے اور قول اوس جنابکا انا سید ولد آدم اور مانند اسکے بیان واقع ہے اور ظاہر کرنا پروردگار کی نعمت کا اور بجالانا امر الٰہی کا ہے جسطرح فرمایا حضرت حق جل علانے واما بنعمۃ ربک فحدث یعنے اپنے پروردگار کی نعمت کو ظاہر کر اور بعضون نے کہا ہے کہ وارد ہونا ان حدیثونکا حضرت سرور عالم کے فضل کے ثابت ہونیکے اول ہے تمامی انبیا اور رسل پر اور نازل ہونا وحی کا اوپر اوس بات کے یعنے فضل و شرف پر اور تحقیق اس بحث کی اپنے محل مین آویگی اگر خدا چاہے اور اوس سرور ہ کی تواضع تھی یہ بات کہ سلام پر مبادرت کرتے تھے واسطے ہر شخص کے جو آتا تھا یعنے پہلے آپ سلام کرتے تھے اور جواب سلام کا دیتے تھے جو کوئی سلام کرتا تھا اوس سرور ہ کو اور اسجگہہ ایک بشارت اور مژدہ ہے قبر شریف کی زیارت کرنے والے کو کہ جب وہ سرور ہ حیات حقیقی مین متصف ہی اس اشارہ کا درمیان پہلے زائر کے تئین جو آتا ہے اوس جناب کے مرقد شریف پر سلام سے مشرف فرماتے ہین اور

زائر کے سلام کے بعد بجواب سلام اس طرف سے بھی وہ مشرف ہوتا ہے اور بعضی مقربان درگاہ کو
ایسے بھی ہونگے کہ سلام کے آواز سنے مین اپنے کان سے بطریق کرامت بہی مشرف ہوئے ہون اور
وہ سرور رحمت ہے اوپر امت کے حیات مین اور وفات کے بعد بہی **وصل** حضرت سرور عالم کے
جود و سخا کے بیانمین جود و سخا دونو کے معنی ایکہی ہین قاموس مین لون ہے الجواد السخی
والسخی الجواد یعنے جواد ہے سو سخی ہے اور سخی ہے سو جواد ہے حاصل یہ کہ دونو کے ایکہی معنی ہین اور
صراح مین جود اور سخا دونو کو معنی جوانمردی کہا ہے اور کہتے ہین سخا صفت غریزہ ہے یعنے طبیعیہ
اور مقابل اوسکے شح ہے اور شح لوازم ذات سے ہے کہ ارضی ہے اور طبیعت کے ساتہ ممسک ہے
اور شح کے معنی حرص اور بخل اور شح ہونا آدمی سے عجب نہین کیونکہ جبلی ہے اور اطلاق یعنے کہنا سخی
کا اوپر پروردگار کے جائز نہین کیونکہ وہان غریزہ نہین یعنے طبیعت اور جود کے مقابل بخل ہے اور
راد یا ملتے اکتساب یعنے حاصل کرنا طرف بخل کے بطریق عادت پس ہر سخی جواد ہے اور ہر جواد
سخی نہین اور حقیقت جواد کی وہ ہے کہ بے عرض اور بے عوض ہو عرض کے معنی ظاہر کرنا اور یہ صفت
حضرت خالق کی ہے کہ بدون وجود عرض کے اور عوض کے تمامی نعمتین ظاہر اور باطن کی اور کمالات
حسی اور عقلی کے تئین اوپر خلایق کے افاضہ فرمایا ہے افاضہ یعنے بہوتا دکرنا کسی چیز کا اور کمالات
حسی و عقلی سے کمالات ظاہری و باطنی مراد ہین اور بعد حضرت خالق کے اجود الاجودین اوسکا
رسول مقبول ہے یعنے بخشندہ ترین بخشندگان اور بعد اوس سرور کے اجود علما امت ہین جو علم
دین کو نشر یعنے پراگندہ و ظاہر کرتے ہین جسطرح حدیث مین آیا ہے کہ اللہ اجود جود ثم انا اجود
بنی آدم و اجودہم من بعدی رجل علم علما و نشرہ الی آخر الحدیث یعنے اللہ تعالی اجود ہے اور میں جود کے
لئیس بیچہے مین اجود بنی آدم ہون اور اجود بنی آدم میرے بعد وہ مرد ہے جو سمجہتا ہے علم کے تئین
اور نشر کرتا اوسکو الخ اور قاضی عیاض مالکی رح نے اصل عنوان کے درمیان یعنے بیانمین کرم اور سماحت
کے تئین زیادہ کیا ہے سماحت کے معنی جوانمردی اور عنوان سرنامہ اور دیباچے کو بہی کہتے ہین
اور شروع ہر چیز کا اور کہا ہے جود اور کرم اور سخا اور سماحت معانی انہون کے متقارب ہین اور فرق
کیا ہے عالمون نے اور گردانا ہے کرم کے تئین بمعنی انفاق بطیب النفس یعنے نفقہ دینا خوشی ذات سے
اوس چیز مین جسکا قدر اور مرتبہ اور شرف عظیم ہے اور نام رکہا ہے انہون نے اوسکا حریت بمعنی آزادگی

اور یہ ضد نذالت سے نذالت کے معنی صراح مین فرمایا ہونا ندل اور ندیل اوسی سے آئے ہین یعنے
نذالت سے مشتق ہین وفی القاموس النذل والنذیل الخسیس من الناس المتحقر فی جمیع حالہ یعنے
ندل اور ندیل اوس آدمی کو کہتے ہین جو خسیس ہو ایسا خسیس کہ متحقر اپنی تمامی احوالون کے درمیان
اور کہا ہے کہ سماحت اوسے کہتے ہین کہ تجافی کرے اوس چیز سے جسکا سزاوار ہے مرد نزدیک سے
غیر کے خوشی ذات کر کے تجافی کے معنی ایکطرف ہونا اور دور ہونا کسی چیز سے اور یہ یعنے سماحت
جسکے معنی مذکور ہوئے ضد شکاس ہے بمعنی دشوار خوئی اور رجل شکس بالکسر بمعنی مرد سخت خلق
اور قوم شکس بالضم جمع جسطرح رجل صدق قوم صدق آور کہا ہے کہ سخا سہولت انفاق ہے
اور پرہیز کرنا حاصل کرنے سے اوس چیز کے جو نیک نہین اور وہ جود ہے ضد تقتیر تقتیر کے معنی
تنگی کرنا نفقہ دینے مین صراح مین تقتیر کے معنی نفقہ عیال پر تنگ رکہنا آور کہا قاضی عیاض نے
سے کہ تہی سرور عالم صلعم کہ ہمسری اور برابری نہین کی جاتی تہی ساتہ اوس جناب کے اس اخلاق
مین اور اس صفات مین کہ کیا ہے وصف اوسکے تئین جسنے پہچانا ہے اوس سرور صلعم کو انتہی آور
حدیث بخاری اور مسلم کے درمیان انس رضہ سے آیا ہے کہ تہے پیغمبر صلعم احسن الناس یعنے بہترین
انسان اور اشجع الناس اور اجود الناس یعنے شجاع ترین مردم اور جواد ترین اہل عالم اجمعین اور
سبب اسمین وہ ہے کہ ذات اوس جناب صلعم کی اشرف نفوس ہے یعنے مشرف وار نہ تر تمام انفوس
سے اور مزاج اوس سرور صلعم کا اعدل امزجہ تہا یعنے تمام جہان کے مزاجون سے معتدل تر اور
جو کوئی ایسا ہو تو فعل اوسکا احسن افعال ہی ہوگا اور شکل اوسکی املح اشکال یعنے نمک دار تر اور
خلق اوسکا احسن اخلاق آور تہی حضرت صلعم جامع تمامی کمالات روحی وجسمی کے اور حاوی یعنے
محیط اور دور گیرندہ اور غالب صورت اور سیرت کی خوبی کی لفظ جسم اور روح سے یا دونوین واسطے
نسبت کے ہے آور تہے حضرت صلعم اکرم اور سخی تر اور اجود ناس اور کہا ہے کہ کیون نہو ایسا کہ وہ سرور
مستغنی ہے فانیات سے باقیات صالحات کر کے اور مجرد ہے وہ سرور یعنے تنہا اور پاک ماسوی اللہ
سے اور مکتفی یعنے قبول کفایت کرنے والا اللہ تعالی سے یعنے کافی ہے اوس سرور صلعم کو اللہ تعالی
ہی آور احادیث صحیحہ مین آیا ہے کہ سوال نکیا گیا اور مانگا نگیا رسول خدا سے کچہ ہرگز کہ کہا ہو اوس
سرور نے برابر اوسکے لا یعنے نہین کبہی نہین کہا حضرت صلعم نے جس سے جو کچہ سوال کیا اوس جناب

فیضیاب سے اوسے عطا ہی کیا اور لکہا ہے فرزدق نے اوس جناب کی نعت مین شعر
ماقال لا قط الا فی تشہدہ ٭ لولا التشہد کانت لاءہ نعم ٭ ترجمہ اس شعر کا نظم مین یہ ہے بیت
آخر مین قطعہ وہ فخر الانس و ملک بادشاہ کون و مکان ٭ ہین جسکے جود و سخاوت کی خلائق گواہ
زبان پہ جسکے بجز ہان نہ آیا لا ہرگز ٭ مگر بشہادت لا الہ الا اللہ اور اگر بالفرض کچھ حاضر نہوتا تو خاموش
رہتے اور قول معروف سے سائل کی دلجوئی کرتے اور اعتذار فرماتے لیکن صریح نہ فرماتے
کہ نہین دیتا اور یہ بھی کہتے ہین کہ گفتگو کرنا اوس جناب کا لفظ لا کر کے منع کی جہت سے نہتہا
عطا سے اور لازم نہین آتا کہ بقصد اعتذار بھی نفرماتے ہون یعنے دفع دخل مقدر کرتا ہی
کیونکہ شعر کے مفہوم سے مفہوم ہوتا ہے کہ لفظ لا حضرت سرورعالم ص کی زبان مبارک سے سواے
لاء توحید کے دوسرے کسی موقع پر جاری نہین ہوا حالانکہ یون نہین اور اسی واسطے اوس جناب
نے اوس جماعت سے جو پیش آئے اور سواری طلب کرنے لگے تاکہ ہمراہ اوس جناب کے غزا
کو چلین غزا کے معنی کفار سے جنگ کرنا فرمایا لا احد ما احملکم علیہ یہ لا اوس لا کی نظیر ہے جو
بقصد اعتذار مذکور ہوا یعنے نہین پاتا مین ایسی چیز جسپر تمکو سوار کرون اور ساتھ اسکے کہا ہے
اونہون نے کہ فرق ظاہر ہے درمیان لا احد ما احملکم کے اور لا احملکم کی یعنے نہین سوار کرتا
مین تمکو یعنے اول مین اعتذار ہے کہ مین کوئی ایسی چیز قسم سواری سے نہین پاتا جسپر تمکو سوار کرون
بخلاف لا احملکم اور اگرچہ شعر یونکہ سوال پر جنہون نے سواری طلب کی لا احملکم بھی فرمایا بلکہ
بعضی روایت میں آیا ہے کہ قسم بھی یاد کی حضرت ص نے کہ واللہ لا احملکم یعنے بخدا تمکو سوار
نہین کرونگا تحقیق اوس مقام کی خصوصیت نے مقتضا اسکا کیا ہوگا کہ سواری موجود نتھی اور اہل
سوال بھی جانتے تھے کہ نہین ہے اور جان بوجہ کے ابرام یعنے دردسر دیتے تہے اور گستاخی کرتے
تہے یعنے دہٹائی پس تاکید یعنے قسم جو یاد کی سرورعالم ص نے اون لوگون کی طمع قطع کرنے
کے واسطے تہی پس یہ صورت مستثنی یعنے نکالی ہوئی اور مخصوص ہوگی حدیث کے عموم سے
کذا قال فی المواہب اللدنیہ یعنے وہی صورت تاکید و قسم وغیرہ کی نکالی ہوئی ہے
حدیث کے عام ہونے اور شامل ہونے سے خاص عام کے تئین نحاط اور طرفداری کو اسمین دخل
نہین یہ مجمل جو مؤلف نے بیان کیا شاید تبوک کے سفر مین اسکا قصہ مفصل لاویگا اور یہ جواب

سے دخل مقدر کا جو مذکور ہوا کہ لا کے سوا آنحضرت کی زبان مبارک پر جاری نہیں ہوا تہا کہتا ہوا
مؤلف فرماتا ہے کہ صواب وہ ہے کہ کہا جای کہ مراد اوس سے یعنے اس بات سے کہ زبان مبارک پر
لا جاری نہیں ہوا نفی کرنا ہے بخل اور خست کا ساحت عزت حال سے اوس رو سے جسطرح اہل
وضع کرتے ہین اور یہ عبارت کنایت ہے طرف اسی معنی کے نہ یہ کہ جاری ہونا اس لفظ کا
زبان پر کسی دوسری غرض سے ہوا اور بہی جو کچہ آیا ہے کہ جو کوئی جو کچہ طلب کرتا دوسرے عطا
فرماتا مراد اس سے اثبات جود ہے کہ حقیقت اوسکی معنی کی اعطا ما ینبغی لمن ینبغی ہے یعنے
عطا کرنا اوس چیز کا جو سزاوار ہی تھی واسطے اوس شخص کے جو سزاواری رکہتا ہے اور بہت
یون تہا کہ حضرت مصلحت وقت سائلونکو نہ دینے مین دیکہتے تہے جسطرح عمل اور حکومت طلب
کرنے سے نہ دیتے تا کہ مومنونکی مہمون کے انتظام اور صلاح حال مین سایل کے خلل نہ پونہچے
اور کبہی منع کرتے یعنے باز رکہتے کہ تا کہ وہ شخص طمع اور سوال کے گہیرے مین اور حرص کے
گرداب مین نہ پڑے اور اون رذیلتونمین گرفتار نہونے جسطرح حکیم بن حزام جو مقبول درگاہ تہا
اور بہانجا خدیجۃ الکبری رض کا کچہ اوس نے طلب کیا حضرت صلعم نے اوسے نہ دیا اور فرمایا کہ مین
خود دیتا ہون لیکن ایک کدورت اور ایک کراہت ہمراہ اوسکے ہوگی اور اوسکے تئین نصیحت
فرمائی کہ جب تک تجہ سے ہو سکے تو سوال مت کر کسی سے کہتے ہین کہ بعد اسکے یعنے اس
نصیحت کے بعد حال حکیم کا اوس درجے کو پونہچا کہ اگر کوڑا اوسکے ہاتہ سے زمین پر گرتا کسی سے
نہ کہتا کہ اوٹہا اور دے اور اسیطرح ابوذر رض نے ایک حکومت اور عمل طلب کیا حضرت صلعم نے
فرمایا ای اباذر تو ناتوان ہے عمل کی ہوس مت کر اور نہ سوال کسی سے کسی چیز کا اور نہ اپنے
چابک کا اگر گرے زمین پر اور ابوذر رض زہاد صحابہ سے اور عظمای اصحاب سے تہا اور اوسکے
مذہب مین ادخار حرام ہے یعنے ذخیرہ کرنا اگرچہ زکوات ادا کرنے کے بعد بہی ہو اور جیسا کہ
دوسری ایک حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلعم کسی جماعت کو کچہ عطا فرماتے تہے عمر ابن الخطاب رض
نے ایک شخص کے واسطے کہ اوسکی اور استحقاق حال پر آگاہی رکہتے تہے کچہ التماس کی اور کہا
ہو مومن فیما اعلم یا رسول اللہ صلعم یعنے وہ شخص مومن ہے جسمین کہ مین جانتا ہون تین بار التماس
کی پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ بہت ایسے شخص ہین کہ مین دوست رکہتا ہون اونکو اور نہین دیتا اور

اوسکی صلاح حال سی مین دیکھتا ہون دو بار آپ حضرت امیر المومنین عمر رضہ کے قول کی برابر جو کہا
کہ ہو مومن ہی فرمایا اور نہ دیا تیسری بار جب ابرام حد سے گذرا تب اوسا نکو فرمایا جاو برگذر یعنے
قسم یاد کی حضرت صلعم نے کہ نہ دونگا اور سجکہہ تخلق باخلاق اللہ ہے یعنے خلق الٰہی پر کام کرنا کہ جس بندے
کو دوست رکھتا ہے اوسے حطام دنیا نہین دیتا اور دوسریکو دیتا ہے اور دوست نہین رکھتا
ہان احتمال رکھتا ہے کہ اس بادی مین لفظ لا زبان مبارک پر جاری ہوتا ہو اور دوسری وجہ جاری
ہوتا ہو لیکن نظر معنی پر کیا چاہیے اعتبار لفظ سہل ہے اور بالجملہ سرور عالم صلعم سایل کو رد نفرماتے
اور اگر کچہ حاضر نہوتا تو فرماتے کہ قرض کر ہمارے اور جب آوے ہمارے پاس کچہ چیز تب ادا
کرینگے ایکبار ایک سائل آیا ہوا تہا فرمایا میرے پاس کچہ نہین جا قرض کر عمر ابن خطاب رضہ
نے کہا یا رسول اللہ تکلیف نہین فرمائی تمکو خدا تعالی نے اوس چیز کی کہ جو آپکی قدرت مین نہین
پس ناخوش گذرا حضرت صلعم کو یہ کلام عمر رضہ کا پس عرض کی ایکمرد انصار نے یا رسول اللہ دو سائل
کو اور مت ڈر خداوند عرش سے پس تبسم کیا حضرت صلعم نے اور پائی گئے روی مبارک مین تازگی
اور خوشحالی اور فرمایا کہ مین اسی بات پر مامور ہون ترمذی نے روایت کی ہے کہ لائے گئے نوی
ہزار درہم حضرت صلعم کے حضور پس رکہی گئے ایک حصیر پر پس بانٹے تمام درہم اور رد نکیا کسی سائل کو
یہان تک کہ فارغ ہوئے اوس سے اور صحیح بخاری مین انس کی حدیث سے آیا ہے کہ لایا گیا حضرت صلعم
کے حضور مال بحرین کا فرمایا ڈالو اوسے مسجد کے درمیان پس باہر آئے طرف مسجد کے اور نگاہ
نہ کی طرف اوسکے اور جب پہرے فارغ ہونکے نماز سے آئے اور بیٹہے اوپر اوس مال کے اور نہ
دیکہا کسیکو مگر یہ کہ دیا اوسے اوس مال سے یعنے جو کوئی نظر آیا اوسے دیا اور آئے عباس بن
عبد المطلب رضہ اور کہا دو مجہے یا رسول اللہ اس مال سے کہ مین نے فدیہ دیا ہے اپنی ذاتکا پس
ڈالا اونکی چادر مین اتنا کچہ کہ نہ اوٹہا سکے کہا یا رسول اللہ فرماؤ کسی شخص کو کہ اوٹہاوے اسکو واسطے
میرے فرمایا لا یا عم یعنے نہین اے چچا جو کچہ تم آپ اوٹہا سکو اوٹہاؤ اور یہ عباس رضہ کے مادہ طمع
قطع کرنے کے واسطے تہا اور اونکی تادیب اور تہذیب کے واسطے پس اوٹہایا عباس رضہ نے لیکے
کاندہے پر اور روان ہوئے اور حضرت صلعم نگاہ کرتے تہے طرف اون کے اور تعجب کرتے تہے پس
اوٹہے حضرت صلعم اور باقی نرہا ایکدرہم اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین آیا ہے کہ وہ مال سو ہزار درہم کا تہا

یعنے لاکھہ درہم کہ بھیجا تھا علا ابن حضرمی نے بحرین کے خراج سے اور وہ اول مال تھا جو لایا گیا تہا حضرت ؐ کے حضور اور ظہور دستر رعالم ؐ کے جود و سخا کے اثر کا اور مفتوح ہونا اوس سرور کے ابواب کرم کا حنین کے روز زیادہ حد و حصر سے اور قیاس سے باہر تھا کہ ہر ایک کو اعراب سے سو سو اونٹ اور ہزار ہزار گوسفند بخشے اور بیشتر عطا اوس جناب کی اوس روز مولفۃ القلوب کے واسطے تھی جو ضعیف الایمان تھے مثل ابوسفیان بن حرب وغیرہ چاہا حضرت ؐ نے کہ دینا کی تائید سے دین او نکا ثابت رکھین اور صفوان بن امیہ بھی اوسی قبیل سے ایکبر دتھا اوسے سو بکریان عطا کین پھر اور سو دین اور پھر سو بکریان عطا فرمائین اور واقدی کی مغازی سے نقل کرتے ہین کہ صفوان کو حضرت ؐ نے اوس روز ایک وادی عطا کی ہزار شتر کی اور گوسفندون کی پس کہا صفوان نے گواہی دیتا ہون مین کہ جوانمردی نہین کرتے ایسی عطا پر مگر ذات نبی کی پس شفا فرمائی اوس سرور نے اس عطا سے کفر کی بیماری کے تئین جو صفوان مین تھی اور ابوسفیان بن حرب اوسکے فرزند بھی از جملہ مولفۃ القلوب تھی یعنی اسکے تالیف کے گئی دلون کی پس آیا ابوسفیان اور کہا اے یارسول اللہ آج کے روز تمام قریش سے تم زیادہ مالدار ہو ہمکو بھی کچہ عطا کرو حضرت ؐ نے تقسیم کیا بلال کے تئین فرمایا کہ چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ اوسے دے اوقیہ دس درم کی مقدار اور حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ اوقیہ چالیس درہم ہے کیونکہ مضمون حدیث کا یہ ہے کہ پانچ اوقیہ مین زکوۃ واجب ہوتی ہے اور باتفاق زکوۃ واجب نہین ہوتے مگر دو سو درم سے ابوسفیان نے عرض کی کہ حصہ میرے بیٹے یزید کا بھی عطا کرو یزید نام ابوسفیان کے بیٹے کا ہے جو بہائی تہا خال المومنین معاویہ کا اور معاویہ کا بیٹا قاتل حسین ؓ جو اپنے چچے کی نام سے موسوم ہوا فرمایا حضرت ؐ نے کہ سو شتر اور بھی دے اور پھر عرض کی ابوسفیان نے کہ میرے دوسرے بیٹے معاویہ کا حصہ بھی عنایت ہو سو شتر اور چالیس اوقیہ چاندی کا پھر حکم ہوا ابوسفیان نے کہا کہ میری مان باپ فدا ہون تمپر یارسول اللہ خدا کی قسم کہ تم کریم ہو جنگ مین اور صلح مین خدا تعالی تمکو جزائے خیر دے اور یہ اخبار ہوازن اور حنین کی فتح کے درمیان جو مکے کی فتح کے بعد ظہور مین آئی ہین آوینگے یعنے وہی اخبار اگرچہ مکرر معلوم ہوتے ہین لیکن مکرر نہین ہین مصرعہ ہو المسک ما کررتہ یتضوع ✤ یعنے بیان مانند مشک کے ہے کہ مشک کے تئین جتنا گھسو خوشبو زیادہ دے اور رد کیا حضرت ؐ نے طرف ہوازن کے

ہوازن کی اونکی بندیوں کے تئین جو چھہ ہزار شخص تھے اور تمامی غنیمتیں ہیں غزوہ کے آدمیوں سے
چھہ ہزار شخص مست تھے اور اونٹ چوبیس ہزار اور غنم چالیس ہزار اور چاندی چار ہزار اوقیہ اور اوقیہ چالیس
درم کے وزن کا نام ہے اور صاحب مواہب نے کہا ہے کہ حساب کیا گیا جو کچھ بخشش کی حضرت نے
حنین کے قیام کے ایام میں پس پہونچا شمار پانچ لاکھ کے تئین کہا مولف نے کہ جود اوس جناب کا
حد اور حساب کے اندازے سے باہر تھا اور اسی پر منحصر نہیں جو کچھ موجود تہا یہ تہا اگر لک لک مانند اسکے
اور بھی ہوتا تو بھی یہی حکم رکھتا تہا یعنے تمام بخشش فرماتے شعر فان من جودک الدنیا وضرتہا *
ومن علومک علم اللوح والقلم * ترجمہ اس شعر کا یہ ہے **نظم** اے ختم رسل شفیع امت بخشش
کو تری نہیں نہایت * ادنی ترے جود سے ہے دنیا * اموال جہان ہمہ غضارت * دریا
علوم کا تو غواص * اے دریتیم نیک عادت * ہے لوح وقلم کا علم ایک علم * علموں سے ترے
علی الدرایت * اور سرور عالم کے جود وسخا اور کرم وعطا کے صفت کی تحقیق میں بالفعل شرط نہیں
یعنے یہ کہ نہیں کہ دینے ہی سے سخاوت ہو بلکہ وہ صفت ذاتی ہے اور ظہور اوسکے اثر کا دوسرا
ہے اور بالجملہ جو کچھ ہاتھ آتا بخش دیتے اور ایسا بیخطر بخشش کرتے کہ فقر اور ہستی سے اصلا نہ ڈرتے اور
اندیشہ نکرتے اور جب کسی محتاج کو دیکھتے اپنا کھانا اور پانی ساتھ احتیاج کے اوسے اوٹھا دیتے
اور ایثار فرماتے اور عطا اور تصدق کے درمیان تنوع فرماتے یعنے نوع بنوع کی سخاوتیں کرتے
کبھی ہبہ فرماتے اور حق اور دین جو کچھ کسی پر رکھتے اوس سے ابرا ذمہ فرماتے یعنے اوس سے
ہاتھ اوٹہاتے اور کبھی صدقہ دیتے اور کبھی ہدیہ گزرانتے اور کبھی کپڑا خرید کرتے اور اوسکی قیمت
کا بیکبار ادا فرماتے اور پہر وہ تہان اوسکے مالک کو بخش دیتے اور کبھی قرض لیتے اور زیادہ مبلغ
سے ادا کرتے اور کبھی کوئی پارچہ خرید کرتے اور قیمت سے زیادہ دیتے اور کبھی ہدیہ کسیکا قبول کرتے
اور دو چند اوسکا انعام فرماتے **حکایت** ایک روز ایک عورت ایک طبق بھر کے خرما جن پر
ملائم لکیریں رووں دار ہوتی ہیں اور حضرت صلعم اوس قسم کے خرما کو دوست رکھتے تھے حضور میں لائی
پس حضرت صلعم نے زیور اور سونا جو بحرین سے آیا تھا ہاتہ بلند کیا اور اوس عورت کو بخشا اور جس جنس
نوع سے کہ ممکن ہے انواع و اقسام سے خیرات اور عطیات فرماتے اور اپنی ذات کو فقیروں
کیطرح زندگانی کرتے تھے اور ایک مہینا اور دو مہینے گذر جاتے کہ آگ باورچیخانے میں نہ سلگتی اور

اور بہت ایسا ہوتا کہ اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھتے بھوک اور فقر سے اپنے نہ یہ کہ تنگی اور اضطرار اور
نیستی کے جہت سے ہو بلکہ یہ جود اور زہد اور سخاوت کی جہت سے تھا اور کبھی امہات مومنین کے واسطے
نفقہ ایکسال کا مہیا فرماتے لیکن اپنی ذات کے واسطے کچھ بھی واسطے کل کے نہ رکھتے اور تھے حضرت
اجود بنی آدم علی الاطلاق یعنے سب طرح سے تمام بنی آدم سے بخشندہ تر اور دست ور تھے اور اوسی
طرح سب سے افضل اور اعلم اور اشجع اور اکمل تھے تمامی اوصاف اور اخلاق مین اور تھا جود
اوس سرور کا جمیع انواع کرکے بذل مال و علم و ذات سے ظاہر کرنے مین دین کے اور بندون کی
ہدایت مین وجزاہ عنا افضل ما جزی نبیا من امتہ **وصل** حضرت رسول کی شجاعت
اور قوت اور شدت اور اون جناب کے زور بازو کے بیان مین صراح مین شجاعت کے معنی
پر دلی اور دلیری کرنا خوف کے مقامون مین اور شفا کے درمیان شجاعت کے معنی فضل قوت
غضب یعنے برتری غضب کی قوت کی اور تابعداری کرنا واسطے اوسکی عقل کا اور قاموس
مین الشجاع بفتح الشین وضمہا الشدید القلب عند الناس یعنے شجاع اوس مرد کو کہتے ہین
جسکا دل شدید ہو لوگون کے نزدیک یعنے قوی دل اور دلاور فارسی مین اوسکا ترجمہ ہے اور کمال
اس صفت کا سرور عالم ص مین صفت سخاوت کی کمال کے مانند تھا بہت یون اتفاق ہوتا تھا کہ
مواقف شدیدہ کے درمیان اور مواضع صعبہ مین دلیر اور دلاور تمام بھاگ جاتے اور حضرت ثابت
اور قائم رہتے بلکہ اور آگے بڑھتے مواقف جمع موقف ہے یعنے جگہ کھڑے ہونے کی اور مواضع
صعبہ کے معنی دشوار جاگہین جنگ حنین کے روز صحابہ کے تئین تیرباران کرنے کی جہت سے
ایک روش کا جولان اور بھاگڑ اور تزلزل پیدا ہوا سوا رسول خدا ص کے کہ اپنی جگہہ سے نہ ہلے اور
استر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب لجام پکڑے ہوئے کھڑا تھا اور حضرت
چاہتے تھے کہ حملہ کرین پس نیچے اوترے استر سے اور نصرت طلب کی اوس سرور ص نے خدا سے اور
ایک مٹھی خاک زمین سے اوٹھاکے طرف دشمنون کے پھینکی اور کوئی کفار سے خالی نرہا جسکی آنکھ
اوس خاک سے نہ بھری اور فرمایا انا النبی لاکذب انا عبدالمطلب اور دیکھا نگیا اوس روز کوئی
شخص شدید تر اور دلاور تر اوس سرور ص سے یہ بیان جلد ثانی مین مفصل آویگا اور آیا ہے جب باہم
حملہ کیا مسلمانون نے اور کافرون نے اور مسلمانون نے پیٹھ دکھائی تب رسول خدا ص نے حملہ کیا اور

سفیان بن حرب رکاب پکڑے ہوئے تہا پس ندا کی گئی انصار کے تئین اور جمع ہوئے مسلمین اور
فیروزمند ہوئے اور تمام قصہ اپنے محل مین مذکور ہوگا اگر خدا چاہے اور لکہا ہے ابن عمر نے کہ
نہین دیکہا مین نے کسی شخص کے تئین زیادہ مردانہ اور دلیرتر اور زیادہ مضبوط اور زیادہ راضی
خدا سے رسول خدا ص کے سوا اور کہا امیر المومنین علی رض نے کہ تہی ہم کہ جب گرم ہوتی آتش جنگ کی اور
سرخ ہوتین آنکہین کنایہ ہے سختی جنگ سے تب پناہ ڈہونڈہتے تہے ہم رسول خدا ص سے اور نہتا
کوئی شخص زیادہ نزدیک دشمنون سے سوا سرور عالم ص کے اور ہوتے تہے حضرت ص زیادہ مضبوط
لوگون سے جنگ کے دن اور لکہا ہے شجاع اوس شخص کو گنتے تہے جو نزدیک اوس سرور کے
رہتا تہا دشمنون کی نزدیکی کرکے ساتہ رسول خدا ص کے اور کہا عمران بن حصین نے کہ آگے نہ آتے
حضرت ص کسی ہماری لشکر کے مگر یہ کہ تہی حضرت ص اول وہ کوئی کہ حملہ کرتے اوپر اوس لشکر کے ایکرات
مدینے مین فریاد اوٹہی اور غوغا ہوا اور ایک خوف پیدا ہوا شاید کوئی چور یا کوئی دشمن آیا تہا
حضرت رسول ص شب سے آگے شتاب اوٹہے اور شمشیر حمایل کرکے ابوطلحہ کے گہوڑے پر جو بطی السیر
تہا یعنے کندرو اور کم قدم تہا سوار ہوئے اور جو سنی آواز اوٹہتی تہے اوسکی سمت کو گئے اور
وہان سے پہرنے کے وقت لوگون کو راہ ملی جو نکلی تہی اور جاتی تہی فرمایا پہر و کچہ قضیہ نہین ہے
اور وہ گہوڑا ابوطلحہ کا جو نہایت کم گام تہا حضرت ص کی ران کے نیچے ایسا تیز گام ہوا کہ کسیکا گہوڑا
اوسے نہین پہونچ سکتا تہا اور یہ اوس جناب کے معجزون سے تہا اور حقیقت مین جسکو وہ سرور ص
قوت بخشی اور مدد فرماوے ہرچند سست اور زبون حال اور ناتوان اور نامراد ہو ایسا قوی اور
توانا اور کامگار ہووے کہ کوئی اوسے نہ پہونچ سکے اور برابری نہ کرسکے شعر ومن یکن برسول اللہ
نصرتہ ٭ ان تلقہ الاسد فی آجامہا لم تجم ٭ ترجمہ اس شعر کا یہ ہے قطعہ جسکو دی نصرت رسول
ہاشمی ٭ کون ہے جو دے سکے اوسکو شکست ٭ سامنے آجائے گر اوسکے اسد ٭ دم نہ مارے عجز سے
ہوجائے پست ٭ اور حضرت ص قوت مین اور زور بازو اور مضبوطی مین ایسے تہے کہ جہان کے
تی گیر اوس سرور ص کے ساتہ لپٹ نہ سکتے تہے اور محمد بن اسحق اپنی کتاب مین لایا ہے کہ مکے مین
مرد تہا کہ نام اوسکا رکانہ بن یزانہ اور ایسا شدید القوت کہ کشتی گیری کی صنعت مین بے ہمتا
یگانہ تہا اور بے نظیر اور لوگ شہرون سے اوسکی مصارعت کے واسطے یعنے کشتی گیری کے

لیے آتے اور وہ تمام کے تئین زمین پر گراتا یکایک ایک درخت کے شعبوں سے ایک شعبے کے درمیان
رسول خداصلعم کے آگے آیا شعاب کے معنی درز اور شگاف اور فرمایا اوس پیغمبر خداصلعم نے کہ ای رکانہ
تو خدا سے نہین ڈرتا اور کیون میری دعوت قبول نہین کرتا رکانہ بولا ای محمد کوئی چیز ایسی لاؤ
گواہی ہووے تیرے صدق پر فرمایا کہ اگر مین تجھسے کشتی کرون اور گراؤن تجھے تو ایمان لاویگا کہا
اوس نے ہان فرمایا تیار ہو واسطے کشتی کے پس آمادہ ہوا رکانہ کشتی پر یعنے جو چیز کشتی کے قبت
سیکھوان کمرین اور تحت اپنے کستے ہین کہ بہت زیادہ رہے اور پہننے کے کپڑے اوتار ڈالے ہین
تاکہ ہاتھ پاؤن نہ اولجھین وہ تو اسطرح تیار ہوا اور رسول خداصلعم اپنے کپڑون ہی مین تھے اور ازار
اور ایک ردا اوس سرور صلعم کے بر مین تھی پس نزدیک آئے حضرت اوسکے اور اوسے ایک ہاتھ
سے پکڑکے زمین پر پٹک دیا اور حیران او متعجب ہوا رکانہ اور اوس نے اپنی رہائی کی درخواست
کی حضرت صلعم سے کہ پھر کشتی لیوے اور دوسری بار اور تیسری بار بھی حضرت صلعم نے اوسے پچھاڑا
پس متعجب ہوا رکانہ اور کہنے لگا کہ شان تمھاری عجیب ہے اتنا ہی لائے ہین حدیث مین اور بیان نہین
کیا کہ وہ اسلام لایا یا نہین لایا اور حضرت صلعم نے کشتی کی اور ایک جماعت سے سوا رکانہ کی اور تمام
پر غالب او مظفر ہوئے ابو الاسد جمحی اور ایک مرد تھا سخت زورمند ایسا کہ مل کے چمڑے پر وہ
کھڑا ہوتا اور دس شخص اطراف سے اوس پوست کو کھینچتے تا کہ کھینچ لیوین اوس چمڑے کو اوسکے
پاؤن کے نیچے سے پس چمڑا پھٹ جاتا اور ابو الاسد اپنی جگہہ سے نہ ہلتا ایکروز اوس نے رسول
خداصلعم سے گستاخانہ کہا کہ مجھہ سے کشتی کرو اگر مجھے گرایا تمنے زمین پر تو مین ایمان لاتا ہون تم سے
پس ہاتھ حضرت صلعم نے اوسے زمین پر چارون شانے چت اور ایمان نہ لایا اور اوس قصے مین ایک
طول ہے اور اپنے محل مین مذکور ہے **وصل** حضرت صلعم کی حیا کے بیان مین حیا ساتھ مد کے
بمعنی شرم اور شرم کرنا او مادہ اسکا حیات ہے اور اسی جگہہ سے ہے جہان حیا بمعنی مطر آیا ہے
جو سبب حیات ہے لیکن وہ مقصود ہے اور شرم بہی دلکی حیات کا اثر ہے اور اوسی کے اندازے
پر ہے کہ جسکا دل زیادہ زندہ ہے خلق اور حیا اوسمین قوی اور بیشتر ہے اور حیا کے معنی لغت مین
تغیر اور انکسار ہی جو عارض ہوتی ہے آدمی کے تئین خوف سے اوس چیز کے واقع ہونے سے
جسکے سبب سے عیب کیا جاوے اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے صرف ترک شی پر کسی سبب سے اور یہ ترک کرنا

حیاکے لوازم سے ہے اور شرع مین معنی اوسکے ایک خلق ہے جو باعث پڑتا ہے قبیح سے پرہیز
کرنے پر اور باز رکھتا ہے تقصیر کرنے سے حق دار کے حق مین اور حیا کو ایمان سے مقرر رکھتے ہیں کہ
الحیاء من الایمان یعنے حیا ایمان سے ہے جسکو حیا ہے اوسکو ایمان ہے اور جسکو نہین اوسکو ایمان
بھی نہین اگرچہ غریزہ ہے یعنے خلقی ہے کیونکہ استعمال اوسکا شرع کے قانون پر محتاج ہے اور
قصد کے اور اوپر علم اور اکتساب کے اکتساب کے معنی حاصل کرنا اور غریزہ کے معنی سرشت اور طبیعت
اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد اوس سے حیاے مکتسب ہے یعنے جو حیا کہ کسب سے حاصل ہو
جسے شارع نے ایمان سے مقرر رکھتے ہے اور اوسپر تکلیف کی ہے یعنے امر کی ہے نہ غریزی
جسپر تکلیف کا اطلاق نہین ہوتا لیکن جسکے درمیان یہ غریزہ ہے معین ہے اوسکے تئین یعنے
اعانت کرنے والی ہے اوپر مکتسب کے اور رفتہ رفتہ غریزیکا حکم پکڑتی ہے پوشیدہ نرہے کہ مانند
اس کلام کے تمامی غرائز کے درمیان جاری ہوتا ہے غرایز جمع غریزہ ہے مثل سخا اور شجاعت
وغیرہ کرام او پر اوسکے اور نفی اوسکے ضدون پر جاری ہوئی ہے اور وعد اور وعید نے اوپر
ورود پایا ہے اور یہ سب ایمان کے شعبون سے ہین اور وجہ تخصیص اس بیان کی حیا کرکے ظاہر
نہین یا یہ کہ حیاے ظاہری کرکے نہین عبارت دونو معنون کے محتمل ہے وعد کے معنی نوید دنیا
اور استعمال اوسکا خیر مین ہے جسطرح ایعاد اور وعید کا استعمال شر مین ہے یعنی ڈرانا خدا کے
غضب سے اور حضرت صلعم کو دو قسم کی حیا وجہ کمال سے تہی یعنے جبلی اور مکتسبی جو اوپر مذکور ہوا
کیونکہ اوس جناب کے دل مبارک کی حیات اور پرہیزگاری اوس سرور صلعم کی شرع کی مکروہات سے
سب سے قوی تر اور اتم اور اکمل اور افضل تھے اور حدیث بخاری مین ابو سعید خدری سے آیا ہے
کان رسول اللہ صلعم اشد حیاء من العذراء فی خدرہا یعنے تھے حضرت شدید تر از روے حیا کے کنواری
لڑکی سے اوسکے خدر کے درمیان یعنے جسطرح دوشیزہ دختر حیادار ہوتی ہے اوس سے زیادہ
حیادار تھے خدر بالکسر معنی پوشش اور پردہ اور صراح مین مخدرہ معنی وہ عورت جو پردہ مین بیٹھے
اور قول اوسکا فی خدرہا بحسب عرف وعادت ہے کیونکہ کنواری لڑکی پردے ہی مین رہتی ہے
اور یہان قید اتفاقی ہے اور بعضے شارحون نے لکھا ہے کہ ذکر اس قید کا یعنے یہ حضرت صلعم باکرہ
سے زیادہ حیادار تھے اسواسطے ہے کہ عذرا یعنے باکرہ کو حیا زیادہ ہوتی ہے درمیان خلوت کے

اور پردے کے اور زیادہ تر ہوتی ہے حیا اوسے جسوقت پردے کے باہر آئے اسواسطے کہ خلوت
مظنہ ہے وقوع فعل کا اوس سے یعنے لیٹنا بیٹھنا کھانا پینا وغیرہ اور کہا ہے پس ظاہر وہ ہے کہ دوسری
قید بھی لگائی جاوے کہ مثلاً جب آوے کوئی پاس اوسکے تب حیا کرے اور نہین تو خلوتمین حال کہ
اکیلے ہو حیا کا موجب موجود نہین مگر کسیکے آنے کے توہم سے لیٹنے پاس ایسا کچھ ذکر کیا ہے شارحون
نے اور ذکر ان تکلفونکا بشاعت سے خالی نہین بشاعت کے معنی کلوگیر ہونا کہانیکا اور جیزہ ازنا خوشا
ہونا یعنے ان تکلفون کے بیان کرنے سے ایک نوع کی بیمزگی اور ناخوشی عائد ہوتی ہے دلکو اور
ذکر اس تشبیہ کا بہی ابوسعید خدری رضہ سے اور پرد النقی آداب اور تعظیم کی خوش آتا نہین یعنے
آداب اور تعظیم کی رو سے وہ تشبیہ دینا بیہودہ معلوم ہوتا ہے اور دلکو نہین بہاتا لیکن بقصد مبالغہ
مقصود کے بیان مین واقع ہوا ہے اور مشائخ طریقت کے تئین اس حیا کی تفسیر مین بہت کلمات
ہین مشائخ جمع شیخ اور اب استعمال اوسکا شخص واحد پر کرتے ہین ذوالنون مصری قدس سرہ نے
کہا ہے حیا موجود ہونا ہیبت کا ہے دل کے درمیان ساتھ وحشت کے اوس چیز سے جو کچھ آگے
گیا ہے تجہ سے طرف پروردگار کے اور کہا ہے المحبۃ تنطق والحیاء یسکت والخوف یقلق
یعنے محبت گویا کرتی ہے محب کے تئین اوپر ثنا کرنے اور مدح کرنے محبوب کے اور حیا ساکت کرتی
ہے تہود تقصیر سے ادا سے حقوق مین اور خوف نے آرام رکھتا ہے اور یحیی بن معاذ رازی کہتا ہے
کہ جو کوئی شرم کرے خدا سے درمیان طاعت کے شرم رکہیگا خدا اوس سے اوسکی معصیت مین اور
حیا کبہی کرم سے پیدا ہوتی ہے مانند حضرت صلعم کے حیا کی اوس قوم کے ساتھ جو ام المومنین زینب کے
ولیمہ کے درمیان حاضر تہی ولیمہ یعنی طعام عروسی اور دراز کیا اونہون نے اوس سرور صلعم کے نزدیک
جلسے کے تئین اور حضرت صلعم نے شرم کی کہ اونکو اوٹہا دین اور حق تعالی نے فرمایا ہے فاذا طعمتم فانتشروا
یعنی پس جسوقت تم کہانا کہا چکے پس پراگندہ ہو تم اور فرمایا ان ذلک یوذی النبی فیستحیی منکم واللہ
لایستحیی من الحق یعنے ہر آئینہ تمہارا بیٹہنا ہے کہ ایذا پاتا ہے رسول خدا صلعم پس حیا کرتا ہے اور خدا
طلب حیا نہین فرماتا حق سے اور کبہی عبودیت مین آتی یعنے وہی حیا کہ عابد اپنی اوس عبادتکو اپنے
معبود کی کمال عظمت کے لائق نہین پاتا اور ایک حیا ذاتکی ہے اپنے سے اور وہ حیا شریفتر
ذاتونکی ہے راضی ہونے سے اوپر نقص کے اور راضی ہونے سے اوپر مرتبہ دون کے پس پاتا ہے

اپنی ذات کے تئین مستحیی یعنے حیامند اپنی ذات سے گویا کہ اوسی دو ذات ہین کہ حیا کرتا ہے ایک
کرکے دوسرے سے اور یہ قسم اکمل اقسام حیا ہے کیونکہ مرد جب استحیا کرے اپنی ذات سے تو اپنی غیر سے
بطریق اولی کریگا ایسا ہی ذکر کیا ہے مواہب مین اور فرمایا ہے حضرت صلعم نے الحیاء لا یاتی الا بخیر
یعنے حیا نہین حاصل ہوتی مگر نیکی کرکے اور ایک روایت مین الحیاء خیر کلّہ یعنے حیا سرتاپا تمام
خیر ہی ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ ایک مرد اپنے بہائیکو نصیحت کرتا تہا عدم استحیا کرکے یعنے یہ کہ
حیا نکرے گویا کہ بہائی اوسکا اپنا حق نہین مانگتا تہا لوگون سے حیامندی کی جہت سے پس فرمایا
حضرت صلعم نے اوس مرد کو کہ چہوڑ اوسکے تئین کہ حیا ایمان سے ہے اور حیا کے آثار سے تغافل
کرنا اور انکہین ڈہانپنا ہے لوگون کے عیبون سے اور اوس چیز سے جو کچہ مکروہ رکہتا ہے انسان
اپنی طبیعت پر اور حضرت سرور عالم صلعم اشد ناس اور اکثر ناس تہے اس صفت مین روایت کی ہے
انس رض نے کہ حاضر ہوا ایک شخص حضرت ص کے حضور ایسا کہ اوسکے منہ پر اثر صفرت کا تہا یعنے
زردی کا گویا زعفرانی رنگ تہا یو نہچا تہا اوسے ایک عورت سے پس کہا حضرت ص نے اوس
شخصکو کچہ بہی اور تہے حضرت صلعم کہ کسیکے منہ پر نہین فرماتے تہے جو کچہ ناخوش گذرے اوسے اور
اگر لابد کہا چاہیے یعنے ضرورین لگتی نہین بنتی اور مضطر ہوتے کہنے مین تو بطریق کنایت فرماتے
پس باہر گیا وہ مرد فرمایا کہ کہو اوس مرد کو کہ دہوے اوسکو یعنے اوس زردیکو جو اوسکے منہ پر لگے
تہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا کہ نکالے اس لباس کو اور پہنائے دیوے اسپنے بدن
سے پوشیدہ یہ صورت غیر واجب اور حرام مین ہوگی اور اباحت مین صفرت کی بہی تہین
ہین یعنے یہ کہ صلاح پہنے مین اوسکے اور روایت کی گئی ہے کہ تہے حضرت ص حیا کرنے مین ایسے
ثابت نہیں تہے بصر اوس جناب کسیکی صورت پر اور اگر پہونچتا اوس سرور ص کو کسی شخص سے
وہ جو مکروہ گذرتا اوس سرور ص کو تو نہ فرماتے کہ کیا حال اوس شخص کا جو کہتا ہے ایسا یا کرتا ایسا کچہ
بلکہ فرماتے کیا حال ہے اوس قوم کا جو کرتے ہین ایسا کچہ یا کہتے ہین ایسا کچہ یعنی فرماتے اوس
سے اور نام نہ لیتے اوسکے فاعل اور قائل کا اور صحیح کے درمیان عائشہ صدیقہ رض سے آیا ہے کہ
کہا نہ تہے رسول خدا فاحش اور نہ متفحش معنی ان دونو لفظون کے بیان مین آئے اور نہ آواز بلند کرنی
والے بازارون مین اور سزا نہ دیتے کسی بد کے تئین بسبب بدی کے لیکن عفو کرتے اور درگذر فرماتے

اور حکایت کی گئی ہے مانند اس کلام کے توریت سے عبد اللہ بن سلام اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص کی روایت سے

وصل حضرت صلعم کی شفقت اور رافت اور رحمت کے بیان میں تمامی خلق پر فرمایا ہے حضرت پروردگار نے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور فرمایا لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم یعنی ان آیتوں کے کئی جگہ مذکور ہوئے ہیں اشفاق کے معنی فرما اور شفقت کے بھی یہی معنی ہیں کہ مشفق کسی پر خوف کرتا ہے کہ کچھ ضرر اوسکو پہنچے اور اسیواسطے تعریف کی ہے اوسکی یعنے شفقت کی مفہوم کی حرص ناصح کر کے منصوح کی اصلاح ہونے پر حقیقت منصوح کی نصیحت کیا گیا تعریف کے معنی پہنچوانا اور رافت کے معنی اشد رحمت صراح میں رحمت کے معنی بخشش اور مہربانی کرنا اور رافت کے معنی بہت بخشنا اور مہربان ہونا اور حضرت سرور عالم کی شفقت سے تھی تخفیف اور تسہیل شرائع کی درمیان امت اور ترک کرنا اوس سرور صلعم کا بعض فعلوں کے تئیں ترس کی جہت سے تھا کہ کہیں ایسا ہو فرض ہوجانے امت پر جیسا کہ ترک امر اوپر مسواک کے ہر نماز کیلیے اور ترک کرنا تاخیر عشا کا اور نہی کرنا صوم وصال سے اور اوسکے مانندوں سے صوم بمعنی روزہ رکھنا اور درخواست کرنا اوس سرور صلعم کا حضرت پروردگار سے کہ گردانی اوسکی سب اور لعن کے تئیں رحمت اور قربت اور طہارت اور کبھی سنتے تھے حضرت صلعم رونا کسی طفل کا نماز میں جانب جماعت کے اور ہوتی ماں اوس بچے کی نماز میں پس جلد ادا کرتی نماز کے تئیں تا کہ فتنے میں نہ پڑے ماں اوسکی اور فرماتے چاہیے کہ نہ پہنچانے سب کے تئیں یعنے خبر کوئی شخص تم سے کیسی ایسی بات جو مکروہ ہو کیونکہ میں دوست رکھتا ہوں کہ باہر آؤں تمہاری طرف تمہارے صاف اور پاک سینہ اور جب تکذیب کی حضرت صلعم کی قریش نے اور حد سے زیادہ ہوئی ایذا اونکی تب آئے جبرئیل علیہ السلام اور کہا یا رسول اللہ خدائے تعالی نے امر کیا ہے ایک فرشتے کو جو موکل ہے پہاڑوں پر اور تمامی کوہستان اوسکے دست تصرف میں اور اوسکے غلبے میں ہیں کہ جو کچھ محمد صلعم فرماوے تو بجالاوے پس کہا ملک جبال نے یا محمد صلعم مجھے فرماؤ جو کچھ تم چاہو اگر کہو تو زیر و زبر کردوں اخشبین کو اوپر قریش کے اخشبین نام ہے دو پہاڑونکا کہ مکہ اونکے درمیان آباد ہے فرمایا حضرت صلعم نے کہ نہیں چاہتا میں کہ وے ہلاک ہوویں اور امید رکھتا ہوں کہ باہر نکالے حق تعالی اون کے نطفوں سے ایسے شخصونکو جو عبادت کریں خدا کی اور شریک نہ گردانیں ساتھہ اوسکے کسی چیز کے تئیں اور اس قضیے کا قصہ طولانی ہے جو مذکور ہے سال دوم میں بعثت سے اور یہ بھی روایت

ہے کہ جبرئیل عم نے کہا حضرت صلعم سے کہ پروردگار تعالی نے امر کیا ہے آسمان اور زمین کے تئین اور پہاڑونکو
کہ فرمانبرداری کرین تمہاری اور جو کچھ فرماؤ سو بجا لائین اور ہلاک کرین تمہارے دشمنونکو فرمایا دوست رکھتا
ہون کہ صبر کرو مین اور تاخیر کرون اپنی امت سے عذاب کے تئین شاید کہ توبہ بخشے اللہ تعالی انکو
اور رحمت پہونچاوے طرف اون کے اور کہا عائشہ رضہ نے کہ مخیر گردانے نہ گئے حضرت صلعم یعنے مختار کیے نگئے بیچ
دو امر کے مگر یہ کہ اختیار کیا اوس جناب نے آسان کے تئین واسطے اور اوس قول کی تاویلات اور معانی
بہت ہین اور اظہر اور اقرب وہ ہے کہ مراد آسان تر واسطے امت کے ہے اور کہا ابن مسعود رضہ نے
کہ حضرت صلعم تعہد کرتے اور تیمار کرتے ہمارے تئین واسطے تذکیر اور موعظت کی یعنے یہ کبھی کبھی کرتے نہ یہ
کہ ہمیشہ ہمارے ملال پانے کے خوف کے جہت سے اور عاجز آنے سے اوس سے

وصل

حضرت صلعم کے حسن خلق اور حسن عہد کی وفا کرنے کے اور صلہ رحم کے بیان مین روایت کرتے ہین انس رضہ
سے کہ تھے حضرت صلعم کہ جب لایا جاتا نزدیک اوس جناب کے ہدیہ یعنے تحفہ تب فرماتے لیجاؤ اسکو
فلان عورت کے نزدیک کہ وہ دوستدار تھی خدیجہ رضہ کی اور مروی ہے عائشہ صدیقہ رضہ سے کہتی تھین
رشک نہین کیا مین نے کسی عورت پر جسطرح رشک لیگئی مین خدیجہ پر جہت سے بہت یاد کرنے حضرت صلعم
کے اوسکو اور اگر کوئی بکری ذبح کیجاتی بھجواتے حضرت صلعم طرف اون عورتون کے جو دوستدار تھین خدیجہ رضہ
کی اور آئی حضرت صلعم کے حضور ایک عورت پس شادمانی اور سبکروحی کی حضرت صلعم نے واسطے اوسکے
اور خوب طرح سے اوسکی پرسش فرمائی جب وہ عورت باہر گئی فرمایا یہ وہ عورت ہے جو آیا
کرتی تھی ہمارے یہان خدیجہ کے زمانے مین اور فرمایا حسن العہد من الایمان یعنے خوبی اور نیکی عہد کے
ایمان سے ہے اور صلہ فرماتے حضرت صلعم ذوی الارحام کے تئین بدون اسباب کے کہ ایثار اور اختیار
کرین اور ترجیح دیوین اوپر اوس شخص کے جو افضل ہو اون سے ترجیح کے معنی غلبہ دینا یعنی ایک کو دوسرے
پر گرامی کرنا اور ارحام جمع رحم ہے لغوی معنی وہ جگہہ جہان بچہ رہتا ہے شکم مین اور اوسی زہدان کہتے ہین
یا وہ پردہ جسمین طفل رہتا ہے اور پیشیدہ اوسیکا نام ہے اور معنی قرابت اور خویشی اور ظاہر یہ ہے کہ رحم
اوس خویشی کو کہتے ہین جو رحم کی جانب سے بہم پہونچے اور ذو الارحام وہی خویش جو رحم مین شریک
ہوون اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ آل ابو فلان میری دوست نہین ہین اور بعضے طریقون مین آیا ہے کہ نہین
ہین میرے دوست کوئی لوگ سوا اللہ کے اور صالح مومنون کے مگر یہ کہ واسطے اون کے رحم ہے کہ تر کیا کرونگا

اوسی اوسکی تری کرکے لینے اسقدر احسان کرتا ہون اونہون سے جیسا کہ تہوڑا پانی کسیکے منہ پر چہڑکتے ہین
اور کہتے ہین کہ مراد ابی فلان سے حکم بن ابی العاص ہے اور حال اس جماعت کا معلوم ہے اور
لیتے تھے حضرت ؐ امامہ زینب کی دختر کو اور اوٹھاتے اپنے کاندہے پر نماز کے درمیان اور جب سجدہ کرتے
رکھتے اوپر زمین کے اور جب پہر کھڑے ہوتے اوٹھا لیتے وفور شفقت اور مہربانی کی جہت سے اور یہ
اوٹھانا امامہ کا اور رکہنا اوسکا اوپر زمین کے حضرت ؐ کے فعل سے نتہا بلکہ وہ خود آتی تھی حضرت ؐ پر
لپٹتی تہی اور جب حضرت ؐ سجدہ مین جاتے رکہتے اوپر زمین کے تاکہ نہ کہین کہ یہ بڑا کام تھا نماز مین اور ظاہر
ہے کہ یہ حالت نفل کی نماز مین تہی واللہ اعلم اور روایت ہے قتادہ سے کہ جب آئے وفد نجاشی
کے یعنے ایلچی حبش کے شاہ کی جسکا لقب نجاشی تہا پس کھڑے ہوئے حضرت ؐ اونکی خدمت کے
واسطے پس عرض کی اصحاب نے یا رسول اللہ ہم کافی ہین ہمکو چہوڑو تاکہ خدمت کرین ہم اونکی
فرمایا اونہون نے اکرام کیا ہے میرے اصحابکو اور مین دوست رکہتا ہون اسکو کہ مکافات کرون
انکے تئین یعنے بدلا اوسکا ادا کرون اور یہ حکایت اسی کتاب مین تواضع کے باب میں بہی مذکور ہوئی
ہے اور ایکوقت بہن حضرت ؐ کی رضاعت سے یعنے ہمشیر دودہ شریکی کہ نام اوسکا شیما بروزن حمرا تہا
اور تربیت کرتے تھے حضرت ؐ کے تئین اور ساتھ اپنی مان حلیمہ کے جو دایہ تہی اوس جناب کی ایمان لائی
اور ذکر کیا ہے اوسکا ابن اثیر نے صحابیات کے درمیان کہ آئی وہ رسول خدا ؐ کے حضور ہوازن کی
قبیلے کے باندیون کے درمیان اور پہچنوایا اوسنے اپنے تئین حضرت ؐ کو پس بچہایا حضرت ؐ نے
واسطے اوسکے اپنی ردا کے تئین اور فرمایا اگر تیرا جی چاہے تو اقامت کر ہمارے پاس مکرم اور
محبوب تاکہ فائدہ مند اور بہرہ مند کرین تجھے مال سے یا پہر جا طرف اپنی قوم کے پس اختیار کیا
اوسنے اپنی قوم کے تئین پس متمتع گردانا حضرت ؐ نے اوسکو اور طفیل نے کہا دیکہا مین نے پیغمبر خدا ؐ
کے تئین اور مین لڑکا تہا ناگاہ آگے آئی ایک عورت اور نزدیک ہوئی رسول خدا ؐ سے پس
بچہایا اوس سرور ؐ نے واسطے اوس زن کے اپنی چادر کے تئین اور بیٹھی وہ اوپر اوسکے کہا مین نے
کون ہے یہ عورت کہا لوگون نے کہ یہ مان ہے رسول خدا کی جسنے دودہ پلایا تھا اوس سرور ؐ کو اور
ظاہر یہ ہے کہ حلیمہ ہی ہوگی اور ابن عبد البر نے استیعاب مین کہا ہے کہ حلیمہ ہی تہی اور کہتے ہین کہ
حضرت ؐ کے تئین آٹھ عورتون نے شیر دیا ہے تاکہ یہ کونسی ایک تہی اونمین سے واللہ اعلم اور

ہوتین صاحب سے آیا ہے کہ رسول خدا بیٹھے ہوئے تھے اکروز پس آگے آیا والد اوس سرورؐ کا
رضاعی یعنے دودھ سے پس بچھایا واسطے اوسکے اپنی ردا اسکے تئین پس بیٹھا وہ مرد بستر پر
اور آگے آئی مان اوس سرورؐ کی پس رکھا واسطے اوسکے گوشہ چادر کا دوسری جانب بہی
اور بیٹھی وہ عورت اوپر اوسکے بعد اسکے آگے آیا بہائی اوس سرورؐ کا رضاعی سے پس اوٹھے
حضرتؐ پس بٹھایا حضرتؐ نے اوسے آگے اپنے اور بہیجا کرتے حضرتؐ صلہ واسطے
ثویبہ کے جو باندی تھی ابولہب کی اور دایہ حضرتؐ کی صلہ کھانے کی قسم سے اور پوشاک سے
اور جب مرگئی ثویبہ پوچھا حضرتؐ نے کہ اوسکی قرابت سے کوئی ہے عرض ہوئی کوئی باقی
نہین اور حضرتؐ خدیجہ رضؓ کی حدیث مین آیا ہے کہ کہا حضرتؐ کو ابشر فو اللہ لا یخزیک اللہ ابدا
انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق درود
خدا کی اور سلام اوپر اوس سرور عالی مقام کے قیامت کے دن تک نازل ہوجیو یعنے خوش ہو تو
ای رسول خدا اسکے پس بخدا کہ شرمگین نکریگا تجہے اللہ تعالی کبہی تحقیق کہ تو صلہ رحم ادا کرتا ہے اور
اوٹھاتا ہے تو کل کے تئین کل کے معنی بارگران اور بمعنی عیال جمع اسکی کلول ہے اور بمعنی یتیم
یعنے تو بوجہ اوٹھانے والا ہے یتیم نکا اور کسب کرتا ہے تو گم کیے ہوئے کو کسب کے معنی جمع
کرنا اور طلب روزی کرنا مراد اوس سے یہ کہ جو چیز معدوم ہے اوسے تو حاصل کرتا ہے اور
بلاتا ہے تو مہمان کو اور اعانت کرتا ہے تو اوپر نوائب حق کے نوائب جمع نوب ہے بمعنی نزدیکی

وصل حضرتؐ کے عدل اور امانت داری اور جوانمردی اور پرہیزگاری اور راست
گوئی کے بیان مین اور تھے حضرتؐ امین ترین مردم اور اعدل اور اعف یعنے جوانمرد تر اور
پارسا تر اور اصدق ناس ایسے کہ اقرار اور اعتراف کرتے اوپر اوسکے تمام دشمن اور یگانے اور
بیگانے اور پیش از نبوت اوس سرورؐ کو محمد امین بولتے تھے ابن اسحاق نے کہا ہے کہ سرور عالم
کا نام امین اس جہت سے ہوا کہ جمع کیا گیا درمیان اوس جناب کے اخلاق صالحہ اور حضرت
ملک علام کے کلام مین مطاع ثم امین اوس جناب کی شان مین وارد ہوا ہے اکثر اہل تفسیر اوپر
اسبات کے ہین کہ مراد اوس سے محمدؐ ہین کذا قال فی الشفا اور جب اختلاف کیا قریش نے
کہ جار قبیلے تھے کعبہ معظم کی تیاری کے وقت حجر اسود کے رکہنے مین کہ کونسا قبیلہ اوسے قائم

کرے اوسکی جگہہ مین یعنے قریش کے چارون قبیلون کے درمیان جھگڑا پڑا تہا ایک کہتا حجر اسود کو
نصب کرین دوسرا کہتا تہا مین تیسرا چوتہا علی ہذا القیاس پس اتفاق کیا آپسمین کہ جو کوئی پہلے یہان آ جاوے
جو کچہہ حکم کرے ہم سب اوسکی بات پر راضی ہوئین ناگاہ حضرت صلعم پیچھلے آئے سب بولے یہ محمد
ہے یہ امین ہے جو کچہ حکم یہ کرے ہم سب راضی ہوئین حضرت صلعم نے ایک ردا منگوائی اور حجر
کو اوسمین رکھا اور چارون کونون کو اون چار قبیلون کے ایک ایک کے ہاتہ مین دیا اور نزدیک لے گئے
حجر کو اپنے دست مبارک مین لیکے اوسکی جگہہ پر نصب فرمایا اور یہ پیش از نبوت تہا حضرت خاتون
جنت رضی کے تولد کے سال مین اور زمان اسلام کے آگے حاکم گردانتے تہے قریش حضرت صلعم کے تئین
فرمایا ہے حضرت صلعم نے واللہ انی لامین فی السماء وامین فی الارض یعنے بخدا کہ امین ہون
آسمان مین اور زمین مین اور روایت ہے علی مرتضے رضی سے کہ کہا ابوجہل نے کہ ہم تکذیب نہین
کرتے تیری اور دروغگو نہیں جانتے ہم تجھے لیکن تکذیب کرتے ہین ہم اوس چیز کی جو لایا ہے تو
مراد دین ہے یہ بات نامعقول اور بیہودہ ہے اور تناقض اوس ملعون سے کیونکہ جسوقت سچا
جانا پیغمبر کو تو چاہیے کہ جو کچہ کہے اوسکی تصدیق کرے پہر یہ عناد اور غرور کیا ہے پس نازل ہوا آیہ
کریمہ فانہم لایکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون پس تحقیق کہ وہی تیری تکذیب
نہین کرتے ولکن ظلم کرنے والے خدا کی آیتونکا انکار کرتے ہین اور اس آیت کی اور بہی ایک
تفسیر ہے یعنے یا محمد تو فارغ رہ اور غم مت کہا کہ کام اونکا مجہ سے پڑا ہے مین اونکو سزا دونگا
جسطرح کہ کسیکے کوئی غلام کو کوئی جماعت ستائے اور صاحب اوسکا اوس سے کہتا ہے کہ
یہ سب ایذا تجھے نہین دیتے جو کچہ یہ کرتے ہین مجھے کرتے ہین مین جانون اور وہی جانین تو
دل خوش رکہہ اور روایت ہے کہ اخنس بن شریق نے ملاقات کی ابوجہل سے جنگ بدر
کے دن اور کہا یا ابا الحکم نہین اسجگہہ کوئی سوا تیرے اور میرے کہ ہماری باتکو سنے خبردار کر تو
مجھے محمد صلعم کے حال سے اللہم صل علی محمد وآلہ کہ وہ کاذب ہے یا صادق کہا اوس لعین نے
کہ واللہ بیشک وہ محمد صادق ہے اور ہرگز وہ کاذب نہین اور کبہی جہوٹ نہین کہا اور سوال
کیا ہرقل نے ابوسفیان سے ہرقل نام شاہ ہے اوس خبر کے درمیان جسمین سوال حضرت صلعم کے
احوال سے اور اوصاف سے یعنے پوچہا حضرت صلعم کے احوال اور اوصاف کے تئین کہ مجاری احوال

اونکے کیسے ہین اور استدلال کیا ہرقل نے یعنے طلب دلیل کرنا اس سے یعنے احوال و اوصاف
سے نبوت پر اوس جناب کی یہ کہ آیا تھی تم کہ تہمت کیا ہوا رکھتے تھے اوپر کذب کے اس مرد کو یعنی
پہلے اس جناب پاک کیا کہتا تھا اور مشہور کس چیز کے تھا تمہارے درمیان پیش از نبوت کہا ابو سفیان
نے ہرگز کبھی جھوٹ نہین بولا وہ ہرقل نے کہا پس کسطرح ہو یہ بات کہ جو شخص خدا کی خلقت کے
ساتھ جھوٹ نہ بولے تو خدا پر کسطرح دروغ بندی کرے اور یہ ہرقل کی حدیث زیادہ فائدہ دینے
والی ہے حضرت صلعم کی نبوت کی پہچانت کو صحیح بخاری کے اول مین مذکور ہے اور شرح مشکات
مین ترجمہ اور بیان کیا ہوا ہے کتاب الجہاد مین باب الکتاب الی الکفار کے درمیان اور اکثر باب
مین بھی یعنے جلد ثانی مین باب ارسال رسل کے درمیان مذکور ہوگا اگر خدا تعالی چاہے اور کہا
نضر بن حارث نے قریش سے تئین تحقیق کہ تھا درمیان تمہارے محمد صلعم جوان خرد سال تم سب سے
زیادہ مرضی افعال مین یعنے پسندیدہ اور تم سب سے زیادہ اقوال کے درمیان اور تم سب سے
عظیم تر امانت داری مین یہان تک کہ دیکھا تمنے اوسکے بناگوش مین بڑھاپے کے تئین اور لایا
وہ واسطے تمہارے وہ کچھ جو کچھ لایا یعنے جو موجود ہے مراد دین اور بات سے کہا تمنے کہ وہ
ساحر ہے نہین واللہ وہ ساحر نہین اور یہ نضر بن حارث کافر تھا اور پردہ اوسکے دل پر پڑا ہوا
لیکن عاقل تھا اور انصاف دوست تھا اور دوسرون کو سخت پردے کفر کے پڑے ہوئے تھے
دلون پر اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ پردے بیچ سے اوٹھ جاتے یعنے حق عیان ہوتا دیکھنے سے حضرت صلعم
کی کرامت اور آثار کی اور پہر شدید تر پردے چہا جاتے تھے ولید بن مغیرہ جو کفار قریش کے
رئیسون سے تہا بارہا قرآن کو سنتا اور روتا اور کہتا یقین جانتا ہون کہ یہ بشر کا کلام نہین اور آدمی کا
بنایا ہوا نہین اس کلام کو وہ شیرینی اور دلنشینی ہے کہ دوسری کسی کلام کو نہین اِنَّ لہ حلاوۃ و علیہ طلاوۃ
یعنے تحقیق کہ اوس کلام کو شیرینی اور خوبی اور پذیرائی ہے دل کی اور حارث بن عامر ایک مشرک تھا
کہ تکذیب کرتا تھا رسول خدا صلعم کی لوگون کے آگے اور جب اکیلا ہوتا تو اپنے اہل بیت سے کہا کرتا واللہ
کہ محمد اہل کذب سے نہین اور آیا ابو جہل ایکروز نزدیک حضرت صلعم کے اور مصافحہ کیا کہا لوگون نے
آیا تو مصافحہ کرتا ہے محمد سے بولا ابو جہل کہ واللہ تحقیق جانتا ہون کہ محمد پیغمبر ہے لیکن کب تھے
ہم متابعت کرنے والے عبد مناف کی اولاد کے اور مشرکین جب دیکھتے حضرت کو کہتے واللہ کہ وہ نبی ہے

حال مشرکونکا یہ تہا اور اہل کتاب یہود اور نصاریٰ می خود دانند ترجمہ اون جناب کی رسالت کو اور
بیقین جانتے تھے اوس سرور کو یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم یعنے پہچانتے ہین وی حضرت کو
جسطرح پہچانتے ہین اونکی اولاد اونکے تئین اور پشتیون سے منتظر پیغمبر آخرالزمان کے بیٹھے ہوئے
تھے اور مرتے وقت وصیت نامہ لکھتے اپنے فرزندونکو کہ جب پاؤ تم پیغمبر آخرالزمان کے تئین سلام ہمارا
پہنچاؤ اور کہو کہ ہمنے تمہارے اشتیاق مین جان دی سلام ہمارا قبول کرو اور ہمکو اپنا جانو امام مہدی
آخرالزمان کی حقیقت بہی اسیطورسے ہے کہ اونکے آثار اور علامت ہمارے باپ دادے بیان
کر گئے ہین اور مشہور ہے کاش خدا عزوجل ہمکو با ایمان اوس امام عالیقدر کا دور اور عہد مبارک دکہاوے
اور دجال کے فساد سے بچاوے اور دین محمدی اوس امام کے وجود باجود سے قوی ہوا لمعی آمین
اور روایت کرتے ہین کہ جب تبع بروزن سکرا جو یمن کے بادشاہون سے تہا اور مسلمان تہا اور
قوم اوسکی کافر تہی اور حضرت نے فرمایا ہے کہ مین نہین جانتا کہ تبع نبی تہا یا نہین سو مدینے
مین آیا جتنی جماعت کہ ہمراہ اوسکے تہی پیغمبر آخرالزمان کا نشان پانے کے واسطے اس بلدہ
مکرمہ کے درمیان اونہون نے قیام کیا اور تبع سے اونہون نے درخواست کی اسباتکی کہ اونکو اپنی
صحبت سے معذور رکہو اور ایک قول ہے یہ کہ انصار اونہین لوگون کی اولاد سے ہین اور جب
اس نور نے ظہور پایا یعنے نور محمدی نے تب تمام ظلمت آباد کفر مین حاضر رہ گئے نعوذ باللہ من الحرمان
لیکن عفت کے معنی پارسائی کرنا حرام سے اسجگہہ مؤلف تعریف بیان کرتا ہے اون چیزون کی
جو کچہ اوپر وصل کے درمیان کہا یعنے عدل اور امانت اور عفت وغیرہ فی القاموس عف کف عما
لایحل ولایجمل یعنے عفت اوسے کہتے ہین کہ باز رہنا اوس چیز سے جو حلال نہو اور نیک نہو اور
ہونا اوسکے کمال کا حضرت سرور عالم صلعم کے درمیان کس زبان سے بیان کر سکیے جہان عصمت
آئی وہان سب کچہ آیا اور حدیث مین آیا ہے کہ لمس نہین کیا یعنے نہین چہوا حضرت نے ہاتہ
کسی ایسی عورتکا جسکے مالک نہ تھے اور یہ وہ ایک عبارت ہے جو اہل عرف و عادت کی پارسائی
کے بیان مین لکھتے ہین اور نہین تو حضرت رسول صلعم کی عفت کی حقیقت اور تمامی اخلاق اوس سرور
کا برتر ہے اوسبات سے جسکا بیان کر سکے اور وصف حضرت کے صدق لکھ سکے مگر گذرے
ہے یعنے یہ وصف جو راست گوئی اور درست کرداری ہے سوا آرزو سے تکرار بیان مین آئے لیکن

خواہ داد گستری اور عدالت کے معنی سے لیے جائیں اور خواہ بمعنی اعتدال اور توسط صفات و اخلاق
لیویں مساوی اون چیزون کی حضرات شریف مین اوس سرور کے تھیں متصور نہیں ایکبار حضرت
ایک مال کی تقسیم فرماتے تھے ذو الخویصرہ نے جو بنی تمیم کے قبیلے سے تہا کہا عدل کرو یا رسول اللہ
اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ کہا اوس نے تم عدل نہیں کرتے حضرت نے فرمایا وای تجہیر
اگر مین عدل نہ کرون دوسرا کون عدل کریگا اور یہ قصہ طولانی ہے ابو العباس مبرد نی جو آئمہ علم نحو سے
ہے کہا ہے کہ قسمت کیا کسری نے اپنے ایام کے تئین کسری لقب تہا ایران کے بادشاہ کا یہ کہ
ہوا کا دن سزاوار ہی رکہتا ہے واسطے استراحت کے یعنے سونیکے واسطے اور ابر کا روز یعنے
روز ابر ہوشکار کے واسطے خوب ہے اور جس روز مینہہ برسے شراب پینے کیلیے صلاحیت
رکہتا ہے اور آفتاب کا روز یعنے جس روز مطلع صاف ہو لوگون کی حاجتون کے روا کرنیکے
خاطر خوب ہے اور کہتا ہے کہ کسری نہ جانا اونکی دنیا کی سیاست پر اور دین اونکو خود کہان تہا لیکن
ہمارے پیغمبر نے تجزیہ کیا یعنے جز جز اپنے دن کے تئین تین جز کر کے ایک جز خدا کی عبادت کے واسطے
اور ایک جز اہل و عیال کے لیے اور ایک جز خاص اپنے واسطے پہر اس جز کو قسمت فرمایا درمیان
اپنے اور لوگون کے اور اونکی حاجتون کے اور بیان انکا حلیہ شریف کے آخر باب میں مذکور ہوا
اور ذکر کیا ہے ابو جعفر طبری نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے کہ فرمایا رسول خدا نے ارادہ نکیا مین نے
اوس چیز کا اون چیزون سے جنپر عمل کرتے ہیں اہل جاہلیت سوا دو بار کے اور ہر بار حائل ہوا پروردگار
تعالی درمیان میرے اور درمیان اوس چیز کے جو چاہا مین مراد اونہیں وہ چیزون سے جنکو ہمنشنا کیا بعد اوسکے
قصد نکیا مین نے طرف بدی کے ایکبار اون دو سے یہ تہا کہ کہا مین نے اوس غلام کو جو چرا تا تہا ساتہ
میرے بکریون کے تئین کہ رکہوالی کرتا رہ ان بکریون کو یہانتک کہ داخل ہون مین مکے کے درمیان
اور سنون مین جسطرح جوان سنتے ہین اور لوٹتے ہین پس باہر آیا مین اور داخل ہوا مین پہلے ایک گہر
مین اور سنا مین نے کہ بازی کرتے ہین اور دف اور مزامیر بجاتے ہین اوس عروس کی جہت سے جو
اون کے گہر مین تہے عروس دولہن کو کہتی ہین اور دفوف جمع دف ہے اور مزامیر جمع مزمار یعنی بانسلی
پس خواب نے غلبہ کیا مجہپر حکم الہی سے اور بیدار نکیا مجہے مگر آفتاب کی گرمی نے یعنے نیند ہی مین رہا جب
تک رات گذری اور سورج نکلا اور باجا موقوف ہوا پس پہر آیا مین اور نکی مین نے کوئی چیز اوس سے

یعنے اوسی بانسری وغیرہ سے تعداد کے عارض ہوا مانند اس حال کے دوسری بار بعد اوسکے قصد نکیا
مین نے ہرگز طرف اوسکے کبھی ہرگز فصل حضرت سرور عالم کے وقار اور تودت سکے بیچ بیان
اور صمت اور مروت کے اور حسن ہدی کے بیان مین وقار بروزن سحاب معنی رزانت اور آہستگی اور تودت
کے بھی یہی معنی ہین او صمت معنی خاموشی اور مردمی اور انسانیت اور ہدی معنی سیرت اور راہ ڈھنگ
اور حلم و وقار اور رزانت اور بردباری اور آہستگی حرکات و سکنات مین اوس حد تک کے درمیان جو کہ
ذات شریف مین اوس سرور کے تھا دوسرے کسی مین نہ تھا اور حدیث مین آیا ہے کہ تھے رسول
خدا سبھون سے زیادہ صاحب وقار مجلس کے درمیان اور نہ تھا یہ کہ باہر لاوین کسی چیز کو اطراف کی
اور اعضا کے تئین جسطرح ہاتھ ہلانا اور پانون پھیلانا مثلاً اور اکثر بیٹھنا اوس جناب کا بروضع احتبا کے تھا
اور احتبا اوسے کہتے ہین کہ سرین سے بیٹھنا اور زانونکو اوٹھانا اور بیٹھنا اور پنڈلیون کو ملانا اور بیٹے
یہ صورت بیٹھنے کی کبھی لباس کے درمیان تھی مثل چادر وغیرہ اور کبھی ہاتھ سے اور کبھی مربع بھی
بیٹھتے تھے اور فجر کی نماز کے بعد اس وضع سے بیٹھ کے ورد پڑھا کرتے اور کبھی بروضع قرفصا
بھی بیٹھتے اور تفسیر کی ہے قرفصا کی اسطور پر کہ بیٹھے سرین پر یعنے رانون کے مانوق اور ملادیوے
زانونکو پیٹ کے ساتھ اور احتبا کرے دونو ہاتھون سے یعنے فراہم لاوے دونو ہاتھون سے
رانونکو اور رکھے دونو ہاتھونکو پنڈلیون پر یا رانون پر اور بعضون نے کہا ہے کہ احتبا کرے زمین
پر یعنے رانون پر ہاتھونکو فراہم لاوین اور ملادیوے پیٹ کو رانون سے اور ہاتھون کی ہتھیلیون کو
لاوے بغلون کے درمیان اور یہ قسم خاص احتبا سے ہے اور کہتے ہین کہ یہ بیٹھک عربون کی اور
غریبونکی ہے اور قیلہ بروزن لیلہ بنت مخرمہ بروزن مدمہ کی حدیث مین آیا ہے کہ کہا کہ دیکھی
مین رسول خدا کے تئین بیٹھے ہوئے قرفصا کی وضع سی متخشع درمیان جلسے کے یعنے خشوع
کی حالت مین اوس وضع سے بیٹھے تھے پس لرزائی گئی مین خوف سے یعنے حضرت کا جلسہ دیکھ
لرز گئی ہیبت سے خشوع کے معنی فروتنی کرنا اور آنکھین ڈہانپنا اور خضوع بھی قریب اوسی معنی کے
اور بعضون نے کہا ہے کہ خشوع بدن مین ہے اور خضوع صوت یعنے آواز اور بصر کے درمیان
اور بعضی حدیثون مین خشوع کے تئین باطن مین اور خضوع کو ظاہر مین گمان کیا ہے اور دونون
شریک ہین سکون اور تذلل کے معنون مین سکون بمعنی آہستگی اور آرام اور تذلل فروتنی کرنا اور

حضرت ص کثیر السکوت یعنی بہت خاموش رہتے تھے بات نہین کرتے تھے بدون حاجت کی
اور اوس ہی منہ پہیرا لیتے تھے جو کلام کرتا بغیر جمیل یعنی جس باتمین خوبی اور حسن نہین اور تہا کلام حضرت
کا فصیل کہ جسمین نہ فضول تہا اور نہ تقصیر یعنی رہتے گئے حضرت ص کے کلام مین تہی اور فصیل
موتیون کے دانا کے کہ گوتھتے ہین ایسا کہ دونو موتیون کے اندر سے کہنچا ہوا ہو اور کہا جناب
ام المومنین عائشہ رض کہ باتین کرتی تھے رسول خدا اسطرح کہ اگر کوئی چاہتا کہ گنے تو لفظون کو گن لیتا
اور جابر رض کی حدیث مین آیا ہے کہ تہے حضرت ص کی کلام مین ترتیل اور ترسیل صراح مین ترتیل
کے معنی ہموار اور آہستگی سے اور پیدا پڑہنا قولہ تعالی ورتل القرآن ترتیلا رتل صیغہ امر ترتیل
سے بمعنی مذکور اور ترسیل بہی نزدیک اسی معنی کے ہے مولف کہتا ہے کہ تجوید کی رسالی مین
تحقیق ان معنون کی گئی ہے اور ابن ابی ہالہ کی حدیث مین آیا ہے کہ تہا چپ رہنا حضرت
کا چار چیز پر حلم اور حذر اور تقدیر اور تفکر اور ضحک یعنی ہنسنا حضرت کا تبسم تہا یعنی مسکرانا اور
ضحک کرنا اصحاب رض کا بہی حضور مین حضرت ص کے تبسم ہی تہا اوس جناب کی توقیر اور تعظیم اور
اقتدا اور اتباع کی جہت سے اور تہی مجلس شریف اوس سرور کی مجلس حلم و حیا اور مجلس خیر و امانت
بلند نہین کیجاتی تہی اوس مجلس مین آواز اور ذکر نہین کیا جاتا اوسمین قبیح کا اور جب سرور عالم
تکلم فرماتے سر نیچے ڈالتے اہل مجلس اسطرح گویا اونکے سرون پر پرندے بیٹھے ہوئے ہین کہ
اگر سر ہلائین تو جہٹ اوڑ جائین اور صاحب شفا نے اصحاب رض کی اس حالت کے تئین مخصوص
اور مقید حضرت ص کے تکلم فرمانے کے وقت ذکر کیا ہے اور دوسری کتابون مین مطلق آیا ہے
یعنے صاحب شفا کہتے ہین کہ یہ حالت اصحاب کی اوسوقت ہوتی تہی جسوقت حضرت کلام
کرتے یہ معنی ہین مقید کے اور مطلق یہ کہ وہی حالت سب وقت خواہ تکلم مین ہون خواہ خاموش
بیٹھے ہوئے ہون لیکن صحابہ تمام گردنین اپنی نیچے جہکائے ہوئے رکھتے تھے نہایت ادب سے
یہ احوال تہا اصحاب کا رسول خدا کی مجلس کے درمیان اور دوسری اور ایک حدیث مین آیا ہے
کہ ابو بکر صدیق رض سنگریزے اپنے منہ مین ڈال کے بیٹھا کرتے تھے تاکہ دم نہ مار سکین اور بات
نکر سکین اور نظر کو سرور عالم کے جمال پر بسبب کرشمہ محبت کا نگاہ رکھتے تھے اور کیفیت حضرت
کے مشی کی یعنی چلنے کی حلیہ شریف مین معلوم ہوئی کہ ساتھ وقار کے بدون اضطراب اور کسر

اورنے ملالت تھے اور مروت سے تھی اوس جناب کی یہ بات کہ نہی فرمائی پہونکنے سے درمیان کہانے
اور پینیکے اور امر اوپر رکہنے اوس حیرکے جو کچہ آگ آوے کہانے والے کے اور امراد مسواک
کرنے اور پاک کرنے براجم کے براجم بمعنی مفاصل اصابع ہے جو درمیان اساجع اور رواجب کے
ہین رواجب اونگلیون کے بند و ناو کہتے ہین اور مفاصل کے بہی یہی معنی ہین اصابع جمع اصبع
بمعنی اونگلی اور رواجب اصابع کے مفاصل کو کہتے ہین جو متصل ہین انامل کے بعد اسکے براجم
بعد اسکے اساجع اور سیرت سرور عالم کی جہانکی سیرتون سے بہتر تہی اور ابن مسعود کی حدیث مین
آیا ہے کہ خیر الحدیث کلام اللہ وخیر الھدی ھدی محمد یعنے بہترین حدیث کلام اللہ ہے اور
بہترین سیرت سیرت محمدی ہے اور حضرت دوست رکہتے تہے خوشبوئی کے تئین اور استعمال
فرماتے تہے اوسکا اور ترغیب دیتے تہے دوسرونکو اوپر اوسکے اور فرماتے حبب الی من دنیاکم
النساء والطیب وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ یعنے دوست گردانے گئے ہین طرف میرے تمہاری دنیا سے
اور عورتین یعنے حق تعالی نے محبوب گردانا ہے کہ مین اختیار اور کسب سے اونہین دوست
رکہتا ہون اور گردانا گیا ہے قرار اور آرام میری آنکہونکی جگہہ کا یا یہ کہ سردی اور خنکی میری آنکہونکی
نماز مین ہے اور کہا ہے کہ شادی اور مسرت اور آنکہونکی روشنی اور خوشدلی جو حضرت نماز
مین پاتے تہے اور جو ذوق اور شہود کہ اسوقت پاتے تہے کسی عبادت مین اور کسی وقت نہین پاتے
اور قرۃ العین کنایہ ہے فرح اور سرور سے اور مقصود پانے سے اور کہلنا غیب کا قرہ مشتق
ہے قر سے بمعنی قرار اور ثبات کیونکہ آنکہین محبوب کے نظارے سے قرار پاتی ہین اور اوسکے
دیدار سے آرام پاتی ہین اور چپ و راست دیکہتی ہین اور سرور و خوشحالی کی حالت مین ساکن
اور اپنی جگہہ مین رہتے ہین اور نظر کرنے مین طرف غیر محبوب کے پریشان اور ہر طرف نگران اور
حزن کی حالت مین اور خوف کی حالت مین گردان اور لرزان رہتے ہین تدور اعینہم کالذی
یغشی علیہ من الموت دلیل ہے اوپر اوس بات کے یا یہ کہ مشتق ہے قر سے بروزن مر بمعنی
سردی اور سردی چشم اور لذت پانا اوسکا یعنے چشم کا محبوب کا جمال دیکہنے سے اور گرمی و سوزش
اغیار کے دیکہنے سے اور اسیواسطے فرزند کو قرۃ العین کہتے ہین اور یہ جو فرمایا فی الصلوۃ یعنے
وہی جو ہمکو سوا کہ خوشبوئی اور لنسا میری خنکی چشم مین صلوۃ مین اور نہ کہا الصلوۃ یعنے قرۃ عین

میری نماز ہے نہ کہنا اشارت ہے اوپر اسبات کے کہ آرام اور سرور اوس جنابکا حق کے مشاہدے سے
جو ہیگا کانک تراہ نماز کے درمیان اوس سرورؐ کو حاصل ہے نہ یہ کہ ذات نماز سے یا ثواب اور جزا
اوسکی کیونکہ مشاہدے کے نزدیک آرام اور التفات غیر سے نہین ہوتا اور نماز غیر خدا ہے اگرچہ نعمت
اوسکی ہے اور فضل اوسکا اور فرح کرنا فضل و نعمت سے حضرت حق کے یہ بھی ایک مقام عالی ہے قل
بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا ما دون مفضل اور منعم کے مشاہدیکا مقام اور سرور اوسی سے ہو اور
مقام سرور عالمؐ کا اعلیٰ اور ارفع ہے اور اسی جہت سے فرمایا فلیفرحوا یعنے گو کہ فرح کرین اور نکہا فلتفرح
یعنے گو کہ فرح کرے تو تا کہ خطاب طرف حضرتؐ کے ہو کانک تراہ ایک ٹکڑا ہے اوس حدیث کا
جو فرمایا حضرتؐ نے الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ یعنے نماز مین حسن کیا ہے یہ کہ نماز کرے
تو گویا کہ دیکہتا ہے تو خدا کو یعنے حضور دل سے تنبیہ جان تو کہ یہ کلمہ جو مذکور ہوا جز ہے اس حدیث
کا کہ حبّب الیّ الطیب والنساء وجعلت قرة عینی فی الصلوٰة صاحب مشکٰوت کہتے ہیں کہ اس حدیث کو
تئین احمد اور نسائی نے انس رضؓ سے روایت کیا ہے اور سخاوی نے مقاصد حسنہ کے درمیان کہا ہے
کہ طبرانی اوسط کے اور صغیر کے درمیان ازروے مرفوع کے لایا ہے اور اسیطرح خطیب تاریخ بغداد
کے درمیان اور ابن عدی کامل کے درمیان اور حاکم مستدرک مین بھی لایا ہے لیکن بدون جعلت
کے یعنے لفظ جعلت حدیث مذکور مین نہین اور کہا ہے کہ صحیح ہی مسلم کی شرط پر نام محدث مشہور کا
اور نسائی کے نزدیک انس رضؓ سے دوسرے طریق سے من الدنیا کی زیادت کر کے یعنے نسائی کے
نزدیک من الدنیا اس حدیث مین زیادہ آیا ہے اور بہت سے محدثون نے اسی وجہ سے روایتین
کی ہین اور ابن قیم نے لکہا ہے کہ یہ روایت احمد نے کی ہے کتاب زہد کے درمیان زیادت
لطیف کر کے اور وہ یہ ہے کہ اصبر عن الطعام والشراب ولا اصبر عنہن یعنے صبر کرونگا مین طعام
و آب سے لیکن شکیبائی نہین رکہتا مین اون سے یعنے نسا اور کہا سخاوی نے ولیکن جو کچہہ
مشہور ہوا ہے اس حدیث مین زیادہ ہونا لفظ ثلث کا یعنے یہ کہ اس حدیث مین جو لفظ ثلث
مشہور ہوا ہے ہمنے اطلاع نہین پائی مگر دو جگہہ ایک اون وسے احیا اور دوسری جگہہ آل
عمران کی تفسیر مین کشاف سے نام ہے تفسیر کی کتابکا اور نہ دیکہا مین نے اوس لفظ زائدہ کے تئین
کسی ایک طریق مین اس حدیث کے طریقون سے ساتہ اسکے کہ جستجو اور تلاش اور تصریح کی ہے

اوپر اسی بات کے رکشی ہے اور کہتے ہے کہ وارد نہین ہوا اس حدیث مین لفظ ثلث اور زائد دنیا
اوسکا مخل ہے واسطے معنی کے کیونکہ صلوٰۃ دنیا سے نہین ہے اگرچہ اسکی توجیہ کی ہے شیخ ابن حجر عسقلانی
نے اور تخریج کے درمیان رافعی نے کہا ہے کہ مشتہر ہوا ہے زبانون پر بزیادت لفظ ثلث اور نہین
پایا ہمنے اس لفظ کے تئین کسی شی مین طریقون سے اور ولی الدین عراقی نے اپنی امالی کے درمیان
بہی کہا ہے کہ ثلث کسی کتاب مین کتب حدیث سے نہین ہے اور صلوٰۃ امور دنیا سے نتہی
انتہی کلام السخاوی پس معلوم ہوا کہ اصل حدیث جسپر ائمہ کا اتفاق ہے ان لفظون سی ہی حبب
الی الطیب والنساء وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ اور اسمین کچہ اشکال نہین اور بعضے طریقون مین الدنیا
پایہ کہ من دنیا کم آیا ہے اور بعض کتب کے درمیان ثلث بہی واقع ہوا ہے اگر ایک ان دونو سے
نہو تو بہی اشکال نہین رکہتا ولیکن اگر دونو ہون جسطرح کہ زبانو نپر ہوتا ہے اشکال رکہتا ہے اور
اسکی توجیہ مین کبہی یہ کہتے ہین کہ مراد من الدنیا سے ہونا درمیان دنیا کے اور موجود ہونا
اوسکا اس جہان کی حیات مین پس حاصل معنی وہ ہوگا کہ اس عالم مین مجہے تین چیزین خوش
آئین اور دلکو بہائین دو اونمین امور طبعیہ دنیاویہ سے ہین اور تیسرے امر اختیاری دینی ہے
اور کبہی کہتے ہین یعنے اوسی توجیہ مین کہ تیسرے امر کو امور دنیوی سے ملالت کی جہت سے ذکر
نہین کیا اور عدول کیا یعنے سر پہرا یا اوس سے طرف امر دینی کے بر طریقہ تکمیل اور دفع توہم
وہ کہ اوس جناب کو لذت اور محبت خوشبوئی کی اور معاشرت ساتہ نسا کے منہمک اور مشغول حق سے
اور اوس جناب کی مناجات سے نرکہے تنہمک انہماک سے معنی کوشش کرنا کسی کام مین اور مبالغہ کرنا
اور ہو سکتا ہے واللہ اعلم کہ امر ثالث جسکا اس حدیث مین ذکر نہین کیا خیل ہو جسطرح اور ایک حدیث
مین انس رضہ سے آیا ہے کہ لم یکن احب الیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد النساء من الخیل رواہ النسائی
اور احتمال رکہتا ہے کہ لفظ طعام ہو جسطرح عائشہ صدیقہ رضہ کی حدیث مین آیا ہے کہ کہا تہے
رسول خدا کہ خوش آتین اور بہاتین اوس جنابکو دنیا سے تین چیزین طعام اور نسا اور خوشبوئی پس
پایا اوس نے دو چیزونکو اور نہ پایا طعام کو رواہ احمد واللہ اعلم تنبیہ مترجم کہتا ہے اس حدیث
مین مذکور ہوا حدیث مرفوع کا اسلوب ہے کہ طبرانی اوسط مین انس رضہ نے مرفوعاً لایا ہے الی آخرہ
اور وہ اقسام حدیث سے ہے جان کہ حدیث محدثون کی اصطلاح مین قول اور فعل اور تقریر [illegible]

کے تئین کہتے ہین اور تقریر کے معنی یہ ہین کہ مثلاً کسی شخص نے حضرت صلعم کے حضور کچھ کام کیا یا کچھ
بات کی اور سرور عالم صلعم اوس پر مطلع ہوئے اور اوس قول و فعل سے اوس جناب نے نہی نفرمائی اور
خاموش رہے اور اوسکو مقرر اور سلامت رکھا اسکے تئین تقریر کہتے ہین اور یہ بھی داخل حدیث
ہے اور بعضون کے نزدیک اصحاب اور تابعین کے قول و فعل اور تقریر کے تئین بھی حدیث کہتے
ہین پس جو کچھ منتہی ہو رسول خدا کے تئین اوسکو حدیث مرفوع کہتے ہین جسطرح کہا جائے کہ
حضرت صلعم نے کہا یا کیا یا تقریر کی اوس جناب نے یا یہ کہ کہا جائے کہ ابن عباس سے آیا ہے مرفوعاً
یا یہ کہین رفع کیا اسکے تئین ابن عباس رضہ نے یہ سب حدیث مرفوع ہین اور جو کچھ منتہی ہو صحابی
کے تئین اوسے مقطوع الاثر کہتے ہین جسطرح کہا جاوے کہ کہا یا کیا یا تقریر کی ابن عباس نے
موقوف ہے ابن عباس سے مثلاً اور جو کچھ منتہی ہو تابعین کر کے اوسے مقطوع الاثر کہتے
ہین اور مشہور یہ ہے کہ موقوف اور مقطوع کے تئین اثر کہتے ہین جسطرح کہتے ہین کہ در آثار
چنین آمدہ است اور بعض اوپر اثر کے بھی اطلاق کرتے ہین چنانچہ کہتے ہین کہ دعا ماثورہ مین یون آیا ہے
اور خبر اور حدیث کے معنی ایکہی ہین اور بعضے حدیث کے تئین مخصوص حضرت صلعم سے اور صحابہ
اور تابعین سے رکہتے ہین اور خبر کے تئین اخبار ملوک و سلاطین مین استعمال کرتے ہین اور رفع
کبہی صریح ہوتا ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور کبہی در حکم صریح جسطرح صحابہ اور تابعین کوئی فعل
یا بات نقل کرین اور اوسی اجتہاد اور فکر و قیاس عقل سے کہہ نہ سکین اور کرنہ سکین اور سماع
اور نقل کے سوا اطراف اوسکی راہ نہین ہے جسطرح احوال آخرت سے اور احوال ماضی اور
آیت سے خبر دیوین یہ بھی رفع کا حکم رکھتے ہین اور اگر کہین کہ رسول خدا صلعم کے زمانے مین ہم
یون کرتے تھے یا کہین سنت یون ہے یہ بھی در حکم مرفوع ہے انتہی **وصل** حضرت سرور
عالم صلعم کے زہد کے بیان مین و دنیا کے درمیان آحادیث اور اخبار اس سیرت کے ذکر مین یعنی
حضرت صلعم کے زہد کے بیان مین اور صفت و کمال اوسے زہد کا ذات کامل الصفات مین اوس سرور
کے بہت ہین اور بس ہے تقلل کرنے مین اوس سرور صلعم کے دنیا سے اور منہ پہرانے مین اوسکی
خوبی اور آرایش سے سادا اسکے کہ رجوع ہوئی تھی دنیا تمامہا یعنی بالکل طرف اوس جناب کے
اور بیابی پہنچتے تھے فتوح اوسکے تقلل کے معنی قبول اندک کرنا یہانتک کہ وفات کے وقت تک

زرہ اوس سرورعالم ص کے گرو تہی ایک یہودی پاس حضرت ص کے اہل وعیال کے نفقے مین اور جال یہ کہ دعا کرتے تھے حضرت ص کہ اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا یعنے اے پروردگار گردان تو رزق محمد کی آل کا مقدار قوت کے اور ساتہ اکتفا کرنے اور قوت کے اور قناعت اوپر اوسکے اپنی سلاح جنگ کا گرو رکہوایا وفات کے وقت مجال اوسکے چہوڑوانے کی نہوئی اور یہ تمام زہد اور سخاوت اور ایثار کی جہت سے تہا عائشہ صدیقہ رض سے آیا ہے کہ آسودہ نہوئے رسول خدا کے تین روز پے درپے گیہون کی روٹی سے یہانتک کہ رحلت کی اوس جناب نے جہان سے اور دوسری ایک روایت مین آیا ہے کہ جو کی روٹی سے دو روز پے درپے شکم سیر نہین ہوئے حضرت ص اور اگر چاہتے اور مانگتے خدا تعالی سے عطا فرماتا وہ کچہ جو خیال مین نہ آوے اور وہم مین گنجایش نکرے اور دوسری ایک حدیث مین آیا ہے کہ سیر نہین ہوئی آل محمد ص گیہون کی روٹی سے یہانتک کہ ملاقات کی خدا کے تئین مراد رحلت سے اونکی اور کہا عائشہ صدیقہ رض نے کہ نہین چہوڑا رسول خدا ص نے ایک درہم اور نہ دینار اور نہ ایک بکری اور نہ ایک اونٹ اور عمرو بن حارث کی حدیث مین آیا ہے کہ نہین چہوڑا رسول خدا ص نے مگر زرہ کو اور ایک بغلہ اور ایک زمین جسکو گردانا تہا صدقہ اور کہا عائشہ صدیقہ رض نے کہ وفات پائی رسول خدا ص نے اور نتہی گہر مین کوئی چیز جسے کہاوے کوئی جگر دار مگر آدہا کیل جو گہر کے طاق مین پڑی ہوئی تہی کیل نام ہے پیمانیکا جسطرح اصلک وسیر وغیرہ اور فرمایا حضرت ص نے مجہے تحقیق کہ ظاہر کیا گیا مجہپر کہ گردانا جاوے مکے کا بطحا سب طلا پس کہا مین نے نہین یا پروردگار گردان ایسا ہی کہ بہوکا رہتا ہون ایکروز اور آسودہ دوسرے دن پس جس روز بہوکا ہوتا ہون عاجزی کرتا ہون تیری طرف اور دعا کرتا ہون تجہسے اور جس روز آسودہ ہوتا ہون حمد و ثنا کرتا ہون تیری اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ حضرت جبرئیل ع نازل ہوئے رسول خدا ص کے حضور اور کہا اوس سرور ص سے کہ یا رسول اللہ سلام کہتا ہے پروردگار عالم جلشانہ تجہکے تئین اور فرماتا ہے آیا دوست رکہتے ہو تم اسبات کے تئین کہ گردانون واسطے تیرے سونا ان پہاڑونکو اور رہین ہمراہ تیرے جہان رہے تو یہ سنکر رسول خدا نے سر نیچے جہکایا ایکساعت تک بعد اسکے کہا یا جبرئیل ع دنیا اوس شخص کا گہر ہے جسکو گہر نہین اور مال دنیا اوس شخص کا جسکو مال نہین جمع کرتا ہے اوسکو وہ شخص جسکو عقل نہین پس کہا

جبرئیل ع سے کہ ثابت رکھے تمکو یا محمد خدا تعالی بقول ثابت اور عائشہ صدیقہ رض سے آیا ہے کہ کہا
تحقیق تھی ہم جو آل محمد مین لفظ آل عام ہے درصل اہل باعتبار اہل کے درنگ کرتے تہے ہم ایک مہینے
تک کہ نہین سلگاتے تھے ہم آگ کے تئین اور نہتا جز اک ہمارا مگر خرما اور پانی اور عبد الرحمن بن عوف
سے آیا ہے کہ لایا سے روبرو اوسکے ایک بڑا صحفہ کہا نیکالیں دیا اور کہا ہلاک ہوا خدا رسول ص
اور آسودہ نہوا وہ اور اہل بیت اوسکے جو کی روٹی سے اور کہا ابن عباس رض نے کہ تھے رسول
خدا ص کہ شب کرتے تھے آپ اور اہل اوس جناب کی پی دریی اور نہین پاتے تہے کہانا رات کا انس رض
سے آیا ہے کہ نہین کہایا رسول خدا ص نے خوان کے اوپر اور پکی نہ گئی واسطے اوس سرور ص کے
نان تنک یعنے پتلی روٹی جیسے مانڈا اور چپاتی ہوتے ہین اور نہ دیکہا اوس سرور ص نے گوسفند بلم
کے تئین ہرگز یعنے دم پخت اور کہا عائشہ صدیقہ رض نے کہ آسودہ ہوکے نہ کہایا اوس جناب نے
کبہی اور شکایت نہین کی کسی سے اور تہا فاقہ اوس سرور ص کے نزدیک محبوب تر فراغت سے
اور تہا یون کہ روز کرتے تھے حضرت ص یعنے دن کاٹتے تھے حالانکہ بہوکے تہے اور لپیٹتے تہے شکم تمام
شب بہوک سے کنایہ ہے طرف شدت جوع کے جوع کے معنی بہوک اور منع نہین کرتے تھے
اوسکے تئین یعنے شکم کو باز نہین رکھتے تھے روزہ رہنے سے اوس روز کے اور اگر چاہتا وہ
سرور ص پروردگار تعالی سے تو دیتا حضرت خالق اوس جناب کو تمام زمین کے گنجون کے تئین اور
میوے سارے عالم کے اور فراخ کرتا زندگانیکو اوس سرور ص کی اور تحقیق کہ روتی تہی مین شفقت
اور مہر کی جہت سے اوس سرور پر اوس حیثیت سے جو کچہ دیکہتی تہی مین حالت اوس جناب کی اور
سہلاتی تہی مین رسول خدا کے شکم کے تئین اپنے ہاتہ سے اوس جناب کی بہوک کی جہت سے
اور کہتی تہی مین روحی فداک کاش کے کفایت کرتی یا پسند کرتے تم دنیا سے اوس چیز کو جو قوت ہوتا
تمہارا اور قوت بخشتا تمکو پس فرماتے حضرت ص کہ ای عائشہ مجھے کیا کام ہے دنیا سے اور کیا کرونگی
دنیا کے تئین برادر میرے جو اولوالعزم تھے مراد انبیا سے اونہون نے صبر کیا اوپر اوس سختی
کے جو زیادہ اس سختی سے ہے پس گذرے اوپر اپنے حال کے اور پیش آئے اپنے پروردگار کے
حضور پس گرامی رکہا پروردگار نے اونکی بازگشت کے تئین اور بہت کیا یعنے بڑہایا اونکے
ثواب کی تئین پس پاتا ہون مین اپنے تئین کہ شرماتا ہون کہ تن آسانی کرون اپنی زندگانی مین پس جو کیا جاؤنگا

مین کل کو اون سے اور نہین کوئی چیز محبوب تر سے نزدیک اپنے ہمسایون مین سلنے سے اور لیے
دوستونمین عائشہ صدیقہ رضہ کہتے ہین پس تمام نکیا حضرت صلعم نے اور نہ ٹھہرے اس حکایت کرنیکے
بعد مگر ایک مہینا تا آنکہ وفات پائی اوس سرور نے اور صدیقہ رضہ سے آیا ہے کہ تہا کوئی بچھونا آرام
کرنے حضرت صلعم مگر وہ چیز کہ جسمین خرما کی چھال روئی کی جگہہ بھری ہوئی تھی اور روایت ہے حفصہ
رضی اللہ عنہا سے کہ تہا فرش خواب حضرت کا گہر مین اوس جناب کے ایک پلاس یعنے گزی جسکو
کرناٹک مین کھادی کہتے ہین کہ جسکو مین دو تہ کرتے تہی پس سوتے تہے اوسپر حضرت صلعم پس تہ کیا مین نے
اوسے ایکروز چار تہ کرکے تاکہ نرم ہو پس جب صبح ہوئی فرمایا حضرت صلعم نے کہ کیا چیز بچہائی تہی تمنے
واسطے میرے آج کی رات مین نے عرض کی وہی فرش جو ہر شب تہ کرتی تہی مین فرمایا چھوڑ دو
اسکو بحال اول کیونکہ اوسکی نرمی نے مجھے باز رکھا شب کی نماز سے اور تہا یون کہ آرام فرمایا کرتے
کبھی کبھی ایک تخت پر جو بنا ہوا تہا خرما کے پتے کی رسی سے تا آنکہ تاثیر ہوتی اور نقش ہو جاتا حضرت صلعم
کے پہلوے شریف مین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم **وصل** حضرت صلعم کے خوف اور خشیت
اور سعی طاعت اور عبادت کے بیان مین خوف اور خشیت اور طاعت اور عبادت اوس
جناب کی مقدار اوس جناب کے علم و معرفت کے تہی پروردگار تقدس و تعالی سے یعنے حضرت صلعم
نے جسقدر اللہ تعالی کو جانا اور پہچانا اوسی قدر علم اور معرفت تہی پروردگار کی اوس سرور کو اور حقیقت مین
جو کوئی زیادہ جاننے والا اور پہچاننے والا حضرت حق جل و علا کا ہو سو ہے زیادہ خوف کرنے اور
زیادہ عبادت کرنے والا خداے تعالی کا اسی جہت سے فرمایا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء
یعنے نہین ڈرتے خدا سے مگر بندون سے اوسکے جو عالم لوگ ہین اور حدیث بخاری مین آیا ہے
کہ کہا ابو ہریرہ نے کہ فرماتے حضرت صلعم کہ اگر جانو تم جو کچھ جانتا ہون مین تو تم کم ہنسوگے اور بہت روؤگے
اور ترمذی کی روایت مین یہ زیادہ آیا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مین دیکھتا ہون وہ کچھ جو تم
نہین دیکھ سکتے ہو اور سنتا ہون جو کچھ تم نہین سنتے اور فرمایا اطت السماء وحق لہا ان تئط یعنے
آواز کرتا ہے آسمان اور اوسکو سزاوار ہے کہ آواز کرے اطیط بمعنی پالان کی آواز اور نالہ کرنا اونٹ
کے نیچے کا اور آواز کرنا آسمان کا اوس کثرت کی جہت سے جو اوسمین ہے یعنے ملائک اور گرانی
اونکی اور یہ کنایہ ہے اور مثل ہے کثرت کے بیان مین اگرچہ آسمان مین اطیط نہین آمد فرمایا حضرت صلعم

نے کہ نہیں جگہہ چار انگشت یعنے چوبے بھر جگہہ نہین آسمان مین مگر یہ کہ رکھے ہے فرشتے نے اپنی پیشانی
کے تئین حالیکہ سجدہ کرنے والا ہے پروردگار کے تئین اور دوسری روایت مین آیا ہی کہ فرمایا
حضرت صلعم نے کہ واللہ اگر معلوم کرو تم اوس چیز کو جو کچہ معلوم کرتا ہون نہیں کم ہنسو گے اور بہت روؤگے
اور لذت نہ پاؤگے عورتون سے بچھونون پر اور نکلوگے طرف زمینون کے اور بلندیون اور طرف
راہون کے اور فریاد کروگے اور نالہ کروگے طرف خدا کے اور بلند کروگے آواز ونکو دعا سے
یعنے مین صبر و تحمل کی قوت سے اوٹہاتا ہون بار اوسکا اور اگر تم جانو اوسکو تو بوجہہ نہ اوٹہا سکو
اوسکا کہا ابوذر رضہ نے جو راوی ہے اس حدیث کا کہ ہر آئنہ دوست رکہتا ہون مین کہ مین ایک
درخت ہوتا کہ کاٹا جاتا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عرض کی اصحاب نے یا رسول اللہ کیا دیکھتے ہین
آپ نے فرمایا دیکہتا ہون بہشت اور دوزخ کے تئین پس جمع کیا اللہ تعالی نے اوس سرور کو درمیان
علم الیقین اور عین الیقین کے ساتہ دل کے خوف کے اور ساتہ مستحضر ہونے خدا کے عظمت کا اوس
وجہہ سے کہ نہین تہا مرتبہ کمال اوسکا کسیکے تئین سوا اوس جناب صلعم کے اور حدیث مین آیا ہے
کہ کھڑے ہوتے آنحضرت رسول صلعم واسطے نماز کے اسقدر کہ سوج گئے پانون اوس سرور کے
پس عرض کی اصحاب نے کہ یہ تمام تکلیف اور محنت کسواسطے آپ کہینچتے ہین اور حال یہ کہ بخشا ہے
اللہ تعالی نے آپکو جو کچہ آگے گذرے اور جو کچہ بعد ہوئے گناہ آپ سے فرمایا کیا نہین بندہ شاکر
نہ ہون کیا اور شکر اسکا نکرون کہ آمرزیدہ ہوا ہون مین اور کہا عائشہ رضہ نے کہ تہا عمل حضرت
کا ہمیشہ اور بدام کوئی ایک شخص تم مین سے طاقت رکہتا ہے جو کچہ وہ سرور رکہتا تہا اور عوف
بن مالک نے کہا کہ تہا مین رسول خدا صلعم کے ہمراہ ایک شب پس بیدار ہوا وہ سرور صلعم اور مسواک
کرکے وضو فرمایا اور کہڑا ہوا واسطے نماز کے پس کہڑا ہوا مین بہی ساتہ اوس سرور صلعم کے پس شروع
کیا حضرت صلعم نے سورۂ بقرہ سے پس نہین گذرتے تہے آیہ رحمت کے تئین یعنے جس آیہ رحمت کو
پہونچتے تہے وہان توقف کرتے تہے اور سوال کرتے تہے اور درخواست کرتے تہے خداوند رحیم سے
رحمت کے تئین اور نہین گذرتے تہے آیت عذاب کے تئین مگر یہ کہ توقف کرتے اور پناہ مانگتے خدا سے
عذاب سے اوسکے پس رکوع کیا حضرت صلعم نے بقدر قیام اور کہا سبحان ذی الجبروت والملکوت
والعظمۃ والکبریاء پس اوٹہایا سر رکوع سے اور کھڑے ہوئے مانند اوسکے یعنے جسطرح پہلے

کھڑے تھے اور کبھا ویسا ہی یعنے جو کچھ پہلے کہا بعد اسکے سجدہ کیا اور کہا مانند اسکے اور بیٹھے
درمیان دونو سجدون کے مانند اوس بیٹھنے کے اور کہا مانند اوسکے اور پڑہا سورہ بقرہ اور آل عمران
اور نسا اور مائدہ کے تئین اور کبھی قیام فرماتے تمام شب ایک آیت پر اور روایت مین آیا ہے کہ وہ
آیت یہ تھی ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم یعنے ای پروردگار اگر تو
عذاب کرے اونکو پس وہی بندے تیرے ہین اور اگر بخشے تو اونکو تو تو غالب اور حکیم ہے مقصود
عرض حال امت ہے اور اونکی بخشش اور آیا ہے کہ حضرت نماز کرتے تھے اور شکم مطہر منور کو اوس
سرور کے ایک آواز تھی جسطرح کہ مس کی دیگ جوش مارتی ہو اور بعضی روایتون مین آیا ہے
کہ آواز تھی پن چکی کے مانند یعنے جسطرح آسیا پیسنے کی آواز ہو اور ابن ابی ہالہ کی حدیث
مین آیا ہے کہ تھی حضرت رسول کے پی دری آتے تھے اوس جناب پر غم اور ہمیشہ بیچ تھے
اوس سرور کو اندوہ اور نہتی آسایش حضرت کو اور فرمایا حضرت نے کہ مین طلب مغفرت
کرتا ہون خدا سے ہر روز ستر بار اور ایک روایت مین یہ کہ سو بار اور یہ تمام غم اور محنت و اندوہ
اوس سرور کا اور طلب آمرزش کرنا واسطے امت کے تہا اور اور بھی وجہین بیان کی ہین
جو مرج البحرین کے رسالے مین مذکور ہین اور امیر المومنین علی سے روایت ہے کہ کہا سوال
کیا مین نے رسول خدا سے کہ آپکا حال اور طریقہ کیا ہے فرمایا المعرفۃ راس مالی والعقل اصل
دینی والحب اساسی والشوق مرکبی وذکر اللہ انیسی والثقۃ کنزی والحزن رفیقی والعلم سلاحی
والصبر ردائی والرضا غنیمتی والفقر فخری والزہد حرفتی والیقین قوتی والصدق شفیعی والطاعۃ
حسبی والجہاد خلقی وقرۃ عینی فی الصلوۃ وثمرۃ فوادی فی الذکر وغمی لاجل امتی وشوقی الی ربی
یعنے معرفت میرا راس المال ہے اور عقل اصل دین ہے میرا اور حب میرا اساس ہے یعنے بنیاد
اور شوق الہی میرا مرکب ہے اور ذکر الہی میرا مصاحب ہے اور ثقہ میرا گنج ہے ثقہ کے معنی
استواری اور حزن میرا رفیق ہے اور علم میرا ہتہیار ہے اور صبر میری چادر ہے اور رضا میری
غنیمت ہے اور فقر میرا فخر ہے اور زہد میرا حرفہ ہے یعنے پیشہ اور یقین میرا قوت ہے اور صدق
میرا شفیع ہے اور طاعت الہی میرا حسب یعنے خدا کی طاعت مجھے کافی اور وافی ہے اور
جہاد میرا خلق ہے اور نور خنکی چشم ہے میرا نماز مین اور میوہ ہے سینہ دل کا ذکر الہی اور غم میرا

واسطے میری امت کے ہے اور شوق میرا طرف سیت پروردگار کے ہے وفصل صحیح
بخاری مین عطاسے ایک حدیث لایا ہے ایسی حدیث کہ جامع ہے حضرت صلعم کے اکثر اخلاق کے تئین
کہا اوس نے کہ حضرت صلعم وصف کیے گئے ہین اپنے بعض صفات کرکے جو قرآن مین مذکور ہین کہ یا ایہا النبی
انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و حرزا للامیین یعنے آگاہ رہ ای پیغمبر تحقیق کہ ہمنے بھیجا ہے
تجھے گواہ اوپر اون لوگون کے جنپر بھیجا ہے ہمنے تجھے اوپر تصدیق اور تکذیب اونکی اور بشارت دینے
والا مطیعون کے تئین اور ڈرانے والا عاصیون کے تئین اور پناہ واسطے امیون کے مراد امیون سے
عرب ہین اور حضرت صلعم اونہین کے قوم سے ہین حرز کے معنی صراح مین جای استوار جگہہ انت
عبدی و رسولی یعنے تو میرا بندہ خاص ہے کہ حقیقت اس مقام کی اور کمال اس رتبے کا سوا تیرے
کسیکو سزاوار نہین اور میرا فرستادہ ہے طرف تمامی خلایق کے سمیتک المتوکل نام رکھا مینے
تیرا متوکل کیونکہ تو نے اپنے تمام کاروبار مجھے سونپے ہین اور سبطرح اپنے احوال اور قوت سے
نکلا ہے تو تمام کامونمین مین متولی ہون تیرے کام کا متولی کے معنی کسی کام پر قایم رہنے والا
اور سرانجام دینے والا اور درستی کرنے والا لیس بفظ و لا غلیظ یہ صفت انت عبدی کی ہے یعنے
ایسا بندہ کہ نہین درشت خو اور نہ سخت گو و لا سخاب فی الاسواق اور نہ آواز بلند کرنے والا بازارونمین
فی الاسواق کی قید قید اتفاقی ہے کہ بیشتر بازارونمین آوازین بلند ہوتی ہین اور معنی مین مراد اس سے
پرہیز کرنا بازار مین جانے سے کہ دنیا کی جایگاہ اور دنیا کی کاروبار کی جگہہ ہے اور بلا ضرورت جانا
بازار مین لایق حال اہل آخرت کا نہین و لا یدفع السیئة بالسیئة اور ایسا بندہ کہ وہ نہین دفع کرتا
کسی بدی کو طرف بدی کے یعنے بدی کی جزا بدی سے نہین دیتا اگرچہ درست ہے شرع مین اگر اندازے
سے باہر نہو و لکن یعفو و یغفر بدی کا بدلا بدی سے نہین کرتا و لکن درگذر تا ہے اور ڈہانپتا ہے اور
بخشتا ہے بلکہ احسان کرتا ہے جسطرح دوسری جگہہ امر کرتا ہے حضرت خلاق جل شانہ کہ ادفع بالتی
ہی احسن السیئة و لا یقبضہ اللہ حتی یقیم بہ الملة العوجاء اور نہین قبض کریگا اوسے یعنے نہین موت
دیگا اللہ تعالی اوسکو جب تک راست نکرے سبب سے اوسکی امت کج کے تئین بان یقولوا لا الہ
الا اللہ محمد الرسول اللہ اسطور سے کہ وہی بولین لا الہ الا اللہ محمد الخ و یفتح بہ اعینا عمیا اور کہولتا ہے
اللہ تعالی اور بینا گردانتا ہے سبب اوس کلمے کے اندہی آنکہون کے تئین وآذانا صما و قلوبا

غلفا اور کہولتا ہے سبب سے اوسکے کانونکو اور دلونکو جو پردہ جہل میں پوشیدہ ہین اور بعضے طریقونمین یہ حدیث
زیادہ آئی ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے اسددہ بکل جمیل یعنے درست کرتا ہونمین اوس پیغمبر کو ہرایک خصلت نیک
سے واہب لہ کل خلق کریم اور بخشتا ہونمیں اوسکے تئین ہر ایک طرح کی نیکخوئی واجعل السکینۃ لباسہ
والبر شعارہ اور گردانتا ہونمیں آرام اور آہستگی کے تئین پوشش اوسکی ایسی پوشش کہ محیط ساتہ
اوسکے اور گردانتا ہون نیکی کے تئین علامت اور مانند اوس لباس کے جو لباس مین بدن کے
بالون سے چسپیدہ ہو شعار اوس لباس کو کہتے ہیں جو لباس کے اندر ہو اور اوسپر دوسرا لباس
پہنا جائے اور اوپروالے لباس کو دثار کہتے ہین والتقوی ضمیرہ اور گردانتا ہون تقوی کے
تئین نہانی اوسکے دلکا کیونکہ اصل تقوی دلمین ہوتا ہے اور اسیواسطے فرمایا حضرت نے
کہ التقوی ہہنا یعنے تقوی کی جگہہ یہان ہے اشارت فرمائی طرف سینے کے تعبیر کے اوس سے
طرف ضمیر کے اور اضمار کے معنی دلمین پوشیدہ رکہنا کسی باتکا والحکمۃ معقولہ یہ جملہ عطف ہے
سکینۃ یعنے اور گردانتا ہون حکمت کے تئین معقول اوسکا حکمت کے معنی جاننا احوال اشیا کا
جیسا کہ نفس الامر مین ہے اور معنی راست کرداری اور درراست بہی آتا ہے والصدق والوفاء
طبیعتہ اور گردانتا ہونمین راستی اور وفا کے تئین طبیعت اوسکی وفا کے معنی بسر لیجانا عہد کا یعنے
جو عہد کرنا اوسے اتمام کو پونہچانا والعفو والمعروف خلقہ اور گردانتا ہونمین عفو اور نیکی کے تئین
خو اوسکی والعدل سیرتہ والحق شریعتہ والہدی امامہ والاسلام ملتہ اور گردانتا ہون عدل کے
تئین سیرت اوسکی اور حق کے تئین شریعت اوسکی اور ہدایت کے تئین پیشوا اوسکا اور اسلام
کے تئین دین اوسکا واحمد اسمہ اور نام اوسکا احمد ہے اور حضرت کا امم سابقہ کے درمیان محمد اور
احمد دونو نام رکہتے ہین اہدی بہ بعد الضلالۃ راہ راست دکہاتا ہون سبب سے اوسکی گمراہی کی بعد
واعلم بہ بعد الجہالۃ اور دانا کرتا ہونمین سبب سے اوسکی نادانی کے بعد وارفع بہ بعد الخمالۃ اور بلند
گردانتا ہونمین بہ سبب اوسکے خلق کے تئین اونکے پست کرنے کے بعد واسمی بہ بعد النکرۃ اور
بڑا ہونمین نادرشناسا گردانتا ہون بہ سبب اوسکی جماعت کے تئین جہل اور ناشناسائی
کے بعد واکثر بہ بعد القلۃ اور بہت گردانتا ہونمین اونکے تئین کمی کے بعد واغنی بہ بعد العیلۃ
اور غنی اور بے نیاز گردانتا ہونمیں اوسکے سبب سے لوگون کے تئین فقر اور محتاجی کے بعد

بعد واُوَلِّفُ بہ بین قلوب مختلفۃ واہواء متشتتۃ وامم متفرقۃ اور تالیف دیتا ہون بسبب اوسکے
درمیان لوگون کے ایسے دل جو آپسمین اختلاف رکھتے ہین اور عقلون کے درمیان جو پراگندہ ہین
اور امتون مین جو متفرق ہین یعنے تیرے تئین واجعل امتہ خیر امۃ اخرجت للناس اور گردانونگا
مین اوسکی امت کے تئین بہترین امت جو باہر نکالے گئے ہین واسطے لوگون کے صلوات
خدا کی اوپر اوس ختم الانبیا کے اور اوپر اوسکی آل باصفا کے اور اصحاب واتباع پر اور رحمت
پر اوس سرور کی نازل ہو جو **باب سوم حضرت سرور عالم ص کے فضل اور شرف**
کے بیان مین جو آیات قرآنی سے ثابت ہوا ہے اور صحیح اخبارون
سے ثبوت کو پہونچا ہے جو کچھ قرآن عظیم مین رسول خدا ص کے امر کے گرامی رکھنے مین
اور برتری ثنا مین اور تنویہ قدر اور مدح وثنا مین اوس نبی کریم کی تصریح اور اشارت سے واقع
ہوا ہے سو اول دلیل ہے اور شاہد صدق اوس جناب کی رفعت محل اور علو مرتبت اور عظم
شان اور حفظ اداب پر ہے تنویہ کے معنی بلند کرنا اور دلالت رکھتا ہے کہ کوئی بزرگی اور
کوئی مرتبہ اوس جناب کی قدر اور بزرگی کے برابر نہین اور کیا کچھ عظیم ہو قدر ایسی عالیجناب کی کہ
پروردگار عالم اوسکی مدح اور ثنا کرتا ہے اور حقیقت مین اوس جناب کے مراتب ودرجات کی تفصیلین
جو کلام اللہ مین مذکور ہین حد اور حصر سے باہر ہین اور اول آیات جو خبر دیتا ہے اور بشارت بخشتا
ہے اوس سرور ص کے وجود رسالت پر اور اوس جناب کی شفقت اور رحمت پر امت کے حق مین سورۂ
آیۂ کریمہ ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم یعنے
تحقیق کہ آیا تمہارے تئین پیغمبر ایک ایسا پیغمبر کہ تمہاری ذات سے اور تمہاری جنس سے کہ پہچانتے ہو تم
اوسکے مکان اور محل اور صدق وامانت کے تئین کہ ہرگز تہمت کیا گیا نہو تمہارے درمیان
اوپر کذب کے اور پہچانتے ہو تم اوسکے باپ دادونکو کہ تمام ارفع اور اشرف اور افضل عرب تھے
اور طاہر اور مطہر تھے کہ درمیان اون کے یعنے اوس سرور کے آبا واجداد مین جاہلیت کی خباثتین
نتہین جسطرح فرمایا اوس سرور ص نے خرجت من الاصلاب الطاہرۃ الی الارحام الطاہرات یعنے
نکلا مین پاکیزہ صلبون سے آدم علیہ السلام سے عبداللہ تک طرف رحمون کے ایسے رحم جو پاکیزہ تھے
رحم زیادہ انکو کہتے ہین اور دیکھتے ہو تم شرف ذات اور حمید صفات کے تئین اوس پیغمبر کے

اور خلقتین اوسکے اخلاق کی اور خوبیان اوسکے کامون کی بعد اسکے حضرت حق جل و علا بعضے صفات
کریمہ اوس سرور کے بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے سخت دشواری ہے اوس پیغمبر پر آپ بات سے کہ تم مشقت
مین پڑتے ہو اور اپنی دنیا اور آخرت کا زیان کرتے ہو اور نہایت حرص اور نہایت ہمت رکھتا ہے
وہ رسول اوپر تمہارے رشد کے اور تمہارے رہنمائی پر اور کمال رأفت اور رحمت اور شفقت اور مہربانی
رکھتا ہے اوپر مومنون کے اور دوسری جگہہ فرماتا ہے اللہ تعالی کہ ولقد من اللہ علی المومنین
اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یعنے تحقیق کہ منت رکھتا ہے اللہ تعالی اوپر مومنون کے کہ مبعوث
کیا درمیان اون بیٹون کے رسول کے تئین ایسا رسول کہ اونہین کی جنس سے ایتون کو مراد ہے
ہین اور فرمایا حضرت خالق نے کما ارسلنا فیکم رسولا منکم الایات اور بھیجنا رسول کا جنس سے
انکی ادخل اور اقرب ہے تانیس کے درمیان یعنے انسیت دینے مین اور تصدیق اور ایمان
اور اتباع اور امتنان کے درمیان امتنان کے معنی قبول منت کرنا کہا امام جعفر صادق نے
سلام اللہ علیہ و آلہ آبائہ الکرام کہ اللہ تعالی جانتا تہا یہ بات کہ خلق عاجز ہے طاعت اور معرفت
سے یعنے خدا شناسی سے چاہا کہ معلوم کروائے اور تعلیم کرے پس پیدا کیا درمیان اون کے
ایک مخلوق کے تئین اونہین کی جنس سے اور شعار کیا اوسکا اپنی صفت سے رحمت اور رأفت
کے تئین اور بنایا اوسکو سفیر صادق اور رسول برحق ناطق اور گردانا اوسکی طاعت کو اپنی
طاعت اور اوسکی موافقت کو اپنی موافقت جسطرح کہ فرمایا ومن یطع الرسول فقد اطاع
وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین منتہی ہوا یہان کلام امام صادق کا یعنے جو شخص اطاعت کرے
رسول کی پس تحقیق اوسنے اطاعت کی خدا کی اور نہین بھیجا ہمنے تجھے ای محمد مگر رحمت واسطے
تمام ماسوی اللہ کے پس ہوا وجود ذات اوس سرور کا اور شمائل و صفات رحمت اور خلایق
کے پس جسے کسیکو پہونچی رحمت اوس سرور کی اور اوس جناب کی رحمت کا حصہ نجات پائی
اوسنے دنیا و آخرت مین ہر مکروہ سے اور واصل اور فائز ہوا طرف محبوب کے کذا فی الشفا
اور اس تقریر سے سمجھا جاتا ہے کہ ہونا حضرت کا رحمت اوپر مومنون کے مراد اوس سے وہ ہے
کہ وہ سرور مظہر اور مصدر رحمت ہے یعنے جائے ظہور اور جائے ورود رحمت اور اگر کوئی شخص
علت انکار اور عناد اور استکبار سے گرفتار رہا اور قید شقاوت اور گمراہی کا اور سنے بدنصیبی اور خذلان

کہ اگر قادر رہا اوسنے آپ اپنے اوپر ظلم کیا ارسال پانے مین اوس سرور م کے واسطے رحمت زیان
نہین رکہتا جسطرح چاند اور سورج کے تئین خداوند زمین و آسمان نے عالم کی روشنائی کے لیے
پیدا کیا اور اگر کوئی پردہ ظلمت اپنے اوپر کہینچے اور اوس نور سے مستفیض ہونہ پیدا کرنے مین آفتاب
کے نور کے لیے خلل اور قصور نہین اور یہ تقریر موافق اوس توجیہ کے ہے جو مفسرون نے کی
ہے اس آیت مین وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنے نہین پیدا کیا مین نے جن اور
انسان کے تئین مگر واسطے عبادت کے پیدا کیا تا کہ بندگی کرین مجہے یعنے اونہین مفسرون نے
کہ پیدا کرنا انہونکا اوپر اوس صورت کے جو متوجہ ہے طرف عبادت کے اور صلاحیت رکہتے
ہین اور مستعد ہین اوسکی یعنی عبادت کی ترکیب عقول کی جہت سے جو باز رکہنے والی ہے شہوت
کے غلبے سے اور غضب سے اور ایجاد اسباب کی جہت سے اور اجسام منقادہ کی اور تمامی اسباب
عبادت سے اجسام جمع جسم یعنی تن اور انقیاد فرمانبرداری کرنا پس سرور عالم رحمت ہین واسطے
مومنون کے بالفعل اور سایر ناس کے لیے بالقوہ رحمت ہین اور بعضے عام رکہتے ہین اور بالفعل
رحمت شمار کرتے چنانچہ کہتے ہین کہ مومن کے لیے رحمت ہے وہ سرور م ہدایت کرکے اور منافقون
کے واسطے رحمت ہے امان کرکے قتل سے اور کافر کو رحمت ہے وہ سرور م تاخیر کرنے مین عذاب
سے اور تعجیل کرنے مین عذاب کے درمیان رہنے کا اور قتل و غارت کرتے ہین اوس سرور م کے
اونکے تئین اور ہلاک کرنے مین مفسدون کے بہی رحمت ہے کہ وہی اہلاک سبب نظام عالم اور
اور آراستگی مصلحتون کی اور پرورش اہل صلاحیت کی ہے یعنے مفسدون کے مارنے سے جسطرح کاٹنا
درخت مفسد ڈالیونکا میوہ دار ڈالیونکی صلاح کا سبب ہے ابن عباس رضہ نے کہا کہ حضرت رسول م
رحمت ہین واسطے مومنون کے اور کافرون کے لیے بہی کیونکہ سلامت رکہے گئے ہین اوس چیز
سے جو کچہ پہنچا اونکے غیر کے تئین امم مکذبہ سے یعنے اور پیغمبرون کی امتین تکذیب کرنے کی جہت
سے غارت ہوئین اور ہمارے پیغمبر کی رحمت کا باعث ہے جو نہ پہنچے اور اخبار مین آیا ہے کہ حضرت
رسول م نے فرمایا جبرئیل م کے تئین آیا پہنچا اس رحمت سے تجہے بہی کچہ کہا ہان تہا مین کہ ڈرتا
رہتا تہا عاقبت سے پس امین ہوا مین حضرت حق جل وعلا کی ثنا کرنے سے جو میری ثنا مین فرمایا
کہ ذی قوة عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین انتہی اور یہ خوف کرنا جبرئیل م کا خوف درگاہ

لاابالی ہے کہ ہرگز خوف مقربان درگاہ سے کم نہین ہوتا اور بعضے عارفون نے کہا ہے کہ جس روز
ابلیس جو معلم ملکوت تہا اور عبادتین سردار اوس قوم کا درگاہ سے مردود ہوا امن اہل عالم الملکوت
سے جاتی رہی یعنے خوف مین کانپتے ہی رہتے ہے اگرچہ بموجب وعدہ صادق امن ہی مین ہین
جیسا کہ مبشرون کے حال سے اصحاب سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کہتا تہا کہ کاش مین ایک درخت
ہوتا کہ جسکو لوگ کاٹ ڈالتے اور دوسرا کہتا کاش مین ایک بکری ہوتا جسے کہاتے اور قول

بعضے ابنیا کا لا اخاف ما تشرکون بہ الا ان یشاء ربی شیئا و ما کان لنا ان نعود فیہا الا ان یشاء
ربی اسی قبیل سے ہے اور اسکو ایک تحقیق ہے کہ بعض محققون کے کلام سے تفضیلیۃ الملک
کے رسالے مین نقل کیا گیا ہے اور کیا ہی ضعیف ہے دستاویز کرنا صاحب کشاف کا اس
اس آیت سے جبرئیل کو تفضیل دینے مین اوپر رسول خدا ص کے اور بخانا اوس نے یعنے اوس
صاحب کشاف نے کہ یہ صفت جبرئیل کو حضرت رسول ص کی رحمت کی طفیل سے حاصل ہوئی
ہے اور نہین پایا اوس نے کہ اوس جناب کو اتنی کہ یہ صفات کمال ہین کہ یہ صفت یعنے ذی قوۃ
عند الخ اون صفتون کے جنب مین مضمحل اور متواری ہے مضمحل کے معنی نیست اور نابود کیا ہوا
اور یہی افراد واحدی تشخصین اور اوصاف کے دلالت نہین رکہتا اور منتفی ہونے اوس
صفت کے دوسرے شخص سے یعنے یہ کہ دو شخص مثلاً وصف سے حاوین تو یہ نہین ہو کہ ایک
کے موصوف ہونے سے دوسرے سے وہ صفت منتفی ہوجائے بذان یہ کہ اقتضا سے
مقام سے جو بیان ہے قرآن کے فضل کا اور ایک کے نسبت دیا گیا اور جب ثابت ہوا
لنص قرانی سے کہ حضرت رسول ص رحمت للعالمین ہے اور ملایک عالمین سے ہین ثابت
اور واجب ہوا کہ حضرت رسول ص افضل ہین فرشتون سے اور تحقیق کہ مفسرون کی جماعت نے
اس صفات کے تعین اوپر اوس سرور ص کے حمل کیا ہے یعنے یہی آیہ مذکورہ اور مراد رسول سے
کریم سے اوس جناب کو رکہے ہے اور بعض عالمون نے رحمت کے حاصل ہونے مین حضرت کے
وجود سے عالم کے اجزا کے درمیان کہا ہے یعنے کہا ہے کہ وجود باجود سے حضرت کے جہان کے
ہر ایک جز کو رحمت حاصل ہی اسطور سے کہ خاک کو رحمت اسطرح پونہچے کہ سطح ہونے اور
پانی طوفان سے ممنوع ہوا اور ہوا شیاطین کے طریق سے باز رہی اور سلامت رہے اور

ہلاک ہونے سے کفار تند باد سے سلامت رہے اور آگ جلانے سے صدقات کے باز آئے اور
اور آسمان محفوظ رہا شیاطین کے پونہچنے سے درمیان اوسکے اور استراق سمع سے محفوظ ہوا استراق
کے معنی چوری سے کان رکہنا کسی بات کے سننے کے لیے یہ ترجمہ کہنا ہے کہ اوپر مذکور ہوا
کہ آگ صدقات کے جلانے سے باز آئی حقیقت اسکی یہ ہے کہ سلف مین دستور یہ تہا کہ صدقون کو اکٹہا
کرکے ایک جگہہ جمع کرتے تہے اور آگ فلک سے اوترکے اوسے جلاکر راکھہ کر دیتی تہی اور اوس
زمانے مین یہی موجب قبولیت تہا ہمارے پیغمبر کی رحمت شاملہ سے وہ موقوف ہوا ایک شخص
نے اس مسکین سے سوال کیا کہ ابلیس کو اس رحمت سے کیا چیز پہنچی کہا مین نے حضرت ؐ کے دیکہنا
صدمہ اور صورت ہدایت اور حقانیت اوس جناب کی اس مرتبے مین تہی کہ بحکم جاء الحق وزہق الباطل
اور بمطابق قول الٰہی تعالیٰ فیدمغہ فاذا ہو زاہق کہ جگہہ اسبات کی تہی کہ وہ ملعون ناپیدا اور نابود
ہو اور حکم نفرینکا جو واسطے اوسکے واقع ہے منسوخ ہو جائے پس حضرت ؐ کی رحمت کا اثر ہے یہی
یہ بات کہ باقی رہا جسطرح تاخیر عذاب مین کافرون کے حق مین مذکور ہوا سورت کے معنی شرف
اور منزلت اور تہوڑا سا کلام اللہ سے اگر بالضم ہو تو اور اگر بالفتح ہو تو معنی اوسکے تیزی غضب
اور دبدبہ بادشاہ کا **وصل** حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو نور تام اور سراج منیر
نہایت روشنی مین اپنے کلام کے درمیان فرمایا ہے سراج بروزن ومعنی ومعرب چراغ ہے اور
پیدا ہوئے اوس سرور سے طریق قرب اور وصول دراوس جناب کے جمال وکمال سے بینائیان
جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین یعنے تحقیق آیا تمکو اللہ کی طرف سے
نور مراد محمد ؐ سے اور کتاب ایسی کتاب کہ روشن مراد قرآن سے اور فرمایا یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا
ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا یعنے تحقیق کہ ہمنے بہیجا یا تجہکو ای محمد شاہد اور خوش
خبری دینے والا مومنونکو اور ڈرانے والا مشرکون کو اور دعوت کرنے والا کافرونکو طرف خدا کے
اذن سے اوسکے اور بہیجا یا ہمنے تجہے عالم مین چراغ ایسا سراج کہ روشنی بخشنے والا اہل جہان کا اور
کہتے ہین کہ تشبیہ دینا چراغ کے ساتہ اسکے مبالغہ شمس وقمر کے ساتہ تشبیہ دینے مین بیشتر ہے اس
جہت سے ہے کہ وجود عنصری اوس سرور ؐ کا ارضی ہی اور یہی چراغ کو خلفا ہوتے ہین یعنی پیچہے
آنے والے کہ ایک سراج سے لاکہون چراغ روشن ہو سکتی ہین بخلاف شمس وقمر کہ وہی خلیفہ نہین رکہتے

رکھتے **قطعہ** وہ اک چراغ ہے اس خانۂ جہان مین منیر ٭ مثال شمس منور ضیا مین عالمگیر ٭ نہین بلکہ
سراج منیر ہے وہ نور ٭ کہ جسکی لو سے ہے لوح و قلم تلک تنویر ٭ اگرچہ شمس سے ممکن ہے روشنی
دن کی ٭ وہ رتبک شمس و قمر نور کردگار کبیر ٭ محمد عربی بادشاہ نبیون کا ٭ جوان منش ہے شب و
روز جس سے عالم پیر ٭ ہے اک چراغ کہ عالم کے جس سے شہر و بلین ٭ ہزار رون انجمن آراستہ مین
و منیر ٭ حسن کو اپنے نبی کے طفیل سے یارب ٭ جہان مین عزت و حرمت سے رکھہ تحت سرا
الٰہی جسگھڑی برپا ہو حشر کا غوغا ٭ لوائے حمد کے سائے مین ہو مری جاگیر ٭ بلکہ اگر کہین کہ سراج
منیر سے جو تشبیہ دی اللہ تعالی نے اپنے حبیب کو مراد اس سے شمس ہے تو دور نہین ہے کیونکہ
حضرت حق نے اپنے کلام مین سراج منیر فرمایا ہے کہ وجعل فیہا سراجا وقمرا منیرا یعنے اور گردانا اللہ
تعالی نے درمیان آسمان کے چراغ اور چاند ایسے کہ تابان ہین اور فرمایا وجعلنا سراجا وہاجا پس
جسطرح آفتاب عالم اجسام مین افادہ نور کا کرتا ہے اور مستفید نہین ہوتا اپنے غیر سے افادہ
بمعنی فائدہ مند کرنا دوسرے کو اور مستفید کے معنی آپ فائدہ مند ہونا اجسام جمع جسم ہے بمعنی
تن اسیطرح ذات پاک حضرت سرور کائنات کی افادہ انوار عقلیہ کا فرماتی ہے بشر کی تمامی ذاتون
کے تئین اور استفادہ نہین کرتی کسی سے سوائے ذات مقدس الٰہی جل شانہ کی اور اس
اعتبار سے اگر قمر کی تشبیہ دیوین تو بھی درست ہے اور تسمیہ کرنے مین اوس سرور کو نور کرکے
یعنے نام کرنا اوس جناب کا نور کرکے اسمین تلمیح ہے بقول اللہ جل وعلا کہ اللہ نور السموات
والارض تلمیح کے معنی آہستہ نگاہ کرنا کسی چیز پر اور اہل معانی کی اصطلاح مین تلمیح کے معنی
اشارت کرنا کلام مین کسی قصے کیطرف پس نہین آسمان و زمین مین مگر نور الٰہی کہ ساری ہی
تمام کائنات کے درمیان اور وہی ہے سر وجود اور حیات اور کمال اور حضرت صلعم مظہر اتم ہین
اوس نور کے اور واسطہ ظہور ہین اوسی نور کے اور مثل نورہ الخ کی تفسیر مین کہا ہے مفسرین نے
کہ مثل ایمان ہے قلب محمدی کے درمیان مانند مشکات کے کہ جسمین مصباح ہو مثل بروزن نظر
بمعنی مانند اور وصف اور حال اور بمعنی داستان اور قصہ مشہور اور قلب بمعنی دل مشکات کہتے
ہین ایک روزن فراخ کے تئین جسمین چراغ اور قندیل رکھتے ہین اور مصباح بمعنی چراغ مشکات
حضرت صلعم کے سینہ مبارک کی مثال ہے اور آئینہ اور سرور صلعم کے دل کی مثال اور مصباح نور معرفت

اور ایمان ہے جو قلب پاک مین اوس سرور کے ہے اور فرمایا حضرت حق جل وعلا نے
الم نشرح لک صدرک یعنے اے محمد آیا ہمین نشرح کیا مین نے تیرے سینہ کے تئین یہ واسطے قبول
منت کرنے شرح صدر کے لئت کی ہے جو نعمت عظیم ہے اور مراد اوس سے اوس جناب کی
صدر شریف کی وسعت اور فراغت ہے واسطے جمع ہونے حق کی مناجات کے اور خلق کی
وحدت کے ساتھ ظاہر کرنے انوار معارف اور علوم اور توحید معرفت کی اور ایداع اسرار کے
لیے ایداع کے معنی سونپنا اور جہل کی تنگی کے زائل کرنے کے واسطے اور حق سے منہ نہ پھرانا
اور غیر حق سے دل کی نہ متعلق ہونے کے واسطے اور آشکار اور میسر کرنے کے واسطے تلقی وحی کی
تلقی کے معنی بہم پوہنچا اور ہمدگر کو دیکھنا اور اعباے رسالت کے بوجھ اوٹھانے کے لیے اعبار
کے معنی ماندہ ہونا اور دشوار ہونا کام کا اور ابلاغ کے واسطے ابلاغ کے معنی احکام
الٰہی پوہنچانا جیسا کہ فرمایا ووضعنا عنک وزرک الذی انقض یعنے اور رکہا مین نے تجہ
سے بوجہ کے تئین ایسا بوجہ جس نے نشکست کیا تیری پشت کے تئین اور اعظم اسباب
انشراح صدر سے ایک نور ہے کہ حضرت حق دلمین بندے کے چمکاتا ہے جیسا کہ فرمایا
اذا دخل النور القلب انفتح وانشرح یعنے جسوقت داخل ہو نور دل کے تئین کشادہ ہوتا
ہے دل اور منشرح ہوتا ہے اور علامت اوسکا یعنے اوسی انشراح کا یہ کہ پاک رہنا دلکا ہے
صفات ذمیمہ سے اور اکمل اور اتم اور اعلی اس صفت مین حضرت ؐ ہین اور اوس جناب
کے متابعون کے تئین مقدار متابعت اور محبت کی بھی اوس سے ایک حصہ ہے یعنے اوسی
پاکی دل سے اور اسبا تحاایک بیان ہے نادر کتاب سفرالسعادۃ کے درمیان اور بعض فارسی
رسالونمین شرح وبیان اوسکا کیا گیا ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے ورفعنا لک ذکرک یعنے
بلند اور رفیع القدر کیا مین نے واسطے تیرے اے محمد تیرے ذکر کے تئین یعنے تیرے نام و
آوازے کے تئین ہمنے دنیا اور آخرت مین بلند گردانا ساتہ نبوت اور شفاعت کے اور قرین
گردانا ہمنے تیرے نام کو اپنے نام کے ساتہ کلمہ اسلام مین اور اذان مین اور نماز مین اور کوئی
خطیب اور تشہد کرنے والا اور مصلی نہوگا جو نہ کہے کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان
محمد رسول اللہ اور آبی سعید خدری کی حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ آیا جبرئیل ؑ میرے

پاس اور کہا اوس نے کہ پروردگار تعالی فرماتا ہے کہ جانتا ہے تو کہ کس چیز کرکے بلند گردانا
تمنے تیرے نام کے تئین کہا مین نے خدا دانا تر ہے کہا اس نے کہ اذا ذکرت ذکرت معی
یعنے جسوقت تو ذکر کیا جاوے ذکر کیا جاوے ساتھ میرے اور گردانا مین نے تمام ایمان تیرے
ذکر کرنے سے ساتھ میرے ذکر کے اور طاعت تیری کو طاعت اپنی جسنے یاد کیا تجھے یاد کیا اوسنے
مجھے اور جس نے طاعت کی تیری طاعت کی اوسنے میری ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور
گردانا مین نے تیری متابعت کو مستلزم محبت اپنا فاتبعونی یحببکم اللہ اور جن چیزون کے ساتھ
اللہ تعالی نے اوس سرور کی تکریم اور اعزاز فرمایا اوس سے یہ ہے کہ ندا کے وقت یاد فرماتا ہی
اوس جنابکو وصف نبوت اور رسالت کرکے جسطرح یا ایہا النبی یا ایہا الرسول اور دوسرے
پیغمبرون کے تئین اپنے کلام مین ذکر فرماتا ہے نام لیکے جسطرح یا آدم یا نوح یا موسی یا عیسی
اور اس ندا مین کہ یا ایہا المزمل یا ایہا المدثر آثار محبت اور ملاطفت اور مہربانی سے وہ چیز ہے
کہ ارباب ذوق اور اہل محبت پر ظاہر ہے ابو نعیم حلیہ کے درمیان ابو ہریرہ سے لایا ہے
کہ جب نیچے اوترے آدم ؑ ہند کی زمین پر تب متوحش ہوئے پس نازل ہوئے جبرئیل ؑ پس ندا کی اذان
کرکے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر دو بار اور اشہد ان لا الہ الا اللہ دو بار اور اشہد ان محمد رسول اللہ
دو بار الی آخرہ الحدیث اور لکھا گیا ہے اسم شریف اوس سرور کا عرش پر اور آسمان پر اور
بہشتون پر اور حورون کے گردنون پر اور نہین بہشت مین کوئی درخت مگر یہ کہ لکھا ہوا ہی اوسکے
پتون پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور بزار ابن عمر سے لایا ہے کہ کہا سنا مین نے رسول خدا سے
کہ فرمایا کہ جب مین گیا طرف آسمانون کے نہ سیر کی مین نے کسی آسمان پر مگر یہ کہ پایا مین نے اپنے
نامکو لکھا ہوا اوسمین محمد رسول اللہ کرکے اور اشتقاق فرمایا یعنے نکالا اللہ سبحانہ تعالی نے اسم
کریم اوس جنابکا اپنے اسم برتر سے یعنے محمود جو نام ہے اللہ تعالی کا اوس سے محمد کو اشتقاق
فرمایا ہے جسطرح حسان بن ثابت نے اسی معنی کو موزون کیا ہے شعر وشق لہ من اسمہ لیجلہ
فذو العرش محمود وہذا محمد ؎ قطعہ کیا نام سے اپنے مشتق خدا نے ؎ کہ رب تا محمد کو اعلی و امجد ؎
زمین و زمانہ مین ہے اوسکی بڑائی ؎ فذو العرش محمود وہذا محمد ؎ جا تو بہائے جان اوس
عربی شعر کے ارکان اور ہمن آنحضرت ایک مصرع اوسکا بجنسہ اپنے شعر مین لایا ہے اوسکے ارکان

تقارب سے ہین فعولن آٹھ بار اور اوسکے ارکان مفاعلتن مستفعلن متفاعلن دو بار یہ ہین سلئے
اسواسطے لکھا کہ ناظر غلطی پر نجائے اور نجانے اور تنبیہ کیا ہے اللہ تعالی نے یعنے نام رکھا انہی
حبیب کا اپنے اسماء حسنی سے جو نشر ہین ایک اسم کرکے جیسا کہ اسماء شریف کے باب ہین بیان اسکا
آویگا اگر خدا چاہے تو وصل اور مناقب گرامی سے اوس جناب کے یہ بات ہے کہ قسم یاد
کی پروردگار تعالی نے اوس سرور صلعم کی قدر اور مرتبہ عظیم پر کہ لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون جمہور اہل تفسیر
کے اثبات پر ہین کہ یہ قسم کھانا پروردگار عالم کا حضرت صلعم کی مدت حیات پر اور بقا پر ہے اور یہ نہایت
گرامی رکھنا اور پسند کرنا اور عزت دینا ہے یعنے یہی قسم کھانا اللہ تعالی کا حضرت رسول کی بقا پر جسطرح
محب اپنے محبوب پر سوگند کھاتا ہے اور کہتے ہے تیرے سر کی قسم اور تیری حیات کی قسم یعنے تیری
جان کی قسم کہا ابن عباس رضہ نے کہ پیدا نہ کیا پروردگار تعالی نے کسی ذات کے تئین گرامی تر اپنے
نزدیک محمد صلعم سے کہ سوگند یاد کی حضرت حق نے اوس جناب کی حیات کی نہ یہ کہ اوسکے غیر کی اور کہا
ابو الجوزا نے جو اجلہ تابعین سے ہے یعنے اکابرون سے ہے کہ سوگند نہین یاد کی حضرت حق جل
وعلا نے کسی کی حیات پر سوا حضرت محمد کے کیونکہ وہ سرور صلعم گرامی تر اور بزرگترین خلق ہے نزدیک
اپنے پروردگار کے قرطبی نے کہا کہ قسم کہانا حق تعالی کا اپنے حبیب کی حیات پر بیان صریح ہے
ہمارے تئین کہ جائز ہے کہ قسم کھاوین ہم اوس سرور کی حیات پر اور امام احمد رضہ نے کہتے ہے کہ جو
کوئی قسم کھائے پیغمبر کے حیات پر منعقد ہوتا ہے اوسپر یمین یعنے سوگند اور واجب ہوتا ہے
کفارہ حنث کرنے کے یعنی گناہ کیونکہ حضرت سرور عالم صلعم ایک رکن ہے شہادت کے دو رکنون سے
اور کہتے ہے بعض علما نے کہ یہی حضرت صلعم کرکے آیا ہے آج اس روز تک اور اہل مدینہ ہمیشہ ہی کہ قسم
کہتے ہین رسول خدا صلعم کی اسطور سے کہ قسم اوس شخص کی جسکو پوشیدہ کیا ہے اس قبر نے اور ہنسم
اس قبر کے ساکن کی لیکن قسم کہانا حضرت حق کا بصفت ربوبیۃ منسوب ہے اوسکے حبیب سے
کہ فرمایا فوربک یعنے پس قسم تیرے رب کی یہ بھی محبت کے ذائقے مین لذیذ ہے اور اوسی سرور کی
قسم کے حکم مین ہے فوربک مین واو قسمیہ ہے جسطرح فارسی مین ب جسطرح برب تو دلبست
دیجانت اور فے حرف تعقیب ہے اور یس والقران الحکیم مین مفسرون کے تئین اختلاف ہے اکثر
اسبات پر ہین کہ یس نام سرور عالم صلعم کا ہے جسطرح طہ اور امام جعفر صادق علی جدہ وآبائہ الکرام

الصلوۃ والسلام سے منقول ہے کہ مراد یٰس سے یا سید ہی یعنے ای سردار یا حرف ندا ہے اور خطاب حضرت کیطرف اور بعضون نے کہا ہے کہ معنی اوسکے یا رجل یعنے ای مرد بلغت طی آیا یہ کہ یا انسان یعنے یٰس کے معنی اور ہر تقدیر سے مراد سرور عالم ہین اور قسم ہے اور اوس سرور کے آیا یہ کہ ندا ہے اوس سرور کے تعین اور یہ ندا کرنا بہی متضمن تعظیم اور تکریم ہے اوس سرور کی شان کے تعین اور قسم اوپر قرآن حکیم کے یہ واسطے حضرت کی تحقیق رسالت کی ہے اور شہادت ہے اوپر اوس سرور کے ہدایت کرنے کے اور اوپر اسبات کے کہ وہ جناب صراط مستقیم پر ہے یعنے راہ درست پر کہ نہین اعوجاج یعنے کجی اور عدول یعنے سر پہرانا حق سے اوس راہ مین یہ گویا سبب ترجمہ یٰس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط المستقیم کا ہے پہر سوچ اور کہہ کہ قسم نہین کہائی حق سبحانہ تعالی نے پیغمبرون سے کیسکی رسالت پر اپنی کتاب مین مگر محمد کی اور سورہ لا اقسم بہذا البلد کے درمیان زیادت تشریف اور تکریم ہے اوس سرور کو کہ مقید گردانا ہے حضرت حق نے قسم کے تعین اوپر بلد کے یعنے شہر اور مراد مدینہ ہے اور نام اوسکا بلد حرام اور بلد امین ہے اور معزز اور مکرم ہین اللہ تعالی کے نزدیک اوس شہر مین اوس سرور کے حلول اور نزول کے وقت اور شرف المکان بالمکین اسی جگہہ سے لیا ہے حلول کے معنی اوترنا اور پوہنچنا اور تعریض کرنا اوس کر کے یعنے لا اقسم بہذا البلد کر کے جہل اور ناشناسی پر مشرکون کی ہے کہ چاہتے تہے کہ اخراج کرین ذات شریف کو اوس سرور کی اوس شہر سے تعریض کے معنی کنایہ سے بات کرنا اور اس قول الٰہی مین ووالد وما ولد اگر مراد والد سے آدم علیہ السلام ہین اور ما ولد سے ذریہ اونکی مراد ہے تو حضرت داخل ہین عموم ذریت مین اور اگر ابراہیم مراد ہین تو ذریت سے مراد حضرت ہین پس اس سورہ مین دو سوگند ہین پروردگار تعالی کی اپنے حبیب پر صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم اور مواہب لدنیہ مین مذکور ہے کہ روایت ہے کہ کہا عمر ابن خطاب رض نے کہ یا رسول اللہ بابی انت وامی یعنے میرے والدین آپ کے تصدق ہون یا رسول اللہ تحقیق پوہنچی ہے فضیلت تمہاری خدا کے نزدیک اس مرتبے کو کہ قسم کہاتا ہے خدا تمہاری حیات کی نہ یہ کہ تمام انبیا کے حیات کی اور پوہنچی ہے فضیلت تمہاری خدا کے نزدیک اوس حد کو کہ قسم کہاتا ہے تمہاری خاک پا کی کہ کہتا ہے لا اقسم بہذا البلد یعنے قسم کہاتا ہون البلد کے جو عبارت ہے زمین سے جسپر پاؤن رکہہ کے چلتے ہین سوگند

کھانا اور سر گویا سوگند کھانا خاک پاکی ہے اور یہ لفظ بظاہر نظر مین سخت آتا ہے کہ نسبت کرتے جناب
احدیت کی کسطرح بولا جاوے کہ قسم کھاتا ہے حضرت رسالت پناہ کی خاک پاکی اور نظر بحقیقت معنی
صاف اور پاک ہین کہ کچھ غبار نہین اون معنون مین اور تحقیق اس بات کی وہ ہے کہ سوگند کھانا اللہ تعالی کا
کسی چیز کے جو اپنی ذات و صفات کے غیر ہے واسطے ظاہر کرنے اوسی چیز کے شرف اور فضیلت اور
تمیز ہے لوگون کے آگے اور اونکی طرف نسبت کرتے تا کہ معلوم کرین کہ یہی چیز عظیم اور شریف ہے
نہ یہ کہ عظمت اوسکی نسبت کرتی اللہ تعالی کی ہو اور تفصیل کلام یہ ہے کہ حضرت رب العزت جل
وعلا نے قسم کھائی ہے کئی چیزون کی کئی چیزون پر کبھی قسم یاد کی ہے اپنی ذات کی اور اپنی صفات
کی اور کبھی بعض اپنے مخلوقات کی ایسے مصنوعات جو آیات اور دلایل ہین اوسکی عظمت ذات
اور کمال صفات کی جسطرح آسمان اور زمین اور لیل اور نہار کہ آیات عظیمہ اور دلائل اوسکی قدرت
باہرہ کے ہین اور نجوم اور کواکب اور شمس اور قمر جائے طلوع انوار اور مظاہر اسرار اوسکی کہ اور سبب
ہین جہان کے روشن کرنے کے اور سبب ہین بنی آدم کی مصلحتون کے ضابطے کے اور باعث ہین
طریقون کے قبول ہدایت کرنے کے اور باعث رجم شیاطین ہین رجم کے معنی پتھر مارنا اور ہانکنا
اگر مفتوح الاول ہو تو اور ضمیمین اون ستارون کو کہتے ہین جن سے شیاطین ہانکے جاوین اور
سوا اسکے اور چیزین جنمین اسرار قدرت الہی اور آثار رحمت نہایت اوسکی اور برکتین اور خوبیان
اور فضایل اور کرامات ظاہر ہین جسطرح طور سینین اور بلد امین وغیرہ اور بعضے چیزین کہ کوتاہ
بینون کی نظر مین جنکے اسرار کے پانے سے اور دریافت کرنے سے قاصر ہین موجب تحیر اور باعث تعجب
ہوتے ہین کہ پروردگار عالم اونپر قسم کھاوے مثل تین اور زیتون اور مانند اوسکے اور کون جانتا ہے
کہ اللہ تعالی نے انمین کیا حکمتین رکھی ہین اور کیا اسرار پیدا کیے ہین اور یہ سب واسطے ظاہر کرنے
فضیلت کے اور واسطے تمیز کرنے ان چیزون کے ہے نسبت کرتی دوسری چیزون کی نہ یہ کہ نسبت
اونکی عظمتون کے حضرت حق نے اپنی ذات اور صفات سے رکھی ہو جسطرح قسم کھانا آدمیونکا
جو اللہ تعالی کی ذات و صفات پر کہتے ہین ہر سمجھ اور خدا تجھے توفیق دیوے اور فرمایا اللہ
تعالی نے والعصر ان الانسان لفی خسر اختلاف کیا ہے مفسرون نے عصر کی تفسیر مین اور بعضی قول
کے بعضون نے کہا ہے کہ مراد عصر سے دہر ہے صراح مین عصر کے معنی روزگار اور عصران شب و روز

اور دہر بہی انہین معنون ہین اور دہر شمل ہے اعاجیب حوادث پر حوادث اور اعاجیب جمع حادثہ ہی
اور حادث کے معنی نو پیدا ہونے والا اور مشتمل ہے دہر اوپر اون واقعون کے کہ زبان بیان جنکے
حصر اور احصا سے قاصر ہے اور شرف ہے یعنے وہی دہر شرف پایا ہوا ہے اس تشریف سے کہ
لاتسبوا الدہر فانا الدہر یعنے مت گالی دو تم دہر کے تئین پس من وہی دہر ہون اور واقع
ہوتی ہے درمیان اوسکے سَرَّا اور ضَرَّا سرا کے معنی شادی اور نفع بخلاف ضرا اور واقع
ہوتی ہین اوسمین صحت اور بیماریان اور امنین اور خوف اور حاصل ہوتے ہین برکتین اور کمالات
اوسمین تضییع عمر اور تقاعد اور تکاسل کسب کمال کے درمیان اور صلاحیت پانا حال کا تصدیق کرنے
سے اور ایمان لانے سے خدا کے رسول پر یہ چیزین جو مذکور ہوئین ہر سے ہین اور موجب خسران
ہین خسران کے معنی زیان کرنا اور اسیواسطے فرمایا ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات
یعنے تحقیق کہ انسان زیانکاری مین ہے مگر وہی لوگ جو ایمان لاے اور نیکوکاری کرتے ہین پس قسم
یاد کی اللہ تعالی نے اسجگہ اپنے رسول کے زمان جسطرح اوس سرور کے مکان کی قسم یاد کی کہ لااقسم
بہذا البلد اور اوس سرور کی عمر کی قسم کہ لعمرک چنانچہ گذرا اور الم کے درمیان بہی جس قول سے کہ
الف اشارت ہے اللہ سے اور لام جبرئیل سے اور میم محمد سے اور بقول الہی تعالی ق والقرآن
جس قول سے کہ اس قاف سے مراد قوت قلب محمدی ہو اوس سرور کے بوجہ اوٹہانیکے جہت سے
مشاہدے اور مکالمے کا اور والنجم اذا ہوی کے درمیان مفسرون نے کہا ہے کہ مراد النجم سے قلب
محمد ہے اور اذا ہوا سے انشراح بالانوار یعنے وسعت ساتہ نورون کے اور انقطع عن غیر اللہ
بریدہ ہونا اور جدا ہونا خدا کے غیر سے مراد ہے اور ہوا المعنی ساقط ہونا آیا ہے لغت مین اور والفجر
کے سورے مین کہ فجر محمدی مین کہ باہر آیا ہے اوسمین سے نور اور قول الہی مین وما ادرٰیک ما الطارق
النجم الثاقب بہی ذات شریف کو اوس سرور کی مراد رکہا ہے اور سب جگہ قسم ہی اوس سرور ہی
کی اور ن والقلم وما یسطرون کے سورے مین قسم کہائی ہے حق تعالی نے جنون پر اپنے حبیب کے
یعنے یہ کہ جنون نہین اور ثبوت اجر غیر ممنون پر اوس سرور کے یعنے اجر غیر مقطوع ثابت ہی واسطے
حضرت کے اور ثبات اور استقرار پر اوس جناب کے اوپر خلق عظیم کے اور نون اسمائی حروف سے ہے
جسطرح الم اور مانند اوسکے جو نام ہین سورون کے یا خدا کے نام ہین جسطرح حروف مقطعات کی الخ

مین مفسرون نے کہا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ نون اسم حوت ہے یعنے مچھلی کا نام ہے مراد
جنس حوت ہے یا وہ حوت جسپر زمین قائم ہے اور نام اوسکا بہموت ہے اور ابن عباس رضہ سے
مروی ہے کہ مراد نون سے دوات ہے پس قسم یاد فرمائی اللہ تعالی نے دوات اور قلم کی اور جو
لکھتے ہین کہ منفعت اوسکی عظیم ہے اور آسمین سمجھنا کبھی کتابت سے ہے اور کبھی نطق سے نطق کے
معنی گویائی اور بعضون نے کہا ہے کہ نون ایک لوح ہے نور کی لوح تختی کو کہتے ہین کہ لکھتے ہین اوس
ملایک جو کچھ امر کرتا ہے پروردگار تعالی اونکو اور حدیث مین آیا ہے کہ قسم یاد کی خدا تعالی نے
کتابت کی اور اوسکے آلات کی یعنے اوسکے لوازمے کی اور قلم ایک آیت ہے آیات آلہی سے
اور اول مخلوقات آلہی تعالی ہے جس سے لکھا لکھا تقدیر نے اور یہ قلم جو اس جہان مین ہے ایک
نمونہ ہے اوس قلم اعلی کا اور یہی ایک آیت ہے آیات آلہی سے آیت کے معنی نشانی آیات
جمع اور منفعت اوسکی بہت عظیم ہے کہ لکھی جاتی ہے اوس سے شرع آلہی اور وحی آلہی اور
قید مین لایا جاتا ہے اوس سے دین اور ملت اور ضبط کیے جاتے ہین اوس سے علوم اور
مقید ہوتے اور اوس سے حکم اور ضبط کیے جاتے ہین اوس سے اخبار اولین کے اور مقامات
اونکے اولین سے کنایہ طرف اون پیغمبرون کے ہے جو پہلے آئے اور لکھے جاتے ہین اوس سے
کتب منزلہ یعنے جو کتابین کہ نازل ہوئین اور صحف سماویہ یعنے صحیفے جو پیغمبرون کے واسطے
اوترے اور اگر نہوتا قلم تو استقامت قبول نکرتے کام دنیا کے اور دین کے معاش اور معاد کے
درمیان اور صاحب کشاف سورۂ اقرا کی تفسیر مین علم بالقلم کے بیان مین کہتے کہ اگر نہوتی اللہ
تعالی کی باریکی حکمت پر اور لطف تدبیر پر اوسکی کوئی دلیل سوا قلم کے اور خط کے کافی تہا خاص
وہ قلم جس سے حمد خدا کی اور نعت محمد مصطفے صلعم کی لکھین اور تفسیر کرین کتاب اللہ کی اور شرح کرین
رسول اللہ کی حدیثون کی اور اولیا کے مقامات کی اور موعظے اور نصیحتین دین کی لکھین کہ موجب
ہون مزید یقین کا اور باعث ہو تقویت اور تکمیل ایمان کا اور ترویج اور تجدید امر دین ہو ترویج کے معنی
رواج دینا اور کلام فضول اور ہذیانات نفس سے یعنے دل کے خیالات سے اور وہمون سے
کہ نہین ہین موجب ہدایت انام اور نہ مقوی احکام اسلام پرہیز کرین اگرچہ اپنے گمان مین حقایق اور
معارف نام رکہین یعنے اوسی ہذیانات اور فضول کلام کو ہذیانات دل سے باندہنا کسی بات کا جو

سے سند ہو فویل للذین یکتبون الکتب بایدیہم لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لہم مما کتبت ایدیہم وویل لہم
مما یکسبون ویقولون ہو من عند نا وما ہو من عند اللہ ویقولون علی اللہ الکذب وہم یعلمون پناہ
مانگتے ہین ہم خدا سے ایسے کامون سے اور بالجملہ قسم یاد کی اللہ تعالی نے اپنے حبیب کی پاکی اور برأت
جنون سے کہ نسبت کرتے تھے کفار اوس سرور کے تئین یعنی دیوانہ جانتے تھے غایت جہل اور حماقت
سے اور عناد اور تکبر سے اور کسطرح نسبت دی جاوے وہ ذات دیوانگی سے جسکے ساتھ معارضہ
کرکے عاجز آئے تمام عقلمند اور سیکھا اور سمجھا وہ سرور جناب حق تعالی سے اوس چیز کے تئین کہ
راہ نہین پاتین تمام جہان کی عقلیں طرف اوسکے اور کتاب ایک لایا ایسی کتاب یعنی قرآن کہ
معارضہ کرنے سے اوسکے عاجز آئے تمام فصحا اور بلغا جمع فصیح اور بلیغ یعنی تیز زبان سب نے
گردن تسلیم اور انقیاد کی نیچے جھکائی اور خبر دی اوس کتاب نے اوس سرور کے کمال حالت
سے دنیا اور آخرت کے درمیان وان لک لاجرا غیر ممنون یعنی اجر ایسی کچھ اجر کہ غیر منقطع
ابد الآباد تک اور بعد اسکے ثنا کی پروردگار جل شانہ نے اوسکی عطا کی کہ اعظمت تمامی
عطاؤن سے اور فرمایا انک لعلی خلق عظیم اور یہ اعظم آیات نبوت اور رسالت سے ہے
اور عائشہ رض سے اسی خلق عظیم کی تفسیر مین کہا کان خلقہ القرآن اور قرآن شریف سے
زیادہ عظیم کیا ہے اور کہا ہی مفسرین نے یا محققون نے کہ خلق عظیم وہ ہے کہ ہمت سوا خدا کے
نہو اور مطلوب اوسکا غیر خدا کوئی نہو اور کلام اسمین باب ثانی کے اوائل مین گذرا ہیں یاد کر
دیکھو وصل اور اون عظمتون سے جو متضمن تعظیم وتنویہ وتکریم الہی اور شمار نعمتونکا اوپر
وعدہ ہے اوپر عطا کرنے نعمت غیر متناہی الہی کی سورہ والضحی ہے کہ قسم یاد کی ہی اللہ تعالی نے
اوپر لیل اور نہار کے جو محل اور جائے ظہور خدا کی آیتون کے اور نعمتون کے ہین اور اوقات کے
جو کچھ خبر دی حضرت حق نے اپنے حبیب کے احوال شریف کی دنیا اور آخرت مین اور فرمایا ما ودعک
ربک وما قلی یعنی نہین چھوڑا اور دشمن نہین رکھا تجھے اے محمد تیرے پروردگار نے خاص کر
تجھے برگزیدہ فرمایا ہے اور تفسیر کی ہے مفسرون نے ضحی کی حضرت رسول کے چہرہ مبارک
کرکے اور لیل کی تفسیر کی ہے اوس سرور کے موی مبارک کرکے جسطرح نقل کی ہے امام
فخر رازی نے اور سبب نزول اس سورہ کا جسطرح کہ تفسیرون مین بیان کیا ہے فترت وحی ہے کسی

سبب سے فترت کے معنی زمانہ دو پیغمبرون کے درمیان کا لینے سبب اس سورے کے نازل ہونے کا
یا فترت وحی ہے کسی مصلحت کے واسطے کہ خدا دانا تر ہے اوپر اوسکے پس حکم کیا مشرکون نے اور
کہا کہ محمد کے تئین چھوڑا اوسکے پروردگار نے اور دشمن رکھا اوسکو وللآخرۃ خیر لک من الاولی
یعنے ہر آئندہ مرتبے اور درجے اور نعمتین جو واسطے تیرے خدا نے رکھی ہین آخرت مین شفاعت
سے اور مقام محمود سے سو بہتر اور برتر ہین اون چیزون سے جو کچھ دیا ہے تجھے دنیا مین کیونکہ دنیا تنگی
جا کی جہت سے گنجایش اونکی نہین رکھتی واذا رایت ثم رایت نعیما وملکا کبیرا یعنے جب دیکھا تونے
پس دیکھا تونے ای محمد نعیم کے تئین اور ملک وسیع کے تئین یعنے ہمیشہ نہایت تیرے کام کی
بہتری ہے آغاز سے اس جہت سے کہ تو ہر ساعت ترقی اور تصاعد مین ہے مراتب کمال اور
فیضان عطا اور بخشش کے درمیان اور کرامت اور بزرگیون کی وجہ سے ہوگا اور طرح طرح کی سعادتونکا
جامع دنیا اور آخرت مین یہ آیہ ہے کہ فرمایا ولسوف یعطیک ربک فترضی یہ وعدہ ہے پروردگار
جل وعلا کا اپنے حبیب سے کہ اتنا کچھ تجھے عطا کرونگا کہ تو راضی ہوگا اور بیان اسکا حد عدد اور حصر
سے خارج ہے اور شفا کے درمیان مذکور ہے کہ روایت کی گئی ہے بعض اہل بیت نبوت سے
سلام اللہ علیہم اجمعین کہ فرمایا ہے اہل بیت نے کہ نہین قرآن مین کوئی آیت زیادہ امید رکھی
گئی اس آیت سے کیونکہ وہ سرور راضی نہوگا اوپر اسبات کے کہ کوئی شخص اوسکی امت سے دوزخ مین
پڑے مولف کہتا ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا یعنے نا امید مت ہو تم خدا کی
بخشش سے تحقیق بخشیگا اللہ تعالی گناہ سبکے یہ آیہ کریمہ بھی موجب امید اور پیدا کرنے والا
امیدواری کا ہے لیکن اختصاص ہے مغفرت ذنوب پر اور اوس آیت مین امیدواری رفع درجات
کی اور مرتبون کی حاصل ہونیکی بہت ہے کہ راضی نہوینگے حضرت اسبات پر کہ اونکی جناب
کی امت سے ادنا کوئی شخص انحطاط اور پستی مقام کی جہت سے شکستہ خاطر ہو انحطاط کے معنی گرنا شعر
بشری لنا معشر الاسلام ان لنا من العنایۃ رکنا غیر منہدم ٭ قطعہ ہمارے واسطے مژدہ ہے اے
مسلمانو ٭ ہمارے واسطے رکن کرم ہے مستحکم ٭ اگرچہ ہول ہے محشر کا اور دوزخ کا ٭ یہ آسرا اپنے ہمالی
تو بھی نہین کچھ غم ٭ اگرچہ غرق ہین ہم بحر معصیت مین ولیک ٭ طفیل حضرت خیر البشر نبی ام ٭ خدا کے فضل
سے ہوگا ہمارا بیڑا پار ٭ رہینگے جنت اوی مین ہم سبھی خرم ٭ اور عجیب سے صاحب مواہب لدنیہ

سے کہا کہ لیکن جو کچھ افترا کرتے ہین جاہل کہ حضرت رسول ہرگز راضی نہو مین گے کہ ایک کوئی اوس سرور
کی امت سے دوزخ مین پڑے یہ شیطان کے فریب دینے سے ہے یعنے شیطان نے ان جاہلون کو
فریب دیا ہے جو کہتے ہین کہ حضرت ہرگز راضی نہونگے آلخ اور شیطان کے بہکانے سے ہے اسلئے
کیونکہ حضرت راضی ہین جس چیز پر خدا راضی ہے اور اللہ تعالی رکھیگا عاصیون کے تئین آتش مین
اور رسول خدا عارف تر ہین یعنے شناساتر خدا کے اور خدا کی حق کی کہ پاک ہین اس بات سے کہ کہین
خدا سے کہ مین راضی نہین ہون کہ میری امت سے کسیکو آتش مین ڈالے یا رکھے آتش مین بلکہ
پروردگار تعالی اذن دیگا حضرتکو اور شفاعت کرنے کے پس شفاعت کریگا وہ سرور جسکو چاہیگا
اور اذن دیگا اور راضی ہوگا اور شفاعت نہین کریگا وہ سرور مگر اوس شخص کی جسکا اذن دیوے
اللہ سبحانہ تعالی اور راضی ہو انتہی کلام یعنے صاحب مواہب کے بات نہایت کو پونہچی
پوشیدہ نرہے کہ شفاعت کی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت شفاعت کرینگے طوائف عصاۃ کی
تئین ساتھ ترتیب کے طوائف جمع طائفہ ہے معنی گروہ اور عصاۃ جمع عاصی ہے جسطرح نجاۃ یعنے
گنہگارونکی شفاعت کرینگے ہین ترتیب سے کہ زناکارون کے اور شرابیونکی اور چورونکی شفاعت کرینگے مثلاً
پس باقی رہینگے وہی لوگ کہ نہین بات مین اونکی کچھ سوا ایک ذرہ ایمان کے یا ایک حبہ یعنے دانہ
گندم برابر ایمان کے پس فرماویگا اللہ تعالی یہ سب بندے ہین اور میرے خاص بندے ہین مین
آپ انکی شفاعت کرتا ہون اپنے سے پس بخشے جاینگے اور نکالے جاوینگے آتش سے شفاعت سے
اوسکی موافق اوس حدیث کے جو کہا ہے اوس سرور کے راضی کرنے پر اور مراد اوس قائل کی نہ
گو تید می کی بطریق تابید ہے تابید ابد سے آیا ہے معنی ہمیشگی قائل سے مراد صاحب مواہب ہے
یعنی اوسکی مراد اوس کہنے سے وہ ہے کہ گنہگار ہمیشہ ہمیشگی جہنم مین اور مقر رہے کہ گنہگار دائم دوزخ
نہین رہینگے اور اوس روایت مین یعنے روایت شفاعت مین وہ عبارتین آئی ہین یعنی دو معنون
کی محتمل ہے ایک یہ کہ حضرت رسول راضی نہو مینگے اس بات پر کہ ایک شخص امت سے داخل ہو دوزخ
مین دوسری عبارت یہ کہ راضی نہوینگے کہ رہے ایک شخص امت سے دوزخ مین اور بعضی عبارت سے
بھی یہی مراد ہے پھر توجہ اور خدا تجھے توفیق دیوے بعد اسکے بیان فرمایا اللہ تعالی نے نقیہ
درمیان اون نعمتونکا جو ابتدا سے حال مین انعام فرمائین تا کہ معلوم ہو کہ عاقبت مین بھی اسیطرح

متنابع اور تتبع کیا جائیگا کما قیل شعر لقد احسن اللہ فیما مضی * کذلک یحسن فیما بقی * معنی اس شعر کے
نثر مین یون ہین کہ جو کچھ اللہ تعالی نے مبادی حال مین کیا سو بہتر ہی کیا اور جو کچھ آیندہ کریگا سو بہتر
ہی کریگا اپنے حبیب کے حق مین تربیت کرنے سے اور حجر کے درمیان تربیت یتیم ہونے کے بعد اور
بیکسی مین جگہہ دینے کے تربیت کے معنی پالنا اور حجر کے معنی باز رکہنا کسیکو تصرف کرنے سے
کسی چیز مین اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد یتیم سے در یتیم ہے یعنے پایا تیری ذات کے تئین فی نفسہ
اور تنگی جہل سے اور گرداب ضلالت سی جس شیوے پر اہل جاہلیت تھے حضرت حق نے نکال
کر فضای علم اور مقام ہدایت مین اوس سرور کو داخل فرمایا اور عطا کیا مال اور غنیمتین اور گنج قناعت
اور دلکی تونگری سے غنی فرمایا جب حال صغر اور عیلت مین یعنے درویشی مین اور یتیم ہونے مین اللہ
تعالی نے اوس سرور کو مہمل اور مہجور اور محروم نرکھا ہو تو جب اوس سرور کو خاص اور برگزیدہ فرمایا اوپر
نبوت اور رسالت کے کسطرح فوت اور فروگذاشت فرماویگا مترجم کہتا ہے گویا کہ یہ جواب گذرا ہوا
ہوا ترجمہ ان آیتوں کا ہے الم یجدک یتیما فآوی ووجدک ضالا فہدی ووجدک عائلا فاغنی لیکن حل ترجمہ
نہ لکہا اور وجہ اوسکی ظاہر ہے اما بنعمۃ ربک فحدث یعنے اپنے پروردگار کی نعمت کو ظاہر کر
اور بیان کر یا محمد صلعم کیونکہ ظاہر کرنا نعمت کا اور بیان کرنا اوسکا موجب شکرگزاری اور قبول احسان
کرنا ہے اور ابلاغ یعنے پوہنچانا شرایع اور احکام کا امت کے تئین اور تعلیم اور ہدایت کرنا انام کا
بہی تحدیث نعمت ہی سے ہے لیکن سورۂ والنجم پس تحقیق کہ متضمن ہین یعنے دربرگیرندہ ہین آیات
اوسکی فضل و شرف کے تئین رسول خدا صلعم کے اوس چیز کے کہ ممکن نہین حد و شمار کرنا اونکا اور تشبیہ
مین وہ بہی فضل و شرف اور دشوار ہے اونکی حقیقت کی ماہیت کا ملنا اول قسم یاد کی اللہ تعالی
نے نجم کی یعنے تارے کی کہ مراد اوس سے جنس نجوم ہے یا ثریا مراد ہے کہ یہ اسم یعنے نجم بکثرت
استعمال سے غالب آیا ہے اوپر اوسکے یا یہ کہ بنات النعش مراد ہے یا قرآن کیونکہ نجما نجما نازل
ہوا ہے یعنے از روی ستاروں کے اعنی ایک ایک آیہ یا محمد صلعم مراد ہین کہ نیچے اوترے آسمان سے معراج
مین گویا قلب محمد صلعم یعنے دل اوسجناب کا جو منشرح ہے نور و ن سے اور منقطع ہی غیر اللہ سے
اوترا ہے آسمان قدسی سے زمین انس پر اوس جناب کے ثبات پر اور راہ ہدایت اور اوس
سرور کے پاکی پر غوایت ہوا سے یعنے پاکیزگی اوس سرور کی حرص کی گمراہی سے اور صدق اوس

جناب کے دلکا اوس خبر مین جو اوپر متلو ہے یعنے تلاوت کیا گیا اور ارادہ کرنا دلکا یعنے اوسی محترم کے قلب محمدیکا ارادہ کرنا جو جاے صدق اور مکان ہدایت ہی نہایت مناسب ہی متبسم علیہ چنانچہ کہ مخفی نہین اور ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی مراد اس قول الٰہی سے قرآن مجید ہے اور تمام کلام اور حدیث کو اوس سرور کی اگر مراد رکہین جو وحی خفی تو بہی درست مگر دو تین موضعونکو مستثنا رکہین جیسے بدر کے اسیرونکا قصہ اور ماریہ اور شہد کا قصہ اور تابیر نخل از انجملہ ہے اور اوپر اوسکے تنبیہ واقع ہوئی ہے تابیر کے معنی ہلاک کرنا اور کاٹنا معنی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کے یہ ہین کہ فرماتا ہے اپنے حبیب کی شان مین کہ نہین باتین کرتا اوسکا صادر ہوا حرص سے اور نہین ہے وہ مگر وحی ہے جو بہیجا جاتا ہے اوپر اوسکے صاحب مواہب کہتا ہے کہ یہ بہتر ہے اعادہ کرنے سے یعنے ضمیر پہرانے سے طرف قرآن کے کیونکہ نطق کرنا قرآن کرکے اور سنت دونو کرکے وحی ہے یعنی وما ینطق مین الخ جو ضمیر ہے اسکو راجع کرنا طرف قرآن کے اس سے بہتر ہے کہ راجع کرین طرف رسول خدا کے کیونکہ رسول خدا جو کچہ فرماتے ہین وہی فرماتے ہین جو کچہ قرآن مین ہے اور جو قرآن مین ہے سو وحی ہے اور جو کچہ اپنی سنت کرکے فرماتے ہین وہ بہی وحی ہے قال اللہ تعالیٰ وانزل علیک الکتب والحکمۃ یعنے نازل کی اللہ تعالیٰ نے تجہپر اے محمد کتاب اور حکمت کتاب قرآن ہے اور حکمت سنت اوس جناب کی نقل کی حسان بن عطیہ سے لایا ہے کہ کہا کہ نزول کرتے تہے حضرت جبرئیل ع رسول خدا کے نزدیک سنت کرکے جسطرح اوترتے تہے ساتہ قرآن کے کہ قرآن کو تعلیم کرتے اوس جناب کے تئین تعلیم کے معنی سکہانا اور قرآن ساری آیت کو بہی کہتے ہین اور تمام کلام کو بہی اسجگہہ سے معلوم ہوا کہ نطق مخصوص قرآن کرکے نہین ہے یعنے یہ نہین کہ صرف قرآن ہی وحی ہو بلکہ حضرت کے اجتہاد کے تئین بہی وحی خفی مقرر رکہے بعد اسکے خبر دی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی فضیلت کے قصہ اسرا کرکے اور انتہاے سدرۃ المنتہی کرکے کہ خلق کے علوم کی نہایت پہونچ وہانتک ہے اور تصدیق کی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے بصر شریف کی اور عدم زیغ کی زیغ کے معنی کند ہونا بینائی کا اور تصدیق کی اوس سرور کے عدم طغیان کی اوس خبر مین کچہ دیکہا رسول خدا صلعم نے اور جو کچہ کشف ہوا اوس سرور کے تئین جبروت اور لاہوت کے مقام سے اور مشاہدہ کیا ملکوت کے عجائبات کا کہ عبارتین احاطہ نہین کرسکتین اوس عجائبات کا اور طاقت

نہین ہمون کو اور عقلون کو کہ اوسکی ادنیٰ حقیقت کے سننے کا گمان کرین چہ جاے سُننا اور اسیواسطے
اشارت کی حضرت ذوالجلال نے رمز اور ایما کرکے اور کنایہ کرکے جو دلالت رکہتی ہین اوپر عظمت کے
لقولہ تعالیٰ فاوحی الی عبدہ ما اوحی یعنے پس وحی کی اللہ تعالیٰ نے طرف اپنے عبد کے جو کچہ
وحی کیا اور کہتے ہین کہ تکلم کرنا حضرت رب العزت کا اپنے حبیب سے تین قسم پر ہے ایک
عرب لغت کی عبارتون سے کہ ظاہر اوسکا خلق کی سمجہ مین آتا ہے دوسرا قرآن کو حروف
مقطعات کی اشارتون سے جسطرح الم حم ن ق وغیرہ کہ تحقیق پر اوسکی کسیکو راہ نہین تیسرا
بمجرد ابہام کہ کوئی اوسکا تصور اور تخیل نہین کرسکتا جسطرح فاوحی الی عبدہ ما اوحی ابہام سے
معنی پوشیدہ کرنا اور جس رویت مین کہ درمیان اس سورے کے اثبات اوسکی رویت کی
کی گئی ہے مفسر اوسمین اختلاف رکہتے ہین کہ رویت جبرئیل ہے یعنے دیکہنا یا رویت حق دل
سے یا بصر سے اور تحقیق قول اخیر ہے کعب احبار نے کہا کہ تقسیم فرمایا اللہ تعالیٰ نے رویت کے
تئین اور کلام کے تئین درمیان محمد اور موسیٰ م کے پس کلام کیا موسیٰ سے دو بار اور دیکہا
اللہ تعالیٰ کے تئین محمد ص نے دو بار اور قول ابن عباس رضہ کا اور اکثر اصحاب کا یہی ہے لیکن عائشہؓ
اس بات مین مخالف پڑی ہین واللہ اعلم اور ہر تقدیر سے اسجگہہ دلالت ہے غایت فضل
و کمال پر اوس سرور ع کے کہ سوا اوس جناب کے کسیکو حاصل نہین ہوا اور اذا الشمس کورت کے
سورے مین انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین بعضون کے
نزدیک محمول ذات شریف پر اوس سرور ع کی اور وہ ذات جامع ہے ان صفتونکی اور تمام
فضائل اور کرامتونکی جامع ہے جسطرح سورۃ الحاقہ کے درمیان انہ لقول رسول کریم سے
ذات شریف اوس جناب ع کی مراد ہے **وصل** اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے طہ ما انزلنا
علیک القرآن لتشقی اور مفتتح اس سورۃ کی آیتکا یعنے کہولنے والا یا کہ مفتتح صیغہ ظرف بمعنی کہولنے
کی جگہہ یس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین ہے اور طہ کے تئین بہی اسماء شریف سے حضرتؐ
کے منسوب اور مقرر رکہتے ہین اور یا انسان اور یا رجل بہی مراد رکہتے ہین جسطرح یس کو یا سید
گمان کرتے ہین طہ کے تئین معنے یا طاہر یا ہادی مراد رکہتے ہین اور کہتے ہین حساب ابجد سے ط
کے نو عدد ہین اور ہ کے پانچ عدد ہین اور مجموع چودہ ۱۴ ہوتے ہین معنی اوسکے یا ایہا البدر یعنے

اسی چودہوین رات کے چاند اور کیا اچھی تشبیہ ہے لیکن اہل تفسیر اسکے مانندون کے تئین یعنے ایسے معنون کے تئین بدع تفاسیر سے کہتے ہین بدع کے معنی نوپیدا تفاسیر جمع تفسیر ہے اور طٰہٰ کے تئین اسم آلہی تعالی بہی کہتے ہین اور یہ دو نون ہوے مفید مدح و ثنا ہین خدا کے حبیب کی اسی جگہہ سے کہا ہے مخدوم سعدی نے شعر ترا عز لولاک تمکین بس است * ثنای تو طٰہٰ ویسین بس است یس مین قسم اور شہادت ہے یعنے گواہی دینا اسبات پر کہ حضرت صراط مستقیم پر ہین یعنے یہ نظم گواہی دیتا ہے کہ یہ رسول سرا راہ مستقیم پر ہے اور طٰہٰ کے درمیان اعزاز اور اکرام ہے اوس جناب کا اور بر وجہ محبت اور شفقت کے اور حضرت رسول طاعت اور عبادت جو بہت تعب کہینچتے تھے خصوصاً تہجد اور قیام شب مین اتنا کہڑے رہتے تھے کہ پانون سوج گئے تھے اور کبہی ایک پانون سے کہڑے رہتے پس نازل ہوئے جبرئیل اور لائے طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی بطریق ندا اگرچہ طٰہٰ اسم اوس سرور کا ہے اور بر وجہ قسم اگر اسماء الٰہی سے ہو اور اگر اوس سرور کا اسم ہی رکہین اور قسم پر گمان کرین تو بہی جائز ہے اور حسن التفات مین کہ اسجگہہ غیبت سے خطاب کرنے کے حاصل ہوتا ہے کہ یہان ایک شفقت اور کرم بوجہی جاتی ہے جو محبت کے ذائقے پر لذیذ ہے فرماتا ہے کہ ہمنے نہین بہیجا قرآن کے تئین تجہپر ای محمد اسواسطے کہ تو مشقت مین پڑے اور تعب کہینچے یہ معنی اوسی آیت کے ہین یعنے طٰہٰ الخ الا تذکرۃ لمن یخشی یعنے نہین ہے وہ یعنی قرآن مگر واسطے یاد دلانے حق کے اوس کسکو جو ڈرتا ہے خدا سے مراد ذات شریف اوس سرور کی ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ جب حضرت قیام شب فرماتے تہے باندہتے تہے اپنے سینۂ مبارک کے تئین ایک رسی سے تا کہ نیند نہ آوے اور بیدار رہتے تمام شب اور صاحب مواہب لدنیہ نے اسکا استبعاد کیا ہے یعنے اسکو بعید سمجہا ہے واللہ اعلم اور بعضے کہتے ہین کہ مراد آیہ کریمہ سے وہ ہے کہ شقت مین مت ڈال تو اپنی ذات کے تئین اور عذاب مت دے اپنی جانکو اندوہ اور غصہ کہانے سے ان لوگون کے کفر پر کہ ہمنے نہین بہیجا قرآن کو تجہے مگر اسواسطے کہ تو پڑہے اور ابلاغ کرے یعنے پہونچاوے جو کوئی ایمان لاتا ہے اور صلاحکاری کرتا ہے اوسکے واسطے ہے اور جو کوئی کفر مین ہے اور فساد کرتا ہے اوسی کے واسطے ہے نہین تجہپر مگر پہونچانا امر کا اور بس چنانچہ دوسری جگہہ شفقت

اور مصر بابلی کی روایت فرماتا ہے لعلک باخع نفسک علی آثارھم ان لم یومنوا بہذا الحدیث اسفا
یعنے شاید کہ تو نے ہلاکت پہنچی ہے انکے پیچھے اگر ایمان نہ لاوے وے اس سخن سے جو قرآن ہے اور فرمایا
ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون یعنے اور البتہ تحقیق کہ جانتے ہیں ہم کہ تنگی کرتا ہے سینہ تیرا
سبب سے اوس چیز کے جو کہتے ہیں وے یعنی اور جھوٹ بولتے ہیں خدا پر اور تجھ پر کہ تجھے ساحر اور مجنون
کہتے ہیں اور شرک کرتے ہیں خدا سے اور طعن کرتے ہیں قرآن پہ آنحضرت بغایت اظہار محبت اور دوستی
ہے صبر کر کہ معاملہ کافروں کا انبیا سے ایسا ہے ہوتا آیا ہے اور شاید وہ کہ آخر نصرت تجھے ہی
اور ہمیں ہو یا یہ منے قرآنکو اسواسطے کہ مشقت میں رہے تو اور اندوہ میں رہے جسطرح تمام
پیغمبروں کو ہوا اور آنحضرت شاید کہ خلجان کرے ضیق صدر ساتھ شرح صدر کے ضیق کے معنی تنگی
اور شرح کے معنی کشادگی اور وسعت یعنے اس آیت میں جو یوں وارد ہے کہ یا محمد تیرا سینہ
تنگی کرتا ہوگا کافروں کی بدی سے اور الم نشرح لک صدرک میں یوں وارد ہے کہ آیا وسیع
کیا ہمنے تیرے سینے کو اس سے مولف وقع توہم کرتا ہے کہ شاید یہ مقام اوس سے اگلے تہا ساتھ
اسکے تلطف اور محبت اور دلجوئی حضرت حق کی طرف سے باقی ہے اس حال کے اقتضا کے در میان
اور صادر ہوئے ہیں اس کلام کے فافہم اور بعضے ارباب ذوق و وجدان نے کہا ہے کہ جو مشقتیں
کہ حضرت ہو عبادتیں اور تکالیف شرعیہ میں اوٹہاتے تھے ساتھ نہایت محبت اور عنایت کے اوس
قبیل سے ہیں کہ محبوب قوی اور توانا محبت ضعیف ناتوان کے تیئں آغوش لیوے اور بھینچے ناچار
محبت ناتوان مشقت اور تعب پاتا ہے لیکن جان سکے کہ اوسکی ضمن میں کیا ذوق اور لذت ہے
فہم من فہم وعرف من ذاق **قطعہ** عشق کی لذت کو وہی جانے ہے مشتاق ✤ جو کہ ہوا غم کا جفت
عیش سے ہو طاق ✤ شہد سے شیریں لگیں تلخیاں اغیار کی ✤ فافہم من فاتہم وعارف من ذاق
قطعہ جو عشق کے رتبہ کو پہنچا نے ✤ اوس سے کہو عاشقی کی گہاتیں ✤ اوس نے کہو یہ حرف روشن
دیکھی نہیں جس نے کالی راتیں ✤ **وصل** اور منجملہ تعظیم اور تکریم الٰہی سے اور اعلاے شان اور
اظہار فضل و کرامت سے حضرت رسالت پناہی کی اور بلندی قدر سے اوس جناب کے ایک یہ آیت
ہے ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما یعنے بدرستی کہ
کہ خدای عزوجل اور تمام ملایک اوسکے درود پڑھتے ہیں اوپر محمد کے اے وے لوگ جو ایمان لائے

ہو تم درود بہیجو اور سلام کہو اور اطاعت کرو اپنے پروردگار کی اور موافقت کرو اوسکے فرشتوں کی درود
بہیجنے مین اوپر پیغمبر کے اور درود تمہاری اور فرشتوں کی یہی ہے کہ دعا کرو اور چاہو پروردگار سے کہ درود
بہیجے اور رحمت نازل کرے اوسپر اور تمپر کہان تمکو وہ قوت اور قدرت ہے کہ تم اوسپر درود بہیج سکو اور تم
کہان پہچان سکتے ہو اوسکی قدر اور مرتبے کے تئین تاکہ اوس اندازے پر درود بہیجو جسطرح پروردگار
نے بے نیاز تقدس و تعالی بہیجتا ہے اللہم صل علی محمد کما تحب و ترضی ان تصلی علیہ وصل علیہ کما ینبغی
ان یصلی علیہ اللہم صل علی محمد صلوۃ انت لہا اہل و ہو لہا اہل و بارک وسلم پس جمع فرمایا اللہ تعالی
نے عالم سفلی اور عالم علوی کے تئین اوپر دعا اور ثنا کرنے اوس سرور کے عالم علوی سے مراد ملکوت ہین
اور سفلی ہم لوگ اور آعلان فرمایا یعنے آشکار اوس جناب کے ذکر کے تئین اولین اور آخرین کے درمیان
اور نشر کیا یعنے پراگندہ اوس سرور کے مناقب کے تئین آفاق مین مشرق اور مغرب اور بر اور بحر مین
اور آسمانون پر اور عرش اور کرسی پر اور نزدیک مستوی کے اور صریف اقلام کے صریف کے معنی آواز
اقلام جمع قلم اور ڈالی محبت اوسکی اللہ تعالی نے دلونمین مومنون کے کہ راحت پاتے ہین اوس
جناب کے ذکر سے روحین اونکی اور اوس سرور کا ذکر سننے سے طرب مین آتے ہین اشباح جمع شبح
کالبد کو کہتے ہین اور مست ہوتے ہین دل یاد سے اوس جناب کی اور خوش ہوتی ہین زبانین ذکر
کرنے سے گویا فرمایا اللہ تعالی جل وعلا نے کہ برگزیدہ کیا ہے تیرے وجود کے تئین تیرے اتباع سو کرسب
ثنا کرینگے تیری اور درود بہیجینگے تجہپر اور پیروی کرینگے تیرے طریق کی اور نگاہ رکہینگے تیری
سنت کے تئین اور کوئی فرض نہین فرائض نماز سے مگر یہ ساتہ اوسکے ایک سنت ہے پس وہی
ثنا و ذکر کرنے والی ہین فرضون مین میرے امر سے اور سنت مین تیرے امر سے اور گردانا مینے
تیری طاعتکو اپنی طاعت اور تیری بیعت کو اپنی بیعت اور حفظ کرینگے تیرے منشور کی لفظون کے تئین
اور تفسیر کرینگے تیرے فرقان کے معنون کے تئین اور واعظ لوگ پہونچائینگے تیرے وعظ کے تئین
اور ملوک اور سلاطین اور فقرا اور غربا کہڑے رہینگے تیرے دروازے پر اور سلام بہیجینگے دروازے کے
باہر سے تجہپر اور مسح کرینگے اپنے منہ کے تئین تیرے روضے کی خاک سے اور امید رکہینگے تیری شفاعت
کی اور شرف تیرا باقی ہے ابد الآبدین تک والحمد للہ رب العالمین اور بعضے عالمون نے تاویل کی ہے
حضرت رسول کی اس قول کی و جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ اور اسی معنی کے کہ صلوۃ بہیجنا خدا کے

عزوجل کا اور فرشتونکا اوس جناب صلعم پر اور امر کرنا حق تعالی کا مومنون سکے تئین اوپر آیات کی اور تحقیق
وہ ہی کہ مراد اوس سی نماز ہی جسطرح حضرت کی سیرت اور حسن ہدی کے بیا نمین گذرا **وصل**
اور اتم نعم اور اکمل کمال جاہ اور جلال اور کرامات اور برکات سی جو درگاہ عزت سی وارد اور فائض
ہی اوپر اوس سرور صلعم کے وہ چیز ہے جسے متضمن ہے یعنے درگیر فتح ہے سورۂ فتح کہ پروردگار
تعالی نے اوسمین اپنے حبیب کی مدح و ثنا کا خطبہ پڑہا ہے کہ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک
اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویہدیک صراطا مستقیما وینصرک اللہ نصرا
عزیزا جان کہ جتنے فیوض صوری اور معنوی یعنے ظاہر اور باطن کے سب فیض اور کرامات اور
برکات ظاہر اور باطن کے جو جناب عزت سی اوس جناب پر فائض ہین وے نہایت ہین ایک
اونمین سے مفتوح ہونا شہرونکا اور مسخر ہونا بندونکا اور حاصل ہونا غنیمتونکا اور قوی ہونا دینکا
اور بہت ہونا امت کا اور چار و نطرف پہیلنا اور منتشر ہونا اسلام کے احکام کا ہے اور بزرگترین
فتوحات مکے کا فتح ہونا ہے کہ اوسکی تحقیق و وقوع کے جہت سے تعبیر ماضی کرکے کی گئی یعنے
فتحنا فرمایا اور فتح مبین کے معنی پیدا اور ہویدا کہ ظاہر اور باہر ہے عزت اور شوکت اوسکے دینکی
درمیان اور حاصل ہونا مزید یقین کا اور تبیین بمعنی پیدا اور ہویدا کرنے والا بہی آیا ہے کیونکہ
اسم فاعل ہے ابانۃ سے یعنے دین اسلام کے غلبے کا اور عزت اور شوکت کا ظاہر کرنے والا
لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اقوال اسجگہہ بہت ہین بعضون نے کہا ہے کہ مراد وہ
چیز ہے جو واقع ہوئی حضرت صلعم سے جاہلیت مین پیش از نبوت امام سبکی نے کہا ہے کہ یہ قول
مردود ہے یعنے رد کیا گیا ہے کیونکہ نہی پیغمبر کے تئین جاہلیت اور وہ سرور صلعم معصوم ہے پیش
از نبوت اور بعد از نبوت اور مجاہد نے کہا ہے کہ ما تقدم سے مراد ماریہ کا قضیہ ہے اور ما تاخر
سے ارادہ کرنا زید کے امراۃ کا ہے مترجم کہتا ہے یہ ماجرا جلد دوم مین خوآتا ہے بندہ اسمین جرأت
ایراد سے ڈرتا ہے کیونکہ مجہے خوب یاد نہین ہے مبادا کہین غلطی واقع ہو مگر اتنا کہتا ہون
کہ ماریہ ایک باندیکا نام ہے جسے کسی بادشاہ نے حضرت صلعم کو بطریق تحفہ بہیجوایا تہا اور زید بن حارثہ
کے امراۃ کا نام زینب بنت جحش تہا جسے حضرت صلعم نے نکاح فرمایا زید کے طلاق دینے کے بعد
انتہی زید نے کہا ہے کہ یہ قول بہی باطل ہے کیونکہ تہا ماریہ کے قضیے مین اور زید کی امراۃ کو

جو استغفار ہی کرنے مین مبتلا گناہ کیونکہ جو طلاق دے چکا تہا اور جو کوئی اعتقاد کرے اسبات پر جیسا کری
اور زمخشری نے کہا ہے کشاف مین اور بیضاوی نے بہی اسجگہہ تبعیت اوسکی کی ہے کہ تمام جو کچہہ گذرا افرطات
سے کسمین تمام ہے جو محل عتاب ہو فرطات جمع فرطہ ہے بمعنی تقصیر کرنا کسی کام مین اور ضایع
کرنا اور امام سبکی نے کہا ہے یہ قول بہی مردود ہے اس جہت سے کہ ثابت ہے کہ انبیا معصوم اور
تحقیق اجماع کیا ہے یعنے اتفاق کیا ہے امت نے یعنے گروہ نے اونکے معصوم ہونے پر اوس
چیز مین جو کچہہ علاقہ رکہتی وا لا سے تبلیغ کرنے اور غیر مین اوسکے یعنے تبلیغ کے سوا کبایر اور صغایر رذیلہ
جو کہ حقارت کرے اونکے مرتبون کے تئین حقارت کے معنی ہین نیچے اوتارنا طرف پستی کے یعنے انبیا کو جو
گناہ کہ مرتبون سے اونکے نیچے اوتارے یہ چار قسم مجمع علیہ ہین یعنے جماعت جمیعت اجماع امت کی ان
چار باتوں پر ہے اعنی کبایر صغایر صغایر غیر رذیلہ مداومت بر صغایر اغنے یہ کہ انبیا معصوم
ہین کیونکہ تبلیغ کو عصمت شرط ہے اور جسکو عصمت ہو وہی کبایر سے اور صغایر رذیلہ سے پاک
ہین اور مداومت نہین اونکو صغایر پر اور اختلاف کیا ہے معتزلہ نے اوس صغایر کے درمیان
جو حقارت کرے اونکے مرتبون کے تئین اور غیر معتزلہ سے بہت اشخاص طرف اسبات کے جواز
کے گئے ہین یعنے صغایر سے مرتبے انبیا کے حط نہین ہوتے اور مختار یعنے مذہب پسندیدہ انکا
منع ہے کیونکہ ہم مامور ہین اونکے اقتدا کرنے پر یعنے اشیا کے اور اون چیزون کے جو کچہہ
اونسے صادر ہو قول اور فعل پس کسطرح واقع ہو اون سے وہ چیز جو ناشایستہ اور ناسزا
ہو اور امر کیے جاوین ہم اون چیزون کی اقتدا پر اور جسارت کے تئین یعنے زیادہ بات کی تقریر
جرأت اور دلیری کرنا ہوتا ہے اور جسارت انبیا ہے کے تجویز کرنے سے اوسبات کے اوپر گناہ
مطلقا یعنے بلا قید کسیطرح سے ہو اگر نسبت اس قول کیطرف اونکے صحیح ہے تو وہی محجوج ہین
اوپر اوس چیز کے جو کچہہ ذکر کیا ہمنے اجماع امت سے محجوج کے معنی حجت کیا گیا اور جن لوگون نے
تجویز صغایر کی ہے وہی لوگ کوئی نص اور دلیل نہین رکہتے اوپر اوسبات کے بلکہ اوسی آیت
کے اور مانند اوسکے اونہون نے لیا ہے یعنے وہی جو بدگو رہو اکہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک
وما تاخر یعنے اللہ تعالی نے اپنے حبیب کو فرمایا کہ تیرے اون گناہونکو جو گذرے اور اون گناہونکو
جو آیندہ ہووین سبکو مین بخشتا ہوں اور تحقیق ظاہر ہوا جواب اوسکا یعنے جو اوپر گذرا اور جن لوگون نے

تجویز کیا صغائر غیر رذیلہ کے تئین اور قطعیت کہا ہے کہ اختلاف کیا ہے اونہوں نے یا واقع
ہوا ہے اوس سرور سے کچھ اوس میں سے یعنے صغائر غیر رذیلہ یا نہیں واقع ہوا اور صحیح وہ ہے کہ نہیں واقع ہوا
اور سبکی رحمہ نے کہا ہے کہ میں کچھ شک اور شبہہ نہیں رکھتا اس بات میں کہ واقع نہیں ہوا اور کسطرح
تخیل کیا جاوے خلاف اسکا قول کے درمیان اور حال وہ کہ وما ینطق عن الہوی ان ہو الا
وحی یوحی صفت اوس سرور کی ہے یعنے نہیں نطق اوسکا صادر ہوا ہے لیے آرزو سے
اور نہیں نطق اوسکا مگر وحی الہی وحی جو نازل کیا جاتا ہے اوپر اوسکے اور نقل اجماع اصحاب
کا ہے کہ معلوم ہے اونسے قطعاً اتباع کرنا اوس سرور کا اور اقتدا کرنا اوس جنابکا اون باتوں میں
کہ جو کچھ کرے وہ سرور قلیل اور کثیر سے یا کبیر یا صغیر سے اور نتہا اصحاب کے تئین توقف اور بحث
کرنا یہانتک کہ آرزو مند تھے اور شائق جاننے پر اوس چیز کے جو کچھ حضرت سے ظہور میں آتا تھا
اور خلوت کے درمیان اور اتباع کرنے پر اوس سرور کے حریص تھے خبر ہوا اوس سرور کو یا نہو
اور جو کوئی تامل کرے اصحاب رضہ کے احوال کو ساتھ رسول خدا صلعم کے اور جو کچھ پہچانتے تھے صحابہ
اور مشاہدہ کرتے تھے اونسے جناب سے احوال اوس جنابکا اول سے آخر تک یہ سب جو کوئی معلوم کرے
شرم کرے خدا سے کہ تکلم کرے مانند اس کلام کے یا خطور کرے مانند اون وہموں کے اوسکے
دلمیں اور کہا سبکی نے کہ اور اگر یہ نہوتا کہ کہا گیا ہے یہ قول اور صادر ہوا ہے بعضے لوگوں
سے تو میں حکایت نکرتا اوسکے تئین اور ہم بیزار ہیں اور دادخواہ ہیں ہم طرف خدا کے زمخشری سے
کہ کہا ہے اوس نے اس قول کو اوس آیت کی تفسیر میں اور اگر سلامت رکھیں ہم اس قول کے تئین
زمخشری کے حاشا بلکہ پس نہیں مگر ایک دو چیزیں احیاناً حقیر اوسکے درمیان پس مناسب نہیں
ذکر کرنا اوسکا آیت کے درمیان جو بشارت دینے والا ہے عظمت اور امتنان کی اور گردانا اوسکا
غایت فتح مبین مقرون ساتھ تعظیم کے اور حمل کرنا اوپر اوسکے یعنے فتح مبین پر گمان کرنا محض ہے ملائمت
پر یہ کلام امام سبکی کا بیچ زمخشری کے مقابلے کے رد کے درمیان جسے ذکر کیا ہے علامہ سیوطی نے
اپنے رسالہ میں اور ذکر کیا ہے اور دوسرے قولوں کے تئین بھی یہانتک کہ پہونچا ہے گیارہ
قولوں تک اور زیادہ اوپر اوسکے کہا ہے سبکی نے اپنی تفسیر میں کہ تحقیق تامل کیا میں نے اس کلام میں
کہ اس آیت کے درمیان کہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اور اس کلام کے ماقبل اور مابعد

کے تئین مین نے دیکھا پس پایا مین نے اوسکے تئین کہ احتمال نہین رکھتا مگر ایک وجہ کا اور وہ شرف
دینا اور گرامی رکھنا ہے پیغمبر کا بدون اسبابت کے کہ اسجگہہ کوئی گناہ ہوا اور کہا سبکی نے کہ اور بعد اسکے
کہ پڑا مین اوپر اس معنی کے پایا مین نے یہ عطیہ بہی جو پڑا ہے اوپر اسکے کہا معنی آیت کے تشریف دینا اور
اس حکم پر اور نہین اسجگہہ کوئی گناہ اور تحقیق توفیق پائی ہے ابن عطیہ نے درمیان اوس چیز کے جو لکھا
اوس نے انتہی اور یہ کلام مجمل ہے بیان اوسکا یہ ہے کہ صاحب کبھی شرف اور بزرگی دیتے ہین اپنے
بندون سے خاصون کے تئین اور نوازش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بخشا ہمنے تجھے اور درگذر کیا
ہمنے اون گناہون سے جو تجہ سے ہوئے اور جو آیندہ ہون اور باز پرس نہین تجہپر اور حال یہ کہ وہ بندہ
کچہ گناہ نہین رکھتا اور صاحب بہی جانتا ہے کہ کچہ گناہ اوس سے صادر نہین ہوا نہ آگے نہ بعد
ولیکن یہ کلام فائدہ دینے والا ہے تشریف اور تکریم کا بندون کے تئین فافہم اور بعضے محققون نے
کہا ہے کہ مغفرت اسجگہہ کنایہ ہے عصمت سے پس معنی لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر لیعصمک
اللہ فیما تقدم من عمرک وما تاخر منہ ہین یعنے تا کہ بخشے اللہ تعالی تیرے گناہان گذشتہ اور پیوستہ
تا کہ عصمت مین رکہے تجھے خدا اوس چیز مین جو گذرا تیری عمر سے اور جو کچہ آخر ہوا اوس سے اور یہ قول
نہایت حسن قبول رکھتا ہے اور تحقیق عذر کیا ہے اہل بلاغت نے بلاغت اسالیب بلاغت
سے جو قرآن مین ہے کنایہ کیا گیا ہے تحققات سے لفظ مغفرت کر کے اور عفو اور توبہ کر کے جسطرح
قیام شب کے نسخ مین فرمایا علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرؤا ما تیسر منہ نسخ کے معنی نیست اور نابود
کرنا اور صدقے کی تقدیم کے نسخ مین فرمایا فاذ لم تفعلوا وتاب اللہ علیکم اور تحریم جماع کے نسخ مین فرمایا لیلۃ الصیام
فتاب علیکم وعفا عنکم فالان باشروہن اور یہی کہا ہے مفسرون نے کہ جس جگہہ پروردگار تعالی نے
قرآن کے درمیان توبہ اور غفران کا ذکر کیا ہے اوس جگہہ جو زلت وخطا کہ اونسے یعنے انبیا سے
صادر ہوئی ہے بہی کہا ہے جسطرح آدم کے قصے مین فرمایا وعصی آدم ربہ اور نوح کی شان مین
انی اعظک ان تکون من الجاہلین اور یونس کے قصے مین فظن ان لن نقدر علیہ اور داود کی
ولا تتبع الہوی اور موسی کے قصے مین فوکزہ موسی اور حضرت سید المرسلین کی شان مین فتح کے
تئین مقدم رکھا مراد انا فتحنا سے اور بعد اسکے غفران ذنوب گذشتہ اور آیندہ کا ذکر کیا اور ذنوب کو
رکھا یعنے بیان گناہ نہین کیا اور شیخ عزالدین عبد السلام نے اپنی کتاب مین جسکا نام نہایۃ السول

فیما ینبغ من تفضیل الرسول ہے کہا ہے کہ تفضیل وہی ہے اللہ تعالی نے ہمارے پیغمبر کے تئین تمامی
انبیا پر بہت سی وجہون سے اور ذکر کیا ہے اوسکا یہانتک کہ کہا ایک اون وجہون سے یہ ہے
کہ خبر دی ہے اللہ تعالی نے کہ آمرزش کیا اوس سرور کے تئین گذشتہ اور پیوستہ گناہون سے
اور نقل نہین کیا گیا کہ خدا ہی تعالی نے خبر دی ہو کسی ایک نبی کی انبیا سے مانند اسکے بلکہ ظاہر وہ ہے
کہ خبر نہین دی اور اسلیواسطے جبکہ طلب کیجاویگی اونسے شفاعت یعنے جب امت ہر ایک پیغمبر کی
اپنے اپنے پیغمبرون سے قیامت کے دن شفاعت خواہی طلب کرینگے تب وے یاد کرینگے اپنی اپنی
خطاؤنکو اور ہیبت سے اوس مقام کی شفاعت پر اقدام نہین کرسکین گے اور جب طلب کرینگے خلایق
حضرت محمد صلعم سے شفاعت کے تئین اس مقام مین فرماویگا وہ سرور صلعم کہ یہ کام میرا ہے اور بیان اسکا
وہ ہی کہ حضرت حق نے ثابت کیا واسطے اوس سرور کے پہلے فتح مبین کے تئین اور بعد اسکے
ذکر کیا مغفرت ذنوب کے تئین اور ذکر کیا بعد اوسکے اتمام نعمت کے تئین اور اثبات فرمایا اللہ تعالی
نے ہدایت صراط مستقیم اور نصر عزیز کے تئین پس یقین ہوا کہ مقصود اثبات ذنوب نہین ہی بلکہ
نفی اوسکی ہے یعنے ذنوب کی فافہم وباللہ التوفیق ذکر کیا اس تمام کے تئین سیوطی نے ویتم نعمتہ
علیک یعنے اور تمام اور کامل گردانین اللہ تعالی نے اپنی نعمتین تعبیر پوشیدہ نہ ہے کہ تمامی فضایل
اور کمالات اور کرامات اور برکات داخل ہین اس کلمے کے درمیان اور جو کچھ ذکر کیا جاوے اور تصور
کیا جاوے نعمتون کی خصوصیتون سے اور اوسکے عمومات سے اون چیزون سے جو کچھ حساب کرنے
والا اندیشے اور خیال کا اون کے حد اور حصر سے عاجز اور قاصر اور زبان قال اور حال اوسکے ذکر
اور بیان سے گونگی ہو تمام اس اجمال کے حیطے مین مندرج ہین اور تفصیل حیطہ امکان سے باہر ہین
شعر فان فضل رسول اللہ لیس لہ ✽ حد فیعرب عنہ ناطق بفم ✽ شعر نہین فضل کو اوسکے حد
شمار ✽ وہ ہین سی سخنگو کہے سے بیان ✽ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر
قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ
من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ مراد ان کلمات سے اہل تحقیق کے نزدیک وہ فضایل
اور کمالات اور معارف اور حقایق ہین جو حضرت فعال ذوالجلال والاکرام نے اپنی درگاہ کے
خاص انبیا اور اصفیا پر خصوصاً سید انبیا اور سند اصفیا محمد مصطفے صلعم پر افاضہ فرماے ہین افاضہ یعنی

بہت کرنا کسی چیز کا اور نہین تو جو کچھ صفت حق اور شیون ذات مطلق ہے سو منزہ اور مقدس ہے اس تمثیل اور نظیر سے جو بنا کی گئی ہے تقیید سو اور شعر ہے اوپر تحدید کے تحدید کے معنی حد کسی چیز کی اشکار کرنا تمثیل کے معنی مثال بنانے اوپر تحدید کے تمثیل اور تنظیر کرین یعنے منزہ ہے اس بات سے کہ تمثیل اور تنظیر کرین اور تعمیم نعمت کی بعد یعنے نعمتون کے عام کرنیکے بعد اور اوسکے شامل ہونیکے بعد تمامی دنیوی اور اخروی کی نعمتون کے تئین تخصیص کی حضرت پروردگار نے دو نعمتونکا ذکر کرکے ایک ہدایت صراط مستقیم کی جو اصل اصول ہے نعمتونکی یعنے ہدایت راہ راست کی اور شکر گشایش اور فلاح ہے اور دوسرا انام جو غایت بعث اور ارسال ہے بعث کے معنی اوٹھانا اور ارسال بھیجانا دوسرے نعمت دنیوی کہ مقصود اس سے بھی وہین ہی ہے جسطرح اول بھی منتج ہے یعنے نتیجہ کیا گیا عالم کی اصلاح کا اور انتظام یعنے آراستگی کارخانہ وجود کی ہے اور فرمایا ویہدیک صراطا مستقیما وینصرک اللہ نصرا عزیزا کہا ابن عطا نے کہ جمع کی گئین واسطے حضرت کے اس سورے مین متعدد نعمتین فتح عظیم مبین جو اجابت کی نشانیون سے ہے اور ہدایت جو ولایت کے نشانون سے ہے اور کامل اور تمام کرنا نعمتونکا جو اختصاص کی نشانیون سے ہے پس مغفرت تبریہ اور تنزیہ ہے اوسکے ہے یعنے حضرت کے بری اور پاکیزہ کرنے سے نقصانون سے اور عیبون سے اور اتمام نعمت ابلاغ اوسکا ہے یعنے پونہچانا اوس سرور کا درجہ کامل کے تئین اور ہدایت دعوت ہے طرف مشاہدے کے اور بڑی خدا نے شان اوس سرور کی اوس حیثیت سے کہ فوق اوس چیز کا مرتبہ متصور نہین اور فرمایا اللہ تعالی نے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم جسطرح فرمایا ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ اگرچہ یہ اہل عربیت کی اصطلاح مین قبیل مجاز سے ہے لیکن اہل حقیقت جانتے ہین کہ یکبا رمز ہے واللہ اعلم بعد اسکے حضرت خالق نے منت رکہی آرام اور قرار اور یقین کے نازل کرنے سے جو خلاصہ نعمتونکا ہے مومنون پر جنہون نے تصدیق کی اوسکی یہ بیان فانزل السکینۃ علیہم کا ہے اور مدح کے سورے کے آخر مین رسول خدا کے اصحاب کامل الانتصاب کی اوس جناب کی ہمراہی اور اتفاق کی فضیلت کرکے جو نتیجہ محبت کا ہے انتصاب کے معنی قائم ہونا اور وصف کی اللہ تعالی نے اونکی شدت اور خلاف کرکے کفار پر اور رحمت اور ایتلاف آپسمین کرکے جس سے انتظام کارخانہ دینکا اور ملت کا ہے یہ سب جابجا کنائے ہین ہر ایک آیت سے اور ہوسکے

وہی یعنے اصحاب رضہ اس صفت کر کے مصدوق یحبہم ویحبونہ کے جسطرح سورۂ انعام مین
فرمایا اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین الخ اور وعدہ کیا اللہ تعالی نے اونسے اوپر مغفرت اور اجر عظیم
کے بہ کنایہ اس آیت سے ہے لہم مغفرة واجرا عظیما اور یہ سب موجب امتنان اور فضل حضرت صلعم کا ہے
امتنان قبول منت کرنا **وصل** تمامی فضایل اور کرامات اور برکات جو فائض ہین حضرت
پروردگار عزت سے درمیان اس کلمے کے جو جوامع الکلم سے داخل ہین کہ انا اعطیناک الکوثر
کہ مراد اوس سے خیر کثیر ہے دنیا اور آخرت مین اور یہ کلمہ ساتھ اس اختصار کے متضمن اس امر کے
اظہار کا ہے اور اگر تمامی علما اور عرفا عالم کے اس کلمے کی شرح کرین استیفا اور استقصا اوسکا نکر سکین
گے واللہ اعلم استیفا کے معنی تمام لینا اور استقصا کسی چیز کی نہایت کو پونہچنا باری بالفعل جو کچھہ
نظر مین ہے لکھتا ہون فرمایا حضرت حق نے انا اعطیناک الکوثر یعنے دین ہمنے تجھے ای محمد
مناقب متکاثرہ کہ ہر ایک اونمین سے عظیم تر ہے تمامی ملک دنیا سے اور جب ہمنے دین تجھے وہ
نعمتین پس مشغول ہو تو ہماری طاعت سے یہ ترجمہ فصل لربک وانحر کا ہے اور خوف مت رکھہ
بدگویون کی باتون سے اور عبادت دو قسم ہوتی ہی بدنی اور مالی یہان اشارت ہی اول کیطرف
یعنے عبادت بدنی کیطرف بقولہ فصل لربک اور طرف ثانی کے یعنے عبادت مالی کیطرف بقولہ
وانحر اور ذکر کیا انا اعطیناک کا لفظ مستقبل کر کے کہتا سنعطیک دلالت رکھتا ہی اوپر اسبات
کے کہ یہ اعطا حاصل ہو چکی ہے اوس سرور کو پیش از وجود عنصری اوس جناب صلعم کے جسطرح
کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد یعنے یہ مقولہ حضرت صلعم کا ہے کہ فرمایا مین نبی تہا اور آدم
بین روح وجسم تہا اور سنعطیک کے معنی نزدیک ہے کہ تجھے عطا کرون یعنے نعمتین اور خوبیان
اور نعمتین کونین کی رسول خدا صلعم کے واسطے پہلے ہی آمادہ ہو چکی تہین جسطرح بادشاہ کسی
خاص شخص کی واسطے کچھہ خدمت اور حکومت اپنے نزدیک مہر لگے مہیا کر چکا ہو اور بعد اوسکو
کہے کہ نزدیک کہ تجھے سرافراز کرون ایسی اور ایسی نعمتون سے گویا فرمایا اللہ تعالی نے کہ یا محمد مہیا
کر رکہا ہے ہمنے واسطے تیرے اسباب سعادت تیرے داخل ہونے سے آگے دائرہ وجود
مین پس کسطرح بیکار چہوڑ دنگا مین تجھے تیرے وجود کے بعد اور عبادتین تیرے اشتغال کے
بعد اور نہین دیا ہمنے تجھے یہ فضل عمیم تیری اطاعت اور عبادت کی جہت سے بلکہ صرف

اپنے فضل اور احسان سے بغیر باعث اور بلے سبب جو حاصل معنی اجتبا کا ہے اور اجتبا کی معنی
اور پسند فرمانا اگر کہا جاوے یہان یہ ایک فائدہ ہے واسطے زیادت یقین اور بصیرت کے کہ
انبیا کے تئین اور تمام لوگون کو جو کچھ اللہ تعالی نے دیا ہے پیش از وجود عنصری دیا ہے آور
کیا ہے پس فضل اوپر اسبات کے ہوئے کہ حضرت ؐ کو بیشتر دیا ہے اور نبیون سے نہ یہ کہ بیشتر کہنا
بیشتر مین سب داخل ہین جواب الحکایہ ہے کہ اللہ تعالی نے اوس جناب کے کمالات اور نبوت کو
عالم ارواح مین ظاہر فرمایا تھا اور انبیا کی روحون نے اوس سے استفاضہ حاصل کیا تھا جسطرح
حضرت ؐ نے فرمایا کنت نبیا وآدم الخ اور نبوت دوسرے نبیون کے علم آلہی مین تھی نہ یہ کہ
مین ہو اور آیا ہے کہ مراد کوثر سے ایک نہر ہے جنت مین جیسا کہ بیان اوسکا حدیثون مین آیا ہے
روایت کی ہے انس ؓ نے کہ فرمایا رسول خدا ؐ نے کہ درمیان اوس اثنا کے کہ مین سیر کرتا ہون یعنی
چلتا ہون بہشت مین ناگاہ دیکھا مین نے ایک نہر کے تئین کہ ہر طرف اوسکے گنبد مین مجوف
موتیون سے مجوف اوس چیز کو کہتے ہین جو اندر سے کھوکھلی ہو اور طینت اوسکی مشک اذفر
ہے کہا مین نے کیا ہے یہ یا جبرئیل ؑ کہا یہ کوثر ہے جسے عطا فرمایا ہے پروردگار تعالی نے تمکو
رواہ البخاری مشہور اور مستفیض سلف مین یہ تفسیر ہے اور حدیث مین بھی تفسیر اوپر اوسکے وارد
ہوئی ہے آور بعضون نے لکھا ہے کہ مراد کوثر سے اولاد طیبہ ہے اوس صورت مین کیونکہ یہ سورہ
رد واقع نازل ہوا ہے اوپر اوس شخص کے جسنے طعن کیا ساتھ عالم کے اوپر عدم اولاد ذکر کے یعنے
جب ابراہیم بن رسول اللہ نے اس جہان سے رحلت کی تب ایک منافق نے کہا محمد ابتر ہوا
اور ابتر اوسے کہتے ہین جسے اولاد نہو جنہ سے ہین اوسے اوت کہتے ہین پس فرمایا حضرت حق جل
علا نے کہ عطا فرمائی ہم نے تجھے اولاد کہ باقی رہیگی روز قیامت تک اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد
کوثر سے خیر کثیر ہے یعنے بہت خوبیان اور لغت مین یہ مصدر ہے بمعنی کثرت اور رد ہوا اوپر اوس
شخص کے جسنے طعنہ مارا اور ابتر کہا اوس جناب کو اور عین المعانی مین مسطور ہے کہ کوثر فوعل ہے کثرت
سے جسطرح نوفل نفل سے اور جوہر جہر سے اور مقابل اوسکے خبر آئی کہ ان شانئک ھو الابتر یعنے
جو کوئی تجھے عیب کرتا ہے وہی ابتر ہے اور جو کوئی بے نسل کہتا ہے وہی ابتر ہے اور کشاف
مین کہتا ہے کہ کوثر فوعل ہے کثرت سے اور مبالغہ ہے درمیان اوسکے یعنے بہت بہت ایک

عرب کا لڑکا سفر سے پھرا تھا لوگون نے پوچھا تیرا لڑکا کس حال سے آیا کہا اوسنے جاء بالکوثر یعنی
آیا بہت خوبیون کے ساتھ اور ابن عباس رضی سے آیا ہے کہ تفسیر کی انہون نے کوثر کی خیر کثیر کر
پس کہا ابن عباس کو سعید بن جبیر نے کہ لوگ یون کہتے ہین کہ کوثر ایک نہر ہے بہشت مین ابن
عباس نے کہا کہ وہ بھی خیر کثیر ہی کے قبیل سے ہے یعنی وہ مین کہ دیا ہمنے تجھے ای محمد دونون
جہانکی خوبیون سے وہ کہ جسکی کثرت کو کچھ نہایت نہین ہے اور دیا نہین گیا کسیکو سوا تیرے
اور عطا کرنے والا اوسکا مین ہون کہ پروردگار ہون جہان اور اہل جہانکا پس واسطے تیری مین
شریف تر اور وافر تر عطائین فصل لربک یعنے پس پرستش کر تو اپنے پروردگار کی جس نے
ارجمند کیا تجھے اپنی عطا سے اور نوازش کی اوسنے اور بچا لیا خلق کی منت سے تیری قوم کو گمان
ہے جو خدا کے غیر کو پرستش کرتے ہین وانحر یعنے اور نحر کر یعنے ذبح کر تو واسطے خدا کے اور نام
سے خدا کے برخلاف اس قوم کے جو بتون کے نام سے ذبح کرتے ہین ان شانئک ہو الابتر
یعنے تحقیق کہ جو کوئی تجھے دشمن رکھتا ہے اور خلاف کرتا ہے تجھسے وہی ابتر ہے یعنی نسل
اور نیز برکت سے ہے نہ کہ تو ہو وہی کیونکہ قیامت تک مومنون سے جتنے پیدا ہونگے سب تیری
اولاد معنوی ہونگی اور ذکر تیرا بلند ہے منبر و نیز اور زبان پر ہر ایک عالم ذاکر کے آخر دہر تک
ابتدا کرینگے خدا کے نام سے اور مثنیٰ کرینگے تیرے نام پر اور واسطے تیرے آخرت کی درمیان
وہ چیز ہے جو احاطہ کرنے سے بیان کے اور وصف کے باہر ہے تجھسے شخص کو ابتر تیرا عیب
کرنے والا ہے کہ دنیا اور آخرت مین کوئی اوسکا نام نہ لیوے اور اگر نام لیوے تو ساتھ لعنت کے
لیوے قطعہ لعنت خدا کی اوسپہ جو ہو دشمن نبی ✤ جو راہ راست چھوڑ کے کرتا ہے کجی ✤ یا رب
مین اوسکا پیرو آل و صحابہ ہون ✤ نہ دوست خارجی کا ہون نہ یار رافضی ✤ فاغفر لنا بفضلک
یا سامع الدعاء ✤ لا الیک حاجۃ و علیہ معولی ✤ مجھکو نبی کی آل کی الفت سے شاد رکھ ✤ دنیا مین
آخرت مین بھی کہ آسرا وہی ✤ اور ابو بکر بن عباس رضہ نے کہا کہ مراد کوثر سے کثرت امت ہے
اور حسن بصری نے کہا قرآن مراد ہے اور عکرمہ نے کہا نبوت اور مغیرہ نے کہا اسلام اور حسین
بن فضل نے کہا تیسیر قرآن اور تخفیف شرائع مراد ہے اور بعضون نے کہا شفاعت کرنا اکثر امت کا
مراد ہے اور بعضون نے شفاعت اور معجزات نبوت کو مراد کہا ہے اور بعضون نے قرآن الخ

اور ذکر عظیم اور نصرت پانا اعدا پر ارادہ کیا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ کوثر سے مراد علما امت
ہین فالعلما ورثۃ الانبیاء یعنے پس عالم انبیا کے وارث ہین رواہ احمد و ابوداؤد و ترمذی اور
بعضون نے کہا مراد کوثر سے علم ہے اس ذکر کے قرینے سے جو فرمایا کہ فصل لربک اور اسکے بعد
یعنے انا اعطیناک الکوثر کے بعد اور جو کچھ مقدم ہے عبادت پر سو علم ہے اور عبادت اوسکا نتیجہ
ہے اور کوئی چیز کثرت اور وسعت مین علم کی صفت کو نہین پہونچتے اور بعضون نے کہا کوثر خلق
حسن ہے اور صواب وہ ہی کہ کوثر کے تئین مخصوص کسی چیز کرکے نہ کہین بلکہ وہ تمامی صفات
اور کمالات کو شامل ہے اور خیر کثیر شامل ہے تمام معنون کے تئین اور فصل الخطاب مین ان
معنون کے مذکور کے بعد اس قوم سے یعنے جن راویون کے نام لیے گئے ہین اور اقوال منقول ہین
اور کہا ابن عطا نے یعنے انا اعطیناک کے معنی یہ کہ دی ہمنے معرفت یعنے شناسائی اپنی ربوبیت
کی یعنے پروردگار ہونے کی اور دیا ہمنے انفراد یعنے ایک ہونا اپنی وحدانیت پر اور اپنی قدرت اور
مشیت پر معرفت عطا کی ہمنے تجھے ای محمد اور سہل تستری نے کہا انا اعطیناک الکوثر یعنے دی
ہمنے تجھے معرفت اور کثرت ساتھ وحدت کے اور دیا علم توحید تفصیلی توحید کے معنی خدا کو واحد جاننا
اور دیا ہمنے علم شہود وحدت کا عین کثرت مین اوس تجلی سے جو ایک ہی اور یہ تجلی بمنزلت ایک نہر کے
ہی اور بہشت مین جو کوئی اوس سے پانی پیوے کبھی پیاسا نہووے فصل لربک یعنے جب تو نے مشاہدہ
واحد کا کیا عین کثرت مین پس نماز کر تو اوپر استقامت کرنی نماز کامل کے ساتھ شہود روح کے اور
حضور قلب کے اور انقیاد کرنا اونکا اور طاعت بدن کے ساتھ تقلب کرنے یعنے تصرف کرنے عباد
کے ہیاکل کے درمیان کیونکہ یہی ہے نماز کامل ایسی نماز کہ جمع کرنے والی جمع اور تفصیل کے حقوق کی
تفصیل کے معنی جدا کرنا ہیاکل جمع ہیکل ہے بمعنی شکوہ اور بنا ہی بلند وانحر یعنے ذبح کر تو انانیت
تیرا اور گاؤ کے تئین تا کہ ظاہر نہووے انانیہ تیرے شہود مین ساتھ تلوین کے تلوین کے معنی رنگ برنگ
ہونا اور سلب نکرے یعنے محو نکرے تجھے تمکین کے مقام کے تئین اور رہ تو ساتھ حق کے صفت
فنا کر کے باقی اوسکی بقا کر کے ابد تک تا کہ تو ابتر نا تمام نہووے اپنے واصل ہونے مین اور اپنے حال مین
اور اپنی امت کے متصل ہونے مین ساتھ تیرے جو تیری ذریت ہین تحقیق کہ دشمن رکھنے والا تیرا جو
برخلاف اس طریق کے ہے اور منقطع ہے حق سے ابتر وہی ہے نہ یہ کہ تو اور مولانا تاج الملۃ

والدین العصدر البخاری کے حقایق الحقایق مین مذکور ہے انا اعطیناک الکوثر یعنے تحقیق کہ ہمنے عطا کین تجھے بہت سی خوبیان اور ہر نوع کے فضائل عدد اور شمار سے باہر اور بالجملہ ائمہ تاویل کی ائمہ جمع امام اور اقاویل جمع قول یعنے جو امام اہل تاویل ہین اونکے اقوال اور تفصیلین اس اجمال کے مقابل ایک حرف ہے دفتر سے اور ایک قطرہ ایک ندی سے انتہی کلام فصل الخطاب واللہ اعلم بالصواب

وصل اور اون چیزون سے جو دلالت رکھتی ہین غایت فضل اور کرامت پر حضرت سرور عالم صلعم کے اوپر اسبات کے کہ وہ سرور صاحب الانبیا ہے اور اوپر اسبات کے کہ انبیا اوس جناب کی امت کے حکم مین ہین یعنے مثل امت ہین یہ آیت ہے واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ااقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاہدین فمن تولی بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون یعنے اللہ تعالی فرماتا ہے اے محمد یاد کر جسوقت کہ لیا پروردگار عالم نے عہد اور پیمان پیغمبرون سے یکہ ہر گاہ دیا مین نے جو کچہ تمکو کتاب اور حکمت سی لس آویگا تمہارے تئین ایک رسول لیا رسول کہ تصدیق کرنے والا اوس چیز کا جو ساتہ تمہارے ہے اور یہ صفت تمام پیغمبرون کی ہے کہ تصدیق کرتے ہین یکدگر کی اور اصول دین مین موافق ہین تاکہ ایمان لاؤ تم اوس رسول سے اور نصرت دو اوسکے تئین خبر دی اللہ تعالی نے اسبات کی کہ عہد لیا ہر پیغمبر سے جسے بھیجا عالم مین آدم کے زمانے سے محمد صلعم کے زمانے تک تمامی مفسر اسبات پر ہین کہ مراد اس رسول سے محمد صلعم ہین اور نہین بھیجا اللہ تعالی نے کسی ایک پیغمبر کو مگر یہ کہ ذکر کیا اوس سے محمد کا اور فرمایا اوسکو اوس جناب کے اوصاف کی تئین اور لیا اوس پیغمبر سے میثاق یعنے عہد اوپر اسبات کے کہ اگر پاوے اوس جناب کے زمانے کے تئین ایمان لاوے اوس سرور صلعم سے اور لابد جب انبیا علیہم السلام سے اللہ تعالی نے میثاق اونکی امتون سے جو اونکے تابع ہین اونسے بھی لیا ہوگا اور جب انبیا اصل اور متبوع ہین ہنیحے تابع وارہی کیے ہوئے کفایت فرمایا اللہ تعالی نے آیت کے درمیان اونکا ذکر کرنے سے یعنے صرف اونہین کا ذکر کیا امت کا نہین فرمایا علی مرتضی رضنے اور ابن عباس رضنے کہ نہین بھیجا اللہ تعالی نے کسی پیغمبر کے تئین مگر یہ کہ لیا اوس سے عہد کہ اگر رہے پاوے محمد صلعم کے تئین ایمان لاوے اوس سرور صلعم سے اور نصرت دیوے اوسکی اور بعضے کہتے ہین کہ مراد وہ ہے کہ لیا خدا تعالی نے میثاق کے تئین جو صاحب

ایسی امتوں پر عہد لیا کہ جب محمد صلعم مبعوث ہوں ایمان لاؤ تم اوس سرور صلعم سے اور بیان کرو تم اونکو اون لوگوں سے جو بعد تمہارے آویں اور اسیطرح یہانتک کہ نوبت پونہچے اہل کتاب کی مراد یہود وغیرہ سے جو ہم عصر تھے سرور عالم صلعم کے اور جب حضرت صلعم مدینے مین تشریف لائے اور تکذیب کی اہل کتاب کی بہتون نے تب یاد دلایا حضرت صلعم نے اوس میثاق کے تئین اونکو اور نازل ہوا وہ آیہ جوا اوپر گذرا اور احتجاج کیا ان بعضون نے یعنے جنکا مقولہ یہ ہے کہ کہتے ہین کہ ہر ایک پیغمبر سے اللہ تعالی نے میثاق لیا کہ اپنی امت سے عہد لیوین الخ یعنے طلب دلیل کرنا اونکا اوپر اس بات کے کہ جن لوگون سے اللہ تعالی نے میثاق لیا چاہیے کہ واجب ہوا او نپر ایمان لانا اوس جناب سے مبعوث ہونیکے وقت اور انبیا تو حضرت کی بعثت کے وقت جملہ اموات سے تھے اور میت مکلف نہین ہوتی پس متعین یعنے ثابت ہوا کہ میثاق ماخوذ امم ہوگا اور مؤید ہے اس قول کے تئین یہ کہ اللہ تعالی نے فرمایا فمن تولی بعد ذلک فاولئکہم الفاسقون اور یہ وصف انبیا کی نسبت کرنی لائق نہین ہے بلکہ لائق ہے امت کی نسبت کرنی اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد آیت سے بطریق فرض و تقدیر ہے کہ انبیا اگر جیتے ہوں تو واجب ہے اونپر ایمان لانا محمد صلعم سے نہ کہ اخبار ہوا اوسکے واقع ہونے مین وجود کے درمیان اور بہت احکام ہیں کہ فرض اور تقدیر کرکے آتے ہین جسطرح لئن اشرکت لیحبطن عملک و لو تقول علینا بعض الاقاویل و من یقل منہم انی الہ الخ اور اتنا کافی ہے اظہار فضل و شرف مین اور کرامت مین اوس جناب کی اور جب بنا کلام اوپر فرض اور تقدیر کے ہے تو فرمانا حضرت حق جل و علا کا فمن تولی بعد ذلک فاولئکہم الفاسقون بہی درست ہوگا اور بہی جب انبیا کو حکم کیا اور میثاق لیا کہ بر تقدیر حیات واجب ہی اونپر کہ ایمان لاوین محمد صلعم سے تو اونکی امتونپر بہی واجب ہوگا بطریق اولی اور و فمن تولی بعد ذلک فاولئکہم الفاسقون منسوب ہے امم سے پس لینا میثاق کا انبیا سے اور تاکید اور تقریر اور شدت کرنا اور پراو قومی تر اور داخل تر ہوگا درمیان مقصود کے پس سمجہہ کہا امام سبکی نے کہ اس آیت مین بشارت ہے کہ حضرت محمد صلعم بر تقدیر حیات انبیا اوس جناب کے زمانے مین مرسل ہونگے یعنے بہیجے گئے طرف اونکے پس ہوگی نبوت اور رسالت اوس سرور صلعم کی عام اور شامل تمام خلق کے تئین آدم صلعم کے زمانے سے روز قیامت تک اور تمام انبیا اور اونکی امتین امت اوس جناب کی ہونگی اور فرمانا حضرت صلعم کا کہ بہیجا گیا ہون مین تمامی انسانون کیطرف اور فرمانا حضرت حق کا وما ارسلناک الا کافۃ للناس یعنے

نہین بہجا ہمنے تجہے اے محمدؐ مگر تمام آدمیون کیطرف یہ مخصوص نہوگا اون لوگون کرکے جو اوس سرورؐ کے زمانے سے قیامت کے دن تک ہین بلکہ متناول ہے یعنے در گیرندہ اون لوگون کے تئین بہی جو اوس سرورؐ سے اول تہے اور لینا میثاق کا واسطے اوس جناب کے ابنیاؤن سے واسطے اوسکے کہا تاکہ معلوم کرین وہ سرورؐ مقدم اور معظم ہے اوپر اونکے اور وہ سرورؐ نبی اور رسول ہے اونکا پس نظر کر تو اے طالب انصاف سے اس تعظیم عظیم پر جو اس نبی کریم کے واسطے ہے اوسکے پروردگار سے اور جب پہچانا تونے اس کے تئین جانا تونے کہ نبی محمدؐ ہے اور وہ سرورؐ نبیونکا نبی ہے اور یہیں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخرت مین آدمؑ اور سوا اوسکے اور انبیا تحت لوا ہونگے حضرت محمدؐ کے جیسا کہ فرمایا آدم ومن دونہ تحت لوائی اور اگر از روے فرض کے انبیا علیہم السلام اوس جناب کے زمانے مین ہوتے یا وہ سرورؐ اونکے زمانے مین ہوتا تمام ایمان لاتے اوس سرورؐ پر اور یاری دیتے اوسکی اور اسیواسطے فرمایا لوکان موسی حیًا ما وسعہ الا اتباعی اگر ہوتا موسی پیغمبر جیتا نہ وسعت کرتی اوسے مگر اتباع میری یہ میثاق لینے کی جہت سے تہا واسطے اوس سرورؐ کے اور اسیواسطے عیسےؑ آخر زمان مین شریعت پر اوس سرورؐ کی آوینگے اور حال یہ کہ وہ نبی کریم باقی ہے اپنی نبوت پر اور نقصان نہین ہوا اوس سے کچہ ایک اور اسیطرح تمامی انبیا فرض وجود کرکے اونکا یعنے یہ کہ جیتے ہوتے موجود ہوتے زمانے اوس سرورؐ یا فرض وجود کرکے اوس سرورؐ کا اونکے زمانے مین مستمر ہین یعنے جاری اور ثابت ہین اپنی نبوت اور رسالت پر اپنی امتون پر اور وہ سرورؐ نبی ہے اوپر اون کے اور رسول ہے یعنے فرستادہ خدا ہے طرف اونکے پس نبوت اور رسالت اوس سرورؐ کی عام تر اور شاملتر اور عظیم تر ہے تامل کر تو یعنے سوچ اس معنی مین تاکہ گمان فاسد نکرے تو کہ اس نبوت اور رسالت کا نفی کرتا ہے انبیا کا ایسا کہتے ہین صاحب مواہب نے اور اسکی تحقیق اور تفصیل کی ہے اوسسے زیادہ اوپر اوسکے جو کچہ مذکور ہوا اور کہا مولف نے کہ ظاہر آیت لینا میثاق کا ہے انبیا سے اس قول الٰہی کے قرینہ ظاہر سے کہ لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ اور تصریح فرمایا امیر المومنین علی مرتضیٰ رضہ اور ابن عباسؓ کا ظاہر اوس بات سے کہ انبیا سے عہد و میثاق لینے کے وقت اور ایمان لانے اوس سرورؐ سے اور نصرت کیکی مراد اوس سے یہی موافقت اور توثیق عہد یا نصرت ہونا حضرت ہو وجود مین آیا ہے اور بہت لوگ سمجہے کہ سرورؐ کے وجود عنصری سے آگے ایمان لائے ہین مثل جلیب

نجار وغیرہ بلکہ سلف کے تمامی خلق گذشتے سے اوس سرور کی نبوت اور کمالات اور فضایل کی خبر زمان سابق مین مشرف ہوئے تھے اتنا ہی کافی ہے اسبات کے درمیان کہ انبیا اور اونکے ہتین حضرت کے حکم امت مین ہین اور وہ سرور رسول ہے اونکا اور انبیا علیہم السلام خود شب اسرا مین ساتھ اوس کے کی مسجد اقصیٰ کے درمیان جمع ہوئے اور حضرت نے امامت کی اور سب نے اقتدا کی اوس سرور کی پس وہی سب اوسوقت ایمان لائے اور خود اتفاق امت ہے انبیا کی حیات پر یعنے سب گروہ کا اسپر ایکا ہے کہ انبیا زندہ ہین اور اونکی بقا پر حیات حقیقی دنیاوی کرکے اگرچہ میثاق لینے مین پیغمبرونکے اپنی اپنی امتون سے اوپر ایمان لانے اور نصرت دینے پیغمبر اخرالزمان کے بھی فضل اور شرف ہے اوس سرور کا ایسا فضل و شرف کہ دوسرونکو نہتا ولیکن میثاق لینے مین اللہ تعالی کے پیغمبرون سے اوپر اوسبات کے یعنے انبیا کی میثاق لینے سے اپنی امتون سے عزیز تر اور عظیم تر ہے فافہم وباللہ التوفیق

وصل فرمایا اللہ تعالی نے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض اور فرمایا ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض یہ دونو آیتین نص ہین اسبات پر کہ مرتبے انبیا کے متفاوت ہین بعض افضل ہین بعض سے اور رد ہے اونکا اور معتزلہ کے جو قائل اسبات کے کہ فضل نہین بعض انبیا کو اوپر بعض کے اور سب متساوی ہین پس ایک گروہ کہتے ہین کہ آدم علیہ السلام افضل ہے حق پدری کی جہت سے اور یہ قول فاسد ہے کیونکہ کلام فضل مین نبوت کی حیثیت سے ہے نہ یہ کہ ابوت سے اور بہت ایسا ہوتا ہے کہ بیٹا افضل ہو باپ سے کمالات مین اگرچہ باپ حق ابوت رکھتا ہے یعنے حق پدری اور ایک گروہ کہتے ہین کہ سکوت یعنے چپ رہنا اس مقام مین اولی ہے اور بعض قرآن کے بعد جو ناطق ہے تفضیل پر بعض نبی کے اوپر بعض کے تو پھر کیا جائے سکوت ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے منہم من کلم اللہ یعنے اونہین نبیون سے ہے جسنے کلام کیا اللہ تعالی سے کہتے ہے مفسرون نے کہ مراد اس سے موسی ہے کہ کلام کیا اللہ تعالی نے اوس سے بیواسطے یعنے کوئی دوسرا بیچمین نہین اور یہ آیہ نص نہین ہے تخصیص کرنے مین موسی کا کلام کرکے اور حال یہ کہ ثابت ہوا ہے کلام کرنا حضرت سید المرسلین کا شب معراج مین بیواسطہ بیواسطے سے مراد یہ کہ حبیب اور محبوب کے بیچمین کوئی دوسرا نہین جوایہ ہرکی ادہرکی اودہر کہے اور اودہرکی ادہر کہے لوہنچا جسطرح وحی کی صورت ہے مگر یہ کہ کلام کرنا موسی کا ہے کسی اور وجہ خاص سے ہو کہ اوسکی وجہ تخصیص کے تئین ساتھ اس لفظ

سکے اور غالب ہونا اہم کلیم ہنیے کا اور یہ موسیٰ کے شاید جسطرح کہتے ہین کہ اونسے کلام نفسی سنایا
کسی جہت سے سنا اور جسوقت حضرت رسول ہو فوق عرش گئے اور اوسجگہہ پونہچے جہان منتہا ہے
علوم خلائق ہے اور کوئی اوسجگہہ نہ پونہچا جو کچھہ اوس سرور کو حاصل ہوا ہوگا کلام بیواسطہ وغیرہ
درجات اور کمالات سو اعلی اور اتم اور اکمل ہی ہوگا اون چیزون سے جو دوسرونکو حاصل ہوا اور
ایما کی یعنی اشارت طرف اسی معنی کے قول الٰہی نے ورفع بعضھم درجات یعنے بلند کیے اللہ
تعالی نے درجے بعض کے اونکے اتفاق ہے تمام مفسرونکا کہ مراد اس بعض سے محمد ہے اور لکھا ہے کہ
اس ایہام مین ایسی تعظیم فضل اور اعلاء شان اوس سرور کی ہے کہ مخفی نہین ہے عارف پر اسالیب کلام
کے یعنے جو پہچانتا ہے کلام کے اسلوبون کے تئین اور شہادت ہے اوپر اسبات کے کہ وہ سرور
امتیاز پایا گیا ہے اور تعین کیا گیا ہے ایسا کہ جسمین کچھہ شبہہ نہین ایہام وہم سے آیا ہے اور اہل
معانی کی اصطلاح مین ایہام اوسے کہتے ہین کہ کوئی کلام کرے منثور ہو یا منظوم ایسا کہ دو معنی رکھتا
ہو قریب اور بعید چنانچہ نظیر اوسکی بدیہتہ مین لکھتا ہون واسطے ناظرون کے مصرع رابع مین اسکے
ایہام ہے قطعہ نہو سرکش جلامت دل کسیکا شعر و مطلق ✤ زبانکو قید کر مجلس مین اپنی شان رہنے دے
لبون تک آرہی ہے جان اوٹھہ جا اے نصیحت گر ✤ مجھے ہے انتظار جان ہوائی جان رہنے دے
اور عالمون نے کہا ہے کہ تفضیل جو اسجگہہ مراد ہے انبیا کی تئین تین وجہہ سے ہے ایک یہ کہ آیات
اور معجزات نبی کے اظہر اور اشہر اور اکثر اور قوی تر ہون ساتھہ امت کے ایسی امت کہ ازکی یعنے پاکیزہ
تر ہو اور عالم تر اور اکثر یا یہ وہ نبی اپنی ذات مین افضل اور اکمل اور اطہر ہو اور فضل فرا انکا رجوع کرتا ہے
طرف اوس حبیب کے جس چیز کر کے مخصوص گردانا گیا ہو وہ نبی یعنے کرامت اور اختصاص اوسکے کلام
کے مرتبونکا یا یہ خلت یا روئیت وغیرہ الطاف اور تحف اختصاص سے ہو تحف جمع تحفہ ہی ہے اور یہ
بیان خلت و روئیت ہے یعنے خلت اور روئیت کن چیزون سے ہو الطاف اور تحف اختصاص سے
اور شک نہین کہ آیات اور معجزات ہمارے پیغمبر کے اظہر اور اکثر اور اقوی اور ابقی یعنے باقی ترین اور
منصب اوس جناب کا اعلی اور دولت اوس جناب کی اعظم اور اوفر ہے اور امت اوس سرور
کی ازکی اور اعلم اور اکثر ہے اور بحکم آیت قرآنی کنتم خیر امۃ یعنے تم بہترین امم ہو موصوف ہے چنانچہ
کرکے جسکا مفہوم شامل ہے تمامی فضائل اور کمالات کے تئین اور ذات مستجمع الصفات اوس سرور کی

افضل اور اکمل اور اطہر ہے اور خصوصیات اور کمالات اور کرامات اوس جناب کے اعظم اور اشہر اور اظہر اور درجہ اوس جناب کا رفیع تر ہے تمامی مرسلین کے درجون سے اور زکی تر اور اطہر اور افضل تمامی مخلوقات سے اور حدیث شفاعت کے درمیان دیکھا چاہیے کہ محشر کے روز تمامی خلایق اپنے شفیع کے ڈھونڈھنے مین نکلین اور آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسی اور عیسی کے نزدیک آوینگے اور شفاعت کی التماس کرینگے اور وہی تمام اپنی عجز اور ناتوانی سے مقام شفاعت مین کھڑے ہونے سے اعتراف کرینگے اور کہینگے کہ یہ کام ہمارا نہین پس سید المرسلین خاتم النبیین کے حضور آوینگے اور عرض کرینگے کہ ای ختم رسل ہمکو بچاؤ حضرت فرماوینگے کہ یہ کام میرا ہے پس بارگاہ عزت مین جاوینگے اور شفاعت کرینگے الحدیث اشعار دہ بحر نبوتکا در یتیم ٭ شفیع امم اور رسول کریم ٭ شفاعت کی اقلیم کا تاجدار ٭ رسالت کے ساحت کا یکتا سوار ٭ خدا نے کیا تیرا رتبہ عظیم ٭ تو ہی ہے شہا افضل المرسلین ٭ خدا پاس مقبول تری بات ہے ٭ شفاعت ہماری ترے ہات ہے ٭ چہ کم گردد ای صدر فرخندہ پی ٭ ز قدر رفیعت بدرگاہ حی ٭ کہ باشند مشت گدایان خیل ٭ بمہمان دار السلامت طفیل ٭ اور فرمایا حضرت سرور عالم نے کہ انا سید ولد آدم وانا اکرم ولد آدم یعنے مین سردار بہترین اولاد آدم کا ہون اور مین گرامی ترین اولاد آدم ہون اپنے پروردگار کے نزدیک اوس روز یعنے روز حشر ولیکن یہ حدیثین دلالت کرتی ہین اولاد آدم کی افضلیت پر اور کہتے ہین کہ ولد آدم اور بنی آدم عرف مین نوع انسان ہے کہ آدم بھی اوسمین داخل ہے اور اسیواسطے ایک روایت مین آیا ہے انا سید الناس یوم القیمۃ یعنے مین سردار ہون انسان کا قیامت کے روز اور اولی استدلال یعنے طلب دلیل کرنا اور دلیل قائم کرنا اس حدیث کرکے ہے کہ آدم ومن دونہ تحت لوائی یعنے آدم اور سوا آدم کے میرے لوا کے نیچے ہونگے حشر کے روز اور بعضون نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کیونکہ شک نہین ہے کہ بہتر ہونا امت کا بسبب دین ہے اونکے کمال کے درمیان اور یہ تابع کمال ہے انکے پیغمبر کا کہ تابع ہین اوس سرور کے اور امام فخر رازی نے استدلال کیا ہے اوپر اس بات کے کہ اللہ تعالی نے وصف کیا اپنے انبیا کے تئین اوصاف حمید کرکے بعد اسکے فرمایا محمد مصطفے کے تئین اولئک الذین ہدی اللہ فبہدیہم اقتدہ یعنے وہ گروہ انبیا جنکو ہدایت کی اللہ تعالی نے پس اونکی ہدایت کرکے اقتدا کر تو اوسے پس امر کی اللہ تعالی نے اپنے حبیب کو اون تمام کے اقتدا پر اور لابد

اوٹھانا اور بجالانا حکم الٰہی کا ہوگا اور جب بجالاے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اون
چیزون کو جو کچھ دی گئین انبیا کے تئین یعنے خصلتین اور کمال پس تحقیق کہ جمع ہوا درمیان
اوس سرور صلعم کے جو کچھ متفرق اور پراگندہ تہا درمیان اونکے یعنے انبیا کے جو جو کمالات
اور خصلتین تہین ہر ایک طرح کے کمال وغیرہ مجتمع ہوئے ذات شریف مین حضرت صلعم کی جسطرح
ہزارون طرف سے ندیان نالے دریا سے آملین پس افضل ہوا وہ سرور صلعم اونسے
اور یہ استدلال لطیف ہے اگرچہ ابتدا نظر وہم مین ایسا آوے کہ وہ سرور صلعم امر کیا
گیا انبیا کی اتباع کرنے کے پس مفضول ہوگا یعنے فضل پایا گیا اور مراد اقتدا انسے انکے
موافقت ہے اور جب انبیا اوس جناب سے آگے تہے اطلاق کیا گیا لفظ اقتدا کا مترجم
کہتا ہے کہ مین تصدیق کرتا ہون اس قول کی اور سلطنت اور شاہی عالم کی ایک نمونہ ہے
کارخانہ شاہی الٰہی کا جسطرح پادشاہ پہلے پہل کسیکو ایک چہوٹے منصب پر سرفراز کرے
اور وہ بخوبی اوس کام کے عہدے سے نکلے اوسکے بعد دوسرا منصب جو پہلے سے
برتر ہے اسیطرح یہان تک کہ ندیم بارگاہ اور اخص الخاص ہوا اس درجے مین کہ ارکان اور
اعیان سے کوئی اوسے نہ پوچھے اور مختار کل ہوجائے انتہی اور اسیطرح ہے کلام امر
کرنے مین حضرت صلعم کی ملت ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کرنے پر اور بہی دعوت اوس سرور صلعم
کی پوہنچی ہے اکثر شہرون مین عالم کے زیادہ اون چیزون سے جو پوہنچین تمام انبیا کے تئین
اور نفع پانا اہل عالم کا اوس سرور صلعم کی دعوت سے اکثر اور اکمل ہوگا نفع پانے سے تمامی
امتون کے تمام انبیا علیہم السلام سے پس سرور عالم صلعم افضل ہے تمامی انبیا سے اور خیر الناس من
ینفع الناس یہ ضرب المثل ہے یعنے جس شخص سے آدمی نفع پاوے وہی بہترین انسان
ہے اور روایت کی گئی ہے اصحاب کی فضایل مین کہ ظاہر ہوئے علی مرتضی رضی اللہ عنہ دور سے پس فرمایا حضرت صلعم
نے ہذا سید العرب یعنی یہ سردار اور پیشوا ہے تمامی عرب کا اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے بیشک اور بعضون
نے کہا ہے کہ ضعیف ہے اور ذہبی نے حکم اوسکی وضع پر کیا ہے خدا جانے لیکن جو کچھ قرآن مین واقع ہوا ہے لانفرق بین احد
منہم اور صحیحین کی حدیث مین آیا ہے ابی ہریرہ سے کہ لاتفضلونی علی الانبیاء یعنی فضیلت دو مجھکو انبیا پر اور ایک روایت
مین لاتفضلوا بین الانبیاء اور ابی سعید خدری سے آیا ہے لاتخیروا بین الانبیاء اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث مین آیا ہے مسلم کے نزدیک کہ بہتر دا[illegible]

بندیکو کہ کہے مین بہتر ہون یونس بن متیٰ سے اور ابی ہریرہ کی حدیث مین شخین سکے نزدیک
جوکوئی کہے کہ مین بہتر ہون یونس بن متی سے پس تحقیق کہ جھوٹ کہا اوسنے جواب دیا ہے
سبکا عالمون نے کہ مراد اس قول الٰہی سے جو فرمایا کہ لانفرق بین احد منھم یعنے نہین فرق کرتے
مین درمیان ایک کے اون سے فرق کرنا درمیان ایمان لانے کے ہے کہ بعض ایسا ایمان
لاوین ہین اور بعض سی نہ لاوین جسطرح فرمایا ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا
بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض الایہ اور حقیقت مین تکذیب کرنا ایک رسول
کا تکذیب کرنا تمامی رسولونکا ہے اور اوپر اسی بات کے گمان کیا ہے بعضے عالمون نے
قول الٰہی کے تئین وان یکذبوک فقد کذب رسل من قبلک یعنے جو کوئی تیری تکذیب کرے پس
تحقیق کہ تکذیب کی اوسنے تمامی رسولون کی جو تیرے سے اول گذرے اور مساوات کرنا درمیان
انبیا کے ایمان مین منافات نہین رکھتا اسباتین کہ بعض افضل ہو بعض سی اور جواب دیا ہے
حدیثونکا کئی وجہون سے بعضون نے کہا ہے کہ نہی تفضیل اور تخیر سے یعنے اون حدیثونکا
جو اوپر گذرا کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ لا تفضلونی علی الانبیاء یعنے فضیلت مت دو مجھے تم اوپر
انبیا کے یہ نہی اسبات سے آگے تہی جو وحی نازل ہوئی حضرت صلعم کے تئین کہ تو سید انبیا اور
افضل بشر ہے اور سید ولد آدم ہے ولیکن واجب ہی اسکے کہنے والے پر کہ اثبات کرے
اس تقدیم کے تئین اوپر تاریخ کے اگرچہ جواب بطریق منع تمام ہے واللہ اعلم اور بعضون نے
کہا ہے کہ تفضیل نہ ہووے اوس وجہ سے کہ نقصان اور اہانت مفضول کی لازم آوے
اور تعصب نکرے تعصب کے معنی حمایت کرنا اور بعضون نے کہا ہے تفضیل اصل نبوت اور
رسالت مین ہے کیونکہ انبیا اصل نبوت مین ایک حد پر ہین اور تفاضل نہین درمیان
اونکے تفاضل ایک کو دوسرے پر بڑائی دینا اور تفاضل امور زائد کر کے ہے اوپر اوسکے
یعنے نبوت کے سوا جسطرح سے بعضے رسول ہین اور بعضے اولوالعزم اور یہ بات خالی ایک خفا
سی نہین خفا کے معنی پوشیدگی اور تفصیل اوسکی یہ ہے کہ بعضون نے کہا ہے کہ تفضیل دیتے
ہین ہم اوس شخص کے تئین جسکا درجہ بلند گردانا ہے حضرت رب العزت نے خدا یص قریب
سے اپنے اور تعرض نہین کرتے ہم تعرض کے معنی پیش آنا کسی کے تئین او تفضیل نہین دیتے

ہم بعض کے تئین اوپر بعض کی امت کے سیاست کرنے مین اور انداز کرنے مین یعنے ڈراتے نین
خدا کے غضب سے سیاست کے معنی نگاہبانی کرنا ملک کا اور رعیت پر حکم جاری کرنا اور تفضیل نہین
دیتے ہم صبر کرنے مین اونکے اوپر دین کے اور قائم ہونے مین اونکے اداے رسالت کرنے پر اور حریص
ہونے مین اونکے گمراہونکی ہدایت کرنے پر کیونکہ ہر ایک نے بذل کیا اپنی جہد اور وسع کے تئین جہد
کے معنی کوشش کرنا تکلیف نہین کی اللہ تعالی نے اکثر کرکے اوس سے فافہم اور بعضون نے
کہا ہے کہ ہم اعتقاد کرتے ہین کہ حق تعالی نے تفضیل دی بعض انبیا کے تئین اوپر بعض کے علی الاجمال
یعنے مختصر پر اور باز رکھتے ہین ہم اپنے تئین تفضیل دینے مین ایسی تفضیل جو اپنی رای سے ہو اور
یہ سخن ضعیف ہے کیونکہ ہم ایسی تفضیل نہین دیتے جو اپنی راے سے ہو بلکہ بحکم کتاب اللہ اور بحکم احادیث
رسول اللہ دیتے ہین جسطرح مذکور ہوا دلیلون سے فتدبر اور ابن ابی جمرہ نے جو اعظم علما مالکیہ
سے ہے یونس پیغمبر کی حدیث مین کہا ہے یعنے وہی حدیث جو اوپر گذری کہ جو کوئی کہے کہ مین بہتر
ہون یونس بن متی سے الخ کہ اوس کہنے سے مراد حضرت ﷺ کی نفی کرنا جہت کا اور تحدید کا اور
تکییف کا ہے حضرت حق سبحانہ سے جسطرح ابن خطیب رے نے کہا ہے تحدید کے معنی کسی چیز کی
حد آشکار کرنا اور تکییف کیفیت ظاہر کرنا اور جہت بمعنی طرف اور ابن خطیب رے سے مراد امام فخر رازی
ہے یعنے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے فضیلت نہین یونس پر جہت کے سبب یہ کہ مجھے آسمان پر لیگئے
اور یونس کو قعر دریا مین اوتارا اور اس جہت کی جہت سے مین قریب ہوون خدا سے اور وہ دور ہو پس
ثابت کرنے سے میری فضیلت اوپر اوسکے لازم اوسے کہ اللہ تعالی کے تئین جہت اور مکان ثابت
کرتے ہین پس اگرچہ مجھے سات طبق پر لے گئے اور یونس دریا کے غار مین ڈالا گیا نسبت میرے
قرب کے اور اوسکے قرب کے خدا کے نزدیک برابر ہے اور مجھے دوسرے فضائل اور کمالات
کر کے فضل انبیا پر اور یونس پر ثابت ہے اور یہ کلام امام دار الہجرت سے بھی روایت کیا گیا ہے اور
امام الحرمین سے بھی حکایت کیا گیا ہے اور بعض عالمون کے تئین ایسا تعین مناقشہ ہے یعنے جھگڑا
کہ ہم تفضیل واسطے اثبات کرنے مکان کے اللہ تعالی کے وجود کے لیے دی نہین کیونکہ جہات
جمیع جہت نسبت کرنی وجود حق کے برابر ہین یعنے خدا کے نزدیک ثریا اور ثری برابر ہے سب جگہ
محیط اور قریب ہے بلکہ ہم تفضیل دیتے ہین الا اعلی کے فضل کی جہت سے جو حضیض دنی پر ہے

ملا اعلیٰ سے مراد آسمان ہے اور حضیض ادنیٰ زمین پس تفضیل دینا سرور عالم کے تئین مکانت کر کر
ہی یعنے منزلت کر کے نہ یہ کہ مکان کر کے پس نہی تفضیل دینے سے مقید مکان کر کے ہے جس سے بوجھا جاتا
قرب مکانی علیتا مل یعنے پس گو کہ سوچ کرے وصل مسئلہ انسان کی فضیلت کا فرشتے پر کہ جمہور اہل سنت
وجماعت اوپر او سبات کے ہین مشہور ہے سا تہ اس تفضیل کے کہ خاصی بشر کے جو انبیا ہین افضل
ہین خاصان ملک سے جو جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اور حملۂ عرش یعنے عرش کے
اوٹھانے والے اور مقرب درگاہ الٰہی کے اور کروبیان اور روحانیان ایسی کچھ تفسیر کی سو اس کے
درمیان اور عقاید کی عبارت یہ ہے و رسل البشر افضل من رسل الملائکہ یعنے رسل بشر کے افضل
ہین ملائک کے رسولون سے ظاہرا یہ جماعت یعنے جن فرشتون کے نام مذکور ہوئے رسول ہین
فرشتون کے کہ ہر ایک ملائک کے گروہون کے تئین تبلیغ احکام الٰہی کرتے ہین تبلیغ کے معنی
پہنچانا اور تعلیم کرتے ہین اور عوام بشر کہ مراد جنسے اولیا اور صلحا اور اتقیا ہین نہ یہ کہ فسقہ اور عصاۃ
مراد ہون وہ جمع فاسق اور عاصی ہین تنقیص کی ہے اوپر اسبات کے شعب الایمان ہین تنقیص
کے معنی توڑنا اور عبارت اوسکی جسطرح کہ نقل کی گئی ہے یہ ہے کہ کلام کیا ہے از روی قدیم اور حدیث
کے ملائک کے باب مین اور بشر کے باب مین پس گئے ہین جانے والے طرف اسبات کے کہ رسل
بشر افضل ہین ملائک سے اور اولیا جو بشر سے ہین افضل ہین ملائک کے اولیا سے انتہی اور جمہور
سنت وجماعت کے اسواسطے کہا گیا کہ بعض اشاعرہ جمیع اشعری ملائک کی تفضیل کیطرف گئے
ہین اور مذہب قاضی ابوبکر باقلانی کا جو عمدہ اس مذہب والونکا اور شاگرد ابوالحسن اشعری کا ہے
یہی ہے اور عبداللہ حلیمی بھی اسی جانب ہے اور امام غزالی کے کلام سے بھی بعضے موضعون مین
بوجھا جاتا ہے اور بعضے اوپر اسبات کے ہین کہ تجرد اور قرب کی حیثیت سے ملائک افضل ہین
اور کثرت ثواب کے جہت سے بشر افضل ہین اور مراد اہل سنت کی کثرت ثواب کی فضیلت
پر ہے جسطرح رسول خدا کے اصحاب کے باب مین مرقوم ہے اور شیخ تاج الدین سبکی اعظم علما
مذہب شافعی سے ہے اور مرتبہ بلند علم مین رکھتا ہے کہتا ہے اوسنے کہ اگر کسیکو مدت عمر
مین مسئلہ تفضیل کا مخطور نہو لا نفیا ولا اثباتا یعنے نہ از روی نفی کے اور نہ از روی اثبات
کے امید رکھتا ہون مین کہ مسئول ہو یعنے پوچھا جاوے قیامت کے روز ظاہرا یہ سخن بشر اور ملک

کی فضیلت مین کہا ہے اور دلیلین دو نو طرف کی کتب کلامیہ کے درمیان مسطور ہین اور ملائک
بہی بعض اونسے افضل ہین بعض سے اور افضل اونکا جبرئیل ہے جسے روح الامین کہتے ہین او مظہر علوم اور
اور حامل وحی ہے اور تین اور فرشتے اور بہی افضل ہین تمامی ملائک سے اور تمامی کے درمیان بہی فاضل
اور مفضول ہونگے اور رسل افضل ہین انبیا سے اور رسولو نین بہی بعض افضل ہین بعض سے اور محمد
رسول اللہ افضل ہین تمامی رسل اور انبیا سے فہو سید المرسلین و خاتم النبیین و افضل الخلائق
اجمعین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ما صلی علی احد من الانبیاء والمرسلین وآلہ وصحابہ واتباع
ہداۃ طریق الحق ومحی علوم الدین اور انبیا کے عدد مین بہی اختلاف ہے اور مشہور اسباب مین
حدیث ابی ذر کی ہے ابن مردویہ کے نزدیک اوسکی تفسیر کے درمیان کہا اونسے عرض کی مین نے
کہ یا رسول اللہ کتنے انبیا ہین فرمایا ایکسو چوبیس ہزار عرض کی مین نے یا رسول اللہ کتنے ہین
رسول فرمایا تین سو تیرہ اور انبیا سے جتنے قرآن مین مذکور ہین یہ ہین آدم ادریس نوح ہود
صالح ابراہیم لوط اسمعیل اسحق یعقوب یوسف ایوب شعیب موسی ہارون یونس
داؤد سلیمان الیاس الیسع ذکریا یحیی عیسی اور اسے ذوالکفل اکثر مفسرین کے نزدیک
اور حضرت رب العزت قرآن مجید مین فرماتا ہے کہ ای محمد بعضے انبیا کا تیرے آگے قصہ کہا
گیا اور بعضو نکا نہین اسجگہہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قصہ تمام انبیا کا حضرت کے روبرو نہین
پڑہا گیا اور اس مسکین کے دلمین آتا ہے کہ یہ بات اوسوقت کی ہے جسوقت یہ آیہ نازل ہوا
جسطرح ترجمہ گذرا اور اور وقتو نمین جو قصہ اونکا نہین یاد کیا گیا بہی یاد کیا گیا ہوگا اور
بہت دور ہے کہ احوال اپنے محبوبو نکا اللہ تعالی اپنے حبیب سے ظاہر کرے اور احوال
اونکا اوس سے پوشیدہ کرے کما لا یخفی واللہ اعلم و فضل اور اعلی اور اعظم اون چیزون
کے جو کچہ اظہار فرمائے پروردگار تعالی نے کرامت اور مکانت یعنے منزلت اور مرتبہ اپنی رسول
کا قرآن مجید کے درمیان سو قصہ اسرا کا ہے اور دونو اور تدلی سورہ سبحان الذی کے درمیان
اور والنجم کے درمیان جو منظوی اور مشتمل ہے یعنے درگیرندہ تعظیم قدر اور منزلت اور علو درجت
اور قرب اور مشاہدہ آیات اور عجائب قدرت الہی جل شانہ کے تمکین از انجملہ حفظ اونکا مبالغ
کرنا اوس سرور کے تئین ہے دشمنون سے خصوصاً مکے کے مشرکون سے اور مدینے کے

جسطرح فرمایا واللہ یعصمک من الناس یعنے خدا نگاہبانی کرتا ہے تیری آدمیون کے شر سے
اور تھے حضرت م کو حراست یعنے نگہبانی کرتے تھے اصحاب حضرت م کی اور حراست اور پرہیز کرتے تھے
دشمنون کے شر سے اور یہ بھی حکم الٰہی ہے اور مقتضاے حکمت بالغہ سے اوسکی تھا اور جب وہ آیہ
نازل ہوا فارغ ہوے حضرت م دشمنون کے مکر سے اور فرمایا حضرت حق نے واذ یمکر بک الذین
کفروا لیثبتوک ویقتلوک ویخرجوک الخ اور یہ ابتداے ایام ہجرت مین تھا اور جسوقت حضرت م نے ہجرت
کی جیسا کہ وہ قصہ مشہور ہے اور فرمایا حضرت حق کا الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ یعنے مت یاری دو تم
اوسکو یعنے حضرت م سے مراد پس تحقیق یاری دیتا ہے اوسے اللہ دفع فرمایا اللہ تعالی نے اونکی
سرور م سے اس قصے مین مشرکون کی ایذا کے تئین جسوقت اونہون نے اتفاق کیا حضرت م کو
ہلاک پر اور اندہا کیا اونکی بصر کے تئین جسوقت حضرت م اون کے سامنے سے نکلا اور غفلت
مین آئے وے حضرت کے ڈہونڈہنے سے غار مین ساتہ اسکے کہ اونکو یقین تہا کہ رسول خدا م
اس غار مین ہین اور گہٹنا اونکی ہمتو نکا اسی بات سے ہے اور نازل ہونا سکون اور آرام کا
اور شہود کرنا حضرت حق کی معیت کا اوس سرور م پر اور یہ اعاظم معجزات سے اور آیات بینات
سے ہے کہ اپنے محل مین مذکور ہوگا معیت کے معنی ایکساتہ ہونا اور حفظ اور نگہبانی کرنے مین
اللہ تعالی کے اپنے حبیب کے تئین فرمایا حضرت حق جل شانہ کا اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ
معنا یعنے جسوقت کہتا ہے اپنے مصاحب کے تئین مت رو تو تحقیق کہ خدا ہمارے ساتہ ہے
یہ بات قصہ طلب ہے مترجم مجمل بیان کرتا ہے اہل ذوق کے لیے جسوقت حضرت م غار مین
چہپے اور دشمن واسطے تجسس کے نکلے وہان پہونچے صدیق اکبر ساتہ حضرت م کے اوس
غار مین جسکا نام حرا ہی تہی وے دشمن کو دیکہتے تہے اور اعدا اون کو دیکہہ نہین سکتے تہے خدا کی
قدرت سے اوس غار کے آگے درخت جہاڑی کے بلند ہوگئے فی الحال اور کبوتر نے وہان
انڈے دیے اور سینے لگا اور مکڑی نے غار کے منہ پر جالا پورا جسوقت کفار وہان پہونچکر
پوچہے کہا واللہ محمد یہان سے آگے نہین بڑہا ہو نہو اسی غار مین ہے لیکن مکڑی کے جالے
سے اور کبوتر کے انڈون سے کہوئے گئے کہنے لگے کہ اگر محمد اس غار مین آیا ہوتا تو جالا ٹوٹ جاتا
و انڈے گر پڑتے ویسے وقت مین ابوبکر صدیق رض غار مین جو مصاحب تہے حضرت م کے

رونے لگے اور حزن کرنے لگے حضرت صلعم نے فرمایا لاتخف ولاتحزن ان اللہ معنا مانند اسکے بعینے
سے بہی ظاہر ہوا ہے بنی اسرائیل کے ساتھہ جسوقت نکلے اور فرعون نے اونکا پیچہا کیا ڈر گئے اور اپنی ہلاک
کہ پایا ہمکو فرعون نے کہا موسیٰ نے کہ ان معی ربی یعنے تحقیق کہ خدا میرے ساتھہ ہے ولیکن کہا
گیا ہے کہ بہت فرق ہے حضرت صلعم کے شہود مین اور موسیٰ ؑ کے شہود مین کیونکہ حضرت صلعم کو اول نظر
اللہ کے وجود پر پڑی اور بعد اپنی ذات پر اور فرمایا ان اللہ معنا یعنے پہلے خدا کا نام لیا اور لفظ
جمع کرکے کہا جو شامل سکو تہا اپنے تئین اور اپنے غیر کو بہی اور موسیٰ کو اپنی ذات پر اول نظر پڑی
اور بعد اسکے وجود حق پر کہ کہا ان معی ربی اور یہ دو نو صورتین قرب اور شہود کے اقسام سے ہین اور
صورت اول اکمل اور اقرب ہے آور مصدوق اسکا ہے کہ ما رایت شیئًا الا و رایت اللہ قبلہ یعنے
نہین دیکہا مین نے کسی چیز کو مگر یہ کہ دیکہا مین نے اللہ کو آگے اوسکے یعنے سب چیز سے اول میری
نظر اللہ پر ہی پڑی اور ثانی ما رایت شیًا الا و رایت اللہ بعدہ یعنے نہین دیکہا مین نے کسی چیز
کو مگر حالیکہ دیکہا مین نے اللہ کو بعد اوسی چیز کے اول طریق جذب ہے اور ثانی طریق سلوک ہے
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولقد اتیناک سبعًا من المثانی والقران العظیم مراد سبع مثانی سے سات سورے
ہین دراز جو مقدم ہین قرآن کے سورون پر کہ اول اونہو نکا الم ذالک الکتب لاریب فیہ ہے
اور آخر اونکا سورہ انفال ہے یا سورہ توبہ ہے کہ یہ دونو ایک سورے کے حکم مین ہین یعنے
دونو ایک سورے کے مانند ہین اور اسیواسطے فصل یعنے جدائی نہ کی گئی درمیان اون کے
بسم اللہ کرکے اور مراد قرآن عظیم سے ام القران ہے یا سبع مثانی ام القران کی جو سات آیتین
ہین اور قرآن عظیم باقی قرآن کا اور نام رکہنا ام القران کا مثانی کرکے اوسکی تکرار کی جہت سے ہے
ہر رکعت کے درمیان یا اوسکے مکرر نازل ہونیکی جہت سے ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ سواسطے
سورہ الحمد کو مثانی کہتے ہین کہ استثنا کیا ہے یعنے چنا ہے اللہ تعالیٰ نے اوسے اپنے حبیب کے واسطے
اور ذخیرہ کیا ہے اوسکو واسطے اوس سرور کے اور نہین عطا کیا کسی نبی کے تئین سوا اوس
سرور کے اور نام رکہنا قرآن کا مثانی کرکے اس جہت سے ہے کہ مثنیٰ اور مکرر ہوئے ہین درمیان
اوسکے قصے یا اس جہت سے کہ ثنا کرنے والی ہے حق تعالیٰ کی یا ثنا کی گئی ہے اور حضرت حق
کے ساتہ بلاغت اور ایجاز کے ایجاز مختصر کرنا اور وجہ تسمیہ سات سورونکا مثانی کرکے بہی

اسی اعتبار سی ہوگا وقال اللہ تعالیٰ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا یعنے کہہ اے محمد تحقیق
کہ مین فرستادہ خدا ہون طرف تم تمام کے وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا یعنے اے محمد نہین بہیجا
مین نے تجھے مگر طرف تمامی انسانونکی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور یہ یعنے فرستادہ ہونا
طرف تمامی انسانون کے اوس سرورؐ کے خصایص سے ہے وقال اللہ تعالیٰ وما ارسلنا من
رسول الا بلسان قومہ لتبتین لھم یعنے نہین بہیجا ہمنے رسول کسی کو مگر ساتہ زبان قوم کی اسکے تاکہ بیان کرے واسطے اوس قوم کے اور شرح بیان اور بہی ایک فائدہ بیان کرتا ہے شبہہ
رفع کرنے کے واسطے کہ اوپر کی آیت سے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرتؐ تمام جہان کے
لوگون کیطرف مرسل ہین اور سب سے سب کی زبان سے دعوت اور بیان کرتے ہین اور حال
یہ کہ حضرتؐ عرب مین سے تھے اور زبان عرب دوسرے ملک والون کی زبان کے مخالف ہے
جواب یہ کہ ثابت ہوئی ہے یہ بات کہ حضرتؐ نے ہر ملک کے آدمی سے اوسی کی زبان سے
دعوت کی ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے اور مشہور کہ ہندوستان کے راجون سے کسی راجہ
کے راجانے اپنے پرجا کو پان اور چونا وغیرہ دیکر مکے کو بہجوایا اور کہا کہ یہ پیغمبر کے تئین دیجو اگر
اسکو اسکے آئین سے کہا دے اور تجہ سے بات ہماری زبان سے کرے تو جانیو کہ برحق پیغمبر
ہے جب یہ اس راجا کا فرستادہ وہان پہونچا حضرتؐ نے پان اوس سے لیکر اوسمین چونا لگا کر تناول
فرمایا اور کلام کیا اوسی کی لسان سے ان لفظون کہ تمرو راجہ کہیتم کسل ہتو ہیں تخصیص کی اللہ
تعالیٰ نے رسولون کی اونکی قوم سے اور بہجوایا ہمارے پیغمبرؐ کو طرف تمامی خلق کے جسطرح اوس
سرورؐ نے فرمایا بعثت الی الاسود والاحمر یعنے بہجوایا گیا مین طرف اسود کے اور احمر کے احمر سے
مراد اہل عجم ہین کہ رنگ اون کے سرخ اور سپید ہوتے اور اسود سے مراد عرب وغیرہ ہین کہ رنگ مین
اونکے سبزی ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم یعنی پیغمبر
نزدیکتر اور عزیز تر ہے مومنون کے تئین اونکی ذاتون سے اور امر اوسکا اوپر نافذ ہے یعنی جاری
ہے جسطرح نافذ ہوتا ہے حکم آقا کا اوپر غلام کے اور ازواج مطہرات اوس سرورؐ کی تمام مومنین
کی مان ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ اتباع کرنا اوس جناب کے امر کا اولیٰ یعنے بہتر ہے اتباع
کرنے سے اپنی ذات کے اور یہ بات اوس سرورؐ کی محبت اور اتباع کے واجب ہونیکے باب مین

ساتھ تفصیل کے واضح ہوگی اور ازواج مطہرات امہات ہین مومنون کے نکاح کی حرام ہوگی اونسی بعد اوس سرور صلعم کے اوس جناب کی کرامت کی جہت سے اور خصوصیت کی جہت سے اور اس جہت سے کہ وہی ازواج اوس سرور صلعم کے ہین آخرت مین اور قرات شاذہ مین آیا ہے کہ وہو اب لکم کہ وہ سرور صلعم باپ ہے تمہارا شاذ کے معنی نادر اور فرمایا اللہ تعالی نے وانزل علیک الکتب والحکمۃ وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنے اور بھیجا یا اوپر تیرے قرآن اور حکمت اور تعلیم کیا تجھے وہ کچھ جو تو جانتا نہ تھا اور وہ بڑا فضل ہے تجھ پر خدا کا یہ فضل عظیم ہے کہ کسی کا ادراک اوسکی ماہیت کو نہین پہنچ سکتا اور واسطی نے کہا ہے کہ یہ اشارت ہے طرف اوس جناب کے توجہ اوٹھانے کی اور طاقت رویت کی طرف وہ رویت کہ موسی جسکی تاب اور طاقت نہ لاسکا اور آیات قرآنی جو اوس جناب صلعم کے فضل و کرامت کے متضمن ہین بہت ہین اور حقیقت مین تمام قرآن حمد و ثنا الہی کے بعد بیان کرنے والا اوس سرور صلعم کے اوصاف اور کمالات کا ہے اور اوس سرور صلعم کی فضیلت کی خصوصیات سے ایک وہ ہے کہ جس جگہہ مشرک اور اعدائے دین نے اوس جناب صلعم پر طعن اور تنقیص کی ہے اللہ تعالی آپ بذات کریم خود متکفل یعنے سرانجام دینے والا اوسکے رد اور دفع کا ہوا ہے اور ایسی ہی عادت محب کی کہ جب سنے کہ کوئی سب اور طعن کرتا ہے آپ جواب دینے والا اوسکے رد کا ہوتا ہے اور یاری دیتا ہے اور حقیقت مین رد کرنا ابلغ رد اور نصرت دینا اوسکا اوسی اور رفع ہوگا جس وقت کہا اونہون نے کہ یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون یعنے اے وہ کوئی جس پر نازل ہوا ذکر تحقیق کہ تو مجنون ہے مجنون معنی دیوانہ فرمایا اللہ تعالے نے ما انت بنعمۃ ربک بمجنون وان لک لاجرا غیر ممنون وانک لعلی خلق عظیم یعنے نہین تو نعمت رب کرنے کے مجنون کرنے اور تحقیق کہ واسطے تیرے ایسا اجر ہے کہ جسے انقطاع نہین اور تحقیق کہ تو خلق عظیم پر ہے یعنے یا محمد تیرا خلق بہت بڑا ہے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور جو کوئی ان صفات سے موصوف ہو مجنون نہین ہوتا اور جب دیکھا عاص بن وایل سہمی نے اوس جناب کو مسجد سے نکلتے ہوئے اور وہ آتا تھا ملاقات کی انہین باب بنی سہم کے نزدیک نام ہے مسجد کے در کا اور باتین کین آپسمین اور اشقیا قریش بیٹھے ہوئے تھے مسجد مین اشقیا جمع

شقی یعنی بدبخت اور جب عاص مسجد مین آیا کہا قریش نے کس سے باتین کرتا تہا تو کہا اسی ابتر سے اشارہ طرف حضرت کے ابتر اوسے کہتے ہین جسکی اولاد نہ ہو اور حضرت کو ابتر اسواسطے کہا کہ حضرت ام المومنین خدیجہ سے ایک لڑکا پیدا ہوئے گذر چکا تہا پس جواب دیا حضرت حق جل وعلا نے ان شانئک ہو الابتر یعنی تحقیق کہ تیرا عیب کرنے والا وہی ابتر ہو اور ابتر ذلیل حقیر بے برکت کو کہتے ہین اور جب کہا اونہون نے کہ لست مرسلا یعنی تو رسول نہین جواب دیا اللہ تعالیٰ نے یس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم یس کے معنی یا سردار اور یہین قسم اور گواہی دینا ہے اوپر اثبات کے کہ تو مرسل ہے اور راہ راست پر ہے اور جب کہا اونہون نے ائنا لتارکوا الہتنا لشاعر مجنون یعنی آیا ترک کرین ہم اپنے معبودون کے تئین واسطے شاعر مجنون کے فرمایا اللہ تعالے نے بل جاء بالحق وصدق المرسلین اور فرمایا وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ یعنے ہمنے نہین تعلیم کیا اوسے شعر کہنا یعنے محمد کو اور سزاوار بہی نہین کہنا شعر کہنا واسطے اوسکے اور جب کہا اونہون نے لو نشاء لقلنا مثل ہذا ان ہذا الا سحر مبین یعنے اگر چاہین ہم البتہ کہین ہم مانند اس قرآن کے نہین وہ مگر جادو ظاہر ہے جواب دیا حضرت خالق نے قل لئن اجتمعت الانس والجن ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ یعنے کہہ ای محمد البتہ اگر جمعیت کرین انسان اور جن یہ کہ لاوین مانند اس قرآن کے نہ لاسکین گے مانند اوسکے اور جب کہا اونہون نے مال ہذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق یعنے نہین ہے یہ رسول کہ کہاتا ہے کہانے کے تئین اور چلتا ہے بازارون مین فرمایا اللہ تعالی نے وما ارسلنا من قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق یعنے نہین بہیجا ہمنے ای محمد تجہہ سے آگے مرسلون کے تئین مگر یہ کہ تحقیق وے کہاتے کہانا تہے اور پہرتے بازارونکے درمیان اور جب استبعاد کیا کافرون نے یعنے بعید سمجہے اثبات کے تئین کہ مبعوث ہوا رسول جنس بشر سے فرمایا اللہ تعالے نے لو کان فی الارض ملئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیہم من السماء ملکا رسولا یعنے باہمدیگر جنسیت سے نسبت پیدا ہوتی ہے اور تجانس موجب تباین ہے یعنے موجب ضد ہے چاہیے مبعوث طرف ملایک کے ملک ہو اور طرف اہل ارض کے بشر ہوتا کہ تجانس مورث توانس ہو اور تمام انبیا دفعہ کرتے تہے اپنی قومون کی طرف اپنی ذاتون کے جسطرح نوح کا قول کہ لیس بی ضلالۃ یعنے مجہے گمراہی نہین اور کہنا ہود کا

لیس بی سفاہتہ یعنے مجھے کمینگی نہین ہے اور مانند ان کلامون کے کلام اللہ مین بہت ہین دفعہ
یعنی باز رکھنا اور دفع الوقت کرنا **وصل** شبہون کے زائل کرنے کے بیان مین بعضے آیات
قرآنی سے ایسی آیات جو مبہمات ہین اور موہم ہین ایسی کہ ابتدا سے نظر شک اور نادانی ہین کہلنے
والے ہین وہی آیات طرف نقصان اور انحطاط پانے اوس سرور کے مرتبے کے انحطاط
معنی مرتبے سے اوتارنا کسیکو اور حقیقت وہ آیات قبیل متشابہات سے ہین متشابہات جمع متشابہ بمعنی مانند
ہونے والے یکدیگر سے عالمون نے اونکی لائق تاویلین کی ہین اور اونکو راجع اور آیل کیا ہے
طرف حق کے از انجملہ قول الٰہی تعالیٰ ووجدک ضالاً فہدیٰ یعنے اور پایا تجھے خدا نے ضال یس
رہنمائی کی ضال کے معنی گمراہ نسبت کی سابقہ ضلالت کیطرف اوس سرور کے اور رفع کیا اوسکی
اپنی ہدایت کرکے یعنے ضلالت کو ہدایت سے اوٹھا دیا اور اتفاق ہے عالمونکا اس بات پر کہ حضرت
رسولؐ کبھی کیا پیش از نبوت اور کیا بعد از نبوت ہرگز متصف ضلالت سے نہین ہوئے اور نشا اوس سرور
کا یعنے نشو و نما پانا اوس جناب کا اوپر توحید کے اور ایمان اور عصمت کی ہے اور اسیطرح تمام انبیا اور
مرسلین اوپر اوس بات کے ناشی ہین اور نقل نہین کی کسی نے اہل اخبار سے کہ ایک کسی نے اون سے جو نبوت
اور رسالت کرکے چنے گئے ہین موصوف اور معروف تھے آگے نبوت اور رسالت سے کفر و ضلالت اور
فسق پر اور مستند اس بابکا نقل ہے مستند استناد سے آیا ہے بمعنی تکیہ کرنا کسی چیز پر یان سیح جے
اختلاف اوس بات مین ہے کہ آیا جائز ہے عقلاً یا نہین یعنے موصوف ہونا انبیا کا کفر و فسق وغیرہ
کرکے معتزلہ اوس بات پر ہین کہ جائز نہین ہے عقلاً کیونکہ وہ موجب تبعید اور تنفیر ہے تبعید اور تنفیر
بعد اور نفرت سے آیا ہے اور نزدیک ہمارے اصحاب کی جو گروہ اہل سنت و جماعت ہین جائز ہے کہ
اللہ تعالیٰ ایک شخص کے تئین چاہ ضلالت سے نکال کے ہدایت کو پہنچا کے نبوت کے مرتبے کو
پونہچاوے لیکن نقل اور دلیل سماع اوپر اوس بات کے ہے کہ یہ جائز وقوع مین نہین آیا اور
انبیا تمام معصوم ہین کفر اور معاصی سے اور اون چیزون سے جو موجب نقصان اور نفرت ہو اون سے پیشتر از
نبوت اور بعد از نبوت کبایر سے مطلقاً یعنے بدون کسی قید لگانے کے اور صغایر سے معصوم ہین عمداً کرکے
یعنے گناہ صغیرہ پر بھی قصد نہین کیا انہون نے اور معصوم ہین استدامت سہو اور نسیان سے استدامت
دوام سے آیا ہے اور پاک ہین جاری ہونے سے غفلت اور غلط کی حالت رضا اور غضب مین

اون چیزون سی جو علاقہ رکھتی ہین تشریع ملت سی اور تبلیغ امت سی خصوصًا سید انبیا ہو کہ عصمت اوس جناب
کی اتم اور اکمل اور مرتبہ اوس جناب کا اعلی اور ارفع ہے تبلیغ کے معنی پونہچانا پیغام کا اور جو کوئی اوس جناب
پر کچھہ پسند کرے یعنے کسی چیز کی تجویز کرے اور بخلاف ادب دم مارے ساقط ہے وہ ہوّہ درک الاسفل
مین ضلالات کی اوسجگہہ سے کہ وہ خبر نہین رکھتا ہووہ بروزن کُتّا یعنی بہت گہرا نشیب اور درک نام ہے
طبقۂ دوزخکا جمع اوسکی درکات جسطرح بہت سے کے درمیان درجات اور وہ سرور ہو ابتدا ہی سے پاک اور
آراستہ اور سنوارا ہوا آیا ہے شعر ادب سکہانے کی کیا احتیاج تہی اوسکو * کہ ابتدا ہی سے آیا تہا
با ادب با ادب * ولیکن تربیت اور تعلیم کرنے سے حضرت خالق کے اور قرآن کی تائید سے ساتہ تدریج
کے یعنے درجہ بدرجہ قوت سے فعل مین آتا تہا یعنے مادّہ تو صالح اور مستعد اور آمادہ ہی تہا تربیت کر
اللہ کی جوہر ذاتی اوس دریتیم کا اپنے زیب پر آنے لگا یہانتک کہ جو کچہہ مواعید کہ جناب عزت سے
اوس سرور کو ہوئی مخصوص و متعین ظہور مین آکر موجب کمال الیقین اور باعث انکشاف ہوتے تہے
جسطرح وہ سرور کسی معجزے کے وقت اور شہود قدرت الہی کے وقت فرماتا اشہد انی رسول اللہ
یعنے گواہی دیتا ہون تحقیق کہ مین رسول ہون خدا کا اگر کہین یعنے اگر کوئی اشکال کرے کہ حال تمام
اہل کمال کا اسیطرح ہوتا ہے اون چیزون میں جو کچہہ اونکے ظرف استعداد مین سونپا گیا ہے تدریج
اور ترتیب سے ظہور پاتا ہے اور قوت سے فعل کو پونہچتا ہے جواب اوسکا یہ کہ اوسجگہہ استعداد ہی حسب تفاوت
قرب اور بعد کے کسب اور ریاضت سے ظہور مین آوے ہے اور اسجگہہ سب موجود اور ثابت ہی ولیکن
ظاہر ہونا اوسکا موقوف ہے وقت پر اور پردے مین مستور ہے اور قرآنکے نازل ہونے کی تقریبا
سے بدون سبب ہونے کسب اور ریاضت کے ظہور پاتا ہے معنی تادیب اور تہذیب قرآن کے اوس
سرور کے تئین یہ ہین یہ کہ نقصان سے طرف کمال کے اور عدم سے طرف وجود کے لاتا ہو اور بعضے اس
گروہ سے صفات بشریت اور احکام جبلت اور احکام نفس کے جزئیات کے تئین جوہر پاک مین اوس
سرور کے اثبات کرتے ہین اور اوسکے تئین یعنے صفات بشری کو مبدا اور منشا یعنے جاے نشو
بعضے افعال کے صادر ہونیکا سنے صبری اور تزلزل سے گردانتے ہین کیونکہ بشریت کو بیصبری لازم
ہے اور حکمت تشریع کے تئین اور شرف اتباع پانے کے تئین باعث اوسکا جانتے ہین اور نزول
قرآن کے تئین سبب آراستگی اور سبب اوس زوالت بشری کے دور کرنے کا لکھتے ہین وہی جاتین

اور اونکا کام جانتے جو موافق اپنے علم اور فہم کے کلام کرتے ہین اور دعوا سید کونین کی حقیقت کے
دریافت کا کرتے ہین اس مسکین کے اعتقاد کے اداتے پر یہ باتین ذوق نہین بخشتیان اور اوس
جناب کے حال کا قیاس کرنا دوسرون کے حال پر درست نہین آتا تھوڑا ایک اس کلام کا باب
اخلاق مین مذکور ہوا حاجت تکرار کی نہین اور اسجگہہ مقصود دوسری بات کا ہی جس سی اہل زیغ
یعنے اہل شک اور اہل ضلال شک مین اور شبہہ مین پڑتے ہین اور زبان وقت اس مسکین کا اوسکے
ذکر سے اگرچہ بطریق دفع اور بطریق ازالہ شبہہ ہو تحاشی ہے یعنے حاشا کرنے والے ازالہ کے
دور کرنا ولیکن جب علما متعرض اوپر اوسکے ہوئے ہون یعنی اوسکا بیان کیا ہے اور مصلحت
اسی مین اونہون نے دیکھی ہے ہمنے بہی تبعیت اونکی کی امید ہی خدا سے کہ عاقبت بخیر ہوا اور موجب
صلاح دین و ایمان ہو جان العزیز کہ اسجگہہ ایک ادب اور ایک قاعدہ ہے کہ بعضے اصفیا جو
اہل تحقیق سے ہین اونہون نے ذکر کیا ہے اور پہچانت اوسکی اور رعایت اوسی ادب قاعدے
کے موجب حل اشکال اور سبب سلامت حال ہے اور وہ یہ ہی جناب پروردگار سے اگر کچھہ خطاب
اور عتاب اور دبدبہ اور غلبہ اور بے پروائی اور برتری واقع ہو اسطور سے کہ انک لا تہدی
یعنے تو رہنمائی نہین کرتا اور لیحبطن عملک یعنے باطل کرون تیرے کام کے تئین اور لیس لک
من الامر شئی یعنے نہین واسطے تیرے امر کرنے سے کوئی چیز اور ترید زینة الحیوة الدنیا یعنے
تو حیات دنیا کی زینت چاہتا ہے اور مانند انہون کے پایہ کہ پیغمبر کیطرف سی کچھہ عبودیت اور
عجز اور انکسار اور فقر اور مسکینی ظہور مین آوی اسطرح سی انما انا بشر مثلکم واغضب کما تغضب
الا عبد و لا اعلم ما وراء ہذا الجدار وما ادری ما یفعل بی ولا بکم اور مانند انکی یعنے نہین مین مگر بشر
ہون مانند تمہارے اور غصے مین آتا ہون مین جسطرح تم غصے مین آتے ہین بندے اور نہین
جانتا مین جو کچھہ پیچھے اس دیوار کے ہے اور نہین جانتا جو کچھہ کرتا ہے خدا مجھہ سے اور نہ جو کچھہ
تم سی تو ہمکو نہ چاہیے کہ ہم دخل کرین اور شرکت ڈہونڈہین اور انبساط کرین بلکہ ہمکو چاہیے
کہ ہم اپنے ادب کی حد پر اور خاموشی اور تحاشی پر قایم رہین صاحب کو پہنچتا ہے کہ اپنے
بندے سے جو چاہے سو کہے اور کرے اور برتری اور غلبہ کرے اور بندہ بہی اوس سے بندگی
اور افتادگی کرے دوسرے کو کیا مجال اور کیا طاقت جو اوس مقام مین آوے اور دخل کرے

اور جدا و سہی باہر جاوہی اور اس محل باہی لغزے یعنے پاؤن ڈگنے کی جگہہ بہت سی ضعیفون کی اور جاہلونکی او رضرر اونکا ہی اور خدا سے امید ہے کہ بچالیوے اور مدد کرے آپ جان تو کہ مفسرون نے اختلاف کیا ہے تفسیر اور تاویل مین اس آیت کی کہ ووجدک ضالا فہدی بہت سی وجہون سے اول یہ کہ پایا ضال اور نادان نبوت کے علمون سے اور احکام شریعت سے اور یہ روایت کیا گیا ہے ابن عباس رضہ سے اور حسن اور ضحاک اور سہر بن حوشب سے اور مؤید اسبات کے تئین قول الٰہی تعالی ہے کہ ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان یعنے جانتا تہا تو اور نہین پاتا تہا تو پیش از وحی کہ پڑہے تو قرآن کے تئین اور کسطرح دعوت کرے تو خلق کے تئین طرف ایمان کے اور بعضون نے کہا ہے مراد ایمان سے فرائض اور احکام ہین اور نہین تو حضرت مومن تہے پیش از وحی توحید حق کر کے بعد اسکے نازل ہوئے فرائض کہ نہین دریافت کرتے تہے اوسکے تئین پامراد ایمان سے ایک تفصیل ہے او پر شرایع کے یا مراد ایمان صلوۃ ہے جسطرح اس قول الٰہی مین ما کان اللہ لیضیع ایمانکم مراد ایمان سی صلوۃ ہے طرف بیت المقدس کے اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلعم توحید کرتے تہے خدا کے تئین اور دشمن رکہتی تہے بتون کو اور حج اور عمرہ ادا کرتے تہے زمان جاہلیت مین اور روایت مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ ہرگز نہین پیا مین نے خمر کے تئین اور پرستش نہین کی مین نے بتونکی اور ہمیشہ جانتا تہا مین کہ جن چیزون پر قریش ہین سب کفر ہے اور نہین جانتا تہا مین کتاب کے تئین اور نہ بیایہ تفصیل کے ایمان کے تئین آور آیا ہے کہ قریش تہی تتمہ دین اسمعیل پر تہی مثل حج اور ختنہ کرنا اور غسل جنابت اور مانند ان چیزون کے دوسرا یہ کہ روایت کی گئی ہے مرفوعًا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کہو یا گیا مین اپنے دادا عبد المطلب سی حالت صغر مین یہانتک کہ نزدیک تہا کہ ہلاک ہووون بہوک سی پس رہنمائی کی مجہے پروردگار تعالی نے ذکرہ امام فخر الدین کذا فی المواہب یعنے کنایہ اوس آیت کیطرف ووجدک ضالا فہدی یعنے پایا خدا نے اوس سرور صلعم کو کہ راہ گم کی تہی پس رہنمائی کی اور مشہور وہ ہے کہ حلیمہ دایہ اوس جناب کی اپنی جگہہ سی لے کو آتی تہی کہ سونپے حضرت صلعم کے تئین اونکے وارثونکو پس راہ مین گم ہوئی ظاہر امراد امام کی بہی یہی ہے ثالث یہ کہ ضلال کو اس جگہہ ضل الماء فی اللبن سی لیا ہے جسوقت وہ سرور مغمور

اورمغلوب فرماتا تہا پانی کو دودہ کے درمیان مغمور غمر سے آیا ہے یعنے بہت پانی ملانا یعنی تہا تو ہی
محمد مغمور اور مغلوب کفار مین مکے کے درمیان پس قوت دی تجھے اللہ تعالی نے تا کہ ظاہر اور غالب
کیا تو نے دین کے تئین رہی وجہ ک ضالاً فہدے کے معنی ہین اور رابع یہ ہی کہ عرب جس
درخت کو کہ اکیلا بیابان مین ہو ضالہ کہتے ہین گو یا فرماتا ہے اللہ تعالی کہ تو ای محمد یگانہ اور یکتا
تہا اوس بلاد کے درمیان مانند اوس درخت کے جو فرید اور وحید ہو جنگل بیابان مین اور میوہ دیا
تو نے میوۂ ایمان اور توحید اور ہدایت کی اور راہ دیکہائی خدا نے طرف تیرے خلق کے تئین
اور بہرہ ور ہوئے وی تجھہ سے خامس یہ کہ کبھی مخاطب کیا جاتا ہی سردار قوم کا اور سرگروہ کا
اور مراد اوس سے اوسکی قوم ہے یعنے پایا خدا تعالی نے تیری قوم کے تئین گمراہ پس ہدایت کی
اونکے تئین تیری شرع کر کے اور تجھہ سے سادس مراد ضال سے محب ہے یعنے پایا تجھے محب
اور طالب میری معرفت کا اور تسمیہ محب کا ضال کر کے بہت آیا ہے اسلئے کہ محب اور طالب گم
ہوتا ہی اپنے سے اور اپنے اختیار سے اور قرار سے اور نہج معقول پر نہین چلتا جیسا کہ انا لنراک
فی ضلال مبین و انک لفی ضلالک القدیم اور یہ وجہ سادس مروی عطا سے ہے جو تابعین
سے ہے سابع یہ کہ پایا تجھے ناسی یعنے بہولنے والا پس یاد دلایا تجھے اور ہم اسکو لیلۃ المعراج
کی حالت پر گمان کرتے ہین کہ دہشت اور ہیبت سے اوس مقام کی حضرت صلعم نے فراموش کیا
کہ کیا کہون اور کس کیفیت سے حمد الہی ادا کرون پس ہدایت کی حضرت باری نے اوس سرور کے
تئین ثنا کی کیفیت کیطرف کہ کہا حضرت صلعم نے لا احصی ثناء علیک یعنے ای پروردگار نہین حصر اور
شمار کر سکتا مین تیری ثنا کے تئین اوپر تیرے کذا قالوا اور شاید کہ اور بہی بعضے وقتون مین سہو اور
نسیان جسطرح کہ حضرت صلعم کے بعض اجتہاد مین خطا کے تئین بعضون نے کہا ہے کہ جائز ہے طاری
ہونا اوسکا یعنے نسیان کا اور اوس جناب کے طاری ہوتا ہوگا اور پروردگار تعالی نے آگاہ کیا ہے
اور تقریر کی ہو اوپر صواب کے اور یہ آیہ اس قول منت پر نازل ہوا واللہ اعلم ثامن مراد یہ ہے
کہ پایا تجھے درمیان اہل ضلال کے پس معصوم گردانا یعنے محفوظ اور پاک اوس سے یعنے ضلالت
سے اور ہدایت کے واسطے اونکے ایمان کی اور اونکے ارشاد کے واسطے اور نزدیک اس توجیہ کے
ہے کہ کہا جاوے کہ جب حضرت رسول صلعم اوس قوم مین پڑے جو اہل ضلال سے تھے

کہ اونکی صحبت سی گمان ایسا نکاتہا کہ وہ سرورہ ضلال مین اور گرداب جہل او رختلال مین پڑے اگر
نہوتی حفظ او رعصمت اللہ کی جسطرح اشارت فرماتا ہے طرف اوسکے وان کادو لیفتنونک الخ
اور قول الٰہی تعالی لقد کدت ترکن الیہم اور مانند اسکے بتکلم فرمایا اللہ تعالی نے اوس سرورکو طرف
اوسکے یعنے ضلال کیطرف مبالغہ کے جہت سی قبول سنت کرنے مین اور ہدایت او رعصمت کے
پس مراد ضلال اوس جناب کا ہے اوس جناب کے تئین نہ یہ کہ اوس سرورکی قوم کا ضلال نہ سمجھہ
نوین توجیہ یہ کہ پایا تجھے متحیر بیان کرنے مین اوس چیز کے جو نازل کیا تجھپر یعنے قرآن پس ہدایت
کی تجھے اوسکے بیان کیطرف جسطرح فرمایا ثم ان علینا بیانہ اور فرمایا وانزلنا الیک الذکر اور
یہ وجہ جنید سے مروی ہے دسوین وجہ روایت کی گئی امیر المومنین علی مرتضی رضی سے کہا فرمایا
رسول خدا نے کہ قصد نہین کیا مین نے کسی وقت اور کسی حال مین کسی چیز کی طرف اون چیزون سے
جو اہل جاہلیت عمل کرتے ہین مگر دو بار اور ہر بار پیدا یا اور باز رکہا مجہے تئین میرے پروردگار
نے اوس سے اپنے فضل سے اور حائل ہوئی عصمت الٰہی درمیان میرے اور اوس چیز کے
جسکا قصد مین نے کیا بعد اسکے ارادہ نکیا مین نے کسی چیز کیطرف اوسکی جنس سی یہانتک کہ
مکرم گردانا مجھے اللہ تعالی نے اپنی رسالت سی کہا مین نے ایکرات ایک غلام سی جو قریش سے تہا
اور بکریان چراتا تہا میرے ساتھہ مکے کے باہر بلندی پر کہ اگر رکھے تو میری بکریونکو یہانتک کہ چل
ہو وُنمین مکے کے تئین اور افسانہ کہون اور سنون جسطرح جوان سنتے ہین پس باہر آیا مین چراگاہ
اور آیا مین مکے مین اور گیا مین ایک گہر مین سنا مین نے کہ گیت گاتے ہین اور دف اور نے
بجاتے ہین اور لہو اور لعب کرتے ہین پس بیٹھا مین اور نگاہ کی مین نے اوسپر پس نازل کیا مجھپر
پروردگار تعالی نے نیند کے تئین اور بیدار نگردانا مجھے مگر آفتاب کے پہنچنے سی میرے تئین
لگنے مین نہ جاگا یہانتک کہ آفتاب بلند ہوا اور دہوپ میرے سر پر پڑی اور ایک شب
اور بہی ایسا ہی اتفاق ہوا اور ایسا ہی گذرا جو مذکور ہوا بعد اسکے ہرگز قصد نکیا مین نے
کسی بدیکا یہانتک کہ گرامی رکہا مجھے پروردگار تعالی نے رسالت سی پس مراد اوس قول الٰہی
سی ووجدک ضالا فہدی کے یہ ہے واللہ اعلم **وصل** اور از انجملہ قول الٰہی تعالی
ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک جو ملوح ہے اوپر اثبات کرنے بار گناہ سخت

کی جو سبب ہے اوس جناب کی پشت طاقت کی شکستہ ہونیکا یہانتک کہ دلیل قائم کی ہے فقیہونکی
جماعت نے اور محدثین اور متکلمین نے جو تجویز کرتے ہین صغایر کے تئین انبیا پر اس سے یعنے اسی
آیت سے فقیہون وغیرہ نے احتجاج کیا ہے اور بہت سے ظواہر مین قرآن اور حدیث سے
کہ اگر التزام کرین یعنے لازم گردانین اور لیوین اونہین تو لازم آوے تجویز کرنا کبایر کا بھی اور
ٹوٹنا اجماع کا یعنے اتفاق کا اور قول اوپر اوس چیز کے جسکا قائل نہو کوئی مسلمان اور صواب
وہ ہے کہ جو کچھ احتجاج کیا ہے اس قوم نے اوپر اوسکے یعنے صغایر کے اوس آیت سے اختلاف
کیا ہے مفسرون نے اوسکے معنی مین اور متقابل یعنے ضد یکدیگر اور متعارض ہین احتمالات اوسکے
مقتضا کے درمیان یعنے اوسکے مطلب مین اور آئے ہین قول علما سلف کے خلاف اون
چیزونکی جو کچھ التزام کیا اوسکا یعنے لازم رکھا اس جماعت نے اور جب اجماع اونکی مذہب کے
خلاف پر ہوا اور جو کچھ احتجاج کیا ہے اونہون نے اوپر اوسکے محتمل ہو یعنے گمان کیا گیا اور تاول
ہو یعنے تاویل کیا گیا ہو اور دلیلین اونکے قول کے خلاف پر قائم ہون اور سلف کے اتفاق
سے ظواہر اوسکے متروک ہون لازم ہو ترک کرنا قول کا ظواہر کرکے اور رجوع کرنا اہل سلف
کے اقوال کیطرف اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے اس آیت کی تفسیر مین پس بعضون نے کہا ہے
کہ یہ تمثیل ہے ثقل کے اندازونکی یعنے بار نبوت کی گرانی کے اندازہ کرنے کی تمثیل ہے جو گذرتی
تہین اوپر اوس جناب کے اور تخفیف اوسکی یعنے اوسی ثقل کے عطا کرنے سے صبر کی اور رضا
اوپر اوسکے اور مشہور وہ ہے کہ مراد تخفیف اعتبار نبوت سے ہے جسکے امر کے قیام سے ٹوٹتی تہی پشت
طاقت اوس سرور صلعم کی اور اوسکے موجبات کے حفظ کرنے سے اور اوسکے ادا سے حقوق کی محافظت
کرنے سے پس آسان گردانا اللہ تعالی نے نصرت اور تائید سے اوسے یعنے اوسی ثقل کو اوس
سرور صلعم کو اور پیچھے رکھا اوس جناب سے اوس گرانی کے تئین عطا کرنے سے شرح صدر کے
یعنے وسعت اور فراخی سینہ اور جمع کرنے سے حضور حق کے ساتھ دعوت کرنے خلق کے اور انشراح
صدر ایک مقام عالی ہے کہ تمام اور کمال اوسکا سوا ذات با برکات اوس سرور صلعم کے وجود اور ثبوت
نہین رکھتا اور کمل اولیا کے تئین اوس سرور صلعم کی متابعت سے شرف پانیکی مقدار حصہ ایک اور
سے حاصل ہے یعنے انشراح صدر سے اسی جگہہ سے کہا ہے کہ الصلوٰۃ فی کائن بائن نہ [illegible]

سے اونکی جمع مین کچھ خلل جیسا محبوبون کے تئین ہوتا ہے اور نہ جمع کو اونکی پراگندگی پر غلبہ
جسطرح محبوبونکو اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد وزر سے وہ چیز ہے جسکو کہ وہ سمجھتے تھے حضرت ؐ اور
گران تھی وہ چیز ذات شریف پر تغیر دینے سے قریش کے سنت خلیل کے تئین اور قادر نتھا وہ سرزنش اونکے
منع پر یہانتک قوی گردانا اللہ تعالی نے اوس سرور ؐ کو بعثت اور رسالت کر کے امر سے اور ادسکے
امتثال کی توفیق سے یعنے اوس حکم بجالانیکی موافقت کرنے سے فرمایا اتبع ملة ابراہیم حنیفا کذا قالوا
یعنے متابعت ابراہیم خلیل کی ملت کے تئین مقصود اس سے جاری کرنا شریعت اور اوامر اور احکام
الٰہی کا جاری کرنا ہے ساتھ موافقت کے اور تائید اور نصرت اور مددگاری حضرت حق کی اور تخصیص
سنت ابراہیم خلیل کا ذکر کرکے واسطے بیان واقع کے ہے کذا قالوا سے مراد یعنے اسیطرح کہا ہی
مفسرین نے اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد نگاہ رکہنا اور عصمت اوس سرور ؐ کی ہے وزر گناہ سے
یعنے گناہ کے بوجھ سے کہ شان جسکی نقض ظہر ہے یعنے شکستہ ہونا پشت کا جس تقدیر سے کہ وجود ہو
اوسکا یعنے بار گناہ کا پس عصمت کے تئین وضع وزر نام رکھا مجازاً وضع وزر یعنے رکہنا گرانیکا
یعنے دفع کرنا اوسکا اور جو چیز حقیقت سے تجاوز کرے اوسے مجاز کہتے ہین اور ظاہر وضع وجود
کے تئین اوسکی چاہتا ہے یعنے گناہ کی اور عصمت مبنی ہی یعنے بنا کی گئی ہے اوسکے عدم سے
جسطرح مغفرت ذنوب کے معنو ن مین جو دوسری آیت مین واقع ہی کہا ہے اور جیسا کہ حدیث
مین آیا ہے کہ حضرت ؐ پیش از نبوت ایک کسی کے بیاہ مین حاضر تھے کہ جسمین لوگ راگ گاتے
تھے اور دف اور بانسلیان بجاتے تہے پس حق تعالی نے خوابکو اوس سرور ؐ پر بہیجوایا اور راگ اوسکے
سننے سے باز رکھا چنانچہ وہ حکایت گذری اور بعضون نے کہا ہے کہ حضرت ؐ کی شغل سر کی گرانی
مراد ہے اور حیرت اوس سرور ؐ کی مراد ہے طلب شریعت مین یہانتک کہ تشریع کیا اور بیان
فرمایا حضرت حق کے لطف نے شریعت کے تئین اور رکھا اس بوجہ کو یعنے اوتارا یہ بوجہ پشت
حال سے حضرت ؐ کی اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد تیسیر کرنا اور سہل کرنا حفظ شریعت کا ہے جو طلب
کی گئی حضرت ؐ سے کیونکہ حفظ ایک بوجہ ہے اور ایک مشقت ہے کہ دشوار ہے اوٹھانا اوسکا
اوپر طبیعت کے اور نزدیک ہے کہ توڑ ڈالے پشت طاقت کے تئین اور کہتے ہین کہ حضرت ؐ غم کہاتے
تھے اون کامون سے جنکا ارتکاب کیا تہا اوس سرور ؐ نے پیش از نبوت اور حرام گردانے گئے

وُہ کام بعد از نبوت پس شمار کیا اوسی اوزار قلب کر کے یعنے گرانیان دلکی اور درگذر نے کے تئین اون سے
چھوڑ دینا اونکا اور ظاہر امر اداون لوگونکی جنہون نے تجویز کیا صغایر کے تئین انبیا پر یہی ہوگی لیکن
بعد از نبوت پس واللہ کہ نہین اور ایک گروہ اس بات پر گئے ہین اور کیا ہی خوب بنگئے ہین
یعنے اونہون نے کیا ہی خوب توجیہ کی ہے کہ مراد امت کے گناہ ہین جن سے حضرت صکے دل
مبارک پر ایک بوجہ تہا پس ہلکا کردا نا اللہ تعالی نے اوس سرورصکو اونکے عذاب سے اس دنیا
کے درمیان مطابق اس قول الٰہی کے وما کان لیعذبہم و انت فیہم اور وعدہ قبول شفاعت کر کے
اوس عالم مین مطابق اپنے قول کے ولسوف یعطیک ربک فترضے اوزرادا نا ترہے یعنے مرآئینہ
نزدیک ہے کہ عطا کرے تجھے پروردگار تیرا پس راضی ہوئے تو یعنے اسقدر بخشے تیری امت
کو جسمین تو خوشنو ہوا اور قول الٰہی جل شانہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر معنی اسکے
تکرار بیانمین آئے اور یہ آیہ عمدہ اور شہرہ ہے اس مطلب مین لیکن اوسکی تاویلین بہت ہین
جنکو ذکر کیا ہے عالمون نے ابن عباس رضنے کہا ہے مراد غفران ذنوب ہے بر تقدیر وقوع
اور فرض کرنا اوسکا یعنے اندازہ ذنوب کرنا بامکان عقلی نہ بوجود فعلی اوس تقدیر مین مراد ہے کہ
واقع مین پایا جاوی اور فرض کیا جاوی گناہ اور عقل اوسی تجویز کرے اور بعضون نے کہا مراد وقوع گناہ ہے
سہو اور غفلت سے اور یہ وہ تاویل ہے جسے طبری نے حکایت کیا ہے اور قیشری نے اختیار
کیا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد ما تقدم سے خطا آدم عکی ہے اور وما تاخر سے مراد گناہ
امت کی حکایت کیا اس بات کے تئین سمرقندی نے اور کہا ہے کہ مراد ذنب سے ترک اولی
اور ترک اولی حقیقت مین ذنب نہین ہے کیونکہ اولی اور مقابل اوسکا یعنے ضد اوسکا غیر
اولی دو توشریک ہین مباح ہنے مین اور صواب وہ ہے کہ یہ کلمہ یعنے وہی آیہ تشریف اور تکریم
کا ہے بدون اسبات کے کہ اس جگہہ کچہ ذنب ہوا اور تمام کلام جو اس آیت مین ہے باب سوم
مین ساتہ آیات قرآنی کے مذکور ہوا فتذکر یعنے پس یاد یعنے وہان دیکہہ لے لیکن قول الٰہی جل شانہ
یا ایہا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین یعنے ای پیغمبر صقبول پرہیزگاری کر تو
خدا سے اور مت کر اطاعت کافرون اور منافقون کی یہ آیہ موہم ہے یعنے وہم کیا گیا
عدم تقوی اور وجود اطاعت کا ممکن ہونا کر کے صیغہ امر اور نہی کے مقتضا سے یعنے اس

آیت مین جواتق ولا تطع سے جو واقع ہوئی ظاہرہ ہو کہ مراد استدامت ہی یعنے ہمیشگی اور تقوی کی اور
عدم اطاعت پر کفار وغیرہ کی جسطرح جالس کے تئین کہین بیٹھے بیٹھے ہوئے مرد کو کہین کہ تو بیٹھ
جب تک مین آؤن تیرے پاس اور ساکت کو کہین چپ رہ دیا جاتا ہے تجھے یعنے بیٹھا رہ
اور خاموش رہ مقصود اس سے تقریر اور تاکید ہے نہ یہ کہ طلب کرنا اوسکا یعنے خاموشی وغیرہ کا
اور بعضون نے کہا ہے کہ حضرت کے تئین زیادہ ہوتا تہا ہر ساعت علم اور مرتبہ یہانتک کہ تہا
حال اوس سرور کا ماضی کے درمیان نسبت کرنی اس حال کے جسمین فی الحال تہا حکم ترک اولی
وافضل مین یعنے گذرا ہوا حال زمانہ حال کے نسبت کرتی شل ترک اولی تہا پس تہا ہر ساعت
اوس جنابکو تقوی ایسا تقوی کہ متجدد تہا یعنے تازہ بتازہ نو بنو اور بعضون نے کہا ہے کہ خطاب
بظاہر نبی کو ہے اور مراد خطاب امت سے ہی واسطے فرمایا وکان اللہ بما تعملون خبیرا
یعنے تحقیق کہ ہے خدا اوپر اوس چیز کے جو تم کرتے ہو خبردار اور نکہا تعمل یعنے تعملون صیغہ جمع
کرکے کہا اور تعمل صیغہ واحد مخاطب ہے اس تعملون سے معلوم ہوا کہ مخاطب امت ہی اور ایسے
مانند ہے قول الہی کے درمیان ولا تطع المکذبین یعنے اور اطاعت مت کر تکذیب کرنے
والونکی او حقیقت مین مقصود قوی کرنا اور مضبوط کرنا اوس سرور کے دل کا ہے ساتھ قوم کے
اور قرار و ثبات دینا اونکی مخالفت پر اور یہ ظاہر ہے اور عجب ہے اون انجانون سے جو اس آیت
کو ظاہر پر گمان کرکے توہم نسبت نقص اور گناہ کے صادر ہونیکا طرف اوس عالی جناب کے
کرین لیکن قول الہی تعالی فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فاسئل الذین یقرؤن الکتب من
قبلک لقد جاءک الحق من ربک فلا تکونن من الممترین ولا تکونن من الذین کذبوا بایات اللہ فتکون
من الخاسرین مفسرون نے اختلاف کیا ہے کہ مخاطب اس کلام کا کون ہے حضرت رسول مخاطب ہین
یا اور کوئی دوسری لوگ جو کہتے ہین کہ حضرت مخاطب ہین اختلاف کیا ہے اونہون نے تئین وجہ پر
اول یہ کہ اگرچہ خطاب طرف حضرت کے ہے لیکن مراد تعریض کیطرف اوس جناب کی غیر کے
ہے جسطرح قول الہی مین ولئن اشرکت لیحبطن عملک یعنے اگر اشراک کریگا ہرآئینہ تحقیق باطل
کرونگا عمل تیرا مراد طرف امت کے اور جسطرح قول الہی عیسی بن مریم کے تئین انت قلت للناس
اتخذونی وامی الہین من دون اللہ یعنے تو کہتا ہے لوگونکو کہ اختیار کرو تم مجھے اور میری ماں کے

تئین دو معبود کے سوا اللہ کے اس روش کے کلام بہت واقع ہوتے ہین جسطرح ایک بادشاہ نے
ایک امیر کو کسی قوم پر بھیجا اور چاہتا ہے بادشاہ کہ کچھ حکم کرے رعیت پر اور متوجہ کرنا اوس خطاب کا
طرف اوس قوم کے نہین کرتا بلکہ طرف امیر کے کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یون کر اور وون کر اور تو
ایسا کرنے اور ویسا کرے تو مین تجھے ایسا کرون اور ویسا کرون ظاہر مین خطاب امیر کو کرتا ہے
لیکن مراد قوم کو رکھتا ہے اور حقیقت مین خطاب اونہین کیطرف کرتا ہے دوسری وجہہ یہ کہ قرآنی
کہتے ہے کہ خدا جانتا ہے کہ رسول اوسکا شاک نہین اور کوئی صورت نہین کہ رسول اوسکا شک
مین ہو ساتھہ وحی اور تنزیل کی نورانیت کے ولیکن ہی یون کہ مرد اپنے فرزند کو کہتا ہے
کہ تو اگر میرا بیٹا ہے تو مجھہ سے نیکی کر اور صاحب اپنے غلام کو فرماتا ہے کہ تو میرا غلام ہے تو میری
فرمانبرداری کر کذا قیل یعنے اگرچہ وہ جانتا ہے کہ بیٹا اپنا ہی ہے اور غلام اپنا ہی ہے لیکن
صیغہ شک ہی بولتا ہے توبیخ اور تشدید کے لیے توبیخ کے معنی ڈرانا اور سرزنش کرنا اور تشدید
شدت سے آیا ہے اور اس جگہہ حق تعالی جانتا ہے کہ حضرت رسول شک مین نہین لیکن
اظہار شک فرماتا ہے درمیان خطاب کے واسطے ادا کرنے تعریض کے تعریض کے معنی
کنایہ کرکے بات کرنا اور جوڑا کرنا کسی چیز کا اور یہ یعنے یہ توجیہ وجہ اول کی غیر ہے یعنے وجہ اول
وہ جو مذکور ہوا کہ مخاطب ہون حضرت رسول ؐ اور مراد غیر اوس سرور ؐ کا پہر توجیہ ثالث یہ کہ مراد
شک سے اس جگہہ سینے کی تنگی اور تنگدلی ہے اور مراد وہ ہے کہ اگر تنگ آتا ہے تو اون چیزون سے
جو کچھہ پہونچتا ہے تجھے یعنے ایذا کافرون سے صبر کر اور پوچھہ اونسے جو پڑہتے ہین کتاب کے تئین
اور پیغمبرون کے احوال کہ اونہون نے کسطرح صبر کیا اپنی قوم کے ایذا دینے پر اور کیسا ہوا انجام
کار اونہونکا اللہ تعالی کی نصرت اور مدد سے جو خدا تعالی نے اونکی کی یا یہ کہ یہ فرض اور تقدیر
کی راہ سے ہے فرض کے معنی ٹہہرانا ایک چیز کا اور تقدیر کے معنی اندازہ کرنا گویا کہ اگر واقع ہو
تجھے شک اور خیال تیرے مین ڈالے شیطان شک کے تئین ازروے فرض اور تقدیر کے
اون چیزون مین جو کچھہ نازل کیا ہمنے تجھپر یعنے قصے پیغمبرون کے سوال کر تو اون سے جو پڑہتے
ہین کتاب تیرے آگے کی کیونکہ وہ قصے تحقیق کیے گئے ہین نزدیک اونکے اور ثابت ہین اونکی
کتابون مین موافق اون چیزون کے جو کچھہ القا کیا ہمنے تجھے القا کے معنی ڈالنا اور مراد تحقیق حال ہے

اور طلب شہادت ہی اور ان چیزون کے جو کچہ قدیمی کتابون مین ہے اور بیان اسبابکا کہ قرآن مصدق ہے یعنے باور رکہنے والا اون چیزونکا جو اون کتابون مین ہے یا یہ کہ مراد تہیج رسول ہے یعنے اوہارنا رسول کا اونیہ کہ ممکن ہونا وقوع شک کا اور اسیواسطے جب نازل ہوا یہ آیہ کہا رسول خدا نے لا اشک ولا اسال یعنے مین نہین شک کرتا اور سوال نہین کرتا کہا ابن عباس نے کہ قسم خدا کی شک نکی رسول خدا نے ایک پل اور سوال نکیا کچہ ایک اون سے مؤلف نے کہا مراد بیچہ شک نہ وہ معنی ظاہر ہے جو منافی ہو تصدیق اور یقین کا بلکہ وہ ایک حالت ہی ایسی حالت کہ بیش از معاینہ اور مشاہدہ ایسا مشاہدہ جو موجب اطمینان دل ہوتا ہے ہوتی ہے اور اسیواسطے ابراہیم خلیل کی حدیث مین جو سوال کیا پروردگار سے کہ رب ارنی کیف تحی الموتی شک نام رکہا ہے اوس جگہہ بطریق تواضع اور خلیل ہی کے درجے کے بلند کرنے کی راہ سے فرمایا نحن احق بالشک منہ یعنے مین سزاوار تر ہون شک کرکے اوس سے یعنے اگر تو زیادت اطمینان چاہتا ہے پوچہ اہل کتاب سے کہ تیرے احوال اور اخبار نبوت پر علم الیقین رکہتے ہین جو حکم عیان اور حکم مشاہدہ رکہتا ہے اور دلیلون کے تعاضد کے تئین ایک خاصیت ہی یقین کے حاصل ہونے مین اور اسیواسطے وہ سرور دوست رکہتا تہا سورہ سبح اسم ربک الاعلی کے تئین اس آیہ کریمہ کی جہت سے ان ہذا لفی صحف الاولی صحف ابراہیم وموسی اور قصہ بنی تمیم داری کے اخبار کا وجود اور حال کے موافق اوسبات کے جو کچہ حضرت نے خبر دی تہی اور بلانا اوس سرور کا اصحاب کے تئین اور اعلام فرمانا اوپر اس قصے کے اونکو مؤید ہے اس معنی کا اور فرمانا اوس جناب کا معجزے کے ظاہر ہونے کے بعد اشہد انی رسول اللہ بہی اسی باب سے ہی فافہم وباللہ التوفیق ومنہ علم مترجم اس جگہہ ہندی فہمون کی خاطر کے واسطے ابراہیم خلیل کے سوال کا مجمل بیان کرتا ہے تاکہ روشن ہو اونکو اس سے افزایش الیقین ہو اور مجھے بدعاے خیر یاد کرین سوال کیا حضرت ابراہیم خلیل نے حضرت رب الجلیل سے کہ رب ارنی کیف تحی الموتی یعنے ای پروردگار مجہے دکہو کہ کس طرح جلاتا ہے تو مردونکو اللہ تعالی نے اپنے خلیل کو فرمایا ای ابراہیم اگر تیری خوشی اسی مین ہے تو کوئی ایک پرندونکو لیکر ٹکڑے ٹکڑے کر اور اونکو باہم کچل کر مخلوط کرکے پہاڑ پر رکہدے اور ہر ایک کو پکار خلیل نے حسب فرمان عمل کیا اور پکارنا شروع کیا ہر ایک طائر اون طائرونمے

جو کچلے ہوئے اور کوٹے ہوئے تھے قدرت الٰہی سے اپنے ویسے ہی رنگ اور روپ اور سر و پیچ
اوڑکر ابراہیم خلیل اللہ کے پاس آئے ہان ہنوز غافل ان سے سنتا ہی جی پو سبح اسم ربک الاعلی الذی
خالق و رزاق و فتاح و کریم و باسط و جبار و غفار و حکیم و صانع قدرت خدا ہے لایزال الہٰ منزہ تغیر و مثل
و مانند و ہمال اور وہی لوگ جو کہتے ہین کہ لئن اشرکت لیحبطن عملک یعنے اگر شرک کی تونے ہرآئینہ
حبط ہووینگے عمل تیرے اس آیت کے درمیان خطاب اس جناب کے غیر کے واسطے ہے سننے
والون سے اس سرور کے ہو سکتا ہے کہ اس جگہہ بھی کہین کہ خطاب اس آیتہ مین فان
کنت فی شک آگے بھی ویسا ہی ہے اور تقریر اوسکی وہ ہے کہ لوگ زمان شریف مین اوس
سرور کے فرقے تھے مصدقا یعنے تصدیق کرنے والے اور دوسرا مکذبا تکذیب کرنے
والے اور متوقف جو شک رکھتے تھے اوس جناب کے کام مین پس خطاب کیا حضرت حق نے
انکے تئین بطریق خطاب عام جو اکثر صیغہ واحد کے آتا ہے اور کہا کہ اگر ہے تو اے متوقف
شک مین اون چیزون سے جو کچھ بھیجا ہے ہمنے نزدیک تیرے اپنے پیغمبر کے زبان پر جو
محمد ہے سوال کر تو اہل کتاب کے تئین تا دلالت کرین یعنے رہبری صحت نبوت پر اوسکی
اور نازل کرنے کی نسبت ثابت ہے است کیلیے جیسا کہ فرمایا و انزلنا الیکم نورا مبینا یعنے
نازل کیا ہمنے تمہاری طرف نور مبین اور جب ذکر کیا حق تعالی نے اوپر اون کے اوس چیز کو
جو ازالہ کرتا ہے یعنے دور کرتا ہے اوس شک کے تئین اونسے تحذیر کیا اونکے تئین یعنے
ڈرایا اوس سے کہ نے حق ہون قسم ثانی سے جو مکذب ہین اور فرمایا ولا تکونن من الذین کذبو
بآیات اللہ فتکون من الخاسرین اور فرمایا اوس خالق کا والذین اتیناہم الکتاب یعلمون
انہ منزل من ربک فلا تکونن من الممترین یعنے فلا تکن من الممترین لیعلمون یا محمد قل یا محمد لمن
امتری لا تکونن من الممترین پس حضرت خطاب فرماتے ہین اپنے غیر کے تئین اور موہم
گمان خطاب کا اوس جناب کے غیر پر قول الٰہی تعالی ہے بعد اوسکے فرمایا حضرت حق
نے کہ قل یا ایہا الناس ان کنتم فی شک من دینی الحجی پس تامل کر اور قول الٰہی تعالی ولو
شاء اللہ لجمعہم علی الہدی فلا تکونن من الجاہلین یعنے اگر چاہتا اللہ تعالی ہر آئینہ جمع کرتا
تمام آدمیونکو اوپر ہدایت کے پس مت رہ تو جاہلون سے کہا قاضی عیاض نے کہ مراد وہ

نہین ہے کرست رہ توجاہل سنانہ اسکے کہ اگر چاہے خدا یتعالی جمع کرے آدمیونکو ہدایت پر
کیون ہوا واسطے کہ اوسمین یعنے لدن معنو نمین اثبات جہل ہے ایک صفت کرکے خدا ی عزوجل کی
صفات سی اور جہل خدا یتعالی کی صفات کرکے جائز نہین ہے انبیا پر بلکہ مقصود وعظ کرنا ہی اوس
سرور کا اوپر اسباب کے کہ تشبہ کرے اپنے امور مین جاہلونکی طرف اور یہی آیت کے درمیان دلیل
ہین اوپر ہونے اوس سرور کے اوپر اوس صفت کے کہ نہی کی ہی اسد تعالی نے اوس سرور کو
اوس صفت پر ہونے سے بلکہ امر کی صبر کی لازم کرنے پر قوم سے منحرف ہونے پر اور اونکی مخالفت
کرنے پر اور اسباب پر کہ باہر نہ آوے صبر اور ثبات سے تاکہ نزدیک ہو حال اوسکا جاہلون
کے تئین شدت حسرت اور جزع کرکے حکایت کیا اسکے تئین ابوبکر بن فورک نے اور بعضون نے
کہا ہے کہ یہ معنی مین خطاب طرف امت کے ہے یعنے مت رہو تم جاہلون سی جیسا کہ اور
موضع مین کہا ہے اور مانند اسکے بہت ہے قرآن کے درمیان اور ایسی طرح قول
الہی تعالی جلشانہ مین وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ مراد غیر اوس سرور
کا ہے جیسا کہ فرمایا ہے ان تطیعوا الذین کفروا اور اسیطرح ان یشا اللہ یختم علی قلبک
ولئن اشرکت لیحبطن عملک اور امثال آوسکے مراد تمام جگہ غیر اوس سرور کے ہین جیسا کہ گذرا
اور اسد تعالی امر اور نہی کرتا ہے اوس سرور کو اوپر اون چیزون کے جو کچہ چاہتا ہے
اور حال یہ کہ اوس سرور سی وقوع نہین رکہتا جیسا کہ فرمایا ولا تطرد الذین یدعون ربہم اور
حال یہ کہ اوس سرور نے ہرگز طرد نہ کیا اونکو یعنے نہ نکالا اونکو اپنے حضور سے اور نہا
وہ سرور ظالمون سے اور قول حق سبحانہ کا وان کنت من قبلہ لمن الغافلین مراد اس سے
غفلت کرنا آیات حق سی نہین ہے بلکہ مراد غافل ہونا قصہ یوسف ع سی ہی کیونکہ ہرگز خطور
نکیا اوس جناب کے دلمین اور گوش ہوا اور نہ جانا مگر وحی الہی تعالی سی اور لیکن قول الہی تعالے
اما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باسد ظاہر اسکا موہم ہے نزع اور وسوسہ شیطان کے
واقع ہونے پر اوس جناب مین ولیکن مراد قصد کرنا شیطان کا ہے اور دفع کرنا اسد تعالی کا
ہے اوس سرور سی اور معنی یہ ہین کہ اگر سبک کرے تجھے غصہ مثلا ایسا غصہ جو باعث ہووے
ترک اعراض پر اور لئے ترک اعراض کے معنی منہ نہ پہرانا اور اونپر قبول کرنے اونکو پناہ ڈہونڈ

توخداسی اوس سی تاکہ محفوظ رکھے خدا تجھے اوس سی اور نزع اد نی حرکت ہے جیسا کہ کہا ہی زجاج
نے پس امر کی اللہ تعالی نے اپنے حبیب کو جب واقع ہوا وپر اوس سرورصکے غصہ ایک اوپر
دشمن کے مثلًا یا قصد کرے شیطان اوس سرورصکے ورغلانے پر اور وسوسہ ڈالنے پر تب
استعاذہ کرے یعنے طلب پناہ خدای عزوجل سے تاکہ کفایت کرے اوس سرورصکے کام کو
اور ہوگا وہ بسبب عصمت کامل کا اوس سرورصکے کہ غالب نہ گردانا اوسکو یعنے شیطانکو اوس سرور
پر اور قدرت نہین رکھتا شیطان کہ مدلول اس آیت کا ہو کہ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان یعنے
اللہ سبحانہ فرماتا ہے تحقیق کہ میرے خاص بندون پر تجھے غلبہ نہین آور قول الٰہی تعالی ان الذین تقوا
اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون بہی اوپر اوسی معنی کے ہوگا یا مخصوص اوس
جناب صکی غیر سے ہے اور قول الٰہی تعالی واما ینسینک الشیطان نسیان غیر نزغ ہے اور صحیح
نہین کہ متمثل یعنے صورت پکڑا گیا اور متصور ہو شیطان آگے رسول خداصکے فرشتی کی صورت اور
تلبیس کرے اوس سرورصسے یعنے مکر نہ اول رسالت مین اور نہ بعد رسالت سنت الٰہی جو رسول
کے اظہار صدق پر جاری ہے تقاضا ایسی باتکا کرتی ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے نبی کو کہ جو کوئی
اوسکے پاس آتا ہی فرشتہ ہی اور خدا کا فرستادہ ہے یا اوس علم ضروری سی معلوم ہوتا ہی جسے پیدا
کرتا ہے اللہ تعالی اوس نبی مین ایک برہان سی جو ظاہر گردانتا ہے نزدیک اوسکے اور تحقیق
اسباتکی بدو وحی کے بیانمین آویگی یعنے آغاز وحی کے بیانمین وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا
لا مبدل لکلماتہ **وصل** ولیکن فرمانا حضرت حق سبحانہ کا وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا
نبی اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ بہتر ین جو کچھ کہا گیا ہمین اور مشہور ہے سو جمہور مفسرینکا قول
ہے کہ مراد تمنا سی اس جگہہ تلاوت ہے اور القای شیطان سے مراد مشغول گردانا اوس مین یعنے
تلاوت مین خواطر اور افکار کے امور دنیا سے تالی کے تئین یعنے پیچھے آنے والے کے تئین یہانتک
کہ لاتا ہی اوپر اوسکے وہم اور نسیان کے تئین اوسکی تلاوت مین اذکار جمع ذکر ہے اور خواطر جمع خاطر
یعنے جو کچھ دلمین گذرے یا یہ کہ لاتا ہے سامعون کی فہمون پر تحریف اور تاویل فاسد سی اوس چیز کے
تئین کہ دور کرتا ہے اور منسوخ گردانتا ہے اوس چیز کو اللہ تعالی اور کشف گردانتا ہے یعنے کہولتا ہی
مکر اور اشتباہ کے تئین اور محکم اور ثابت کرتا ہے آیات کے تئین کذا فی مواہب الدنیہ تحریف کی

یعنی پہرانا باتکا اوسکے موضع سے آہد کلام قوم اس مقام مین بہت ہے اور شفا مین کچہ ایک اوس لایا ہے اور فرمانا سرورِ عالم ﷺ کا لیلۃ التعریس کے وادی مین کہ یہ وہ وادی ہے جسمین شیطان ہے سکا پس معلوم نہین ہوتا اسبات سے غلبہ شیطانی اوسکا اور وسوسہ کرنا اوسکا اوس سرور ﷺ پر اور اگر ہوگا تو بلال پر ہوگا جسے تعین کیا تہا حضرت ﷺ نے فجر کی محافظت کے واسطے یعنی یہ کہ جاگتا رہے تا کہ فوت نہو نماز پس آیا شیطان بلال کے تئین اور سلایا اوسے جسطرح کہ تفصیل اوسکی لیلۃ التعریس کی حدیث مین مذکور ہے یہ مضمون جلد ثانی مین بہی ہے غزوہ تبوک کے ماقبل یا بعد اور یہ بہی کہ وسوسہ کرنا شیطان کا اوس تقدیر مین ہے کہ فرمانا اوس سرور ﷺ کا تنبیہ نہو بسبب نوم پر صلوۃ سے اور اگر تنبیہ ہو بسبب کوچ پرداری سے اور بیان علت ہو تہ کی صلوۃ کا پس نہین اعتراض اور اشکال اور احتیاج نہین اوسکی مرفع کرنے کی طرف واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ولیکن قول الٰہی جل شانہ عبس و تولی ان جاءہ الاعمی الخ کہتے ہین کہ ظاہر اسکا موہم ہے اثبات ذنب کر کے واسطے حضرت ﷺ کے کہ اوس سرور ﷺ نے ترش روئی کی اور منہ پہرا ابن ام مکتوم سے جو اعمی تہا یعنی نابینا جو طلب حق کے واسطے آیا تہا اور وہ محل تذکر اور خشیت کا محل تہا اور طرف کفار کے جو حق سے سننے پروا تہے حضرت ﷺ متوجہ ہوئے تہے اور اونکی طرف متوجہ تہے پس اللہ تعالیٰ نے شکوہ اور عتاب کیا اوس وجہ پر جسطرح اس سورے کی شان نزول مین تفسیر کی کتابون مین لکہا ہے لیکن اثبات ذنب اس جگہہ توہم محض ہے تاہم ان ہیچ ہے صورت عتاب ترک اولی اور الیق سے ظاہر ہوتی ہے الیق بمعنی لائق تر ساتہ اسبات کے کہ اگر حقیقت حال ان دونو مردونکی معلوم اور مکشوف اوس جناب ﷺ کو ہوتی اختیار کرتے اعمی کے اقبال کرنے کے تئین لیکن جو کچہ اوس سرور ﷺ نے کیا یعنی توجہ کرنا طرف کفار کے سوعین طاعت اور تبلیغ احکام شریعت اور دل ہاتہ مین لانا اور اظہار حرص کرنا اونکے ایمان لانے پر تہا کیونکہ وہ سرور ﷺ مبعوث اور رغبت دلانے والا اور واسطے اسی کام کے ہے نہ یہ کہ معصیت اور مخالفت کے لیے امر ہین کے اور جو کچہ قصہ پڑہا اور خبر دی حضرت حق جل و علا نے اور ایک نوع کا عتاب کیا اپنے حبیب پر مقصود اوس سے تذکرہ اور نصیحت ہے اور اشارت ہے طرف اسبات کے کہ مشغول کرنا دعوت کا اور حرص پر لانا اسلام پر اس مقدار اور اس مرتبے کو بہی نہ پہنچے کہ جسکے سبب منہ پہرانا مسلم سے لازم آوے ابلاغ اور اعلام پس ہے ابلاغ کے معنی پیغام

پونہچانا اعلام ظاہر کرنا و ما علی الرسول الا البلاغ ترجمہ اسکا یہ مصرع شیخ سعدیکا ہے مصرع
بر رسولان بلاغ باشد و بس ۞ اور حقیقت مین ابن ام مکتوم مستحق ہے تادیب اور زجر کا کیونکہ وہ اگرچہ
دیکھہ نہین سکتا تہا لیکن ارشاد اوس جناب کا کفار سے وہ سنتا تہا اور شدت اور اہتمام حضرت ص کی دعوت کی
شان کا وہ پہچانتا تہا پس قائم ہونا اوسکا قطع کلام پر حضرت ص کے اور ازدحام کرنا اوسکا مجلس مین
ایذا تہی اوس جناب ص پر اور یہ معصیت عظیم ہے پس معلوم ہوا کہ فعل ابن ام مکتوم کا ذنب اور معصیت
تہا اور جو کچہہ حضرت ص نے کہا یعنے التفات کفار کیطرف واسطے اسلام اور طاعت انکے تہا اور اداکرنا
واجب کا جگہہ اساءت کی تہی کہ آیہ زجر اور تادیب مین ام مکتوم کی بیٹی کے نازل ہوتا جسطرح جمہور
قول کرکے یعنے پکار کر بات کرنے مین حضرت ص کے حضور او بلند آواز کرنے مین اوس جناب کو حجرون کے
پیچھے سے آیہ نازل ہوا یعنے یہ کہ آواز بلند مت کرو تم رسول خدا ص کے حضور اور اوسکے اندہے پنے
کے سبب سے اور صدق نیت سے اوسکے اوسے معذور رکہا اور مہربانی کی واللہ اعلم اور قول الہی
تعالی عفا اللہ عنک لم اذنت لہم بہی بظاہر موہم ہے وقوع تقصیر کے رسول ص سے کیونکہ عفو ستدعی
ہے یعنے طلب کرنے والا اور درخواست کرنے والا پہلی تقصیر کا اور بہی لم اذنت لہم کے درمیان
استفہام ہے واسطے انکار کے یعنے بخشا خدا نے تجہے نہین اذن دیا تو نے واسطے اون کے
پس یہ اذن منافقونکو منکر او غیر مرضی ہوگا یعنے ناپسند مین اگرچہ واسطے اظہار نہایت تسلی اور
تسکین کے عفو کے تئین مقدم کیا اوپر انکار اذن کے اور مقدم کرنا عفو کا عتاب سے آگے بہت عزیز
اور نادر ہے اور آگاہی دینے والا ہے غایت محبت اور اکرام کرکے اور کہتی ہے وہ جماعت کہ کیا
رسول خدا ص نے دو چیز کے تئین جن پر مامور ہوئے نتہے اول لینا فدیہ کا بدر کے اسیرون سے
اور اذن دینا اوس جناب کا منافقون کے تئین پس عتاب کیا اللہ تعالی نے اوس سرور ص کے تئین
جواب اسکا یہ کہ عفا اللہ اس جگہہ نہ رہے جو گناہ واقع ہونیکے بعد ہوتا ہے بلکہ یہ ایک ایسی
عبارت ہے کہ دلالت کرنے والی ہے توقیر اور تعظیم کے درمیان جسطرح کوئی اپنے دوست
سے کہے جسوقت وہ عظیم القدر ہو نزدیک اوسکے کہ بخشے خدا تجہے کیا کام کیا تو نے میرے حق
مین راضی ہو خدا تجہہ سے کیا جواب دیتا ہے تو میری بات کا عاقبت بخیر کرے خدا تعالی تیری
پہچان تو حق میرا اور نہین غرض اس کلام سے مگر زیادتی تجلیل اور تعظیم اور توقیر صدر کا اثبات کرنا

اور تقصیر کا ہو تبجیل کے معنی بزرگی دینا اور گرامی کہنا اور عفا اس جگہ بمعنی غفر نہین اور مقدم کرنا اوسکا
اوپر اظہار عتاب کے شعر اوپر اس معنی کے اور دلالت کرتی اس مراد پر ہے بلکہ یون نے حضرت حدیث
مین واقع ہوا ہے عفا اللہ لکم عن صدقۃ الخیل الرقیق یعنے عفو کیا خدا تعالی نے تمکو زکات لینا گہوڑا کا
اور بردے کا اور حال یہ کہ زکوۃ اوسمین ابتدا سے واجب نہین ہوئی پس مراد وہ ہے کہ یہ لازم نہین
تمکو اور امام قشیری نے کہا ہے کہ جو کوئی کہے کہ عفو نہین ہوتا مگر گناہ سے وہ نہین پہچانتا کلام عرب
کے موارد کے تئین موارد جمع مورد بمعنی جگہہ وارد ہونیکے اور کہا ہے یعنے امام قشیری نے کہ معنی
عفا اللہ عنک کے لم یلزمک ذنب ہین یعنے تجکو گناہ لازم نہین کذا فی المواہب لیکن جواب تابکا
یعنے عفا اللہ عنک کے بعد جو لم اذنت لہم ہے اس کا جواب جو استفہام ہے واسطے انکار کے
وہ کہا ہے کہ عتاب وہان کہین ہے جہان ترک اولے وافضل ہوا اور بعضون نے کہا ہے کہ اللہ
تعالی نے رخصت دی ہے اوس سرور کو اذن کرنے مین اگر چاہے وہ سرور اور فرمایا ہے
فاذا استاذنوک لبعض شانہم فاذن لمن شئت لہم یعنے پس جسوقت طلب اذن کرین منافق لوگ
تجہ سے اپنی بعض شان کے واسطے پس اذن دے تو جسے چاہے تو اوسکنے پس اللہ تعالی نے
سونپا ہے امر کے تئین اوس سرور کو اور مختار گردانا ہے اوس جنابکو بطریق عموم اور مواہب لدنیہ
تفطویہ نے نقل کرتا ہے کہ کہتے ہین اوسنی کہ گئے ہین ایک گروہ طرف اثبات کے کہ حضرت
معاتب ہین یعنے عتاب کیے گئے اس آیت کرکے اور حاشا و کلا یعنے واللہ باللہ کہ نہین بلکہ
حضرت مختار تھے اور جب اذن کیا سرورِ عالم نے اونکو تب اعلام پروردگار تعالی نے کہ اگر اذن
نکرتا تو اونکے تئین قعود کرتے یعنے بیٹھہ رہتے اپنے نفاق کی جہت سے اور حرج نہین اوس سرور پر
اذن کرنے مین انتہی اور قول الہی تعالی ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم شیئا قلیلا
اذا لاذقناک ضعف الحیات وضعف الممات الخ یہ آیہ بہی موہم ہے وقوع میل اور رغبت پر
رسول خدا کے منافقون کے جانب اور واقع ہونا اوپر عذاب کا اشد عذاب ولیکن حفظ ایتعالی
محفوظ رکہتا ہے اوس سرور کے تئین اوس سے یعنے کفار کیطرف رغبت کرنے سے اور یہ مجوزِ وقوع
گناہ سے حضرت سے اور یہ توہم ساقط ہے کیونکہ معنی وہ ہین کہ اگر تثبیت الہی یعنے ثابت رکھنا اور
حفظ الہی اگر نہوتی نزدیک تہا کہ رغبت کرتا تو بحکم طبیعت اونکے مرادکے اتباع کرنے پر لیکن نگاہ رکہا

تجھے ہماری حفظ کرنے نے اور نہ چھوڑنا تجھے کہ تو او نکی رغبت کے نزدیک آوے خصوصًا کہ ظہور میں آوے یہی
یہ تجھہ سی اور یہ صریح ہے اسبات مین کہ حضرت صلعم نے قصد نکیا اونکے قبول کرنے کیطرف اور رغبت نہ کی
طرف اونبات کے ساتھ واعی اجابت کے قوت کی اور خود گذرا کہ کلام وقوع معصیت مین ہے
شرعًا حضرات ابنیا سی نہ یہ کہ اوسکے جواز مین ہو عقلًا یعنے یہ نہین کہ سخن معصیت کے جائز ہونین
ہو انبیا پر از روے عقل کے اور یہ حق تعالی کے نگاہ رکھنے سے ہے اور عصمت یعنے نگاہ رکھنا
باطل نہین گردانتا اختیار کے تئین اور ممتنع نہین کرتا ذنب کے تئین از روے عقل کے بلکہ مانع
ہوتا ہے ذنب کے صادر ہونے کے تئین اللہ تعالی کی حفظ الٰہی کر کے پس ثابت ہوا مدعا کہ
ابنیا معصوم مین گناہون سے اور معلوم ہوا کہ حضرت رسول صلعم ثابت رہے اور رغبت نہ کی اوس
جناب نے اور آیت مین مبالغہ ہے حضرت صلعم کے کمال تطہیر اور تقدیس مین اور حفظ اور عصمت
اور محبت الٰہی مین اوس سرور صلعم کے تئین نہ یہ کہ تہدید یعنے ڈرانا اور تشدید یعنے شدت کرنا اور عتاب
اور تحذیر ہو اور یہ ظاہر ہے اور فرمانا اللہ تعالی کا بدر کے اسیرون کی شان مین کہ ما کان لنبی
ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ الی قولہ عظیم
اسکو بہی ایک گروہ نے گمان کیا ہے اوپر عتاب کے کہ سرور عالم صلعم نے بدر کے اسیر و نمین فدیہ
اختیار کیا ابو بکر صدیق رضی کی مشورت دینے سے نہ یہ کہ قتل یعنے اونکا مار ڈالنا اختیار نکیا جسطرح
عمر خطاب رضی نے طرف قتل کے اشارت کی تہی اور یہ یعنے فدیہ اختیار کرنا اجتہاد سی تہا بدون
اسبات کے کہ کچہ امر ہو اس کام مین اللہ تعالی کیطرف سے اور خطا کے تئین اجتہاد شریف مین
اوس سرور صلعم کے جائز رکھتے ہین لیکن تقریر کرنا اوسکا یعنے خطا کا نام رکھنا اوس سرور پر جائز نہین
اور آخر مین جو کچہ صواب ہے اظہار کرتے ہین جسطرح اصول فقہ کے درمیان مذکور ہے اور تفصیل
کلام وہ ہے کہ مسلم عمر بن خطاب رضی کی حدیث مین لایا ہے کہ کہا جب شکست دی خدا تعالی نے
مشرکون کو بدر کی جنگ مین اور مارے گئے اونمین ستر آدمی اور اسیر ہوئے ستر تب مشاورت
کی حضرت صلعم نے اون کے باب مین ابو بکر اور عمر اور علی مرتضے رضی سے پس کہا ابو بکر نے کہ وی یعنے
اسیر لوگ ہمارے ابنا اعمام ہین یعنے چچا ونکی اولاد اور بہائی تمہارے ہین یا رسول اللہ صلعم
اور خویش اور قبیلے تمہارے تدبیر میری وہ ہے کہ لو تم اونسے فدیہ تاکہ ہووے واسطے ہمارے

وہ کچھ لیوین ہم اونسے مادہ قوت اور قدرت اوپر کفار کے اور امید ہے کہ ہدایت کرے اونکو حق تعالی
اور ہوویں وے بازوی دولت اور ہماری نصرت کی باعث پس فرمایا حضرت صلعم نے مجھہ سی یعنی
عمر رضہ سے کہ تیری رائے کیا ہے ای بیٹے خطاب کے کہا مین نے واللہ یا رسول اللہ صلعم
رای میری وہ نہین جو ابوبکر کی رائے ہے تدبیر میری وہ ہے کہ تم قتل کرو ان لوگونکو حکم کرو
تاکہ مین قتل کرون انکو اشارت کی مین نے طرف اپنے خویش کے جو میرا تہا اور حکم کرو علی کو کہ
قتل کرے عقیل کے تئین جو بہائی ہے اوسکا اور حکم کرو حمزہ کو کہ قتل کرے فلان کے تئین تاکہ
جانے علام الغیوب کہ نہین ہمارے دلونمین دوستی مشرکون کی پس دوست رکہا اور جناب
فرمایا حضرت صلعم نے ابوبکر کی رائے کو اور پسند نہ آئی اوس جنابکو رائے میری اور لیا اون سے
فدیہ اور جب دوسرے روز اوس سرور صلعم کی خدمت مین مین گیا دیکہا مین نے کہ وہ سرور صلعم
بیٹہا ہے اور ابوبکر نزدیک اوس جناب کے ہے دونو بیٹہے ہوئے روتے ہین عرض کی
مین نے کہ یا رسول اللہ صلعم خبر دو مجھے کہ کیا چیز تمکو رونے مین لائی ہے اور تمہارے یار کو تاکہ مین
بہی اگر پاؤن اپنے مین رونا روؤنمین اور اگر نہ پاؤن تکلف کرون اور بزور رونے مین لاؤن
اپنے تئین پس فرمایا حضرت صلعم نے کہ روتا ہونمین اوس خبر کی جہت سے جو کچھ ظاہر کیا گیا تیرے
یارون پر یعنے فدا اور تحقیق کہ ظاہر کیا گیا مجہپر عذاب نزدیک تر اس درخت سے اشارت کی حضرت صلعم
نے طرف اوس درخت کے جو سامنے تہا پس نازل کیا اللہ تعالی نے ماکان لنبی ان یکون
له اسری حتی یثخن فی الارض یثخن ثخن سے آیا ہے اور اثخان بمعنی مبالغہ اور بہت یاد کرنا
کسی چیز مین اور مراد اثخان سے قتل اور جرح ہے یعنے پیغمبر کے تئین لازم ہے کہ جب اسیر
اوسکے ہاتہ لگین قتل کرے اور نکے تئین اور مبالغہ کرے اونکے قتل مین تاکہ زائل ہو کفر اور
کم ہوئین وے لوگ اور غالب ہو اسلام اور عزیز ہوون اہل اسلام تریدون عرض الدنیا واللہ
یرید الاخرة چاہتے ہو تم دنیا کے تئین جو غنیمت اور مال ہے اور چاہتا ہے خدا آخرت
کے تئین جو دین اسلام کی قوت سے اور چاہتا ہے اوس ثواب کو جو اوسپر مترتب ہوگا ولولا
کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم یعنے اور اگر نہوتا حکم الہی جو ازل مین جاری ہوچکا ہے
کہ مجتہد کو خطا پر نہین پکڑتے ہر آئنہ پہنچتا تمہارے تئین اوس چیز مین جو لیے تمنے اور اختیار کیا تمنے

یعنے فدیہ عذاب بزرگ اور حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ اگر نازل ہوتا ہماری اوپر عذاب
تو نجات نپاتا ہم سے کوئی مگر عمر بن کہتی ہے وہ جماعت کہ اسجگہہ عتاب حضرت صلعم پر اور تہدید
یعنے ڈرانا عذاب سے اور عتاب اور تہدید نہین مگر گناہ پر صاحب مواہب لدنیہ کہتے ہین کہ
نہین اسجگہہ الزام گناہ کا اوپر پیغمبر صلعم کے بلکہ اسمین بیان اوس چیز کا ہے جس چیز کیساتھ وہ سرور صلعم
مخصوص گردانا گیا ہے تمام پیغمبرون پر کہ نہین یہ کسی پیغمبر کے تئین سوا آپ کے جسطرح فرمایا اوس سرور صلعم
نے احلت لی الغنائم یعنے حلال ہوئے واسطے میرے غنیمت انتہی چاہتا ہے کہ کہے
کہ یہ حکم یعنے فدیہ نہ لینا اور قتل کرنا اوس جناب کے غیر مین ہے یعنے انبیا مین اور واسطے اوس سرور صلعم کی
درست ہے کہ قتل نکرے اور فدیہ لیوے اور فدا از جملہ غنایم ہے اور کہتے ہین کہ لیکن قول الٰہی تعالیٰ شانہ
تریدون عرض الدنیا بعضون نے کہا ہے کہ مراد اس خطاب سے وہ شخص ہے جو ارادہ کرے
دنیا کا اور غرض اوسکی صرف مال دنیا کے واسطے ہو اور دنیا کی بہبود کو چاہے اور نہین مراد
اس سے وہ سرور صلعم اور نہ اکثر صحابہ اوس جناب کے بلکہ روایت کی گئی ہے ضحاک سے کہ یہ آیہ نازل
ہوا ہے اوسوقت جسوقت مشرکین بھاگے بدر کے روز اور مشغول ہوئے لوگ سلب مین یعنے اونکی اسباب
کے لوٹنے مین اور غنایم کے جمع کرنے مین اور باز آئے قتال سے یہانتک کہ ڈرے عمر ابن خطاب
کہ وہی پیچھے پھرین اوپر انکے جسطرح احد کے روز واقع ہوا اور نازل ہوا اپر منکم من یرید الدنیا ومنکم
من یرید الاخرہ یعنے تم مین سے ہے جو شخص ارادہ کرتا ہے دنیا کے تئین اور تم مین سے ہے جو
چاہتا ہے آخرت کے تئین اور قول الٰہی تعالیٰ لولا کتاب من اللہ سبق اختلاف کیا ہے عالمون نے
اس آیت کے معنون مین بعضون نے کہا ہے کہ معنی اسکے وہ ہین کہ اگر سبقت نکرتی مجہہ سے
یہ بات کہ عذاب نکرونگا مین کسی ایک کے تئین مگر بعد از نہی کرنے کے ہر آئینہ عذاب کرتا مین تمہارے
تئین اور یہ بات دلالت کرتی ہے کہ کام اسیرونکا معصیت نتہا اور بعضون نے کہا ہے کہ اگر نہوتا
ایمان تمہارا اوپر قرآن کے کہ مراد کتاب سے وہی ہے اور مستوجب ہوئے تم عفو کے تو عقاب کیے جاتے
تم اوپر غنائم کے یا مراد وہ ہے کہ اگر نہ جاری ہوتی لوح محفوظ پر یہ بات کہ غنایم حلال ہے اور یہ تمام ذنب
کی اور معصیت کی نفی کرتا ہے کیونکہ فعل جس چیز کا حلال ہے معصیت نہین ہوتی اوس سے اور اسواسطے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے اخیر فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا یعنے خبر دے تو اے محمد صلعم اپنے اصحاب کو کہ لین کہا تم

اوس چیز سے جو غنیمت کی تمنے حلال ہے اور پاکیزہ ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ بلکہ حضرت اور
اصحاب اوس خطاب کے مختار گردانے گئے قتل کرنے اور فدیہ لینے مین اور تحقیق روایت کی گئی ہے
علی مرتضے رض سے کہ فرمایا آیا جبرئیل رسول خدا کے نزدیک بدر کے روز اور کہا کہ مختار گردانو اپنے اصحاب
کے تئین اسیرونمین اگر چاہین قتل کرین اگر چاہین فدیہ لیوین اس شرط پر کہ مقتول ہون اونسے سال آئندہ
ستر شخص جسطرح کہا اصحاب نے اختیار کرتے ہین فدا کے تئین کو مارے جائین ہم سے اور تحقیق واقع
ہوا مقتول ہونا ستر شخصونکا اصحاب سے جنگ احد کے روز اور یہ دلیل ہے اوپر اس بات کے کہ اونہون
نے نکیا مگر وہ کام جس بات پر اذن کیے گئے پس معصیت نہین اور بعضون نے کہا ہے کہ اگرچہ مختار کردانے
گئے فدا اور قتل کے درمیان لیکن قتل کرنا اور اثخان کرنا بہتر تہا پس عتاب کیے گئے اوپر اوس بات
کے اور بیان کیا گیا ضعف اختیار فدیہ لینے کا اور تصویب اختیار اثخان کرنے کا اثخان بمعنی بہت
قتل کرنا ولیکن عاصی اور مذنب نہین کوئی ایک اونسے واللہ اعلم اور قول الٰہی جل شانہ ولو تقول علینا
بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فرماتا ہے اللہ تعالی یعنے اگر افترا کرتا محمد
ہمارے اوپر بعضی باتونکا اپنے پاس سے ہر آئینہ پکڑتا مین اوسکے جانب یمین کے تئین اور کاٹتا
مین اوسکی رگ گردن کے تئین اور ہلاک کرتا مین اوسکے تئین کنایہ ہے عذاب سے جسطرح کرتے
ہین بادشاہ جس شخص پر غضب مین آتے ہین اور یہ مبالغہ ہے اوس خطاب کے صدق مین اور نگاہ
رکہنے مین حق تعالی کے اوس سرور کو کذب اور افترا سے ولیکن اس عبارت مین اظہار سطوت
اور غلبہ ربوبیت سے ساتھ شرف دینے اور گرامی رکہنے کے کہ لیغفر لک اللہ اور یہ ناشی ہے
یعنے وہی جو اوپر مذکور ہوا بیان آیت کا کمال محبت اور اہتمام ہے اوس سرور کے حال پر اور
حقیقت مین تعریض ہے اون لوگون پر جو افترا کرنے والے ہین اور کذاب ہین تاکہ ہوشیار
اور خبردار ہون اور اصل قاعدہ وہی ہے جو اول کہا گیا کہ ہمکو لازم ہے کہ اپنے حد ادب
سے پانون باہر نرکہین اور زبانکو نگاہ رکہین اون چیزونمین جو محب اور محبوب مین ناز اور
نیاز جاری ہو لیکن قول الٰہی تعالی وما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان بعضون نے
کہا ہے کہ مراد علم تفاصیل احکام ایمان اور صفات ایمان ہے جسطرح قرآن مین مذکور ہے
کیونکہ وجود اسکا ارسال کرنے کے بعد اور دین اور شریعت کے وضع کرنے کے بعد ہے اور

تحقیق شہرت کو پہونچی ہے یہ بات کہ حضرت صلعم پیش از نبوت توحید کرتے تھے خدا کے تئین اور دشمن رکھتے تھے بتون کے تئین اور اونکی پرستش کو اور حج اور عمرہ ادا فرماتے تھے اور ہرگز حضرت صلعم نے شراب کو نہین پیا اور ساتھ اسکے کہ نہین جانتے تھے شرایع کے تئین جسکو تشریع کیا پروردگار تعالی نے اپنے بندونپر اور یہی مراد ہے قول الٰہی سے جو فرمایا وما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان اور ارادہ نہین کیا ایمان کے تئین معنی تصدیق اور اقرار اور بعضون نے کہا ہے مراد دعوت کرنا طرف ایمان کے اور احکام کے ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ باب حذف مضاف سے ہے یعنی ما کنت تدری اہل الایمان یعنے اگر نہ جانتا تو کہ ایمان لاوینگے اعمام جمع عم اور تجارب اور یہ معنی بعید ہین سباق اور سیاق سے حدیث کے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

باب چہارم حضرت سرور عالم صلعم کے اوس ذکر مین جو سلف کی کتابونمین ہے اور تعظیم اور تبجیل اوس سرور کی اور اخبار رسالت پر اوس جناب کی اور ذکر اوس جناب کی امت کا جو توریت اور انجیل مین ہے اور اقرار کرنا اہل کتاب کے عالمونکا اوپر اوس بات کے ساتھ اجمال اور تفصیل کے قال اللہ تعالی الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندہم فی التوریۃ والانجیل یامرہم بالمعروف وینہاہم عن المنکر الخ ذکر شریف اوس جناب کا سلف کی کتابونمین بہت ہے اور خلاصہ نبیون کے اور رسولون کے وقتونکا اور مجلسین اونکی مصروف تہین حضرت خاتم الانبیاء صلعم کا ذکر کرکے اور جسوقت حق تعالی نے ذکر اونکا خاتم الانبیا سے کیا خواہ مخواہ ذکر شریف اوس سرور صلعم کا اونسے بطریق اولی کیا ہوگا من احب شیئا اکثر ذکرہ یعنے جو شخص چاہتا ہے اور محبوب رکہتا ہے کسی چیز کو اکثر کرتا ہے ذکر اوسکا اور یہ آیت یعنے جو اوپر ہے کہ الذین یتبعون الرسول النبی الخ اول دلیل ہے اوسکے صدق پر کہ خبر دیتی ہے یہ آیت صفات اور احوال شریف کے لکھے جانے پر یہود اور نصاری کی کتابونکے درمیان اور لازم کرنا اونکا اوپر اوس بات کے کہ اگر مطابق واقع مین نہوتا جیسے احوال اور صفات حضرت صلعم کے اونکی کتابونمین مرقوم تھے اگر دیسا طور حضرت مین نہ پایا جاتا تو یہ موجب نفرت اور باعث تکذیب ہوتا اونکو اوس سرور صلعم کے تئین اور حقیقت مین احوال اور صدق نبوت محمدی صلعم یہود سے زیادہ جاننے والا کوئی تہا کیونکہ توریت اور انجیل مین

اونہون نے وصف حضرت صلعم کے پڑہے تھے اور مدینے مین سعادت ملازمت پانے کے واسطے
اور اوس سرورؐ کے نشان علامت کے ظہور کے واسطے بیٹھے ہوئے تھے اور ہمیشہ منتظر تھے
پیغمبر آخر الزمان کے کوکب دولت کے طلوع ہونے کے اور انصار سے جو دینی یعنے یہود اور عرب
جنکا ذکر ہوا عداوت اور دشمنی رکھتے تھے مبعوث ہونے پر سرور عالم صلعم کے استفتاح اور
استنصار کرتے تھے یعنے طلب فتح کرنا اور طلب نصرت کرنا یعنے یہ کہتے تھے کہ نزدیک ہے پہنچے
اگر ہم سایۂ دولت مین پیغمبر آخر الزمان کی تمکو ہلاک اور تباہ کرین اور باپ دادے اونکے یعنے یہود
وغیرہ کے اس جہان سے گذرنے کے وقت وصیت نامے لکھکر اپنے فرزندونکو سونپتے تھے اور
کہتے تھے کہ سلام ہمارا اوس سرورؐ کو پہنچاؤ اور کہو کہ ہمنے یا رسول اللہ صلعم تمہارے اشتیاق مین
جان دی اور ایمان لانے سے پیشتر عالم سے گئے ہم قولہ تعالی یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم یعنے
پہچانتے ہین کفار اوس سرورؐ کو جسطرح پہچانتے ہین اپنے بیٹونکو کہ جنکے پیدا ہونے پر علم یقینی
رکہتے ہین بخلاف باپون کے کہ علم اونپر سماع سے ہے یعنے سننے سے لیکن جب اوس نور نے
ظہور کیا شقاوت ازلی اونکے کام مین ہوئی اور حسد اور عناد سے اونہون نے تکذیب کی اور
کافر ہوئے اور جان بوجھ کے حق پوشی کیطرف گئے اور تحریف اور تغیر کتاب کی اونہون نے کی
تحریف کے معنی پھرانا بات کا اوسکی جگہہ سے اور دنیا کی محبت اور ریاست کی محبت سے خسارت اور
شقاوت اور ذلت کے درک اسفل مین دہنس گئے اور ساتھ اسکے کہ اونہون نے تحریف کی
دلیلین ہمارے پیغمبر کی نبوت کی اور اعلام اوس جناب کی شریعت کا اونکی کتاب مین روشن
اور ظاہر ہے اور کہتے ہین اونہون نے کہ نام اوس سرورؐ کا سریانی زبان مین مشفح ہے اور مشفح
بمعنی محمد ہے یعنے حمد کیا گیا کیونکہ شفح اونکی زبان مین بمعنی حمد ہے اور جب وہ خدا تعالی کی
حمد کرتے ہین تب کہتے ہین شفحا لالاہا یعنے الحمد للہ اور جب شفح بمعنی حمد ہوا تو مشفح بمعنی محمد ہوگا اور
احوال اور صفات اور علامات اور امارات یعنے نشانیان اوس سرورؐ کی شروح اور اون
جناب کے بعثت اور خروج کرنیکا زمانہ متعین تہا اوسی روز جب حضرت صلعم مدینے مین تشریف
لائے عبد اللہ بن سلام جو احبار اور اشراف یہود سے تہا احبار جمع حبر ہے بمعنی دانشمند اور یوسف
کی اولاد سے تہا آیا اور ایمان لایا اور جس روز سے اوسنے نکلنا اوس سرورؐ کا کہنے سے سنا تہا

منتظر تھا سعادت ملاقات کے حصول کا اور جب تعالی شریف سے مشرف ہوا حضرت صلعم نے فرمایا اوسکو
کہ ابن سلام تو ہی ہے اہل یثرب کا عالم عرض کی اوسنے کہ مین ہی ہون فرمایا مین سوگند دیتا ہون تجھے
خدای عزوجل کی جسنے نازل کیا ہے توریت کو پاتا ہے تو میری صفت کو خدا کی کتاب مین
کہا اوسنے ہان سچ ہے یا رسول اللہ صلعم گواہی دیتا ہون مین کہ تو رسول ہے خدا کا اور خدای
عزوجل ظاہر اور غالب کرنے والا ہے تیرا اور غالب کرنے والا تیری دین کا تمام دینون پر
اور بدرستی اور راستی کہ مین پاتا ہون تمہاری صفت کو خدا کی کتاب مین یعنے توریت مین
جو تم سے اللہ تعالی نے خطاب کرکے کہے یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا
یعنے ای نبی تحقیق کہ بھیجا ہے ہمنے تجھے امت پر شاہد اور پر تصدیق اور تکذیب کے اونکی
نجات اور ہلاک پر اور بشارت دینے والا مطیعون کے تئین اوپر ثواب کے اور ڈرانے
والا عاصیونکو عذاب سے وحرزا للامیین اور پناہ واسطے امیون کے مراد امیون سے
عرب ہین کہ اکثر خط اور کتابت نہین جانتے اور تعلم اور تعلیم یعنے سیکھنا اور سکھانا نہین جانتے
اور وہ سرور پشت وپناہ تمام عالم کا ہے تخصیص عرب کرکے اوس جناب کے مبعوث ہونے
کی جہت سے ہے اون کے درمیان اور اونکے قرب کے جہت سے اوس سرور صلعم سے یا
اوس قوم کے غلو اور انہماک کے جہت سے ہے یعنے وہی تخصیص یعنے حرزا للامیین جس
مراد عرب ہین انکے غلو اور انہماک وغیرہ کی جہت سے ہے جہل اور قساوت مین اور بعد
مین مقام علم اور ہدایت سے انہماک کے معنی کوشش کرنا کسی کام مین اور مبالغہ کرنا اور حرز
موضع حصین اور جای استوار کو کہتے ہین جو نگاہ رکھے آفتون سے اور مراد حفظ اور تحصین کیطرف
اونکی ہے آفتون سے ذات کی اور وسوسون سے شیطان کے جسطرح فرمایا ہو الذی
بعث فی الامیین رسولا منہم یتلو علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من
قبل لفی ضلال مبین اور ہوسکتا ہے کہ مراد اونکا بچا لینا ہو عذاب سے اور ہلاک کرنے
سے اور بیخ وبنیاد سے اوکہاڑ ڈالنے سے جب تک درمیان اونکے تہا یعنے اہلاک اور
استیصال وغیرہ اور قول الہی تعالی وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم انت عبدی ورسولی
تو میرا بندہ خاص ہے کہ کسیکو ساتہ تیرے اس صفت مین برابری نہین اور فرستادہ میرا ہے

تمام خلق کیطرف سےتیک المتوکل نام رکھا مین نے تیرا متوکل کیونکہ تمام کام تو نے اپنے مجھپر چھوڑے ہیں اور احول قوت سے تو نکلا ہے کہ حقیقت بندگی کی معنی کی یہی ہے لست بفظ ولا غلیظ یعنے نہین
تو درشت خو اور سخت دل جیسا کہ کلام مجید مین فرماتا ہے لوکنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک
اور وہ جو دوسری جگہہ مذکور ہوا ہے کلام اللہ مین واغلظ علیہم جواب اوسکا یہ ہے کہ وہ سرور مجبول ہے یعنے جبلی کیا گیا اپنی طبع کریم پر اور امر اوپر غلظت کے محمول ہے خلق کے معالجے پر
یعنے بند کیا گیا اور اگر تقدیم جسم سے ہے تو معنی ڈالا گیا اور اوجہ وہ ہے یعنے موجہ تر کہ کہا جاوے
کہ نفی کی نسبت مومنونکی طرف ہے اور امر کی نسبت طرف کافرون کے دونو وصف اوس ورع
کی ذات مین موقع ہیں یعنے سونپے ہوئے الحب للہ والبغض للہ اور فرمایا حضرت موسے نے
انا الضحوک القتول اور باب اخلاق مین اشارت ایک طرف اسکی گذری ولا سخاب فی الاسواق
یہ جملہ عطف اوپر ولا غلیظ کے جو اوپر گذرا کہ لست بفظ ولا غلیظ سخاب کے معنی غوغا بلند
کرنے والا اور اسواق جمع سوق ہے بمعنی بازار یعنے اور نہین تو آواز بلند کرنے والا بازارون مین
جو عادت نادانونکی اور غافلونکی ہے یعنے نرم خو ہے تو کہ آواز نہین بلند کرتا اور کج خلقی نہین
کرتا لوگون سے اور نہ بازارون مین ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویغفر یعنے بدلا نہین
کرتا ہر بد یکا بدی کر کے بلکہ عفو کرتا ہے اور درگذر کرتا ہے ولن یقبضہ اللہ حتی یقیم بہ الملۃ
العوجاء بان یقولوا لا الہ الا اللہ یعنے اور دنیا سے نہین اوٹھاویگا اوسے اللہ تعالی جب
تک راست اور درست نکروا نے اوس سے یعنے حضرت موسے دین اور کیش کج کے تئین لا الہ
الا اللہ کے کہنے سے اور توحید کے اثبات کرنے سے اور شرک کے زائل کرنے سے فیفتح بہ
اعینا عمیا واذانا صما وقلوبا غلفا یعنے پس کہولتا ہے اوس سے اندہی آنکھون کے تئین جو
دیکھتی نہین راہ راست کے تئین اور کہولتا ہے بہرے کانون کے تئین جو سنتے نہین حق کے تئین
اور کھولتا ہے اون دلونکو جنپر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہین جو نہین سمجھتے اور نہین
پاتے حقیقت حال کے تئین اور ایک روایت مین یہ زیادہ آیا ہے کہ فریاد نہین کرتا بازارون
اور تزئین نہین کرتا فحش کر کے اور بولنے والا نہین جھوٹ بکا راست اور درست کرونگا علی سبیل
واسطے ہر صفت جمیل کے اور بخشتا ہون اوسے ہر ایک طرحکا خلق کریم اور گردانتا ہون قرار

اور آہستگی اور آرام کے تئین لباس اوسکا اور تقوی اور پرہیزگاری کے تئین ضمیر اوسکی اور حکمت معقول اوسکی اور صدق اور وفا کے تئین گردانتا ہون طبیعت اوسکی اور عفو اور معروف کے تئین خلق اوسکا اور عدل کے تئین سیرت اوسکی اور حق اور راستی کے تئین شریعت اوسکی اور ہدایت کے تئین پیشوا اوسکا اور اسلام کے تئین ملت اوسکی اور احمد نام اوسکا راہ رست دکھاتا ہون لوگونکو اوس سے گمراہی کے بعد اور دانا گردانتا ہون اوسکے وسیلے سے اونکو اونکی نادانی کے بعد اور بلند آواز گردانتا ہون اوس سے گمنامی کے بعد اور بہت گردانتا ہون اونکو کمی کے بعد اور جمع کرتا ہون فرقت اور پراگندگی کے بعد اور غنی گردانتا ہون درویشی کے بعد اور الفت دیتا ہون اوس سے مختلف دلون کے درمیان اور پراگندہ گروہون کے درمیان اور متفرق استون کے درمیان اور گردانتا ہون اوسکی امت کے تئین بہترین امم کعب احبار سے بھی یون ہی آیا ہے اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ ابن عباس رض نے کعب سے پوچھا کہ کیسے پاتا ہے تو نعت رسول خدا صلعم کی توریت کے درمیان کہا اوس نے ایسے کہ لکھا ہوا ہی

محمد بن عبد الله عبده والمختار مولده بمكة ومهاجره بالمدينة وملكه بالشام لا فظ ولا غليظ ولا سخاب

بالاسواق ولا يجزي بالسيئة السيئة ولكن يعفو ويغفر اور اس روایت مین اوس جناب صلعم کی امت کی مدح بھی آئی ہے کہ فرمایا الله تعالی نے کہ امت اوس پیغمبر کی شکرگذار ہوگی غم کے درمیان اور شادی اور خوشی مین اور ناخوشی مین اور تکبیر کہین گے ہر بلندی پر اور حمد کرین گے ہر پستی کے درمیان رعایت کرین گے آفتاب کی واسطے نماز کی یعنے جبوقت آفتاب غروب کریگا اودہر نماز پڑہین گے اور جب وقت پہنچیگا نماز پڑہین گے اگرچہ خاک روڑی مین ہوون ازار باندہین گے آدہی پنڈلیون تک اور وضو کرینگے لینے اعضا کے اطراف پر منادی اونکا یعنے موذن ندا کریگا جو آسمان مین یعنے بلندی کی جگہہ صفین اونکی قتال مین اور نماز مین یکسان کھڑی ہونگی اونکو شب کو زمزمہ ہوگا زنبور کے زمزمے کے مانند مراد ذکر ہے اور ابی ہریرہ کی روایت مین آیا ہے کہ سنا مین نے رسول خدا صلعم سے کہ فرمایا جب نازل ہوئے موسی ع پر توریت اور پڑہا اوس نے اوسی پایا موسی نے درمیان اوسکے ذکر اس امت کا پس کہا الہی پروردگار پاتا ہون مین الواح کے درمیان الواح جمع لوح ہے کہ

کروہی یعنے امت محمدی جو آخر ہین اور سابق ہین یعنے آخر وجود مین اور سابق فضل مین اور شفاعت
کیجاویگی واسطے اون کے اور رسیگا ابر واسطے اون کے اونکی قربانے انجیلین اون کے سینون
مین کنایہ حفظ ہونے سے قرآن کے اور پڑھینگے اوسکو اوپر یعنے نوک زبان کہاوینگے غنایم
کے تئین گردانینگے صدقات کے تئین اپنے پیٹون کے درمیان اور یہ خواص سے اس امت
کے ہے کہ آسان کیا گیا کام اوپر انکے اور حلال کیے گئے واسطے اون کے غنایم اور صدقات
برخلاف سابق کی امتون کے اور جب کوئی ایک اس امت سے قصد کریگا ایک بدیکا اور نکریگا
اوسکو نہین لکھا جائیگا اوپر اوسکے اور جب کریگا بدی تب لکھی جاویگی ایک بدی اور جب
کریگا نیکی لکھی جاوینگی دس نیکیان اور دیا جاویگا اونکو علم اول و آخر اور قتل کرینگے وہی دجال
کے تئین اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ موسی نے الواح سے توریت کی اس امت کی
نشر صفت کے قریب جو آخر زمان مین ہوگی ذکر کین اور کہا ای پروردگار گردان تو اوس امت
کو میری امت فرمان آیا کہ یا موسی ع اوس امت کو تیری امت کسطرح گردانون وہی لوگ امت
احمد کے ہوینگے کہا موسے ع نے ای پروردگار پس گردان تو مجھے امت محمد کی پس وہی گئین
اس کلام کے نزدیک موسے ع کو دو خلعتین کہ یا موسے ع انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی
وبکلامی فخذ ما اتیتک وکن من الشاکرین یعنے ای موسے ع تحقیق کہ ہمنے برگزیدہ فرمایا تجھے اوپر
آدمیون کے اپنی رسالت اور اپنا کلام کر کے یعنے اپنی رسالت سے تجھے ہمنے ممتاز کیا اور
اپنے کلام سنے سے پس لے تو اوسکو جو عطا کیا ہمنے تجھے اور ہو تو شکر گزارون سے یعنے ان
دونو نعمتون کا شکر بجا لا پس کہا موسے ع نے ای پروردگار راضی ہوا مین اور نیز ابو نعیم
سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رض سے روایت کرتا ہے کہ ایک مرد نے کعب احبار کے
نزدیک کہا کہ دیکھا مین نے خواب مین کہ گویا لوگ جمع کیے گئے ہین واسطے حساب کے پس
لائے گئے انبیا اور آئی ہر بنی کے حکم سے امت اوسکی اور دیکھی گئے ہر بنی سے دو نور اور تابعون
سے ایک کو ایک نور ایسا نور کہ چلتا ہے ساتھ اوسکے پس بلائے گئے محمد مصطفے صلے اللہ
علیہ وآلہ وصحابہ وسلم اور تہا ہر ایک بال کو جو بدن مطہر مین ستہے ایک نور یعنے ہر ہر بال کے ساتھ
ایک ایک نور تھا اور ہر ایک کو اوس سرور کے تابعون سے دو نور پس کہا کعب نے

حالانکہ معلوم نہیں کیا کعب نے کہ یہ مرد اپنے خواب کی خبر دیتا ہے کہا اوس نے کہ امیر تجھے کس نے یہ خبر
دی اونسے کہا قسم اوس خدا کی کہ نہیں خدا سوا اوسکے کہ مین نے یہ خواب مین دیکھا ہے پس سوگند کہی کعب نے کہ
قسم اوس اللہ کی جسکے دست قدرت مین میری لقا ہو ذات ہے کہ یہ صفت محمد صلعم کی اور اونکی
امت کی ہے اور صفت اور نبیونکی اور اونکی امتونکی ہے خدا کی کتاب کے درمیان اور گویا توریت
اوسنے پڑہا ہے وصل بہت سے اخبار سبق علم مین یہود کے صدق اور نبوت پر حضرت
سید ابرار صلعم کی اور عناد اور انکار کرنا ان شریرونکا اس کام کے ظہور کے بعد مگر وہی لوگ کہ توفیق
اور ہدایت جنکی قرین حال ہوئی بشیارہ مین ہمیشہ سرور عالم صلعم کے ذکر کے تئین توریت کے درمیان
درس دیتے تھے یعنے پڑہاتے تھے اور تکرار کرتے تھے اور اپنی اولاد کو تعلیم کرتے تھے اور حلیہ
شریف کو یعنے عادات شریف کو اوس سرور صلعم کی اور سراپا بیان کرتے تھے اور اوس سرور صلعم کے
خروج کرنے اور مبعوث ہونیکے وقت کو تعین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خروج اوس جناب کا مکے
سے اور ہجرت اوسکی طرف مدینے کے ہوگی اور جب وہ سرور صلعم مبعوث ہوا تب وہی اشقیا براہ
حسد و عناد گئے اور کہنے لگے کہ یہ وہ شخص نہین جسکے ہم خبر دیتے تھے اور اوس جناب کی صفات مین
تحریف کرنے لگے اور ساتھ تحریف کرنے کے اور تغیر دینے کے دلایل اور شواہد اوسکے توریت مین
ظاہر اور ہویدا تھے تحریف کے معنی پھرانا بات کا اوسکی جگہہ سے ایک شخص راہب تھا ابو عامر نام
اوسکے قبیلے سے اور کوئی شخص اوس اور خزرج کے قبیلے سے حضرت صلعم کا وصاف یعنے نعت
وصف کرنیوالا سوا اوسکے نتہا یعنے ابو عامر کے سوا اور الفت اور صحابت رکھتا تہا مدینے
کے یہود سے اور پوچہتا تہا اون سے احوال دین کا اور خبر دیتے وہی اوسے پروردگار کے رسول
کی صفات کی اور کہتے تھے کہ یہ دار ہجرت ہے اوس سرور صلعم کا بعد اسکے تیما کے یہود کے
نزدیک گیا اونہون نے بھی خبر دی اوسے مانند اوس خبر کے بعد اسکے شام کو گیا اور سوال
کیا اوس نے نصاری سے اونہون نے بھی خبر دی اوس جناب صلعم کی صفت کی پس باہر آیا
ابو عامر اور ترہب کیا اوسنے یعنے راہب بنا اور پلاس پہنا اوسنے اور کہتا تہا کہ مین ملت
حنیفیہ اور دین ابراہیم پر ہون اور منتظر پیغمبر آخر الزمان کے خروج کا ہون اوس سے اس ابو عامر
نے جنیون سے بھی صفات اور علامات کو اوس سرور صلعم کے سنا تہا اور جب اوس سرور نے

ظہور کیا اپنے حال پر رہا اور بغاوت اور حسد اور نفاق کرنے لگا اور کہنے لگا کہ یا محمد کس چیز پر مبعوث
ہوئے ہو تم فرمایا مبعوث ہوا ہون مین ملت حنیفیہ کر کے کہا اوسنے نہین بلکہ خلط کیا ہے یعنے آمیزش
اوسکے تئین غیر چیز سے اوسکی فرمایا حضرت صلعم نے بلکہ لایا ہون مین اوسکے تئین بیضا یعنے روشن
اور صاف اور پاک کیا ہوا ای ابو عامر وہ اخبار جنکی خبر دی تجھے احبار یہود نے میری صفات
سے کہا اوس نے تم وہ نہین ہو جسکے وصف کرتے تہے یہود فرمایا حضرت صلعم نے جہوٹ کہتا ہے تو
ابو عامر نے کہا مین جہوٹ نہین کہتا تم جہوٹ کہتے ہو فرمایا حضرت صلعم نے موت دے خدا جہوٹے
کو حالیکہ وحید یعنے تنہا طرید یعنے رانده گیا اور غریب یعنے مسافر پس پہرا ابو عامر طرف مکے
کے اور متابعت کی اوس نے قریش کے دین کی اور ترک کیا اوس نے تدین اور ترہب کے تئین
یعنے راہب پنے کو جو اس سے آگے رکہتا تہا بعد اسکے ملحق ہوا شام کو اور مرا طرید وحید غریب
اوس جناب کی دعا سے جو اوسکے حق مین کی تہی اوس سرور صلعم نے نعوذ باللہ من غضب اللہ
ورسولہ اس جگہہ معلوم ہوا کہ علم اور دانش کام نہین آتے جب تک توفیق اور ہدایت ہو واحد
یہدی من یشاء الی صراط مستقیم اور بیٹا ایسی لئے عامر کا حنظلہ جسکو غسیل الملائکہ کہتے ہین
یعنے غسل دیا ہوا ملایک کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت مین آیا اور ایمان لایا اور سادات صحابہ
سے ہوا اور قصہ اوسکے تسمیہ کا غسیل کر کے مشہور ہے ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم
مستدرک کے درمیان شیخین کی شرط پر لائے ہین کہ دونوکہ خدا حنظلہ غسیل الملائکہ جسکا لقب
تہا بلکہ اوسی وقت اوس نے تزویج کیا تہا اور اپنی اہلیہ کے ساتہ ہم بستر ہوا تہا ناگاہ کفار کی
شدت حرب کی آواز اوسکے درمیان اوسنے سنی بیطاقت ہوا اور غسل جنابت کی فرصت
نہ پاکے باہر آیا اور وہان جا پہونچا اور شہید ہوا پس حضرت پر مکشوف ہوا کہ ملایک اوسکو غسل دیتے
ہین فرمایا حنظلہ کی حقیقت حال کیا ہے اور کس سبب سے اوسے شہیدون سے غسل مین مخصوص کیا
ملایک نے اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ فرمایا شاید جنب تہا جاؤ اوسکی اہلیہ سے پوچہو اوسکی
عورت نے حقیقت حال عرض کی اور اسی جگہہ سے ہے کہ امام حنیفہ رح شہید جنب کے تئین غسل دینا
فرماتے ہین اور امام شافعی اور صاحبین اسمین خلاف رکہتے ہین اور کہتے ہین کہ جس غسل کو جنابت
موجب تہا وہ دائرہ تکلیف سے نکلنے کی جہت سے ساقط ہوا اور جو لینا غسل کا موت کے سبب

تہا شہادت اوسکی ساقط ہوئی یعنے دور کرنے والی دوسرا اور کوئی غسل واجب نہین ہوتا اور امام
خفاجی اس قصہ کیلیے دلیل لاتا ہے حضرت ص کے قول سے تئین جو بعضی روایتونمین آیا ہے
یہ کہ فرمایا مگر وہ جنب تہا الی قول اول دلیل ہے اور راوی کے اب وہی اخبار جو توریت اور انجیل
اور زبور اور آدم اور ابراہیم کے صحف وغیرہ سے اوس جناب ص کی صفت مین آئی ہین
نقل کرتے ہین ہم صحف جمع صحیفہ ہے پوشیدہ نہ رہے کہ کلام مجید کی خبر دینے کے بعد جو ناطق ہے
یعنے گویا حضرت رسول ص کے وجود صفات اور احوال شریف کرکے اون کتابون کے درمیان
تمام اس مدعا کے حاجت اثبات کے درمیان طرف دلیل کے نہین ہے لیکن لانا اوسکا یعنے
اون اخبار ونکا جو اون کتابونمین ہین ان کافرون کی فہمونکو الزام دینے کے واسطے درکار ہے
اور مومنون کے تئین بہی موجب زیادت اطمینان اور مزید نورانیت اور باعث یقین ہے
لیکن توریت مین اون شقیون کے حذف اور تحریف اور تغیر اور تبدیل اور خیانتین کرنیکے
بعد اوکرنے مین اس امانت کے آیا ہے یعنے توریت مین جو کچہ اوصاف اوس جناب کے
آئے مین اونکی تحریف وغیرہ کرنیکے بعد آیا ہے حذف کے معنی پہینکنا اور تحریف نقل کرنا
اور دور کرنا بات کا اوسکے جو ضع سی یہ آیا ہے توریت کے درمیان کہ تجلی کی اللہ تعالے نے
سیناسے اور چمکا عرب سے اور آشکارا ہوا فاران سے سینا نام ایک پہاڑ کا ہے جسے طور
کہتے ہین اور طور سینین بہی کہتے ہین کہ تجلی کی اللہ تعالی نے اوس پہاڑ پر اور کلام کیا موسی
سے اور ظاہر ہوئی اوس جبل مین نبوت اوسکی اور نازل ہوئی اوسپر انجیل اور فاران اسم
عبرانی ہے اور نام بنی ہاشم کے جبال کا ہے مکے کے نواح مین کہ اون جبال سے ایک کے درمیان
ہمارے پیغمبر تعبد فرمایا کرتے تہے اور ابتداء وحی کی وہان سی ہوئی جبال جمع جبل ہے یعنی پہاڑ
اور وہی یعنے فاران تین پہاڑ ہین ایک اون سے ابو قبیس ہے کہ جسکے نیچے مکہ بستا ہے اور
دوسرا مقابل اوسکے قیقعان ہے بطن وادی تک اور اوسکی جانب شرقی جو قیقعان کی
متصل ہے شعب ہے بنی ہاشم کا اور اوسمین مولد ہے اوس جناب ص کا بقول مشہور اور ابن
قتیبہ جو علماء امت سے ہے اور سلف کی کتابونکو اوس نے پڑہا ہے اور اوسنے اونکا ترجمہ
کیا ہے اعلام النبوۃ کے درمیان کہتا ہے کہ اس جگہہ کوئی غموض اور خفا نہین ہے یعنے پوشیدہ

نہین ہے اوس شخص پر جو تامل کرے درمیان اوسکے کیونکہ جیسا کہ ثابت ہوا ہے کہ تجلی فرمانا
حضرت پروردگار کا سینا سے نازل فرمانا ہے توریت کا موسی ؑ پر طور سینا پر اور اشراق فرمانا یعنے
چمکانا ساعیر سے نازل کرنا انجیل کا ہے عیسی ؑ پر اور حضرت عیسی ؑ سکونت کرتے تہے جلیل
کی سرزمین پر اوس قریہ کے درمیان جسکا نام ناصرہ ہے اور اسی جہت سے تسمیہ کیا گیا ہے اوسکے
تابعون کا انصاری کرکے اور جیسا کہ ثابت ہوا کہ مراد اشراق فرمانے سے حضرت حق کے ساعیر کے
نازل کرنا انجیل کا ہے عیسی ؑ پر اسی طرح ثابت ہے استعلان یعنے علانیہ اور آشکارا ہونا
حضرت حق کا فاروان کے جبال سے اوپر نازل کرنے قرآن کے اوپر محمد ؐ کے اور وہ جبال ہے
مکے کا اور کچھ خلاف نہین ہے مسلمانون کے اور اہل کتاب کے درمیان اس بات مین کہ فاروان
مکہ ہے اور اگر دعوی کرین کہ فاروان غیر مکہ ہے اور یہ بات دور نہین ہے اون کے
بہتان اور افترا کرنے سے تو کہتے ہین کہ آیا نہین ہے توریت مین کہ ابراہیم نے ساکن
کروانا ہاجرا اور اسمعیل ؑ کے تئین فاران کے درمیان اور کہتے ہین ہم کہ راہ دکہاؤ تم ہمکو
طرف اوس موضع کے جس سے آشکارا ہوا خدا تعالی اور نام اوسکا فاران ہے اور طرف
اوس پیغمبر کے جسکو نازل فرمائی اللہ تعالی نے کتاب مسیح کے بعد اور دکہاؤ تم ہمکو دین
جو ظاہر اور منکشف ہوا اور آشکارا ہوا دین اسلام کے ظہور اور انکشاف کے مانند آیا ہے
جانتے ہو تم کہ آشکارا اور فاش ہوا کوئی دین مشارق اور مغارب کے درمیان اس دین کی
آشکارا اور فاش ہونے کے مانند مشارق اور مغارب جمع مشرق اور مغرب کی معنی جاے
طلوع اور جاے غروب اور یہ بہی آیا ہے کہ خطاب فرمایا پروردگار نے توریت کے
درمیان موسی ؑ کو سفر خامس مین کہ تیرا پروردگار پیدا کرتا ہے اور برپا فرماتا ہے بنی اسرائیل
کے واسطے ایک پیغمبر تیرے بہائیون سے اور ایک روایت مین یون ہے کہ انکے بہائیون
سے یعنے بنی اسرائیل کے گردانونگا مین اپنے کلام کے تئین اوسکے منہہ مین پس کہیگا
پیغمبر اونکو جو چیز کہ مین امر کرون اوسے اور جو کوئی اطاعت نکریگا اوس حبیب کے تئین جو کچھ
تکلم کرے وہ پیغمبر انتقام کہینچونگا مین اوس سے اور اس کلام مین دلالت واضح ہے نبوت پر محمد ؐ
کی کیونکہ موسی ؑ اور قوم موسی ؑ کی جو بنی اسرائیل ہین اولاد مین اسحاق ؑ کی اور بہائی انکے

اولاد مین اسمعیل ع کے گر یہ بنی موعود یعنے وعدہ کیا گیا مراد حضرت موسے ابنا اسحاق سے ہے
اور بنی اسرائیل تو اون ہی سے ہوتا ہے یعنے بنی اسرائیل سے نہ یہ کہ اونکے بہائیون سے اور اگر کہین یعنے
اگر اعتراض کرین کہ بنی اسرائیل بنی اسرائیل کے بہائی ہین پس اطلاق اخوت کا یعنے بہائی پنے
کا درست ہوگا تو کہتے ہین ہم کہ اس تقدیر مین جہو نا گردانتے ہو تم توریت کے تئین کیونکہ مذکور ہے
توریت کے درمیان کہ قایم ہوا بنی اسرائیل کے درمیان کوئی پیغمبر موسیٰ کے مانند اور دوسرے
ایک ترجمے مین توریت سے آیا ہے کہ موسیٰ کے مانند قایم نہین ہوئیگا بنی اسرائیل کے درمیان
ہرگز پس باطل ہوا قول بعضے یہود کا جو کہا او نہون نے کہ مراد اس نبی موعود سے یوشع بن نون
ہے کیونکہ یوشع نہتا کفو موسیٰ ع کا اور نہتا مانند اوسکے بلکہ خادم تہا اوسکا حیات مین موسیٰ
کی اور مددگار اور موئید موسیٰ کی دعوت کا اوسکی وفات کے بعد پس متعین ہوا یعنے ثابت اور مقرر
کہ مراد اوس نبی موعود سے محمد صلعم ہین کہ کفو مانند موسیٰ ع کے تہے اور مماثل تہے دعوت کے برپا
کرنے مین اور تحدی کرنے مین اوپر معجزے کی تحدی معنی معارضہ کرنا اور آگے بلانا دشمن کا
اور غلبہ کرنا اوسپر اور تشریع کرنے مین احکام کے اور جاری کرنے مین نسخ کی سلف کی شریعتون
پر ان سب چیزون مین مماثل ہے حضرت موسیٰ کے اور خود کئی دلیلین ظاہر ہین کہ نبی موعود جو
پیغمبر آخر الزمان ہے محمد ہین جسمین شک اور شبہہ کو مجال نہین اور کہتے عالمون نے کہ فرمانا
حضرت حق کا یعنے وہی جو اوپر گذرا کہ رکہونگا مین اپنے کلام کو اوس پیغمبر کے منہ مین اوضح
ہے اوپر اوس بات کے کہ مقصود اوس سے محمد ہین کیونکہ معنی اوسکے یہ ہین کہ وحی کرونگا
مین طرف اوسکے اپنا کلام اور گفتگو کریگا وہ اوس کلام سے جیسا کہ سنیگا اور نہین نازل
کرونگا مین طرف اوسکے صحف اور الواح کے تئین کیونکہ وہ امی ہے نہین پڑہیگا مکتوب کے تئین
وصل لیکن انجیل کے درمیان اون چیزون سے جو کچھ ذکر کئے ابن ظفر نے کہ
کہا ہے یوحنا نے جو حواریون سے تہا اپنی انجیل مین مسیح سے لاتا ہے کہ کہا یعنے مسیح نے
کہ مین طلب کرتا ہون اپنے باپ سے مراد حضرت خالق ہے کہ دیوے تمکو ایک دوسرا فارقلیط
مراد پیغمبر کہ ثابت رہے تمہارے ساتھ ابد تک وہ خدا کی روح ہے اور تعلیم کریگا تمہارے
تئین ہر چیز کی اور کہا یعنے مسیح نے کہ بیٹا جانے والا ہے مراد اپنے سے اور آویگا اوسکے بعد یعنی

اپنے بعد فارقلیط کہ زندہ گردانیگا واسطے تمھارے اسرار کے تئین اور تعبیر کریگا ہر چیز کے تئین اور وہ گواہی دیگا واسطے میرے جسطرح مین گواہی دیتا ہون واسطے اوسکے اور مین لایا ہون واسطے تمھارے امثال کے تئین یعنے نظیرونکو اور وہ لاویگا تاویل اوسکی مراد قرآن کی تاویل سے ہے جو مجمل ہے تاویلونکا اور معانی بہت ہین بخلاف دوسری کتابون کے اور وہ فارقلیط ایسا فارقلیط کہ طاقت نہین رکہتے اہل عالم کہ قتل کرین اوسے اگر اجابت کرتے ہو اور دوست رکہتے ہو تم مجھے نگاہ رکہو میری وصیت کو اور مین طلب کرتا ہون اپنے باپ سے کہ دیوے تمکو فارقلیط دوسرا وہ کہ رہے ساتھ تمھارے تا نہایت دہر یعنے قیامت تک یعنے روزحشر تک اوسکا دین قایم رہیگا اور اوسکے سوا کوئی پیغمبر نہین وہ ختم المرسلین ہے اور یہ یعنے کہنا علیسیٰ کا اپنی امت کو کہ رہیگا وہ فارقلیط ساتھ تمھارے نہایت دہر تک بیان صریح ہے اوپر اسبات کے کہ خدا تعالیٰ بہجواویگا طرف اونکی ایسے شخص کو جو قایم ہوگا اپنے پروردگار کی تبلیغ رسالت مین اور رستہ خلق کے مقام مین اور رہیگی شریعت اوسکی باقی اور مخلد ابد الدہر آیا کوئی ہے ایسا شخص سوا احمد مصطفےٰ کے اور اختلاف کیا ہے نصرانیون نے فارقلیط کی تفسیر مین بعضون نے کہا بمعنی حامد ہے اور بعضون نے کہا ہے بمعنی مخلص یعنے چھوڑانے والا اور اگر ہم موافقت کرین اونکے تئین یعنے نصرانیون کو مخلص کے معنی کے درمیان پس مخلص رسول ہے جو آیا ہے واسطے خلاص کرنے عالم کے اور یہ ہماری غرض کے موافق ہے کیونکہ ہر نبی اپنی امت کا خلاص کرنے والا ہے کفر سے اور شاہد اس معنی کا قول مسیح کا انجیل کے درمیان کہ مین آیا ہون واسطے اسبات کے کہ خلاص کرون عالم کے تئین اور جب ثابت ہوا کہ مسیح نے اپنی صفت کی کہ مین مخلص ہون جہانکا اور اوسنے سوال کیا ہے باپ سے کہ دیوے اونکو فارقلیط دوسرا پس مقتضا اس لفظ کا وہ ہے کہ دلالت کرے اوپر اسبات کے کہ اول ایک فارقلیط گذرا ہے تاکہ دوسرا فارقلیط آتا ہے اور اگر تنزیل کرین ہم فارقلیط بمعنی حامد ہے تو پہر کونسا لفظ قریب تر ہے احمد اور محمد کے اس لفظ سے کہا ابن ظفر نے اور انجیل مین اون چیزون سے جو کچہ ترجمہ کیا گیا ہے اوسکا وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اوپر اوسبات کے کہ فارقلیط رسول ہے کیونکہ کہا ہے یعنے مسیح نے کہ یہ جو کلام سنتے ہو تم مجھسے میری طرف سے نہین ہے بلکہ میرے باپکا ہے کہ بہجا ہے اوس نے مجھے اوپر اس کلام کے

واسطے تمہارے لیکن فارقلیط روح القدس یعنے جبرئیل کہ بھیجتا ہے اوسے باپ میرا اسکے نام
پر وہ تعلیم کرتا ہے تمکو ہر چیز کی اور وہ ذکر کرتا ہے اور پند دیتا ہے تمکو جیسا کہ کہا ہے مین نے اوسے یعنے
اوس ذکر اور پند کو واسطے تمہارے پس آیا کوئی بیان ہے اس سے زیادہ واضح کہ فارقلیط رسول
ہے جسے بھیجتا ہے خدا تعالی نہ یہ کہ خود خدا ہو اور وہ یعنے فارقلیط تعلیم کرتا ہے ہر چیز کی اور تذکیر
کرتا ہے اون کے تئین تذکیر کے معنی یاد دلانا اور پند دینا لیکن اطلاق کرنا لفظ باپ کا یا ایک
لفظ ہے ایسا لفظ کہ محرف ہے یعنے گردانا ہوا اپنے موضع سے اور مبدل اور نا آشنا نہین ہے
استعمال اوسکا یعنے باپ بولنے کا خدا کو دو نوا اہل کتاب کے پاس یعنے نصاریٰ اور یہود کے نزدیک
اور اشارت ہے اوس طرف پروردگار تعالے کے کیونکہ یہ لفظ تعظیم کا ہے کہ خطاب کرتا ہے
اوس لفظ کر کے متعلم یعنے شاگرد معلم کے تئین یعنے اوستاد کو باپ بولتے ہین تعظیما کیونکہ اوس
سے استمداد کرتا ہے علم کے تئین اور مشہور ہے خطاب کرنا نصاریٰ کا اپنے علماء دین کے تئین
آباء روحانیہ کر کے آبا جمع اب ہے اور ہمیشہ تھے بنی اسرائیل اور بنی عیصو کہ کہتے ہین نحن ابناء اللہ
یعنے ہم بیٹے ہین خدا کے اپنی بدفہمی کے سبب سے لیکن قول اوسکا یعنے مسیح کا کہ بھیجیگا باپ
میرا اوسے میرے نام سے اشارت ہے اوپر شہادت دینے محمد مصطفے کے صدق اور
رسالت کی اور اوپر قرآن کے اون چیزون کے جنکا متضمن ہے قرآن اوس جناب صلعم کے مدح
اور تنزیہ سے یعنے لطافت اور پاکیزگی سے اون چیزون جو افترا کیا گیا ہے اوس جناب کے امر مین
اور دوسرے ترجمے مین انجیل سے آیا ہے کہ کہا مسیح نے نہین آئیگا فارقلیط جب تک نجاؤنگا
مین اور جسوقت آویگا فارقلیط تو بیخ اور تشدید کریگا جہان کے تئین اوپر خطاؤن کے اور
نہین کہنے کا اپنے پاس سے جو کچھ سنا جاویگا اوس سے اور کلام کریگا انہون اوپر اوسکے یعنے
خطا پر اور سیاست کریگا انکو اوپر حق کے اور خبر دیگا انکو اوپر حوادث کے یعنے اون چیزون پر
جو کچھ جہا نمین آئیندہ برپا ہون احوال جہان اور اہل جہان کا اور دوسری ایک روایت مین آیا ہے
کہ کہا مسیح نے کہ نہین کہیگا وہ فارقلیط اپنے پاس سے بلکہ تکلم کریگا اوپر اوس چیز کے جو کچھ
سنیگا یعنے خدا سے جس نے اوسے بھیجا ہے جیسا کہ فرمایا اوسکی سرور صلعم کے حق مین وما ینطق
عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی یعنے نہین بولتا اوسکا صادر ہوا ہے یعنے آرزو سے اور نہین

نطق اوسکا مگر وحی جو بہیجا جاتا ہے اور اوسکے آمد کہتا ہے یعنے مسیح نے کہ وہ تمجید کریگا یعنی بزرگی
دیگا مجھے اور بزرگ رکھیگا میرے نشان کو اور واقع مین کسی نے تمجید نہین کی مسیح کی جسطرح محمد نے
کی کیونکہ وصف کی ہے اوس سرور نے اوسکے اوپر رسالت کے اور پاک کردانا ہے اوسکو اور
اوسکی مان کو یعنے مریم کو اوس چیز سے جو کچھہ نسبت کی ہے طرف اونکی اونکی امت نے اور تمام
صفات مین محمد کے جو مسیح نے خبر دی ہے اور کون ہے جس نے توبیخ کی بنی اسرائیل کے عالمون
کے تئین حق پوشی کرنے پر اور تحریف کرنے پر کلمون کے اون کے موضعون سے اور بیچا دین کا
ثمن قلیل کر کے اور کون ہے جس نے خبر دی اوپر حوادث کے اور اوپر غیب کے سوا محمد مصطفے
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مترجم کہتا ہے کہ اہل کتابون نے جب حضرت محمد کو دیکھا اگرچہ منتظر
تھے قدوم کے لیکن مطابق یہدی من یشاء ویضل من یشاء کے اون بدبختون نے شیطان
کے اغوا سے راہ سے ڈگ کر گمراہی کی وکذلک مین جا پہنسے اور جان بوجہ کے ہوش گنوا دئے جہان
جہان انجیل وغیرہ مین اس عالیجناب کا نام تہا اوسکو تحریف کرنے لگے اور اوسوقت کے بعضے زر پر
اہل دنیا نے اون دین فروشون کو مفتخر کیا کہ ہم تمکو یہ کچھہ دیتے ہین وہ نام جو اس رسول کا اون کتابون میں
ہے اوسکو نکال ڈالو یہ آیہ اوسی وقت مین نازل ہوا ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا یعنے مت بیچو میرے
آیات کو ثمن قلیل کر کے ثمن بمعنی قیمت اور انجیل کے درمیان اللہ تعالی نے وحی کی طرف عیسیٰ
کے کہ تصدیق کر تو محمد کی اور ایمان لا اوس سے اور حکم کر تو اپنی امت کو کہ ہر ایک انس جو کوئی
پاوے زمانہ اوسکا ایمان لاوے اوس سے ای فرزند بتول کے جان تو کہ اگر محمد نہوتا آدم کو اور
بہشت اور دوزخ کو مین پیدا نکرتا اور جب مین نے عرش کو ایجاد کیا مضطرب تہا عرش اور قرار
نہین رکہتا تہا پس عرش پر لکہا مین نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور مواہب لدنیہ کے درمیان
بیہقی سے ابن عباس لایا ہے کہ جب جارود جو نصرانی تہا ملازمت مین حضرت کے آیا اور
سلام لایا کہا اوس نے قسم اوس خدا کی جس نے تمکو بحق بہیجا ہے بہ تحقیق پایا مین نے نعت کے
وصف کے تئین انجیل کے درمیان اور تحقیق بشارت دی ہے تیری ابن بتول نے یعنے
عیسیٰ اور بیہقی دلایل النبوۃ مین ابو امامہ باہلی سے ہشام بن عاص اموی سے لایا ہے کہ کہا
بہیجا گیا مین اور ایکمرد طرف ہرقل قیصر روم کے تاکہ دعوت کرین ہم اوس سے طرف اسلام

اور ذکر کیا اوس نے تمام حدیث کے تئین اور کہا طلب کیا ہمین ہرقل نے ایک شب اپنے پاس
پس آئے ہم نزدیک اوسکے پس طلب کیا اوسنے ایک صندوق اور نکالا اوس نے لاغ عظیم کے تئین
کہ زراندود تہا اور اوسکے درمیان چہوٹے چہوٹے خانے تہے ہر ایک گھر کا ایک دروازہ چہوٹا سا
پس کہولا اوسنے صندوق کو اور نکالا اوس نے ایک ٹکڑا سیاہ حریر کا اور بچہایا اور اوسکے
بیکر ایک مرد کا تصویر کیا ہوا کیسا کہ سطبر چشم بلند سرین سرین چوتڑ کو کہتے ہین لمبی گردن اور اوسکو
گیسو ہین گوندہے ہوئے بہترین خدا کے خلق کا کہا ہرقل نے کہ پہچانتے ہو تم اس صورت کو کہا
ہمنے لا نہین پہچانتے ہین کہا آدمؑ ہے بعد اسکے کہولا اوس نے اوسکے دوسرے در کو اور
باہر نکالا ایک ٹکڑا حریر کا سپید اور اوسمین ایک پیکر تہا سفید رو سرخ چشم سطبر سر یعنے بڑا سر
حسن اللحیہ یعنے ڈارہی خوب اور لطیف اور کہا پہچانتے ہو اسکو کہا ہمنے نہین کہا یہ نوحؑ پیغمبر
ہے اور پہر کہولا صندوق کا دروازہ یعنے اونہین خانون سے ایک خانیکا دروازہ اور باہر
نکالا ایک حریر پارہ اوسمین ایک پیکر تہا سفید رو قسم خدا کی محمد رسول اللہ ہین اور کہا پہچانتے
ہو تم اسکو کہا ہمنے ہان پہچانتے ہین ہم یہ محمد رسول اللہ ہے پس ورنے ہم اور اوٹہا ہرقل
اور پہر بیٹہا اور بولا آیا یہ وہی ہے کہا ہمنے ہان وہی ہے اسکو جو تونے دیکہا گویا اوس
سرور کو دیکہا پس دیکہا اوس نے ایکساعت تک اوس تصویر کے درمیان بعد اسکے کہا کہ واللہ
یہ آخر نبوت ہے ولیکن مین نے شتابی کی تا کہ پاؤ تمین اوسکو جو کچہ نزدیک تمہارے ہے علم سے
اور اس صندوق مین اور پیغمبرون کی تصویرین ہین ابراہیم اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور سلیمان
وغیر ہم کی کہا ہمنے کہان سے حاصل ہوئی ہین تجہے یہ تصویرین کہا ہرقل نے کہ آدمؑ نے
درخواست کی اللہ تعالیٰ سے کہ دیکہا مجہے اے پروردگار انبیا کے تئین میری اولاد سے پس
بہیجا پروردگار تعالیٰ نے اونکی تصویرون کو اوسکے پاس اور تہین یہ تصویرین آدمؑ کے خزانے
مین مغرب شمس کے درمیان پس باہر نکالا اوس نے ذوالقرنین نے مغرب شمس سے اور سونپا
دانیال کو ولیکن زبور مین چونتالیسوین مزمور کے درمیان آیا ہے مزمور مشتق ہے زمارت سے
زمارت بمعنی بانسلی بجانا اور بنی اسرائیل داود جو حدیث مین واقع ہے اس جگہ سے ہے کہ حق
تعالیٰ خطاب پیغمبر آخر الزمان کی طرف کرکے فرماتا ہے فاضت النعمۃ من شفتیک یعنے فائض

ہوئین نعمتیں دنیا اور آخرت کی تیرے واسطے دونو ہوتیون سے من اجل ہذا بارک اللہ لک الی الابد اور
اسکے برکت اونپر خدا تعالی نے بخشے ابدتک فالیض اسم فاعل مشتق ہے فیض سے یعنی فاش ہوا
خوبکا اور بہت ہونا پانیکا اور بہا بہنا مسی کا اور بہنا پانیکا اور حدیث مستفیض یعنی حدیث
منتشر اور فیاض یعنی جوانمرد اور بہت بخشش کرنیوالا تقلد ایہا الجبار سیف یعنی گردن میں حمایل
کر اپنی تلوار کو اے بزرگ تو ہا ہوا یا بندہ کام اور جبار کہ ترا اسم ہے اور کاشون کے تیئن جبار بلند درخت
کو کہتے ہین جسکو ہاتھ نہ پونہچے لور تخلیہ جیاد الا یعنی زرچنت عظم فان شرایعک وسنتک مقرونۃ
بہیبۃ یمینک پس تحقیق کہ شرایعین اور حکم تیرے ملے ہوئے ہین ساتھ بزرگی کے اور تیرے
دست راست کی ہیبت سے وسہامک مصقولۃ اور تیر تیرے تیز کیے ہوئے ہین والجمیع الامم
یحزون تحتک اور تمامی استین اور تمام عالم اولٹے پڑتے ہین تیرے نیچے یعنی تیرے مغلوب
ہوتے ہین اور مراد اس مرموز سے محمدؐ کی نبوت ہے اور جو لسی نعمت کہ فالیض ہے دونو ہونٹون
سے اوس جناب کے وہ کلام ہے جو آتا ہے وہ سرور پر اور وہ کتاب جسے بھوایا ہے اللہ تعالی
نے اوس سرور کو اور جولسی سنت کہ اوس سرور نے بنائی ہے سنواری ہے اور اس قول
مین کہ تقلد سیفک دلالت ہے کہ وہ سرور نبی عربی ہے کیونکہ تقلد سیف یعنے گردن
مین حمایل کرنا تلوار کا نہین کسی امت کے درمیان سوا عرب کے کہ حمایل کرتے ہین سیف کو
اپنی گردنونمین اور اس قول مین کہ فان شرایعک وسنتک نص صریح ہے کہ وہ سرور صاحب
شریعت اور صاحب سنت ہے اور وہ سرور پیدا ہوتا ہے ساتھ اپنی سیف کے اور جبر کرتا ہے
خلق کو سیف سے حق پر اور پھر لیتا ہے اونکو کفر سے سیف سے صلوات خدا کی اور سلام اوپر
نازل ہوجیو اور یہ بھی زبور مین آیا ہے کہ داؤد نے نالہ کیا پروردگار تعالی وتقدس سے
کہ یا رب بھیجو سنت کے پیدا کرنیوالے کو کہ مسیح بھی بشر ہے اور یہ خبر دینا مسیح اور محمدؐ کے
حال سے اونکے پیدا ہونے کے آگے ہے اور مراد وہ ہے کہ الٰہی بھیجیو محمدؐ کے تئین بھیج
تاکہ لوگونکو معلوم کروا دوے اور بتاوے کہ مسیح انسان ہے نہ کہ الٰہ نا داؤد نے کہ لوگ مسیح
کے درمیان دعوی الوہیت کا یعنی الٰہ ہونے کا اونکے دعوی کرینگے اور یہ بھی آیا ہے کہ
داؤد کے ذکر مین واسطے سرور عالم کے کہ خدا تعالی نے برگزیدہ فرمایا ہے اوسکو اتنی

اور درستی سے کردار مین اور گفتار مین اور برگزیدہ فرمایا ہے اوسکو اور اوسکی امت کو اور وہی ہے
اللہ تعالی نے اوسے غیر و بلندی اور عطا کی انکو یعنے اوس سرورؐ کی امت کو کرامت تسبیح
کرتے ہین وہی حضرت حق کی اپنے خواب گاہو نمین اور تکبیر کرتے ہین بلند آوازون سے ساتھ
تکبیر یعنی اللہ اکبر بولنا اور تسبیح سبحان اللہ بحمدہ کہنا ہاتھون مین او نکے تلوارین ہین تیز تاکہ انتقام
کہینچین خدا کا اون امتون سے جو عبادت نہین کرتے خدا کی اور قید کرتے اون امتون کے
بادشاہون کو بیڑیونمین اور او نکے شریفون کو قید کرتے ہین غلون سے یعنے گلونمین او نکے طوق
ڈالتے ہین اور دوسرے مزمور کے درمیان آیا ہے کہ اللہ تعالی نے ظاہر کروایا ہے صہیون
سے کہ مراد اوس سے مکہ ہے تاج مرصع محمود مراد تاج امامت اور ریاست ہے اور محمود
سے مراد محمد ہین اور دوسرے مزمور مین آیا ہے کہ وہ مالک ہوگا اور جود وسخا کریگا دریا سے
دریا تک اور انہار سے یعنے ندیون سے انقطاع ارض تک یعنے تمام جہان کی زمین کی حد
تک اور بیٹھین گے اہل جزائر آگے اوسکے اپنے زانوون پر یعنے موودب ہوکے اور چاٹین
دشمن سب اوسکی خاک کے تئین زبان سے اور آوینگے پاس اوس کے بادشاہ ساتھ اپنے
جلیسون اور خواصون کے اور سجدہ کرینگے اور سر زمین پر رکہین گے اور عجز اور انکسار
کرینگے اوسکی امت کی فرمانبرداری سے اور گردن جہکانا خلاص کریگا یعنے چہوڑا دیگا وہ
پیغمبر اندوہ گین ستم پائے ہوئے کو اوس شخص سے جو زیادہ قوی ہے اوس سے اور رہائی
دیگا اوس ضعیف ناتوان کو جسے کوئی یاری اور مددگاری کرنے والا نہین اور مہربانی
کریگا ضعیفون اور مسکینون پر اور درود بہیجی جاویگی اوس پر اور دعا کیجاویگی ہر وقت اور
ہمیشہ رہیگا ذکر اوسکا ابد تک **وصل** جسطرح کہ کتب ثلثہ مین یعنے توریت اور انجیل
اور زبور کے درمیان وصف اوس سرورؐ کی مذکور ہے اور مزبور یعنے لکہے ہوئے اسیطرح
دوسرے پیغمبرون کے صحیفونمین بہی مذکور ہے یہان تک کہ آدمؑ کے صحیفے کے درمیان
جو ابو الانبیا ہے نقل کرتے ہین کہ پروردگار تعالی و تقدس نے وحی کی طرف آدمؑ کے
کہ مین ہون خداوند مکے کا اور اہل مکہ ہمسائے میرے ہین اور زیارت کرنے والے کعبہ کے اور
پہنچنے والے اوسکے یہان ہین میرے اور کنف عنایت اور حمایت مین اور سایہ حفظ اور

رعایت مین میری ہین کنف بمعنی پناہ معمور کرونگا مین اوس گہر کے تئین یعنے کہ کوا ہل آسمان زمین
سے کہ آوین اوس جگہہ گروہ گروہ بکہرے ہوئے بال غبار آلود آواز نکالنے والے تکبیر و لبیک کہنے
والے آنسو آنکہون سے گرانے والے اور جو کوئی کہ اوس گہر کی زیارت کے واسطے آویگا اور
مقصود اوسکا سوا اوس گہر کی زیارت کے اور رضا مندی میری جو مین صاحب خانہ
ہون نہو ویسا ہوگا کہ گویا اوس نے میری زیارت کی اور مہمان میرا ہوا سزاوار اور لائق میرے
کرم سے وہ ہے کہ مین اوسکی تکریم کرون اور محروم نکرون اور کام اوس گہر کا اوس پیغمبر کو سونپون
تیری اولاد سے کہ جسکو لوگ ابراہیم کہین قواعد اوس گہر کا اوس سے مین بلند کرونگا اور اوسکے
ہاتہون عمارت کرون اور چشمہ زمزم کا واسطے اوسکے باہر نکالون اور حل اور حرم اوسکی اور
آرایش تئین دونکا مین اور مشاعر کے تئین اوسکے یعنے کعبے کے اوسکے ہاتہون آشکارا کرونگا
مین مشاعر جمع مشعر ہے بمعنی نشان اور مشعر الحرام نام ہے ایک موضع کا مکے مین اور بعد اوسکے
یعنے ابراہیم ع کے بعد ہر قرن مین لوگ اوسکے آباد رکہین گے اور ارادہ اوس گہر کا
کرینگے یہانتک کہ نوبت پوہنچیگی تیرے فرزندون سے اوس پیغمبر کو جسے محمد ع کہین گے اور
خاتم ہوگا تمام پیغمبرونکا اور اوس پیغمبر کو مین اوس گہر کے ساکنوں اور والیون اور حاجیون
سے گرامی کرونگا جو کوئی مجھے ڈہونڈہے اور مجھے جاننے چاہیے جانے وہ کہ اوس
جماعت کے ساتہ ہون جسکے بکہرے ہوئے بال غبار بہرے ہوئے وفا کرنے والے اپنے
نذر کی طرف پروردگار کے ہین اور ابراہیم ع کے صحف کے درمیان آیا ہے کہ ای ابراہیم
تیری دعا تیرے فرزند اسماعیل ع کے حق مین مین نے مستجاب کی اور اوسپر یعنے اسماعیل
پر اور اوسکی نسل پر برکتین فایض کین مین نے اور اوس سے ایک فرزند پیدا کرونگا مین
مکرم اور معظم کہ نام اوسکا محمد ہوگا اور اوٹہایا ہوا اور برگزیدہ کیا ہوا امیر اہوگا اور امت اوسکی
بہترین سب امتون کی ہوگی اور کتاب حیقوق سے جو ایک پیغمبر تہا معصر دانیال ع کا منقول
ہے کہ کہا جاء الله من الیمن و التقدیس من جبال فاران و امتلأت الارض من تحمید احمد و تقدیسه
وملک الارض ورقاب الامم یعنے آیا الله تعالی یعنے ظہور فرمایا حضرت حق جل وعلا سے
ساتھ یمن اور پاکی سے فاران کے پہاڑون سے اور پرہوئی زمین احمد کی

حمد کرنے سے اور اوسکی پاکی سے ایسا احمد ہو کہ مالک زمین کا اور مالک استون کی گردن کا
اور یہہ بھی آیا ہے کہ لقد انکشفت السماء من بہاء محمد و امتلارت الارض من حمدہ یعنے منکشف ہوا
فلک خوبی اور زیبائی سے محمد صلعم کی او پر ہوئی زمین اوسکے وصف سے اور آیا ہے نفی الاحبار سورۃ
ویحمل خیلہ فی البحر یعنے روشن ہوتی ہے نور سے اوسکے زمین اور سوار ہونگے گروہ گھوڑونکے
اوسکے درمیان دریا کے اور یہہ بھی حیقوق کے کلام مین آیا ہے کہ ستنزع فی قسیک اغراقا و
تروی السہام بامرک یا محمد ارتواء یعنے نزدیک ہو کہ کہینچے جاوین تیری کمانون کے درمیان
پیکان سخت اور سیراب ہووین تیر امر سے اے محمد صلعم سہام سیراب ہوتا سہام جمع سہم ہے بمعنی
تیر اور یہہ عبارت کنایت ہے مبالغہ کرنے سے امر کے درمیان اور کام کے نہایت کو پہونچنے
کے درمیان اور اشارت ہے طرف کامل کرنے دین اور ملت کے حضرت رسول صلعم کی عہد
نبوت کے درمیان جیسا کہ فرمایا حضرت حق نے اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی یعنے کامل
گردانا مین نے واسطے تمھارے دین کو اور تمام اور کامل کیا مین نے اوپر تمھارے
اپنی نعمت کو منقول ہے وہب بن منبہ سے کہ کہا پڑہا مین نے قدیم کتابونمین کہ فرمایا خداے
عزوجل نے کہ قسم کہاتا ہون مین اپنے عزت اور جلال کی کہ بہجونگا مین عرب کے پہاڑون اوپر ایک نور
ایسا نور کہ پر کریگا مابین مشرق اور مغرب کے تئین اور پیدا کرونگا مین اسمعیل کی اولاد سے ایک پیغمبر
عربی امی کے تئین کہ ایمان لاوینگے اوس سے لوگ آسمان کے ستارون کے شمار کی اور زمین
کے ارگون کے شمار کے یعنے زمین پر جتنی رویندگی ہے نبات کی اوتنی لوگ اوس سے ایمان
لاوینگی اور سب ایمان لاوینگی ربوبیت پر یعنے پروردگار اپنے پر اور اوسکی رسالت پر اور نکلینگے
اپنے باپ دادون کی ملتون سے اور بہاگین گے اون سے کہا موسیٰ نے پاک ہے تو اے پروردگار
اور پاک ہین نام تیرے بتحقیق گرامی رکہا تو نے اوس پیغمبر کو اور شرف دیا فرمایا حضرت نے کہ
مین انتقام کہینچونگا اوسکے دشمنون سے دنیا مین اور آخرت مین اور ظاہر اور غالب گردانونگا اوسکی
دعوت کے تئین اور خوار کرونگا اوس شخص کو جو مخالفت کریگا اوسکی شریعت کی جسکو مین نے آراستہ
کیا ہے عدل سے اور واسطے عدل اور داد کے اوسی مین نے باہر نکالا ہے قسم میرے عزت کی
کہ رہائی دونگا سبب سے اوس پیغمبر کے استون کے تئین دوزخ سے آغاز فرمایا مین نے

دنیا کو ابراہیم پر اور ختم کیا مین نے محمد پر پس جو کوئی کہ پاوے اوسے اور ایمان نلاوے اوس پر
اور داخل ہو اوسکی شریعت مین پس وہ خدا سے بیزار ہے **وصل** اور شعیا پیغمبر کے صحیفے کے
درمیان کہ اوس جناب کا مذکور ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ بندہ پیارا میرا کہ شاد ہے اوس پر ذات
میری بندہ مختار میرا یعنے برگزیدہ میرا کہ خوشی ہے اوس سے میری ذات کے اوپر نہ کرتا ہون مین
اپنی روح کے تئین اور نازل کرتا ہون اوسپر اپنی وحی کو پس ظاہر ہوتا ہے امتون پر عدل اوسکا ایسا
بندہ کہ نہین ہنستا سُنے نہین جاتی آواز اوسکی بازارون کے درمیان ایسا بندہ کہ کھولتا ہے
اندہون کی آنکھون کے تئین اور سنواتا ہے بہرے کانون کو اور جلاتا ہے مرے ہوئے دلونکو
دیوے مین اوسکو وہ کچہ جو کسیکو نہ دون احمد کہ کرتا ہے حمد خدا کی ایسی حمد کہ تازہ اور نہی ضعیف گردانا
نہین جاتا اور مغلوب نہین کیا جاتا وہ اور رغبت نہین کرتا اپنی ذات کی آرزو کی طرف خوار نہین
رکھتا وہ صالحون کے تئین جو کہ مانند ضعیف ہین اور قوی گردانتا ہے وہ صدیقون
کو اور وہ رکن تواضع کرنے والونکا اور وہ نور ہے خدا کا ایسا نور کہ کبھی کم نہو ثابت ہوتی ہے اوس
سے حجت میری یعنے برہان میرا اور منقطع ہوتا ہے اوس سے عذر اور اوسکی توریت کا منقاد یعنے
فرمانبردار ہوتا ہے جن اور انسان اور مراد توریت سے اس جگہہ وہ کتاب ہے جو قایم مقام ہو موسی کی
کی توریت کے اور بہی شعیا پیغمبر کے ذکر مین آیا ہے کہ فرمایا حق تعالی نے محمد سے کہ مین خدا ہون
کہ عظیم گردانا مین نے اور قوی گردانا ہے مین نے تجھے حق پر اور گردانا ہے مین نے تجھے نور تمام
امتونکا تاکہ کھولے آنکھین اندہون کی اور رہائی دیوے حرص و ہوا کی اسیرون کے تئین ظلمات سے
یعنے تاریکیون سے طرف نور کے اور بہی شعیا کی کتاب مین آیا ہے کہ کہا مجھے پروردگار تعالی علینا
نے کہ اوٹھ اور نگاہ کر اور خبر اوپر اوس چیز کے جو دیکھے تو پس اوٹھا مین اور دیکھا مین نے وہ
سوارون کے تئین جو آگے آتے ہین ایک حمار پر اور اونٹ پر ایک کہتے دوسرے کو کہ گرا بابل
اور بت کرے اوسکے جو تراشے ہوئے ہین ابن قتیبہ جو علماے امت سے متتبع اور متفحص متصفح کتب لفظ
سماویہ کا ہے یعنے ابن قتیبہ جو تتبع کرنے والا اور تلاش کرنے والا اور صفحہ صفحہ دیکھنے والا ہے اون
کتابونکا جو آسمان سے نازل ہوئین سلف کے پیغمبرون کے واسطے سو کہتے ہے کہ مراد صاحب حمار سے
عیسے ابن مریم ہے اتفاق سے درمیان نصاری کے یعنے تمام علماے نصاری کے قایل ہین او سبات کے

پس جمل سی کیون نہ مراد ہون محمدؐ کیونکہ ٹوٹنا بابل کا اور بابل کے بتونکا اون جناب ہی کے ہاتہ سی ہوا نہ یہ کہ مسیح کے ہاتہ سے اور ہمیشہ بابل کی اقلیم مین بادشاہ تہے کہ عبادت کرتے تہے بتون کی ابراہیمؑ کے زمانے سے اور حضرتؐ جمل سوار کرکے زیادہ مشہور ہین عیسیٰؑ سے حمار سوار کرکے جمل یعنی ناقہ اور حمار گدہا اور شعیا کی کتاب مین آیا ہے کہ برکرینگے جنگلون کو اور شہرون کو آل قیدار کے قصرون سے تسبیح کرینگے اور پہاڑون کے اوپر سے ندا کرینگے اور دی ہین گرد انکی اونکے واسطے حضرت حق کے کرامت اور فاش کرینگے اوس تسبیح کو بر اور بحر کے درمیان اور صفیر کرینگے آفاق جیسے ارض سی یعنی گردا گرد جہان کے اور ساتہ شتابی کے آوینگے اور کوٹینگے اپنے پاؤن سے جسطرح کوٹتے ہین گلکار یعنے بیلدار مٹی کے تئین اپنے پاؤن سے مراد آنا واسطے حج کے ہے اور شتابی کرنا اونکا واسطے حج کے اور آواز بلند کرنا اونکا واسطے تلبیہ کرنے کے اور رمل کرنا طواف مین تلبیہ لبیک بولنا رمل بروزن امل معنی دوڑنا کہا ابن قتیبہ نے کہ بنو قیدار عرب ہین کیونکہ قیدار پوتا ہے اسمعیلؑ کا لوگون اجماع سے یعنے سب اسباب پر قایل ہین اور کہا ابن قتیبہ نے کہ شعیا کی کتاب مین ذکر مکے کا اور بیت کا اور حجر اسود کا ہے کہ استلام کرتے ہین اوسے استلام کے معنی بوسہ دینا یا مسح کرنا اوسی منہ سے یا ہاتہ وغیرہ سے کہا شعیا نے کہ فرمایا پروردگار جل جلالہ نے کہ آگاہ رہو کہ مین بنا کرنے والا ہون صیہون کے درمیان اپنے بیت کے تئین جسکے زاویہ مین حجر ہے کہ کرامت کیا جاتا ہے اور بوسہ دیا جاتا ہے اوسکے تئین صیہون مکے کا نام ہے اور زاویہ معنی گوشہ اور فرمایا پروردگار تعالے نے مکے کو کہ شاد ہو تو اے عاقر اور نطق کر تو تسبیح سے کہ اہل تیرے پیشتر ہونگے میرے ہی اہل سی عاقر کہتے ہین بانجہ کو اور مراد اپنے اہل سی اہل بیت مقدس کو رکہا ہوگا بنی اسرائیل سے اور حاجی اور عمار یعنے عمرہ کرنے والے مکے کے پیشتر ہونگے اون سے اور تشبیہ دی حضرت حق نے مکے کو ناز ایندہ عورت سے کیونکہ نہ تہا کوئی پیغمبر پہلے درمیان اوسکے مگر اسمعیلؑ اور نازل نہین ہوئی اوپر اوسکے کتاب بخلاف بیت المقدس کے کہ انبیا اوسکے درمیان بہت ہین اور مہبط وحی تہا یعنے بیت المقدس جای وحی کے نازل ہونیکا اور یہی شعیا کی کتاب مین آیا ہے کہ حق تعالی نے مکے کو فرمایا کہ سوگند کی مین نے اپنی ذات کی جسطرح سوگند کی تہی مین نے نوحؑ کے ایام مین کہ غرق کرونگا اہل زمین کے تئین طوفان سے ویسی ہی سوگند کی مین نے واسطے تیرے کہ ناخشی

نہوونگا مین تجہہ سے ہرگز اور ترک نکرونگا تجھے ہرگز تمام جہان کے پہاڑ اپنی جگہہ سے جاوینگے اور
قلعے تمام پست ہوینگے اور ہمت میری تجہہ سے زایل نہوگی اے سکینہ آگاہ رہ کہ بنا کرتا ہون
مین جص سے تیرے پتہرون کو یعنے گچ سے اور آراستہ کرتا ہون مین جواہر سے اور مکلل کرتا ہون
مین آبدار موتیون سے تیری چہت کو اور زبرجد سے تیرے دروازون کو زبرجد جوہر ہے مشہور
سبز رنگ اور دور رہیگا تو ظلم سے اور مت ڈر تو ضعف سے جو سلاح کہ ضعف کرے کوئی صفت
کرنے والا عمل نہین کرسکیگا تجہہ ملین سلاح بمعنی ساز اور ہتہیار جنگ کا اوٹہہ اور روشن ہو تو کہ نزدیک
پونہچے نور تیرا اور وقار خدا کا تجہہ پر بشارت ہے تیرے ظہور پر خاتم انبیا یعنے محمد مصطفے صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور اسیطرح ذکر فرمایا حرم کے تئین کہ بہیڑیا اور بکری ایک جگہہ چرینگے اور ذکر فرمایا
اوسکے اسلون کے تئین اور اوسکے بانیون کے تئین زیادہ اوپر اوس چیز کے جو تقریر اور
تحریر مین گنجایش کرسکے اور بالجملہ صفات اوس جناب کے اور احوال شریف اوس
سرور کا ما سلف کی کتابون مین زیادہ اوپر اوس بات کے ہے کہ جسمین کچہہ پوشیدگی اور
اشتباہ ہو مگر یہ کہ اعدای دین نے نام مبارک کے تئین اوس سرور کے تغیر اور تحریف کیا
اور ساتہہ اسکے دلایل اور شواہد ظاہر اور باہر ہین یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواہہم واللہ متم
نورہ ولو کرہ الکافرون یعنے ارادہ کرتے ہین کفار تا کہ بجہاوین خدا کے نورون کے تئین
اپنے افواہ سے اور اللہ کامل کرتا ہے اپنے نور کو اگرچہ کراہیت کرین کفار اور درود کاملہ
نازل ہو حبیب سید اولین اور آخرین اور خاتم انبیا اور مرسلین پر اور اوس سرور کی آل اور اصحاب
اور اتباع تمام پر وصل مجمل کی رو سے معلوم ہوا کہ ذکر شریف حضرت رسول کا سلف
کی کتابون مین جو آسمان سے نازل ہوئین مسطور اور مذکور ہے اور اہل کتاب کے تئین اوپر اوسکے علم
قطعی یعنے علم الیقینی حاصل تہا اور حسد اور عناد اور غلبہ شقاوت اور خسارت سے راہ انکار اور
استبعاد اور ارتداد کی طرف جاکر اونہون نے تحریف اور تبدیل اور تغیر کے استبعاد بمعنی بعید جانا
تحریف پیدا یا بنکا اوسکی جگہہ سے اور اس جگہہ اگر بعضے حکایتین اور روایتین جو متضمن تبئین اور
تفصیل اوس احوال کے ہین لائے جاوین تو مناسب ہین اگرچہ ذکر کرنا اوسکا اہل وسعت اور
اہل کسالت کے نزدیک موجب تطویل ہے لیکن جو ذکر کرنا اوس احوال کا موجب مزید علم اور سبب

یقین ارباب دین کا اور موجب فرق اور نشاط سید المرسلین کے مجیب کا ہے اوسکے سرگذر
نیکے مصرع گر ہر چہ میرو و سخن دوست خوشتر ست ۔ ابو سعید خدری اپنے باپ مالک بن
سنان سے جو احد کے شہیدون سے ہے لاتا ہے کہ کہا اوس نے آیا مین بنی عبد الاشہل کے
پاس ایک روز تا کہ بیٹھین ہم ساتھ اون کے اور گفتگو اور حدیث کرین حدیث کے معنی خبر دینا اور نہی
چیز اور تھے ہم اوندنون صلح کرنے والے ساتھ یہود کے پس سنا مین نے یوشع یہود کے تئین کہتا ہے
نزدیک آپہونچا ہے خروج کرنا پیغمبر کا جسکا نام احمد ہے باہر آویگا حرم سے اور یہ بلد یعنے مدینہ ہجرت
گاہ اوسکا ہے پس آیا مین اپنی قوم کیطرف اوس حالت سے کہ تعجب کرتا ہون اوس چیز سے جو
کچھ کہا یوشع نے پس سنا مین نے ایک مرد کے تئین اپنی قوم سے کہتا ہے کہ صرف یوشع ہی ایسا کچھ
نہین بولتا بلکہ یثرب کے تمام یہود کہتے ہین پس باہر آیا مین تا گیا مین بنی قریظہ کے پاس نام ہے
ایک قبیلے کا پس اون سبھون نے تذکرہ کیا اوس پیغمبر کا اور کہا زبیر بن باطا نے جو یہود کے
رئیسون سے تھا بتحقیق طلوع کیا ہے ایک سرخ ستارے نے ایسا ستارہ کہ طلوع نہین کرتا
مگر کسی پیغمبر کے خروج پر اور اوسکے ظہور پر اور کہا باقی نہین پیغمبرون سے کوئی مگر احمد اور یہ بلد
جاے ہجرت اوسکا ہے ابو سعید خدری کہتے ہین کہ جب قدوم لانے حضرت مدینے ہین تب
خبر دی مین نے اوس جناب کو اس حکایت کی فرمایا اگر اسلام لاتا زبیر بن باطا اور یار اوسکے یہود
کے رئیسون سے تو اسلام لاتے یہود تمام جو اوسکے تابع تھے اور قتادہ سے آیا ہے کہ تھے
یہود استفتاح کرتے تھے یعنے طلب فتح کرنا کفار عرب پر اور کہتے تھے کہ اے پروردگار مبعوث
کر نبی امی کے تئین جسکا ذکر دیکھتے ہین ہم توریت مین تا کہ عذاب کرے وہ ان کفار دن کو اور
قتل کرے جسطرح اب ہم منتظر ہین اور آرزو کرتے ہین امام محمد مہدی کے خروج کی جو اوسی جناب کی
آل سے ہے مطابق اسکے ؎ صاحب الزمان سر جدت شاب کن ۔ عالم ز دست رفت تو
یاد رکاب کن ۔ اور آرزو اونکی یعنے یہود کی وہ تھی کہ وہ نبی اونکی جنس سے ہو یعنے بنی اسرائیل
سے اور جب مبعوث ہوا اونکے غیر سے حسد کی اونھون نے اور سرکشی کی اور مغیرہ بن شعبہ سے آیا ہے
کہ آیا وہ مقوقس کے پاس اور کہا اوسنے اوسکو محمد نبی مرسل ہے اور اگر پونہچتا روم اور قبط کو
متابعت کرتے اوسکی کہا مغیرہ نے اقامت کی مین نے اسکندریہ کے درمیان اور نہین چھوڑا مین نے

کسی کنیسہ کے تئین مگر یہ کہ داخل ہوا مین اوسکے درمیان اور پوچھا مین نے وہان کے اساقفہ کے تئین
قبطا اور روم سے اون چیزون کو جو کچھ پاتے ہین وے صفت محمد رسول اللہ کی اساقفہ جمع اسقف ہے
بمعنی عالم اور پیشوا ترسا لوگونکا اور کنیسہ ترساؤن کے کلیسا کو کہتے ہین اور تہا اوس جگہہ ایک اسقف
جو بزرگتر اونکا تہا اور لاتے تہے نزدیک اوسکے اپنے بیمارون کے تئین پس دعا کرتا تہا اونکو کہا مین نے
اوسکو کہ خبر دے مجھے تو کہ آیا باقی رہا ہے کوئی ایک انبیا کا جو باہر نہین آیا کہا اوسنے ہان وہ
آخر انبیا ہے نہین درمیان اوسکے اور عیسی بن مریم کے کوئی آور وہ نبی ہے کہ تحقیق امر کی
ہے ہمکو عیسی نے اوسکے اتباع کرنے کی اور وہ نبی امی عربی ہی نام اوسکا احمد ہے نہ لمبا ہے
اور نہ چہوٹا اور اوسکی دونون آنکہون مین سرخی ہے نہ ابیض ہے نہ سانولا کہتے ہین اوسکی
پہنائی پوشاک موٹے کپڑون کی اور کفایت کرتا ہے اوپر اوس چیز کے جو کچھ پاوے کہانے
کی قسم سے تلوار اوسکے شانے پر ہے ڈر نہین کرتا اوس سے جو کوئی آگے آوے اوسکی مباشرت
کرتا ہے قتال کے تئین اپنی ذات سے اور ساتہ اوسکے اصحاب ہین اوسکے کہ فدا کرتے
ہین اپنے تئین اوپر اوسکے دوست رکہتے ہین اوسکے تئین زیادہ اپنے باپون سے اور فرزندون
سے باہر آویگا اوس سرزمین سے جسمین درخت سلم کے ہین اور ایک حرم سے اور دوسرے حرم کیطرف
ہجرت کریگا اور ہجرت کریگا طرف زمین شور کے جو نخلستان ہے پہنے گا ازار اپنے وسط پر اور
دہوویگا اطراف اعضا کے تئین اور موصوف ہوگا اون صفون سے جو نہتین انبیا کے تئین
مبعوث ہوتا تہا ہر نبی طرف اپنی ہی قوم کے اور مبعوث ہوگا وہ تمام عالم کیطرف اور گردانی
جاویگی اوسکو تمامی زمین مسجد اور طہور جس جگہہ کہ وقت نماز کا آوے تیمم کریگا اور نماز ادا کریگا اور جب
پہر آیا مغیرہ اس سفر سے اسلام لایا اور خبر دی اوسنے اوس چیز کی حضرت کو اور اصحاب کو اوپر اوس چیز کے
جو کچھ سنا اور روایت ہے سعید بن زید سے کہ نکلا باپ اوسکا زید بن عمر طلب دین کے واسطے
پس آیا ایک راہب کے نزدیک جو موصل کے درمیان تہا کہا اوسنے زید کو کہان سے
آتا ہے کہا بیت ابراہیم سے کہا کیا طلب کرتا ہے کہا مین دین طلب کرتا ہون کہا اوسنے
پہر جا نزدیک ہے کہ ظاہر ہو جو کچھ تو طلب کرتا ہے تیری ہی سرزمین مین اور اس زید بن عمر
بن نفیل کے تئین موحد جاہلیت کہتے تہے اور مشرکون ذبح کیے ہوئے کو نہین کہاتا تہا اور صحیح بخاری

مین ذکر اوسکا ہے اور ابن مسعود سے آیا ہے کہ خدا تعالی نے مبعوث کیا اپنے پیغمبر کے تئین
یعنے بھیجا یا ایک یہود کو بہشت مین داخل کرنے کے واسطے اور قصہ اوسکا وہ ہے کہ حضرت رسول م
داخل ہوئے ایکروز ایک یہود کنیسی مین اور دیکھا اوس جناب نے ایک یہود کے تئین کہ توریت
پڑہتے ہے اپنی قوم کے آگے اور جب پونہچے نبی آخر الزمان کی صفت کو خاموش ہوئے اور باز
رہے پڑہنے سے اور ایک کونے مین ایک بیمار پڑا ہوا تہا پس کہا کسو اسطے باز آئے تم پڑہنے
سے کہا اوس بیمار نے کہ پونہچے نبی آخر الزمان کے ذکر کو پس باز آئے اوس پر پس آواز کی
اوس بیمار نے مانند لڑکے کے جو آواز کرتا ہے اور آیا اور لیا اوس نے توریت کو اور پڑہا اوس
جناب کی صفت کو اور کہا یہ تیری صفت ہے اے رسول خدا کے اشہد ان لا الہ الا اللہ و انک
محمد رسول اللہ اور اسی کلمے پر اوس نے جان دی پس فرمایا حضرت م نے اپنے اصحاب
کو تجہیز کرو اپنے بہائی کے تئین اور ابن عباس سے آیا ہے کہ جب قدوم لایا تبع بروزن کُبَّع نام
طایف کے بادشاہ کا مدینے کے تئین اور کہا اوس نے کہ مین خراب کرتا ہون اس شہر کو اور
کہتے ہین کہ مدینے والون نے مار ڈالا تہا تبع کے بیٹے کو دغا اور بدعہدی کی راہ سے پس کہا
ساموَل یہودی نے ساموَل نام اوس یہودیکا اور اوس ایام مین وہ اعلم تہا یہودونکا ایہا الملک
یعنے اے بادشاہ یہ وہ شہر ہے کہ ہوگی طرف اسکے ہجرت ایک پیغمبر کی اسمعیل ع کی اولاد سے مولد
اوسکا مکہ ہے اور اسم اوسکا احمد ہے اور یہ دار ہجرت ہے اوسکا اور قبر بہی اوسکی اسی جگہہ
ہوگی پس پہر گیا تبع طرف یمن کے اور محمد بن اسحق کتاب مغازی کے درمیان لایا ہے کہ تبع
نے ایک محل واسطے نبی آخر الزمان کے تیار کیا اور تبع کے ہمراہ چار سو علماے توریت بہی لاکہ کی
صحبت کو ترک کرکے مدینے مین اگر اونہون نے اقامت کی تہی اور باہم موافقت باندہی تہی
اس آرزو سے کہ سعادت نبی آخر الزمان کی صحبت کی پاوین اور تبع نے واسطے ہر ایک کے
اون چار سو عالمون سے گہر تیار کیے تہے اور ہر ایک کو باندی بخشی اور اموال بہت سے
اونکو دیے تہے اور ایک مکتوب لکہا تبع نے کہ اوسکے درمیان اوس نے شہادت اپنی
اسلام لانے کے ثبت کی اون مین سے یہ بیتین ہین شہدت علی احمد انہ رسول من اللہ باری
النسم فلو مد عمری الی عمرہ لکنت وزیرا لہ و ابن عم یعنی ان چارون مصرعون کے علی الترتیب

یہ ہین گواہی دیتا ہون مین اوپر احمد کے تحقیق رسول ہے طرف سی خدا کے ایسا خدا کہ پیدا کرنے
والا خاک سے آدمیونکا پس اگر طول کرے حیات میری اوسکی حیات تک ہر آئینہ ہونگا مین وزیر واسطے
اوسکے اور ابن عم وزن اوسکا فعولن فعولن فعولن فعول ہے بحر متقارب سے اور اس مکتوب
پر مہر کرکے تبع نے اس جماعت کی بڑی کو سونپا یعنے اونہین چار سو عالمون سے جو اونکی درمیان
عالم تہا اور وصیت کی اگر تو نبی آخر الزمان کو پاوے اس مکتوب کو اوس جناب کی خدمت مین پونہچا
اور نہین تو اپنی اولاد کی اولاد کی اولاد کو سونپے اور تبع نے ایک محل واسطے نبی آخر الزمان کے
تیار کیا تاکہ قدوم لانے کے وقت وہ سرورؐ اوسمین نزول فرماوے اور کہتے ہین گہر ابو ایوب انصاری
کا جس مین سرور عالمؐ نے مدینے مین تشریف لانیکے وقت نزول فرمایا اوسی مکان کے
درمیان تہا یعنے جونسا مکان تبع نے اوس سرورؐ کے واسطے تیار کیا تہا اور روایت کرتے
ہین کہ زبیر بن بطا اعظم یہود تہا کہا اوس نے کہ مین ایک مکتوب رکہتا ہون کہ میرے باپ
نے جسپر مہر کی ہے اور اوسمین احمدؐ کا ذکر ہے اور وہ پیغمبر ہے جو باہر آویگا زمین قرظ
کی طرف قرظ بروزن غرض سلم کے درخت کے پتے کو کہتے ہین صفت اوس پیغمبر کی ایسی اور
ایسی ہے پس خبر دی اوس نے اوپر اوسات کے اپنے باپ کے بعد اور ہنوز مبعوث نہین
ہوئے تہے حضرتؐ اور جب سنا اوس نے کہ خروج کیا ہے اوس سرورؐ نے مکے مین تب
نابود کیا اوس مکتوب کے تئین اور پوشیدہ کیا اوس نے نبی کی شان اور صفت کو اور تہی یہود
بنی قریظہ اور بنی نضیر اور فدک اور خیبر کے کہ پاتے تہے اوس جناب کی صفت کے تئین درمیان
اپنے آگے اوس سے کہ وہ سرورؐ مبعوث ہوا اور کہا کرتے کہ دار ہجرت اوسکا مدینہ ہے اور جب
متولد ہوا وہ سرورؐ تب کہا اونہون نے کہ پیدا ہوا احمدؐ آج کی رات اور طلوع کیا اوسکی
ولادت کی رات کو ستارے نے اور جب وہ سرورؐ مبعوث ہوا کافر ہوئے وہی اور مانع ہوا ایمان لانے
سے اونکو کوئی مگر بغی اور حسد اور عناد اور ہشام بن عروہ اور اوسکے باپ سے عائشہ رضؓ سے روایت
ہے کہ کہا ساکن ہوا ایک یہودی مکے مین جو تجارت کیا کرتا تہا پس جب شب ولادت تہی
رسول خداؐ کی بیٹہا ہوا تہا وہ یہودی ایک مجلس مین قریش کی مجلسون سے کہا اوس نے
آیا آج کی رات تمہارے درمیان کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے کہا نہین جانتے ہم کہا دیکہو ای گروہ

قریش اور تحقیق کرو جو کچھ مین کہتا ہون پیدا ہوا ہے آجکی رات پیغمبر اس است کا احمد اور اوسکے
دو نو شانونمین ایک علامت ہے کہ جسمین بال ہین پس پراگندہ ہوئے لوگ اپنی مجلس سے اور حال
یہ کہ تعجب کرتے ہین یہود کے خبر دینے سے اور جب آئے اپنے اپنے گھرون مین پوچھا اونہون نے
اپنے گھروالون سے اور سنا اونہون نے کہ پیدا ہوا ہے عبد اللہ بن عبد المطلب کے گھر ایک لڑکا
نام رکھا گیا ہے محمد پس آئے نزدیک یہودی کے اور کہا اونہون نے کہ پیدا ہوا ہے درمیان
ہمارے ایک لڑکا اور کہا اوس نے خبر دینے سے آگے یا بعد کہ لیچلو مجھے اوسکی طرف پس لیگئے اوسے
آمنہ کے نزدیک نام ہے اوس جناب کی والدہ کا اور باہر لائے اوس سرور کو پس دیکھا یہودی نے
علامت کو یعنی نشانی کو اوس جناب کی پشت مبارک مین اور بیہوش ہو کر گر پڑا پس ہوش مین
آیا کہا لوگون نے کیا ہوا تجھے وائے تجھپر کہا اوس نے جاتی رہی نبوت بنی اسرائیل کی اور باہر
آئی کتاب یعنی توریت اونکے ہاتھ سے یعنے منسوخ ہوئی اور یہ وہ مولود ہے جو ماریگا اونکو
اور ہلاک کریگا اونکے احبار کے تئین احبار جمع حبر ہے یعنی دانشمند اور فقیہ پایا عرب نے نبوت
کے تئین شاد ہو تم ای گروہ قریش اور آگاہ رہو قسم خدا کی کہ غلبہ اور دبدبہ تمکو ہے کہ ظاہر ہوگا
مشرق سے طرف مغرب کے یعنے مشرق سے مغرب تک غلبہ ہوگا اور اس حکایت کا تتمہ ہی یعنے
باقی کہ آویگا ذکر ولادت مین سرور عالم صلعم کی جلد ثانی مین اور ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ آئے
سرور عالم صلعم بیت مدراس کے درمیان اور فرمایا باہر لاؤ طرف میرے اوس شخص کے تئین کہ
دانا تر ہو درمیان تمہارے پس عبد اللہ بن سوریا کے تئین پس خلوت کی ساتھ اوسکے رسول خدا
نے اور فرمایا قسم دیتا ہون تجھے تیرے دین کی اور اوس نعمت کی جو عطا کی اللہ تعالی نے
بنی اسرائیل کے تئین اور کہلایا ہے اونکو من و سلوی اور سایہ کیا ہے اوپر اون کے غمام سے یعنے
ابر سے کہ رسول خدا کا ہون کہا اوس نے اللہم ہم اور میری قوم سب پہچانتی ہین جو کچھ مین
پہچانتا ہون وصف اور نعت تیری سب یعنے مذکور اور مسطور ہے توریت مین ولیکن یہ قوم
حسد کرتی ہین تجھپر اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ کیا چیز مانع ہے تجھے کہ ایمان نہین لاتا اور مسلمان
نہین ہوتا تو کہا ناخوش رکھتا ہون مین اپنی قوم سے خلاف کے تئین اور امیدوار ہون کہ متابعت
کرین تیری اور اسلام لاوین اور مین بھی مسلمان ہون اور طلحہ بن عبد اللہ رض سے روایت ہے

کہ کہا کہ حاضر ہوا مین سوق بصری کے تئین جو بلاد شام سے ہے سوق کہتے ہین بازار کو ناگاہ دیکھا
مین نے ایک راہب کو اوسکے صومعہ کے درمیان کہتا ہے پوچھو اہل موسم کے تئین آیا ہے درمیان
تمھارے کوئی اہل حرم سے طلحہؓ نے کہا مین ہون اوسنے کہا آیا ظاہر ہوا ہے مکے مین احمد کہا مین نے
کون ہے احمد کہا ابن عبد المطلب یہی دن ہین کہ باہر آوے وہ اونکے درمیان اور وہ آخر انبیا ہے
اور جاے خروج اوسکا حرم ہے اور جاے ہجرت اوسکا خرمازار اور سنگستان اور زمین شورہ یثرب
کی ہے یثرب نام مدینے کا ہے کہا طلحہ نے پس پڑا اسکے دل مین قول راہب کا اور نکلا مین وہان سے
اور قدم لایا درمیان مکے کے اور پوچھا مین نے آیا کوئی حادثہ سانح ہوا ہے کہا لوگون نے ہان
محمد بن عبد اللہ نے دعوی نبوت کا کیا ہے اور متابعت کی اوسکی ابن ابی قحافہ نے ابی قحافہ
صدیق اکبرؓ کے بابکا نام ہے پس آیا مین ابو بکر کے پاس اور خبر دی مین نے اوسی راہب کے
قول کی اور کہا مین نے آیا متابعت کی ہے تو نے اس مرد کی کہا ہان پس لیگئے صدیق طلحہ
کے تئین اور متابعت کی طلحہؓ نے اور جبیر بن مطعم سے آیا ہے کہ کہا جس ہنگام کہ بھیجا خداتعالے
نے اپنے پیغمبر کے تئین اور ہویدا ہوئے امر اوسکے مکے کے درمیان باہر آیا مین طرف شام کے
اور جب مین بصری کو پہونچا آئی میرے پاس ایک جماعت نصاری سے اور پوچھا مجھہ سے
کہ تو حرم سے آیا ہے کہا مین نے ہان پس کہا پہچانتا ہے تو صورت اوس مرد کی جس نے دعوی
پیغمبر یکا کیا ہے کہا مین نے ہان پہچانتا ہون پس پکڑا اونہون نے ہاتھ میرا پس لیگئے مجھے
ایک دیر کے درمیان جو اونکا تھا اور اوس دیر مین تصویرین تھین کہا اونہون نے نظر کر آیا
دیکھتا ہے تو ان صورتون مین صورت اس پیغمبر کی جو اب پیدا ہوا ہے تمھارے درمیان پس نگاہ
کی مین نے اور نہ پایا مین نے اوس تصویر کو پس لیگئے مجھے اور ایک بڑے دیر مین اور
اوسمین بھی تصویرین ہین پہلے کی دیر سے زیادہ پس کہا اونہون نے نگاہ کر آیا دیکھتا ہے
اوسکی صورت کو ان صورتون مین پس نگاہ کی مین نے صورت اور صفت کو اوس سرور ص کی اور
ابو بکر صدیق کی صورت اور صفت کو اور وہ پکڑے ہوئے ہے زانو اوس جناب کے کہا اونہون نے
پہچانا تو نے اوسکی صفت کے تئین کہا مین نے ہان پس لیکن کہا مین نے کہ خبر نہ دونگا مین جب
تک جانون کہ یہ کیا کہتے ہین پس بیان کیا اونہون نے اوس جناب کی صفت کو پس کہا مین نے

کہ گواہی دیتا ہون مین کہ وہ وہی کہا اونہون نے پہچانتا ہے تو اوسکے تئین جوڑا نواوسکے پکڑے ہوئے ہے کہا مین نے ہان گواہی دیتا ہون مین کہ یہ یار ہے اوسکا اور خلیفہ اوسکا ہے بعد اوسکے کہا مین نے کہ مجھے ڈر ہے اسبات کا کہین ایسا نہو کہ مار ڈالین اوسے قریش کہا اونہون نے واللہ نہین مار سکتے واللہ کہ وہ پیغمبر آخر الزمان ہے غالب گردانے گا اللہ تعالی اوسے تمام پر اور صفیہ بنت حیی بن اخطب یہودی سے ہے جو امہات مومنین سے آیا ہے کہ کہا جب قدوم لائے حضرت اور نزول فرمایا قبا کو تشریف لیگئے باپ میرا حیی بن اخطب اور چچا میرا ابو یاسر بن اخطب اوس جناب کے نزدیک سحر کو شب کی تاریکی مین گئے اور پھر نہ آئے یہانتک کہ آیا وقت شام کا راتکو جب گھر کو آئے دیکھا مین نے اونکو کہ ایسی غم و اندوہ کی گرانیون مین ہین کہ زیادہ اوس سے متصور نہو اور اگر گھر مین پڑی اور مین اوسکے اولاد مین پیاری تھی اون کے نزدیک گئی پس بعادت قدیم آگے اونکے گئی مین ایسی غم اور اندوہ کے بوجھ مین شکستہ ہوکر محزون تھی کہ اونکو فرصت اور طاقت اوس بات کی نہوئی کہ التفات میری طرف کرسکین ایسی حال کے اثنا مین میرا چچا میرے باپ سے پوچھتے اہو ہو یعنے یہ وہ ہی یعنے یہ مرد وہ ہی پیغمبر آخر الزمان ہے جسکی نعت توریت مین ہمنے پڑھی ہے پس باپ میرا کہتے نعم واللہ ہو یعنے ہان قسم خدا کی وہ وہی پیغمبر آخر الزمان ہے کہا اوس نے یقین جانتا ہے تو کہ وہی ہے کہا اوس نے ہان واللہ یقین جانتا ہون وہی ہے کہا اوس نے اپنی ذات مین تو اوسکی نسبت کرتے کیا پاتا ہے محبت یا عداوت کہا العداوت واللہ جب تک جیتا ہون اوسکی عداوت مین کوشش کرونگا پس دو نو شقی ازلی اوس جناب کے عداوت مین گرفتار وبال اور نکال ابدی کے ہوئے نعوذ باللہ من ذلک نکال معنی عقوبت اور بعضے اون بدبختون سے حیلہ اور نفاق کے تئین وسیلہ جمع کرنے حطام دنیا دیکا اور صیانت حیات فانی کی کرکے درک اسفل کو گئے صیانت نگاہ رکھنا اور حطام کے معنی ریزہ کسی چیز کا اور تھوڑا مال دنیا کا اور بعض دوسرون نے علما اور احبار یہود سے کہ پہلے رحمت ازلی نے اونکے اقبال کی پیشانی پر حرف سعادت لکھا تھا اون اسلام مین مبادرت کرکے احراز کرنا دولت اور سعادت سے کیا احراز کے معنی جمع کرنا جسطرح عبداللہ بن سلام اور مانند اوسکے راضی ہو خدا اون سے اور مخیریق جو حبر عالم یعنے دانشمند جہان

یا دانشمند عالم تھا اور کثیر المال یعنے غنی تھا اور ہمیشہ اوپر اوسکے تھا یعنے کفر اور شرک پر جب روز احد کی
جنگ کا ہوا کہا ای گروہ یہود واللہ کہ تم جانتے ہو کہ یاری دینا محمد کا تمھارے پر حق ہے پاؤ تم اس
سعادت کو کہا اونہون نے آج یوم سبت ہے یعنے شنبے کا دن ہے کہا اوس نے کچھ سبت نہین ہے
پس لیا اوسنے اپنے تئین اور نکلا اور ایمان لایا اور شہید ہوا اور وصیت کی اوس نے کہ اگر مین شہید
ہون آج تو میرا تمام مال حضرت رسول ص کا ہے جو چاہین سو کرین اور جسکو چاہین دیوین پس شہید ہوا
راضی ہو خدا اوس سے اور قبض فرمایا حضرت ص نے اموال اوسکا اور تھا عامہ صدقات اوس
جناب ص کا اوس اموال سے اور قصہ سلمان فارسی رض کا اوس جناب کے ڈھونڈھنے مین بعثت کا اخبار
سننے سے تین سو برس تک اور دوسری ایک روایت ہے یہ کہ زیادہ تین سو سال سے اور
دیکھنا اوسکا روے مقصود کے تئین یعنے پانا سلمان فارسی کا حضرت ص کے تئین اور دوسرے
اور اخبار بہت ہین اور اتنا ہی کفایت کرتا ہے اور خدا استعانت کرنے والا ہے باب
پنجم حضرت رسول ص کے فضایل کے ذکر مین جو شریک ہین درمیان اوس سرور ص کے
اور انبیا کے اور فضایل اور کرامات دوسری جنسے مخصوص گردانا ہے پروردگار نے اوس
سرور ص کو اور شریک اور ہمسر کوئی نہین اوس سرور ص کا دنیا اور آخرت مین ایک کوئی پیغمبرون سے
جان اے بھائی توفیق دے تجھے اللہ تعالی کہ حضرت صانع ذو الجلال نے انسان کی ذاتون
کے جواہر کے تئین مختلف پیدا کیا بعضون کو نہایت مرتبہ صفا مین اور غایت خوبی اور پاکیزگی
مین اور بعضون کے تئین مین درجہ اوسط اور بعضونکو غایت کدورت مین اور نہایت زبونی
مین اور ہر ایک قسم مین مراتب ہین اور درجات متفاوت اور ذواتین انبیا کی تمام صاف تر اور جید
تر ہین اور بدن بھی اونکے پاک تر نقصان سے اور سلیم تر عیب سے نسبت کرکے تمام آدمیون
کی ذاتون سے اور ساتھ اسبات کے کہ سب کمال کے دائرے مین داخل اور اپنے غیر سے
فاضل اور کامل ہین یعنے اونکے بھی تفاوت اور تفاضل ہے اور حضرت محمد رسول اللہ سب
سے اصح اور اعدل از روے مزاج کے اور اتم اور اکمل از روے بدن کے اور صاف تر
اور پاکیزہ تر از روے روح کے اور اکمل اور اتم از روے پیدایش کے اور لطیف تر اور
روشن تر از روے نور کے ہین اور کچھ خلاف نہین کہ وہ سرور اشرف البشر و سید ولد آدم

اور افضل الناس ہے ازروے منزلت کے اور اعلی ہے ازروے درجے کے اور جو کچھ نبیا
کو کرامات اور کمالات حاصل تہا اوس جناب صم کے تئین مانند اوسکے یا افضل اوس سے حاصل
ساتہ خصایص اور افزونیون کے جو اوس سرورم کو حاصل ہے اونکو نہین ہے لیکن آدم علیہ السلام
دی گئی آدم کو یہ فضیلت کہ پیدا کیا حق تعالی نے اوسے اپنے ہاتہ سے اور نفخ فرمایا یعنے
دم کیا درمیان اوسکے اپنی روح کے تئین اور دیا گیا ہمارے پیغمبر صم کو یہ کمال کہ سر انجام وسے الا
ہوا اللہ تعالی اوس جناب کی شرح صدر کا یعنے سینے کی روشنی اور وسعت اور رکہا درمیان
اوس سرورم کے سینے کے ایمان اور حکمت کے تئین پس متولی ہوا اللہ تعالی یعنے سر انجام دینے والا
آدم کے خلق وجود دیکا اور ہمارے پیغمبر کے خلق نبوی کا متولی ہوا لیکن سجدہ کرنا ملایک
کا آدم کے تئین جو حقیقت مین نور محمدی کے ابداع کی جہت سے تہا یعنے سونپنے کی جہت
سے جوہر روح مین اوسکے اور ظاہر کرنا اوس نور کا اوسکی پیشانی مین اور شرف کرنا اوس
سرورم کا اس شرف سے کہ ان اللہ و ملایکتہ یصلون علی النبی اتم اور اجمع ہے شرف دینے
سے آدم کو ملایک کے سجدہ کرنے کے امر کرنے پر کیونکہ اس جگہہ حق تعالی ساتہ ملایکہ کے
نہا اور خود جائز نہین ہوتا حضرت حق کا اس جگہہ لیکن صلوۃ اور سلام مین محمد صم پر حضرت حق
ساتہ ملایک کے ہے اور لابد یہ فضیلت اشرف و اتم اور اکمل اور اعلا ہوگی اور بہی سجدہ کرنے
مین ملایک سے تشریف اور تعظیم کے سوا کچہہ نہین جو ایک ہی بار واقع ہوا لیکن صلوۃ اور سلام
مین افاضہ انوار رحمت کا اور اسرار قدس دایم اور مستمر اور متجدد ہے تمامی زمانون مین اور مامور کیا
مومنین ساتہ شراکت کرنے کے اوسمین یعنے صلوۃ و سلام مین و لیکن تعلیم کرنا نامونکا آدم ع
کے تئین دیلمی مسند الفردوس کے درمیان ابورافع کی حدیث سے لایا ہے کہ فرمایا حضرت صم نے
کہ مشکل گردانی گئی واسطے میری امت میری ما و طین کے درمیان یعنے پانی اور گل کے
درمیان اور تعلیم کیا گیا مجھے اسما رکہا یعنے نام تمام اشیا کے پس جسطرح آدم کے تئین تعلیم اسما کی
ہوئی اوس جناب کے تئین بہی ہوئی ساتہ زیادتی مسمیات کے ذاتون کے جاننے کے اور
شک نہین ہے کہ رتبہ مسمیات کا اعلی ہے اسما سے کیونکہ اسما واسطے بیان کرنے مسمیات کے
ہین اور مسمیات مقصود بالذات ہین اور اسما مقصود بالغیر اور فضل علم کا اوسکے معلوم کے

فضل سے ہے لیکن ادریس علیہ السلام فرمایا حق تعالے نے اوسکے حق مین ورفعناہ مکانا علیا
اور دیا گیا ہمارے پیغمبر کو معراج اور رفع کیا یعنے بلند اوس سرورم کو طرف اوس مکان کے کہ رفع نہیں
کیا گیا سوا اوس سرورم کے کوئی مترجم اس جگہہ صاحب ذو قرون کی خاطر ادریسم کا قصہ مجمل
بیان کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ ادریسم کا مکان کیسا رفیع کیا حضرت حق تعالی نے جان اے عزیز
کہ ادریسم کو اللہ تعالی نے کمالات صوری و معنوی سے ممتاز فرمایا اور مخصوص بخلعت نبوت کمالات
اوس عالی منزلت کے اندازہ حصر و بیان سے خارج ہین ایکروز ادریس کسی طرف چلے جاتے
تھے اتفاق یہ کہ اوسوقت دہوپ بہت تیز تھی حرارت سے دہوپ کی بیطاقت ہو کر زمین پر
بیٹھ گئے اور دلمین فکر کی کہ اللہ اکبر آفتاب جو تھے آسمان پر چمکتا ہے اور اہل ارض کو حدت
اوسکی اس مرتبے مین اثر کرتی ہے وہ فرشتہ جو حامل ہے آفتاب کا کہ خدا کے حکم سے اوسے
اوٹھائے ہوئے لیے پھرتا ہے اوسکی حالت کیا ہوگی اوسوقت ادریسم کے دلمین شفقت
آئی اور اللہ تعالی سے مناجات کی کہ یا اللہ اوس فرشتے پہ تخفیف کر فی الحال دعا مستجاب
ہوئی اور اوس فرشتے نے اپنے مین ایک اثر تخفیف تپش کا پایا گھبرایا کہ یہ کیا ہوا استغاثہ
کیا کہ اے پروردگار آیا یہ تخفیف تیری مہر سے ہے یا قہر سے خطاب ہوا کہ ادریس نے جو میرا
بندہ خاص ہے تیرے حق مین شفقت سے دعا کی ہے اور یہ اوسکی دعا کا اثر ہے جو تو
اپنے مین پاتا ہے اوس فرشتے کو ادریس کی ملاقات کا شوق ہوا اور اللہ تعالی سے اوسنے
اذن حاصل کر کے زمین پر نزول کیا اور ادریسم سے ملاقی ہوا ادریس نے اوس سے کہا اے
بھائی مین چاہتا ہون کہ تیرے مقام کی اور آفتاب کی سیر کرون اوس فرشتے نے حضرت حق سے
اذن حاصل کر کے آسمان پر لیگیا اور آفتاب کے پاس بٹھا دیا ادریس نے کہا کہ حضرت عزرائیلم
سے مین چاہتا ہون ملاقات کرون اوس نے کہا مین اول اوس سے اذن لیکر تمکو لیچلتا ہون
ادریسم نے کہا اے بھائی میری طرف سے یہ بھی پوچھو کہ میری حیات کی مدت کتنی باقی ہے
اور میری موت کہان ہے اوس فرشتے نے عزرائیلم سے جا کر سوال کیا عزرائیلم نے کہا
اے بھائی مشکل ہے کہ وہ شخص زمین پر مرے کیونکہ قلم قدرت اوسکے حق مین اسطرح جاری
ہوئی ہے کہ وہ آفتاب کے نزدیک مرے اور یہ محالات سے معلوم ہوتا ہے اور مین جو

دیکہتا ہون تو اوسکی حیات کچہہ بہی باقی نہین اوس فرشتے نے کہا ای بہائی مین اوسی ابہی آفتاب کے
پاس چہوڑکر آیا ہون کہا جلد جاکر اوسکی خبر لے اوس نے جاکر دیکہا تو ادریس رحلت کی ہے متعجب ہوکر
اللہ تعالی سے اس نے اوسکی حیات کی مناجات کی خدا کے حکم سے ادریس ع پہر جیا اور کہا کہ ای
بہائی میرے دلمین اشتیاق ہے کہ بہشت کی سیر کرون خدا کے اذن سے وہ اوسی بہشت مین لیگیا
اور تہوڑی دیر کے بعد کہا بس اب چلو تمکو تمہاری جگہہ مین پونہچاؤن ادریس ع نے کہا ای بہائی
جب خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ مین موت دونگا اور پہر جلاؤنگا اور بہشت مین داخل کرونگا
پہر وہان سے نہ نکالونگا اب مین مرکر خدا کے حکم سے پہر جیا اور بہشت مین داخل ہوا مین بہائی
کسطرح نکلون اوس فرشتے نے درگاہ الہی مین عرض کی یا اللہ ادریس ع یون تقریر کرتا ہے
فرمایا اوسکو کچہہ مت کہو کہ وہ کلام حجت اور دلیل سے کرتا ہے اور اوسکے حق بجانب ہے
یہ معنی ہین ورفعناہ مکانا علیا کے لیکن نوح ع نجات دی حضرت حق نے اوسکو اور اوسکو
جو ایمان لایا اوس سے غرق ہونے سے اور دیا گیا ہمارے پیغمبر کو یہ فضل کہ ہلاک گردانی
نہین گئی است اوس حضرت کی کسی عذاب سے جو نازل ہوا ہو آسمان سے قال اللہ تعالی وما کان اللہ
لیعذبہم وانت فیہم امام فخر رازی اپنی تفسیر مین لاتا ہے کہ اکرام کیا حق جل وعلا نے نوح ع
کے تین اسبات سے کہ نگاہ رکہی کشتی اوسکی پانی پر اکرام کیا محمد ص سے عظیم تر اوس سے یعنے
اکرام جیسا کہ روایت کی گئی ہے کہ تہے حضرت ص ایکروز ایک پانی کے کنارے اور بیٹھا ہوا تہا
عکرمہ بن ابی جہل اوس جگہہ پس کہا عکرمہ نے اگر صادق ہو تو بلاؤ اوس پتہر کو جو پانی کے اوس
طرف ہے تا کہ تیرتا ہوا اسطرف آوے اور غرق نہووے پس اشارت کی حضرت ص نے اور
اوکہڑا وہ پتہر اپنی جگہہ سے اور سیاحت کی اوسنے اور آگے اوس جناب کے آکر کہڑا ہوا اور
شہادت دی اوس پتہر نے اوس جناب کی رسالت پر پس فرمایا حضرت ص نے کہ کفایت
کرتا ہے تجہے اس مقدار عکرمہ نے پہر کہا کہ حکم کرو اس پتہر کو تا کہ اپنے مکان کو پہر جاوے
پس تر امر پتہر اور گیا اوسی جگہہ جہان پہلے تہا اور تیرنا پتہر کا اور غرق ہونا پانی مین عظیم تر
اور عجیب تر کشتی کے کہڑے رہنے سے پانی مین اور غرق نہونا اوسکا کیونکہ خاصیت لکڑی
کی یہی ہے ولیکن ابراہیم خلیل ع ہوئے اوپر آتش نمرود کی سرد اور سلام سلام کے معنی ایسی

نہ پوہنچا اور دیا گیا ہمارے پیغمبر کو مانند اوسکے بجھنا نار حرب کا اور سرد ہونا کافرون کی جنگ کی
آتش کا اوس سرور سے اور کیسی آتش ہوتی ہے جنگ کی جسکی سیوف ہین لکڑیان یعنے تلوارین
ہین اور زبانہ اوسکا یعنے لپٹ اوس آتش جنگ کی حتوف ہین حتوف جمع حتف ہے بمعنی موت اور
سلگانے والی اوسکی حسد ہے اور مطلب اوسکا روح اور جسد ہے قال اللہ تعالی کلما اوقدوا نارا
للحرب اطفاہا اللہ یعنے جسوقت کہ سلگایا کفار نے نار کے تئین واسطے حرب کے سرد کیا اوسے
پروردگار نے اور بہت چاہا اونہون نے کہ سرنگون کرین نور دین کو نار کفر سے پس ابا کی پروردگار
تعالی جبار قہار نے مگر یہ کہ تمام گردانا یعنے کامل اپنے نور کے تئین اور نابود کیا اونکی شرارت
کی آتش کے تئین اور لیا واسطے حضرت محمد کے اوسکا ظہور اور سرور ویابی اللہ الا ان یتم نورہ
ولو کرہ الکافرون اور مذکور ہے کہ گذرے حضرت شب معراج کو دریا سے آتش پر جسے حکما
کرہ نار کہتے ہین اور سلامت رہے اوس سے اور روایت کی ہے نسائی نے کہ محمد بن حاطب
نے کہا کہ لڑکا تہا مین پس گری دیگ جوش مارتی ہوئی مجہپر اور جل گیا تمام چہرا میرا اور لیگیا
میرا باپ مجھے رسول خدا کے پاس پس ڈالا حضرت نے کچہ ایک آب دہن مبارک سے میرے
پوست پر جو جلا ہوا تہا اور فرمایا اذہب الباس رب الناس یعنے دور کر سختی کو اے پروردگار
پس شفا پائی مین نے ایسی کہ گویا کچہ آفت مجھے پوہنچی ہی نہتی اور یہ کہ جو دیا گیا ابراہیم کو تئین
مقام خلت دیا گیا ہمارے پیغمبر کو مقام محبت اور مقام محبت کا عالی تر ہے مقام خلت سے کیونکہ
حبیب اوس محب کو کہتے ہین جو محبوبیت کے مقام کو پوہنچا ہو اور اختصاص پایا اوس جناب کا
اوپر شفاعت عام کے اور کلام کرنا اوسمقام مین اوس جناب کی محبوبیت کا اثر ہے اور بعضے کہتے
ہین کہ وہ سرور جامع ہے مقام خلت اور محبت کا اور خلت اوس سرور کی اکمل اور افضل ہے
ابراہیم کے خلعت سے اور کلام باب ہشتم کے اواخر مین اوس سرور کے فضائل آخرت
کی تخصیص پانے کے بیان مین آویگا اور جو کچہ دیا گیا ہے ابراہیم کو توڑنا بتونکا تبر سے توڑا ہمارے
پیغمبر نے اون بتونکو جو مضبوط تہے کعبے کے دیوار و زمین ایک لکڑی کی اشارت سے اور یہ نہین
ہے مگر قوت ربانیہ اور قدرت الہیہ سے کہ کہتے ہین اون بتون کیطرف لکڑی سے اشارت
کرکے جاء الحق وزہق الباطل یعنے آیا حق اور نیست ہوا باطل اور دیا گیا ابراہیم کو تعمیر کرنا بیت الحرام

کا اور دیا گیا اوس سرور ﷺ کو قایم کرنا حجر اسود کا اوس مقام مین جیسا کہ قریش کی تعمیر کرنے کے قصہ مین
مذکور ہے اور حجر اسود نسب کرنے بیت الحرام کی نسبت دل کی رکہتے ہے بدن سے بلکہ اوسکا سویدا ہے
قلب سے سویدا اوس خال کا نام ہے جو دل کے اندر ہوتا ہے اور آیا ہے کہ الحجر الاسود یمین
اللہ یمین کے معنی سیدہا ہاتہ اور قوت اور توانائی یعنے حجر اسود خدا کے دست راست ہی جو استلام
کیا جاتا ہے یعنے بوسہ دیا جاتا ہے جسطرح استلام کیے جاتے ہین ایمان یعنے داہنے ہاتہ عہد
باندہنے کے وقت قیامت کے روز اوسی یعنے حجر الاسود کو آنکہہ اور زبان ہوگی کہ اپنے زیارت
کرنے والون کو پہچانیگا اور شفاعت خواہی کریگا پس کام اوس جناب کا بیت اللہ کی تعمیر مین
قوی تر اور کامل تر ابراہیم ؑ کے کام سے ہے ولیکن جو کچہ دیا گیا ہے موسیٰ ؑ کو گردانا عصا کی تئین
سانپ غیر ناطق دیا گیا ہے ہمارے پیغمبر کو مانند اوسکے فریاد کرنا اور نالہ کرنا اوس لکڑی کے
ستون کا جو مسجد مین تہا فراق سے اوس جناب ﷺ کے چنانچہ قصہ اوسکا معجزات کے باب مین آویگا
اور امام فخر رازی اپنی تفسیر مین لایا ہے کہ ایکروز ابو جہل لعین نے چاہا کہ ایک پتہر رسول خدا کے
سر پر ڈالے اور مجروح کرے پس دیکہا اوس نے حضرت ﷺ کے دو نو بازو پر دو اژدہا ہوں کو اور
بہاگا اونکے خوف سے اور دیا گیا موسیٰ ؑ کو ید بیضا کہ روشنائی سے اوسکی آنکہین ڈہپ جاتی
تہین اور حضرت ﷺ تمام سر سے قدم تک نور ہی تہے کہ آنکہین دانش کی جمال و کمال سے اوسکی خیرہ ہوتی
تہین اور مانند آفتاب و ماہتاب کے روشن تہے اور اگر نہین پہنے ہوتے نقاب بشریت کا تو
کسیکو مجال نظر اور ادراک حسن اوس سرور ﷺ کا ممکن نہوتا اور ہمیشہ جوہر اوس جناب کا وہ نور تہا
جو انتقال فرماتا تہا ابا اور امہات کے اصلاب اور ارحام مین آدم ؑ کے زمن سے عبد اللہ
کے صلب اور آمنہ کے رحم مین منتقل ہوتے تک رس بمعنی خاک گور اور قتادہ بن نعمان جو
صحابۂ کرام سے ہے ایکشب اوس نے نماز عشا کی رسول خدا ﷺ کے ہمراہ پڑہی اور وہ شب
ابر و باران کی شب اور تاریک تہی پس حضرت ﷺ نے ایک ڈالی کہجور کی اوسکے ہاتہ مین دیکے اور
فرمایا لیجا اسکو روشن کرے گی یہ تیرے آگے اور پیچہے دس گز اور جب داخل ہوگا تو گہر
مین تو دیکہے گا اس مین ایک مار سیاہ کے تئین مار ڈال اوسے اور باہر نکال رواہ ابو نعیم
صحیح بخاری اور دوسری کتابون مین مذکور ہے کہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر جو اندہیاری

راتمین ملازمت شریف سے حضرت صلعم کی نکلے اور ہاتہین ہر ایک کے ایک ایک عصا تہا اور روشن
ہوا ایک عصا ان دونون مین سے اور اوسکے روشنائی مین راہ چلے اور جب جدا ہوئے یکدگر سے
وہ عصا جو دوسرے کے ہاتہہ مین تہا روشن ہوا اور خود وہ سرور مجسم نور تہا اور نور اوس جناب کی
اسمای شریف سے ہے اور بخاری تاریخ مین اور بیہقی اور ابو نعیم حمزہ اسلمی سے لائے ہین
کہ کہا یعنے حمزہ اسلمی نے کہ تہے ہم ساتہ رسول خدا صلعم کے ایک سفر مین پس متفرق ہوئے
شب تاریک مین اور روشن ہوئین اونگلیان میری تاکہ جمع ہوگئے تمام روشنائی مین اور
ہلاک نہوا کوئی ایک اور اونگلیان میری روشن تہین اور یہی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت
رسول صلعم ایک شخص اصحاب سے اوسکی قوم کی دعوت کرنے کے لیے بہیجواتے تہے اوس نے
ایک نشانی اوس جناب سے درخواست کی کہ حجت ہو واسطے اوسکے پس حضرت صلعم نے اپنی انگشت
مبارک کے تئین اوسکی دونو آنکہون کے درمیان رکہا اور اوس جگہہ سے ایک بیاض اور نور
پیدا ہوا اسنے عرض کی اوس صحابی نے کہ مجھے ڈر ہے کہ کہین ایسا نہو کہ وہی لوگ اسکو برص
نہ اٹکلین جیساکہ موسیٰ کے قصے مین بہی آیا ہے کہ بیضاء من غیر سوء یعنے سپیدی ایسی کہ بے
عیب پس نقل فرمایا حضرت صلعم نے اوس روشنی کو اوسکی آنکہون سے اوسکی تازیانے پر
اور یہ حدیثین اول دلیل ہین اوس جناب صلعم کی نورانیت پر اور سرایت کرنا اوس سرور صلعم کی
نورانیت کا اوس سرور صلعم کے درگاہ کے خادمون پر اور اونکے عصا اور تازیانون کے مانند
اور پسرچہ جامے اونکی ذاتون اور اعضا پر نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء اور لیکن
شگافتہ ہونا دریا کا واسطے موسیٰ کے شگافتہ کرنا حضرت رسول صلعم کا ماہتاب کے تئین عظیم تر
اوس سے ہے کیونکہ وہ تصرف عالم ارض مین ہے یہ عالم آسمان مین ہے والفرق بینہما واضح
یعنے زمین اور آسمان مین جوکچہہ فرق ہے سو ظاہر ہے اور روایتون مین آیا ہے کہ درمیان
آسمان اور زمین کے ایک دریا ہے جسے مکفوف کہتے ہین اور دریاؤن کا نسبت کرنے
طرف اوسکی حکم ایک قطرے کا رکہتے ہین نسبت کرتے بحر محیط کی جو جہان کے دریاؤن سے
مشہور و معروف ہے مکفوف سے نسبت کرتے حکم ایک قطرے کا رکہتے ہے اور اس تقدیر
پر وہ دریا متعلق ہوا یعنے شگافتہ ہوا واسطے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے کہ گذرا وہ سرور صلعم

اوس سے شب معراج مین اور یہ عظیم تر ہے منشق ہونے سے دریا کے جو واسطے موسے ؑ کے ہوا لیکن
اجابت ہونا موسی ؑ کی دعا کا فرعون کے ہلاک مین اجابت ہونا حضرت ؐ کی دعاؤنکا لاتعد ولاتحصے
ہے یعنے جسکا شمار ہی نہین اتنی دعائین اوس جناب ؐ کی مستجاب ہوئی ہین اور جو کچہ دیا گیا
موسے ؑ کو جاری کرنا پانیکا پتہر سے اور نکلنا چشمونکا پتہر سے دیا گیا ہے اوس جناب کے تئین
جاری ہونا پانیکا اوس جناب کی اونگلیون سے اور یہ بلیغ تر اور کامل تر ہے اوس سے کیونکہ پتہر
زمین کی جنس سے ہے جس سے باہر نکلتے ہین شیرین چشمے بخلاف اون چشمون کے جو گوشت اور
پوست سے نکلین اور لیکن جو کچہ فرمایا اللہ تعالی نے وکلم اللہ موسی تکلیما دیا گیا ہے ہمارے
پیغمبر ؐ کو مانند اوسکے شب اسرا کے درمیان اور زیادہ اوس پر قرب اور دنو ہے دنو معنی نزدیک
ہونا اور یہی مقام مناجات اوس جناب ؐ کا سماوات علا کے اوپر ہے اور سدرۃ المنتہی
کے اوپر کہ نہایت علوم خلق کا وہان تک ہے اور مقام مناجات موسے ؑ کا طور سینا ہے
اور مقام مناجات محمد ؐ کا سموات علا اور جو کچہ دیا گیا ہارون ؑ کے تئین فصاحت اور بلاغت
سے یہانتک کہ نہین متصور زیادہ اوس پر بلکہ اوسکے مانند پر اور تہی فصاحت ہارون کی عبارت
اوسکی عبرانی مین اور زبان عربی افصح ہے عبرانی سے اور یہی اوسی موسی ؑ نے افصح مینی
کہا ہے کہ مطلق یعنے موسی نے اوسکی تعریف کی کہ ہارون مجہ سے زیادہ فصیح ہے یہ نہین کہا
کہ سب سے اور تہی زبان مین حضرت موسی ؑ کے ایک لکنت جیسا کہ قصہ اوسکا مشہور ہے
مترجم کہتا ہے سچ ہے مشہور ہے لیکن عالمون پر نہ یہ کہ عامیون پر پس بندہ واسطے عامیون
کے جنکو یہ احوال اصلا نہین معلوم بیان مجمل ذکر کرتا ہے وباللہ التوفیق جسوقت موسی ؑ کو اونکی
والدہ نے فرعون کے خوف سے صندوق مین مقفل کرکے پانی مین بہا دیا اور قدرت الٰہی
سے وہ صندوق فرعون ہی کے محلین پہنچا اوسکی اہلیہ بہت اہل تہی اوس نے اوسے
کہلوا کے دیکہا ایک پاکیزہ اوضاع مقبول اور حسین اوسمین پڑا ہوا اپنی اونگلیان چوس
رہا ہے دلمین اوسکے اوسے دیکہکے ایسی محبت سمائی جسطرح سگی مان کو ہوتی ہے غرض
وہ اوسے چاہنے لگی اور بخوبی پالنے لگی یہانتک کہ وہ صاحب جمال عالیمقدار ایک برس
کا ہوا ایکروز فرعون نے اپنی گود مین بیٹہا لیا اور باتین کرنے لگا لڑکے نے اپنا ہاتہ بڑہا کر فرعون کی

داڑھی کو کھینچا اوس نے اوسکے ہاتھ سے داڑھی کو چھوڑا لیا پھر بھی وقت بنوت اوسکی ریش تک
پونہچا تیسری بار بھی بدستور تب تو فرعون بہت ہی نیلا پیلا ہوکر کہنے لگا شاید تو وہی ہے جسکا
احوال میرے نجومی ظاہر کرتے تھے اور کرتے ہین اچھے وقت تو میرے ہاتھ لگا مین اب تجھے
کیا جیتا چھوڑتا ہون یہ کہکر اوس بیچارے نے چاہا کہ اوسکو مارے جو زوا اوسکی مانع آئی اور بولی تجھے
کیا ہوا ہے بچون کی عادت ہوتی ہے کہ جو چیز اون کے سامنے آوے اوسپر ہاتھ دوڑاتے ہین
اوس نے کہا کیا یہ تو بچا ہے سب جان یہ میرا دشمن جان و دین ہے اور ابنیا گہوارے مین و تمیز
رکہتے ہین کہ دوسرے بالغ نہین رکہتے اوس نے کہا اگر تجھے وسواس ہے تو اسکی آزمایش
سہل ہے مین دو تہالی اسکے آگے لاتی ہون ایک مین لال بہری ہون اور ایک مین آگ
کے انگارے اگر یہ لال کیطرف ہاتھ دوڑاوے تو تو جانیو کہ یہ وہی ہے اور اگر آگ کیطرف
ہاتھ ڈالے تو اس بیچارے بچے کو جو مجھہ بانجھ نے اپنی چھاتی ٹھنڈی کرنے کے لیے پالا ہے
کا ہیکو دکھہ دیتا ہے اوس نے کہا ہان اگر یون ہی تو مین کچھہ نہین کہتا اوسی دم وہ خاتون
دو طشت لال اور آگ کے جا کر لائی موسی ع کے آگے موسی نے چاہا کہ ہاتھ دوڑاوین لال
پر پہ جبرئیل ع حکم الٰہی سے وہان جو حاضر تھے ہاتھ اونکا جبرئیل ع نے آگ کے اوپر ڈالا اور ایک
انگارا دہکتا ہوا موسی ع نے ہاتھ سے اوٹھا کر اپنے منہ مین رکہا ہتیلی اور زبان جل گئی زبان کی
لکنت اوسی سے تھی اور ہتیلی کی روشنی بھی قدرت الٰہی سے اوسی وجہ سے ہوگی واللہ اعلم
اور لیکن جو کچھہ دیا گیا ہے یوسف ع کے تئین شطر حسن سے شطر کے معنی آدہا اور ٹکڑا کسی چیز کا اور
معنی طرف کا اور دیا گیا ہے ہمارے پیغمبر کو تمام حسن اور کل حسن اور جو کوئی تامل کرے اوس چیز مین
جو کچھہ نقل کیا گیا ہے اوس جناب کے حلیہ شریف مین معلوم کرے کہ تفصیلین حسن اور جمال کی
جو صورت باکمال مین اوس جناب کے مندرج ہین کسی بشر مین نہ تھین اور نہوںگی یوسف ع کو ایک
حسن اجمال اور صباحت یعنے سفیدی اور چمکنا وجہ کا تھا کہ دوسرے کو نہ تھا لیکن یہ ملاحت اور
جمال جو اوس جناب ع کی صورت اور شکل مین تھا کسی جگہہ نہ تھا یعنے تمام جہا نہین اور جو کچھہ دیا
گیا یوسف ع کو تعبیر خواب ہے اور اوسکی تاویل ہے تمام اون چیزون سے کہ جو کچھہ منقول اور معلوم ہے
اوسمین تین چیزین ہین ایک دیکھنا ستارون کا اور شمس و قمر کا سجدہ کرنے والے اوسکے تئین یعنے

یوسف علیہ السلام کو دوسرا رویا صاحبی السجن کا صاحبی زندان کا صاحب تیسرا رویا بادشاہ کا لیکن ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوتنے کچھ ہین کہ حد اور حصر اور عد وسے خارج ہین اور جو کوئی تصفح کرے یعنے صفحہ صفحہ مطالعہ کرے اخبار کے تئین اور تتبع کرے آثار کے تئین یا وسے اور معلوم کرے اوس سے یعنے یوسف علیہ السلام کے رویا سے اعجب عجائب اور نزدیک ہے کہ مذکور بعض اوس سے اپنے محل مین اور لیکن جو کچھ دیا گیا ہے داؤد علیہ السلام کے تئین تلیین حدید سے یعنے لوہے کا نرم کرنا کہ جب مسح کرتے تھے داؤد علیہ السلام آہن کو نرم ہوتا تھا اور سو کبھی ہوئی لکڑی ہری ہو جاتی تھی اوسکے ہاتہ مین اور اوسمین پتے نکلتے تھے اور مسح کیا سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سعید کی بکری کے تئین جو سوکہہ کہ دبلی اور نزار اور کہڑ نکمہ ہو گئی تھی نرم ہوئین پستانین اوسکی اور ٹپکنے لگا دودہ اون سے زیادہ مجرا سے عادت سے ان دونو صورتون مین ہی نرم کرنا کسی سخت چیز کا ہے اور اگر نرم کیا گیا لوہا واسطے داؤد علیہ السلام کے نرم کیا گیا سنگ سخت واسطے حضرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حافظ نے نعیم سے روایت کی ہے کہ جب داخل ہوئے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان غار کے مایل کیا یعنے جہکایا سر مبارک کے تئین اپنے طرف پتہر کے کہ چہپا دین اپنے جسد کو پس نرم کیا خدا تعالے نے پتہر کو تاکہ داخل فرمایا اوس جناب نے اپنے سر مبارک کو پتہر مین اور استراح کیا اوس جناب نے سخت پتہر مین پس نرم ہوا واسطے اوس سرور کے اور اثر ہوا بازوی شریف کا درمیان اوسکے اور ہوا صخرہ بیت المقدس کا خمیر کے مانند پس باندہا اوس سے اوس جناب نے اپنی چارپائی کو صخرہ کہینچ لیا اوس پتہر کو جو بہت بڑا ہوا اور تسبیح کی جبال نے ساتہ داؤد کے اور تسبیح کی پتہرون نے ہمارے پیغمبر کے دست مبارک کے درمیان اور جو کچھ دیا گیا سلیمان علیہ السلام کو کلام کرنا طایرون کا تسخیر شیاطین کی اور ہوا کی اور ایسی مملکت جو دی نہین گئی بعد سلیمان کے کسی ایک کے تئین دیا گیا ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانند اوسکے یعنے تسخیر جن وغیرہ بلکہ زیادہ اوس سے لیکن کلام کرنا طایرون کا جو فرمایا واتینا منطق الطیر تا مین کہین اوس سرور سے پتہر نے اور تسبیح کی اوس سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتہ مین حصی نے یعنے سنگریزون نے جو جماد ہین اور یہ اعلا اور عجیب تر

ہے طایر کے کلام کرنے سی یعنے طایر ذی الروح ہی اور فی الجملہ زبان کہتا ہے سنگریزون کا تسبیح کرنا
اور پتھر کا باتین کرنا بہت اعجوبہ اور عجیب اور غریب اور حیرت افزا ہے اور کلام کیا اوس روز
سے بکری کے ذراع نے جو زہر ملائی ہوئی تہی اور کلام کیا آہو نے اوس جناب سی اور شکایت کی
شتر نے چنانچہ معجزات کے باب مین آویگا ذراع کہتے ہین بازو کو کہنیون سی اونگلیون تک اور حیوانات
مین پاؤن سی اوپر ران تک ذراع کہلاتا ہے مترجم کہتا ہی ذراع شاۃ مسمومہ کا احوال بندہ مجمل
ذکر کرتا ہے تاکہ صاحب نظر ونکو شوق اور ذوق رکھتے ہین اس سی خلجان خاطر نہو کیونکہ ابہام ہے
جان بہائی جان کہ جب رسول کریم ص نبی مختار ص نے خیبر کا قلعہ فتح کیا اور مفتوح ہونا اوسکا
حضرت شاہ ولایت پناہ شیر یزدان کرار غیر فرار علی مرتضی رض کے ہاتہ سی جو ید اللہ الغالب ہے
ہوا قصہ اسکا مشہور ہے ایک عورت تہی اوس قلعے مین نام اوسکا اسوقت مجھے یاد نہین
حمدہ زادی تہی دو تین اوسکی اقرباؤن کی صلاح و مشورہ سے اوس نے دریافت کیا کہ
رسول خدا ص گوشت گوسفند کا کونسی جگہہ کا مرغوب رکھتے ہین معلوم ہوا اوسکو کہ ذراع کا گوشت
اوس جنابکو مطبوع ہے اوس نے حضرت سی التماس کی کہ یا رسول اللہ ص مین آرزو رکھتی ہون
کہ آپ میری دعوت قبول کرین حضرت ص نے قبول فرمایا اور اوس نے بکری کے ذراع کو ایسے
سم سے مسموم کیا کہ اگر اوس سی کوئی ایک لقمہ کہائے تو مر رہے جب وہ کہانا رسول برحق ص
کے آگے چنا گیا اور دست مبارک اوس تک پوہنچا یکایک اوس سرور ص نے ہاتہ اپنا اوس سی
کہینچ لیا اور اوس عورت کو اوسکے شریکون سمیت حضور مین بلوا کر پوچہا کیون تو نے اسمین سم
ملایا اوس نے عرض کی کہ نہین غرض قایل ہوئی اور پوچہنے لگی کہ یا رسول اللہ ص آپکو کس
سے معلوم ہوا فرمایا مجکو اس ذراع نے کہا پہر حضرت نے اوس عورت سی سوال کیا کہ تو نے
جو اتنی بڑی جرأت کی کیا سمجہ کرکے وہ بولی اسواسطے کہ اگر تم رسول برحق ہو تو میرے
اس زہر ملانے سی آپکو کچہ خلل نہوگا اور اگر نہین تو ہماری سر زنکا درد دور ہوگا اب مجھے یقین
ہوا کہ تم رسول برحق ہو اور وہ عورت اپنی شریکون سمیت ایمان لائی یہ معنی ہین اوس جملے کے
جو اوپر مذکور ہوا کہ کلام حضرت ص سی ذراع شاۃ مسمومہ نے کیا اور روایت کی ہے کہ ایک طایر آیا
اور حضرت ص کے سر مبارک کے گرد پہرا اور کلام کیا فرمایا حضرت ص نے کہ کیا تم لوگون سی اس پرندے

کوہدر زناک کیا اوسکے بچون کے لیے چاہیے کہ اوسکے بچون کو پہیراؤ تم طرف اوسکے اور قصہ
زینب کے کلام کرنیکا اوس جناب سی مشہور ہے زینب یعنی بہیڑیا لیکن سچ یعنے ہوا جو واقع ہوا ہے
کہ عدو با شہر وہ دوا چہا شہر اور لیجاتے تہے سلیمان کے تخت کے تئین جس جگہہ چاہتا تہا سلیمان ع
چاہو نطرف زمین کے دیا گیا حضرت رسول ص کے تئین براق کیسا براق کہ سریع تر یعنے تیز و بجلی سے
زیادہ اور لیگیا وہ یعنے براق اوس سرور ص کو فرش سے طرف عرش کے ایک ساعت مین اور
مسخر گردانی گئی زمین تاکہ اوٹہاوے اوسی نواحی سے اوپر اور ہمارے پیغمبر کے ص واسطے لپیٹی
گئی اور کہینچی گئی واسطے اوس سرور ص کی زمین تاکہ دیکہا اوس سرور ص نے زمین مشرقون اور مغربون
کے تئین اور فرق درمیان اوس شخص کے جو دوڑے طرف زمین درمیان اوسکے جسکی طرف زمین
خود دوڑی لیکن تسخیر شیاطین حدیث صحیح مین آیا ہے کہ آگے آیا شیطان حضرت ص کے نماز کے
درمیان پس قدرت دی خدا تعالی نے اوس سرور ص کو اوپر اوسکے اور چاہا اوس جناب ص نے
کہ باندہیں اوسی ستون سی مسجد کے تاکہ بازی کرین اوس سی چہوکرے گلیون کے اور یہی مسخر گردانی
گئی جن واسطے سلیمان کے اور ایمان لائے حضرت رسول ص سی پس سلیمان ع نے استخدام کیا جن
کے تئین اور حضرت ص نے استسلام فرمایا اونکو تئین استخدام کے معنی خدمت چاہنا کسی سے اور استسلام
اسلام مین لانا اور لیکن شمار کرنا جن اور انس اور طیر کا سلیمان ع کی جنود سے یعنی فوج سی جیسا کہ فرمایا
وحشر لسلیمان جنوده من الجن حضرت ص کے واسطے ملایک اور جبرئیل اور میکائیل جنود ہوئے
اور شمار کرنا طیور کا سلیمان کے جنود سے عجب تر اوس سے قصہ غار کے کبوتر کا ہے یعنی وہ غار جہان
حضرت ص جا کر چہپے تہے اور اوسی ساعت خدا کے حکم سے کبوتر کا جوڑا آیا اور آشیانہ بنایا
اور انڈے دیئے اور نگاہ رکہا اوس سرور ص کو اعدای دین سے جنود جمع جند ہے یعنی لشکر اور
مقصود جند سے حمایت اور نگاہبانی سے بتحقیق حاصل ہوا ہے یہ زیادہ آسان طریق سے
اور لیکن عطا کرنا سلیمان ع کے تئین ملک کا ایسا ملک جو سزاوار ہووے بعد اوسکے کسیکو ہمارا
پیغمبر مختار گردانا گیا درمیان اسباب کے کہ بادشاہ ہو یا بندہ ہو اور اختیار کیا اوس جناب ص نے
بندگی کے تئین جو ملک عظیم ہے جسے زوال ہی نہین اور میسر ہوا کسیکو اوس جناب ص کے بعد ایسا
ملک اور ایسی سلطنت ہے جو کہم کی اور لیکن جو کچہ دیا گیا عیسی ع کے تئین ابراء اکمہ اور ابرص سے اور

اور جلانا موتے کا دیا گیا ہمارے پیغمبر کو کہ پھیرا اوس سرور نے ابو قتادہ کی آنکھ کے تئین جو باہر نکل پڑی
تھی پس ہوئی بہتر اوس سے جو پہلے تھی اور روایت کی گئی ہے کہ اہلیہ معاذ بن عفرا کی برص رکھتی تھی
پس شکایت اوسکی رسول خدا کے نزدیک لائے پس مسح فرمایا حضرت نے اوسپر اوس لکڑی سے جو اوس
جناب کے دست مبارک مین تھی اور دور کیا اللہ تعالی نے برص کو اوس سے نقل کیا اسکو بیچ
مواہب کے درمیان امام فخر سے اور بیہقی دلایل النبوۃ کے درمیان قصہ ایک مرد کا لایا ہے کہا
رسول خدا سے کہ مین ایمان لاتا ہون اگر تم زندہ کرو میری لڑکی جو مر گئی ہے پس آئے حضرت
اوسکی قبر پر اور کہتے ہیں کہ ندا کی اوس جناب نے اوسے کہ ای فلانہ پس قبر سے آواز آئی کہ لبیک
وسعدیک یا رسول اللہ الی آخر الحدیث یعنی کھڑا ہون مین اور سعادت پائی ہے مین نے اور
جلانا موتے کا اوس جناب سے متعدد واقع ہوا ہے جیسا کہ معجزات کے باب مین آویگا اور ہی
تسبیح کرنا سنگریزونکا ہتیلی مین حضرت کی اور اسلام کرنا حجر اسود کا اور گریہ کرنا ستون کا اوس
جناب کے فراق سے اتم اور ابلغ ہے مردے کے تکلم کرنے سے مترجم کہتا ہے کہ مین اس لکڑی کے ستون
کے نالہ کرنے کا یہان مجمل بیان کرتا ہون تا کہ معلوم ہو حضرت نے ایک منبر تیار فرمایا اور
پہلے اوس جناب کا طور یہ تھا کہ مسجد کے ستون سے تکیہ فرما کر خطبہ پڑھا کرتے تھے اور وہ ستون
لکڑی کا تھا جونہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے قدم مبارک منبر پر رکھا اور خطبہ شروع کیا
کہ وہ ستون فراق سے اوس جناب کے طرق گیا اور اوس سے ایک ایسی حزن کی درد آلود
آواز پیدا ہوئی کہ جتنے حضار مجلس تھے اوچھل پڑے اور بے اختیار اوس حزن پر سب نے
رو دیا الخ اور لیکن جتانا عیسیٰ کا جو کچھ کھاتی تھی اونکی قوم اور ذخیرہ کرتی تھی اپنے گھرون
مین ہمارے پیغمبر سے زیادہ حد اور حصر اور احصا سے واقع ہوا ہے لیکن اوٹھانا عیسیٰ کا آسمان
پر ہمارے پیغمبر کو شب معراج مین بالاتر اوس سے اوس جگہہ لیگئے کہ کسیکو نہ لیگئے تھے
اور مخصوص کیا اوس جناب کو مزید درجات سے اور سننا مناجات کا درمیان خلوت قدس
کے انواع مشاہدات اور کرامات کے ساتھ الحاصل جو کچھ تمامی انبیا اور رسل کے درمیان
فضایل اور کرامات اور معجزات تھے تمام ذات شریف مین اوس سرور کے موجود تھے شعر خوبی
شکل و شمایل حرکات و سکنات ؏ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

وعلی آلہ وقدر حسنہ وجمالہ وحسب فضلہ وکمالہ وصل یہ فضایل اور معجزات تھے جو مشترک ہین بیان انبیا کے اور اوس سرور کے لیکن وہ فضایل جو مخصوص اوس سرور سے جنکو خصایص کہتے ہین بہت ہین اور حد وعدد حصر سے خارج ہین ولیکن جو کچھ ظاہر تہے اور قید اور ضبط مین عالمون کی حصر کیے گئے ہین مذکور ہوتے ہین اور خصایص اوس جناب کے دو قسم ہین ایک قبیل احکام شرع سے اور دوسری قسم صفات اور احوال اور معجزات ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ تکلم کرنا احکام شرع کے قسم مین اور بحث کرنا اوس سے بیفایدہ ہے اور متعلق نہین اب اوس سے کوئی حکم اور وہ دوسرے جیسا مذکور گذرا اور صواب وہ ہے کہ فایدہ اوپر اوسکے مترتب ہے یعنی احکام کی قسم کے ذکر کرنے مین اہل علم یعنی آگاہی احوال شریف پر اوس جناب کے اور تحقیق کرنا اوسکا ایک سعادت ہے اور ایک نوع کمال سے ہے اور عظیم تر اور ضرور تر وہ ہے کہ تحقیق اتباع اور اقتدا موقوف ہے اوپر اوسکے تا کہ جانا جاوے اور عمل کیا جاوے اور پھر اس قسم کے تئین علما نے چار قسم کیا ہے اول جو کچھ مخصوص ہے اوس سرور سے واجبات سے اور حکمت اوسمین زیادہ ہونا قرب کا اور درجات کا ہے کیونکہ تقرب کرنا فرض سے اکمل ہے نوافل کے تقرب کرنے سے جیسا کہ منطوق حدیث ہے اور اقوی ہے اوٹھانا بار تکلیف اور اوسکے اجر کی تعظیم کے اور ہم ہر ایک قسم سے کئی مثال لاتے اور اوسکے استیفا کے تئین ہمنے حوالہ کیا کتب قوم کا ذکر یا فی المواہب جیسا کہ واجب ہونا نماز ضحی کا ایک قول ہے اور صواب اوسکا خلاف ہے یعنی واجب نہین اور اگرچہ ایک حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت نے اُمِرتُ بِرَکعَتَیِ الضُّحیٰ یعنی امر کیا مین نے دو رکعت ضحی کے تئین ولیکن تحقیق وہ ہے کہ سنت موکدہ ہے اور امر ایجابی نہین ہے اور مراد اوس نماز سے وہ نماز ہے جو صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے کے بعد پڑہتے ہین جسے لوگ صلوٰۃ اشراق کہتے ہین اور صلوٰۃ ضحی چاشت کی نماز کو بہی بولتے ہین اور قول عائشہ رضہ کا مارایت رسول اللہ سبح سبحۃ الضحی محمول اسی نماز پر ہے جیسے نماز وتر اور دو رکعت فجر کی جیسا کہ حاکم مستدرک مین لایا ہے اور احمد طبرانی کی حدیث مین بہی آیا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا تین چیزین مجہپر فرض ہین اور تمہارے اوپر تطوع کرنا وتر کا اور دو رکعت فجر کی اور دو رکعت ضحی کی اور قول وتر کے اختصاص پانے پر شافعی کا قول صحیح

اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک سب پر واجب ہے اور جسطرح نماز تہجد اوپر اوس جناب کے فرض تھی اور بعضون نے کہا ہے کہ امت پر بھی فرض تھی پس اوٹھائی گئی انسے اور بعضے علماء شافعیہ نے کہا ہے کہ حضرت رسول سے بھی اوٹھائی گئے وہ نماز اور جیساکہ مسواک اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت مامور تھے اوپر وضو کے ہر نماز کے قریب اور جب شاق ہوا امر کیا گیا وہ سرور اوپر مسواک کرنے کے واسطے ہر نماز کے اور دوسری حدیثین بھی مسواک کی شانمین آئی ہین ایسی حدیثین کہ دلالت اونکی وجوب قطعی پر نہین ہے قسم ثانی خصائص کے اوس جناب کے بیان حرمت کے یعنے وہ احکام جو اوس جناب پر حرام ہین نہ یہ کہ اوسکے غیر پر جسطرح تحریم زکوۃ اوپر اوس سرور کے اسیطرح تحریم صدقہ قول صحیح ہے ایساکہ مشہور منصوص ہے اوس جناب کے قول سے کہ انا لا ناکل الصدقۃ یعنے ہم نہین کہاتا صدقہ کو روا ہ مسلم اور ظاہر وہ ہے کہ امتناع لینے قبول منع کرنا کہانے سے حرمت کی جہت ہو یعنے اس جہت سے کہ صدقہ اور زکوۃ حرام ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ امتناع اکل سے تحریم لازم نہین آتی پس ہوسکتا ہے کہ امتناع اکل تنزہ کی جہت سے ہو نہ یہ کہ حرمت کی جہت سے بہرحال امتناع صدقے کے کہانے سے خصائص سے ہے تحریم کے واسطے ہو یا تنزیہ کے تنزیہ کے معنی پاکیزگی اور جیساکہ تحریم زکوۃ ہے اوس جناب کی آل اور موالیون پر جیساکہ فقہ مین مقرر ہوا ہے اور امام ابو حنیفہ رہ سے جہت اوسکی مروی ہے اوسکے زمان مین یعنے مباح ہے زکوۃ اور جیساکہ کہانا اوس چیز کا جو باس کریہ رکہتی ہی لہسن اور پیاز کے مانند جیساکہ حدیثون مین آیا ہے اور جسطرح تحریم کتابت اور شعر یعنے لکہنا اور شعر کہنا اور قول تحریم کرنے اوس تقدیر پر ہے کہ وہ سرور جانتا کتابت اور شعر کہنا تحقیق وہ ہے کہ دو چیزین اوس جنابکو نہین آتی تہین بحکم طبع اور جبلت اور تحقیق اسکی حدیبیہ کی صلح کے قصے مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور جیساکہ اوتارنا سلاح کا پہننے کے بعد قتال سے آگے اور جیساکہ تحریم کتابیہ سے نکاح کرنے یعنے وہ باندی جو کتابیہ ہو کیونکہ ازواج اوس جناب کی امہات مومنین ہین اور زوجات ہین اوس سرور کی بہشت مین اور وہ سرور اعز اور اشرف ہے اسبات سے کہ رکھے اپنے نطفۂ پاک کے تئین کافرہ کی رحم مین اور جیساکہ تحریم نکاح امۂ مسلمہ کا یعنے وہ باندی جو مسلمان ہو لیکن تسری امۂ سے جایز ہے باتفاق قسم ثالث جو کچھ مخصوص ہے

میرے عالم سی مباح تہا کیونکہ ٹوٹنا وضو کا لازم ہے اور بعضون نے کہا ہے یہ حکم عام ہے انسکا تئین اور
شاید کہ اختصاص نسبت کرنے امت کے مراد ہے اور جیسا کہ مباح ہونا نماز کا عصر کے بعد اور
جیسا کہ جایز ہونا صلوۃ وتر کا سواری پر باوجود اسکے کہ واجب ہے اور جیسا کہ پڑہنا حضرت
کی نماز کا غائب پر ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور شافعیؒ کے نزدیک عام ہے تمام امت کے تئین مترجم
کہتا ہے کہ جب حضرتؐ کو معلوم ہوا کہ نجاشی بادشاہ حبش کا گذر گیا فرمایا اصحاب کو کہ حاضر ہو
تم اپنے بہائی کے جنازے کی نماز کے واسطے چنانچہ نماز جنازہ ساتہ اصحاب کے اوس جناب نے
نجاشی پر کی حالانکہ وہ حبش مین تہا یہ ہے صلوۃ جنازہ غائب پر اور جیسا کہ صوم الوصال اور
تحقیق اسکی باب صیام مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور جیسا کہ مباح ہونا نظر کا اوپر اجنبی
عورتون کے اور جایز ہونا خلوت کا اجنبی عورت سے اور اس جگہہ ایک کلام ہے جو آویگا
اپنے محل مین اور جیسا کہ نکاح کرنا زیادہ چار عورتون سے اور اسیطرح دوسرے نبیون کے تئین
اور زیادہ کرنے مین نو بیبیون سے ہمارے پیغمبر کے تئین خلاف ہے اسمین اور جیسا کہ جایز
ہونا نکاح کا لفظ ہبہ سے عورت کی جانب سے کہ بخشے عورت اپنی ذاتکو اور طلب کرے
اپنے مہر کے تئین بدون ولی کے اور گواہون کے ولیکن پیغمبر کی جانب سے لابد ہے یعنی ضرور ہے
لفظ نکاح اور تزوج کرنا اور سرور عالمؐ کو جایز تہا کہ تزویج فرماوے کسی عورت کو کسی مرد سے
بدون اوسکے اذن کے اور اوسکے مالکون کے اذن کے بدون اور جیسا کہ نکاح بدون
رضامندی عورت کے اور اگر رغبت فرماتے حضرت سرور عالمؐ کسی عورت کے نکاح کرنے
مین جو شوہر نہین رکہتی تہی لازم ہوتا تہا اوس عورت پر اجابت کرنا اوسکا اور حرام ہوتی تہی
دوسرون پر خواستگاری اوسکی اور اگر شوہر رکہتی تہی واجب تہا اوسکے شوہر پر طلاق
دینا اوسکا اور اس جگہہ امتحان تہا اوسکے ایمانکا قال رسول اللہؐ لا یومن احدکم حتی اکون
احب الیہ من نفسہ واہلہ وولدہ والناس اجمعین یعنے نہ ایمان لاتا کوئی ایک تم سے یہانتک
کہ ہون مین محبوب تر طرف اوسکے اوسکی ذات سے اور اوسکے اہل اور اولاد سے تمام آدمیون سے
اور اسیواسطے واجب تہا اوس مرد پر جو کہانا اور پانی رکہتا تہا اور اوسپر جو حاجت رکہتا تہا
یہ کہ صرف کرے اوسکے تئین اوس سرور پر اور فدا کرے اپنی جان کو اوس جناب پر

فلان النبی اولی بالمومنین من انفسہم پس تحقیق کہ پیغمبر محبوب تر ہی مومنونکو اونکی ذاتون سے اور بعد
اسی کلا ہے قصہ زید اور زینب کا اور حاصل اس قصے کا یہ ہے کہ حضرت حق نے تزویج فرمایا زینب
کے تئین اپنے نزدیک اوس سرور سے پس ڈالی کراہت زینب کی زید کے دلمین اور حضرت
اسبات کے اظہار سے خوف رکہتے تھے تاکہ وے لوگ جو ضعیف الایمان ہین ورطہ ہلاک مین پڑین
پس وحی ہوئی اوس جنابکو کہ تو خدا سے ڈر اور خلاف امر الٰہی مت کر لوگون سے کیا خوف کرتا ہے
پس تزوج فرمایا سرور عالم نے زینب کے تئین اور لائے اوسے گہر مین اور بعضے مفسرین کے تئین اور
اہل سیر کو اس مقام مین ایک کلام ہے کہ لایق نہین منصب نبوت کے اور اہل تحقیق نے اوسکو مفتریان
کی بلات سے شمار کیا ہے مترجم تہوڑا سا اوس سے بیان کرتا ہے زید بن حارثہ جو مشہور صحابی ہے
اور حضرت اوسے بہت چاہتے تہے اور اسی سبب سے اوسکو فرزند لطفی اوس جناب کا بولتے
تہے حضرت نے اوس سے زینب بنت جحش رضہ کو منسوب فرمایا اگرچہ وے اور اونکا بہائی اسبات سے
مستکرہ تہے غرض یہ کہ خواہش الٰہی یون تہی کہ ام المومنین زینب حضرت کی ازواج طاہرات
مین انتظام پاوے زید کے اور اونکے درمیان ایک رنجش پیدا ہوئی اور چند سے اسکا استمرار رہا دو تین
بار زید نے اونکی شکایت کی حضرت کی خدمت مین آخر ایک روز مجلس عام مین آکر زید نے برملا کہا
یا رسول اللہ مین نے اوسے طلاق دی اور ایام عدت کے بعد خود زید حضرت کیطرف اونکی خواستگاری
پر مامور ہوا اور بخوشی یہ پیغام زینب رضہ کے پاس لیگیا الخ اور اسیطرح یوسف کے قصے مین
عزیز مصر کی اہلیہ سے جو زلیخا تہی اور داؤد کے قصے مین اوریا کی عورت سے اور مقام انبیاء
کا بلے سے اوسبات سے اور گردنہا عتق کی تئین یعنے آزادی کو مہر کی جگہہ یعنے گرو انا آزادی کو
بدلا مہر کا جیسا کہ صفیہ کے تئین کیا مترجم اسکا ایک تہوڑا احوال عرض کرتا ہے کہ ایام مراجعت
ناظرون پر ام المومنین صفیہ رضہ خیبر کی جنگ کے بعد اسیرون مین تہین ایکروز حضرت
اور صدیقہ سراپردہ مین بیٹہے ہوئے تہے کہ سامنے سے صفیہ ظاہر ہوئی اور صفیہ نہایت
صاحب جمال تہی ام المومنین نے دلمین کہا کہ یہ عورت ادہر ہی کو آتی ہے کہین ایسا نہو
کہ حضرت کی نظر اسپر پڑے اور اسے سلک ازدواج مین منسلک فرماوین غرض یہ کہ اونکے دلمین
جو گذرا تہا سو ہی ہوا اور اونکو حضرت اپنے حبالہ نکاح مین لائے اونکی عتق کے تئین اونکا

مختصر گردانا اور نفقہ واجب ہونے مین سرور عالم پر زوجات کا اسمین اختلاف ہے نووی نے کہا کہ صحیح وجہ
ہے یعنے نفقہ واجب تہا اور واجب نتہا اوس جناب پر رعایت کرنا قسم کا درمیان زوجات کے
اکثر کے نزدیک یعنے یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہر روز ایک زوجہ کے گھر تشریف رکہتے تھے
بلا مضائقہ اسکی رعایت اور اکثر علما حنفیہ بہی اسی بات پر ہین اور جو کچہ رعایت فرماتے تہے سو
بطریق تفضیل نہ بطریق وجوب یعنے یہ واجب نتہا اوس جناب پر لیکن ازروے عدالت وہ سرور
یہ مسئلہ کی مرعی رکہتا تہا اور حل جمع کے درمیان عورت اور پہپہی اور خالہ کی دو وجہ ہین نہ یہ کہ بہن
اور ماں اور بیٹی کے درمیان اور کہا گیا ہے کہ مرجع ان خصائص کا تمام اوپر اوس بات کی ہے
کہ نکاح اوس جناب کی حق مین حکم تسری کا رکہتا تہا اور مرد اور عورتین تمام اوسکے غلام اور باندی
کے حکم مین تہے یعنے مثل داد اور غلام تہے اور مباح تہا اوس جناب کو کہ لیوے وہ سرور غنیمت
کے مال کو حصے سے زیادہ جو کچہ چاہے باندی اور تلوار وغیرہ سے اور مباح ہوا قتال اوس سرور
کو مکے کے درمیان اور داخل ہونا مکے مین بدون احرام باندہنے کے اور تحقیق اور تفصیل اوسکی
مکے کی فتح کے باب مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور اوس جناب کی خصائص سے تہی یہ بات
کہ وہ سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم کرے اپنے علم و دانش سے اور حکم کرے اپنی راے سے
اور گواہی دیوے واسطے اپنی ذات کے اور اپنے ولد کے واسطے اور نہی گالی اور لعن اوس
جناب کی قربت اور رحمت اور مباح تہا اوس جناب کو کہ قسمت فرماوے اراضی کے تئین
پیش از فتح کیونکہ مالک گردانا تہا اوس سرور کو مالک الملک نے تمامی اراضی اور ممالک کا
کہا غزالی رح نے کہ سرور قسمت کرتے ہین جنت کی ارض کے تئین اور دنیا کی ارض کے تئین
بطریق اولی صلوات خدا کی اور سلام نازل ہوجیو اوسپر و صل اور لیکن خصائص
سرور عالم جو قبیل احکام سے نہین ہین بلکہ احوال اور صفات کی قبیل سے ہین کہ لا تعد ولا تحصی ہین
خصوصًا صفات اور احوال باطن کی کیسی کہ علم و دانش کسیکی اونکی کُنہ کو نہ پونہچ سکے اور مذکور ہین
سے بعض صفات ظاہر ہین کہ عالمون نے اونکا عدد اور احصا کرکے ذکر کیا ہے اور معجزات تمام
اسی قبیل سے ہین کہ ویسے معجزے کہ انبیاؤن سے کسی ایک سے ظاہر نہین ہوے لیکن علما نے اونکا
ایک باب جدا وضع کیا اونکی عظمت اور کثرت کی جہت سے اور سرور عالم کی قسمت اعلا

اور اکمل سے وہ ہے کہ پروردگار تعالی نے اوس جناب کی روح کو تمام خلایق کی روحون سے
پہلے پیدا کیا اور تمام مکونات کی ارواح کو اوس جناب کی روح سے منشعب گردانا ہے یعنے فرع اوسکو
اوس سرور صلعم کے نور سے پیدا کیا اور وہ سرور صلعم نبی تہا اور آدم ع ہنوز درمیان روح اور جسد کے
کما رواہ الترمذی عن ابی ہریرہ اور عالم ارواح مین بہی فیض انبیا کی روحون کو اوس سرور صلعم کی روح
سے پہونچتا تہا وکل ای اتی الرسل الکرام بہا فانما اتصلت من نورہ بہم فانہ شمس فضلہم کواکبہا
یظہرن انوارہا للناس فی الظلم + ترجمہ ان بیتون کا ساتہ نظم اور شرح کے اوپر گذرا ہے اس جگہ
مکرر لانا احتیاج نہین اور جب تک کہ آفتاب روح اوس آفتاب دین پرور کا پردہ غیب
مین تہا کواکب ثواقب حضرات انبیا کے جو مستور اوس سرور صلعم کے نور سے تہی اونہون نے
ظہور کیا اور جب آفتاب نبوت اوس جناب کا ظاہر ہوا تمام محو اور مختفی ہوئے بعینہ مانند ظہور
کواکب کے کہ چمکنا اونکا شب تاریک مین اور مختفی ہونا اونکا آفتاب کے طلوع کے وقت
جسطرح ابو ہریرہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ مین اول انبیا ہون خلق مین
اور آخر انبیا ہون بعث کے درمیان اور اوس جناب کی فضایل عظیمہ سے یہ ہے کہ دیا گیا اون جناب
کو جوامع الکلم کہ مراد اوس سے وہی کلمات ہین جو مختصر ہین ایسے جو شامل ہین معانی کثیرہ کو اور
خواص کلام سے اوس سرور صلعم کے جیسا کہ حلیہ شریف کے باب مین اشارت ایکطرف اوسکی گذری
از انجملہ وہ ہے یعنے اونہین فضایل سے اوس جناب کے یہ کہ اول وہ شخص ہے جس سے
لیا گیا میثاق روز الست مین اور اول اون اشخاص کا جس نے کہا بلے اوس عہد کما جاء فی الحدیث
یعنے روز الست مین جب تمام ارواح انبیا کی اور اصفیا کی وغیرہم حضرت حق نے جمع فرمائین اور
اونسے سوال کیا الست بربکم یعنے آیا نہین مین پروردگار تمہارا کہا بلی یعنے ہان تو ہمارا خالق ہے اور
از انجملہ وہ ہے کہ آدم ع اور عالم تمام اوس جناب کے واسطے پیدا کیے گئے ہین اور مقصود
اصلی جہان کے موجود کرنے سے وجود اوس سرور صلعم کا ہے اور لکہا گیا اسم شریف اوس سرور
کا عرش پر اور جنت کے دروازون پر احمد محمد درمیان جنت کے سب اوسپر اور از انجملہ
وہ ہے کہ حق تعالی نے عہد لیا پیغمبرون سے کہ جب وہ مبعوث ہوا ایمان لاوین اوس
سے اور نصرت دیوین اوسکے تئین و ذلک قولہ تعالی واذ اخذ اللہ میثاق النبیین

جیسا کہ سابق مین بیان اسکا گذرا اور ازانجملہ وہ ہے کہ واقع ہوئے ہین اخبار اور تبشیر یعنی بشارت
دینا اوس جناب کی پیدائش پر سلف کی کتابون مین جیسا کہ گذرا اور ازانجملہ وہ ہے کہ واقع
نہین ہوا اوس جناب کے نسب مین آدم ؑ سے عبداللہ تک سفاح یعنے زنا اور ازانجملہ وہ ہے کہ
اوٹہایا گیا وہ سرورؐ بہترین قرون بنی آدم سے قرناً فقرناً قرون جمع قرن ہے اور باہر لایا
اللہ تعالی اوس سرورؐ کو بہترین بہتران قبائل سے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ برگزیدہ فرمایا
اللہ تعالی نے کنانہ کے تئین اسمٰعیل ؑ کی اولاد سے یعنے پسند فرمایا اوسے اور انتخاب فرمایا اور برگزیدہ
فرمایا قریش سے بنی ہاشم کے تئین اور برگزیدہ فرمایا مجکو بنی ہاشم سے پس وہ سرورؐ برگزیدہ ترین
برگزیدگان ہے اور بہترین بہتران اور مہترین مہتران اور اوس سرورؐ کی ولادت شریف
کے وقت تمام بت سرنگون پڑے اور جنون نے شعر پڑہے اور پیدا ہوا وہ سرورؐ آمنہ
کے شکم سے ختنہ کیا ہوا اور پاک بدون آلودگی کے اور ناف کٹا ہوا اور ولادت کے وقت سجدہ
کرنے والا اور اوٹہانے والا نظر طرف آسمان کے رکہا ہوا اور انگشت شہادت اوٹہایا ہوا
دیکہا اوس جناب ؐ کی ماں نے کہ ایک نور اوس سے پیدا ہوا ایسا نور کہ روشن ہوئی اوس سے
کوٹہی اور قصر شام کی اور ہلتا تہا پنگورا اوس نور الٰہی کا ملایک کے ہلانے سے اور تکلم کیا
اوس سرورؐ نے درمیان پنگوڑے کے اور لکہا ہے عالمون نے اوس جناب کی باتون کو جو
کرتا تہا اوس سرورؐ سے ماہتاب مہد مین اور میل کرتا تہا جس طرف اشارت فرماتا اور
ازانجملہ سایہ کرنا ابر کا ہے اوس جناب ؐ کے تئین آفتاب کی گرمی مین اور یہ حالت ہمیشہ
نتہی بلکہ یہ متعدد وقتون مین واقع ہوا ہے پہلے بچپن مین جس وقت اپنے چچا ابوطالب
کے ہمراہ سفر مین نکلے تہے اور بحیرا راہب نے اوس جناب کو پہچانا اور اسیواسطے سایہ
ہونے کے تئین خصایص کے درمیان عالمون نے جدا ذکر کیا ہے اور ازانجملہ شق ہونا
اوس جناب ؐ کے سینۂ مبارک کا ہے جیسا کہ صحاح مین آیا ہے اور واقع ہونا اوسکا
یعنے شق صدر چار بار ہے اول اوسوقت جب حضرت ؐ صغیر تہے بنی سعد کے درمیان
دوسرا دس برس کے سن مین تیسیر العشرت کے نزدیک چوتہا شب معراج مین اور ازانجملہ
پہنچنا جبرئیل ؑ کا اوس جناب کے تئین ابتداے وحی مین اور تصرف کرنا اوس جناب ؐ کے وجود

شریف مین اور اوسکو بہی خصائص سے شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ کسی نبی کو نہتہا اور تفصیلین ان سخنان
کی اپنے مخلصین آوختگی اور از انجملہ وہ ہے کہ اللہ تعالی نے ذکر کیا ہے اوس جناب ص کے عضو کے تئین
قرآن مین اپنے قول کے درمیان نزل بہ الروح الامین علی قلبک اور اوس جناب کی لسان کو اپنے
قول مین فانما یسرناہ بلسانک اور ما ینطق عن الہوی کے درمیان اور اوس جناب کی بصر کے
تئین مازاغ البصر وما طغی کے درمیان اور اوس سرور کے وجہ مبارک کے تئین قد نری تقلب
وجہک فی السماء کے درمیان اور اوس جناب کے گردن کے تئین ولا تجعل یدک مغلولۃ کے
درمیان الی عنقک اور سینہ اور پشت مبارک کے تئین اوس جناب کے الم نشرح لک صدرک
ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک کے درمیان اور یہ دلالت رکہتا ہے کمال محبت
اور عنایت پر حضرت حق جل وعلا کی اور یہ مسکین کبہی یہ پڑہنے کے وقت کہ اللہم صلی علی
روح محمد فی الارواح وعلی جسد محمد فی الاجساد ہر ایک عضو شریف کے تئین جدا جدا
ذکر کرتا ہے اور درود بہیجتا ہے شکر خدا کا کہ یہ عمل موافق آیات قرآنی کے ہوا اور از انجملہ
وہ ہے کہ اللہ تعالی نے مشتق فرمایا اپنی اسم سے جو محمود ہے احمد اور محمد کے تئین اور تسمیہ
نہین کیا گیا اس سرور سے آگے اس اسم سے کوئی شخص اور حسان بن ثابت نے اوس سرور کی مدح
مین کہا ہے شعر اشتق لہ من اسمہ لیجلہ فذو العرش محمود وہذا محمد معنی اسکے ماقبل مذکور ہوئے
اور یہ جلد ثانی مین بہی ہے وہان شاید دو بیتین ہین وہان بہی ترجمہ منظوم ہوا ہے اور بعضون
نے کہا ہے کہ یہ شعر ابو طالب کا ہے کذا ذکر البخاری فی تاریخہ الصغیر اور از انجملہ وہ ہے
کہ پروردگار تعالی کہلاتا تہا اور پلاتا تہا اوس سرور کو طعام اور شراب بہشت کا جیسا کہ
صوم الوصال کے ذکر مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور دیکہتے تہے حضرت ص پیچہے سے جیسا کہ
دیکہتے تہے آگے سے یعنے پیچہے سے جب تک کوئی اپنا منہ پہیر کر موڑ کر نہ دیکہے کچہ نظر نہیں آتا
اور اوس نور الٰہی کو ایسا منکشف اور مشہود ہوتا تہا جس طرح نظر مبارک کے سامنے سے
نظر آتا تہا اور دیکہتے تہے تنگی تاریکی مین جس طرح دیکہتے تہے دن کو اور دن کی روشنائی
مین جیسا کہ حلیہ شریف مین گذرا اور از انجملہ وہ ہے کہ جب سرور عالم ص تہر پر چلتے تہے
دہنس جاتے تہے پاؤن اوس جناب کے اوسمین جیسا کہ مقام ابراہیم ع کے درمیان ...

اور نشان اوس جناب کے مرفقین کا یعنے کہنیون کا سکے کے پتھر مین مشہور ہے اور نشان اوس جناب کے بغل شریف کے سم کا بیچ معاویہ کی مسجد مین مدینے کے درمیان واقع ہے اور تہا آب دہن مبارک اوس سرور کا کہ شیرین کرتا تہا کہاری پانیکو تئین اور کفایت کرتا تہا دودہ کے نیچے کے تئین جسطرح حلیہ شریف کے باب مین گذرا اور بغلین اوس سرور کی سرخ و سپید نہین جنکے درمیان بال نتہے اور بدرنگ نتہین اور موادا جسطرح لوگون کی ہو تی ہین اور بعضون نے اسکے تئین خصایص سے شمار کیا ہے اور استسقا کی حدیث مین آیا ہے کہ اوٹہایا سرور عالم نے اپنے ہاتہ دعا کے واسطے یہانتک کہ دیکہی گئی بیاض ابطین کی یعنے بغلون کی سپیدی اور بعضون نے کہا ہے کہ بیاض ابطین سے لازم نہین آتا کہ بال نہون کیونکہ دستور ہے اوکہاڑ ڈالنے کے بعد سپید رہتی ہے اگرچہ بالون کے آثار باقی رہین اور تحقیق آیا ہے کہ حضرت صلعم نتف کرتے تہے شعر ابطین کے تئین نتف کے معنی اوکہاڑنا اور شعر بال اور بعضی حدیثون مین آیا ہے کہ عبداللہ بن اقوم خزاعی نے کہا کہ پڑہا مین نے نماز کے تئین ساتہ رسول خدا صلعم کے اور نظر کرتا تہا مین اوس جناب صلعم کے عفرہ ابطین کی طرف جسوقت سجدہ کرتے تہے اور کہتے ہین کہ عفرہ اوس بیاض کو کہتے ہین جو خالص نہو خاک کے رنگ کی طرح اور یہ دلالت رکہتا ہے اسبات پر کہ بالون کے آثار نے گرد رکہا تہا اپنے مکانون کے تئین عفرہ اور نہین تو اگر خالی رہتی بغل مطلق بالون کے آثار سے عفرہ نہ رہتی ایسا کچہ کہا ہے مواہب مین اور کہا ہے کہ ہان سچ ہے جو کچہ اعتقاد کیا چاہیے اوس جناب کے درمیان وہ ہے کہ نتہی اوس جناب کی سطح بغل مین بو بد بلکہ تہی لطیف خوشبو جیسا کہ ثابت ہوا ہے صحیح کے درمیان اور پہنچتی تہی آواز اوس جناب کی اوس جگہہ تک اور سمع اوس جناب کی جہان نہ پہنچ سکتی آواز کسیکی اور سوتین آنکہین اوس جناب کی اور خواب نہ کرتا دل اوس سرور کا روایۃ البخاری اور جو باتین اوس جناب کے پاس کرتے سب سنتا وہ سرور صلعم اور یہی ہے سبب عدم نقض وضو کا اوس سرور صلعم کے یعنے نہ ٹوٹنا وضو کا سونے مین اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ حکم یعنے عدم نقض وضو خواب سے شامل ہے تمام انبیا کے تئین اور سمجہہ

اشکال کرتے ہین کہ پس کسواسطے اوس جناب نے لیلۃ التعریس کے درمیان کیون نہ
پایا طلوع آفتاب کے تئین یہانتک کہ قضا ہوئی نماز اور جواب اوسکا یہ ہے کہ پانا طلوع اور غروب
کا آنکہ کا کام ہے اور جب آنکہین نیند مین تہین نپایا گیا طلوع آفتاب اور وحی نہوی حکمت
کی جہت سے قضا کی شرعیت مین یعنے یہ تا کہ ادا کرنا اوسکا امت پر شرعیت ہو یہ حکمت الٰہی
یا یہ کہ دوسری کسی جہت سی ہو کہ خدا دانا تر ہے اوسپر واللہ اعلم اور انگڑائی نہین لی اوس
جناب صلعم نے ہرگز روایت کیا اسکے تئین ابی ابن شیبہ نے اور بخاری سنے اپنی تاریخ
مین اور ایک روایت مین لایا ہے ما تثاوب نبی قط یعنے خمیازہ نہین کیا کسی پیغمبر نے
اس روایت سی یہ کہ یہ اوس جناب کے خصایص سی نہوا اور اسکی تائید کرتی ہے بخاری کی
روایت صحیح کے درمیان کہ تثاوب شیطان سے ہے اور مکہی بدن الرز پر کبہی نہین بیٹہتی تہی
اور جون اوس جناب کی پوشاک مین نہین پڑتی تہی اور احتلام نہین کیا اوس سرور صلعم نے
ہرگز اور اسیطرح اور انبیا روا ہ الطبرانی اور آیا ہے کہ وہ بہی شیطانی ہے یعنے احتلام
اور بعضے عالمون نے انزال کے تئین تجویز کیا ہے کہ شاید غلبہ مار کی جہت سی ہوتا ہو نہ یہ کہ
خواب شیطانی مار معنی پانی اور دوسرے موضعون مین اسبات کی تحقیق کی گئی ہے اور
تہا پسینا سرور عالم کا زیادہ خوشبو مشک سے اور حلیۂ شریف کے باب مین حدیثین اسباب
مین نقل کی گئی ہین اور نہین پڑتا تہا سایہ اوس نور الٰہی کا زمین کے اوپر کیونکہ زمین محل کثافت
اور جاے نجاست ہی اور دیکہا نہ گیا سایہ اوس جناب کا نہ دہوپ مین نہ چاندنی مین ایسی کچہ
ہے عبارت عالمون کی اور عجب ان عزیزون سی ہے کہ اونہون نے چراغ کا ذکر نہین کیا
ہے اور ایک حدیث طویل کے درمیان کہ پڑہنا اوسکا یعنے دعا کا نماز شب کے بعد آیا ہی
اور بعضے علما درمیان سنت اور صبح کے پڑہتے ہین جانا ہے اوس سرور صلعم نے اپنی پروردگار
سے کہ تمامی اعضا اور جہات مین اوس سرور صلعم کو نور بخشی اور آخر مین اوسکے کہا ہے اوس
جناب نے واجعلنی نورا یعنے اے پروردگار اور گردان مجھے تو نور اور جب وہ سرور صلعم
عین نور ہو تو نور کو سایہ نہین ہوتا اور جب مشی فرماتے حضرت صلعم یعنے رفتار جب لمبے قد والون
سے وہ سرور صلعم زیادہ دراز قد معلوم ہوتا تہا اوسلئے اور نہین بیٹہتی تہی مکہی اوس جناب کی

جامۂ مبارک پر ذکر کیا ہے اسکے تئین فخر رازی نے پس جب پوشاک نہ پہنتی ہو تو اندام مبارک پر بطریق اولی نہ بیٹھتی ہو گی اور نہین کاٹتی تہی اور نہین چوستی تہے خون اوس سرور کا مچہر اور ایذا نہین دیتی تہی اوس جناب کو جون ایسی کچہ سہے۔ عبارت قوم یعنے علما کی عبارت اور مراد اوس سی نہونا قمل کا ہے قمل کہتی ہین جون کو اور سچ ہے جون ہووے ہی گی نہین تو کاٹیگی کہان سی اور وہ جو بعضی احادیث مین واقع ہوا ہے کہ کان یفلی ثوبہ یفلی فلی سے آیا ہے معنی جون دیکہنا اور ثوب چادر ہے اور ہ کا مرجع مرجع عالم جو ہین اور مراد اوس سی حقیقت نہین ہے کذا قالوا اور از جملۂ خصایص اوس سرور کے یہ ہے کہ منقطع ہونا کاہنونکا بعثت کے نزدیک کاہن اوسکو کہتی ہین جو غیب کی خبر بولے اور حراست آسمان کی یعنے نگہبانی استراق سمع سی اور رمی شہب سی استراق سمع کی معنی چورا کر کان کہنا واسطے سننے کے اور رمی شہب کی معنی پہینکنا آگ کے شعلونکا یعنے شیاطین پر جو صعود کیا کرتے تہے آسمان پر کہا ابن عباس رض نے محجوب نہین کیے جاتے تہے یعنے محروم آسمان سی شیاطین اور جاسکتے تہے آسمانونمین اور لایا کرتے تہے خبر وہانکی اور القا کرتے تہے کاہنون پر اور کاہن جو ایک گروہ تہی جنکی روحون کو جنکی روحون سے ایک مناسبت اور ایک علاقہ تہا روحانی ہین اور وہ اس علاقے سی حاصل کرتے تہے اونسے علوم کے تئین اور افزایش کرتے تہے اوپر اوسکے یعنے جو کچہ اخبار وغیرہ جنیون سے پاتے تہے اوسپر افزایش کرتے تہے جہوٹ کو اپنے پاس سی جسطرح حضرات انبیا کا تئین ارواح سی ملائک کی علاقہ تہا اور اوس مناسبت سے مورد وحی اور مصدر اخبار صادقہ کے ہوتے تہے اور جب متولد ہوا سرور عالم صلعم تب ممنوع ہوئی وحی یعنے شیاطین اور باز رکہے گئے عروج اور اوج سی آسمانون کے اور کہتی ہین عیسی ع کے تولد سی ممنوع ہوئے آسمان سے اور ختم المرسلین صلعم کے تولد سے ممنوع ہوئے تمامی آسمانون سی اور جو کوئی اون سی ارادہ کرتا ہے کہ جاوے آسمان پر اور استراق سمع کرے رمی کیا جاتا ہے شہاب سی جو ایک شعلہ ہی نار کا اور ہرگز خطا نہین کرتا یعنے وہی شعلہ خالی نہین جاتا بعضے کو ہلاک کرتا ہے اور بعضے کا منہ جلا دیتا ہے اور بعضے کی عقل کو فاسد اور تباہ گردانتا ہے پس ہوتا ہے مدہوش

جو گمراہ کرتا ہے لوگون کے تئین بیابان مین یعنے راستہ بہولاتا ہے اور یہ ظاہر تہا حضرت صلعم کی
بعثت کے زمانے سے آگے اور ذکر نہین کیا ہے کسینے اوس جناب صلعم کے زمانے کے آگے اور ظاہر نہین
ہوا مگر ابتدا امر مین اوس جناب صلعم کے اور یہ اساس نبوت اور اوسکا بنیاد کار تہا معمر نے کہا
پوچہا مین نے زہری کے تئین آیا ڈالے جاتے تہے نجوم جمع نجم ہے بمعنی ستارہ جاہلیت
مین کہا ہان لیکن تغلیظ اور تشدید کی گئی اوسکے امر کی یعنے شہاب کے ڈالنے کے وقت
بعثت مین سرور عالم صلعم کی اور ابن قتیبہ نے کہا رجم تہا پیش از بعثت رجم کے معنی پتہر مارنا اور معنی
ہانکنا ولیکن سرور عالم صلعم کی بعثت کے بعد شدت کی گئی حراست مین یعنے نگہبانی مین اور بعضون
نے کہا ہے کہ ستارہ گرتا تھا اور رمی کیے جاتے تہے شیاطین لیکن پہر عود کیا جاتا تہا اپنی
جگہہ مین ذکر کیا اسکے تئین بغوی نے اور ازانجملہ وہ ہے کہ لایا گیا واسطے اوس جناب صلعم کے
براق شب اسرا مین ساتہ زین اور لگام کے اور کہا ہے کہ انبیا سوار ہوئے ہین اوسپر نگی پیٹہہ
اور اسجگہہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیا کے تئین بہی براق تہا اور روایتین بہی اوپر اسبات
کے ہین لیکن یہی براق تہا جو سرور انبیا کے نزدیک لائے یا ہر ایک کا ایک براق تہا اونکی
شان اور مرتبے کے اندازے پر اور قدر و مرتبے پر ظاہر حدیث جو معراج مین آیا ہے
کہ جب براق نے تندی کی اور سرکشی کہا جبریل نے اسی براق آہستگی کر کہ کوئی سوار نہین ہوا
تجہپر مانند محمد کے یہ ظاہر حدیث ناظر ہے قول اول کی درمیان یعنے یہ کہ وہی براق تہا جسپر
انبیا بہی سوار ہوئے تہے واللہ اعلم اور اوسی رات لیگیا رسول خدا صلعم کو مسجد حرام سے
مسجد اقصے کے تئین اور بلند کیا گیا اوپر محل اعلے کے اور دیکہا دی گئی اوس جناب کو تئین
آیات کبرے کبرے تانیث اکبر ہے اور آیات جمع آیہ بمعنی نشان اور باز رکہا گیا وہ سر در
دیکہنے سے ماسوی کیطرف یہانتک کہ ما زاغ البصر و ما طغی ہے یعنے رغبت کی بینائی نے اور حد سے
حد سے گذرا اور حاضر کرد انے گئے انبیا واسطے اوس سرور صلعم کے اور امامت کی حضرت صلعم نے
اونکی اور ملائک کی اور مطلع کردانا گیا اوس جناب صلعم کو اوپر بہشت اور دوزخ کے اور
اوپر اوسجگہہ کے کہ علم کسیکا وہانتک نہ پہونچ سکے اور دیکہا پروردگار تعالی کے تئین آنکہہ سے
جیساکہ معراج کے ذکر مین آویگا انشاءاللہ تعالی اور جمع فرمایا حضرت حق نے اپنے حبیب کو

درمیان کلام کے اور رویت کے اور شرف گردانا اوسکو اس عالم مین اپنی رویت جمال سے اور کسی
فرشتے کو اور نبی کو اور ولی کو یہ فضیلت میسر نہین ہوئی اور از انجملہ وہ ہے کہ ملایک رفتار کرتے
تھے ساتھ رسول خدا کے اوس جگہہ جہان سیر اور مشی کیا کرتے تھے پیچھے پیچھے سرور عالم کے
جیسا کہ وہ سرور اصحاب کو ارشاد کرتا کہ تم سب آگے آگے چلو اور میری پشت کو واسطے
ملایک کے چھوڑ دو اور قتال کیا ملایک نے ساتھ اوسکے سرور کے جیسا کہ غزوہ بدر اور غزوہ
حنین کے درمیان اور قرآن عظیم ناطق ہے اوپر اوس بات کے اور از انجملہ وہ ہے کہ دی گئی
واسطے اوسکے کتاب عزیز مراد قرآن مجید ہے اور حال وہ کہ وہ امی تھا کچھ نہین پڑھا تھا
اور نہین لکھا ہوا اور مشغول ہوا تھا پڑھنے لکھنے سے یعنے نہین سیکھا تھا اور نہین بیٹھا
مکتب مین اور اس جگہہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امی ہونا مخصوص ہے ذات شریف سے اوس روز
کی جو مظہر خاص ہے حضرت الوہیت کا اور طرف کسی سبب اور اوزار کی محتاج نہین اور از انجملہ
وہ ہے کہ نگاہ رکھی گئی کتاب اوسکی تبدیل اور تحریف سے تحریف کے معنی پھرانا کلام کا اوسکے
اور ہر چند بہت سعی کی اوسکی تبدیل اور تغیر کرنے مین ملحدون نے اور قرامطہ اور معطلہ نے
راہ نہ پائی اوپر اوسکے اور قادر نہو سکے اوسکے نور کے بجھانے مین اور ایک کلمے کے تغیر اوسکے
کلمات مین اور تشکیک ایک حرف کی اوسکے حروف سے نہ کر سکے ساتھ وفور خواہشون ملحدون
اور یہودون کے اور نصاری کے اوپر تبدیل کرنے اور باطل کرنے اور فاسد کرنے اوسکے یعنے
کلام اللہ کے قال اللہ تعالی لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید تشکیک
کے معنی شک مین ڈالنا یہ کتاب عزیز مشتمل ہے اوپر اون چیزون کے جسپر مشتمل ہین تمامی
کتابین ہمراہ اون کتابون سے جو انبیا کے واسطے نازل ہوئین اور جامع ہے سلف کے قرنون
کے اخبار کے اور ماضی کی امتون کے احوال کے اور شرایع اور احکام کے کیسی کتابین غیرہم
کہ نشان اونکا پیدا نہین ہے اور نہین ویسی کوئی مگر اکا دوکا احبار اہل کتاب سے جو قطع
کرے اپنی عمر کے تئین اوسکی تعلیم مین ساتھ اس ایجاز کے اور اختصار کے اور تمام کلام اس
کتاب عزیز کی صفات مین معجزات کے درمیان آویگا انشاء اللہ تعالی اور آسان کیا دانا
اللہ تعالی نے اوسکی حفظ کے تئین یعنے قرآن شریف کے جو کوئی چاہے اوسے حفظ کرے

اور سلف کی امتین یاد نہین رکہتا تہا کوئی ایک اونمین اپنی کتاب کے تئین چہ جای حجم کثیر یعنے
گروہ کثیر یعنے سلف کی امتون سے ایک کوئی حفظ نہین کرتا تہا اپنی کتاب کو اور ہماری کتاب
ہزارون حفظ کرتے ہین ساتہ اس بات کے گذرتے تہے اونپر قرون اور سنین گذرتے تہے قرون
جمع قرن ہے اور سنین جمع سن ہے بمعنی سال اور قرآن یسیر اور آسان ہے طفلون اور
لڑکون کے تئین تہوڑی سی مدت کے درمیان اور منزل گردانا گیا وہ سرورہ سبعۃ احرف یعنے
سات حرفون پر تسہیل اور تیسیر اور تشرف اور ترحم اور تفضل کی جہت سے اور تحقیق سبعۃ احرف
کی مشکاۃ کی شرح مین کی گئی ہے اور قرآن ایک معجزہ اور ایک آیت ہے ایسا کہ باقی رہیگی
والا کہ معدوم ہوگا روز قیامت تک بلکہ ابد تک اور اہل بہشت اوسے بہشت مین پڑہینگے
اور اوس سے ترقی اپنے درجات مین کرینگے جسطرح حدیث مین آیا ہے اقرأ و ارتق
یہ دونون صیغے امر کے ہین اراقہ اور ترتیل سے آئے ہین اور ایک آیت ہے اور معجزے
انبیا کے منقرض ہوگئے اور باقی نرہی اور نے سوا ختیکے اور پروردگار تعالی آپ متکفل
ہوا ہے اوسکے حفظ اور حراست کا یعنے قرآن کی اور یہی ہے سبب اوسکے سلامت رہنے
کا تحریف اور تبدیل پانے سے اور نقصان پانے سے جیسا کہ فرمایا انا نحن نزلنا الذکر
وانا لہ لحافظون یعنے تحقیق کہ ہمنے نازل کیا قرآن کے تئین اور ہمین اوسکے حافظ اور نگہبان
ہین اور توریت اور انجیل کی نگہبانی کو انبیا اور احبار پر چہوڑا الا جرم راہ پائی اوپر اوسکے
تحریف اور تبدیل نے اور توفیق دینا اصحاب کے تئین مصحف کے جمع کرنے مین اوسکے
اثبات سے تہا یعنے جب چاہا پروردگار نے کہ محفوظ رکہے بہیجا اصحاب کے تئین پس
کہا سخت ہے کہ جو خدا آپ حافظ تہا احتیاج اوسکے جمع کرنے مین صحائف کے درمیان
کیا تہی اور بعضے شافعیون نے کہا ہے کہ اس جگہہ دلیل قوی ہے اوپر ہونے بسم اللہ کو
جزو ہر سورت کا اوسکے اثبات کی جہت سے قرآن کے درمیان اور نہین تو لازم آوے
زیادت پس گمان نقصان کا بہی ہووے اور جواب اوسکا وہ ہے کہ لکہنا بسم اللہ کا
ہر سورت کے اوپر اجماع اصحاب سے ہے اور بسم اللہ نازل کی گئی ہے واسطے فصل کے
یعنے جدا کرنے کے واسطے درمیان دو سورون کے جسطرح بعضے متاخرین نے لکہنا نام

سورتونکا اور عدد آیتون کے بہی تجویز کیے اور یہ داخل تغیر نہین ہے جو موجب شبہہ ہوا اور
گردانا قران کا معجز سبا ین کلام ناس کا بہی واسطے اوسکی حفظ کے ہے تا کہ اگر کچہ زیادہ اور
نقصان کرین متغیر ہو نظم اوسکا اور سب جانین کہ یہ کلام اور یہ کلمہ قران سی نہین ہے اور بہجوانا
آدمیونکا اوسکے یاد کرنے پر اور مداومت اوپر اوسکے تاکہ ہمیشہ جس جماعت کو کہ اوسکے واسطے
مقرر رکہا کہ یاد کرتے ہین اور پڑہتے ہین بہی اسباب حفظ سے ہے تاکہ اگر کوئی شیخ مہیب
عظیم ایک حرف یا ایک نقطہ تغیر دیوے اطفال اور صبیان تمام اوسکی خطا پکڑین اور
اوسے بدکہین یہ تمام اسباب حفظ الٰہی سی ہے واسطے قرآن کے اور حق تعالیٰ نے مخصوص
گردانا حضرت صلعم کو سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور امن الرسول سی اون گنجون سی جو تحت عرش
ہین نہین عطا فرمایا پیغمبرون سے کسیکو مانند اوسکے اور ازانجملہ یہ ہے کہ دی گئین
حضرت صلعم کو کنجیان خزانون کی اور سونپی گئین اوس سرور کو اور ظاہر اوسکا وہ ہے
کہ خزانے فارس کے بادشاہون کے اور روم کے تمام صحاب کے ہاتہ لگے اور باطن
اوسکا یہ کہ مراد خزانے اجناس عالم ہین کہ رزق سب کا اللہ تعالیٰ نے کف اقتدار مین
اوس جناب صلعم کے سونپا اور قوت ظاہر اور باطن کی پرورش کی اوسی سرور کو دی
جسطرح غیب کی کنجیان دست علم الٰہی مین ہین اور کوئی نہین جانتا اوسی مگر آپ ہی
کنجیان رزق کے خزانون کی اور تقسیم کرنا اوسکا اس سید کریم کے ہاتہ مین رکہا فرمانا اون
سرور صلعم کا انما انا قاسم والمعطی ہو اللہ یعنے مین روزی بانٹنے والا ہون اور عطا کرنے
والا روزیکا خدا ہے اور ازانجملہ یہ ہے کہ وہ جناب صلعم مبعوث یعنے برانگیختہ ہے اور
بہجوایا ہوا طرف تمام آدمی زادون کے اور وہ سرور رسول ثقلین ہے یعنے جن اور
انس کا اور مبعوث ہے طرف جن اور انسان کے اور اس جگہہ یعنے اثبات مین کچہ
اختلاف نہین اور بعضون نے طرف ملایک کے بہی کہا ہے یعنے یہ کہ حضرت صلعم طرف
ملایک کے مبعوث ہین اور بعضون نے طرف تمام اجزاے عالم کے کہا ہے یعنے
یعنے جو کچہ جہان مین موجود ہے نباتات جمادات وغیرہ ان سبکی طرف وہ جناب مبعوث ہے
اور اسیواسطے شہادت دیتے تہے اشجار اور احجار اوس سرور صلعم کی رسالت پر اور سلام

اور سلام کرتے تھے اوس سرورم کو اور شاید کہ مراد اس جگہہ پہونچانا اوس جناب م کی وجود باجود کا اور فیض اللہ کامل کرنا اونکا ہوگی و قد مر الکلام فیہ سابقا یعنے اور تحقیق گذرا کلام درمیان اوسکے اول یعنے اسبات مین جو اوپر گذرا کہ حضرت م مبعوث ہین طرف تمام جن اور انس اور ملایک کے بہی اور اسبات مین کہ خاص ہے بعثت ہمارے پیغمبر م کیطرف تمام انسانون کی اشکال لائے ہین نوح م کر کے یعنے یہ کہ نوح م پیغمبر کی بعثت محقق تہی طرف کافۃ ناس کے کیونکہ طوفان کے بعد باقی نرہی مگر وہ جماعت جو ایمان لائی تہی نوح م سے پس کافہ خلق وہی ہونگی جواب کہا ہے شیخ ابن حجر نے اس اشکال کا کہ یہ عموم رسالت نوح م کا بعثت مین نتہا بلکہ اتفاق پڑا اوس حادثے کا جو واقع ہوا جسمین منحصر ہوئی خلق اس جماعت مین یعنے وہی جماعت جو کشتی پر نوح م کے ساتہ سوار تہی لیکن عموم رسالت ہمارے پیغمبر م کا اصل بعثت مین اور اوسکی ابتدا مین تہا کہا مؤلف نے کہ مقصود اس سے کہ عموم بعثت حضرت رسول م کا طرف کافہ خلایق کے ہے شامل ہونا اوس جناب کا ہے اہل عالم کے تئین شرق سے غرب اور عرب و عجم جیسا کہ جابر کی حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت م نے کہ ہر پیغمبر مبعوث ہوتا تہا طرف اپنی خاص قوم کے اور مین مبعوث ہوا ہون طرف ہر اسود کے اور ہر احمر کے مراد احمر سے اہل عجم ہین اور ہر اسود عرب کیونکہ اکثر اونکے رنگون پر سیاہی اور سبزی ہے قرآن مجید مین سب جگہہ ارسلنا نوحا الی قومہ واقع ہوا ہے یعنے حضرت حق فرماتا ہے بہیجا ہمنے نوح م کو اوسکی قوم کیطرف یہ نہین کہ سب قومون کیطرف انسان کی اور ہمارے پیغمبر کی شان مین کافۃ للناس آیا ہے ولیکن جماعت قلیل کو کافۃ ناس کہہ سکیں اگرچہ ایک حادثے کے پڑنے سے سوا اون کے کوئی باقی نرہا ہو گویا مرجع اور مآل شیخ کے کلام کا یہی ہے اور اگر کہا جاوے یعنے جواب دیا جاوے کہ نوح م نے دعا کی تمام اہل زمین یعنے جہانمین جتنے لوگ ہین سب پر اور ہلاک ہوئی تمام اونکے کو سیحی سوا اہل کشتی کے اگر نوح م تمام لوگون کیطرف مبعوث نہوتے تو کسطرح ہلاک کیے گئے قال اللہ تعالی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا اور تحقیق آیا ہے حدیث متفق علیہ مین کہ حضرت رسول م اول رسل ہین رسل جمع رسول ہے جواب کہا اس اشکال کا

بعضون نے یعنے نوح ؑ مبعوث تھے تمام خلایق کیطرف اگر نہوتے تو اونکی دعا سب کیطرح
درست تھی اسکا جواب یہ کہ ہوسکتا ہے کہ دعوت نوح ؑ کی توحید کر کے پونہچی ہو تمام لوگون کے تئین
اونکی مدت بقا کی طول کی جہت سے عالم مین اور تمادی کی اونہون نے یعنے ملتجی ہوئے اوپر
شرک کے اور مستحق عذاب ہوئے شیخ ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ جایز ہے کہ توحید عام ہو بعضے
انبیا کے درمیان اور لازم کرنا شریعت کی فرعونکا عام نہو کیونکہ بعضون نے قتال کیا غیر قوم
کے تئین اوپر شرک کے جیسا کہ سلیمان ؑ نے اور بعضون نے کہا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اثناے
مدت نوح ؑ کے درمیان سوا نوح ؑ کے بہی کوئی اور پیغمبر مبعوث ہوا ہو اور نوح ؑ نے
جانا کہ وہ ہی ایمان نہ لاے طرف اپنے پس دعا کی اوپر ہر ایک اونکے جو ایمان نہ لاے کیا قوم
اپنی کے کیا غیر قوم کے اور یہ جواب حسن ہے اگر ثابت ہوا ہو سال پایا دوسرے پیغمبر کا نوح ؑ
کے زمانے مین اور منقول نہین ہوا اور صرف گمان کرنا کافی نہین ہے اور بعضون نے کہا ہے
کہ معنی ہمارے حضرت ؐ کی خصوصیت کہ باقی رہنا اوس جناب کی شریعت کا ہے قیامت تک
یعنے مبعوث ہے وہ سرور ؐ کافۂ ناس کیطرف اور قیامت تک یون ہی رہیگا اور نوح ؑ
اور غیر اونکے اسبات کی مقام مین ہین کہ مبعوث ہو دوسرا پیغمبر اون کے زمانے مین اور بعد
اونکے اور منسوخ ہو بعض شریعت اونکی کذا قیل یعنے جسطرح کہا گیا انتہی جیسا کہ عالمون
نے کہا ہے لیکن پوشیدہ نرہے کہ یہ بات راجح ہے طرف نہ منسوخ ہونے شریعت غرا
اوس جناب ؐ کی اور یہ دوسرا خصیصہ ہے کہ وہ سرور ؐ خاتم انبیا ہے اور مقصود اس جگہہ
عام ہونا اوس جناب کی رسالت کا اور شمول اوسکا کافۂ ناس کی تقدیر یعنے پس اندیشہ کر
معنی سوچ کر کے بوجہ اور یہ اہل علم و فضل کا قاعدہ ہے کہ جہان کہین دقیق مطلب لاتے
ہین وہان تدبر اور تامل وغیرہ کر کے جتا دیتے ہین اور کہنا بعض یہود کا کہ محمد ؐ مبعوث
ہے خاص طرف عرب کی بہہ فاسد ہی اور متناقض ہے کیونکہ جس وقت اونہون نے قبول کیا
اوسکی رسالت کو تو صادق رکہا اوسکو کیونکہ رسول کاذب ہرگز نہین ہوتا اور اوسنے جو دعوے
کیا کہ مین مبعوث ہون کافۂ ناس کیطرف پس چاہیے کہ صادق ہی ہو مرجع اس کلام کا
اوپر اس بات کے ہے کہ خبر واحد مقابل مین نص کے مقبول نہین ہے فافہم

اور مؤلف مخدومی پناہ سنے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ مرجع اسکا یعنے اسبات کا کہ جسوقت یہود نے قبول کیا اوس جناب کی رسالت کو صادق رکھا اوسکو کیونکہ رسول کاذب نہیں ہوتا اسبات کا جا ہی رجوع اوپر اسبات سکے ہے کہ یہود کا یہ صرف ایک خبر دینا نص کے مقابل جو آیات بینات ہین اور معجزات رسول ہو کے قبول نہین کیا جاتا اور نامنظور ہے فافہم سی اشارہ بہی طرف اسی بات سکے ہے اور از انجملہ یہ ہے کہ نصرت دیگئی حضرت رسول کو رعب اور ڈرکے مسافت مین ایک مہینے کی یعنے ایک مہینے کی راہ تک اوس جناب کا رعب اور ہیبت اعدای دین پر غالب تہی اور وجہ تخصیص یہ ہے کہ اوس جناب کے شہرین اور اعدا کے شہرون سکے درمیان مسافت ایک مہینے سی زیادہ نتہی اور یہ خصوصیت حاصل ہے حضرت کو علی الاطلاق یہان تک کہ اگر وہ سرور اکیلا ہو بدون لشکر کے بہی یہ رعب حاصل ہے اور شاید کہ خصوصیت منسوب ہی تمام پیغمبرون سی اور اگر بعضے ملوک اور سلاطین کو ہو وہ اور ہے اور حقیقت معنی یہ ہے کہ فتح اور نصرت بالفعل اوس جنابکو رعب سی حاصل ہوتی تہی جیسا کہ جنگ اور قتال سکے بعد حاصل ہوتی ہے ولیکن وہ جو دلون مین لوگون کے رعب اور ترس اور ملاحظہ اور اندیشہ ہو عام سی انبیاء درمیان اور ملوک و سلاطین سکے درمیان نہی شاید ہو فافہم وباللہ التوفیق اور از انجملہ یہ ہے کہ اوس جناب کی تائید اور تقویت کی لڑائیون کی درمیان ملایک کی فوجون سی اور یہ مرتبہ پیغمبرون سے کسی پیغمبر کو نتہا یہ کیفیت غزوون سکے بیان مین خصوصا بدر کے غزوی مین معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالی اور از انجملہ یہ ہے کہ حلال گردانی گئین غنیمتین واسطے اوس سرور کے اور اوسکی امت کے لیے اور حلال گردانے نہین گئی غنیمت واسطے کسیکے آگے اوس سرور کے بعضونکو آپؐ اذن نتہا تاکہ مغانم ہون یعنی غنیمت کرنے والے اور بعضون کو جو اذن جہاد مین تہا کہانا اوسکا حلال نتہا یعنے غنیمت کا مال جمع کرتے تہے ایک جگہہ اوسی اور ایک آگ آسمان سی پیدا ہوتی تہی اور جلا کر بہسم کرتی تہی اوسی اور یہ علامت قبولیت کی تہی درمیان اون سکے اور حلال گردانی گئی واسطے اس امت سکے جو مرحومہ ہی یعنی بخشی گئی اور یہ فضل اور کشایش اور برکت سی اور آسانی واسطے اس امت سکے اور از انجملہ یہ ہے گردانی گئی واسطے اوس سرور سکے اور اوسکی امت سکے واسطے

تمام روے زمین جگہہ سجدہ کی کہ جایز ہے نماز درمیان اوسکے جہان چاہے وہان پڑہے اور مخصوص
نہین سجدہ کرنا کسی ایکہی موضع مین اور سکے اور از انجملہ یہ ہے کہ گردانی گئی زمین طہور کہ مراد اوس
سے تیمم ہے اور دوسری شریعتون مین طہارت کرنا سوا پانی کے درست نتہا اور اسیطرح جایز
نتہا دوسری امتون کو نماز کرنا سواے مکانون کے جو مخصوص تہے جو کنشت اور کلیسا اونکا تہا اور
جگہہ سوال کی جگہہ ہجاتی ہے کہ اگر اونکو سواے اپنے کنشت کے دوسری کسی جگہہ نماز کرنا درست
نتہا اور سفرون مین جو وے صحرا اور بیابانون مین ہیپرتے تہے اور اپنے کلیسا سی دور پڑتے تہی
تو پہر وے کیا کام کرتے تہے نماز نہ پڑہتے تہے یا کچہہ دوسری چیز بنا لیتے تہے کپڑے کے مانند یا
کلیسا وغیرہ کے مثلا کوئی نص اسباب مین عالمون سے مین نہین پاتا سوا اسبات کے کہ مواہب
لدنیہ مین لکہا ہے کہ عیسیٰ ع ہمیشہ سیاحت کرتے تہے زمین پر اور پڑہتے تہے نماز جس جگہہ وقت
اوسکا اوپہنچتا تہا اور نقل کیا یعنے صاحب مواہب نے اسی داودی سے اور ابن التین سے اور
فتح الباری مین ابن عباس سے جابر رض کی حدیث کی مانند لایا ہے کہ نماز نہین پڑہتا تہا کوئی
ایک انبیا سے یہانتک کہ پہونچتا تہا اپنی محراب کے تئین اور ان دونو نقلون مین امت کا ذکر
نہین ہے اور بالجملہ کلام اسجگہہ خالی اشکال اور اختلال سے نہین ہے واللہ اعلم اور بعضون نے
کہا ہے مراد اختصاص کی گردانا تمام زمین کا مسجد اور طہور ہے اور دوسرون کو یہ دونو ہی
نتہی نہ مسجد نہ طہور اور یہ سخن خلاف مشہور ہے درمیان عالمون کے یعنے جو عالمون مین مشہور
ہے یہ بات اوسکے برخلاف ہے اور اسیطرح جو کچہہ بعضون نے کہا ہے کہ مراد وہ ہو کہ جایز
نتہا اونکو تئین نماز کرنا مگر اوس جگہہ کے درمیان جسے یقین سے جانتے کہ طاہر ہے اور اوس
امت کو جایز ہے پڑہنا اوسجگہہ مین جسکی نجاست کو یقین نہ رکہین نظر کرتے ظاہر حال کی واللہ اعلم
اور از انجملہ یہ ہے کہ معجزے اوس جناب ص کے اکثر اور وافر ہین تمام انبیا کے معجزون سے
کہ وے یہی قرآن مجید کہ سراپا معجزہ ہی ہے اور کمتر جس سے ظاہر ہوا اعجاز چہوٹا سا سب سورون
سی ایک سورہ ہے کلام اللہ سے جو انا اعطیناک الکوثر ہے یا اور کوئی آیت جو مقدار اوسکی
ہو پس ص کہا چاہیے کہ کس حد کو کثرت معانی سی پہونچتی ہے اور اوسکا ایک بیان شافی ہے جو
معجزون کے آخر باب مین مذکور ہوگا اور از انجملہ یہ ہے کہ وہ سرور ص خاتم الانبیا ہے اور

خاتم المرسلین اور اوسکے بعد کوئی پیغمبر ہوگا قرآن مجید اسبات پر گویا ہے اور حدیث مین آیا ہے
کہ قصہ میرا اور داستان میری مانند اوس مرد کی داستان کے ہے جس نے بنایا ایک گھر اور تمام کو پہونچایا
مگر جگہہ ایک اینٹ کی اوس گھر کے کونون سے ایک کونے مین خالی رہی پس لوگ طواف کرتے
تھے اوس گھر کے تئین اور تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کسواسطے رکھی نہین گئی یہان اینٹ
پس مین وہی خشت ہون اور مین خاتم الانبیا ہون اور جب عمارت بن چکی احتیاج نرہی
اور بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ومحاسن الافعال اوس جناب ہ کے خاتم انبیا ہونے کیطرف ہے یعنی
مبعوث ہوا مین تاکہ تمام کو پہونچاؤن مکارم اخلاق کو اور محاسن افعال کے تئین اور شرع موئید
اسبات کی ہے قیامت کے دن تک اور ناسخ ہے شرع اوس سرور ہ کی انبیا اور مرسلین
کی شرایع کی اور امت اوس سرور ہ کی بہترین امم ہے اور بشیر ہے تمام انبیا کی امتون سے
اور اگر پاتے اوس جناب ہ کو یعنے انبیا تو اتباع کرتے اوسکی اور تحقیق اسکی فضایل کے باب
مین گذری اس آیت کی تفسیر مین کہ اذ اخذنا من النبیین میثاقہم یعنے جسوقت لیے ہمنے
عہد ومیثاق نبیون سے الخ اور از انجملہ یہ ہے کہ شریعت اوس سرور ہ کی ناسخ ہے تمام
شریعتون کی اور خاتم نبیا اوس جنابکا مستلزم ناسخیت نہین بلکہ یہ ایک خصیصہ جدا ہی یعنی
خاتم نبیے کو لازم نہین کہ ناسخ ہو اور وہ سرور ہ جو ناسخ بھی ہیں یہ اور خصیصہ ہے اور از انجملہ یہ ہے کہ بیجا ہا
خدا تعالی نے اوسکو رحمۃ للعالمین اور مراد رحمت سے اگر ہدایت رکہین تو مقصود اس سے ارسال
یا ناطرف تمامی خلایق کے ہے اگرچہ تمام نے قبول ہدایت نہ کی ہوا در شک اور ریب کی تاریکی مین
رہی ہون اور اگر زیادہ عام رکہین مراد شامل ہونا وجود کے فیض کا ہے تمام کاینات کے
تئین اوس جناب ہ کے وجود شریف کے واسطے سے اور بیان اسکا باب سوم کے اوایل
مین گذرا اور از انجملہ یہ ہے حق تعالی نے ندا کی تمام انبیا کو ان کے نامون سے جیسا کہ فرمایا نوح
یا ابراہیم یا موسیٰ یا داؤد یا زکریا یا یحییٰ یا عیسیٰ اور خطاب نہین کیا اوس سرور ہ کے
تئین مگر یا ایہا النبی یا ایہا الرسول یا ایہا المزمل یا ایہا المدثر اور ندا کرنی یہ دو اسم اخیر کر
بر وہ ترحم اور محبت ہے کہ چھپا نہین ہے اور محبت کی اہل زبان اوسکو سمجھتے ہین اور از انجملہ یہ ہے
کہ حرام گردانا گیا امت پر ندا کرنا یعنے پکارنا اوس سرور ہ کا نام لیکے جیسا کہ پکارین کہ یا محمد ہ

جسطرح اپنے ہمسرون کے درمیان بکدکر پکارتے ہین قال اللہ تعالی لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم
کدعاء بعضکم بعضا یعنے مت کرو تم پکارنا رسول خداصلعم کا درمیان اپنے جسطرح پکارنا تمہارے
بعض کا بعض کے تئین نام کر کے اور آواز بلند مت کرو اور کہو یا رسول اللہ یا نبی اللہ ساتھ
توقیر اور تواضع کے دبی آواز سے اور تفسیر مین آیا ہے کہ ثابت بن قیس کی کان بہاری
تہے اور جہیر الصوت تہا اور جب نازل ہوا یہ آیہ اپنے گھر بیٹہا اور مجلس شریف مین نہین
آتا تہا ایک روز حضرت صلعم نے پوچہا کیا ہوا ثابت کے تئین جو ہمارے پاس نہین آتا
پس یاد فرمایا اوسے اور دلجوئی کی اوسکی اور نہ آنیکا سبب پوچہا اوس نے عرض کی کہ
یا رسول اللہ نازل ہوا آپ پر یہ آیہ اور مین جہیر الصوت ہون ڈرتا ہون کہ آواز
بلند کرون اور حبط ہوجاوین یعنے باطل عمل میرے فرمایا حضرت صلعم نے تو اون لوگون
سے نہین ہے کہ تیرے عمل باطل ہون اور راضی ہوئے حضرت اوس سے اور فرمایا
زندگانی کریگا تو ساتہ خیر کے اور مریگا ساتہ خیر کے اور بشارت دی اوس سرور نے
اوسے جنت کی اور شہید ہوا وہ یمامہ کی جنگ کے روز راضی ہو خدا اوس سے اور ذکر اس
قصے کا آخر کتاب مین خطیبون کے ذکر مین آویگا اگر چاہے خدائے عزوجل اور اسیطرح
حرام تہا آواز کرنا اوس جناب صلعم کو حجرون کے باہر سے اور حسن ادب اوس بات مین
ہے کہ آدین اور ڈیوڑہی پر بیٹہین یہانتک کہ حضرت رسول صلعم آپ برآمد ہون اور
شرف بخشین اونکو اور اپنے محل مین کلام ادب کی رعایت کرنے مین زیادہ اوپر اسکے
آویگا اور ازانجملہ وہ ہے کہ قسم یاد کی حضرت حق نے اوس سرور صلعم کے حیات کی اور اوسکی
بلد کی اور عصر کی جیسا کہ گذرا اور ازانجملہ یہ ہے کہ کلام کیا گیا اوس سرور صلعم سے تمام اقسام
وحی کر کے یعنے جتنی قسم وحی ہین ہر ایک قسم سے اور تحقیق اسکی بعثت کے باب مین آویگی
اگر چاہے خدا اور ازانجملہ یہ ہے کہ نازل ہوئے اون کے پاس حضرت اسرافیل اور اوس
سرور صلعم سے آگے کسی پیغمبر پر نازل نہین ہوئے طبرانی ابن عمر کی حدیث مین لایا ہے کہ
کہا سنا مین نے اوس جناب صلعم کے تئین کہ فرمایا کہ اوترا آسمان سے اسرافیل ہی
کبہی اور نہین اوترا کسی پیغمبر پاس اور نہ کسی دوسرے کے پاس نزول کریگا اور کہا اسرافیل

ہے یا رسول اللہ مین فرشادہ تمھارے پاس خدا کا ہون اور تمکو خدا نے امر کی ہے کہ مین مختار
گردانون تمکو اگر چاہو تو تم پیغمبر رہو اور عبد اور اگر چاہو پیغمبر رہو اور بادشاہ پس نگاہ کی مین نے
طرف جبرئیل ع کے یعنے بطریق مشورت کہ یہ کیا کہتا ہے اور تو کیا کہے پس ایما کی جبرئیل نے
طرف میرے کہ تواضع کرو اور عبد رہو فرمایا حضرت رسول ص نے کہ اگر مین کہتا کہ پیغمبر اور بادشاہ
رہون تو چلتے ساتھ میرے سونیکے پہاڑ کذا فی المواہب اللدنیہ اور یہ نہین کہ اسرافیل ع ایکبار
دوبارہ آئے پاس اوس جناب ص کے بلکہ ملازمان درگاہ نبوت سے تھے صاحب سفر السعادۃ
لکہتا ہے کہ جب سال مبارک اوس جناب ص کا سات کو پہونچا اوس جناب ص کے جد عبد المطلب نے
وفات پائی چچا اوس سرور کا ابو طالب شرف کفالت اور تربیت سے اوس جناب ص کی مشرف ہوا
تب حضرت حق جل وعلا نے اسرافیل کے تئین فرمان دیا کہ اوس سرور ص کی ملازمت مین قیام کرے
پس اسرافیل ہمیشہ نزدیک اوس سرور ص کے تھے یہانتک کہ سال یازدہم اتمام کو پہونچا اوسوقت جبرئیل ع
کو فرمان ہوا کہ ملازمت اوس سرور ص کی کرے اور از انجملہ یہ ہے کہ وہ سرور ص بہترین اولاد آدم
سے ہے روایت کی ہے مسلم نے ابی ہریرہ رض کی حدیث سے کہ حضرت ص نے فرمایا کہ انا سید ولد
آدم یوم القیمۃ اور جب قیامت کے دن وہ سرور ص سب سے بہتر اور سردار سبکا ہو تو دنیا
مین بطریق اولی ہوگا کیونکہ سرداری اور عزت اور کرامت کے اثر کا اوجگہہ ظہور ہوگا کہ کسیکو جہگڑے
وم مارنیکی جگہہ نہوگی اوسی سرور ص کو جیسا کہ آیہ مالک یوم الدین کے درمیان مانند اسی نکتے کے
مفسرون نے کہا ہے اور ترمذی کے نزدیک ابی سعید خدری کی حدیث سے آیا ہے کہ فرمایا
انا سید ولد آدم یوم القیمۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر یعنے جو نسبی حمد وہ سرور ص حضرت حق
کی کرے کسی سے نہو سکے کیونکہ جو عرفان کہ حق تعالی کا وہ سرور ص رکہتا ہے کوئی نہین رکہتا
اور جو نسبی نعمتین کہ طرف اوس سرور ص کے واصل ہین کسیکو نہین اور ہو سکتا ہے کہ حمد کی معنی محمود
ہونا ہو یعنے جیسا کہ وہ سرور ص قیامت کے روز ممدوح اور محمود ہوگا کوئی نہوگا سو ذر روز اوسکا
ہے اور شان اوسکی اور یہ جو فرمایا اوس جناب نے کہ ولا فخر اشارت ہے طرف اثبات کر
کہ یہ خصلت جو مین نے پائی یہ فضل اور کرامت ہے خدا کی طرف سے اور نہین پایا مین نے اوسے
اپ آگے سے اور نہین پہونچا مین اوس فضل وکرامت کو اپنی قوت سے جو فخر کرون مین اوس سے

کذا قالو یعنی جیسا کہ کہا ہے عالمون نے اور ہو سکتا ہے کہ مراد طرف اثبات کے ہو کہ مجھے اس سیادت
سے کہ نسبت اولاد آدم سے حاصل ہے کچھ فخر نہین ہے فخر میرا اوس نسبت سے ہے جو حضرت حق سے
رکھتا ہون مین ایسا کہ بعضے گروہ سے تفضیل دینے مین اوس جناب کی ولایت کے اوپر
نبوت کے کہتے ہین اور بعض ارباب معانی یعنے اہل باطن کہتے ہین کہ فخر میرا حقیقت
مین فنا اور نیستی کر کے حق تعالی کی احدیت مین ہے نہ اون چیزون سے جو آثار وجود سے
ہین اور احاطہ تکوین کے تحت مین ہین جیسا کہ مشہور ہے کہ الفقر فخری واللہ اعلم وازانجملہ
وہ سرور ہے سید اولاد آدم سے اسیطرح سردار ہے تمامی خلایق کا اور اکرم اونکا ہے نزدیک خدا کے
تمام انبیا اور مرسلین سے یعنے گرامی تر اور ملائک مقربین سے جو آسمان اور زمین مین حاضر ہین اور
ازانجملہ یہ ہے کہ بخشا گیا اوس جناب کا ما تقدم من ذنبہ و ما تاخر یعنے اول سے آخر تک شیخ عزالدین
عبدالسلام نے کہا ہے کہ یہ اوس جناب کے خصایص سے ہے کہ خبر دی گئی اوس جناب کو دنیا
مین مغفرت کر کے اور نقل نہین کی گئی یہ بات یعنے اثبات کو کوئی نہین کہتا کہ خبر دی اللہ تعالی
نے کسی نبی کو مانند اس خبر کے یہانتک کہ قیامت کے دن نفسی نفسی پکارین گے انتہی یعنے اگرچہ
انبیا سبھی مغفور ہین اور تعذیب انبیا کی جایز نہین لیکن آشکارا خبر نہین دی گئی کسی ایک کو بیچ
انبیا سے اس فضیلت کی اور خبر دیا نہین گیا اوپر مغفرت کے اور تصریح اوپر اوسکے یعنے روشن
اور آشکارا اوپر اوس مغفرت کے مخصوص جناب نبوی کر کے ہے کہ اپنے غم اور اندیشے سے بے فکر
ہو کر خاطر جمعی سے امت کے حال پر متوجہ ہین اور شفاعت سے گناہون کی بخشانے مین اور رفع
درجات مین اون کے کوشش کرتے ہین صلوات خدا کی نازل ہووے اوسپر اور سلام اور کلام اس آیت
مین یعنے ما تقدم من ذنبہ الخ سابق مذکور ہو چکا ہے اور ازانجملہ یہ ہے کہ مسلمان ہوا قرین اوس
سرور کا یعنے پاس کا موکل اور بیان اثبات کا یہ ہے کہ ابن مسعود کی حدیث مین آیا ہے
کہ فرمایا حضرت نے کہ نہین تم مین سے کوئی ایک مگر یہ کہ موکل گردانا گیا ہے نزدیک اوسکے
ہمقرین اوسکا جن اور ہمقرین اوسکا ملک عرض ہوئی کہ یا رسول اللہ آپکو بھی یہ حال ہے فرمایا
ہان ہے لیکن اعانت کی اور مدد کی مجھے میرے پروردگار نے اوپر اوسکے پس وہ اسلام لایا پس
امر نہین کرتا مجھے مگر طرف نیکی کے اور مراد اسلام لانے سے تابعداری اور اطاعت کرنا اوسکا

اور نکرنا تصرف اوسکا ہے اوس جناب مین اور اکثر احساسات برین کہ مراد اس سی یعنی القیاد وغیرہ
سے حقیقت اسلام ہے اور بیاد من جناب خصوصیات سی عرب اور تادر نہین ہے اور از انجملہ
یہ ہے کہ جایز نہین اوس جناب سو پر خطا ذکر کیا ہے اسکے تئین باوردی نے اور حجازی نے مختصر
روضہ کے درمیان اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ نسیان بہی جایز نہین یعنے چونکہ حکایت کیا ہی
اس قول کے تئین نووی نے شرح مسلم کے درمیان ایسا کچہ ذکر کیا ہے صاحب مواہب لدنیہ
نے بدون تفصیل کے اور ذکر اختلاف کا اور تفصیل کا وہ ہے کہ اجماع کیا ہے نسیان کے جایز
ہونے پر اون قولون اور خبرون مین جو متعلق ہین تبلیغ شرایع سے اور وحی سی اور خبرون کے
درمیان بعضے لوگون نے خلاف کیا ہے یعنے تبلیغ شرایع وغیرہ مین نسیان کی پر اوس
سرور ہو کے جایز نہین مگر اخبار مین اوس سرور کے بعضے لوگون کے خلاف کیا ہے اور تجویز
کیا ہے نسیان کے تئین اور یہ قول ضعیف ہے کیونکہ چولسا خبر کر دینا بر خلاف واقع ہو سو کذب
ہے اور واجب ہے پاکی اوس جناب کی ساحت عزت اور جلال کے کذب اور منقصت
سے اور معلوم ہے یقین کرکے عادت اصحاب رضہ کے جرأت کرنے مین اوس جناب کے اقوال
کی تصدیق کرنے پر اور ثقہ جانتے ہین تمام اخبار کرکے اوس سرورہ کے ہر باب مین اور
ہر بات مین جو ہو اور ہر چیز مین جو تہی اور مذہب جمہور علما کا یہی ہے لیکن نسیان افعال مین
جایز ہے اور واقع ہونا اوسکا یعنے نسیان کا نماز مین صحت کو پونچا ہے پس جایز وہین ہے
قایل ہے ہونا اوسکا ساتہ شامل ہونے اسکے حکمت تشریع کے تئین اور بنانا امت کا سعادت
کے اقتدار کے تئین یعنے حکمت تشریع کا مقدور بانا جس سی سعادت ہے اور باقی رکہنا حصہ
بشریت اور احکام جبلت کا درمیان اوس ذات مقدس ہہ کے ساتہ بوجہ اونکہا نے شہود خاص
کے حصول کا اور مستغرق رہنا اوس مین یعنے شہود الہی ہین جو موجب نسیان ہی اس عالم کا
اور ماسوای حق کا ہو تی ہو یعنے شاید ایسی صورتون مین جو اوپر گذرین کہ ساتہ احتمال شہود
خاص کے حاصل ہونیکے جو موجب نسیان ماسوی اللہ جو جیسا ہوتی ہوا ور اور کام اعضا کے
اور حرکتین جوارح کی اس عالم سے ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال لیکن خطا کرنا اگر مراد خطا سے خطا
فی الاجتہاد ہی یعنے موضعون مین واقع ہوا ہے جیسا کہ بدر کے اسیر ونکا فدیہ لینے مین کیا تو یعنے

جیسا کہ کہا ہے عالموں نے لیکن اوس جناب کو مقرر نہین رکہتے ہے اوسپر یعنے خطا پر بلکہ آگاہ کرتے تہے اوپر اوسکے اور اسیطرح نسیان مین بہی ولیکن شک اوس رسول بیشک سے کبہی واقع نہین ہوئی جیسا کہ وہ سرور صلعم تردد مین پڑے کہ مین نے دو رکعت نماز پڑہی یا تین رکعت اور فرمایا ہے اوس سرور صلعم نے کہ شک شیطان سے ہے اور ازانجملہ یہ ہے کہ آدمی جب مرجاتا ہے سوال کیا جاتا ہے اوس سے اوس سرور صلعم کا کہ تو کیا کہتا تہا اس مرد کے حق مین جو درمیان تمہارے مبعوث ہوا آخر حدیث تک کذا قالوا اور اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اور نبیون کی امتین پوچہی نہین جاتی تہین قبر مین اونکی پیغمبرون کی یعنے اونکے پیغمبرون کے احوال اعتقاد سے اور استیناس واقع ہوتی ہے استیناس اونس ہوا اور معنی خو پکڑنا کسی چیز پر اس کلام سے یعنے یہ جو مذکور ہوا کہ میت مسئول ہوتا ہے اس سے اوپر اوس قول کے کہ بعضے عالمون نے کہا ہے کہ سوال قبر کا محمد صلعم کی امت کے خصایص سے ہے کہ عالم برزخ مین اونکی تمحیص اور تطہیر گناہون سے کر کے عالم آخرت مین لیجاتے ہین کذا قالوا واللہ اعلم تمحیص کے معنی آزمانا اور کم کرنا اور پاک کرنا برزخ کے معنی حائل اور واقع درمیان دو چیز کے اور موت کے زمانے سے قیامت کے زمانے تک اور ازانجملہ یہ ہے کہ جائز نہین ہے کہ کہا جاوے اوپر خدا کے حضرت صلعم کے نام کے عوض کے بلا ایک سے اور انبیا وغیرہم سے شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے کہا ہے کہ یہ چاہیے کہ مقصود اوپر اوس جناب صلعم کے اور مخصوص ہو اوس سرور صلعم کے ہو کہ کوئی اوس سرور صلعم کے درجے مین نہین ہے کذا ذکر فی المواہب اللدنیہ اور ازانجملہ یہ ہے کہ حرام گردانی گئین اوس جناب صلعم کی ازواج مطہرات بعد وفات اوس سرور صلعم کے قال اللہ تعالی وازواجہ امہاتہم یعنے ازواج رسول خدا صلعم اونکی امت کی مائین ہین یعنے حرمت مین امہات کا حکم رکہتے ہین رسول خدا صلعم کی تعظیم اور بزرگی کی جہت سے اور اس جہت سے کہ وہی ازواج ہین اوس سرور صلعم کی بہشت مین اور فرمایا اللہ تعالی نے وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا یعنے نہین روا ہے تمہارے لیے کہ ایذا دو تم رسول خدا صلعم کو اور نکاح مت کرو تم اوسکے ازواج کے تئین بعد اوسکے کبہی ہرگز اور روضۃ الاحباب مین مذکور ہے کہ کہتے ہین طلحہ بن عبیداللہ نے کہا کہ جب پیغمبر خدا صلعم دنیا

سی جا دینگے مین عائشہ رض کو جو استگاری کرونگا پس نازل ہوا یہ آیہ اور بعضی کتابونین کہتے ہین کہ زید
بدبخت نے طمع کی عائشہ صدیقہ رض کی درمیان لبین پڑہی گئی یہ آیت اوپر اوسکے اور ممنوع
ہوا اوس کام سے اور یہ بات غیر مخیرات مین ہے یعنے وہی عورتین جنکو مختار کردانا حضرت نے
اونکے ستانے سے کہ دنیا کی زینت اور زیور اوس جناب سے جھگڑکر مانگتی تہین یہ کہ یا دنیا اور زینت
دنیا چاہیو یا اللہ خدا کے رسول کو چاہو پس وہ جو بدبخت تہی اور دنیا کی خواہش کی اور جدا ہوئی
رسول خدا سے اوسکے حلال ہونے مین خلاف ہے اور امام الحرمین نے اور غزالی نے جزم
کیا ہے اوپر حلال ہونے کے اونکے ولیکن وہی عورتین جو وفات کے وقت تک اوس جناب کے
ساتہ تہین حرام ہین رسول خدا کے غیر پر اور جواز مین نظر دو وجہ سے ہے اور مشہور تر وجہ ثانی
ہے جو منع ہے اور حکم امومت کا یعنے مان ہونے کا احترام اور اطاعت مین اور حرام ہونے
مین نکاح کے ہے نہ یہ کہ خلوت کے جواز مین اور میراث اور نفقہ دینے مین ہو اور تعدیہ نہین کرتا
یہ حکم اونکے غیر کیطرف یعنے یہ کہ حسب تقت ازواج اوس سرور کی نظر کرتے احترام وغیرہ کی حرام
ہین بیٹیان بہی حرام ہون جیسا کہ نہین کہ بنات اوس سرور کی اخوات مومنین ہین اور یہ قول
اصح ہے کذا فی المواہب اور حقیقت مین اوس سرور کی ازواج کی حرمت کا سبب یہ ہے کہ وہ
جناب زندہ ہے اور اسی واسطے کہتے ہین کہ واجب نہین اونپر عدت وفات کی جسطرح اور پر
اور کلام اوس عورت کے باب مین جو جدا ہوئی بدون تخیر کے یعنے جو مختار نہین کی گئی بسبب
اوسکی شرارت کی کہ دنیا اختیار کرے یا خدا اور رسول خدا کو جیسا کہ وہ عورت جس نے استعاذہ
کیا اوس جناب سے اور دوسری وہ عورت کہ دیکہا جسکے پہلو مین حضرت نے سپیدی کو تیغرہ
پس جدا کیا اوسکے تئین اسمین کئی قول مین ایک قول یہ کہ حرام ہے اور شافعی نے تنصیص
کی ہے اوپر اوسبات کے اور ایک قول ہے یہ کہ حرام نہین اور امام الحرمین نے کہا ہے کہ حرام
ہے اگر مدخول بہا ہے بہا مین با حرف جر ہے اور ہا ضمیر تانیث مرجع اسکا وہی مستعیذہ
وغیرہ ہے یعنے اگر دخول واقع ہوا ہے تو حرام ہے اور نہین تو نہین مترجم کہتا ہے کہ مولف
نے وہ باتین اسکو تمام کیا ہے لیکن مین طالب ہون ایسا تکا بدون کسی کی فرمایش کے
کہ عوام و خواص اسکے پڑہنے سے بصیرت کو پہنچین اور دقتون کو اس کتاب کے کلام کی تا تعذر

اپنی عقل کی رسائی کے مطابق حل کرتا ہون تاکہ برادران دینی ڈانواں ڈول مین نہ آوین
مجمل احوال اوس بی بی کا جس نے استعاذہ کیا رسول خداؐ سے یہ ہے کہ وہ لڑکی ایک عیش
ابو قبیلہ کی تہی اور نہایت حسینہ جسوقت رسول خداؐ کے محل مبارک مین آئی حضرت بی بی
عائشہ صدیقہ رضہ اور حضرت حفصہ رضہ کو غیرت دامنگیر ہوئی دونو نے آپسمین تدبیر کرکے اوسے
اپنے سے رام کیا صدیقہ رضہ نے کہا کہ آج تیری شب زفاف ہی آئین تجھے دولہن بناتی اور کنگہی
چوٹی تیری سنوارتی ہون حضرت حفصہ رضہ نے فرمایا کہ مین تیرے چہرے پر افشان چنتی
ہون کیونکہ تو رسول خداؐ کی نظر مین چڑہے اور تیرا سہاگ زیادہ ہو سکتے ہین کہ یہ دونو بی بیان
اوس بیچاری بختون کی جلی کو جب سنوارنے لگین تب اوس سے بولین کہ آج تو حضرتؐ
کے پاس خلوت مین جاتی ہے اور جو کچھ ہے تو پہلی ہی رات مردون کی نظر مین چڑہنے کی
عورتونکو یہی تو ایسی حرکت کرکہ آج تو پیاری ہی لگے رسول خداؐ کو وہ بولی مین کیا کرون کہا
رسول خداؐ کے پاس جسوقت تو جاویگی وہ سرورؐ تجھسے جو بات بولین کیسی ہی ہو تو بہی
اوسکے لیے بولیو کہ اعوذ باللہ منک حضرتؐ تیرے یہ بات سنکر تیرے عاشق ہی ہو جائینگے
کیونکہ اونکو ایسی باتین بہت بہاتی ہین وہ بیچاری سمجہی کہ شاید یون ہی ہوگا جب اوسے
خلوت مین سنگار وغیرہ کرکے لیگئین اور حضرتؐ وہان تشریف لائے اوس سے فرمانے
لگے کہ ہبہ کر اپنی ذات کو واسطے میرے اوسکو وہ سکہائی بات یاد تہی بولی اعوذ باللہ
منک یعنے پناہ مانگتی ہون مین خدا سے تجہسے جو مین رسول خداؐ نے یہ سنا اوسکو فرمایا
کہ جا ہی پناہ عظیم پیدا کی تو نے الحقی باہلک یعنے جا ملحق ہو اپنے لوگون سے اور وہ ساری
عمر یون ہی رہی اپنے ماں باپ کے گہر انتہی روایت ہے کہ اشعث بن قیس نے نکاح
کیا مستعیذہ کے تئین عمر رضہ کے عہد مین پس قصد کیا عمر رضہ نے کہ اوسکو رجم کرین یعنے سنگسار
پس خبر دی اونکو لوگون نے کہ ہنوز دخول واقع نہین ہوا ہے پس باز آئے عمر ابن خطاب رضہ اوسکے
رجم کرنے سے اور روات کے درمیان یعنے باندی کے باب مین جو جدا ہو سے رسول خداؐ
وطی کے بعد تین قول منقول ہوئے ہین قول سوم یہ کہ حرام ہے کہ جدا ہوئی مثل ہے جسطرح
ماریہ قبطیہ والدہ ابراہیم ابن رسولؐ کی اور حرام نہین اگر فروخت کی گئی وہ عیادت سے

درمیان انتہی یہ مسئلہ بھی اوس قبیل سے ہے کہ جسکے ذکر کرنے مین اس آن فائدہ نہین سوا
جاننے احوال شریف اوس جناب کے جیسا کہ خصائص کے درمیان جو قبیل احکام سے ہے کہ ہو
ہین جیسا کہ سابق مذکور ہوا اور ازانجملہ یہ ہے کہ حرام تھا دیکھنا ازواج مطہرات کا سکے اشخاص
کا اگرچہ مستور ہوین چادر دمین آیت حجاب کے نازل ہونیکے بعد اشخاص جمع شخص ہے یعنی
کالبد آدمی کا یعنے اگرچہ چادر اوڑھے ہوئے ہون لیکن اوڑھنے کے بعد بھی نمایان رہتی ہے
اوسکا بھی دیکھنا حرام تھا اور حرام تہا اور نیز یعنے امہات مومنین پر کھولنا منہ کا اور ہتھیلی کا
واسطے کسی کام کے مثل شہادت دینا وغیرہ جیسا کہ جائز ہے تمام عورتون کے تئین صرح بہ القاضی
یعنے تصریح کی ہے اسبات کے تئین قاضی عیاض نے اور کہا ہے کہ فرض کیا گیا ہے ستر امہات مومنین
پر برخلاف یعنے اسبات مین خلاف نہین کہ فرض کیا گیا ہے اونپر ڈہانپنا منہ کا اور ہتھیلیون کا
اور جائز نہین اونکو کھولنا منہ وغیرہ کا شہادت دینے مین اور جو مانند اسکے ہو اور نہ ظاہر
کرنا جسم کا اور ڈہانپے کا مگر اون چیزون مین جسمین کچھ ضرورت ہو مثل براز اور استدلال
کیا ہے اوپر اوس حدیث کے جو موطا کے درمیان ہے نام ہے کتاب کا یہان عبارت یون ہے
کہ چون وفات یافت عمر پوشیدند زنان حفصہ رض را از انکہ دیدہ شود شخص وی زینب بنت جحش را
ساختہ شد فوق نعش وی قبہ تا پوشیدہ گردد شخص وی اگر خدا چاہیگا مسودہ کتاب میں ہوا اسکو مقابلہ
کرکے صاف کرنے وقت لکھونگا اور صاحب مواہب نے شیخ ابن حجر سے نقل کی ہے
کہ جو کچھ ذکر کیا قاضی نے اسمین کوئی دلیل نہین ہے اوپر اوس حدیث کے جو کچھ دعوی کیا اوسکے
فرض ہونے کی یعنی عدم رویت اشخاص اونپر یعنے ازواج مطہرات پر اور تحقیق تہین امہات
مومنین رض کہ باہر آتی تہین واسطے حج کے اور طواف کرتی تہین اور اصحاب اور تابعین
سنتے تھے باتونکو اونکے اور وی مستورات الا بدان رہتی تہین نہ اشخاص انتہی یعنے
حالانکہ وی طواف کرتی تہین اور پڑہتی تہین سنتے تھے صحابی اونکی آواز اونکو اون کے
بدن چادرون سے پوشیدہ تھے نہ یہ کہ ڈہانپے اونکے پوشیدہ ہون یعنے قبے کے درمیان
نہ تہین جو ترکیب قد و قامت کی نمایان نہو پوشیدہ نہ رہے کہ حجاب امہات مومنین کا یعنے
نہ نمایان ہونا اونکے کالبدونکا اگرچہ مستور ہون چادرون مین امر مشہور و مقرر ہے پس

غرض شیخ ابن حجر کی اس کلام سے کیا ہے آیا اوسکی فرضیت کی نفی ہے جیسا کہ ظاہر کلام ہے
اوسکا یا یہ کہ ان باتونکو ضرورت مین داخل کرتا ہے فتدبر یعنے پس اندیشہ کر اور ظاہر ہونا امہات
مومنین کے کالبد ونکا حج اور طواف مین ثابت ہے حدیث مین آیا ہے کہ کہا عائشہ صدیقہ رضی
نے کہ جب ہم حج مین جاتے ہین ہم یعنے گروہ زنان کہول دیتے اپنی صورتونکو اور جب دیکہتے ہم
کہ مرد پہنچتے ہین تب ڈالتے ہم اپنی صورتونپر دونکو اور اسیطرح ام المومنین صفیہ کے طواف
مین ناتوانی رکہتی تہین اور ہجوم مین طواف نہین کر سکتی تہین حضرت صلعم نے فرمایا کہ طواف کرو
لوگون کے پیچہے ہر تقدیر سے ظاہر یہ ہے کہ کالبد ظاہر تہے اور اختیار کرنا اس چیز کا یہ کہ شل
قبہ یا عماری کچہ اپنے اوپر رکہتی ہون یہ بعید ہے لیکن بات سننے مین شاید کہ پردہ مین بات
کرتی ہون اور عبد الواحد بن ایمن کے باپ سے آیا ہے کہ کہا آیا مین نزدیک عائشہ صدیقہ رضی
کے اور اوپر اونکے درع تہی قطری درع کے معنی پیرہن عورتونکا اور قطر بالکسر نام ہے
شہر کا مابین قطیف اور عمان کے اور منسوب ہے اوسی شہر قطر سے اور ظاہر اً یہ
بات کالبد کے دیکہنے مین ہے اور اگر حجاب سے اسما اونکو مراد رکہین کہ جو کچہ جائز ہے عورتون
پر کہولنا منہ کا اور ہتیلیونکا سوا اونکے حرام تہا نہ یہ کہ پوشیدہ کرنا کالبد کا تو اشکال نہین رہتا
واللہ اعلم فتدبر اور از انجملہ یہ ہے کہ اولاد بنات یعنے بیٹی کی اولاد نسبت کیجاتی ہے طرف اوس
سرور کے اور فرمایا سرور عالم صلعم نے کہ ہر پیغمبر کے تئین اولاد اوسکے صلب سے ہوئی اور اولاد میری
علی کے صلب سے پیدا ہوئی اور حدیث مین حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کی شان مین آیا
ہے کہ ہذان ابناءی و ابنا ابنتی اللہم انی احبہما فاحبہما من یحبہما یعنے یہ دونون میرے بیٹے
ہین اور بیٹی میری بیٹی کے ہین اے پروردگار مین دوست رکہتا ہون ان دونوکو پس دوست رکہہ
تو ان دونوکو اور دوست رکہہ اوس شخص کو جو دوست رکہے ان دونوکو اور دوسری حدیث
مین یون آیا ہے کہ ان ابنی ہذین ریحانتای من الدنیا یعنے تحقیق یہ دونون میرے بیٹے میرے
ریحان ہین دونون دنیا کے اور بہی آیا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رض کو فرماتے کہ بلاؤ نزدیک
میرے دونو بیٹون کو پس سونگہتے دونوکو اور اپنی چہاتی سے لگاتے اور امام حسن کی شان
مین فرمایا کہ ان ابنی ہذا سید یعنے تحقیق کہ فرزند میرا یہ سردار ہے اور دوسری مین آیا ہے

کہ امام حسن یا امام حسین ایکیان دونون صاحبزادون سے پشت مبارک پر سوار ہوا حالیکہ
حضرت سجدے مین تھے پس حضرت نے سر نہ اوٹھایا اور سجدہ دراز کیا پوچھا اصحاب نے سجدے
کی درازیکا سبب اور کہا مگر وحی آیا طرف آپ کے یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا بیٹا میرا
سوار ہوا مجھپر پس ناخوش رکھا مین نے کہ شتابی کرون تا کہ ادا کرے وہ حاجت اپنی اور دلالت
آیۂ مباہلہ ندع ابناءنا اوپر اسی کے ہے اور ازانجملہ یہ ہے کہ فرمایا کہ ہر نسب اور ہر سبب منقطع
ہوگا قیامت کے روز یعنے سودمند نہین حشر کے روز مگر نسب میرا اور سبب میرا اور مراد نسب سے
اولاد ہے اور سبب سے ازواج اور اسی واسطے تزوج کیا امیر المومنین عمرؓ نے ام کلثوم بنت فاطمہؓ
کے تئین امیدوار ہی کرکے اتصال کے حضرت سے اوپر اس سبب کے اور یہ قصہ دوسری جگہہ زیادہ
مفصل اس سے مذکور ہے اور ازانجملہ یہ ہے کہ تزوج نہین کیا جائے اوس جناب کی
بنات پر یعنے اگر کوئی بنت اوس جناب کی بنات سے کسی مرد کے نکاح مین ہو نہین چاہیے
اوس مرد کو کہ اوپر اوسکے دوسری جورو کرے اور اصل اس باب مین قصہ فاطمہ زہرا کا ہے
کہ حضرت علی مرتضےؓ نے ابوجہل کی بیٹی کو جو مسلمان ہو کر مدینے مین آئی تھی چاہا تھا کہ تزوج
فرماوین جب حضرت زہراؓ نے یہ خبر سنی حضرت رسول کے حضور مین آئین اور عرض کرنے لگین
کہ آپ کی قوم کے لوگ کہتے ہین کہ حضرت رسول برا نہین مانتے اپنی بنات کی واسطے اور علی مرتضےؓ
نکاح کرتے ہین ابوجہل کی بیٹی سے اور آپ کچھہ فرماتے نہین پس حضرت اوٹھے اور منبر پر
رونق افزا ہوئے اور خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ مین نے نکاح کیا ابوالعاص کے تئین نام ہے اوس
جناب کے ایک داماد کا کہ زینب اوس سے منسوب تھی پس راستی عمل مین لایا ہمسے ابوالعاص
اور ہمکو راضی رکھا اور فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے اور مین ناخوش رکھتا ہون اوسکو کہ اوسی ملول کرین
اور ایذا دیتی ہے مجھے وہ چیز جو ایذا دیتی ہے فاطمہؓ کے تئین اور مین نے سنا کہ علی قصد گاری
کرتے ہین ابوجہل کی بیٹی کو اور قسم خدا کی کہ جمع نہین ہوتی بیٹی خدا کے رسول کی اور بیٹی خدا کے
دشمن کی ایک مرد حیانی کے درمیان اول چاہیے کہ علی طلاق دے فاطمہ کو بعد اسکے نکاح
کرے ابوجہل کی بیٹی کو پس علی مرتضےؓ نے آکر عذرخواہی کی اور چھوڑا اوسکی خواستگاری
کو پس حضرت نے حرام کردیا ہے علی مرتضے پر جو نکاح کرین فاطمہ زہرا پر اونکی مدت حیات

تک اور فرمایا علی مین دوست رکہتا ہون تمکو اور خوف کرتا ہون مین اسبات سے کہ تم رنجیدہ کرو فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اور لازم آوے اوس سے رنج میرا اور منطوق اس حدیث کا مخصوص ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تئین ولیکن جو علت ایذا ہے جاری گردانی گئی یہ بات تمامی بنات مین اوس سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی فقد برا اور از انجملہ یہ ہے کہ اجتہاد اور تحری نہین کیا جاتا قبلہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی محراب کے درمیان جو مدینے مین ہے چپ اور راست اور فتوی دیا شیخ ابو زرعہ نے اوس شخص کے باب مین جو امتناع لایا نماز پڑہنے سے مسجد نبوی کی محراب کی طرف اور بولا کہ مین اجتہاد کرتا ہون اور پڑہتا ہون یہ کہ اگر کیا اس کام کے تئین یعنے جو اوپر گذرا کہ امتناع لایا الخ ساتہ اقرار اور اعتراف کرنے اوپر اسبات کے کہ یہ محراب حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تہی مرتد ہوا اور اگر تاویل کرے کہ یہ محراب جو اب ہے وہ نہین ہے جو اوس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تہی بلکہ تغیر دی گئی ہے اوس سے جو تہی تو کافر نہین ہوتا اور روایتون مین آیا ہے کہ دور کیے گئے حجاب جو درمیان تہے پس دیکہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے تئین اور بنا کی محراب عین کعبے کی مشابہت اور از انجملہ یہ ہے کہ جسنے دیکہا اوس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کے تئین خواب مین دیکہا اوس سرور صلی اللہ علیہ وسلم کو حقا اور بیشک و شبہ کیونکہ شیطان متمثل نہین کرتا اوس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنے اوس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت شریف کیطرح نہین بن سکتا اور نہین نمودار ہو سکتا واسطے یہ قدرت نہین ملی کہ اوس سرور صلی اللہ علیہ وسلم پر اسبات مین افترا کر سکے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ من رانی فقد رای الحق یعنے جس نے دیکہا مجہے پس تحقیق دیکہا حق کو مراد یہی دیکہنا خواب مین ہے اور جابر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ فرمایا من رانی فی المنام فقد رانی یعنے جس نے دیکہا مجہے خواب مین پس تحقیق دیکہا مجہے یعنے اگرچہ حق تعالی نے شیطان کو قدرت بخشی ہے کہ جیسی صورت سے چاہے نکلے لیکن ممکن نہین گردانا واسطے تئین کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت سے نکلے کیونکہ وہ سرور مظہر ہدایت ہے اور شیطان مظہر گمراہی اور ہدایت و ضلالت آپسمین ضدان ہین یہانتک کہ حضرت حق جل و علا کی صورت نکل سکتا ہے اور افترا کر سکتا ہے اور بہلا وا دے سکتا ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالی خالق ہے ہدایت اور ضلالت کا اور اوس جگہہ محل اشتباہ نہین کذا قالوا یعنے جیسا کہ کہا ہے عالمون نے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ فضیلت عام ہے تمام انبیا کے تئین اور شیطان متمثل

نہین ہوسکتا کسی پیغمبر کی صورت کرے لیکن صاحب مواہب لدنیہ اسکے تئین اون جناب کے خصایص سے لایا ہے اور حضرت رسول ؐ کو خواب مین دیکھنا شرط نہین کہ بصورت خاص اوس جناب کی دیکھین جس صورت سے کہ کسینے دیکھا اوس جناب ؐ کو دیکھا اور بعضون نے تنگ پکڑا ہے یعنے دقت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ اوس تقدیر مین ہے کہ بصورت خاص دیکھین کہ حقیقت مین وہ سرور ؐ اوس صورت پر تھا اپنی مدت عمر کے درمیان اور بعضون نے اس سے زیادہ تنگ پکڑا ہے کہ اوس صورت سے دیکھین جس صورت سے حضرت ؐ مقبوض ہوئے یعنے جس حالت سے کہ حضرت ؐ نے رحلت کی جہان سے یہانتک کہ اعتبار کیا ہے عدد کے تئین سپید بالون کہ جو لحیہ مبارک مین اور سر نورانی اوس جناب ؐ کے تھے اور عدد اوسکا بیس کو نہین پہونچا تھا اور کہتے ہین کہ جو کوئی ابن سیرین کے پاس جو صاحب تعبیر تھا رویا کا آتا تھا اور کہتا کہ مین نے اوس جناب ؐ کو خواب مین دیکھا ہے پوچھتا وصف کر اوسکے تئین کہ کس صورت سے دیکھا ہے تو نے اگر وہ شخص اوس صورت سے وصف کرتا کہ نتہا وہ سرور ؐ اوس صورت پر کہتا ابن سیرین نہین دیکھا تو نے اوس جناب ؐ کے تئین اور کہتے ہین کہ سند اس حدیث کی صحیح ہے خدا جانے کسینے ابن عباس سے کہا کہ دیکھا ہے مین نے رسول خدا کو خواب مین پوچھا کس صورت سے دیکھا ہے تو نے کہا حضرت امام حسن کی صورت پس کہا ابن عباس نے سچ دیکھا ہے تو نے اوس حضرت ؐ کو اور بعضون نے کہا ہے کہ دیکھنا بصورت خاص اور اوس صفت سے جو معلوم ہے اوس جناب ؐ کی پانا اوس سرور ؐ کی حقیقت کا ہے اور بدون اوسکے یعنے مصورت نہ دیکھنا پانا مثال کا ہے اور صواب یہ ہے کہ تمام محدث اسبات پر ہین کہ جس صورت سے دیکھے اوس سرور ؐ کو دیکھا ہے ولیکن دیکھنا بصورت خاص اتم اور اکمل ہے اور رتبہ وقت آئینے کے حال مین ہے جسکا آئینہ خیال زیادہ صاف ہے اور اسلام کے نور سے زیادہ منور ہے دیکھنا اوسکا درست تر اور کامل تر ہے کلام تحقیق مین اس مقام کی بہت سے شرح مشکات مین تمام وہ لایا گیا ہے اوس جگہہ دیکھا چاہیے اور حدیث مسلم مین آیا ہے کہ من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ یعنے جس نے دیکھا مجھے خواب مین سر انجام ہے کہ دیکھیگا مجھے بیداری کے درمیان اسکی کئی وجہ سے توجیہ کرتے ہین ایک یہ کہ جو دیکھتے ہیکے

اوس سرور کو جنت مین دیکھیگا اوس جناب صلعم کو آخرت مین اور کہتے ہین کہ آخرت مین تمام
امت اوس سرور کو دیکھیگی اور سب امیدوار ہین اس دولت کے حاصل ہونیکے خواب مین دیکھنے
کی وجہ تخصیص کیا ہے مگر یہ کہین کہ اس دیکھنے کے معنی دیکھنا ایک خاص اور قرب ایک مخصوص
ہو کہ جس سے امیدوار شفاعت کا واسطے بلند ہونے درجات کے ہو اور ہو سکتا ہے کہ بعضے
گنہگار گناہونکی شومی سے محروم رہین جمال سے اوس جناب صلعم کے چندگاہ اور بعضے جنکا انہون
بخلاف اس دیکھنے کے حرمان اور خذلان سے محفوظ رہے حرمان کے معنی بے نصیبی اور خذلان
خواری اور دوسری وجہ یہ کہ مراد دیکھنے سے بیداری مین دیکھنا خواب کی تاویل کا اور اوسکی
صحت کا ہے اور یہ بات کے مخصوص ہے اہل عصر اوس جناب کا یعنی جس کسینے اوس جناب کو
منام مین دیکھا اور بیداری مین نہین دیکھا حالانکہ ہم عصر تہا حضرت صلعم کا کہ بشارت دی حضرت صلعم نے
کہ جو کوئی اہل عصر سے خواب مین اوس جناب صلعم کے دیدار سے مشرف ہوا امید ہے کہ شرف صحبت
سے بہی کامیاب ہوگا اور یہ معنی اظہر ہے جیسا کہ بعضے روایتون مین آیا ہے کہ ایک شخص حضرت
رسول صلعم کے حضور آیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلعم میرا باپ بڈہاپے سے ملازمت کو
نہین پہونچ سکتا لیکن خواب مین مشرف ہوا ہے فرمایا حضرت صلعم نے من رآنی فی المنام فسیرانی
فی الیقظہ یعنی اسکے اوپر گذرے اور ہو سکتا ہے کہ یہ بشارت ہو بعضے مستعدون اور مقربون
کو درگاہ کے اور سالکون کو راہ کے جو گاہ وبیگاہ اس نعمت سے کامیاب ہوئے ہین کہ حال
اوس جگہہ کو پہونچے کہ بیداری مین بہی اس سعادت سے مشرف ہون اور عالمون کو اوس جناب
کے دیکھنے مین بیداری کے درمیان رحلت شریف کے بیچ خلاف ہے صاحب لدنیہ نے
اپنے شیخ سے نقل کی ہے کہ کہا نہین پہونچی ہمکو یہ بات کسی ایک صحابی سے اور نہ بعد اونکے
سے اور نہ تحقیق سخت ہوا اندوہ یعنی بیحد وشمار حضرت بی بی فاطمہ زہرا کا اوس جناب صلعم کے
فوت پر یہانتک کہ انتقال فرمایا حضرت زہرا نے اوس جناب صلعم کے اندوہ نہانی سے چہہ مہینے
کے بعد اوس درد سے بر قول صحیح اور گہر حضرت زہرا کا قبر مبارک کے ہمسایہ مین تہا اور
نقل نہین کیا گیا حضرت فاطمہ زہرا سے دیکھنا اوس جناب صلعم کا اس مدت فراق مین لیکن بعضے صالحون
سے حکایتین اونکی ذاتون سے آئی ہین جیسا کہ بارزی کی توثیق عری الایمان مین اور بہجۃ النفوس

مین ابن ابی جمرہ کی اور روضۃ الریاحین مین عفیف یافعی کے اور اور تصنیفون مین اوسکی اور شیخ
صفی الدین نے اپنے رسالے مین اور بہی مواہب مین عبارت ابن جمرہ کی نقل کی ہے کہ کہا ابن جمرہ
ذکر کیا گیا ہے سلف سے اور خلف سے اوس جماعت سے جنہون نے تصدیق کی اس حدیث کی یعنے
من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظہ کہ دیکہا اون لوگون نے اوس سرور صلعم کو خواب مین بعد اوسکے
دیکہا بیداری مین اور پوچہا اونہون نے حضرت صلعم سے اون چیزون کو جس سے تشویش مین تہے
پس خبر دی حضرت صلعم نے اونکے تئین کام کی کشایش کی اور بتایا اون اہونکو جس سے کشایش
حاصل ہوئی ایسا کچہ آیا ہے نہ زیادہ نہ کم اور کہا یعنے صاحب مواہب نے کہ آیا منکر
تصدیق رکہتا ہے اولیا کے کرامات پر یا نہین اور نہین رکہتا اوس سے بحث نہ کرنی چاہیے کہ
جس چیز کے وہ اثبات کرے تکذیب کریگا اور اگر تصدیق رکہتا ہے کہا چاہیے کہ یہ از ان
جملہ ہے کیونکہ اولیا کے تئین خرق عادت سے کشف کی جاتی ہین متعدد چیزین نادر عالم علوی
اور سفلی مین ایسی کہ سائر ناس کو طرف اوسکے راہ نہین اور بہی صاحب مواہب نے کہا ہے
کہ شیخ ابو منصور نے اپنے رسالے مین ذکر کیا ہے کہ کہتے ہین شیخ ابو العباس قسطلانی آیا
ایکبار رسول خدا صلعم کے حضور پس فرمایا حضرت صلعم نے اخذ اللہ بیدیک یا احمد یعنے دستگیری
کرے تیری خدا تعالی ای احمد اور شیخ ابو السعود سے لایا ہے یعنے صاحب مواہب
کہ کہا یعنے شیخ ابو سعود نے کہا کہ زیارت کیا کرتا تہا مین تیرے شیخ کے تئین جو شیخ ابو عباس
ہے اور دوسری مشائخون کے تئین صلحا عصر سے پس مشغول ہوا مین اور منقطع ہوا
مین سب سے اور فتح کی گئی مجہپر یعنے کشف حاصل ہوا مجکو پس نہ تہا مجہے شیخ کوئی پیغمبر خدا
اور مصافحہ فرماتے مجہ سے حضرت رسول صلعم ہر نماز کے بعد اور کہا شیخ ابو العباس حرار نے
جو آیا ایکبار حضرت رسول صلعم کے حضور کہ دیکہا مین نے حضرت صلعم کے تئین کہ لکہتے ہین مناشیر
اولیا کی طرف ولایت کے مناشیر جمع منشور یعنی فرمان اور لکہا اوس جناب صلعم نے واسطے
میرے بہائی کے جسکا نام محمد ہے ساتہ اونکے ایک منشور مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
نہین لکہتے واسطے میرے جیسا کہ میرے بہائی کے لیے آپ لکہتے ہین پس فرمایا حضرت
نے کہ اوسکے تئین ایک مقام ہے سوا اسکے اور امام حجۃ الاسلام نے اپنی کتاب المنقذ من الضلال

مین ذکر کیا ہے کہ ارباب قلوب یعنے صاحبدل لوگ دیکھتے ہین بیداری مین ملایک کے تیئن
اور پیغمبرونکی ارواحون کے تیئن اور سنتے ہین اون سے آوازون کو اور جانتے ہین اونسے فایدون کو
اور استفادہ کرتے ہین اونسے اور حکایت کی گئی ہے سید نورالدین ایجی سے جو والد سید صفی الدین
اور سید عفیف الدین کا ہے کہ سنا اوس نے بعض زیارتون مین جواب سلام کا قبر شریف
کے داخل ہونے والے سے کہ علیک السلام یا ولدی اور مواہب لدنیہ مین اسی قبیل سے
حکایت لاتا ہے کہ احتمال بیداری اور خواب دونو کا رکہتی ہے اور لاتا ہے کہ شیخ شہاب الدین
سہروردی قدس سرہ عوارف المعارف مین شیخ عبدالقادر گیلانی سے لاتا ہے کہ کہا تزوج
نہ کیا مین نے یہانتک کہ کہا مجھے رسول خدا نے تزوج کر تو کہا ان سطرون کے لکھنے والے
بندہ مسکین عبدالحق بن سیف الدین نے کہ بہجۃ الاسرار مین جو تصنیف شیخ ابوالحسن علی
بن یوسف شافعی کی ہے کہ درمیان اوسکے اور حضرت غوث الاعظم کے دو واسطے
ہین شیخ ابی العباس احمد بن شیخ عبداللہ ازہری حسینی سے لاتا ہے کہ کہا یعنے شیخ
ابوالعباس نے کہ حاضر ہوا مین مجلس مین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی اور تھے مجلس
مین مانند دس ہزار مرد کے اور بیٹھا ہوا تھا شیخ علی بن ہیتی پس پکڑا اوسے نیند کی جہپک نے
پس کہا لوگون کو خاموش ہو پس چپ ہوئے یہانتک کہ سنی نہین جاتی تہی اون سے مگر
سانس اونکی پس نیچے اترے حضرت شیخ کرسی سے اور کہڑے ہوئے شیخ علی ہیتی کے دونو ہاتھون کے
سامنے اور گہور کر نظر کرنے لگے اوسمین بعد اسکے جاگا شیخ علی اور کہا حضرت شیخ نے کیا تونے رسول
خدا کو خواب مین دیکھا کہا ہان دیکھا فرمایا اسی واسطے مین نے ادب کیا اور فرمایا کس چیز پر وصیت
کی تجھے حضرت رسول ص نے کہا وصیت کی اوپر تیرے ملازمت کی کہا شیخ علی نے لوگون سے
جو کچھ دیکھا مین نے خواب مین دیکھا اوسے شیخ نے بیداری مین اور روایت کی گئی ہے کہ موی
اوس روز سات مرد اہل مجلس سے اور جان کہ صاحب مواہب نقل کرنے مین اقوال مشایخ
کے روایت مین حضرت رسول ص کے درمیان بیداری کے اوپر قاعدے علم اور اقوال عالمون
کے جاکر شیخ بدرالدین حسن بن اہدال سے نقل کی ہے یعنے صاحب مواہب نے کہ ظاہر ہونا
رویت کا بیداری مین اولیا کے تیئن پی درپی ہوا ہے اوپر اوس اخبار اور حاصل اوپر اوس

بات کے حلم قوی ہے ایسا کہ دور ہے اوس علم سے شک اور شبہہ لیکن واقع ہوتا ہے اونکی میز
یعنے ولیون کو اوسمین یعنے رویت مین غایب ہونا اور ادراک کے پوشیدہ ہونے کیطرف کا ایک
ایسا حال وارد ہونے کی جہت سے کہ بیان مین نہین آسکتا اور مرتبے اونکے اوس رویت مین
تفاوت رکہنے والے ہین اور نزدیکی رکہنے والے ہین آپسمین کبہی ایسا ہوتا ہے کہ خواب مین
دیکہتا ہے یا ادراک کے غایب ہونے مین اوسی بیداری خیال کرتا ہے اور کبہی خیال دیکہتا ہے
اور اوسے رسول گمان کرتے ہین بلکہ دیکہنا اوس سرورؐ کا بین النوم والیقظہ ہے یعنی خواب
اور بیداری کے مابین ہان سچ ہے جو صاحب دل ہمیشہ قایم ہین مراقبے مین اور توجہ مین اور
خالص ہین کدورتون سے نفسانیت کی اور روگردان ہین دنیا سے اور اہل دنیا سے بالکل
اور مشتاق اور عاشق ہین اوس جناب کے جمال کے اور دوست رکہتا ایک ادن سے یعنے
صاحبدلون سے یہ کہ ہاتہ اوٹہاوے اپنے تمام اہل اور مال سے اور دیکہے سیّد کے تئین جسطرح
شیخ عبدالقادر جیلانی کہ متمثل ہوئے صورت اوس سرورؐ کی اونکے مشاہدے کی آنکہہ مین کہ
تصور کیا عالم اسرار مین کہ کلام کرتے ہین حالت ذوق مین اور حکایت شیخ ابی العباس مرسی سے
کہ کہا اگر پوشیدہ ہو جمال پیغمبر کا مجہ سے ایک پل تو مین اپنے تئین مسلمانون سے نہین گنتا اور یہ
بہی محمول اوپر ہمیشگی کے ہے مشاہدے کے اور حضور کے ہے اور اوپر رعایت کرنے سنتون کے
اور اوپر آداب اور سالک ہونے اوس جناب کے راہون کی محمول ہے اور طریقہ اوس سرورؐ
کے قول کے کہ الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ یعنے احسان وہ ہے یہ کہ عبادت کرنا تیرا خدا
کے تئین جسطرح تو دیکہتا ہے خدا کو واسطے ایسے حضور دل کے پڑہے گویا خدا سامنے حاضر ہے اور کہا ہے
بدر الہلال نے شیخ ابو العباس مرسی کی حکایت کے پیچہے یعنے یہ جو کہا شیخ ابو العباس مرسی نے
کہ اگر ایک پل سرور عالمؐ کو مین نہ دیکہون الخ کہ یہ وہ مجوز ہے جو واقع ہوتا ہے مانند اوسکے کلام
مشایخ کے درمیان اور مراد وہ ہے کہ وہ سرورؐ محجوب نہین غفلت اور نسیان سے حجاب سے ہمیشگی
مراقبے اور حضور کی جہت سے اور استحضار کی جہت سے اعمال اور اقوال کے درمیان اور ارادہ
نہین کیا اوس سے کہ وہ سرورؐ محجوب نہین روح شخصی سے حضرتؐ کی اپنے سر کی آنکہون کرکے
کیونکہ وہ محال ہے واللہ اعلم شخص کے معنی کالبد انسان کا اور اسمین بالنسبت کی ہے یہ ہوا

الی اختصار عبارت کا حل حاصل ہے جو نقل کیا ہے انکار رویت مین بیداری کے درمیان سر کی آنکھون سے
مولف کہتا ہے کہ ہمیشگی مراقبے کی اور حضور شوق اور محبت کے غلبے کا اور دیکھنا بچشم خیال اور تصور کرنا
مثال کا ایک مرتبہ ہے کہ اہل طلب نے اور اہل سلوک نے اوس سے برخورداری پائی ہے اور
محفوظ ہین بابت رویت مین سرور عالم صکے جلتی ہے صورت سے اور مثال سے اور جسطرح کہ جائز
ہے کہ خواب مین جوہر شریف اوس جناب صکا متصور اور متمثل ہو بدون شبہہ شیطان کے تمثل کرنے
کی بیداری مین بہی حاصل ہوتا ہے اور جو کچہ خواب دیکھنے والا خواب مین دیکھتا ہے بیدار بیداری
مین دیکھتا ہے جیسا کہ بہجۃ الاسرار کی حکایت سے ظاہر ہوتا ہے اور جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ دیکھتا ہون
مین موسیٰ کے تئین کہ کئی ہزار بنی اسرائیل سے عبا پہن کر حج کو آتے ہین اور تلبیہ کہتے ہین یعنے
لبیک بولتے ہین گمان کرنا اس حال کا بہی اور خواب کے اور مبالغہ کرنا درمیان یقین کے
خلاف ظاہر ہے اور تمثل کرنا ملکوت کا بصورت ناسوت ایک امر مقرر ہے اور یہ لازم ہنین کہ
حضرت صقبر مطہر سے نکلے ہون اور لازم ہنین آتا کہ انہون کو یعنے خواب وغیرہ مین دیکھنے والون
کو صحابی بولین یہان مولف دفع دخل مقدر فرماتے ہین یہ اگر کہا جاوے کہ صحابی کی تعریف
یہ ہے کہ من رای النبی مع الایمان فہو صحابی پر لیکن بعضے وجہون مین حکم صحابی کا رکہتے ہونگے
اور اگر کچہ غائب ہونا عالم ادراک سے ذکر کے غلبے کے سبب سے اثبات کرین بدون ثابت ہوئے
خواب کی تو کچہ مانع ہنین ہے اور خواب تعطل پانا حواس کا ہے مزاج کی رطوبت کے غلبے
کے سبب سے دماغ پر اور اسجگہ غایب ہونا حواس کا غلبہ کرنا ذکر اور شہود کا ہے اور بیداری مین ہے
نہ یہ کہ خواب مین اور بالجملہ دیکھنا اوس سرور صکا وفات کے بعد مثال کر کے ہے جیسا کہ خواب مین
دیکھا جاتا ہے ویسا ہی بیداری مین بہی دکہائی دیتا ہے اور کالبد مطہر اوس مقدس جناب کا
جو مدینے کے درمیان جو قبر مین آسودہ ہے اور زندہ ہے وہ بہی متمثل ہوتا ہے ایک آن مین
صد صورتون سے عوام کے تئین خواب مین دکہائی دیتا ہی اور خاصون کو بیداری مین اور جیسا
سوا ہے اپنے خود کہا ہے کہ جو کوئی اولیا کی کرامات پر تصدیق رکہتا ہے اور قایل اوپر اسبات کے
کہ منکشف ہوتے ہین اونپر اشیا یعنے ولیون پر عالم علوی اور سفلی مین تو مشکل اور شبہہ ہنین ہوتی
اوسپر یعنے تصدیق رکہنے والے پر کوئی چیز انسبات سے اور امام غزالی نے کہا ہے کہ جو کچہ اہل عوام

خواب مین دیکھین خاص لوگ بیداری مین پاتے ہین اور جو کچہ اونکو کسب سے حاصل ہو یعنے محنت اور ریاضت انکو یعنے خاصون کو وہب سے حاصل ہو یعنے بخشش الٰہی سے واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل تنبیہ اگرچہ سرور عالم کا دیکھنا منام مین ثابت اور حق ہے بے شک و بے شبہ لیکن کہتے ہین کہ جو کچہ دیکھنے والا اوسے احکام سے عمل اوسپر نہ کرے نہ واسطے شک کے رویت کے درمیان بلکہ واسطے اثبات کے کہ دیکھنے والے سے ضبط کرنا مفقود ہے خواب کی حالت مین کذا قالوا مفقود ہے کے معنی گم کیا گیا اور مراد احکام سے وہ احکام شرعیہ مین جو مخالف ہوون قرار مین کے اور نہین تو بعضے علوم جو اس سبیل سے نہون یعنے قبیل احکام نوم سے اوسکے قبول کرنے مین اور عمل کرنے مین ویرا اوسکے کچہ خلاف نہوگا اور بہت سے محدثون نے رویا مین تصحیح اون حدیثون کی کی جو مروی ہین حضرت رسول کی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ دیکھا اور عرض کی ہے یا رسول اللہ فلان شخص نے یہ حدیث آپکی جناب سے روایت کی ہے پس فرمایا حضرت نے ہان سچ ہے اور جس روایت مین کہ لفظ بعض مشایخ کی اثبات کرتے ہین اونہون نے بہی اسیطرح استفادہ علوم کا کیا خدا جانے اور اوس جناب کے خصایص سے یہ ہے کہ نام رکھنا اسم شریف کرکے اوس جناب کا مبارک ہے اور نافع ہے دنیا اور آخرت مین روایت کی گئی ہے انس بن مالک سے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ کہڑے کیے جاتے ہین دو بندے خدا تعالیٰ کے درگاہ مین پس امر کرتا ہے خدا عزوجل اونکو طرف بہشت کے اور کہتے ہین یہ دونون اے خداوند کس چیز کے سبب سے ہم دونو سزاوار اور مستحق جنت کے ہوئے اور حال یہ کہ ہمنے کچہ عمل نیک ایسا نہین کیا کہ جزا دیتا تو ہمکو بہشت کے تئین فرماتا ہے حضرت رب العزت جل جلالہ کہ داخل ہو تم بہشت کے تئین کیونکہ مین نے قسم کی ہے اپنی ذات کی کہ داخل نہوونگا دوزخ مین جو کوئی احمد اور محمد ہے یعنے جسکا نام احمد اور محمد ہے اور نیز روایت کی گئی ہے کہ فرمایا ہے پروردگار نے اپنی پیغمبر سے کہ قسم کہایا مین نے اپنی عزت اور جلال کی کہ عذاب نکرونگا مین کسی ایک کے تئین جو پکارا جاوے تیرا نام کرکے اور حضرت علی مرتضیٰ سے آیا ہے کہ فرمایا کہ کوئی مایدہ نہین جو رکہا جاوے اور حاضر ہوا اوسپر وہ کوئی جسکا نام احمد ہو یا محمد ہے مگر یہ کہ پاک کرے خدا تعالیٰ اوس جگہہ کو جسمین کہا گیا وہ مایدہ ہر روز دو بار روایت کی ابو منصور الدیلمی مایدہ اوس خوان کو کہتے ہین جسپر کہانا رکہتے ہین

اور جب تک اوسپر کہانا ہو جاتا ہے کہتے ہین اور بہی آیا ہے کہ کوئی گہر نہو جسمین نام محمد کا ہو مگر یہ کہ برکت دیوے خدا تعالی اوسمین یعنے جس گہر مین نام پاک اوس سرور کا ہو اوس گہر مین خدا برکت دیتا ہے اور آیا ہے کہ مجتمع ہوویں لوگ مشورت کرنے کے واسطے اور اونمین وہ شخص ہو جسکا نام محمد ہو البتہ برکت ہو اوس مشورت کے درمیان اور آیا ہے کہ جس کسیکا نام محمد ہو حضرت رسول ص اوسکی شفاعت کرینگے وقال البوصیری فان لی ذمة منه بتسمیتی محمدا وهو اوفی الخلق بالذمم معنی اس شعر کے یہ ہین پس تحقیق کہ واسطے میرے ایک عہد ہے اوس سرور سے میرے نام رکہا جانیکے سبب سے محمد کرکے اور حال یہ کہ وہ سرور وفا کنندہ ترین خلایق ہے عہدون کے مؤلف کہتے ہے کہ ایکبار مین نے غوث الثقلین کو خواب مین دیکہا اور آگے اونکے کہڑا ہوا حاضران مجلس نے کہا کہ محمد عبد الحق سلام کرتا ہے پس حضرت غوث الاعظم کہڑے ہوئے اور مجہہ سے معانقہ کیا معانقہ یعنی ایک دوسرے کی گردنمین ہاتہ ڈالنا اور فرمایا کہ دوزخ کی آنچ تمپر حرام ہے ظاہرا یہ بشارت نتیجہ اس نام کرنے کا ہے یعنے محمد کا نام کرکے اور عالمون کو اتفاق ہے نام رکہنے مین اسم شریف کرکے رسول خدا ص کا جو محمد ہے اور تکنیہ کرنے مین اوس جناب کا کنیت کرکے جو ابو القاسم ہے اختلاف ہے خواہ محمد اسم ہو یا نہو اور بعضون نے جمع کرنا درمیان اسم اور کنیت کو منع کیا ہے اور افراد تجویز کیا ہے یعنے اسم یا کنیت دونو سے ایک کہنا اور یہ قول زیادہ صحیح ہے نووی نے کہا ہے کہ اس مسئلے مین کئی مذہب ہین مذہب شافعی کا منع ہے مطلقا یعنے بدون کسی قید لگانے کے اور مالک نے جایز رکہا ہے یعنے اگر کوئی محمد اور ابو القاسم اپنا اسم اور کنیت کرے تو جایز ہے تیسرا مذہب یہ ہے کہ جایز ہے واسطے اوس شخص کے یعنے کنیت کرنا جسکا نام محمد نہین ہے اور جس کسی نے جایز رکہا ہے مطلقا یعنے بے قید اور مخصوص گردانا ہے نہی کے تئین بحالت حیات حضرت ص کے پس وہی اقرب ہے انتہی اور از انجملہ یہ ہے یعنے از قبیل خصایص حضرت رسول ص کے کہ مستحب ہے غسل کرنا اور خوشبو کی ہند واسطے حدیث پڑہنے حضرت رسول ص کے اور چاہیے کہ حدیث پڑہنے کے نزدیک آواز دہیمی کی جاوے جیسا کہ حالت حیات مین جسطرح تکلم فرماتے حضرت ص فرمایا اللہ تعالی نے یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی یعنے ای گروہ مومنین

مت بلند کرو اپنی آوازونکو فوق پیغمبر کی آواز کے کیونکہ کلام اوس جنابکا جو مروی اور ماثور ہے بعد
اوس جناب صلعم کے عزت اور رفعت مین مانند اوس کلام کے ہے جو سنا جاتا تہا الفاظ شریف سے
اوس جناب صلعم کے یہ دلیل ہے اوس بات کی جو اوپر گذرا کہ حدیث پڑہنے کے وقت آواز پست کیجاوے
اور چاہیے کہ بیٹہی جاوے حدیث مکان عالی اور رفیع پر روایت ہے مطرف سے کہ جب
آتے تہے لوگ مالک رح کے پاس باہر سجو آتا تہا لونڈی کے تئین یعنے امام مالک اور کہتی تہی
باندی کہ شیخ کہتا ہے کہ کیا چاہتے ہو تم حدیث یا مسایل اگر کہتے آدمی کہ ہم مسایل سنا چاہتے
ہین جلدی باہر آتا گہر سے اور سکہاتا اونکو مسایل کے تئین اور اوسکے غیر مین روایت آئی
ہے کہ کہلا بہیجتا اندر سے مسایل کے جواب کے تئین اور اگر وہی کہتے کہ ہم حدیث سنا چاہتے ہین
تو آتا اپنے حمام مین اور غسل کرتا اور سفید لباس پہنتا اور عمامہ سر پر رکہتا اور طیلسان پہنتا
اور خوشبوئی ملتا اور رکہی جاتی کرسی پس باہر آتا اور بیٹہتا اوپر اوسکے اور تبخر کرتا عود سے
اور حدیث پڑہتا ساتہ خشوع اور وقار کے اور نہ بیٹہتا کرسی پر مگر حدیث جسوقت پڑہتا تبخیر
کے معنی بخور کرنا اور طیلسان چادر کو کہتے ہین خشوع کے معنے عاجزی کرنا اور کہتے ہین کہ
مالک نے اوس روش کے تئین سعید بن المسیب سے سیکہا تہا اور تحقیق مکروہ رکہا ہے قتادہ
اور مالک نے اور اور ایک جماعت نے حدیث پڑہنے کو اوپر غیر طہارت کے اور تہا عامر
اوسکا یعنے حدیث پڑہنے کا یہ کہ تیمم کرتا اور شک نہین ہے کہ احترام اور تعظیم اور توقیر اوس
جناب صلعم کی وفات کے بعد اوس جناب صلعم کے ذکر کرنے کے وقت اور اوس سرور صلعم کی حدیث
سننے کے وقت اور اوس جناب صلعم کے اسم اور سیرت کے سننے کے وقت لازم ہے جسطرح
اوس جناب صلعم کے حضور مین تہا اور چاہیے کہ پڑہنے کے وقت کہڑا ہووے واسطے کسیکے
یعنے پڑہنے والا جسوقت کہ پڑہتا ہوا ہو اور کوئی اوس مجلس مین آوے کیسا ہی ذیشان
ہو کہڑا نہووے اوسکی تعظیم کے لیے کیونکہ اسمین قلت ادب ہے حضرت رسول اکرم کے
اور قلت احترام ہے واسطے اوسکے اور قطع ہونا اوسکی حدیث کا ہے اور اوسکے غیر کی جہت
سے خصوصاً واسطے فاسقون کے اور واسطے اہل بدعت کے یعنے کسیکے واسطے نہ اوٹہے
خصوصاً فاسقون کے واسطے اور تہی سلف یعنے اگلے زمانے کے محدث کہ قطع نہین کرتے

تہے حدیث کے تئین اور حرکت نہین کرتے تہے اگرچہ کچہ ضرر اور آفت پونچتی اونکے تئین چنانچہ
اور صبر کرتے تہے اوپر اوسکے یعنے ضرر اور آفت پر پیغمبر صلعم کی حدیث کی جہت سے لاتے ہین کہ ایکبار
امام مالک کے تئین بچہونے سترہ بار کاٹا اور وہ نہ ہلا صبر اور تحمل کیا اوسپر اور قطع نکیا حدیث کو تئین
جناب نبوی صلعم کی حدیث کی توقیر کی جہت سے اگرچہ معذور تھا اوس مین اور جنبش کرنا اور
حرکت کرنا خود کیا گنجایش رکہتا ہے خصوصًا کہ نسبت کیا جاوے اوس جہت سے جو معنی ہے کلام
سے ذکر کیا اسکے تئین ابن حاج نے مدخل مین کے درمیان آداب ازانجملہ یہ ہے کہ ثابت ہوتی
تہی صحبت واسطے اوس کسیکے جو مجتمع ہوتا اور ملاقات کرتا حضرت صلعم سے ایک لمحہ اور دیکہتا اوس
جناب صلعم کے جمال کو ایک نظرہ اور ایک لحظہ لمحہ یعنی ایکبار ایک جہپک دیکہنا کسی چیز کو اور نظرہ
ایکبار دیکہنا اور لحظہ ایکبار نگاہ کرنا کن آنکہیون سے اسیلئے حضرت صلعم کے خصایص سے اہل سیر نے
لکہا ہے گویا مراد یہ ہے کہ صحبت عرف اور عادت کے درمیان دیر تک کرنے سے اور اکٹہا
ہونے سے اور طول مصاحبت سے حاصل ہوتے اور اسجگہ ایک نظرہ اور ایک لحظہ مین
حاصل ہوتی تہی اور ایسی کسی کو صحابی کہتے ہین بقول صحیح مختار یعنے اختیار کیا گیا اور اسکو
بیچ خصایص ہی رکہنا اس صفت کے تئین نسبت کرتے لوگون کی اور ہی نہ یہ کہ نسبت کرتے
انبیا علیہم السلام کی جیسا کہ کہا ہے اونہون نے کہ تابعی کے درمیان نسبت کرتے صحابی کی ایسا
نہین ہے بلکہ اوسجگہ طول کرنے سے اجتماع کر حاصل ہووے ہی بقول اصح اصل وصول کے
نزدیک اور جتنے خصایص کہ اونہون نے ذکر کیے ہین مشترک ہین درمیان اوس جناب صلعم کے
اور تمام انبیا کے مانند نہ ٹوٹنے وضو کے خواب سے اور نہ جایز ہونا تمثل شیطان کا صورت
لرسکے اور عدم تثاؤب اور مانند اوسکے کما صرح بعض العلما اور ہو سکتا ہے کہ مراد وہ ہو
کہ اثر اوس نور الٰہی صلعم کی صحبت کا اور وجود نور انیت کا اور حاصل ہونا کمال کا ایک نظرہ
کرنے مین حضرت صلعم سے پیدا ہوتا ہو جیسا کہ کہتے ہے اونہون نے کہ مجرد اصابت کے کہ نظر
شریف اوس جناب صلعم کی کسی جلف اعرابی پر پڑتی تو وہ نطق کرتا حکمت کا جلف بالکسر یعنی
میان تہی یعنے ہر چند احمق ہوتا لیکن اثر نظر شریف سے وہ گویائی کرتا عقل اور حکمت کی
اور قوت القلوب مین کے درمیان کہتے ہین کہ ایک نظرہ کرکے جو مصطفٰے صلعم کے جمال پر پڑے وہ کچہ

دیکھائی دیوے اور ایسا کچہ کشف ہو کہ دوسرونکو ار بعینات بین حاصل نہو اور یہ معجزات اور خصایص سے سید انبیا کے ہی کہ دوسرے نبیوں میں تنہا اسکے تئین اوس جناب ص کے خصایص سے لکہتے اونہون نے اربعینات جمع اربعین ہے یعنی چالیس ورکا پیدا اور یہی خصایص کے درمیان لکہے کہ اصحاب رسول خدا ص کے سب عادل ہین ظاہر کتاب اور سنت کی جہت سے جو اونکی مدح مین اور تعدیل مین اونکی واقع ہوا ہے پس بحث نہین کیا جاتا عدالت سے کسی ایک سے اونکے جیسا کہ تمام راویون سے حدیث کے تئین انفراد کرکے صحابی فرد اور نادر نہین بولتے بلکہ سوا اون کے جو تابعین اور تبع تابعین ہین اہل سنت اور جماعت نے اجماع کیا ہے یعنے اتفاق اونکی تعدیل پر اگرچہ بعضے اون سے یعنے صحابیون سے ملابس فتنون کے ہوئے تعدیل کے معنی راست کرنا اور سزاوار گواہی کے گرداننا اور حسن ظن سے کہتے ہین یعنے اہل سنت وجماعت کہ ملابست فتنے کی اور واقع ہونا اون سے اور اسکے درمیان خطا اجتہاد مین اور تاویل ہین تہی تاویل کے معنی گرداننا کلام کا ظاہر سے بخلاف ظاہر یعنی بیان کرنا اوس چیز کا جسکی طرف بات پہیرے اور نظر کرتے ہین یعنے اہل سنت وجماعت اون کے فضایل کے درمیان امتثال اور انتہا اوامر اور نواہی ہین حضرت ص کی اور حاضر رہنے مین اون کے غزوون کے درمیان ہمراہ اوس سرور کے اور فتح کرنا اقلیمونکا اور پونہچانا احکام اور ہدایت انسان کا ساتہ مواظبت کرنے صلوۃ اور صوم کے اور زکوۃ اور نوع بنوع کے قرب اور صفات کمال شجاعت اور براعت کہ یعنے غلبے کے اور کرم اور اخلاق حمیدہ کہ تنہا کسی امت مین سلف کی امتون سے اور یہی تمام عالم او پر اسبات کے ہین کہ اصحاب بہترین امت ہین اور اصحاب خیار امت ہین یعنے بہترین امت سے اور افاضل ملت ہین اور جو کوئی اون کے بعد ہے اون کے مرتبے کو نہین پونہچتا اور بعضے عالمون نے ابن عبد البر کے مانند جو مشہور محدثون سے ہے اور سوا اوسکے اور ون نے اس مسئلے مین کلام کیا ہے کہ کون ہوگا اوس جماعت مین جو اصحاب کے بعد آیا وہ کوئی جو افضل ہو کمالات علمی اور عملی ہین بعضے اصحاب سے اور بعضے صحابی اہل کبایر سے تہے یعنے گناہ کبیرہ جن سے عمل ہین آئے تہے اور وہی لوگ جنپر جاری کی گئی حد اور تمسک کیا ابن عبد البر نے او پر اون حدیثون کے جو آخر امت کے فضل ہین وارد ہوئی ہین اور بعضے محدثین نے کہا ہے

لیہتر ہیا اور فضیلت مخصوص اون صحابیون کرکے ہے جنکی صحبت ممتد تہی رسول خداصلعم کے ساتہ اور
کثرت سے تہا اونکا استفادہ اور استفاضہ اوس جناب صلعم سے اور مختار یعنے مرجح اول کا قول
ہے اور احق یہہ ہے کہ فضل رویت حضرت صلعم کا اور حاصل ہونا یقین اور ایمان عیانی کا مخصوص
صحابیون کرکے ہے کہ دوسرا کوئی نہین رکہتا یعنے فضل رویت وغیرہ اور حدیثین جو آخر امت
کے فضل مین واقع ہوئی ہین دوسری حدیث سی ہے کہ ایمان غیب کرکے ہے جیسا کہ یومنون
بالغیب کی اس وجہہ سی تفسیر کی ہے مفسرین نے واللہ اعلم اور جملہ خصایص سی اسکے تئین
یہی ذکر کیا ہے کہ مصلی خطاب کرتا ہے اوس جناب صلعم کے تئین اپنے قول سے کہ السلام
علیک ایہا النبی اور خطاب نہین کرتا اوس سرور صلعم کے غیر کو اگر مراد اس خطاب سی یہ ہو کہ
سلام اوس سرور صلعم کے غیر پر خصوص کرکے واقع نہین ہوا ہو تو پہر یہ بات موافق ہے کہ اوس
حدیث کے جو ابن مسعود رضہ سے آیا ہے کہ کہا کہ تہے ہم کہ جب پڑہتے ہم نماز ساتہ رسول خدا صلعم
کے کہتے ہین کہ السلام علی اللہ السلام علی جبرئیل السلام علی میکائیل السلام علی فلان اور جب
فارغ ہوئے حضرت صلعم اپنی نماز سے فرمایا ہمکو کہ مت بولو تم کہ السلام علی اللہ کیونکہ خدا
آپ سلام ہے یعنے سالم ہے نقصانون سے اور شوفون سے اور سلامتی بخشنے والا بندونکا
ہے نقایص اور مخاوف سی سلام اوسپر جو وہم کیا گیا خوف اور احتیاج کا ہے کچہ معنی نہین
رکہتا اور جب بیٹہے تم مین سے کوئی نماز کے درمیان چاہیے کہ التحیات للہ والصلوات والطیبات
السلام علیک ایہا النبی رحمۃ و برکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کیونکہ جب اسکے تئین
کہا تو پہنچا ہر ایک صالح بندے کے تئین جو کچہ آسمان اور زمین مین ہے الی آخر الحدیث پس
اس جگہہ تخصیص ظاہر ہوئی سلام کی اوپر اوس سرور صلعم کے اور دوسرون کو عام کرکے رکہا اور اگر
مراد یہ رکہین کہ خطاب کرنا طرف اوس جناب صلعم کے سلام کا ساتہ غیبت کے اوس سرور صلعم کے
خصایص سی ہے یعنے خطاب ہوتا ہے اوسکی طرف جو حاضر ہو لیکن اوس جناب مقدس کیطرف
خصایص سی ہے اوس سرور صلعم کے تو یہی ایک وجہ رکہتا ہے اور وجہ یہ کہتے ہین کہ جب شب
معراج مین ورود خطاب کے صیغے سے تہا یعنے سلام کا ورود جو حضرت رب العزت کیطرف
سے آیا اوس جناب پر بعد اوسکے یہی اوسی صیغے پر مقرر رکہا اور کرمانی شرح بخاری مین

مذکور ہے کہ اصحاب اوس جناب صلعم کے فوت کے بعد السلام علی النبی کہتے تھے نہ یہ کہ خطاب کا صیغہ
کرکے خدا جانے اور بعضے عارفون کے کلام مین واقع ہوا ہے خطاب کرنا مصلی کیطرف اوس
جناب روح مقدس صلعم کے ملاحظے کے شہود سے اور سریان کرنے سے اوسکے یعنے روح اطہر کی
ذراری موجودات مین خصوصًا مصلیون کی ارواح مین ہے سریان کے معنی جانا کسی چیز کا تمام اجزا
مین کسی چیز کے اور ذراری جمع الجمع ہے ذرہ کا معنی یہ انہہ فکر کرنا مین بہاور چہیونٹیان ہکا ذرہ ہے
واللہ اعلم اور بالجملہ اس حالت میں اوس جناب صلعم کے شہود وجود اور حضور سے غافل اور ذاہل نہوا جاے کہ
اوس جناب کی روح پر فتوح کے فیضون کے وارد ہونے کی امید سے زاہل اور غافل ہترا وف ہین
ہین اور بالجملہ یہ ہے یعنے خصائص سے یہ کہ جسکو وہ سرور پکارے واجب ہے اوسے جواب
دینا اوس جناب کو اگرچہ وہ نماز مین ہو اور شاہد اسکا سعید بن معلی کی حدیث ہے کہ کہا
نماز کرتا تہا مین پس پکارا مجھے رسول خدا صلعم نے پس جواب نہ دیا مین نے پس نماز کی بعد خدمت
مین آیا مین اور مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم مین نماز مین تہا اس سبب سے مین نے جواب
ندیا فرمایا اوس جناب صلعم نے کہ آیا نہین فرمایا خدا تعالی نے استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم
لما یحییکم یعنے جواب دو تم خدا اور رسول خدا صلعم کو واسطے اوس چیز کے جو دوست رکہتا ہے تمہارے
تئین پس جواب دینا اوس جناب کا فرض ہے عاصی ہوتا ہے ترک کرنے والا اوسکا آیا نماز
باطل ہوتی ہے یا نہین صاحب مواہب کہتے ہین کہ تصریح کی ہے ایک جماعت نے شافعیون
سے کہ باطل نہین ہوتی اور بعضے اوپر اسبات کے ہین کہ باطل ہوتی ہے اور حدیث سے
کوئی چیز معلوم نہین ہوتی واللہ اعلم اور از انجملہ یہ ہے کہ جہوٹھ باندہنا پیغمبر خدا صلعم پر ایسا نہیں
ہے جیسا کہ اوس جناب صلعم کے غیر پر اور جو کوئی دروغ باندہے اوس سرور پر قبول نہین کیجاتی
روایت اوسکی ہرگز اگرچہ وہ توبہ کرے جیسا کہ ذکر کرتے ہین ایک جماعت نے محدثون سے تا
سعید بن جبیر سے لائے ہین کہ ایک شخص نے جہوٹ کہا رسول خدا صلعم پر پس بہیجا اوس جناب
نے علی مرتضے رضہ اور زبیر کے تئین اور فرمایا جاؤ اگر پاؤ اوسے مار ڈالو اور شیخ محمد جوینی امام الحرمین
کا باپ طرف اسبات کے گیا ہے یعنے مذہب اوسکا یہ ہے کہ عمدًا جہوٹ کہنا سول خدا
پر کفر ہے لیکن موافقت نہ کی اوسکے تئین امام نے اس قول کے درمیان اور حق یہ ہے کہ

جہوٹ باندہنا پیغمبر پر سخت گناہ عظیم اور گناہ کبیرہ ہے لیکن کافر نہین ہوتا صاحب اوسکا یعنی
جہوٹ کا جب تک استحلال اور توبہ نکرے اگر صحیح ہوا اور تاثار اوسکے ظاہر ہون مقبول ہو اور فرق
نہین درمیان شہادت اور روایت کے واللہ اعلم اور از انجملہ یہ ہے کہ حضرت معصوم ہین صغیرہ
اور کبیرہ سے عمدًا اور سہوًا یعنے نہ قصدًا اوس سے در حالے گناہ ہوا ہے نہ سہوًا مذہب مختار
یہی ہے اور اسیطرح اور انبیا اور کتب کلام کے درمیان اسکی تفصیل ہے اور حق یہی اجمال ہے
اور از انجملہ یہ ہے کہ جایز نہین اوس جناب پر جنون کیونکہ یہ نقص ہے نہ یہ کہ اغما طویل
اغما یعنی بیہوشی اور اسیطرح اور انبیا کو تیقین اور تنبیہ کی ہے سبکی نے یعنے آگاہی دیہات
کے اغما انبیا کی مخالف اغما ہے دوسرون کی اور ہوکون کے غلبے سے ہے حواس ظاہر
پر نہ یہ کہ دل پر کیونکہ وارد ہوا ہے کہ سوتی ہین آنکہین اونکی نہ یہ کہ دل اونکے اور جب نگاہ
رکہے گئے ہین دل اونکے خواب سے جو زیادہ سبک ہے اغما سے یعنے نیند پس اغما سے
بطریق اولے محفوظ ہونگے اور یہی سبکی نے کہا ہے کہ جایز نہین ہے انبیا پر نابینائی کیونکہ
یہ نقص ہے اور کوئی پیغمبر اعمی نہین ہوا ہرگز اور جو کچہ ذکر کیا گیا ہے شعیب سے یعنے یہ کہ
اعمی تہا سو ثابت نہین ہوا و لیکن یعقوب ؑ حاصل ہوا اونکی آنکہون پر پردہ اور دور ہوا
اور امام فخر رازی نے اس آیہ کی وابیضت عیناہ من الحزن یعنے سپید ہوئین آنکہین اوسکی
یعنے یعقوب ؑ کی حزن سے تفسیر مین کہا ہے کہ غالب ہوا اوسپر بکا یعنے رونا اور رونے
کے غلبے کے وقت بہت ہوتا ہے آب چشم پس آنکہین ایسی ہوتی ہین گویا سپید ہوئی ہین
اوس آنسوؤن کے پانیکی سفیدی سے اور دلیل اس قول کے صحت پر یہ کہ تاثیر حزن کے
رونیکے غلبے مین ہے نہ یہ کہ نابینائی حاصل ہونے مین بعد اسکے کہتے یعنے فخر رازی
نے کہ اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا ہے وہ یعنے یعقوب ؑ بالکلیہ نابینا ہوا تہا پس گردانا
خدا تعالی نے اوسے بینا یوسف ؑ کے کرتے کے ڈالنے سے اور بعضون نے کہا ہے
کہ بینائی اوسکی ضعیف ہوئی تہی کثرت بکا اور حزن کرنے سے ادراک کرتا تہا اور ادراک
کرنا ضعیف اور جب کرتا یوسف ؑ کا اوسکی صورت پر ڈالا تب قوی ہوئی بصارت اوسکی
اور دور ہوا نقصان انتہی پوشیدہ نرہے کہ تعلیل کرنا سبکی کا یعنے سبب گردانا نابینائی

سے کے نہ جائز ہونے کو اور سب باتیں کہ وہ نقص ہے داخل کیا گیا اور سب باتیں کہ طاری
ہونا امراض کا بھی نقص ہے خصوصا جو بلائیں کہ ایوب ؑ پر عارض ہوئیں اور قصہ شعیب ؑ کے
نابینا ہونیکا مشہور ہے حکم کرنا اوپر ثبوت نہ پانے اوسکے تحکم ہے یعنے حکومت کرنا کسی پر اور
صحیح یعقوب ؑ میں نابینائی ہے اسیواسطے فرمایا حضرت حق نے فارتد بصیرا اور مقاتل نے
کہا ہے کہ نہیں دیکھا یعقوب ؑ نے چھ برس تک تاکہ روشن کیں آنکھیں اللہ تعالی نے اوسکی
پیرہن سے یوسف ؑ کے اور قول امام فخر کا کہ تاثیر حزن سے رونیکے غلبے میں ہے تو یہ کہ
نابینائی حاصل ہونے سے جواب اوسکا یہ ہے کہ تاثیر حزن کے غلبۂ بکا میں ہے اور تاثیر
غلبۂ بکا کی نابینائی میں پس تاثیر حزن کے واسطے سے نابینائی میں بھی اور مشہور یہ ہے کہ
کوئی پیغمبر اصم تھا یعنے بہرا لیکن بعضے پیغمبر اعمی تھے واللہ اعلم اور ازانجملہ یہ ہے کہ سرور کائنات
کے خصائص سے کہ جو کوئی اوس جناب ؐ کی تنقیص کرے کسی وجہ سے صریح کرکے یا کنایۃ کرکے
واجب ہے قتل کرنا اوسکا اس جگہہ اتفاق ہے یعنے اصحاب پر سب متفق ہیں اختلاف اوس میں
ہے کہ یہ قتل کرنا بطریق حد ہے اور بالفعل مار ڈالا جاہیے اور اوس سے توبہ نہ کروایا
جاہیے یا بطریق ردت کہ توبہ طلب کیا جاہیے اور اگر توبہ کرے بخشدینا چاہیے اور مختار قول
اول ہے یعنے قتل کرنا اوسکا اور ردت بالکسر معنی مرتد ہونا اور بفتح اول معنی فاسد و زبون
ہونا اور یہ اوس تقدیر پر ہے یعنے یہی جو اوپر گذرا کہ جو کوئی اہانت کرے پیغمبر ؐ کی اگر وہ
مسلمان ہو اور اگر کافر ہو اور اسلام لاوے تو در گذر کرتے ہیں اور یہ بحث آخر کتاب میں
تفصیل سے آویگا اگر خدا چاہے اور ازانجملہ یہ ہے کہ حضرت ؐ تخصیص کرتے تہے جس کسی
کے تئیں جس چیز کرکے چاہتے تہے احکام سے اسجگہہ دو قول ہیں ایک یہ کہ احکام اوس جناب ؐ
کو سونپے ہوئے تھے کہ جس چیز پر چاہے حکم کرے دوسرا یہ کہ اوپر ہر حکم کے ایک وحی
ہوتی تہی جیسا کہ تخصیص فرمائی اوس جناب ؐ نے خزیمہ بن ثابت کے تئیں اوپر اس بات
کے کہ شہادت دینا اوسکا حکم دو شہادت کا رکھتا ہے اور قصہ اوسکا یہ ہے کہ حضرت ؐ نے
خرید فرمایا ایک اعرابی سے ایک گھوڑا پس وہ اعرابی منکر ہوا اوس جناب ؐ کی ابتیاع
کا اور بولا گواہ لاؤ جو گواہی دیوے مجھپر کہ میں نے بیچا ہے اور جو کوئی مسلمانوں سے آتا تہا اور

اعرابی کو کہتا تہا کہ گواہی تجہ پیغمبر خدا ہو نہین کہتا مگر تحقیق اعرابی تبدل کرتا تہا یہانتک کہ آیا خزیمہ
اور بولا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تو نے بیچا ہے اور فرمایا حضرت نے اے خزیمہ کیسی گواہی دیتا
ہے تو اور ساتھ تجہے گواہ نہین کیا اوپر اوس بات کے خزیمہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
ہم تصدیق کرتے ہین آپ کے آسمان کی خبر پر کیا تصدیق نکرین ہم اس اعرابی پر پس گردانا
حضرت نے خزیمہ کی شہادت کو بجاے دو شہادت اور مخصوص گردانا اوس سرور نے
اوسکو اوپر اس فضیلت کے خطابی نے کہا کہ گمان کیا ہے اس حدیث کے تئین بہت لوگون
نے اوپر غیر محمل کے محمل معنی گمان کیا گیا اور توسل کیا ہے ایک گروہ نے اہل بدعت سے
طرف استحلال کرنے شہادت کے واسطے اوس مرد کے جو معلوم ہے اونکے نزدیک بالتصدیق
اوپر جس چیز کے دعوی کرے اور وجہ حدیث یہ ہے کہ حضرت رسول نے حکم کیا اوپر اعرابی
کے اپنے علم سے اور جاری کیا خزیمہ کی شہادت کو جگہہ جاری کرنے تاکید اوپر اپنے قول
کے اور طلب پشتی اوپر مدعی کے پس حقیقت مین دو شہادت کے حکم مین ہوگا فافہم
اور جیسا کہ حکم کیا حضرت نے ام عطیہ کے تئین جو فضلاء صحابیات سے ہے اوپر نیاحت
کے نیاحت کے معنی زاری کرنا آیت تبایعنک نازل ہونے کے بعد کہ اوس جگہہ واقع
ہوا ہے ولا یعصینک فی معروف عرض کی کہ یا رسول اللہ فلانے کی آل مددگار رہی ہے تہی
میری تئین اوپر نیاحت کے جاہلیت مین کہ چارہ نہین ہے مجہے تئین کہ مین بہی موافقت
کرون ساتہ اونکے پس رخصت دی حضرت نے ام عطیہ کے تئین درمیان نیاحت کے
کہا امام نووی نے کہ یہ رخصت ہے ام عطیہ کے تئین یعنے رخصت اور تخصیص ہے واسطے
اوسکے نیاحت کے درمیان آل فلان کی خاص کرکے فلان اور فلانہ بالضم کنایہ ہے
آدمی سے اور کبہی مفرد کو فلا اور تثنیہ کو فلان اور جمع کے تئین فلان بہی کہتے ہین اور شارع
کے تئین پہنچتا ہے کہ تخصیص کرے جسکو چاہے جس چیز کرکے شارع کے معنی راہ کرنے والا
اور جیسا کہ رخصت دی سرور عالم نے اسما بنت عمیس کے تئین اوپر ترک کرنے جعفر بن
ابو طالب کی سوگواری کو جو اوسکا زوج تہا اور فرمایا تین روز ماتم کا لباس پہنو بعد
جو چاہو سو کرو اور اسیطرح رخصت دی اوس جناب نے ابو بردہ بن نیار کے تئین

اور جایز ہوئے اضحیہ بزغالہ جذع کی جذع بکریکا بچہ جسپر ایک سال گذرا ہوا اور بزغالہ بمعنی بچہ بز
اور اضحیہ بالضم بمعنی بکرا جو عید بقر کے روز قربانی کیاجاوے اور قصہ اوسکا یہ ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تہا کہ جو کوئی ذبح
کرے پیش از نماز قربانی سے تو وہ محسوب نہین ہے ابوبردہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مین ایک بکری رکہتا
کہ شتابی کی مین نے اوسکے ذبح کرنے مین اور کہا مین نے آجکا دن کہانے اور پینیکا روز ہے پس کہلایا مین
اہل اور عیال اور ہمسایونکو اپنے اب باقی نہین نزدیک میرے مگر ایک بزغالہ کہ بہتر ہے فربہ بکری سے آیا
یہ کفایت کرتا ہے مجہ سے فرمایا حضرتؐ نے کفایت کرتا ہے تجہ سے اور کفایت نہین کرتا تیرے بعد
غیر سے یعنے یہ تجہے روا ہے اسوقت اور دوسرے کیسکو درست نہین اور جیسا کہ تزویج فرمایا اوس مرد نے
ایک عورت کے تئین ایک مرد سے مقابلے اوس چیز کے جو ساتہ اوس مرد کے تہی قرآن سے اور قصہ اوسکا
یہ ہے کہ ایک عورت حضرتؐ کے نزدیک آئی اور عرض کی کہ یارسول اللہ بخشا مین نے اپنی ذات
کے تئین واسطے آپکے اور یہ جایز تہا جیسا کہ کلام اللہ مین فرمایا ہے وان امراۃ وہبت نفسہا
للنبی الایہ یعنے اگر کوئی عورت ہبہ کرے اپنی ذات کے تئین پیغمبر کو الخ حضرتؐ کو قبول نہ تہا ایک
مرد فقیر کہڑا ہوا تہا اوس نے عرض کی کہ یارسول اللہ مجہہ سے تزویج کر اس عورت کو اگر آپکے
لایق نہین ہے تو فرمایا کچہ رکہتا ہے کہ اوسکا مہر ادا کرے تو عرض کی اوس نے کہ کچہ نہین رکہتا مگر یہی
ازار جو پہنے ہوئے ہون فرمایا ڈہونڈہ کچہ اگر ایک انگوٹہی لوہے کی ہو عرض کرنے لگا وہ فقیر کہ
وہ بہی نہین رکہتا اور بولا کئی سورے قرآن کے یاد رکہتا ہون فرمایا حضرتؐ نے کہ تزوج کرا تجہکو
مقابلے مین اوس چیز کے جو تیرے پاس ہے قرآن سے یعنے جو سورے یاد ہین اوسے سکہا اور
مہر گردان اوسکا اور نہین ہوگا مہر کسیکا قرآن تیرے پیچہے اور خصایص سے اوس جنابؐ کے یہ ہے
کہ وہ سرورؐ تپ کیا جاتا تہا اس شدت سے جسطرح دو آدمی کو تپ چڑہتی ہے دو چند اجر ہونیکی
جہت سے اور ازانجملہ یہ ہے کہ نازل ہوئے جبرئیلؑ مرض مین اوس جنابؐ کے تین روز واسطے
عیادت کے اور واسطے اوس سرورؐ کے احوال شریف کی پرسش کیلیے اور ازانجملہ یہ ہے کہ جنازے کی نماز
پڑہی اوس جنابؐ پر مسلمانون نے فوج فوج بدون امامت کے اور دفن کیا گیا تین روز کے بعد
وفات سے اور بچہایا گیا واسطے اوس سرورؐ کے قطیفہ یعنے چادر مخمل کی لحد مین جو بچہایا کرتے تہے
اپنے نیچے اور یہ دونو باتین یعنے نماز بے جماعت اور بچہانا قطیفے کا لحد کے درمیان جایز نہین اوس

جناب ﷺ کے پیغمبر کو اور بعضے کہتے ہین کہ یہ چہپانا تسطیفے کا شقران کیطرف سے تہا جو غلام تہا اوس سرور ﷺ
کا بدون جاننے اصحاب کے واسطے اسبات کے کوئی دوسرا اوس جناب ﷺ کے بعد اپنے نیچے نہ بچہاوے
اور ازانجملہ یہ ہے کہ زمین تاریک ہوئی اوس سرور ﷺ کی موت کے بعد جیسا کہ اپنے محل مین آویگا اور ازانجملہ
یہ ہے کہ زمین نہین کہاتی جسد مبارک کی تئین اوس سرور ﷺ کے اور اسیطرح نہین کہاتی انبیا کے اجساد کے تئین
اور اسبات کو خصائص سے شمار کیا ہے اور بعضے اولیا سے بہی نقل کرتے ہین جیسا کہ شیخ علی تقی کی قبر
کو چودہ برس کے بعد ایک تقریب سے کہولا جیسے کا ویسا ہی درست ساتہ کفن کے باقی تہا اور تقریب
یہ تہی کہ اونکے بہائی کے بیٹے کو جو ایک جوان صالح تہا چاہتے تہے کہ اوسکی قبر مین دفن کرین اور مکہ
معظمہ مین عادت ہے کہ مردونکو تبرکا بزرگون کے قبر مین دفن کرتے ہین اور ظاہر یہ ہے کہ نہ کہانا زمین کا
جسد کے تئین اوس سرور ﷺ کے کنایہ ہے حیات سے اور مخصوص ہے حضرت ﷺ کے اور حضرات انبیا کے
اور ازانجملہ یہ ہے کہ میراث پائی نہین جاتی اوس جناب ﷺ سے باقی رہنے کی جہت سے اور ترکہ اوس
جناب ﷺ کا اوس جناب کی ملک پر اور بعض کہتے ہین کہ صدقہ ہوتا ہے یعنے ترکہ اور صواب یہی قول
ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ ما ترکنا ہ صدقۃ یعنے جو کچہ ہمنے چہوڑا ہے سو صدقہ ہے اور صرف
کیا جاتا ہے یعنے وہی اون مصرفون پر جنپر وہ سرور ﷺ صرف فرماتا تہا اہل اور عیال اور فرزندون پیچ
اور فقرا اور مسلمانون کے مصالح مین جیسا کہ وہ سرور ﷺ آپ اپنے عہد مین کیا کرتا تہا اور مباح ہے
اوس سرور ﷺ کو کہ وصیت کرے اپنے تمام پر اور اوس سرور ﷺ کے غیر سے جایز نہین مگر ثلث مال کے اوپر
اور اسیطرح حکم تمامی انبیا کا ہے کہ اونکو وارث نہین ہوتی اور مراد اس قول مین حضرت جل و علا کی کہ
وورث سلیمان داؤد اور قول الہی تعالی رب ہب لی من لدنک ولیا یرثنی اور وارث نبوت
اور علم ہے اور ازانجملہ یہ ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ قبر مین زندہ ہے اور اسیطرح انبیا ؑ اور حضرت ﷺ نماز کرتے
ہین وقتکے درمیان ساتہ اذان اور اقامت کے اور حکایت کی ہے ابن زبالہ نے اور ابن نجار نے
کہ ترک کی گئی اذان ایام حرہ کے درمیان تین روز اور باہر گئے لوگ اور سعید بن مسیب مسجد مین تہا
کہتا ہے سعید کہ وحشت مین آیا مین جب وقت ظہر کا ہوا نزدیک قبر شریف کے گیا مین اور آواز اذان
کی سنی مین نے اور نماز ظہر کی ادا کی مین نے لیکن پیچہے سنی مین نے اذان اور اقامت قبر شریف
حضرت ﷺ کی واسطے ہر نماز کے یہانتک کہ گذرین تین راتین اور پہر آئے لوگ اور سنی مین نے اذان

اونکی جسطرح سناتھا مین نے قبر شریف سے حرہ کہتے ہین پتھرون کی زمین کو اور مدینہ اباد ہے درمیان دو حرہ کے اور ایام حرہ وہ دن ہین جن دنون ہوا یا یزید بن معاویہ نے مدینے کے خراب کرنیکو اپنے لشکر اور اوسکے ہلاک کرنے کے لیے اور وقعا یعنے اس واقعے کے حد شمار سے باہر ہین اور مدینے کی تاریخ مین سب مذکور ہے جان کہ اتفاق کرنے کے بعد رسول خدا صلعم کی حیات پر اختلاف کیا ہے کہ وہ سرور زندہ ہے قبر مین یا نہین جاے معین مین بلکہ جس جگہ خدا چاہے بہشت مین یا آسمان مین یا دوسری جگہ یا جیسا کہ سعید سمجھا ہے معین نہین بعضے کہتے ہین کہ ہمنے جسد شریف کو اوس سرور صلعم کی قبر کے درمیان رکھا اور اوس جناب صلعم کے خروج پر قبر سے کوئی دلیل نہین کہتی ہم پس وہ ہی کہ اوسی بقعے کے درمیان ہو اور اگر کہین کہ یہ بقعہ خوب ہے اور مناسب نہین قید ہونا اوس سرور صلعم کے جسد شریف کا اوسمین جواب اوسکا یہ ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ وسعت کی جاتی ہے مومن کی قبر کے درمیان ہفتاد در ہفتاد چہ جای سید المرسلین کی قبر وسعت اوسکی یعنے گنجائش اوسکی قیاس کے دائرے سے باہر ہے اور کہین کہ فردوس انسب اور اولی ہے اوس سرور صلعم کے رہنے کے لیے قبر سے جواب اسکا یہ کہ کونسا بہشت رسول خدا صلعم کی قبر سے بہتر ہوگا اگر وہ سرور صلعم اس جگہہ ہو امام تقی الدین سبکی ذکر کیا ہے کہ اگر اس بقعے کے تئین جس نے اعضاے شریف کو رسول خدا صلعم کے ضم کیا ہے تمام مکانو پر اور موضعو پر ترجیح اور تفضیل دیوین یہانتک کہ کعبہ معظم اور عرش عظیم پر تو مین نہین جانتا کسی مومن کو جو توقف کرے اسبات مین ظاہرا یہ حدیث سعید بن مسیب کے کہ اذان سنتا تھا قبر شریف سے اوشب معراج کی حدیث کہ حضرت رسول صلعم نے فرمایا کہ دیکھا ہمنے موسی پیغمبر کے تئین کہ نماز کرتا تھا قبر مین تائید کرتی ہے اس قول کی اور حدیث پیغمبرون کے دیکھنے کی شب معراج مین آسمان پر اور دوسری حدیث کہ دیکھا ہمنے موسے صلعم کے تئین کہ ستر ہزار بنی اسرائیل سے حج کو آتے ہین اور تلبیہ کرتے ہین ناظر الطاف مکاں ہین یہ تلبیہ کے معنی لبیک کہنا اور اگر کہین کہ قرآن مجید ناطق ہے اوس جناب کی موت پر قال اللہ تعالی انک میت وانہم میتون یعنے خدا تعالی نے اپنے حبیب کو فرمایا کہ تو میت ہے اور وے سب یعنے گروہ انسان میت ہین اور فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ انی رجل مقبوض اور صدیق اکبر نے کہا فان محمدا قد مات یعنے پس تحقیق محمد تحقیق فوت ہوا اور اجماع نہین رکھتی امت اوپر اوسکے جواب اسکا یہ ہے حضرت رسول صلعم نے چکھا درد موت کا اور رحلت کی بعد اسکے زندہ گردانا پروردگار تعالی نے

اوس جناب صلعم کو جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ مین گرامی تر ہون خدا کے نزدیک اسبات سے کہ رکہی مجہی
قبر کے درمیان زیادہ واوپر چالیس روز کے اور بہی آیا ہے کہ خدا تعالی نے حرام کر دیا ہے پیغمبرون کے
جسدون کو اوپر زمین کے یعنے زمین اجساد کو انبیا کے نہین کہاتی پس حضرت صلعم زندہ ہین جسم کی حیات
کر کے دنیا کے اوس بدن لطیف کے ساتھ جو حیات مین رکہتے تہے اور یہ کامل تر ہے شہیدون
کی حیات سے کہ حیات اونکی روحانی اخروی ہے اور یہ ثابت ہے واسطے روح کے اور حق تعالی
قادر ہے کہ پیدا کرے اونکی روحون کے واسطے اجساد مثالیہ اوس عالم مین اجساد جمع جسد ہے یعنی
بدن یا رکہے درمیان اون بدنون کے جو حکم ظروف کا رکہتے ہین نسبت کرے ظرف اونکے یعنے شہیدون
کے جیسا کہ آیا ہے روحین شہیدون کی اور ایک روایت مین ارواح مومنون کی سبز طائرون
کے جوف مین ہین جوف اوس چیز کو کہتے ہین جو میان تہی ہو جو چرتے ہین عرش کی قندیلون کے
نیچے یا بہشت مین لیکن پیغمبرون کی ارواح پہیری جاتی ہین اونہین بدنون مین جو دنیا مین تہے اور گل
نہین سکیے جاتے وہ بدن اور خاک نہین ہوتے اور خدا تعالی قدرت رکہتا ہے کہ نگاہ رکہے روحون کو
بدون بدنون کے لیکن نقل وارد نہین ہوئی اوپر ہونے اونکے درمیان جسدون کے جیسا کہ
ہونا موسی علیہ السلام کا نماز پڑہنے والا اپنے درمیان اور نماز پڑہنا چاہئے بدنکا تقاضا کرتا ہے اور وہ صفات
جو مذکور ہوئین انبیا کے درمیان شب معراج مین تمام جسمون کی صفات ہین اور لازم نہین آتی
حقیقت حیات کہ ہون اوپر اوس صفت کے کہ دنیا مین تہی اور احتیاج طرف کہانے اور پینے وغیرہ
کے اجسام کی صفات سے جیسا کہ دیکہتے ہین ہم دنیا مین بلکہ اوسکا برزخ کے درمیان احکام دوسرا ہو
اور احتیاج کہانے اور پینے وغیرہ کی امر عادی ہے اور حال اوس جگہہ بخلاف عادت ہو اور ہو سکتا ہے
کہ خدا کی قدرت سے روزی روحانیون کی خوشبوئی اور جو مانند اوسکے ہے ہو جیسا کہ شہیدون کی
شان مین واقع ہوا ہے یرزقون فرحین اور اگر روزی اونکی بہشت کے کہانون سے ہو تو بہی
عجب نہین ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ یطعم ویسقین یعنے شہید بہشت مین کہاتے ہین اور پیتے
ہین اور بعضے لوگون کی زبانی سنا جاتا ہے کہ واقع ہوا ہے یتنا کحون یعنی آپسمین نکاح
کرتے ہین اور اونکی نسل ہوتی ہے اور ہمنے کسی کتاب مین نہ دیکہا اسکا ساتہ کمال تتبع اور تصفح کے
اسباب مین نہین پایا واللہ اعلم تصفح کے معنی صفحہ صفحہ دیکہنا لیکن علم اور سماع یعنے جاننا اور سننا

شک نہین اسکے ثبوت مین واسطے اونکے بلکہ واسطے تمامی مردون کے صرح بہ العلما یعنے تصریح
کیا ہے اثبات کے تئین عالمون نے اور حدیثون مین آیا ہے کہ حج کرتے ہین اور تلبیہ کہتے ہین اور ذکر تسبیح
کرتے ہین تسبیح کے معنی سبحان اللہ کہنا اگر کہین کہ وجہان داخل نہین ہے اور اسجگہہ تکلیف نہین ہے
یا اعمال کسواسطے کرتے ہین یعنے حج وغیرہ جواب اوسکا یہ ہے کہ عالم برزخ پر جاری ہین احکام دنیا کے
کثرت اعمال سے اور اجر کے زیادہ ہونے سے اور کبھی حاصل ہوتا ہے عمل بدون تکلیف کے برسبیل تلذذ
اور شوق اور ذوق کے جیسا کہ حال نوافل اور تطوعات کا ایسا ہی ہے تطوعات تطوع کی جمع طوع سے طوع
کے معنی توانائی کرنا آپ سے اور جو کچھ واجب نہو اوسکا بجالانا اور اسی واسطے بہشت مین تسبیح کرتے
ہین اور قرآن پڑہتے ہین اور پڑہنے والے کی شان مین واقع ہوا ہے رتل وارتق اور اسی
قبیل سے سجدہ کرنا حضرت سید انبیاء صلعم کا فتح باب شفاعت کے وقت اور بعضے عالمون نے
کہا ہے کہ مال حضرت رسول صلعم کا باقی ہے اوسکی ملک پر اور قایم ہے اوسکے نفقے پر اور شمار کیا
اسکے تئین اوس سرور صلعم کے خصایص سے نقل کی ہے امام الحرمین نے کہ جو کچھ چھوڑا رسول خدا صلعم
نے باقی تہا اوس سرور صلعم کی ملک پر اور نفقہ کرتے تہے ابو بکر بطریق نیابت اور خلافت کے اوپر اہل
اور خدم اوس جناب صلعم کے اور تمام مصرفون پر اوس سرور صلعم کے اور ابو بکر جانتے تہے کہ وہ مال باقی
ہے اوس سرور صلعم کی ملک پر اور یہ قول تقاضا کرتا ہے اثبات حیات کے تئین احکام کے درمیان
دنیا مین بہی اور یہ زاید ہے شہید کی حیات پر یعنے شہید کو حیات اخروی ہے اور نبی کو دنیاوی
اور اخروی دونو اور بعضے قائل ہین ملک کے زایل ہونے پر اور قول اوس سرور صلعم کا ما ترکناہ
صدقۃ صادق ہے دونو تقدیر پر کہ واللہ اعلم اور یہ بحث انبیا کی حیات کا جاری ہوا ہے اور
جو کچھ مذکور ہوا اوس جناب صلعم کی حیات کے ذکر کی تقریب سے اور کتاب کے آخر مین وفات
نبی صلعم کی باب مین مذکور ہوگا اور دونو جگہہ مین نے ثابت رکھا بموجب تکرارات کے تاکہ یہ مسئلہ
موکد اور مقرر ہو اور ازانجملہ یہ ہے کہ پہونچایا گیا ہے رسول خدا صلعم کی قبر شریف پر ایک فرشتہ کہ
پہونچاتا ہے اوس سرور صلعم کو صلوات اور سلام زیارت کرنے والے سے روایت کیا ہے اس
حدیث کے تئین احمد نے اور نسائی نے اور حاکم نے اور تصحیح کی ہے اوسکی حاکم نے ان لفظون کے
کہ ان اللہ ملایکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی عن امتی السلام یعنے حضرت رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ

خداکے فرشتے ہین کہ پہرتے ہین زمین مین پہونچاتے ہین میری امت کی طرف سے سلام اور صحابہ کے
نزدیک عمارہ سے یون آیا ہے کہ خداےتعالی کا فرشتہ ہے کہ اللہ تعالی نے دی ہے اوسے قوت سننے
کی تمام بندون سے پس نہین ایک بندون سے کہ درود بہیجتا ہے مجہپر مگر یہ کہ پہونچاتا ہے وہ فرشتہ
مجہے درود اوسکی اور آنا انجملہ یہ ہے کہ عرض کیے جاتے ہین سرور عالم پر اعمال امت کے صبح اور
شام اور طلب آمرزش کرتا ہے وہ سرور صلعم واسطے اونکے روایت کی ہے ابن مبارک نے سعید بن
مسیب سے کہ کوئی روز ایسا نہین مگر یہ کہ عرض کیے جاتے ہین سرور عالم صلعم پر اعمال امت کے صبح اور
شام پس پہچانتے ہین حضرت صلعم اونکو اونکی پیشانیون سے اور اعمال سے اونکے اور بعضی روایتون
مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ عرض کیے جاتے ہین مجپر اعمال امت کے جو کچھ بد ہین پوشیدہ کرتا
ہون مین اور جو کچھ نیک ہین عرض کرتا ہون درگاہ الٰہی مین اور مراد پوشیدہ کرنے سے عرض نہ کرنا ہو
گویا یہ کہ اعمال کے تئین عرض کرنے کے بعد لکہتے ہین اور جو کچھ عرض نہین کیا جاتا محو اور ساقط کیا جاتا
ہے درجۂ علیا سے پس توجہ اور توفیق خدا سے اور کعب احبار کی حدیث مین آیا ہے کہ ہر بیگاہ
وشبگاہ یعنے ہر صبح اور شام ستر ہزار فرشتے رسول خدا صلعم کی قبر شریف پر آتے ہین اور گہیر کرتے ہین
اوسکے تئین اور مارتے ہین اپنے پرون کو اور جب وہ سرور صلعم برانگیختہ ہوگا تب قبر سے باہر نکلیگا
درمیان ان فرشتون کے اور زفاف کرینگے فرشتے اوس سرور صلعم کو اور زفاف اصل مین لیجانا
لیجانا عروس کا زوج کے گہر مین ہے اور مراد اسجگہہ لازم معنی ہے کہ لیجانا محبوب کا پاس محب
کے یعنے لیجانا اوس مقدس صلعم کا درگاہ الٰہی جل شانہ مین اور از انجملہ یہ ہے کہ منبر حضرت صلعم کا جو مسجد
شریف مین ہے اوس سرور صلعم کے حوض کے اوپر ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے اور ایک
روایت مین یہ کہ فرمایا منبر میرا ایک ترعہ پر ہے جنت کے ترعون سے اور ترعہ تفسیر کیا گیا ہی
دروازہ کرکے اور بعضون نے درجہ کرکے اور بعضون نے روضہ کرکے جو بلند جگہہ پر ہو اور حدیث
مین آیا ہے کہ ایکدن حضرت رسول خدا صلعم منبر شریف پر کہڑے ہوئے تہے فرمانے لگے کہ قدم میرے
اس آن اوپر ایک ترعے کے ہین جنت کے ترعون سے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ منبر
میرا اسکے حوض پر ہے اور دوسری ایک حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا کہ مین کہڑا ہون آب ہی
حوض کے عقر پر عقر اوس جگہہ کو کہتے ہین کہ پانی جسجگہہ سے حوض مین آوے اور اوسکی تاویل مین

بعضے عالمون نے کہا ہے کہ ہونا منبر کا اوپر حوض کے کنایہ ہے اسبات سے کہ قصد کرنا اوسکا اور برکت چاہنا اوس سے اور لازم کرنا اعمال نیک کا اوسکے آگے سبب سے حوض نبوی کے وارد ہونے کا اور پینا اوسکے زلال جان افزا کا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اس منبر کو جسے سرور انبیاء نے مشرف رکہا قیامت کے روز تمامی خلایق کے رنگ مین اعادہ فرما دینگے اور حوض کے کنارے پر جس سے ترعہ جنت عبارت ہے کہڑا کرینگے سرور عالم کی تعظیم شان کے واسطے اور ایک گروہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ اخبار ہے اوس منبر سے جو اوس روز واسطے اوس جناب کے تیار کرینگے نہ یہ کہ یہ منبر جو مسجد شریف مین ہے اور یہ قول نہایت دوری مین ہے لفظ حدیث کے سیاق سے کہ فرمایا حضرت نے ما بین میرے حجرے اور منبر کے ایک روضہ ہے جنت کے روضون سے اور منبر میرا اوپر حوض کے ہے ظاہر اور متبادر اس کلام سے وہ ہی منبر ہے جو روضہ مقدسہ کی تحدید کے واسطے ذکر کیا گیا ہے لذا ذکر فی تاریخ المدینۃ کہ محمد یعنی حد کسی چیز کی انکار کرنا اور صاحب مواہب نے کہا ہے کہ اختلاف نہین کیا کسی ایک عالمون سے اسبات مین کہ یہ محمول ہے یعنے گمان کیا گیا اوپر ظاہر کے اور یہ حق ہے اور محسوس اور موجود ہے اور قدرت صالح ہے اور شامل ہے تمام چیزونکے تئین اور جس چیز کی خبر دی ہے مخبر صادق نے امور غیب سے ایمان لانا اوپر اوسکے واجب ہے فتدبر اور از انجملہ یہ ہے درمیان اوس سرور کے قبر شریف کے اور منبر کے روضہ ہے ایک ریاض جنت سے اور روایت کیا ہے اسکے تئین بخاری نے ان لفظون سے کہ ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ اور اسجگہہ بہی کلام کیا ہے بعضون نے کہا ہے کہ مراد بقعہ شریف ہے روضہ جنت سے رحمت کے نازل ہونے مین اور سعادت کے واصل ہونے مین کہ لازم کرنے سے عبادت اوسکے یاد کرنے کی یعنے بقعہ شریف کی اور مجاورت کرنے سے اوسکے حاصل ہے یعنے سعادت جیسا کہ تسمیہ کرنے سے مساجد کے ریاض جنت کرکے اس حدیث مین کہ اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا تو ایک اشارت کا اوپر سبات کے پڑتا ہے خصوصاً زمان سعادت نشان مین حضرت کے کہ ثمرات علوم اور انوار اذکار مجلس جنت آثار سے قطاف اور اقتباس کرتے تہے اقتباس کے معنی نور چننا اور بعضون نے کہا ہے کہ طاعت اور عبادت کرنا اوس مقام مین موصل ہے طرف جنت کے یعنے پہونچنے والا جیسا

کہ فرمایا ہے ان الجنۃ تحت ظلال السیوف والجنۃ تحت اقدام الامہات اور یہ قول قول ضعیف اور بعید
ہیں کیونکہ تشبیہ بنا ریاض جنت کرنے کے اور نزول رحمت اور پہنچانا خیر کا روضۂ بہشت کرنے کے اور ترتب ہونا
ثواب کا اوپر اوسکے شامل ہے تمام مسجدون کو اور تمام بقعے جنت کے ہیں اور مخصوص اس مسجد شریف اور منبر
منیف کرنے کے نہیں منیف کے معنی بلند اور اگر گمان اوپر رحمت خاص اور روضہ مخصوص کرکے جنت پر
کرین تو بھی خالی نہیں ایک دوری اور تکلیف سے اور حق یہ ہے کہ کلام محمول ہے اپنی حقیقت اور
ظاہر پر اور یا بین اوس سرور کے حجرہ کے اور منبر کے روضہ ایک ہی ریاض جنت سے اس معنی
پر ہے کہ قیامت کے روز اوسی بہشت میں لیجا دینگے اور زمین فانی کے تمام ٹکڑون کے رنگ مین یعنی
تمام ارض فانی ہونگے گہرون کی طرح اوسی ہلاک نکرینگے جیسا کہ ابن فرحون اور ابن جوزی نے امام
مالک سے نقل کی ہے اور ایک جماعت عالمون کے اتفاق کو بھی ساتھ اوسکے منضم کیا ہے یعنی
اوس بات پر اتفاق عالمونکا بھی بیان کیا ہے اور شیخ ابن حجر عسقلانی نے اور اکثر علما حدیث نے
ترجیح اس قول کی کی ہے اور ابن ابی جمرہ نے کہ علماے مالکیہ کے اکابرون سے ہے فرمایا ہے
کہ احتمال رکہتا ہے کہ عین اس بقعہ شریف کا روضہ ہو ریاض جنت سے کہ اوس جگہہ سے دنیا میں بہیجا گیا
گیا ہو جیسا کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کی شان مین واقع ہے اور قیامت قایم ہونیکے بعد پہر اوسکے
مقام اصلی مین لیجاینگے اور نازل ہونا رحمت کا اور مراد ہونا جنت کا اس مقام کا مرتبہ عالی
اور افزونی فضل ہے یا جسطرح مرتبہ ابراہیم خلیل کا ایک پتہر سے جنت کے پتہرون سے ممتاز ہوا
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک روضے سے اوسکے روضون سے اختصاص پایا ہوا اور اگر چشم ظاہر مین نسبت پر تمام
اجزا اوسکے زمین کے آوے تو چندان عجب نہین کیونکہ جب تک انسان اس دنیا مین طبعیت کی کثیف
حجابون مین محجوب ہے اور بشریت کی عادت کے حجاب مین محجوب ہے تب تک کہلنا اشیا کی
حقیقتونکا اور پانا آخرت کے امورکا اوس سے نہین ہوسکتا اور توہم نکرے تو کہ جب یہ بقعہ حقیقت
کی رو سے روضہ ریاض جنت کا ہو چاہیے کہ پیاس اور برہنگی اور اوسکے مانند ون جو دور ہونا اونکا
یعنے تشنگی وغیرہ کا جنت کے لوازم سے ہے اوسمین نہو یعنے اوسی بقعے مین نہو جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی
نے ان لک الا تجوع فیہا ولا تعری الخ یعنے تحقیق کہ نہین واسطے تیرے جنت کے درمیان بہوک
اور نہ برہنگی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ لوازم جنت کے یعنے عدم برہنگی وغیرہ اس بقعے کے نکالنے کے بعد

صورت اتصال اور صورت انفکاک کی یعنی جدائی کی قبول کی سو پس حجر اسود اور مقام ابراہیم کے باب مین
کہا ہے تو وہان بہی یہ آثار پیدا نہین ہوئے اگر کہین کہ ماننداس امور کے بدون مس نبی کے ثابت نہین
ہوا کیونکہ کہتے ہین ہم کہ دلیل اور شاہد رسول ؐ کی خبر دینے کے سوا نہین اور جسطرح حقیقت رکن کی اور
مقام کی خبر دینے سے اوس صادق مصدق کیے گئے سے معلوم ہوئی اسیطرح حال دفنے کا اور منبر کا بہی
ظاہر ہوا اور اگر تاویل کے مقام مین آوین تو دونو جگہہ ممکن ہے اور اگر طرف حقیقت کے جاوین تو
دونو جگہہ ثابت فما وجہ الفرق واللہ اعلم ومنہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق وہو بافاضتہ العلوم علی من
یشاء عادۃ جدیرۃ وحقیق اور اوس جناب کے خصائص سے یہ ہے کہ وہ جناب اول وہ شخص ہے جو
شگاف کریگا قبر کے تئین اور باہر آئیگا اور برانگیختہ ہوگا یعنے حاضر ہوگا قیامت کے موقف مین موقف
کے معنی کہڑے رہنے کی جگہہ اور اول وہ شخص ہے جو گذرے گا پل صراط سے اور اول وہ شخص ہے
جو دستک دیگا بہشت کے دروازے کے تئین حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا سرور عالم ؐ نے کہ آؤنگا
مین بہشت کے دروازے کے تئین اور استفتاح کرونگا یعنے طلب کہولنے کی پس کہیگا خازن جنت کا
کہ بک امرت لا افتح لاحد قبلک یعنے واسطے تیرے امر کیا ہون مین کہ کہولون بہشت کے دروازے
کو واسطے کسیکے تیرے آنے کے اول اور جار مجرور بابک کے درمیان واسطے قسم کے ہے اور یہ
معنی احسن اور لذیذ ترین محبت کے ذائقے مین اور وہ سرور ؐ اول وہ شخص ہے جو داخل ہوگا
جنت کے تئین اور پہلا وہ شخص جو کہولیگا شفاعت کے دروازے کو اور آزان جملہ یہ ہے کہ وہ
جناب ؐ حشر کیا جاویگا سوار براق پر اور لباس اور خلعت دیا جاویگا عظیم تر اور نفیس تر جنت کے
حلون سے اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا کہ حشر کیے جائینگے لوگ قیامت کے روز پس
ہونگا مین اور میری امت ایک تل کے اوپر یعنے مقام بلند پر اور پہنا دیگا مجھے میرا پروردگار سبز
حلہ اور کہڑے ہونگے حضرت ؐ ایسی جگہہ جسجگہہ نہین کہڑا ہوسکے گا کوئی ایسے مقام مین کہ رشک کرینگے
اوس جناب پر اولین و آخرین اور آزانجملہ یہ ہے کہ دیا جاویگا حضرت سرور کائنات ؐ کو مقام محمود
مجاہد جو ائمہ تفسیر سے ہے ایک جمع امام ہے کہتا ہے کہ اس سے یعنے مقام محمود کے کہڑے ہونے
سے جلوس ہے اوس جناب کا عرش پر اور عبد اللہ بن سلام سے آیا ہے کہ جلوس پر کرسی کے اور تفسیر
بیضاوی مین کہتا ہے ایسا مقام کہ ستائش کریگا اوسکے تئین جو کوئی کہڑا ہے درمیان اوسکے اور

جو کہ دلی پہچانتا ہے اوسے اور یہ مطلق ہے یعنے نے قید جو کہ نسا مقام کہ متضمن ہو کرامت کے تئین اوس
مقام میں اور مشہور یہ ہے کہ وہ مقام شفاعت ہے اور کلام اس مقام میں اوس جناب کے فضایل میں آویگی کہ
آخرت میں ظاہر ہو ویگا انشاء اللہ تعالی اور از انجملہ یہ ہے کہ دی جاویگی اوس جناب صلعم کو شفاعت عظمی عام
اہل موقف کے درمیان یعنے جتنے کہ سب ہونگے عرصات میں اونکی جس وقت آوینگے اوس سرور کے پاس
ابنیا اور رسل کے پاس آنیکے بعد واسطے شفاعت کے داخل کرنے میں ایک گروہ کے بدون حساب کے
یعنے شفاعت دیجاویگی اس باب میں اور رفع درجات میں واسطے دوسرے گروہ کے اور آویگی
تفصیل اسکی اپنے محل میں اور از انجملہ یہ ہے کہ وہ سرور صاحب لوائے حمد ہے قیامت کے روز اور
آدم اور جو سوا اسکے ہیں اوس جناب کے لوا کے نیچے ہونگے اور جو کہ نسا وسیلہ کہ بہشت میں ایک درجہ اعلی ہے وہ
بھی مخصوص اوس سرور کے ہے آیہ بالجملہ وہ سرور افضل اور اکرم خلایق سے خدا کے نزدیک اور سید
خلایق قیامت کے روز جیسا کہ فرمایا انا سید ولد آدم یوم القیمۃ اور فرمایا انا اکرم الاولین والاخرین و
بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا وہو تحت لوائی اور از انجملہ یہ ہے کہ جب
وہ سرور صلعم جاینگے بہشت کے دروازے واسطے کھلوانے کے تب کھڑا ہوگا واسطے اوس جناب صلعم
کے خازن جنت کا اور استقبال کریگا اوس جناب صلعم کا اور کھولیگا دروازہ بہشت کا اور کہیگا کہ نہیں کھڑا تھا
میں واسطے کسیکے تمسے آگے اور نہیں کھڑا ہونگا میں واسطے کسیکے بعد تمہارے اور اوسمیں اظہار حرمت
اور افزونی اور مرتبہ اوس جناب صلعم کا ہے اور خازن جنت کے تمام خادم اوس سرور کے اور وہ سرور
اون کے بادشاہ کیطرح ہے پروردگار عزوجل کے حکم سے اور از انجملہ یہ ہے کہ مخصوص کرتا ہے
اوس جناب صلعم کو کوثر سے کیسا کہ سیلان کرتے ہیں درمیان اوسکے موتی اور یاقوت اور پانی اوسکا
شہد سے میٹھا ہے اور دودہ سے سپید اور ایک روایت میں ہے کہ برف سے زیادہ سپید اور کوزے
اوسکے بیشتر ہیں ستاروں سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہر پیغمبر کو آخرت میں ایک حوض ہوگا اوسکے
فضل اور مرتبے کے مقدار پر اور کوثر حوض ہمارے پیغمبر کا بزرگ تر اور شریف تر ہے تمام سے اور از انجملہ
یہ ہے کہ حضرت حق نے جس جگہہ ذکر انبیا کی توبہ کا اور غفران کا فرمایا ہے جو زلت اور خطا کہ اون سے
واقع ہوئی ہے اوسکا بھی ذکر کیا ہے اور حضرت رسول صلعم کی شان میں فرمایا ہے انا فتحنا لک فتحا مبینا
لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر فتح کی خبر کو حضرت فتاح نے مقدم رکھا اور بعد اوسکے گذرکا

ہوئے گناہوں کی بخشنے کا ذکر اور آیندہ کا کیا اور گناہونکو پوشیدہ رکہا اور تحقیق اس مقام کی باب
دوم مین گذری اور از انجملہ یہ ہے کہ جو کچہہ اول کے نبیون کے تئین اونکے مانگنے کے بعد عطا فرمایا
حضرت رسول کو بدون سوال کرنے کے ارزانی رکہا ابراہیم خلیل اللہ نے سوال کیا لاتخزنی یوم
یبعثون اور حضرت کی شان مین اور اوس سرور کی امت کے حق مین فرمایا لایخزی اللہ النبی والذین
امنوا معہ الخ اور موسی علیہ السلام نے سوال کیا رب اشرح لی صدری یعنے اے پروردگار روشن کر تو مرے
سینے کو سینہ میرا اور ہمارے پیغمبر کی شان مین الم نشرح لک صدرک یعنے آیا نہین روشن کیا مین نے واسطے
تیرے تیرے سینے کو اور از انجملہ یہ ہے کہ حق تعالی نے ممتاز فرمایا اوس سرور کو محبت کے مقام مین
اور ابراہیم کے تئین خلت کے مقام مین اور مقام محبت کا برتر ہے خلت کے مقام سے اور باب اول
مین ذکر اسکا گذرا ہے اور باب ہشتم کے آخر مین بہی کلام اسکے درمیان آویگا اور بعضے عارف عالمون
نے فرق کرنے مین درمیان خلیل اور حبیب کے ایک لطیف کلام کہا ہے کہ خلیل خلت سے ہے بمعنی حاجت
اور ابراہیم محتاج اور مفتقر تہے طرف خدا کے پس اسواسطے خدائے عزوجل نے پکڑا اوسے خلیل اور حبیب
فعیل ہے یعنے صفت مشبہ بمعنی فاعل یا مفعول پس وہ سرور محب بہی ہے اور محبوب بہی ہے
بدون واسطے غرض کے اور کہا ہے کہ ہوتا ہے کام خلیل کا خدا کی رضامندی مین اور ہوتا ہے فعل خدا
کا حبیب کی رضامندی مین قولہ تعالی فلنولینک قبلۃ ترضیہا ولسوف یعطیک ربک فترضی یعنے
پس متوجہ کیا مین نے تجہے طرف اوس قبلے کے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے تو اور ہر آئندہ سرانجام
ہے کہ عطا کرے تیرے تئین رب تیرا پس راضی ہووے تو اور خلیل کبہی جلدی نہین کرتا واسطے محبوب
کی لقا کے چنانچہ آیا ہے کہ جب آیا ملک الموت نزدیک ابراہیم کی قبض روح کے لیے توقف کیا ابراہیم
نے اور کہا پوچہہ پروردگار سے کہ کیا حکم ہوتا ہے جلد آیا چاہیے یا کچہہ ڈہیل ہے اور حضرت رسول کے
پاس جب آیا فرمایا اوس سرور نے اخترت الرفیق الاعلی یعنے اختیار کیا مین نے رفیق اعلی اور کہتے
تہے اپنی دعا کے درمیان اللہم انی اسالک النظر الی جلال وجہک والشوق الی لقائک یعنے اے پروردگار
سوال کرتا ہون مین نظر کے تئین طرف تیرے جلال وجہہ کے اور شوق کے تئین طرف تیرے لقا کے
اور مغفرت خلیل کی حد طمع مین ہے جیسا کہ کہا ابراہیم نے والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین
اور مغفرت حبیب کی حد یقین کے درمیان قال اللہ تعالی لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر الخ

نعمتہ علیک معنی اس آیت کے ندکور ہو چکے ہین اور خلیل نے کہا ولا تخزنی یوم یبعثون اور کہا گیا حبیب
کے حق مین یوم لا یخزی اللہ النبی کہا مولف نے اور زیادہ اوسپر اوسکے فرمایا ہے کہ والذین آمنوا معہ اور خلیل
نے کہا انی ذاہب الی ربی سیہدین اور کہا گیا حبیب کو ووجدک ضالا فہدی اور خلیل نے کہا واجعل لی
لسان صدق فی الآخرین اور فرمایا حبیب کے حق مین ورفعنا لک ذکرک اور خلیل نے کہا واجعلنی من ورثۃ
جنۃ النعیم اور کہا گیا واسطے حبیب کے انا اعطیناک الکوثر اور خلیل نے کہا واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام
اور کہا گیا واسطے حبیب کے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا اور حبیب خلیل
کے درمیان جو محل خلت ہے اور حبیب مین جو محل محبت ہے یہ فرق ہا سو تو خلت اور محبت مین بہی فرق
فضیل کا ہوگا اور درود کا بدلہ اور سلام نازل ہوجیو اوپر حبیب کے اور اوسکے اور اوسکے خلیل کے اور اوپر
تمام انبیا اور مرسلین کے اور تمام آل پر اور تمام صالحون پر اور از انجملہ یہ ہے کہ نفل کی نماز اوس جناب
کی جو بیٹہے ہوئے پڑہتے ثواب اوسکا برابر تہا کہڑے ہوکر پڑہنے کے بخلاف اور ون کے کہ فرمایا من
صلی قاعدا فلہ نصف اجر القائم اگرچہ ظاہر اس حدیث کا عام ہے لیکن بسبب دلائل مخصوص ہین اس سے
اور صحیح مسلم کی حدیث مین عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے آیا ہے کہ کہا یعنی عبد اللہ نے کہ گیا مین نزدیک حضرت کے
کے دیکہا مین نے کہ حضرت صلعم بیٹہے ہوئے نماز پڑہ رہے ہین کہا مین نے یا رسول اللہ سنا ہے مین نے
کہ آپ نے فرمایا ہے صلوٰۃ الرجل قاعدا علی نصف اور اب آپ بیٹہے ہوئے نماز کرتے ہین فرمایا
ہان مین نے کہا ہے ولیکن لست کاحد منکم اور از انجملہ یہ ہے کہ جسطرح حضرت صلعم اپنے برابر سے دیکہتے اپنے
پیچہے سے بہی دیکہتے اور تاریکی مین ایسا دیکہتے جسطرح روشنائی مین اور کلام اسکا باب اول مین ذکر شریف
مین گذرا ہے اور از انجملہ یہ ہے کہ جو کچہ دنیا مین ہے آدم کے زمانے سے نفخہ اولی تک اوپر اوس سرور
کے منکشف کیا گیا ہے تاکہ تمام احوال کو اول سے آخر تک اوس جناب صلعم نے معلوم کیا اور اپنے اصحاب
کو بہی بعض اوس احوال سے خبر دی اوس مخبر صادق صلعم نے اور بعضے اہل فضل سے سنا گیا ہے کہ بعضے
عارفون نے ایک کتاب لکہی ہے اور اثبات کی ہے کہ حضرت رسول صلعم نے تمام علوم الٰہی سکہے لیکن معلوم
کیا تہا اور یہ بات ظاہر مین مخالف ہے بہتسی دلیلون کی تو اوسکے قائل نے یعنے اوس بات کے کہنے
والے نے اس بات سے کیا قصد کیا ہوگا واللہ اعلم بالصواب **وصل** فضایل اور خصایل
کی امت مرحومہ کے بہی بہت بیشمار ہین مرحوم رحم کیا گیا اور یہ بہی یعنے فضایل وغیرہ راجع ہین طرف اوس

سرور ﷺ کے فضایل ہین کہ وہ جناب ﷺ اوسی امت اور ویسے مابعد رکہتے ہین جسطرح فضایل اوس جناب ﷺ کے داخل ہین امت کے فضایل ہین کہ وہی ایسا پیغمبر رکہتے ہین اور متبع اور مقتدی ایسی ذات کامل صفات کی ہین جسکو جب پیدا کیا حضرت پروردگار نے اور ظاہر کیا منصب شریف نبوی کے تئین عالم ظاہر مین نہایت استحکام اور مضبوطی مین تب ظاہر ہوئی عنایت ربانی اوس سرور کی امت انسانی پر اگرچہ جن وانس تمام امت ہین اوس جناب کی او ستی خصوصیت اور قابلیت کی جہت سے جو انکو ہے یعنے امت انسانیہ کو اوس سرور ﷺ کے ظہور کیا یعنے عنایت ربانی ہے اور دوسری جگہہ یہ کیا اور فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور یہ خطاب بواسطہ اس امت کے اول والونکی طرف ہے جو اصحاب رسول ﷺ ہین اور مقرب درگاہ ہیکے اور اس صفات مین جو فرمایا تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر جو حقیقت سبب اور شرط ہین خیریت کے یعنے بہتری کی کیسی کہ اتم اور اکمل اور اشمل یعنے سابق تر حضرت رسول ﷺ کی صحبت کے فضل سے اور اوس جناب ﷺ کے جمال کے مشاہدہ کرنے سے اور اوس جناب ﷺ کے اقتباس انوار اور آثار سے بواسطہ مخصوص ہین اقتباس کے معنی نور چننا اور اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ اول اس امت کا افضل ہے اپنے مابعد سے اور ترتیب بہی شارع سے اس باب مین واقع ہوئی ہے کہ فرمایا خیر القرون قرنی الذین انا فیہم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم مشہور تینی مرتبے ہین صحابہ تابعین تبع تابعین اور ایک حدیث سے صحیح بخاری کی چوتہا مرتبہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ اونکو یعنے جو تہے مرتبے والونکو اتباع تبع کہتے ہین ثم یفشوا الکذب فرماتے ہین کہ بعد فاش ہوگا کذب یعنے وہ ضبط اور ربط دین کا اور صدق اور تقوی اور یقین جو اول والون مین تہا اور ایک گروہ اصحاب سے ہین کہ ایک لحظہ اوس جناب ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور ایمان لائے اور چلے گئے اپنے کاروبار مین مشغول ہوئے اور امتداد صحبت اور طول خدمت کرکے استفادہ اور استفاضہ حاصل یعنے ایک لحظہ دولت ایمان اور دیدار سے کامیاب ہوکر گئے اور مدت تک خدمت مین نہین رہے جو لوگ کہ اصحاب کی تفضیل کے مطلق قایل ہین کہتے ہین کہ اونکو بہی ایک کمال حاصل ہے جو موجب فضیلت ہے اونکے بعد والون سے اور معلوم نہین ہوتا کہ مقصود اون لوگونکا کیا ہے یعنے جو اونکو کہتے ہین کہ افضل ہین اپنے مابعد والون سے اور کہتے ہین کہ برکت رویت سے اوس جناب ﷺ کی تمام کمالات حاصل ہوتے ہین جو متاخرین کہتے ہین تو یہ محل توقف ہے اور یہ بات مستلزم ہے عدم تفاوت اور تفاضل کے درمیان اصحاب کے اور خلاف اتم

ہے یعنے اسبات سے لازم آتا ہے کہ اصحاب کے درمیان تفاوت نہو اور ایک کی دوسرے پر فضیلت
ثابت نہو یا یہ کہ کہتے ہون کہ وہ ہی رویت اور مشاہدہ کرنا حضرت ؐ کا ایک فضیلت ہی ایسی کہ اتم اور اکمل
ہے تمام فضایل اور کمالات سے اور کوئی فضیلت برابری نہین کرتی اوس سے اور بالجملہ اصحاب ہین
ہے صحبت کی اگرچہ مدت اوسکی قلیل تھی افضل ہین اپنے سوال سے یعنے جو لوگ رویت سے اوس
جناب ؐ کی کامیاب نہین ہوئے اون لوگون سے افضل ہین اور ایک جماعت اصولیین نے اطلاق کرنا
صحبت کے اسم کا بھی مخصوص رکھتی ہین جماعۂ اولی سے یعنے جو اول اصحاب ہین اون سے اور یہ خلاف
ہے محدثون کے مذہب کا جو صحبت کے درمیان ملاقات اور رویت کے اگرچہ ایکبار ہی ہو کفایت
کرین اور سابق بھی کچہ ایک اس باب سے مذکور ہوا ہے اور شاید کہ بعد اسکے بھی تقریب پر کچہ
اور فضایل اور خصایص اہلبیت کی علی الاطلاق بیشمار ہین اور اخبار اور آثار درمیان اسکے بہت
وارد ہین اور اتم اور اکمل اونکے فضایل کا یہ ہے کہ امت محمد ہین اور جسطرح کہ وہ سرور ؐ خاتم النبیین
اور جامع فضایل اور کمالات تمام پیغمبرونکا ہے اور مکارم اخلاق اور محامد صفات اوس سرور پر تمام
ہوئے یہ بھی یعنے امت احمدی خاتم ہین تمام امتون کی اور مخصوص ہین کمال دین کرکے اور کامل کرنا
نعمت کا جیسا کہ منطوق قول آلہی جل شانہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی یعنے آج کے روز
کامل کیا مین نے واسطے تمھارے دین کو اور کامل کیا اوپر تمھارے مین نے اپنی نعمت کو اور
صفات انکی یعنے ہماری جو امت محمد ہین ہم سلف کی کتابون مین مذکور ہین جسطرح ہمارے پیغمبر ؐ کا
ذکر اور تھوڑا ایک اوس سے باب چہارم کے درمیان حضرت رسول ؐ کے ذکر مین جو سلف کی کتابون
مین ہے گذرا ہے اور ابن عباس سے منقول آیا ہے کہ فرمایا حضرت ؐ نے کہ عرض کی موسی ؑ نے کہ یا رب
آیا ہے تجھ کو کوئی امتون کے درمیان گرامی تر تیرے نزدیک میری امت سے کہ چھاؤن کی تو نے اوپر انکے
ابر سے اور بھیجا یا تو نے واسطے انکے من و سلوی پس فرمایا حضرت حق نے کہ نہین جانا تو نے
کہ فضل محمد ؐ کی امت کا یعنے بڑائی اور مرتبہ تمامی امتون پر ایسا ہے جسطرح میرا فضل ہے تمام خلق پر عرض
کی موسی ؑ نے کہ یا پروردگار پس دکھا مجھے تو اوس امت کو فرمایا کہ نہین دیکھتا تو اوس امت کو لیکن سنواتا
ہون مین تجھے کلام اونکا پس ندا کی اونکے تئین حضرت پروردگار نے پس جواب دیا سب نے ایک آواز سے
کہ لبیک اللہم لبیک حال آنکہ وے اپنے باپون کے صلب مین اور ماؤن کے رحمون مین تھے پس فرمایا حضرت ؐ

حق نے صلوتی علیکم ورحمتی سبقت علی غضبی وعفوی سبق عذابی یعنے صلوات میری اوپر تمھارے اور رحمت
نے میری سبقت کی اوپر میرے غضب کی اور میری عفو نے سبقت کی اوپر میرے عذاب کی استجابت کی مین نے
واسطے تمھارے آگے اوس سے کہ تم دعا کرو اور جو کوئی ادراک کرے مجھے اوس حالت مین کہ گواہی دیتا ہو
کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بخشتا ہون مین اوسکے گناہونکو پس کہا موسیٰ ؑ نے کہ ای پروردگار کیا عجب
خوب ہے اور محمد کی امت کی ای پروردگار سنا مجھے دوسری بار اور ابو نعیم حلیہ کے درمیان اس سے
لایا ہے کہ کہا رسول خدا ؐ نے کہ وحی نازل کی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بنی اسرائیل کے پیغمبر کو کہ جو کوئی
پاوے درحالیکہ منکر ہے احمد سے داخل کرونگا مین اوسے آتش مین دوزخ کی یعنے ساتھ احمد کے ایمان
لایا ہو مجھپر اور منکر ہو احمد کا الخ کہا موسیٰ ؑ نے یارب کون ہے احمد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ پیدا نہین
کیا مین نے کسی خلق کو اوس سے گرامی تر اپنے نزدیک اور لکھا مین نے اوسکے نام کو اپنے نام کے
ساتھ عرش پر آگے اوس سے کہ پیدا کرون آسمان اور زمین کو اور جنت حرام ہے میری تمام خلق پر جب
تک کہ وہ اور اوسکی امت اوسمین داخل ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امت اوس سرور کی
اوسکی تبعیت پر اور پیغمبرون سے اول بہشت مین داخل ہوگی اور کیا عجب جب یہان عزیز ہے اوسکا
طفیلی بہی عزیز ہوگا مگر یہ کہ مراد خلق سے غیر انبیا ہو اگرچہ فرمایا تمامی خلق لیکن یہ کہ امت افضل ہو انبیا سے
یا برابر ہو ساتھ اونکے پس حاشا وکلا کیونکہ کوئی ولی نبی کے مرتبے کو نہین پہنچتا کہا موسیٰ ؑ نے اور
کون لوگ ہین محمد کی امت اور کیا ہین صفات اونکی پس ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے اونکی صفات کو پس کہا
موسیٰ ؑ نے ای پروردگار گردان مجھے نبی اوس امت کا فرمایا حضرت حق نے نبی امت کا اونکی مین
سے ہوگا پس کہا موسیٰ ؑ نے ای پروردگار پس گردان امت اوس نبی کی اور وہب بن منبہ سے
آیا ہے کہ کہا وحی بھیجی اللہ تعالیٰ نے طرف شعیا پیغمبر ؑ کی کہ مین بھیجونگا نبی امی کو کہ کھولونگا سبب
اوسکے بہرے کانون کو اور اندہی آنکہون کے تئین اور اونکے دلونکو جو پوشیدہ ہون پردۂ غفلت سے
مولد اوسکا مکہ اور مہاجر اوسکا مدینۂ طیبہ اور ملک اوسکا شام مین ہے اور ذکر کیا اون صفات کو جو پہلے
باب مین مذکور ہوئین یہانتک کہ فرمایا اور گردانونگا اوسکی امت کے تئین بہترین اوس امت کا جو باہر
لائی گئی ہے واسطے لوگون کے یعنی امت کہ امر کرنے والی طرف معروف کے اور نہی کرنے والی منکر
سے اور واحد جاننے والی میرے تئین اور ایمان لانے والی میرے سے اور اخلاص کرنے والی

مجھ سے کہ تصدیق کرنے والی اوس چیز کی جو لانے ہین سب پیغمبر دیکھنے والے طرف آفتاب اور
ماہ کے یعنے واسطے محافظت کرنے عبادت کے وقتون کے کیا خوش وہ صورتین اور دل اور روحین
جنہون نے اخلاص کیا میرے سے الہام کرونگا مین اونکو تسبیح اور تکبیر اور تحمید اور توحید درمیان مجالس
اور مضاجع کے اور درمیان حرکتون اور سکونون اونکے اور اونکے سفر اور حضر کے درمیان مضاجع جمع مضجع
ہے معنی جائے خواب حضر گہر اور صفوف اونکے درمیان سجدون کے ملایک کی صفون کے مانند ہین گرد
عرش کے وے میرے دوست ہین یاری دینے والا کہتے ہینگے یعنی ہاتہ اونکے اپنے دشمنون کی جوتت
پرست ہین نماز پڑہین گے وے واسطے میرے کہڑے ہوکر اور بیٹہکر اور رکوع کرنے والے اور سجدہ
کرنے والے اور باہر آوینگے اپنے دیار سے یعنے ہاتہ اوٹہاوینگے اوس سے اور اپنے اموال
سے میری رضامندی کی طلب مین اور قتال کرینگے میری راہ مین ختم کرونگا اونکی کتاب سے
مراد قرآن کتابون کے تئین اور اونکی شریعت سے شریعتون کو اور اون کے دین سے دینون کو تئین
اور جو کوئی پاوے اونکے تئین یعنے اونکے زمانے کو اور ایمان نہ لاوے اونکی کتاب پر اور داخل
نہوا اونکی دین مین اور شریعت مین تو نہین مین اوسکا اور بیزار ہون مین اوس سے اور گردانونگا مین اونکو
افضل امتون کا اور امت وسط جو شہدا ہین لوگون پر جب غضب مین آوین تہلیل کرینگے میرے
تئین یعنے لا الہ الا اللہ کہینگے اور جب نزاع کرینگے تسبیح کرینگے مجھے یعنے سبحان اللہ بحمدہ کہینگے
پاک کرینگے صدر تونکو اور اندامون کو باندہین گے ازار کو یعنے لنگ آدہی پنڈلی تک اور تہلیل
کرینگے اوپر ٹیکرون کے اور بلندیون کے قربانی کرینگے خون گرانی سے انجیلین اونکی یعنے قرآن
اون کے سینون مین ہین مراد حفظ کرنے سے راہبان ہین شب کے درمیان شیر ہین دن کو خوش وہ کوئی
جو ساتہ اون کے ہے اور اونکے مذہب پر ہے اور اونکی راہ اور روش پر ہے یہ میرا فضل ہے دیتا ہون
جسے چاہتا ہون اور مین خداوند ہون فضل عظیم کا روایت کیا ہے اسکے تئین ابو نعیم نے بیچ فضایل
اس امت مرحومہ کے ہین سالف کی کتابون کے درمیان بس امت کو چاہیے کہ اس صفات پر ہون کہ یہ
اونکی خوبی کی علت ہے اور شک نہین کہ اکمل اور اتم اس صفات کے درمیان انکا اول واسطے ہین صحابہ
ہین اور پیرو اون کے رضا اور اسکے خصایص سے ہے حلال گردانا غنایم کا اور حلال نہوا کسی امت کے
تئین آگے ان سے اور گردانا تمام زمین کا جائے سجدہ اور گردانا خاک کا پاک کرنے والی مراد تیمم کو

جیسا کہ سرور عالم ؐ کے خصایص مین گذرا یعنے امت بہی شریک ہین ساتہ اوس سرور ؐ کے ان حکمون کے درمیان
اور بعضون نے کہا ہے کہ وضو بہی خصایص سے انکے ہے نسبت کرتے سلف کی امتون کے اگرچہ پیغمبر وضو
کرنا پیغمبر انکو تہا اور استدلال کیا ہے یعنے طلب دلیل کرنا اوپر اس بات کے اس حدیث پر کہ ان امتی
یدعون یوم القیمۃ غرا محجلین من اثار الوضوء غر کے معنی نور اور محجل تحجیل سے آیا ہے معنی سپیدی پانو
کی لیکن ہو سکتا ہے کہ غرا و ضو کی مخصوص ہوان سے اور فتح الباری کے درمیان سارہ کے قصے مین
ساتہ اوس جبر کرنے والے کے جسنے پکڑا اوسے کہا ہے کہ جب جانا اوس کافر نے کہ نزدیک ہوا سارہ سے
سارہ اوٹہی اور وضو کیا اور نماز پڑہی اور جریج راہب کے قصے کے ذکر مین بہی آیا ہے کہ وضو کیا
اور نماز پڑہی اور کلام کیا غلام سے پس ظاہر یہ ہے کہ جو کچہ مخصوص ہے اس امت سے غرہ اور تحجیل ہے
نہ یہ کہ اصل وضو اور ایک روایت مین مسلم کی ابو ہریرہ سے آیا ہے کہ فرمایا حضرت ؐ نے کہ یہ وہ سیما ہے
کہ نہین تہے سواے تمہارے کسیکے تئین اور ظاہر حدیث سے احمد کی جو تمسکات کے درمیان کتاب طہارت مین
لایا ہے بہی ایسا ہی پایا جاتا ہے اور مجموع صلوۃ خمس بہی اسی امت کے خصایص سے ہے اور
سابق کی امتون مین چار نمازین تہین سوا عشا کے اور اول جس نے عشا کی نماز کی ہمارا پیغمبر تہا
اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ تاخیر کرو عشا کی نماز کے تئین کہ تم تفضیل دیے گئے ہو اس
نماز سے تمام امتون پر اور نہین پڑہا کسی امت نے اسکے تئین تم سے آگے اور اذان اور اقامت بہی اسی امت
کے خصایص سے ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا بہی کسی امت پر نازل نہین ہوا اس امت سے آگے مگر سلیمانؑ
پر پس بسملہ اس امت کے خصایص سے ہے اور امتون کی نسبت کرتے اور آمین کو بہی اسی امت کی خصایص
سے رکہا ہے اور عائشہ رضہ کی حدیث مین آیا ہے کہ یہود حسد نہین کرتے ہم پر کسی چیز پر جیسا کہ حسد کرتے
ہین جمعے پر کہ ہدایت کی خداے تعالی نے ہمکو اوپر اوسکے اور ہماری آمین کہنے پر امام کے پیچہے اور ایک
روایت مین یون آیا ہے کہ فرمایا جیسا کہ کرتے ہین سلام اور آمین پر اور اس امت کی خصایص سے ہی رکوع
کرنا نماز کے درمیان روایت ہے علی مرتضے رضہ سے کہ فرمایا کہ پہلے جس کی نماز جسکی درمیان رکوع کیا
ہمنے عصر کی نماز تہی پس کہا مین نے یا رسول اللہ کیا ہے یہ رکوع کرنا کہ کبہی نہین کرتے تہے آپ
اور آج کیا حضرت ؐ نے فرمایا اوپر اوسکے امر کیا ہو مین اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اوائل
مین تہا جیسے دین کے درمیان بہی رکوع نہ تہا جسطرح یہود اور نصاری کی نمازمین نہ تہا بعد اسکے امر ہوا

اور حقیقت مین قیام کرنا اور پر رکوع سے اور خشوع سے اوپر سجود اور تدرج کرنا درمیان اسکے داخل
ہے حدوث حضور اور وجود خشوع کے درمیان تدرج کے معنی مرتبہ مرتبہ کسی چیز کیطرف جانا لیکن اسجگہ
اشکال لاتے ہین کہ فرمانا حضرت حق کا یا مریم اقنتی لربک و اسجدی وارکعی مع الراکعین دلالت
رکھتا ہے اسبات پر کہ سابق کی استون مین رکوع تہا اور کہتے ہین یعنے جواب دیتے ہین کہ مراد قنوت سے
ادائے طاعت ہین اس قول کی جہت سے حضرت حق کے کہ من ہو قانت اناء اللیل ساجدا و قائما اور
قنوت بمعنی طاعت اور بمعنی قیام کرنا اور خشوع کرنا آتا ہے اور مراد سجود سے نماز ہے اس قول کے
جہت سے حضرت حق کے کہ وادبار السجود اور رکوع سے مراد خشوع اور اخبات ہے خشوع
اور اخبات بمعنی عاجزی اور فروتنی کرنا اور مقدم کرنا سجدہ کا اوپر رکوع کے ایک نوع کا قرینہ ہے
اوپر اس معنی کے اور نہین تو ظاہر یہ ہے کہ رکوع مقدم ہوا اور یہ اوس تقدیر پر ہے کہ ثابت ہو
نص سے حدیث نبویہ سے رکوع کی سابق کی امتون کی نماز مین اور عالمون نے استدلال کیا ہے نفی
دلیل قایم کی ہے علی مرتضی رضہ کی حدیث سے اوپر اوس بات کے اور تمام نہین یہ استدلال
پس بوجہ مگر یہ نظر کرنا طرف واقع کے کہین کہ رکوع نہین اوس قوم کی نماز مین واللہ اعلم اور اس امت
کے خصایص سے یہ ہے کہ صفین انہون کی نماز کی درمیان اور قتال کے درمیان ملایک کی صفون
کے مانند ہین قدر اور منزلت اور قرب درگاہ کے درمیان اور بعضی حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ وے
صف اول کے اتمام مین ہے کہ اوسے تمام کر کے دوسری صف باندہین اور ہوسکتا ہے کہ یہ کہنا یہ
ہو جماعت کے ہونے سے نماز کے درمیان اگر کہین کہ جماعت بہی اس امت کے خصایص سے ہو واللہ
اعلم اور خصایص سے تحیت سلام ہے جیسا کہ عائشہ صدیقہ رضہ کی حدیث مین گذرا تو شیخ نے ہے
کہ ظاہر صدیقہ رضہ کی حدیث سے سلام آخر نماز مین ہے اور ظاہر عبارت سے تحیت اوسکے سلام کی ہے
یعنے نماز کے سلام کی کہ ملاقات کے وقت آپسمین ایک دوسرے کو سلام کرتین مگر یہ کہ کہین کہ دونو
ایک ہین اور سلام نماز کا بہی فرد اوسکا ہے جو اوپر ملایک کے اور قوم کے کہین پس اندیشہ کر اور
اس امت کے خصایص سے جمعہ ہے کہ دوسرے دینکو نہین ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ ہذا الیوم الذی
فرض اللہ علیہم فہدانا اللہ لہ والناس فیہ لنا تبع الیہود غدا و النصاری بعد غد اروایت کیا اسکو
شیخین بخاری نے اور اس حدیث کا ایک بیان ہے جو اپنے جگہ کیا گیا ہے اور اس امت کے خصایص

سے ساعت جمعہ ہے کہ جو لحظہ او سمین یعنے ساعت مین خدا تعالی سے طلب کرین پاوین اور اس لحظہ
قول مین چالیس قول ہے کے نزدیک اور سفر السعادۃ کی شرح کے درمیان اوسکے مین نے نقل کیے ہین
اور زیادہ صحیح اون سے دو قول ہین کہ وہ ساعت امام کے نکلنے کے بعد ہے جمعے کے خطبے پڑہنے مین نماز
سے فارغ ہونے تک اور دوسرا قول آخر ساعت کے درمیان ہے جمعے کے روز سے اور ازانجملہ یہ کہ
پہلی شب مین جو ہوتی ہے رمضان کی نظر فرماتا ہے حضرت پروردگار طرف انکی یعنے امت محمد کا
کی نظر عنایت کی اور جسکی طرف اللہ تعالی نظر عنایت کرے عذاب نہین کرتا اوسے کبہی ہرگز اور
زینت دیتا ہے اور سنوارتا ہے بہشت کے تئین درمیان اوسکے یعنے اوس پہلی شب کو رمضان
شریف کی اور گردانتا ہے روزہ رکہنے والے کے منہ کی باس کو اپنے نزدیک زیادہ خوشبو مشک کی
باس سے وطلب آمرزش کرتے ہین واسطے اونکے یعنے امت احمدی کے لیے ملایک ہر رات
جسوقت افطار کرتے ہین اور جب آخر شب رمضان کی ہوتی ہے بخشتا ہے ان تمام کے تئین اور دی گئیز
ہین اس امت کو رمضان کے درمیان پانچ خصلتین کہ نہین دی گئین کسی پیغمبر کی امت کو اور آیا ہے کہ طلب
آمرزش کرتے ہین واسطے انکے جسوقت افطار کرتے ہین اور بند اور زندان کیے جاتے ہین شیاطین اور
ازانجملہ مستحب ہونا سحری کا اور تعجیل فطر کی اور مباح ہونا کہانے اور پینے کا اور جماع کا طلوع فجر تک اور
حرام تہا سونے کے اوپر اون شخصون کے جو ہم سے اگلے ہی تہے اور اسیطرح اوایل اسلام مین ہمارے اوپر
بہی بعد اسکے منسوخ ہوا اور ازانجملہ شب قدر ہے جیسا کہ کہا نووی نے مہذب کی شرح مین اور
روایتون مین آیا ہے کہ بنی اسرائیل کے درمیان ایک مرد تہا کہ اوس نے ہزار مہینے خدا کی راہ جنگ کیا اور
ہتیار بدن سے نہ کہولے اصحاب نے عرض کی کہ کسکو طاقت ہے ہم سے کہ ایسا کر سکے کہ نازل
ہوا سورۂ قدر کہ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے اور قیام کرنا اس ایک شب مین افضل ہے جہاد سے
خدا کی راہ مین ہزار مہینے کے اور باقی اس مقام مین اپنے محل مین آویگا اور اختلاف کیا ہے کہ روزہ رکہنا
رمضان کا اس امت کے خصایص سے ہے یا سابق کی امتون پر بہی تہا اور آیۂ کریمہ کتب علیکم الصیام
کما کتب علی الذین من قبلکم مراد اس سے رمضان کے روزے رکہنا ظاہر اسبات مین ہے
کہ سابق کی امتون پر بہی مکتوب تہا اور ابن ابی حاتم ابن عمر سے لایا ہے کہ روزے رکہنا رمضان
کا مکتوب تہا سابق کی امتون پر جسطرح ہمارے اوپر اور اس حدیث اسناد کے درمیان روایت

کی گئی مجہول ہے اور اگر کہین ہم کہ مراد مطلق روزہ رکہنا ہے نہ یہ کہ قدر اور وقت اوسکا پس شبہہ واقع
ہے اوپر صوم کے اور قول جمہور یہی ہے یعنے تمام عالمونکا اور اس امت کے خصائص سے استرجاع کرنا ہے
انکا نزدیک مصیبت کے جو مستوجب صلوات اور رحمت ہے پروردگار تعالی سے اور سبب اہتدا ہے
واسطے انکے استرجاع کے معنی انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا اہتدا کے معنی راہ راست پانا صلوات
کے معنی دعا اور آمرزش اور رحمت سعید بن جبیر سے آیا ہے کہ کہا بہ تحقیق دی گئی اس امت کے تئین
نزدیک مصیبت کے وہ چیز جو دیا نہین گیا انبیا کے تئین مانند اوس چیز کے مراد اوس سے استرجاع
ہے اور اگر دیا جاتا یعقوب ع کو جس وقت کہا یا اسفی علی یوسف کہا مؤلف نے یہ قول موجب اوہام
ہے اس امت کی ترجیح دینے کا اوپر انبیا کے اور تحقیق کہا یعقوب ع نے فصبر جمیل واللہ المستعان اور یہ
استرجاع کے معنی مین ہے اور کہنا اوسکا یا اسفی علی یوسف منافی اسکا نہین ہے اسف کے معنی
اندوہ اور اگر کہین دیا گیا اس امت کے تئین استرجاع سو وہ کچھ نہین دیا گیا دوسری امتون کو
تو بہتر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ تخصیص امت کی نسبت کرنی امتون کے ہے نہ نسبت کرنے انبیا کے اور آنجملہ
یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اوٹھا لیا اس امت سے اصر اور اغلال جو سابق کی امتون پر تھا اصر کے معنی
اگر بکسر الاول ہو تو عہد اور بوجھ اور گناہ اور اگر مفتوح الاول ہو تو توڑنا اور بند کرنا اور باز رکہنا اور
اغلال کے معنی کینہ رکہنا اور خیانت کرنا غل کی جمع ہے درمیان اوپر اور تخفیف ہے اور دور کرنا تکلیفونکا سابق کی جو اوپر تہین
مثل تعین قصاص قتل عمد اور خطا کے درمیان اور قطع کرنا خاطیہ کے اعضا کا اور قطع کرنا
موضع نجاست کا اور قتل نفس درمیان توبہ کے اور رہتا تہا مرد بنی اسرائیل سے کہ کرتا تہا
گناہ راتکو اور لکہا ہوا پاتا صبح کے وقت اپنے گہر کے دروازے پر کہ کفارت اس گناہ کی یہ ہے
کہ نکالے تو اپنی دونو آنکہون کو پس نکالتا وہ شخص اپنے دیدون کو اور اوترا از انجملہ آسان گردنا
ہے پروردگار تعالی کا اوپر اس امت کے اون چیزون کو جو انکی غیر پر دشوار گردانین اور نگردانی
اوپر انکے دین کے درمیان حرج جیسا کہ اگر کہڑا رہ سکے کوئی نماز نہ پڑھ سکے بیٹھ کر پڑہے اور مباح
گردانا افطار کرنا اور قصر کرنا درمیان سفر کے اور کہولا اوپر انکے دروازہ توبہ کا اور مشروع گردانین
اوپر انکے کفارتین حقوق اللہ کے درمیان اور مشروع گردانا ارش اور دیت کے تئین حقوق
عباد کے درمیان ارش کے معنی دیت دینا جراحت کا اور روایت کی گئی ہے ابن عباس رض

سے کہ جو کچھ شدتین اور کراہتین تہین بنی اسرائیل کے درمیان حق تعالی نے کہین اس امت کو
یعنے اس امت کو اون شدتون وغیرہ سے محفوظ رکہا اور از انجملہ یہ ہے کہ حضرت حق نے رفع کیا اس امت
سے یعنے دور کیا مواخذہ کرنا یعنے بازپرس کے تئین اوپر خطا اور نسیان کے اور اون چیزون کے جنپر اکراہ
کیے جاوین اور حدیث نفس کے تئین یعنے اسکو رفع کیا جسے خاطر اور وسوسہ کہتے ہین اور تحقیق تہی بنی اسرائیل
کہ جب چوک ہوتی اونسے اون چیزون سے جنپر امر کیے گئے تہے یا کچہ خطا ہوتی مجل ہوتی اوپر اونکے عقوبت
یعنے جلد بسبب خطا وغیرہ کے اوپر عذاب نازل ہوتا اور حرام گردانا جاتا واسطے اونکے کچہ ایک
کہانے سے اور پینے سے اوپر اندازے اوس گناہ کے اور تحقیق فرمایا ہے سرور عالم صلعم نے ان اللہ
تعالی رفع عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرہوا علیہ رواہ احمد وابن حبان والحاکم وابن ماجہ یعنے تحقیق
کہ خدا برتر نے دور کیا ہے میری امت سے خطا اور نسیان کے تئین اور فرق درمیان خطا اور نسیان
کے یہ ہے کہ نسیان کے درمیان مطلق فراموش ہوا جیسا کہ روزہ دار نے روزہ فراموش کر کے کہانا
کہایا اور خطا کے درمیان یہ کہ یاد رکہتا ہے لیکن غلط کیا جیسا کہ روزہ کو یاد رکہتا ہے اور مضمضہ کیا
یعنے کلی اور پانی حلق مین اوتر گیا اور اکراہ کے معنی بزور کسی کے تئین کسی کام پر کہنا جیسا کہ ایک
ظالم نے ظلم کیا اور کہا کہ تکلم کر تو کلمہ کفر کے کلام سے اور اگر نہین کریگا تو تجہے مار ڈالونگا اس جگہہ اگر
کفر کا کلام کیا اور دل اپنے قرار پر ہے تو کچہ زبان نہین کہتا اور اوسپر کچہ مواخذہ نہین ہے اور حدیث
نفس جان کہ اس جگہہ کئی چیزین ہین ایک یہ کہ دلمین یکایک نے اختیار کچہ آیا اور اسکو ہاجس کہتے ہین
اس جگہہ اصلا مواخذہ نہین کوئی ہوا وہ دلمین پڑنے کے بعد جولان کیا اور پہر اول کے درمیان
اوسکو خاطر کہتے ہین بعد اوسکے یہی ہے کہ چاہا وہ کام کرے اور نہ کیا اور یہ مرفوع ہے اس
امت سے یعنے دور کیا گیا بلکہ اگر نکیا ایک حسنہ لکہتے ہین اوسکے نامہ اعمال مین بعد اسکے عزم ہے
کہ مجد ہے کہ کرے لیکن خارج سے کوئی مانع پیدا ہے کہ نہین کر سکتا اور اگر مانع نہو البتہ وہ کام
کرتا ہے اس صورت مین مواخذہ ہے کیونکہ یہ فعل دل کا ہے اور اوپر اسباب کے محمول ہے قول الہی
جل جلالہ کہ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ لیکن عزم زنا کا زنا نہین ہے اور مواخذہ
اوپر اوسکے مواخذہ زنا کا نہین ہے بلکہ ایک گناہ ہے اپنے سر سے اور مواخذہ کیا جاتا ہے آدمی اوس کے
اور خصایص کاملہ سے اس خیر الامم کے یہ ہے کہ شریعت اسکی کاملتر ہے تمام شریعتون سے قدیم کی اور

یہ عیان ہے کہ بسکے بیان کی حاجت نہین اور واضح ہے جسمین پوشیدگی نہین اور جب وہ سرور
مبعوث ہے واسطے کامل کرنے مکارم اخلاق اور محامد افعال سکے خواہ مخواہ دین اور شریعت اوسکی تمام
اور اکمل ہے تمام دینون کی اور شریعتون کی اور یہ شریعت غرا اپنے روشن جامع ہے درمیان جلال
اور جمال کے اور قہر اور لطف کی نہایت مرتبہ توسط مین اور اعتدال مین موسیٰ کی شریعت پر نظر کیا چاہیے
کہ کیسی تکلیف شاقہ تھی اوسمین یعنے شریعت اونکی قتل نفوس سے اور تحریم طیبات سے اور تحمیل عقوبات
سے اور تحمیل اصار اور اغلال سے آصار جمع اصر ہے معنی اصر اور اغلال او پر گذری اور تحمیل کے
معنی بوجھ لادنا اور اظہار آثار قہر اور جلال سے یہ سب بیان پڑے ہین تکلیف شاقہ کو جو اوپر ہے
اور موسیٰ عظیم تر اور شدید تر تھے خلق اللہ سے ہیبت اور غضب مین اور بطش اور اخذ کے میان
جیسا کہ خلق کو اونپر نظر کرنے کی طاقت نتھی اخذ معنی پکڑنا اور بطش حملہ کرنا لائے ہین کہ جس روز کہ
کہ موسیٰ خدائی عز وجل سے کلام کرنے سے اور تجلی پانے سے مخصوص ہوئے برقع اپنے روی مبارک
پر رکھتے تھے تاکہ اونکو قہر اور جلال کی تاب سے لوگ بیتاب نہون اور تھی نفوس اون کی ایسی کہ یعنے
ذاتین اونکی بھی شدید اور غلیظ اور معوج یعنے کج اور غلیظ کے معنی بد اور شدید معنی سخت کہ سوا تکالیف
غلیظہ اور احکام شدیدہ کی اصلاح اور استقامت قبول نہین کرتے تھے قولہ تعالیٰ ثم قست قلوبکم
فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ اور تھی شریعت عیسیٰ کی شریعت فضل اور احسان اور لطف اور اغماض
یعنے قبول منت کرنا ایسی شریعت کہ جسمین تقابلہ اور محاربہ تھا اور حرام ہے نصاری کے دین مین قتال کرنا
اور اگر کرین تو گنہگار ہون اور تھی نفوس یعنے ذاتین عیسیٰ کی امت کی ملایم اور نرم خو اور تھا اوپر اونکے
اصار اور اغلال اور احکام شدیدہ اور اوامر غلیظہ اور انجیل مین آیا ہے کہ جو کوئی تھپیڑا مارے تیری سیدھے
گال پر پھیرا تو اپنے رخسار چپ کو طرف اوسکے اور جو کوئی لڑے تجھسے تیرے جامے پر جو تیرے بدن
مین ہووے تو ساتھ اوسکے اپنی چادر کے تئین اور جو کوئی تجھے تسخیر کرے ایک میل تک جا تو ساتھ اوسکے
دو میل تک اور یہ رہبانیت جو نصاری نے پیدا کی ہے ایک بدعت ہے جو اپنے پاس سے پیدا کیا
اپنے بدون اوسکے کہ اللہ تعالیٰ نے اونپر لکھی ہو یا واجب گردانی ہو اونپر جیسا کہ منطوق اس آیت کا ہے
کہ ورہبانیۃ ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم اور تھے عیسیٰ مظہر صرف جمال اور لطف و احسان کو جیسے تھے موسیٰ
مظہر محض جلال اور قہر اور غلبے کو لیکن پیغمبر ہمارا مظہر کمال ہے اور جامع درمیان جمال اور جلال کا اور

قوت اور عدل اور شدت اور نرمی اور رافت اور رحمت کی ہے رافت کے معنی مہربانی کرنا اور شریعت
اوس جناب کی اکمل شرایع سے اور امت اوس سرور کی اکمل امم ہے اور احوال اور مقامات انکے اکمل احوال اور مقامات اور
ایسی آئی شریعت اوس سرور کی نہایت توسط اور اعتدال مین اور نہایت جامعیت اور کمال مین
کبھی اور ہوتی ہے یعنے شریعت ہمارے پیغمبر کی الزام اور ایجاب کر کے اور کبھی ندب اور استحباب
کر کے استحباب کے معنی دوست رکھنا اور ندب کے معنا کسی چیز کو اور الزام کے معنی لازم کرنا اور موضع شدت
مین شدید اور نرمی کی جگہہ مین نرم اور کسی جگہہ تلوار مارنی اور کسی جگہہ عطا کرنی اور کبھی عدل فرماتے
ہین اور کبھی فضل کرتے ہین اور کسی وقت جزا بدی کی بدی کر کے مانند اوس بدی کے کہتے ہین اور یہ
عدل ہے اور کسی وقت فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ یعنے پس جس شخص نے عفو کی اور صلح کی پس اجر
دنیا اوسکا خدا پر ہے اور یہ فضل ہے انہ لا یحب الظالمین تحریم ظلم ہے یعنے حرام کرنا ظلم کا وان
عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ایجاب عدل بھی ہے اور تحریم ظلم بھی ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین
تنبیہ ہے یعنے آگاہ کرنا اوپر فضل کے اور حرام گردانا اس امت پر ہر خبیث کو یعنے بدکو اور ضرر
پہنچانے والے کام کو اور مباح گردانا ہر ایک نفع پہنچانے والے طیب کے تئین یعنے نرمی کے تئین
اور تحریم یعنے حرام کرنا رحمت ہے اور سابق کی امتون پر عذاب فرمایا حضرت حق نے انکو ہو اجتباکم
وما جعل علیکم فی الدین من حرج اور گردانا انکو شہدا اوپر انسان کے شہدا جمع شہید ہے معنی
گواہ اور قایم کیا مقام رسل مین جو شہدا اپنی امتون پر اور گردانا انکو خیر امۃ اخرجت للناس اور
مخصوص گردانا انکو فضایل اور کرامات کر کے مراتب اور درجات سے واللہ یختص برحمتہ من یشاء
واللہ ذو الفضل العظیم یعنے اللہ تعالے مختص کرتا ہے اپنی رحمت سے جسکو چاہتا ہے اور اللہ تعالے
صاحب فضل عظیم ہے اور اس امت کے خصایص سے یہ بات ہے کہ یہ امت قبول جمعیت نہین کرتی
اوپر گمراہی کے اور یہ حدیث مشہور ہے بہت سی سندون سے اور اسکے شواہد بہت اسکے مین اور
حدیث مین آیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ سوال کیا مین نے پروردگار سے اپنے کہ جمعیت نکرے
امت میری اوپر گمراہی کے پس عطا کی مجھے اس بات کو یعنے اس سوال کو اور یہ دلیل ہے اوپر
حجیت اجماع کے یعنے اتفاق کی اور اجماع انہونکا حجت ہے اور اختلاف انہونکا رحمت ہے بیچ
مسایل دین اور اختلاف سابق کی امتونکا عذاب تھا اور حدیث مین آیا ہے کہ اختلاف اصحابی لکم رحمۃ

یعنے اختلاف کرنا میرے اصحاب کا واسطے تمہارے رحمت ہے اور مشہور اس لفظ سے ہی اختلاف
امتی رحمۃ کہ ہمیشہ تہی علماء امت کے درمیان بیچ فتوی اور اہل اجتہاد کہ ایک شخص فتوی دیتا تہا اوپر حلال ہونے کے
اور دوسرا اوپر حرام ہونے کے اور عیب نہیں پکڑتا تہا ایک اوپر دوسرے کے اور بعضون نے اس
حدیث سے اختلاف امت کا حرفتہا اور صنعتون کے درمیان مراد رکہا ہے جو موجب تیسیر یعنے
موجب فراغت اور راحت تسہیل یعنے سہل کرنا امور دنیا کا اور انتظام کارخانہ معیشت کا یعنے
گذران کا ہے جسطرح اختلاف عالمون کا فقہی مسایل کے درمیان سبب ترخیص اور توسیع امر دین
ہے ترخیص اجازت دینا اور توسیع کشادگی اور خصایص سے اس امت مرحومہ کے یہ ہے کہ
طاعون شہادت اور رحمت ہے واسطے انکے اور دوسری امتونکو عذاب تہا جیسا کہ وارد ہوا ہے
کہ الطاعون رجز انزل علی بنی اسرائیل اور ایک روایت مین علی من قبلکم اور حدیث صحیح مین آیا ہے
کہ الطاعون شہادۃ لکل مسلم اور دوسری روایت مین الطاعون شہادۃ لامتی ورحمۃ لہم ورجز علی
الکافرین یعنے وبا جسمین لوگ ہلاک ہوتے ہین شہادت ہے واسطے میری امت کے اور رحمت
ہے واسطے اون کے اور عذاب ہی واسطے کافرون کے اور بہاگنا اوس سے یعنے طاعون سے
زحف سے بہاگنے کے حکم مین ہے زحف کے معنی چلنے والا لشکر طرف دشمن کے جیسا کہ صدیقہ رضہ
اور جابر رضہ کی حدیث مین آیا ہے اور بیشک معصیت اور گناہ کبیرہ ہے اور دوسری جگہہ کلام
زیادہ روشن اس سے لاتے ہین ہم اور اس امت کے خصایص سے ہے کہ جب شہادت دیوینگے
دو شخص اوپر واسطے کسی بندے کے اوپر خیر کے واجب ہوتا ہے واسطے اوسکے بہشت اور
سابق کی امتون مین جسوقت گواہی دیوین سو آدمی اور حدیث مین آیا ہے من اثنیتم علیہ بخیر وجبت
لہ الجنۃ ومن اثنیتم علیہ بشر وجبت لہ النار اور کہتے ہین کہ معتبر شہادت اوسکی ہے جو عادل ہووے اور صادق
جو بدون غرض کے اور بدون کذب کے ہو یعنے شہادت اور اس امت کے خصایص سے ہے
یہ عمرین انکی اقصر اور اعمال انکے اقل نسبت کر کے سابق کی امتون کے اور اجر انہون کے اکثر اور اوفر یعنے
وافر تر جیسا کہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ فرمایا سرور عالم صلعم نے کہ داستان تمہارا اور داستان اون
لوگونکا جو تم سے آگے تہے یعنے یہود اور نصارا مانند اوس شخص کی داستان کے ہے جسنے تین
اجیر پکڑے یعنے مزدور ایک فجر سے ظہر تک اور دوسرا ظہر سے عصر تک اور تیسرا عصر سے شام

تک اور میرا ایسا کام انکے دام مزدوری مقرر کی جب مزدوری دینے کا وقت ہوا تینوں مزدور کہنے لگے
ہوئے کہ کام ہمارے متفاوت اور اجر برابر اوس شخص نے کہا کہ مین نے جو کچھ تمسے شرط کی تہی تمکو
دیا مین نے باقی میرا فضل ہے جسکو چاہون دون مین اول یہود کی مثال ہے اور ثانی نصاری کی
اور ثالث اس امت مرحومہ کی اور اس امت کے خصایص سے یہ ہے کہ یہ سب دیگئے ہین سند
کے تئین کہ اوس سے سلسلہ حدیث نبویکا باقی ہے اور قیامت تک یون ہی رہیگا اور یہ خصیصہ فاضلہ
ہے اور سنت سنیہ ہے کہ اکرام کیا ہے اللہ تعالی نے اوپر اوسکے اس امت کے تئین اور تشریف
اور تفضیل دی ہے انکے تئین بسبب اوسکے کہ کسی ایک کو سابق کی امتون سے نہین عطا کی اور
تہے صحیفے انکے نبیون کے اونکے ہاتون مین اور خلط کیا اونہون نے اوپر اوسکے اپنے اخبار کو
تئین کر لیا اونہون نے اوسکے تئین بغیر تفاوت سے اور نہین پاس اونکے تمیز یعنے جدا کرنا اور تفرقہ
یعنے فرق کرنا درمیان توریت اور انجیل کے اور درمیان اون چیزون کے جو کچھ لاحق کر دیا یعنے
ملا دیا اونہون نے اخبار سے اور یہ امت فاضلہ شریفہ تہے زیادہ کرے اللہ تعالے واسطے اسکے
فضل اور شرف لیا حدیثون کے تئین ثقات سے جو معروف اور مشہور تہین اپنے زمانے مین
ساتہ صدق اور امانت داری کے اور انہون نے دوسرون سے یہانتک منتہی ہوا حضرت نبوت
کے اور بحث اور تفتیش کی انہون نے یعنے تلاش تاکہ پہچانا انہون نے احفظ اور اضبط کے تئین
مرتبے کے درمیان اور تمیز کی درمیان اوسکے کہ جسکے طول تہی یعنے زیادہ طولانی مصاحبت اور
مجالست اوسکی ساتہ اپنے شیخ کے اوس شخص سے جسکے اقصر تہی اور لکہا انہون نے حدیثون کے تئین
بطریق متعدد اور ضبط کیا اون حدیثون کے حروف اور کلمات کے تئین غلط اور خطا اور زلل اور
خلل سے اور تہذیب اور تنقیح کی انہون نے تہذیب کے معنی پاک کرنا اور تنقیح پاک کرنا بات کا
رکیک حرف سے جیسا اصحاب صحاح نے کہ عمدہ انہون کی بخاری اور مسلم ہین جو دونون بیچ
ہین بیچ بزرگ ستارے آسمان جلالت اور عدالت کے جزاہم اللہ عن المسلمین خیرا اور یہ فضل خاص
خدا عز وجل کا ہے اوپر اس امت کے نشکر اللہ علی ہذہ النعمۃ و سائر النعمۃ و نسالہ المزید من فضلہ
وکرمہ یعنے شکر کرتا ہون مین خدا کے تئین اوپر اس نعمت کے اور ساری نعمتون پر اور سوال کرتا
ہون اوس سے زیادت کا اوسکے فضل اور کرم سے ابو حاتم رازی نے کہا ہے کہ نہتہی کسی امت مین سابق

کی امتون سے آدم عم کی پیدایش کے وقت سے علما جو نگاہ رکہتے اپنے پیغمبرون کے آثار کے تئین یعنے
نشانون کو مگر اس امت مرحومہ کے درمیان او معرفت تاریخون کی اور نسبون کی بہی اسی امت کے
خصایص سے ہے کہتا ہے یعنے ابو حاتم کہ زیادہ عارف صحابہ کے درمیان علم انساب مین ابو بکر صدیق رض
تہے لاتے ہین کہ عبد اللہ بن عباس کے تئین ایکروز صرف کرنا علم اشعار کا اور تواریخ کا اور
انساب کا اور ایام عرب کا تہا اور امیر المومنین عمر بن خطاب سے لاتے ہین کہ وصیت کرتے تہے
اوپر لازم گردانتے اور حفظ کرنے دواوین شعر کے جمع دیوان ہے اور اوپر حفظ کرنے عرب کے
لغات کے واسطے پہچاننے تفسیر قرآن کی وجہون کی اور اوسکے اعراب کے پہچاننے کے لیے رضی اللہ
عنہم وجزاہم خیرا اور از جملہ خصایص یہ ہے کہ یہ امت مخصوص اور موفق ہوئی یعنے توفیق پائی
ہوئی اوپر تصنیف کرنے اونکی کتابون کے اس کام مین مصدوق یعنے صدق کیے گئے اس
حدیث کے ہین کہ لایزال طائفۃ منہم ظاہرین علی الحق حتی یاتی امر اللہ اور مجاہدین فی سبیل اللہ
یعنے کوشش کرنے والے خدا کی راہ مین اور متمسکین بسنۃ رسول اللہ یعنے چنگ مارنے والے
رسول خدا کی سنت کے ہین اگرچہ قرآن کے درمیان ابتدا ہی قرن ثانی تک قاعدہ تصنیف کا
درمیان آیا تہا اگرچہ کتابت کرنا علم کا اور جمع کرنا حدیثون کا موجود تہا لیکن تصنیف کرنے کی
طرح اور ترتیب کے طور سے نتہا اور ان نحون سے اور تفصیل سے اور وضع سے اور اصطلاح
سے اور جمع کرنا علمونکا اور تعین کرنا موضوع کا اور مسایل سلوک کا نتہا لیں اوسکے اوتنا کچہ
سوا کہ حد اور حصر سے زیادہ آیا کہ خدا ہی عزوجل کے علم کی کوئی اوسکا احاطہ نکر سکے وبارک اللہ
فیہم وکثر سوادہم قرن کہتے ہین تیس برس کی مدت کو یا اسی یا بائیس سال کو یا سو برس کو اور یہ درست
ہے کیونکہ حضرت رسول صلعم نے ایک لڑکے کو فرمایا کہ عیش قرن اور وہ لڑکا سو برس جیا اور خصایص
سے ہے امت محمدی کے موجود ہونا قطبونکا اور ابدال اور اوتاد اور نجبا کا ہے درمیان انکے
یعنے امت احمدی کے درمیان حدیث مین انس رض سے آیا ہے کہ ابدال چالیس مرد اور عورتین
ہین جب مرتا ہے ایک اونمین یعنے مردون سے یا عورتون سے پیدا کرتا ہے خدا تعالی
بدل اوسکے ایک مرد یا ایک عورت دوسرے کے تئین روایت کیا اسکے تئین خلال نے
کرامات الاولیا کے درمیان اور روایت کی ہے طبرانی نے درمیان اوسط کے اس لفظ سے

که خالی نہین رہتی زمین چالیس مردون سی ایسی که خلیل الرحمن کے مانند ہین که اونسے قایم ہے دہرتی
اور برکت سے اونکی پانی دیے جاتے ہین لوگ نہین مرتا ایک اونسے مگر یه که بدل کرداتا ہے خدا تعالی اوسکی
جگہہ مین دوسرے کے تئین اور نام کرنا ابدال کرکے بہی اسی جہت سے ہے اور بعضے مشایخ عظام نے
کہا ہے که اس جہت سی که تبدیل کیا اونہون نے اپنے صفات ذمیمه کے تئین یعنے بد صفات حمیده سے اور
منسلخ ہوئی ہین صفات بشریت سی یعنے نکل ہین آدمی کی صفات سی اور یه اوپر گذرا که مثل خلیل ہونے
مراد اس سے ہونا اونکا ایک صفت پر صفات کمال سے ایسی صفت جو اخص صفات ہو شریک ساته
اوسکے یعنے خلیل الرحمن سے ہے اور یہی معنی اون لوگون کے ہین جو کہتے ہین که ولی بر قدم نبی ہے نه یه که
مانند تمامی صفات کے درمیان حاشا اسبات سے اور ابن عدی کامل کے درمیان لایا ہے که پانسو
شخص اون چالیس تنون سی شام مین رہتے ہین اور اٹهاره عراق مین اور جب امر الہی پہونچیگا که وی تمام
قبض کیے جاوین تب قایم ہوگی قیامت اور اسیطرح مروی ہے نزدیک احمد کے درمیان مسند
کے اور ابو نعیم درمیان حلیه کے ابن عمر سے لایا ہے که فرمایا حضرت نے که خیار میری امت کے یعنے
بہترین ہر قرن مین پانچ سو شخص ہین اور ابدال چالیس ہین جسوقت مرے ایک اونسے دوسرا
آوے بدل اوسکا اور وی تمامی روی زمین مین رہین گے آمد یہی درمیان حلیه کے ابن مسعود سے
لایا ہے که فرمایا حضرت نے که چالیس رہین میری امت سے که دل اونہون کے ابراہیم کے دل کیطرح
ہین دفع کرتا ہے خدا تعالی اونکی برکت سے خلق سی بلائین کے تئین کہا جاتا ہے اونکے تئین ابدال
اور اونہون نے نہین پایا اس مرتبے کے تئین نماز اور روزے اور صدقه دینے سے پوچها ابن مسعود نے
که یا رسول الله پهر کس چیز سے پایا اونہون نے اس درجے کے تئین فرمایا سخاوت سی اور مسلمانون
کی خیر خواہی کرنے سے یعنے نماز اور روزے مین شریک ہین ساته مسلمانون کے لیکن صفت
انہون کی جس سے پایا اونہون نے اس مرتبے کو یه دو صفت ہین اور نقل ہے معروف کرخی کر
که جو کوئی کہے ہر روز اللهم ارحم امة محمد لکہے اوسے الله تعالی درمیان ابدال کے اور درمیان حلیه
کے کہا ہے که ہر روز دس بار کہے ان لفظون کو که اللهم اصلح امة محمد اللهم فرج عن امة محمد اللهم ارحم
امة محمد اور آیا ہے که نشان ابدال کا یه ہے یعنے پہچانت که پیدا نہین ہوتی اونکو اولاد اور وی لعنت
نہین کرتے کسی چیز کو لعنت کے معنی بیزاری اور یزید بن ہارون سے آیا ہے که ابدال اہل علم ہین

اور امام احمد نے کہا ہے کہ اگر ابدال صاحب حدیث نہوں تو پس کون لوگ ہونگے اور تاریخ بغداد
خطیب کے درمیان ایک کتاب سے لایا ہے کہ کہا نقبا تین سو ہین اور نجبا ستر اور بدلا چالیس اور
اخیار سات اور عمد چار اور غوث ایک نقبا اور نجبا اور بدلا اور عمد الفاظ جمع کے ہین عمد جمع عمدہ ہے
مسکن نقبا کا درمیان مغرب کے مسکن یعنی جای سکون نجبا کا مصر اور مسکن ابدال کا شام اور اخیار
سیاح ہین یعنی پہرنے والے زمین پر اور عمد زمینون کے گوشون پر ہین اور مسکن غوث کا مکہ ہے
اور جب عارض ہوتا ہے کوئی امر عامہ دعا کرتے ہین اور ابتہال یعنی عاجزی کرتے ہین نقبا
برآمد حاجات کے واسطے بعد اسکے نجبا بعد اسکے اخیار بعد اسکے عمد اگر مستجاب ہووے دعا
اونکی تو بہتر اور نہین تو ابتہال کرتا ہے غوث اور اجابت کیجاتی ہے دعا غوث کی سوال کے تمام
ہونیکے آگے اور اس امت کے خصایص سے یہ ہے کہ وہی داخل ہوتے ہین قبرون کے درمیان
باگناہ اور باہر آوینگے بیگناہ پاک کیے جاتے ہین گناہون سے مومنون کے استغفار کرنے سے واسطے
انکے رواہ الطبری فی الاوسط من حدیث انس اور اس حدیث سے ایک اقتباس حاصل ہوتی ہے
یعنی طلب نسبت اوس چیز سے جو کچھ کہا ہے بعضے عالمون نے اگرچہ یہ قول نادر ہے کہ عذاب قبر
کا اس امت مرحومہ کے خواص سے ہے تاکہ انکو صاف اور پاک کرکے آخرت کو لیجاوین اور دوسرا
کوئی عقاب اوپر اونکے جاری نہو اور ازانجملہ یہ ہے کہ وہی اول وہی اشخاص ہون جنکے واسطے
شگاف کیجاویگی زمین یعنی باہر آوین قبر سے تمام امتون سے آگے اور حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت
نے اول من تنشق الارض عنی وعن امتی اور ازانجملہ یہ ہے کہ بلایا جاویگا انکو غر محجل یعنی نورانی حالت
کیے گئے آثار وضو سے اور غرہ اوس سفیدی کو کہتے ہین جو گھوڑے کے منہ پر ہوتی ہے اور تحجیل
اوس سپیدی کو کہتے ہین جو گھوڑے کے قوایم مین ہوتی ہے اور نہایت تحجیل تمام بازو پر اور
پنڈلیون پر ہے دہونے مین ہاتہ اور پاؤن کے اور غرہ ہونا مقدم سر کا اور صفحہ عنق کا منہ کے دہونے
مین عنق بمعنی گردن اور ازانجملہ یہ ہے کہ وہی درمیان موقف کے اوپر مکان عالی کے ہونگے موقف
کے معنی کہڑے ہونے کی جگہہ مراد عرصات سے اور جابر رض کی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت ص نے فرمایا
کہ ہونگا مین اور میری امت بلند جگہہ پر ایسی جگہہ جو مشرف اوپر خلایق کے نہین کوئی ایک لوگون
سے مگر یہ کہ دوست رکہتا اس بات کو کہ ہمارا ہووے اور نہین کوئی پیغمبر جسے تکذیب کی امت نے اوسکی

مگر یہ کہ ہم گواہی دینگے کہ اوس نے پہونچایا پروردگار کی رسالت کے تئین اور دوسری حدیث میں ابا ہرہ
کذر بایا کہ پس میں اور سیری امت ہونگے اوپر ایک ٹیلے کے اور از انجملہ یہ ہے کہ واسطے انہوں کے علامت
اور نشان ہوگا سجدہ کرنے کے اثر سے قال اللہ تعالی سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود یا یہ علامت دنیا مین ہے
یا آخرت مین ایک یہ کہ سیما دنیا مین ہے اور مراد اوس سے راہ اور روش نیک ہے اور سیمای اسلام
اور خشوع سیما کے معنی نشان اور علامت خشوع عاجزی اور فروتنی کرنا اور بعضون نے کہا ہے کہ زردی
چہرے کے مین بیداری کے اثر سے ہے پس گمان کرتا ہے تو کہ وہ بیمار ہین اور نہین ہین بیمار دوسرا قول
یہ کہ یہ سیما آخرت کے درمیان ہوگا کہ مواضع سجود کے انہون سے روشن اور تابان ہونگے کہ پہچانا جاویگا
اوس سے کہ وہ ساجد تہے دنیا مین شہر بن حوشب سے آیا ہے کہ ہونگے موضع سجود کے انہون سے
یعنی امت احمدی سے اوہنون کی صورتین سی چودہوین رات کے چاند کے مانند عطا خراسانی نے
کہا ہے کہ داخل ہے اس آیت کے درمیان جو کوئی محافظت کرتا ہے پنجگانہ نماز پر اور از انجملہ یہ ہے کہ دیے
جاوینگے اونکے نامے اونکے سیدہے ہاتہون مین رواہ احمد والبزار کذا فی المواہب اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ دینا کتاب کا یعنی نامۂ اعمال کا سیدہے ہاتہ مین اس امت کریمہ کے خصایص سے ہے اور مشکات
مین بہی حدیث احمد کی ابی درداسے لاتا ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ مین پہچانتا ہون اپنی امت
کے تئین قیامت کے روز اوپر اسبات کے کہ وہ غر محجل مین معنی اس لفظ کی مکرر لکہے اوپر اسبات
کے کہ نامے انہون کے سیدہے ہاتہون مین انکے ہونگے اور پہچانتا ہون مین امت پر کہ ذریت اونکی یعنی
اولاد سعی کرینگی آگے انکے یعنی خرام کرینگی شیخ ابن حجر شرح مین لکہتا ہے کہ ظاہر اس حدیث کا یہ ہے
کہ دینا نامے کا دست راست مین امت محمدؐ کی خصایص سے ہے اور جو کچہ کہ دلالت کرتی ہین اوپر اوس بات
کے آیتین و بقیہ احادیث سو عام ہے مگر یہ کہ حمل کیا جاوے یعنی گمان اوپر اسبات کے کہ دیے جاوینگے
نامے اورون سے آگے یا اوس صفت سے کہ نہین واسطے انکے غیر کے لیکن سعی کرنا ذریت کا ہو سکتا ہے
کہ خصایص سے ہو کیونکہ پائی نہین جاتی کوئی ایسی چیز جو معارض ہو اوسکی یعنی اسبات کی کہ اولاد
اونکی آگے سعی کریگی اور از انجملہ یہ ہے کہ نور اونکا سعی کریگا اونکے آگے یعنی چمکیگا جانب راست
اون کے جیسا کہ منطوق کلام اللہ کا ہے یعنی نطق کیا گیا واخرجہ احمد باسناد صحیح یعنی اوسکو احمد نے
صحیح سندون سے اخراج کیا ہے اور انکے خصایص سے ہے یہ کہ واسطے انکی ہے جو کچہ سعی کی انہون

سے بذات خود لیے کوشش اعمال نیک مین اور جو کچہ سعی کیجاوے واسطے انہون کے مراد والد کی امر رش
سے مومنون کے جو واسطے انکے کرین اور یہ تہا واسطے اون لوگون کے جو ان سے آگے تھے مگر اتنا
ہی جو بذات خود سعی کرتے تھے ایسا کچہ ہے عکرمہ نے اور اسجگہہ اشکال لاتے ہین قول آلہی کر سکے کہ
وان لیس للانسان الا ما سعی کیونکہ یہ دلالت کرتی ہے اوپر اس بات کے کہ آدمی کو نفع نہین مگر اوس
چیز سے جو خود اوس نے سعی کر کے عمل کیا ہو اور جواب دیتے ہین اس اشکال کا کئی وجہ سے ایک یہ
کہ یہ آیت منسوخ ہے خدا تعالی کے اس قول سے کہ واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم پس
گویا جاتا ہے باپ طفل کا مان باپ کے میزان مین اور فرط ہوتا ہے واسطے اونکے فرط ارسے
کہتے ہین جو آگے جاوے اور قبول کرتا ہے اللہ تعالی شفاعت آبا کی ابنا کے درمیان اور شفاعت
ابنا کی آبا کے درمیان اس قول آلہی کی دلیل سے کہ اباءکم وابناءکم لا تدرون ایہم اقرب
لکم نفعا آبا اور ابنا جمع اب اور ابن ہے قرطبی نے کہا ہے کہ بہت سی حدیثین دلالت کرتی ہین
اس قول پر اور مومن پہنچتا ہے ثواب عمل صالح کا غیر سے اوسکے اور صحیح کے درمیان آیا ہے کہ جو
کوئی موا اور رہا ذمے پر اوسکے روزہ روزہ رکہے واسطے اوسکے ولی اوسکا یعنی وارث اور فرمایا
حضرت نے واسطے اوس کسی کے جو حج کرتا تہا اپنے غیر کی طرف سے کہ حج ادا کر واسطے اپنے بعد
اسکے ادا کر واسطے اوسکے اور عائشہ صدیقہ رضی آیا ہے کہ اعتکاف کیا اپنے بہائی کی طرف سے
اور اعتاق کیا واسطے اوسکے اعتاق کے معنی آزاد کرنا بردے کا اور عرض کی سعد بن عبادہ نے
کہ یا رسول اللہ مان میری مرگئی ہے آیا تصدق کرون مین اوسکی جانب سے فرمایا ہان تصدق کر کہا
کونسا صدقہ بہتر ہے فرمایا پانی پلانا پس بنوایا سعد نے ایک کنوان اور کہا ہذہ لام سعد یعنی یہ کنوان
سعد کی مان کے واسطے ہے اور عبداللہ بن بکر کی دادی نے نذر کی تہی کہ پیادہ جاوے مسجد قبا
تک پس موئی اور وفا نکرسکی پس فتوی دیا ابن عباس رض نے اوسکے بیٹے کو کہ جاوے اوسکی جانب
سے اور بعضے مفسرین نے بعض سے کہا ہے کہ مراد اس انسان سے ابوجہل ہے یعنے وہ انسان
جو آیت مین ہے کہ لیس للانسان الخ اور بعضون نے کہا ہے عقبہ بن معیط اور بعضون نے کہا ہے
ولید بن مغیرا اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد انسان سے اسجگہہ زندہ ہے نہ یہ کہ میت ہوا اور بعضون نے
کہا ہے کہ یہ اخبار ہے مر قصمنا کی شریعتون سے اور دلالت کی ہے ہماری شریعت نے اوپر اسکے

انسان کے سعی اوسکی اور اوسکے غیر کی دو نوہین وصاحب کشاف نے کہا ہے کہ سعی غیر کی کسطرح
نفع نہین پوہنچاتی مگر مین نے اپنی ذات کی سعی برابر ہونے اوسکے مومن مصدق پس اس اعتبار کر
سعی غیر کی اپنی سعی کے حکم مین ہون یعنے اپنی سعی کے مانند بہت سے ہونے اوسکے تابع واسطے
اوسکے اور قایم مقام اوسکے اور یہی سعی غیر کی نفع نہین پوہنچاتی جسوقت عمل کرے وہ غیر واسطے اپنی ذات
کے ولیکن جب نیت کی اوسنے واسطے اوسکے حکم شرع مین نائب اور وکیل اوسکا ہوا اور قایم مقام اوسکا
انتہی اور تحقیق اختلاف کیا ہے عالمون نے قرآن کی قرأت کے ثواب مین کہ آیا پوہنچتا ہے میت کو یا نہین
اکثر اسبات پر ہین کہ نہین پوہنچتا اور مشہور شافعی کے مذہب سے اور مالک کے اور ابو حنیفہ کی جماعت
سے یہی ہے اور بہت لوگ شافعیون سے اور حنفیون سے اسبات پر ہین کہ پوہنچتا ہے اور اسی کا
قایل ہے امام احمد بن حنبل بہ کہ منقول امام احمد سے یہ ہے کہ پوہنچتا ہے میت کو ہر کچھ صدقے سے اور
صلوٰۃ سے اور حج سے اور اعتکاف اور قرأت سے قرآن کے وغیر ذلک لیکن کہا ہے کہ قرأت کرنا قبر
پر بدعت ہے اور ذکر کیا ہے شیخ شمس الدین قسطلانی نے کہ صحیح پوہنچنا ثواب قرأت کا ہے قریب
اور اجنبی سے اور وارث اور غیر وارث سے جیساکہ نفع پوہنچاتا ہے صدقہ اور دعا اور استغفار
کرنا باجماع یعنے باتفاق علما اور فتوی دیا ہے قاضی حسین نے کہ استیجار قرآن کی قرأت کو واسطے
قبر پر جائز ہے جسطرح استیجار واسطے اذان کے اور قرآن کے سکہانے کیلیے جائز ہے استیجار کے
معنی طلب اجرت کرنا یعنے مزدوری اور چاہیے کہ دعا کرے میت کے تئین قرأت کے بعد کیونکہ
دعا لاحق ہوتی ہے اوسکے تئین اور دعا کرنا قرأت کے بعد اقرب ہے طرف قبولیت کے اور اکثر ہے
از روے برکت کے اور ذکر کیا ہے شیخ عبد الکریم سالوس نے کہ اگر نیت کرے قاری اپنی قرأت کرنے
کا اوسکا ثواب میت کو ہو نہین پوہنچتا کیونکہ نیت کرنا اسکا اوسکی تلاوت کرنے سے آگے عبادت بدنی
ہے پس واقع نہین ہوتا اوسکے غیر سے لیکن اگر قرأت کرے بعد اسکے گردانے اوسے جو کچھ حاصل
ہوا ہے اوسکا اجر واسطے میت کے اور یہ دعا ہے اور حاصل ہونا اوسکا اجر سے میت کیلیے
نفع پوہنچانا ہے میت کو اور کہتے ہیں یعنے عالمون نے کہ موضع قرآن کا موضع برکت کا ہے اور
رحمت کے نازل ہونے کی جگہ اور میت زندہ کے حکم مین ہے یعنے مثل زندہ کے حاضر ہے پس امید کیجاتی ہے
واسطے اوسکے رحمت کے نازل ہونے کی اور برکت کے حاصل ہونے کی جسوقت پہنچے قاری ثواب

واسطے اوسکے اور ذکر کیا ہے صاحب عدّہ نے کہ اگر باہر نکالے ایک چشمے کے تئین یا کنوان کہدوادے
یا وقف کرے مصحف کے تئین حال حیات مین اپنے یا اون کاموں کو کرے غیر اوسکا اوسکی موت کے بعد پہنچتا ہے
ثواب اوسکا میت کو جیسا کہ وارد ہوا ہے درمیان خبر کے یعنے حدیث مین اور مخصوص نہین ہے
حکم مصحف کے وقف کرنے پر یعنے یہ نہین کہ صرف قرآن ہی وقف کیا جاوے بلکہ اوسکو یعنے حکم
وقف کے تئین ملحق ہے ہر وقف یعنے جو وقف ہوا اور یہ قیاس تقاضا کرتا ہے تضحیہ کے جائز ہونے
کے تئین میت سے کیونکہ وہ ایک نوع صدقے سے ہے لیکن تہذیب کے درمیان آیا ہے جائز
نہین تضحیہ غیر سے بدون امر کرنے اوسکے اور اسیطرح میت سے مگر یہ کہ وصیت کی ہو اور واسطے
یعنے تضحیہ کرنے پر اور تحقیق روایت کی گئی ہے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے کہ تضحیہ
کرتے تھے پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد اور ابو عباس محمد بن اسحاق سراج مین آیا ہے کہ کہا کہ تضحیہ کیا مین نے
واسطے سرور عالم کے ستر تضحیہ کے تئین اضحیہ اوس بکری کو کہتے ہین جو عید قربان کے روز قربانی
کی جاوے لیکن ہدیہ کرنا ثواب کا طرف رسول خدا کے پس نہین جانتا مین درمیان اوسکے
کوئی خبر نہ کوئی اثر اور انکار کیا ہے اوسکے تئین ایک جماعت نے اور کہا ہے کہ نہین کیا اوسکے تئین
اصحاب نے یعنے تضحیہ کے تئین اور بعض نے متاخرین فقیہون سے اسکو مستحب کہا ہے اور بعضے بدعت
جانتے ہین اور کہا ہے کہ حضرت مستغنی ہین اوس سے کیونکہ واسطے اوس جناب کے ثابت ہے
اس حدیث کے حکم سے من سن سنۃ حسنۃ الی آخر الحدیث جس نے عمل خیر کیا اوس سرور کو آپ کی امت
مین بھی اجر اوسکا بدون اسکے کہ نقصان ہو عامل کی اجر سے کچھ امام شافعی نے کہا ہے کہ کچھ
خیر نہین کہ عمل کرتا ہے اوسکے تئین ایک کوئی اوس جناب کی امت سے مگر یہ کہ وہ سرور اصل ہین اوس
عمل مین تحقیق نصرت کے درمیان کہا ہے کہ تمام حسنات اور اعمال صالحہ مسلمانون کے پیغمبر کے صحائف
مین زیادہ ہین اوپر اوس خیر کے جو عمل کرنے والا رکہتا تہا اجر سے یا دونا ایسا کہ نہین جانتا اوسکو
مگر خدا تعالی کیونکہ ہر عامل اور مہتدی کے تئین یعنے قبول ہدایت کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے
اجر اور متجدد ہوتا ہے یعنے نو بنو اوسکے اوستاد اور شیخ کو یعنے پیر کو مانند اوس اجر کے اور اوسکے
پیر کے پیر کو دو مانند اور تیسرے شیخ کو چار اور چوتھے کو آٹھ اور اسیطرح چلتا ہے اجر ہر مرتبے درمیان
جو اجر حاصل ہوتے ہین اونکے عددون کے موافق پیغمبر خدا تک اس وجہ سے معلوم ہوتا ہے تفصیل

سلف کی اوپر خلف کے یعنے اول والون کی بزرگی بعد والون پر پس جب فرض کیجو جاتے
ہین ہم اب دس بعد پیغمبر کے ہوتے ہین اجر واسطے اوس جناب کی ایکہزار چوبیس اور جب بدایت طرف دسوین کے
پہنچے گیا دسوین ہوتی ہے پیغمبر کی دو ہزار اڑتالیس اور اسیطرح کہ زیادہ ہوتی ہین دو چند اجر ہوتا ہی او
ماقبل واا سکے تئین جیسا کہ ہے بعض محققون نے اور برکر کے جواب دیا جاتا ہے یعنے جواو بر کہ ہوا
اوس کرنیکے استشکال کا یعنے طلب اشکال کیا گیا قاری کی دعا کرنیکا حضرت کے تئین زیادت شرف
سے ساتہ علم کے اوپر جانتے کمال کرنیکے اوس جناب صلعم کا تمام انواع شرف کے درمیان پس گویا ملاحظہ
کیا قاری نے قبول قرأت اوسکی کا متضمن ہے یعنے شامل واسطے اسکی تعلیم کرنے والے کے جسطرح اجر اوسکا
شامل ہے اور اسی طرح یعنے درجہ بدرجہ یہانتک کہ ہوتا ہے واسطے اوسکے معلم اول کے مانند اون
تمام اجرون کے جو شارع ہے یعنے معلم اول جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور یہی قبیل سے ہے جو کچہ مشروع
ہے کعبے کے دیکہنے کے وقت جو کہتے ہین اللہم زد ہذا البیت تشریفا وتعظیما ذکر کیا ہے اس تمام کو شیخ
مواہب لدنیہ کے درمیان اور اسجگہہ سی معلوم ہوا حضرت رسول صلعم نے شہادت کی ہے اپنی اس قول کے
من سن سنۃ حسنۃ فلہ مثل اجر من عمل بہا بعد ترغیب اور تحریض کرنیکے بعد اوپر تسنین سنۃ حسنہ کے اپنا
فعل اور کمال کرنیکے ثابت کرنے مین بے انتہا اجرون کے واسطے اوس جناب صلعم کی سنتہ کے معنی خو اور
عادت اور تسنین سنتہ کرنا اور اس امت کے خصائص سے ہے یہ کہ پہلی داخل ہونگے بہشت مین
تمام امتون سے آگے روایت کی ہے طبرانی نے اوسط مین عمر ابن خطاب رض کی حدیث سی کہ حضرت صلعم نے
فرمایا کہ حرام کیا گیا ہے بہشت تمام نبیون پر جب تک مین داخل ہوون اور حرام کیا گیا ہے تمامی امتون پر
جب تک داخل ہو میری امت اور از انجملہ یہ ہے کہ داخل ہونگے بہشت مین ایسے یعنے امت احمدی سے
ستر ہزار شخص بدون احساب کے یعنے بلا پرسش اور بلا مواخذہ رواہ الشیخان اور بیہقی اور طبرانی کے
نزدیک آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ دعا کی مین نے پروردگار تعالی سے زیادت کے تئین پس
عطا کیا واسطے میرے ساتہ ہر ایک کے ستر ستر ہزار اور بالجملہ دیا ہے پروردگار نے بیچ تعالی نے
اس امت کے تئین ایسا کچہ جو نہین دیا دوسری امتونکو جیسا کہ دیا ہے انکے پیغمبر کے تئین جو کچہ نہین دیا دوسرے
پیغمبرونکو صلعم لما دعی اللہ داعینا لطاعتہ باکرم رسل کنا اکرم الامم یعنے ہرگاہ طلب حاجت کی اللہ
نے ہمارے پیغمبر نے واسطے اپنی طاعت کے اکرم رسل سے کرکے ہوئے ہم اکرم امم کرکے اور درود کاملہ

نازل ہوجیو اوپر بہترین خلق کے محمد اور اوس سرور کی آل اور اصحاب اور امت سب پر وصل رسول ہو
الی معراج کے بیان مین اور خاص ترین خصایص اور شریف ترین فضایل اور روشن ترین معجزات اور کرامات
سے شرف دینا اور راضی کرنا اللہ تعالی کا اپنے حبیب کے تئین اسرا اور معراج فضیلت ہی کہ کسیکو نبیون
سے اوس شرف سے شرف اور مکرم نہین گردانا اور جسجگہہ اوس سرور کو پونہچایا اور جو کچھ اوسے دکہایا کسیکو
نہ پونہچایا سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله لنریه
ایاتنا کہ مراد اوس سے لیجانا اوس سرور کا ہے مکے سے طرف مسجد اقصی کے جو ثابت ہے کتاب اللہ
سے اور انکار کرنے والا اوسکا کافر ہے اور اسجگہہ سے آگے لیجانا کہ معراج نام اوسکا ہے مشہور حدیثون سے
کہ منکر اونکا بدعت کرنے والا اور فاسق اور مخذول اور ثبوت دوسرا جزئیات عجایب اور غرایب احوال اخبار
احاد سے ہے کہ منکر اوسکا جاہل اور محروم ہے اگرچہ معنی اوسکے یہان حاصل ہین لیکن بندہ کی کا ہے ضرور ہوا کہ بند
واسطے دلالت وہ چند ہو سبحان اللہ تعالی پاکی اور بے عیبی ہے اوسکو تئین جو لیگیا اپنی بندی کے تئین مراد محمد رسول اللہ
سے ایکرات مسجد حرام سے طرف مسجد اقصے کے بولے بیت المقدس ایسی مسجد جسکو برکت دی ہمنے اوسکے
گرداگرد کو تاکہ دکہاوین ہم اوسے یعنے اپنے بندے کو اپنی آیات یعنے دلائل قدرت اپنی کہ ذرہ سی عرصے
مین مکے سے شام کو گیا اور بیت المقدس کو دیکہا اور انبیاء کو دیکہا اور آسمانون کے عجائب اور غرائب پر اوس
سرور نے اطلاع پائی انتہی اور صحیح یہ ہے کہ ہونا اسرا اور معراج کا تمام بیداری مین اور جسد سے دیکہا اور جمہور
علما اور صحابہ اور تابعین اور اتباع اور جو بعد اونکے ہین محدثون سے اور فقیہون سے اور متکلمین سے اسی بات
پر ہین اور متواتر ہین یعنی پے درپے اوپر اوسکی صحیح حدیثین اور صریح خبرین اور بعضے اسبات پر ہین کہ روح تہا یعنے اسرا خواب
مین اور ایک گروہ اسبات پر ہین کہ قضیہ متعددہ تہا ایکوقت درمیان بیداری کے جسد سے تہا اور دوسری دفعہ
روح سے بعضے کہتی ہین کہ مین تہا یعنے نبی مین اور ساتہ اسکے اتفاق رکہتی ہین تمام اسبات پر کہ رویا انبیاء کا
وحی ہے کہ راہ نہین درمیان اوسکے شبہے کو اور بیدار ہین دل اونکے اوسمین یعنے خواب مین اور پوشیدہ ہین
آنکہین اونکی جسطرح پوشیدہ ہوجاتی ہین آنکہین مراقبہ کے وقت تاکہ شاغل ہو کوئی چیز محسوسات سے یعنے مانع
ہو اور قاضی ابوبکر بن عربی نے کہا ہے کہ وقوع اوسکا یعنے معراج ہونیکا واسطے توطیہ اور تیسیر تہا توطیہ کے معنی
توفیق دینا اور آسان کرنا توطیہ کے معنی سمجہانا جیسا کہ ابتدای نبوت کی درمیان رویای صادقہ حضرت ﷺ دیکہتی تہی
کہ سہل اور آسان ہو اوس جناب پر وحی کی گرانی کا اوٹہانا جو ایک امر عظیم ہے اور ضعیف اور عاجز ملک اوس مین

ستے تو بہی بشری ہوا اور اسیطرح معراج پہلے خواب مین واقع ہوئی تاکہ اوسکا پانیکے قوت استعداد بیداری مین حاصل ہو
بلکہ بعضون نے جنکا یہ قول ہے کہا ہے کہ واقع ہونا اوسکا خواب مین بعثت کے آگے تہا واللہ اعلم و عمل اور بعضے
بعضے نے کہا ہے کہ سرور عالم کو اسرا آت اور معاریج بہت تہی یعنے بہت اسرے تہا اور معراجین اوس جناب کو حاصل
ہوئین بعضون نے کہا ہے کہ چونتیس ہو اور ایک اونسے یعنے معراجون سے بیداری مین تہی اور باقی ربیح سی خواب
کے درمیان واللہ اعلم اور ایک گروہ کہتے ہین کہ اسرا مسجد حرام سے مسجد اقصی تک جسد سے تہی بیداری مین اور وہان سے
اوس جگہ سے آسمانون تک روح سے تہی اور روے خواب کے اور احتجاج لاتے ہین یعنے دلیل اوس بات سے جو وہ
کہتے ہین کہ حضرت حق نے اپنے کلام مین مسجد اقصے کو غایت اسرا گردانا اور اگر اسرا جسد سے زیادہ مسجد اقصے
پر ہوتی تو ذکر فرماتا اوسکے تئین جو بلیغ تر تہا تعجب اور تعظیم مین قدرت الٰہی کے یعنے ذکر کرنا اسکا اور ستایش
مین حضرت رسالت پناہی کی اور جواب اوسکا یہ ہے کہ تخصیص مسجد اقصی کی ذکر کی آیہ کریمہ کے درمیان
جہت سے واقع ہونے خلاف اور نزاع اور انکار کرنے قریش کے ہی درمیان اوسکے یعنے مسجد اقصی اور
پوچہنے کا اونکا اوسکی آیات اور علامات کے تئین اوس جناب سے اور طلب خبر اور امتحان کرنا اوسکی صفات
سے جیسا کہ مذکور ہوگا اور بہت سے ہے وارد ہونا حدیثون کا اور صحیح خبر نکا ایسی اخبار جو مشہور ہین بیچ میان اوسکے
بلکہ آیات قرآنی ہے جنانچہ والنجم کے سورے مین واقع ہوا ہے اور اگرچہ جو کچھ کہ والنجم کے سورے مین
واقع ہوا ہے بعضون نے جبرئیل کی رویت اور قرب پر گمان کیا ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ وہ محمول معراج
کے قصے پر رکہا مولف نے کہ اشارت حضرت حق کی اس قول کو کہ لنریہ من ایاتنا طرف معراج کی ہے یعنے
مسجد اقصی کیطرف لیجاوے تاکہ وہان سے آسمانون پر لیجا کے اپنی آیات کے تئین دکہاوے کیونکہ دکہانا
آیات کا اور ظہور کرنا نہایت کرامات اور معجزات کا آسمانون مین تہا اور مقصد تہا یعنے قصد کیا گیا اور لیکن
جیسکہ جو واقع ہوا مسجد اقصی کے درمیان اور لیجانا طرف مسجد اقصے کے مبدا اوسکا ہی یعنے جا ہے ابتدا اسرا
اور معراج کا اور اسی جہت سے ذکر کیا مسجد اقصی کے تئین اور ورود واقع یعنے حقیقت اگر یہ خواب مین ہوتا
تو استبعاد نکرتے اوسے کفار یعنے بعید نجانتے اور فتنے مین نہ پڑتے جنکے ایمان ضعیف تہا اس معنون سے اور بہی
واقع ہون اس تمام وقائع کا اور قضایا کا خارج ہے حصر اور احصا سے اور غیر متعارف ہے خواب کے درمیان
اور بہی اسرا خواب کے درمیان اطلاق نہین کرتے یعنے یہ نہین کہتے کہ اسرا خواب مین ہوتا ہے اور جب اسرا
بیداری مین ہوا معراج جو بعد اوسکے واقع ہوئی بہی بیداری ہی مین ہوگی اور کوئی دلیل نہین ہے خواب کے درمیان

بعد اوسکے اور شبہہ قائلون کے تئین یعنے بولنے والونکو اوسکے واقع ہونے مین درمیان خواب کے کئی چیزین
ہین ایک یہ قول حضرت حق ہے جلشانہ وما جعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ للناس نہین گردانا ہمنے رویا
ایسا رویا جو دکھایا تجھے اے محمد ﷺ مگر فتنہ واسطے انسان کے اور بعض مفسرون نے اوسی معراج کے قصے پر گمان
کیا ہے اور نام رویا کا رویت خواب کے درمیان ہے رویت بمعنی دیکھنا اور رویا خواب اور خواب ہے اوسکا آیا ہے
کہ رویا محمول ہے اوپر قصہ حدیبیہ کے یا بدر کے واقعے کا رویا ہے اور کہا ہے کہ رویا بمعنی رویت یعنے بھی آیا ہے
یعنے دیکھنا بینائی کا اور استشہاد لاتے ہین اوپر اوسکے بقول متنبی جو کہا ہے ورویاک احلی فی العیون من الغمض
اور بعضون نے کہا ہے کہ تسمیہ کرنا رویا کر کے اس جہت سے ہے کہ وقوع اوسکا شب کو تھا اور وہ جو حدیث مین آیا ہے
کہ فرمایا حضرت ﷺ نے کہ فاستیقظت یعنے پس مین بیدار ہوا اسجگہ سے دلیل اوپر ہونے اسرا و معراج کے
درمیان خواب کے نہین کیونکہ احتمال رکھتا ہے کہ مراد بیداری کی اوس خواب سے ہو جو شروع اوسکے پہنچنے کے
آگے کی پس حضرت رسول ﷺ خواب مین تھے جو فرشتے آکر بیدار کیا اور براق پر سوار کرکے لیگیا اور اگر مراد
بیداری کی تمام قصے کے بعد سے ہو جیسا کہ واقع ہوا ہے کہ ثم استیقظت وانا فی المسجد الحرام یعنے پس پیچھے
مین بیدار ہوا حالانکہ مین بیت الحرام مین ہون ہوسکتا ہے کہ استیقظت بمعنی اصبحت ہو یعنے صبح کی مینے حالانکہ
مسجد حرام مین تھا یا کہ بیداری دوسرے خواب سے ہو جو گھر مین پہنچنے کے بعد واقع ہوا اور سری تمام شب
تھا بلکہ اندک شب مین تھا اور بعضے محققون نے کہا ہے کہ مراد بیداری سے افاقت اور ہشیاری اور بحال
خود آنا ہے اوس حالت سے جس حالت نے سخت پکڑا تھا اوس سرور ﷺ کے تئین دیکھنے سے عجائب اور غرائب
ملکوت سموات اور ارض کو اور ملاء اعلی کے مشاہدے سے اور کچھ دیکھا اوس سرور ﷺ نے آیات کبری الہی
اور اسرار نامتناہی یعنے بے نہایت اور کبری ہے تانیث ہے کبیر کی اور پوشیدہ کر گیا اوس جناب ﷺ کے
باطن کے تئین جسطرح خواب کی حالت ہوتی ہے اور کہتے ہین کہ دیکھنا ملکوت کا اگرچہ بیداری مین ہو بدون
ایک نوع غائب ہونے عالم محسوسات سے کہ تعبیر کرتے ہین جس سے بین النوم والیقظہ کرکے نہین ہوتا اور
حقیقت مین وہ بیداری ہی ہے لیکن غیبت کے عارض ہونے کے سبب سے اور اوسکے زائل ہونے
کی جہت سے کبھی تعبیر کرتے ہین خواب کرکے اور ایک روایت مین بین النائم والیقظان بھی آیا ہے یعنے
حالانکہ مین خواب اور بیداری کے بیچ مین تھا اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد نوم سے ہیئت نائم کی ہے اور صحیح آیا
ہے اضطجاع کے معنے کروٹ سے سونا اور ایک روایت مین یون آیا ہے بینا انا نائم فی الحجر وربما قال

مشتمل ہے ساتہ اسکے کہ انس نے اس حال کو نہیں دیکہا اور حضرت رسول ص سے بہی نہیں سنا کیونکہ قصہ معراج کا پہلے
ہجرت ہے اور آنا انس کا خدمت میں حضرت ص کے بعد از ہجرت اور اون دنون لڑکا بہی تہا سات
آٹہہ برس کا کذا قالوا اور اسی حدیث عائشہ صدیقہ کے جو کہا کہ ما فقدت جسد محمد جو تمسک اوس گروہ کی ہے جو
کہتے ہین کہ امر خواب مین تہا از روی معاینہ اور مشاہدہ نہین ہے کیونکہ عائشہ صدیقہ اوس زمانے مین
حضرت ص کے پاس تہین اور ضبط اور حفظ کرنے کی سن مین بہی نہ تہیں بلکہ شاید کہ پیدا بہی نہوئی ہوں ایک قول
یہ کہ اسرا اول اسلام مین تہا بعثت سے ایکسال کے بعد یا ڈیرہ برس اگرچہ صحیح تر یہ ہے کہ پانچ سال کے
بعد تہا واللہ اعلم اور مقصود یہ ہے کہ حدیث عائشہ رض کی راجح نہوگی دوسرون کی حدیث پر جنہوں نے بطریق
مشاہدہ حدیث کی ہے اور عائشہ رض نقد ان حدیث مین واقع ہوا ہے کہ ما فقد جسد محمد اور یہ خطا ہے
بے شبہہ اور جو کچہ آیا ہے ما کذب الفؤاد ما رای دلالت اوپر منام کے نہین رکہتا کیونکہ وحی کہ ہم
مین ہے وہ لا دل نے آنکہہ کے تئین سوا حقیقت کے بلکہ تصدیق کی دل نے اوسکی رویت کے تئین اور
انکار نکیا دل نے اوس چیز کو جو دیکہا آنکہہ نے اس دلیل سے کہ ما زاغ البصر وما طغی ولیکن تمسک اہل تشبث
یعنے حیلہ بازنا باطل اور مزخرف باتون فلسفہ کے یہ کہ امر ثقیل مراد اوس سے روح ہے طرف علو کے مراد
آسمان کسطرح کیجاوی اور خرق التیام افلاک مین جائز نہین طریقہ اسلام مین باطل اور عاطل ہے
یعنے اون پوچ باتون پر تمسک کرنا باطل ہے اور دوسرے ایک گروہ میں اہل اشارات سے اور
اہل تاویلات سے جو امور کو یعنے ظاہر انکو اوپر معانی کے یعنے اوپر باطنوں کے حمل کرتے ہین اور
معراج کو روحانی کہتے ہین اوپر اوس قیاس کے کہ حشر کو روحانی کہتے ہین نہ اوس معنی سے جو معراج کو
ہووے درمیان خواب کے بلکہ اوس معنی سے کہ معراج اشارت ہے احوال اور مقامات سے ترقی کے
درمیان معراج اور معارج کمال کے جیسا کہ کہتے ہین کہ مراد جبرئیل سے روح محمدی ہے اور براق سے
ذات شریف اوس جناب ص کی جو مرکب روح ہے جو اپنی خاصیت سرکش ہے کہ رام نہین ہوتا
مگر بقوت روحانی اور مراد آسمان سے مقام قرب ہے اور سدرۃ المنتہی سے مراد نہایت مقامات
اوس قیاس پر جو موسی ع اور فرعون اور عصا اور نعلین اور وادی مقدس کے قصے مین تاویلات
کرتے ہین یہ گروہ اگر صورت کو اثبات کرین اور با وجود اوسکے اوسکو اشارت طرف معانی کے کہین
تو ایک بات ہی ہے اور ایک مرتبہ ہے علم اور معرفت مین اوس قیاس پر کہ جمع کرین درمیان حسن جسمانی

اور روحانی کے امام غزالی بھی اسی خیال کے قید مین ہے اور اگر صرف معانی کو اعتقاد کرین اور صور کے
قایل نہون تو خود یہ کفر اور الحاد ہے اور مذہب باطلہ ہے اور اس سکین کے ایمان کے ذایقے پر
طریقۂ اولی ہے یعنے اوپر گذرا موہم اور مشیر یعنے اشارت کرنے والا طرف استبعاد اور استنکار کے ہے
یعنے بعید جاننا اور انکار کرنا اوس سے نکلتا ہے گویا وجود صور کو جب مکان عادی کے دایرے
اونہون نے دور سمجھا تب راجع ہوی طرف تاویل کی ایمان سننا ہے اور اوسپر ایمان لانا چنانچہ یہی
قضیہ ابوبکر صدیق رض نے کیا اور اوس روز سے اونکا نام صدیق اکبر ہوا اور کبھی ضعیف الایمان
اسلامی ایمان کے دایرے سے باہر پڑے اگر با وجود تصدیق اور با وجود ایمان قوت کشف سے اور معرفت
سے اوس مقام کو پہچانتے ہین اور باقی ہین امر علم الیقین عین الیقین کو پہونچا ہے تو شکر خدا کا و لیکن
کلام کرنا اور زبان تاویل کی اور اوسکے امکان کے ثابت کرنے کے اوپر دلایل کلامیہ کے کہولنا
اور گرفتار عقل اور اوسکے حیلون کے گرفتار رہنا مقام ایمان اور بندگی سے بعید ہے اور ہم ایمان دارون کو
کوئی دلیل سوا خدا اور رسول خدا صلعم کے قول کی نہین ہے جو کچہ سمجھے اونسے سنا اور
ایمان لائے اور بیشبہہ وہ دلمین جاگیر ہوا اور وہ گروہ اسکو تقلید کہتے ہین اور اسکو نہین پاتے کہ یہ
تقلید کسکی ہے یہ تقلید اوسکی ہے کہ ثابت ہوئی تحقیق اوسکی ظاہر اور روشن معجزون سے اور تقلید
کرنا محقق کی عین تحقیق ہے اور حقیقت مین یہ تقلید نہین ہے یہ اتباع کرنا صراط مستقیم کا ہے مقلد
تم ہو جو تقلید عقل کی کرتے ہو اور اوسکے کہنے پر چلتے ہو کہ ثابت نہین تحقیق اوسکی یعنے عقل
کی اور تمام شکین اور شبہہ اوسکی راہ مین ہین فلاسفہ آپ اصل مین انبیاء کے منکر ہین ہمکو اونسے کیا کام ہے اور
پیغمبر اونکا اونکی عقل ہے ان متکلمون خانہ خرابونکو کیا ہوا ہے با وجود راہ رہت کے اونہون نے راہ
گم کی ہے اور گفتگو اور شبہہ کی اور جدال کی راہ مین پڑے ہین اگرچہ نیت اونہون کی یعنے متکلمون
کی مخالفت کرنا فلاسفہ کا اور رد کرنا اونکے تہا لیکن براہ عقل کے سلوک مین اور اتباع کرنے مین عقل کے
موافق ہوئے ساتھ اونکی فلاسفہ کے اور گمراہ ہوئے آپ اور دوسرونکو اونہون نے گمراہ کیا فضلوا و اضلوا
والله الهادی **وصل** جان کہ معراج کی حدیث کو ایک جمع کثیر نے صحابہ رض سے روایت کی ہے بمرتبہ تواتر
معنوی اگرچہ بعضے خصوصیات کے درمیان روایتین مختلف آئی ہین اور مشہور اونمین سے ایک حدیث
طویل ہے جسے بخاری اور مسلم اپنی صحیح کے درمیان قتادہ سے انس رض بن مالک بن صعصعہ سے لائے

ہین اور اس حدیث مین شق قلب نبوی ﷺ کا ذکر اور دہونا اوسکا آب زمزم سے سونے کے طشت مین اور
پر کرنا اوسکا یعنے دل کا حکمت اور ایمان سے اور رکہنا اوسکا سینۂ شریف کے درمیان اور اوس سے درد مسکا اور
التیام پانا اوسکا یعنے ملجانا اور درست ہونا سینۂ مبارک کا واقع ہوا ہے اور شق ہونا یعنے چیرا جانا سینۂ
شریف کا چار بار ہوا ہے پہلے بیچ بچپنے کے حلیمہ سعدیہ کے پاس ہتے حلیمہ اوس جناب ﷺ کی دایہ کا نام ہے اور
سعدیہ منسوب طرف قبیلہ سعد کے ہے دوسرا دس برس کی عمر مین کہ قریب بلوغ کے وقت کو حضرت
پونہچے تہے تیسرا بعثت کے نزدیک جو تہا اوسوقت جو اسرا کا وقت تہا کہ کمال طہارت اور صفا کو
مستعد اور تہیہ کرنے واسطے عالم ملکوت کے دریافت کرنیکے ہوئے اور یہ قیاس کرنے وضو اور طہارت
کرنے کے جو نماز کے آگے کیا جاوے سو نمونہ معراج کا ہے اور اتفاق نہ پڑا موسے کے تئین اس تہیے اور
استعداد کا اس جہت سے مشرف نہوئے رویت حق کے اور یہ ہے ایک معنی شق صدر کا اور نہیں
مکانو ہے کہ اہل طبع جسکا انکار کرین اور کہین کہ شق ہونا سینے کا اور دلکا علت موت ہے اور
ساتھ حیات کے جمع نہین ہوتا اور ارباب عقل تاویل کرتے ہین کہ مراد اس سے پاک اور ستہرا ہونا
رسول ﷺ کے باطن کا ہے لوث حدوث اور امکان سے لوث کے معنی آلودگی حدوث نو پیدا ہونا
اور اہل ایمان تصدیق کرتے مین بدون تاویل کے اور کہتے ہین کہ یہ تمام اسباب کہ عادی ہین
او رمحال نہین خدا پر کوئی چیز لیکن لانا سونے کے طشت کا اور دہونا اوسکا یعنے دلکا طرح طرح کی
تکریم مین ہے بحسب عرف عادت اور اس سے اشارت طرف اسبابت کے ہے کہ وہ سرور مکرم اور معظم ہے
تمام عالمون سے لیکن یہ جو کہو کہ استعمال سونیکا حرام ہے اوس جناب ﷺ کی شریعت مین جواب اوسکا یہ
کہلا ہے کہ حرام ہونا سونیکا استمتاع کی جہت سے اوپر اوسکے اس دنیا مین لیکن آخرت مین واسطے
مومنون کے ہے خالصتاً موافق اشارت قول الٰہی جلشانہ کے کہ قل ہی للذین آمنوا فی الحیوة الدنیا
خالصة یوم القیمة اور فرمانا رسول خدا ﷺ کا ہو لہم فی الدنیا ولنا فی الاخرة یعنے سونا واسطے کافرون کے
ہے دنیا مین اور واسطے ہمارے آخرت مین ہے اور قصہ اسرا کا حقیقت مین عالم آخرت سے ہے
اور ہے استعمال اور استمتاع اوپر اوسکے حاصل نہوا اوس جناب سے بلکہ ملایک سے ہوا جو غیر مکلف
ہین اوپر اوسکے یعنے ملایک آپ لائے سونیکے طشت کو قلب شریف دہونے کے لیے استمتاع کے معنی
برخوردار ہی پانا ساتہ اسبابت کے کہ احتمال رکہتا ہے کہ یہ واقعہ یعنے طشت زمین ہو یا بجانا قلب شریف

کا پیشتر از حکم تحریم ہوا اور حقیقت مین یہی ہے کیونکہ تحریم اوسکی یعنے حرام ہونا طلا کا مدینے مین ہوا
قصۂ اسرا کے بعد اور بعضون نے ارباب معانی سے مناسبتین نکالی ہین طلا اور قلب شریف سونے کے
درمیان کہ ذہب جنت کے اوانی سے ہے یعنے ظرفون سے اور معدن کے جواہرون سے ثقیل تر اور
نہین کہاتی اوسے مٹی اور نہین لگتا اوسے زنگ جیسا کہ قلب شریف ثقیل تر اور زرین تر اور زینت دار تر
ہر ایک کے دل سے اور اوسمین ثقل وحی کی ہے اور نہین کہاتی اوسے خاک سفلیات کی اور نہین پہونچتا
اور پڑا اوسکے زنگ کدورتونکا دنیا کی اور لفظ ذہب کا مشعر ہے معنی آگاہی دینے والا اوپر ذہاب الی اللہ
کے یعنے جانا طرف خدا کے اور مشعر ہے اوپر تطہیر اور اذہاب جنس کی یعنے اوپر پاک کرنے اور لیجانے پلیدی
کے تئین اور مختص ہے یعنے دیگر زر دینی اضاءت یعنے روشنی اور بقا اور صفا اور رزانت کے تئین اور مراد
کرنے سے طشت کے حکمت و ایمان سے پر کرنے ایک چیز کا ہے جو اہر نورانیہ سے جو حاصل کرنے
والا ہے کمال اور ایمان اور حکمت کا اور احتمال رکہتا ہے کہ جیسے معانی کے تئین پر کرنے کے قبیل سے آویگا
سورۂ بقر قیامت کے روز طلا اور موت کی صورت کبش کی صورت کے درمیان کبش یعنے بکرا اور ظلہ سایہ دار
چیز کو کہتے ہین اور ابر سایہ دار کو بہی . اور متمثل کیے جاتے ہین اعمال بصورت حسنہ یعنی صورتیں پکڑتے ہین
اعمال بندون کے اچہی اچہی صورتونسے اور رکہے جاتے ہین موازین کے درمیان
موازین وزن سے آیا ہے اور بعضے نے کہا ہے عارفون سے کہ اسمین دلیل ہے کہ ایمان اور
حکمت جواہر محسوسہ ہین یعنے دیکہنے مین آنے ہین نہ یہ کہ معانی معقولہ ہون یعنے جنکو خارج مین وجود نہو
اور قبیل اعراض سے ہین یعنے حکمت اور ایمان اعراض جمع عرض ہے عرض اوسے کہتے ہین جو قائم بالغیر
ہو اور جوہر اوسے کہتے ہین جو قائم بالذات ہو جیسا کہ مذہب متکلمین کا ہے کہ ایمان اور حکمت جواہر محسوسہ
ہین اور قبیل اعراض سے ہین اور شارع دانا تر اور عارف تر ہے اشیا کی حقیقتون پر اور نظر اہل عقل
کی اوپر ظاہر کے ہے کہ جب دیکہا اونہون نے کہ یہ سب جدا در جواہر سے ہین حکم کیا اوسکے عرض ہونے پر
اور شاید کہ شگافتن حضرت رسول ؐ کا انکو جو واقع ہوئی موجب زیادت اور کامل کرنے یقین اور ایمان کے
اور باعث نہونے خوف کے عادات مہلکہ سے تہا اور اسیواسطے تہا وہ سرور ؐ اشجع اور اثبت یعنی بہت
ثابت اور مضبوط اور اعلی اور اقوی یعنے قوت دار تر از روے حال کے اور مقام کے ولیکن حکمت دہونے
مین اوس سرور ؐ کے قلب مقدس کے تئین زمزم کے پانی سے کہتے ہین وہ ہی قوت دیتا ہے دل کو تئین

پس دہویا قلب شریف کے تئین تاکہ قوی ہو عالم ملکوت کے مشاہدہ کرنے پر اور بعضے عالمون نے استدلال کیا ہے اوپر اسبات کے کہ زمزم کے پانی سے کیونکہ دہویا نہین جاتا قلب مکرم اوس سرور کا مگر افضل پانی سے اور جو قول اوپر اسبات کے ہے کہ آب زمزم نزدیک تہا اور آب کوثر دور یہ نہایت ضعیف ہے کیونکہ اس جگہہ قرب اور غیبت معقول نہین ہے بیان یکسان ہے واللہ اعلم بعد اوسکے دابہ سفید جسکا نام براق ہے خچر سے چہوٹا اور حمار سے اونچا ایسا کہ رکہتا تہا قدم منتہاے نظر کے درمیان یعنی ایسا تیز گام تہا کہ نظر جہان نہ تہمتی ہو وہان اوسکا گام پڑتا تہا اور حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا پس سوار ہوا مین اور لیکیا جبرئیل مجھے آسمان پر اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ حضرت آسمان تک سوار تہے براق پر اور جاتے تہے ہوا مین جیسا کہ زمین پر چلتے ہین اور یہ بہی خارق عادت ہے کہ شتر ہوا پر نہین چلتا خصوصًا صاحب جب سوار ہوا چارپائی پر اور سب خدا کی قدرت کے ہاتہہ ہے اور مقید نہین قدرت اوسکی اوپر جاری ہونے عادت کے اور بعضے رواتیون مین آیا ہے کہ براق کو دو پر تہے جنسے اوڑتا تھا اور بعض کہتے ہین سیر اوسکی براق پر مسجد اقصے تک ہی بعد اسکے ایک معراج رکہی گئی یعنے سیڑہی کہ اوس پر اوپر چڑہے اور یہ بہی روایت آئی ہے اور مطابقت درمیان دونو روایتون کے یہ ہے کہ راویون سے بعض نے ذکر نکیا اوس چیز کے تئین جسکو ذکر کیا دوسرے راوی نے اول اسنے ذکر کیا سواری کو براق کی مسجد اقصے تک اور صریح کر کے نکہا کہ اوسی سواری سے حضرت آسمان کو گئے اور دوسرے راوی نے ذکر کیا آسمان کے تئین عروج کرنے کا اور شاید بدون نہ سواری کے ہو واللہ اعلم اور حکمت براق کے بہیجانے مین تعظیم اور تکریم تہی حضرت محبوب رب العالمین کی جسطرح محب اپنے محبوبون کے لیے گہوڑا بہیجتے ہین اور خاص الخاص کو جو محرم اور انیس مجلس خاص کا ہو اوسے واسطے بلوانے کے بہیجتے ہین اور درمیان شب کے جو وقت خلوت کا خاص ہے پوشیدہ غیرون کی آنکہون سے بلواتے ہین واللہ المثل الاعلی وتعالی وتقدس اور حکمت ہونے مین براق کے چہوٹا خچر سے اور اونچا حمار سے گہوڑے کیصورت پر واسطے اشارت کے ہے اوپر امن کے کہ بلوانا سلم اور امن مین تہا نہ یہ کہ جنگ اور خوف کے درمیان اور یہی ظاہر کرنے معجزے کے اوپر واقع ہونے اسراع شدید کے یعنے چالاکی کرانا شدت کے ساتہ دابہ کر کے کیسا کہ موصوف نہین اوس کر کے عرف عادت کے درمیان اور حضرت شیخ فرمایا کرتے تہے کہ نام اوسکا براق ہے نہ یہ کہ فرس ہو اور لعل معنے ایسا اور اشتقاق براق کا برق سے ہے بمعنی چمکنا اوسکے چلنے کی سرعت کے جہت سے اور قاضی عیاض نے

کہا ہے کہ اوسے براق اس جہت سے کہتے ہین کہ اوسکے دو رنگ تھے شاہ برقا کہتے ہین کہ اوسکے سپید
بالون کے درمیان سیاہ ملاتے ہوتے ہین شاہ کہتے ہین بکری کو اور صاحب مواہب نے کہا ہے کہ احتمال
رکہتا ہے کہ مشتق ہو یعنے اشتقاق نہ کیا گیا براق برق سے جیسا کہ اوپر گذرا اور بعضی روایتون
مین آیا ہے کہ جب حضرت رسول صلعم نے پانون رکاب مین رکہا براق نے سرکشی کی یعنے تندی و
چالاکی پس جبرئیل ع نے براق سے کہا کیا ہوا ہے تجھے جو سرکشی کرتا ہے تو سوار نہین ہوا تجھپر کوئی
ایک گرامی تر محمد سے پس عرق کیا اور بیٹھ گیا زمین پر اور رام ہوا براق پس سوار ہوئے حضرت صلعم
اوسکی پشت پر اور یہ کلام یعنے کہنا جبرئیل ع کا کہ کیا ہوا ہے تجھے اے براق الخ دلالت رکہتا ہے اوپر
اسبات کے کہ براق آمادہ تہا یعنے مہیا انبیا کی سواری کے لیے اور بعضے کہتے ہین کہ ہر ایک نبی کو
ایک براق تہا اوسکے قدر اور مرتبے کے اندازے کی مقدار پر جیسا کہ روایتون مین آیا ہے کہ ابراہیم ع
آیا کرتے تھے براق پر سوار ہو کر بیت المقدس سے مکے کو اسماعیل ع کے دیکھنے کے واسطے گویا اشارہ
جبرئیل ع کیطرف براق کی جنس کی ہے واللہ اعلم اور وجہ براق کے سرکشی کرنے کی یا اس جہت سے
تہی کہ کبہی اوسپر سواری ہوئی نہتی اوس ایک قول سے کہ سوار نہین ہوا اوسپر کوئی یا بُعد عہد
کی جہت سے بُعد کے معنی دوری اور بعضے کہتے ہین کہ یہ سرکشی کرنا براق کا ناز اور خوشی اور افتخار کرنے
کی جہت سے تہا نہ یہ کہ بطریق استبعاد اور سرکشی ہو جیسا کہ رجفہ جبل کے درمیان فرمایا یعنے پہاڑ کے
لرزنے مین کہ اُثبت یا ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان یعنے ثابت ہو اے ثبیر یعنے ساکن ہو پس نہین
اوپر تیرے مگر نبی اور صدیق اور شہید رجفہ معنی لرزنا اور ثبیر ایک پہاڑ کا نام ہے مکے کے تین پہاڑون
اور باقی دو کا نام ثور اور حرا ہے اور کہتے ہین کہ رکاب براق کی جبرئیل ع کے ہاتہ مین تہی اور لگام
میکائیل ع کے ہاتہ اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ جبرئیل ع ردیف تہے اوس جناب کے یعنے پیچہے سوار
تہے اور شاید کہ پہلے جبرئیل ع رکابی ہون بعد اسکے اثنا ہی راہ مین محبت اور عنایت اوس سرور صلعم نے
اقتضا اسبات کا کیا ہو کہ جبرئیل ع کو اوٹہا کر اپنا ردیف کیا یا پہلے ہی ردیف ہون بعد اسکے جبرئیل ع
رعایت اوس جناب کی طریقہ ادب اور تکریم کی کر کے پیچہے اوترے ہون واللہ اعلم پس پونہچے اوس زمین
نخلستان کے پس کہا جبرئیل ع نے حضرت رسول صلعم سے کہ نیچے اوترو اور نماز پڑہو کہ یہ زمین شریک ہے بعد
اسکے زمین کو پونہچے اور اوس زمین پر گذرے جہان مولد تہا عیسیٰ ع کا یعنے جا ہی ولادت اوس نو خلیقہ

بہی جبرئیل نے کہا نیچے اترو نماز پڑہو پس سرور عالم نے نیچے اتر کر نماز ادا کی بعد اسکے ایک عجوز کو دیکھا یعنے ایک بڑہیا کو ایک طرف پوچھا حضرت نے جبرئیل سے کہ یہ کیست یا جبرئیل کہا چلو یا محمد بعد اسکے سنا حضرت نے کہ کوئی راہ سے ایکجانب کو ہے اور پکارتا ہے رسول کو حضرت نے پوچھا یا جبرئیل یہ کون ہے کہا چلو یا محمد بعد اسکے گذرے طرف ایکجماعت کے کہ سلام کیا اونہون نے حضرت کو اور کہا السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر پس کہا جبرئیل نے کہ جواب دو انکے سلام کا یا محمد پس جواب دیا حضرت نے اونکے سلام کا الی آخر الحدیث پہر کہا جبرئیل نے حضرت رسول کو کہ وہ عجوز جو دیکہی تمنے سو دنیا ہے اور باقی نہین رہا دنیا سے مگر اوتنا ہی جتنا باقی رہا ہے اوس عجوز کی عمر سے اور وہ جس نے پکارا تمکو سو ابلیس ہے اگر جواب دیتے تم اونکو یعنے عجوز کو اور شیطان کو تو اختیار کرتی امت تمہاری دنیا کو اوپر آخرت کے اور گمراہ کرتا ابلیس اونکے تئین اور اوس گروہ نے جو تمکو سلام کیا ابراہیم اور موسی اور عیسے تہے صلواۃ خدا کی اونپر اور روایتونمین آیا ہے کہ گذرے حضرت موسی کے پاس کہ نماز پڑہتے تہے اپنی قبر کے درمیان پس کہا یعنے موسی نے اشہد انک رسول اللہ یعنے شہادت دیتا ہون مین کہ تو خدا کا فرستادہ ہے اور واجب انبیا زندہ ہین خدا کے نزدیک عبادت کرتے ہین جسطرح ذکر کرتے ہین اہل جنت جنت کے درمیان بدون اسباب تکلیف کے کہ وے جنتے مکلف ہون اوپر اوسکے یعنے اوپر نماز کے بعد اسکے گذرے حضرت راہ مین اوپر قومون اور گروہون خلایق کے نیکون سے اور بدون سے جو عالم برزخ مین اور عالم مثال مین اوپر آثار اور ثمرات اپنے احوال اور اعمال کے مشغول اور گرفتار ہین اور ذکر اسکا ایک طول رکہتا ہے اور بعد اسکے پہونچے بیت المقدس کے تئین اور باندہا براق کے تئین مسجد کے دروازے کے حلقے سے کہ اب اوسے باب محمد کہتے ہین پس داخل ہوئے مسجد کے درمیان اور ادا کین دو رکعت اور ظاہر ایہ دو رکعت مسجد کی تحیت کی ہین اور حاضر ہوئے ملایک اور مشرف گردانی گئین روحین انبیا کی آدم سے لیکے عیسے تک اور ثنا کی اونہون نے پروردگار تعالی کی اور صلوۃ بہیجی اونہون نے اوپر محمد کے اور اعتراف کیا یعنے اقرار محمد کی افضلیت پر پس اذان دی گئی اور تکبیر بلند کی گئی واسطے نماز کے اور تقدیم کیا اونہون نے محمد کے تئین پس حضرت نے امامت کی اور تمام انبیا اور ملائک نے اقتدا کی اوس جناب کی اور اختلاف کیا ہے عالمون نے کہ یہ نماز نفل کی تہی یا فرض تہی عشا کی نماز تہی یا صبح کی اور ظاہر سیاق حدیث کی جسطرح

چلایا گیا ہے کہ درمیان آنے بیت المقدس کے آسمان پر عروج کرنے سے تھک گئے ہے پس نماز عشا
کی تھی اور اوس شخص کے قول پر جس نے کہا کہ یہ قضیہ نزول کے بعد ہے توجیہ نماز صبح کر ہی
اور بعضون نے اسکی ترجیح کی ہے کہ حضرت صلعم کے تئین ساتھ جمعیت کمالات اور برکات کے
نیچے اوتار کی ظاہر کرنا اوس سرور صلعم کی فضل اور شرف کا اور انبیا کی کیا اور مسکین کی خاطر مین گذرا تھا کہ کیون
دونو جا ملین نہو یعنے پیش از عروج اور بعد نزول ولیکن لکہی سے اس خیال کے بدون ذکر کرنے علما کے
حدیث کی اور اونکے راویون کے مین نے ملاحظہ کیا بعد اسکے نظر مین آیا کہ شیخ کبیر عماد الدین بن کثیر نے
جو حافظ علما ہی حدیث و تفسیر کے ہے کہا ہے کہ نماز پڑھنا سرور انبیا صلعم کا ساتھ انبیا صلعم کے پیش از عروج
اور مکہ ہوا ہے کہ حدیث مین بہی ایک چیز ہے جو دلالت رکھتی ہے اوپر اوسکے کچھ مانع نہین ہے
اوس سے سکرا کا لیکن عجب ہے شیخ ابن کثیر سے کہ کہا کہ بعضے لوگون نے کہا ہے کہ اقامت کی حضرت صلعم
نے درمیان آسمان کے اور جن چیزون پر مشتمل ہر اور متواتر مین روایتین سو یہ ہے کہ درمیان بیت المقدس
کے کی یعنے اقامت اور ظاہر یہ ہے کہ پہرنے کے بعد کی یہان کسواسطے نہین کہتا شیخ کہ دونو جگہہ تہی
اور دونو حال مین یا ہر قطع نظر کرنی کثرت اور ظہور سے روایت اور درایت کی واللہ اعلم درایت کے
معنی جاننا اور جب باہر آئے حضرت صلعم مسجد سے تب لائے حضرت جبرئیل ع ایک اوند یعنے ظرف
خمر کی اور ایک دودہ کی اور مختار کروانا اوس سرور صلعم کو کہ جسکو چاہو مختار ہو پس اختیار کیا اوس سرور نے
دودہ کے تئین اور کہا جبرئیل ع نے کہ اختیار کیا تمنے فطرت کے تئین مراد فطرت سے اس جگہہ مین اسلام
ہے اور استقامت کرنا اوپر اوسکے ہے یعنے اختیار کیا تمنے علامت اسلام کے تئین اور لین علامت اوسکی
ہے کیونکہ سہل اور طیب اور طاہر اور سایغ ہے پینے والون کے تئین سایغ کے معنی آسانی سے
اوترنے والا گلے سے اور دودہ کے تئین اوس عالم مثال کہ درمیان دین اور علم کہا ہے اور جو
کوئی خواب مین دیکھے کہ دودہ پیتا ہے تعبیر اوسکی وہ ہے کہ وہ علم اور دین سے بہرہ مند ہوا اور تشکر
خدا کا کہ کاتب حروف نے بعضے خوابون مین نیا کوزہ اور پاک میٹھے اور سرد دودہ سے بھرا ہوا دیکھا ہے
اور تمام کے تئین پیا ہے خلاف خمر حرام الخبائث ہے اور کھینچنے والی طرح کی شرون کی جال اور بال
کی درمیان اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد فطرت سے خلقت ہے اور بنا خلقت کی اوپر دودہ کے
ہے اور بڑھنا گوشت کا اور پہلنا ہڈیونکا اوس سے ہے اور پہلے پہل جو چیز پڑتی ہے مولود کے منہ

مین کہولتی ہے اور سکے رودون سکے سو دودہ ہے اور سے النفت رکہا گیا اور محبت کیا گیا اوس
کا دودہ تہا اگرچہ خمر اوسوقت مین مباح تہی کیونکہ قضیہ اسراکا مکے مین تہا اور حرام ہونا خمر کا مدینہ مین لیکن
آخر کار اوسکا یعنے خمر کا حرام ہونا تہا یا یہ کہ پرہیز کیا حضرت نے اوس سے تورع کی جہت سے یعنے پرہیزگاری
اور تعریض یعنے کنایہ کرنا اوپر اس بات سکے کہ وہ آخر حرام ہوگی اور ہر یعنے نہ اختیار کرنا خمر کا موافق تہا
یعنے نیک اور ہموار علم الٰہی کے درمیان اور کہا جبرئیل نے اَصَبْتَ الْفِطْرَةَ معنی اسکے اوپر لکہی مین
آئے اور ایک روایت یہ کہ اَصَبْتَ اَصَابَ اللہُ بِکَ اختیار کیا تونے جو اختیار فرمایا اللہ نے
تیرے تئین اور اگر کہین ہم کہ وہ جنت کے خمر سے تہی اور ساتہ اسکے رسول خدا نے اوس سے پرہیز کیا
اوسکی شابہت اور مضاہاة کی جہت سے تہا صورت مین مضاہات کے معنی مانند ہونا یعنے اگرچہ جنت کی خمر
تہی لیکن مانند تہی خمر کے اور شابہ اس جہت سے اجتناب کیا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ کہا جبرئیل
نے کہ اگر اختیار کرتے تم خمر کے تئین تو گمراہ ہوتی امت تمہاری پڑتی خمر پینے مین اور امت آپکی بہی
پینے مین اس خمر سکے یعنے دنیا کی خمر کی پڑتی جو مایہ فساد ہے اور مایہ خباثت اور ابن عباس رض کی حدیث
مین آیا ہے کہ دو قدح تہے ایک لبن کا اور ایک عسل کا اور ایک روایت مین تین اوانی یعنی ظروف
آئے ہین ایک پانیکا ایک خمر کا باسن اور شہد کا ذکر نہین ہے اور بر ہر تقدیر لبن اختیار کیا گیا اور
آنا ان برتنونکا سدرة المنتہی کو پہنچنے کے وقت ہی آیا ہے صرح بہ الحافظ عماد بن کثیر اور آیا ہے
کہ انبیاء نے ثنا کی پروردگار کے تئین اور درمیان انکی ابراہیم ع اور موسی ع اور داود ع اور سلیمان ع اور
عیسے ع نے ثناگستری اور خطبہ خوانی بلیغ اون فضایل اور کرامات اور معجزونمین جنسے مخصوص اور ممتاز
گردانا ہے پروردگار تعالی نے اونکو زبان شکرگذاری کی کہولی اور حضرت خاتم الانبیاء نے بہی
زبان کہولی اور کہا تم سب نے ثنا کی پروردگار تعالی کی مین بہی ثناخوانی کرتا ہون اور کہا الحمد
للہ الذی ارسلنی رحمة للعالمین و بشیرا و نذیرا للناس اجمعین و انزل علی الفرقان فیہ تبیان کل شی
وجعل امتی ہم الاولون وہم الآخرون وشرح لی صدری ووضع عنی وزری ورفع لی ذکری وجعلنی
فاتحا وخاتما پس کہا ابراہیم ع نے بہذا فضلکم محمد بعد اسکے ایک معراج لائے یعنے سیڑہی جنت الفردوس
سے اور چپ و راست سے اوسکے ملائک تہے اور پہنچے حضرت ع اوپر آسمان کے اور دیکہا اوس سے دوسرے
آسمانون کے درمیان بعضے انبیاء کے تئین جو امر کی گئی ہے اوس سے روح کی ملاقات کی گئی اور تمثیل

لیگئے تھے آسمان کے درمیان بیت المقدس کی تمثل کرنے کے بعد اور سلام کیا اونکو جس صورت سے کہ حدیثون مین مذکور ہے اور عجائب حالات اور غرائب حکایت سے جو اس باب مین روایت کی گئی ہے وہی کہ جب حضرت رسول چھٹے آسمان پر پہنچے اور موسیٰ کو اوس سرور نے دیکھا اور وہان سے اوپر گئے تب موسیٰ رونے اور کہنے لگے کہ ایک غلام کو میرے بعد بھیجا یا اور ممتاز کیا کیسا کہ آویگی امت اوسکی بہشت کے تئین آگے اوس سے جو داخل ہووین میری امت سے غلام کے معنی لڑکا اور کہتے ہین کہ یہ رونا موسیٰ کا حسد کی وجہ سے تہا کیونکہ حسد اوس عالم مین منزوع ہے احادیثون سے وجہ جا ہے اوس شخص سے جو برگزیدہ ہوا اور ممتاز کیا ہوا وسی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام سے اولوالعزم بلکہ یہ یعنے رونا تاسف اور تحسر ہے اوپر اوس چیز کے جو فوت ہوا موسیٰ کے تئین اوس اجر سے جو مترتب ہوتی اوپر بلندی درجے کی اوس سبب سے یعنے فوت ہونے کے سبب سے کثرت مخالفت سے جو مقتضی ہے اونکے نقصان کرنے کے تئین جس سے موسیٰ کے اجر کی تنقیص لازم ہے کیونکہ ہر نبی کے واسطے ہے مثل اجر اوس شخص کے جسنے اتباع کی ہوا وسکی اور کمتر تھے جنہون نے اتباع کی موسیٰ کی شمار مین اون شخصون کے جنہون نے اتباع کی ہمارے پیغمبر کی کذا قال الشیخ ابن حجر فی فتح الباری اور ابن جمرہ نے جو علما مالکیہ سے ہے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے رکہی ہے رحمت اور رقت دلونمین پیغمبرون کے واسطے اونکی امتون کے اور مرکب اور مجبول کیا اونکو یعنے جبلی کیا گیا اوپر اوس رحمت کرنے امت کی اور بتحقیق رویا ہمارا پیغمبر بعض اموات پر پس پوچھا گیا اوس سرور سے کہ کیا چیز رونے مین لائی آپکو یا رسول اللہ فرمایا یہ رحمت ہے اور نہین رحمت کرتا اللہ تعالیٰ اپنے بندون پر مگر رحمت کرنے والون پر اور بتحقیق لیا ہے پیغمبرون نے خدا کی رحمت سے حصہ وافر پس رحمت دلونمین اونکی خدا کے بندونکے اوپر زیادہ ہے اور وافر تر دوسرون سے ہے پس اسی جہت سے رونے موسیٰ رحمت اور شفقت کی جہت سے واسطے اپنی امت کی کیونکہ وہ وقت افضال کا اور جود اور کرم کا تہا اور خدا کے حبیب کے عیش آنیکا وقت تہا تاکہ فائز ہو خلعت قرب اور فضل عام سے پس امید رکہی موسیٰ نے اسوقت قبول اور افضال کی کہ رحمت کرے اللہ تعالیٰ اوسکی امت کے تئین اسوقت اور ساعت کی برکت سے اور ذکر کرنا موسیٰ کا رسول خدا کے تئین لفظ غلام کرکے جو معنی کودک نوزیدہ اور صغیر سن ہے ہو سبب صغر سن اوس سرور کے ہے نسبت کرتی موسیٰ کی اور عرب کا قاعدہ ہے کہ نام کرتے ہین مرد مستجمع السن کا غلام کرکے جبکہ

تک کہ درمیان اوسکے قوت باقی ہے اور فتح الباری مین کہا ہے کہ اشارت کی موسیٰ نے اوس لفظ
سے طرف انعام کرنے حضرت رب العزت کے اوس سرور ؐ کے تئین جاری ہونے قوت کے تئین سن کہولت
تک اور سن شیخوخت مین داخل ہونے تک اور طرف نہ داخل ہونے ضعف ہرم کے بدن شریف مین
اوس سرور ؐ کے ہرم کے معنی پیری اور کہولت دو مویہ ہونا یعنے سپید و سیاہ بال اور طرف نہ راہ
پانے ضعف کے اوس سرور ؐ کی قوت مین یہانتک کہ اطلاق کیا لوگون نے اوس سرور ؐ کی پیش آنیکے
وقت اسم شاب کا اوس جناب ؐ پر یعنے نوجوان اور ابی بکر ؓ پر اسم شیخ کا ساتہ اسبات کی کہ حضرت ؐ
اسن تہے ابوبکر ؓ سے اور اس جہت سے تہا نہ ظاہر ہونا شیب کا حضرت ؐ کو مگر کبہی موے مبارک اور
لحیہ شریف مین تاکہ لوگونکی نظر مین پیر اور ضعیف نہ معلوم ہون چنانچہ بیان اسکا حلیہ شریف کے باب
مین گذرا شیب یعنی سپیدی بالونکی اور تحقیق ظاہر ہوا اثر شفقت موسیٰ ؑ سے اس امت مرحومہ پر
اس جہت سے تہی یعنے شفقت امت احمدی پر کہ موسیٰ ؑ نے توریت مین پڑہی تہی صفات اس
امت کی اور آرزو کی تہی کہ یا امت احمدی ؐ اوسکی امت سے ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ وہی سب امت
احمد ہونگے آرزو کو قطع کر دلیس کہا موسیٰ ؑ نے کہ الٰہی مجہے امت احمد ؐ سے گردان و حصل
بعد اوسکے اوٹہائے گئے حضرت ؐ طرف سدرۃ المنتہیٰ کے کہ اوس تک سے منتہی ہوتے ہین اعمال
خلق کے اور علوم انکے اور اوس جگہہ سے نازل ہوتا ہے حکم الٰہی اور لیے جاتے ہین احکام اور نزدیک
اوسکے کہڑے رہتے ہین ملایک اور کسیکو اوس مقام سے آگے بڑہنے کی مجال اور اوس سے عروج کرنے
کی طاقت نہین اور وہان سے منتہی ہوتے ہین جو کچہ صعود کرتے ہین یعنے اوپر چڑہتے ہین عالم سفلی
سے اور نزول کرتا ہے عالم علوی سے امر حضرت الٰہی جلشانہ اور آگے نہ بڑہا وہان سے کوئی ایکا غیر لیکن
مگر حضرت سید المرسلین ؐ اور رہگیا اور جدا ہوا اوس سدرہ سے جبرئیل ؑ کہا اوس سے حضرت رسول ؐ نے
کہ یا جبرئیل ؑ یہ کیا رہجانے کی اور جدا ہونیکے جگہہ ہے یہ وہ جگہہ نہین ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست
کو اکیلا چہوڑے جبرئیل ؑ نے کہا اگر یہان سے مقدار سر انگشت کے نزدیک ہون مین توجل جاؤن
اس مقام مین کیا خوب ہے جو کہا ہے شیخ سعدی ؒ نے اشعار چو بدر گذشت سالار بیت الحرام ❊
کہ اے حامل وحی برتر خرام ❊ بگفتہ فراتر مجالم نماند ❊ بماندم کہ نیروی بالم نماند ❊ اگر یکسر موی
برتر پرم ❊ فروغ تجلے بسوزد پرم ❊ اور بعضی روایتوں مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت رسول ؐ

نے جبرئیل سے کہ اگر کچھ حاجت رکہتے ہو تو مجھسے کہو تا کہ عرض کروں جناب الٰہی میں کہا جبرئیل نے
کہ حاجت میری وہ ہے کہ طلب کرو تم درگاہ الٰہی سے کہ پہیلاؤں میں قیامت کے روز اپنے پر کو اوپر
صراط کے تاکہ گذریں اوپر اوسکے امتی تمہارے اور اس روایت سے معلوم ہوا کہ سدرۃ المنتہیٰ
چھٹے آسمان میں ہے اور دوسری ایک روایت میں آیا ہے کہ ساتوین آسمان میں ہے
اور تطبیق کرتے ہیں دونوں روایتوں میں اوپر اسبات کے کہ جڑ اوسکی آسمان ششم میں ہوگی اور ڈالیان
اوسکی آسمان ہفتم میں اور وجہ تسمیہ سدرہ کرنے کے جو معنی بیر کا درخت ہے سو مفوض یعنے سونپا
گیا اور موصوف شارع کے علم پر ہے اور کہتے ہیں کہ اوس درخت میں تین طرح کی صفتیں ہیں ظل ممدود
طعم لذیذ رائحہ طیب یعنے چہاؤں پہنچی ہوئی اور لمبی اور مزہ لذت دار اور خوشبو پاکیزہ اور بمنزلہ
ایمان ہے جو جمع کرتا ہے قول اور عمل کے تئیں ظل بمنزلہ عمل ہے اور طعم بمشابہ نیت اور
رائحہ بمنزلہ قول کذا قالوا ہو سکتا ہے کہ یہ درخت بٹہایا گیا ہو آسمان میں جسطرح بٹہایا جاتا ہے
درمیان زمین کے اور یہی قدرت الٰہی شامل ہے کہ جسطرح درخت زمین میں بٹہائے جاتے ہیں بیچ
ہوا کے یعنے اوٹہے نہین ہو جسطرح رفتار کی سرور عالم نے درمیان ہوا کے اور ہو سکتا ہے کہ
مغروس ہو جنت کی تراب میں مغروس یعنے درخت بٹہایا گیا جیسا کہ درخت اوسکی اور درخت جنت
بہی احتمال رکہتا ہے کہ مغروس نہوں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور سدرۃ المنتہیٰ سے نکلتی ہیں چار نہریں
دو باطن میں اور دو ظاہر ہیں وہ جو باطن میں ہیں بہشت کو جاتی ہیں سو نیل اور فرات ہے اور ابی ہریرہ
کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چار نہریں جنت کی ہیں نیل اور فرات اور سیحان اور جیحان پس بعضے
کہتے ہیں کہ ہونا انکا جنت سے اس معنی سے ہے کہ منافع اور ثمرات انکے دایم اور بڑے خار ہیں اور
بعضے کہتے ہیں بجنسہٖ بہشت سے نکلی ہیں واللہ اعلم اور نیل کے احوال میں بہت سی چیزیں لکہی ہیں
عجائب اور غرائب سے کہ عقل اوسمیں حیران ہے اور نہریں پانی کی اور دودہ کی اور شہد کی اور خمر
کی جدا ہیں جو بہشت میں جاری ہیں جیسا کہ منطوق کلام اللہ ہے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم
نے انس کی حدیث سے کہ جب چڑہے حضرت رسول ﷺ ساتوین آسمان پر ایک نہر دیکہی اوس پر روضے
تھے کہ یاقوت اور زبرجد کے کنگروں پر جاری ہے اور ازوانی اوسکی یعنے اوسکے پینے کے برتن
سونے اور روپے کے اور یاقوت اور موتی کے ہیں اور زبرجد کے نہر جدا ایک جوہر ہے سبز

سبز رنگ ہوتا ہے اور پانی اوسکا سپید دودہ سے اور میٹھا شہد سے ہے پوچھا یا جبرئیل یہ کیا ہے
کہا یہ حوض کوثر ہے جو عطا کیا ہے تمکو خدای تعالی نے اور ابی سعید کی حدیث مین آیا ہے کہ بہشت
مین جاری ہوتا ہے ایک چشمہ جسے سلسبیل کہتے ہین اور منشق ہوتی ہین اوس سے دو نہرین ایک کو
کوثر کہتے ہین اور دوسری نہر کو رحمت اور یہ وہ نہر ہے کہ جب عصاۃ جمع عاصی دوزخ سے سیاہ
اور جلے ہوئے نکلینگے جب اوسمین پڑینگے اوسی دم تر و تازہ ہووینگے اور سدرۃ المنتہی کو نور
نے پوشیدہ کیا ہے جسطرح ٹڈے اور سونیکے پتنگون کے مانند اور ہر ایک پتی پر ایک فرشتہ ہے
اور وصف اس مقام کی حد قیاس اور عقل سے باہر ہے اور اسجگہہ بھی آیا سرور عالم کی طرف خمر کا اور
دودہ کا اور شہد کا پس اختیار کیا اپنے سے تئین جیسا کہ بیت المقدس کے درمیان معلوم ہوا اور اسجگہہ
بھی نماز پڑھی حضرت رسول نے ساتہ پیغمبرون کے جسطرح بیت المقدس مین بعد اسکے اونکی
کشتی اوس کو بیت المعمور اوپر اوٹہایا گیا اوس سے پردہ ایسا ہی لفظ حدیث کا ثم رفع لی البیت المعمور
اور تفسیر اوسکی کی ہے اوپر اس معنی کے کہ گویا درمیان اوسکے اور بیت المعمور کے کئی عالم تھے
اور قدرت نتہی اوسکی دریافت کرنے پر پس اوٹہایا گیا اور بلند کیا گیا اور لایا گیا اوس سرور کی
بصر اور بینائی مین تاکہ دیکھا اوسی بیت المعمور کو ایک مسجد ہین کعبے کی خدا کے درمیان یہانتک
کہ اگر فرض کیا جاوے گرنا اوسکا زمین پر تو گرے اوپر کعبے کی اور کہتے ہین کہ یہ وہ گہر ہے جو بہیجا
گیا تہا واسطے آدم علیہ السلام کے ہبوط کے بعد ہبوط کے معنی نیچے اوترنا اور پہر اوٹہایا وہ گہر آدم
کے بعد اوپر آسمان کے اور قدر اور مرتبہ اوسکا آسمان پر خانہ کعبہ کے مانند ہے یعنے جسطرح زمین
پر کعبے کا مرتبہ ہے اوسیطرح آسمان پر بیت المعمور کا رتبہ ہے اور نماز پڑہتے ہین ملایک جسطرح
طواف کرتے ہین کعبے کے تئین انسان اور داخل ہوتے ہین بیت المعمور مین ہر روز ستر ہزار
ملایک اور جب باہر نکلتے ہین پہر نہین پہرتے طرف اوسکے دوسری بار اور دوسری روز
دوسری ستر ہزار فرشتے اور اوسمین آتے ہین اور اسیطرح ہے حال اوس روز سے جب سے
اوسے پیدا کیا ہے اللہ تعالی نے اور ابد تک یون ہی رہیگا اور یہ دلیل اللہ تعالی کی قدرت
کے عظمت پر اور کوئی خلق بیشتر اور عظیم تر ملایک سے نہین ہے اور روایت ہے کہ نہین ہے
آسمانون اور زمینون مین جگہہ ایک بشر کی یعنے ایک بالشت کی مگر یہ کہ ہر کہا ایک فرشتے

نے اپنی پیشانی تئین واسطے سجدے کے اور نہین کوئی قطرہ پانیکا دریاؤن سے مگر یہ کہ موکل
اوپر اوسکی ایک فرشتہ یعنی ایک ایک بوند پانی پر ایک ایک فرشتہ موکل ہے اور آیا ہے کہ آسمان مین
ایک نہر ہے جسے حیات کی نہر کہتے ہین ہر روز جبرئیل ؑ اوسمین جاتے ہین پھر باہر نکلتے ہین اور اپنے
پر و بال کو جھٹکاتے ہین اور جدا ہوتے ہین اونسے ستر ہزار قطرے اور پیدا کرتا ہے پروردگار
تعالی ہر قطرے سے ایک فرشتہ پس وہ یہی ہین جو نماز کرتے ہین درمیان بیت المعمور کے اور
پھر نہین پھرتے طرف اوسکے اور ایسا ہی ہے مواہب کے درمیان اور نقل کی ہے اون نے
امام فخر الدین رازی سے اس آیت کی تفسیر مین کہ ویخلق ما لا تعلمون کہ عطا اور ضحاک جو ائمہ
تفسیر مین روایت کرتے ہین ابن عباس رضی سے کہ کہا کہ عرش کے یمین مین ایک نہر ہے نور کی کہ
سات آسمانون کے برابر ہے اور سات آسمانون کے برابر اور سات دریاؤن کے برابر داخل
ہوتے ہین ہر سحر درمیان اوسکے جبرئیل ؑ اور غسل کرتے ہین درمیان اوسکے اور زیادہ کرتے
اپنے نور پر نور اور اپنے جمال پر جلال اور جھٹکتے ہین اور پیدا کرتا ہے اللہ تعالی ہر قطرے
سے جو گرتا ہے اونکے پرسے کئی ہزار فرشتے قیامت تک اور روایت کی گئی ہے کہ وہان فرشتے ہین جو تسبیح
کرتے ہین خدا تعالی کے تئین اور پیدا کرتا ہے اللہ تعالی ہر ایک تسبیح سے ایک فرشتہ کے تئین
مولف کہتا ہے کہ آسمان مین اگر تسبیحون سے ملایک کی فرشتے پیدا ہوتے ہین کیا عجب کہ زمین پر
بھی تسبیحات اور تہلیلات سے حضرت صلعم کی اور درگاہ کے خاصون سے اور صلحاے امت کی تسبیحات
اور تہلیلات کی کرنے سے پیدا ہوتے ہون واللہ علی کل شیء قدیر یعنے سب چیزون پر خدا قادر
ہے تسبیحات اور تہلیلات جمع تسبیح اور تہلیل ہے یعنی سبحان اللہ کہنا اور لا الہ الا اللہ کہنا کہا صاحب
مواہب نے کہ یہ بات اون ملایک کے درمیان ہے جو سوا ہے اون ملایک کے جو واسطے تعبد
کے ہین اور سوا ہین وہی اون ملایک سے جو موکل ہین اوپر نباتات اور ارزاق اور نگہبانی پر
اور جو موکل ہین بنی آدم کی تصویر پر اور جو ملایک کہ نازل ہوتے ہین درمیان ابر کے اور جو
ملایک کہ لکھتے ہین لوگون کے تئین جمعے کے روز اور جو جنت کے خازن ہین اور سوا جو
ملایک کہ آپس مین تعاقب کرکے دنکو اور راتکو تا کہ ضبط کرین بندونکو اعمال کے تئین
دن اور رات اور ستر ہزار فرشتے جو رسول خدا صلعم کی قبر پر آیا کرتے ہین اور محفوف کرتے ہین اوسے یعنی

قبر شریف کو گہیر کرتے ہین اور تامین کرتے ہین یعنے آمین کہتے ہین مصلی کی قرات پر اور دو ملایک جو
کہتے ہین ربنا لک الحمد اور وہ ملایک جو دعا کرتے ہین نماز کے انتظار کرنے والون کے تئین اور وہ
ملایک جو لعنت کرتے ہین اون عورتون کو جو مہجور کرتی ہین اپنے مردون کے جامہ خواب کے تئین
مہجور کے معنی چھوڑا گیا اور معنی ناحق اور بیہودہ اور ہر ایک آسمان پر جدے ہو فرشتے ہین کہ اونکی ہر ایک
گروہ کے تئین تسبیح جدا ہے اور آیا ہے کہ جو فرشتے کہ عرش کے حامل ہین یعنے بار بردار اون کے اونکی
کیفیت جدا ہے اونکو جسد مین ایسی کہ مشتبہ نہین ہوتی صورت بعض کی بعض سے اون ملایک سے اگر ایک
ملک پہیلا دے اپنے بازو کے تئین تو ڈہانپ دیوے تمام جہان کو اپنے بازو کے ایک پر سے اور حامل
عرش آٹھ فرشتے ہین ساتھ اوس عظمت کے کہ مسافت اونکے کان کے لو سے اونکے کاندہے تک دو سو
برس کی راہ ہے اور ایک روایت سے یہ کہ سات برس کی راہ اور ابی الشیخ نے کتاب العظمۃ کے درمیان
بہت چیزین اعجب العجائب سے مذکور کی ہین اور سمجہہ سے عظمت اور کبریائی اللہ تعالی کی تصور کیا جاوے
کہ کیسی ہوگی فسبحان اللہ ذی الملک والملکوت والعظمۃ والکبریاء والجبروت سبحانہ سبحانہ اور آیا ہے
کہ کہا رسول خدا نے کہ جب صعود کیا مین نے ساتوین آسمان پر دیکہا مین نے ابراہیم خلیل کے تئین
کہ بیت المعمور سے تکیہ کیے ہوئے بیٹہا ہے اور ساتھ اوس کے ایک گروہ ہے خوش وپس سلام کیا مین نے
اونکو اور سلام کیا اونہون نے مجھے کہ مین نے امت کو دو قسم پایا ایک جماعت اونسے سپید پوشاک
رکہتی ہین مانند کاغذون کے اور ایک جماعت میلے کپڑے پس آئے ہمراہ میرے وہ لوگ جنکے
سپید کپڑے تھے بیت المعمور کے تئین اور محجوب رہے وہ لوگ جنکے کپڑے میلے تہے پس نماز کی
مین نے درمیان بیت المعمور کے ساتھ اون لوگون کے جنکی پوشاکین اجلی تہین اور سپید لباس
سے کنایہ ہے نیک عملون سے جیسا کہ اسکی تاویل مین کہا ہے وثیابک فطہر یعنے چادرین اپنی
پس پاک کر یعنے عمل اپنے نیک کر اور آیا ہے کہ فرمایا کہ ابراہیم کے نزدیک تہے ایک گروہ کو دیکہا سپید
اور خوش رنگ مانند کاغذون کے اور دوسرے ایک گروہ کو کہ رنگون مین اون کے تیرگی اور تاریکی
ہے اور گئی یہ قوم درمیان نہر کے اور غسل کیا اونہون نے پس خالص ہوا اونکے رنگون سے پر دوسری
نہر مین جاکر اونہون نے غسل کیا پس خالص ہوئے رنگ اونہون کے تمام مانند اوس گروہ کے جو سپید
خوشرنگ تہے پس پوچہا سرور عالم نے کہ وہ سپید رو کون لوگ ہین اور یہ تیرہ رنگ کون ہین اور یہ

مرد کون ہے اور کیا ہین یہ نہرین جنکے درمیان جاکر انہون نے غسل کیا کہا جبرئیل نے کہ یہ مرد
تمھارا باپ ابراہیم ہے اور یہ جماعت جنکی رنگ سپید ہین وہی لوگ ہین جنھون نے آلودہ نہین کیا
اپنے ایمان کے تئین ظلم سے اور یہ تیرہ رنگ وہ جماعت ہین جنھون نے غلط کیا اعمال صالحہ
کے تئین یعنے ملایا اپنے نیک عملون کے تئین ساتہ اعمال بد کے پس توبہ کی اونہون نے اور رحمت
کی اللہ تعالی نے اوپر اون کے اور یہ نہرین پہلی وہ نہر رحمت کی ہے اور دوسری نہر نعمت کی
تیسری نہر وسقاہم ربہم شرابا طہورا کی معنی اس آیت کے اور سیراب کیا اللہ تعالی نے اونکو
شراب طہور کے تئین بعد اسکے اوپر اوپر چڑہے حضرت صلعم اور اوسجگہ کو پہونچے جہان سنی جاتی
تہی آواز قلمون کی جنسے لکہتے ہین ملایک اقدار الہی کے تئین اقدار شاید جمع قدر ہے یا یہ کہ
مصدر ہوا اگر بکسور الاول ہو تو اور قدر اور تقدیر مرادف المعنی ہین بمعنی اندازہ کرنا اور اندازہ
کیا ہوا خدا کا بندے پر اگرچہ قضا اور تقدیر الہی قدیم ہے لیکن لکہنا اوسکا یعنے قلم کا حادث
ہے یعنے نو پیدا ہونے والا اور کتابت لوح محفوظ کی کہ کائنات اوسمین ثبت ہین زمین اور آسمان
کے پیدا کرنے سے آگے ہے اور جف القلم بما ہو کائن اشارت طرف اوسکے ہے لیکن یہ
کتابت کرنا ملایک کے صحف مین مانند فروع کے ہے ایسا فروع جو تبلیغ ہو اصل سے یعنے نقول
لکہا گیا کیا ہوا جیسا کہ نصف شعبان کی شب مین اور اور راتون مین لکہتے ہین اور درمیان اوسکے
محو اور اثبات یعنے مٹانا اور قایم کرنا جاری ہوتا ہے ویمحو اللہ ما یشاء ویثبت عبارت اوس سے
ہے جیسا کہ آثار مین آیا ہے آثار جمع اثر ہے بمعنی نقل کرنا باتکا اور بمعنی سنت رسول خدا اور
صاحب مواہب لدنیہ ابن قیم سے نقل کرتا ہے کہ کہا ہے یعنے ابن قیم نے کہ قلم بارہ ہین اور
متفاوت ہین رتبون مین سب مین اعلی اور بزرگ قلم قدر ہے جس سے لکہا ہے پروردگار
تعالی نے خلایق کی تقدیرون کے تئین جیسا کہ سنن ابو داود کے درمیان عبادہ بن صامت
سے آیا ہے کہ کہا کہ سنا مین نے رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تہے کہ اول ما خلق اللہ القلم یعنے
جس چیز کو پیدا کیا خدا ہی تعالی نے سو قلم ہے فرمایا اللہ تعالی نے قلم کو کہ لکہہ کیا لکہون فرمایا لکہہ
خلایق کی تقدیر اونکو قیامت تک کی پس یہ قلم اول ہے قلمون کا اور اجل اونکا یعنے تمام قلمون کا بزرگ
اور تحقیق کہا ہے بہت سے عالمون نے اہل تفسیر سے کہ یہ وہ قلم ہے جسکی قسم کہائی ہے اللہ تعالی نے

اپنے کلام مین دوسرا قلم قلم وحی ہے تیسرا قلم قلم توقیع ہے توقیع اوسے کہتے ہین جو نشان کیا جاتا ہے
نامے کے درمیان اور نشان کرنا مکتوب کے تئین خدا سے اور رسول خدا سے چوتہا قلم قلم طبایع
ہے ابدان جمیع بدن کہ حفظ کی جاتی ہین اوس سے صحتین بدنون کی پانچوان قلم قلم توقیع ہے
بادشاہون سے یعنے جس سے فرمان وغیرہ لکھے جاتے ہین اور ثواب اونکا ہے اس قلم کو سیاست
اور اصلاح کیجاتی ہے مملکتون کے کامون کی ثواب سے معنی مزدوری دنیا اور مزدوری چھٹا
قلم قلم حساب ہے ضبط کیے جاتے ہین اوس سے وہ اموال جو نکالے جاوین اور خرچ کیے جاوین
اور اندازے اوسکے اور یہ قلم ارزاق ہے ساتوان قلم قلم حکم ہے جس سے ثابت کیے جاتے ہین
حقوق اور جاری کیے جاتے ہین اوس سے قضایا جمع قضیہ اور حقوق جمع حق آٹھوان قلم قلم شمار
ہے جس سے نگاہ رکہے جاتے ہین حقوق نوان قلم قلم تعبیر ہے اور وہ کیا ہے لکھنے والا وحی
کا ہے منام کے یعنے جو وحی خواب مین ہوا اور تفسیر اور تعبیر کا اوسکی دسوان قلم قلم تواریخ ہے جہان
کا اور اوسکے وقایع نکا گیارہوان قلم قلم لغت ہے اور اوسکی تفصیلون لغت یعنے لوگون کی زبان
کی اصطلاح بارہوان قلم قلم جامع ہے اور وہ قلم کیا ہے قلم رد ہے اوپر مبطلین کے یعنے باطل
کرنے والون پر اور رفع شبہات محرفین کا یعنے تحریف کرنے والونکا تحریف کے معنی بدلنا آیات کا
اپنی جگہہ سے یہ اقلام ہین جنسے انتظام ہے جہان کی اصلاح ونکا اور نکافی ہے جلال اور فضیلت مین
قلم کی کہ اوس سے لکھی گئی ہے کتاب اللہ تعالی کی اور سوگند کی ہے اوسکی خدا عز وجل نے اپنی پوشیدہ
نہ رہے کہ قلم آلہی کے بعد جو اعلی اور اجل ہے یعنے برتر اور حقیقت اوسکی سوا خدا اور رسول خدا کے
کوئی جانتا نہین قلم وحی ہے جس سے لکھے جاتے ہین علوم اور جو کچھہ ذکر کیا ہے اس قایل نے یعنے
کہنے والے نے سو معلومات ہین جو متعلقات ہین علوم کے اور اگر یہ سب ٹھہرین درمیان ان
چیزون کے جو قایل نے ذکر کیا تو فبہا یعنے بہتر اور نہین تو یہ سب شامل ہین واسطے اونکے یعنے ان
قلمون کے لیے پس اندیشہ کر بعد اسکے یعنے وہ جو اوپر گذرا کہ حضرت رسول صلعم نے بیت المعمور
تکیہ کیے ہوئے دیکہا اور وہان اپنی امت کو دو رنگ آدمی سپید رو اور سپید لباس اور آدمی
میلے کچیلے الخ اور وہان سے گے بڑہے اور اوس جگہہ پہونچے جہان سنی جاتی تہین آوازین قلمون
کی جنسے لکھتے تہے ملایک تقدیر الہی کے تئین اسکے بعد دکہایا گیا سرور عالم صلعم کو بہشت اور دوزخ

اون صفتون سے اور نعتون سے جو کچھ مذکور ہین کتاب اور سنت کے درمیان اور دیکھا سرور عالم ص
بہشت اور دوزخ کو جو جاے ظہور خداے برتر کی رحمت کا ہے اور دیکھا حضرت ص نے دوزخ محل
غضب حضرت قہار جل جلالہ کا اور کھولا ہوا بہشت کے تئین اور بند کیا ہوا دوزخ اور غسل کیا
حضرت رسول ص نے سلسبیل کے چشمہ مین اور دہوئی گئین آلایشین کون اور حدوث کی اوس
جناب ص کے ظاہر و باطن سے اور بخشا گیا اوس جناب ص کو ما تقدم من ذنبہ وما تاخر یعنے اول اور
آخر کے ذنوب کون کے معنی ہونا اور موجود ہونا اور حدوث نو پیدا ہونا معنی ایسے ان لفظون
کے سیکڑون جگہہ لکھے اور یہہ بھی ہوا اسطے لکھتا جاتا ہون کہ مبتدی حیران اور عاجز نرہے
لیکن ترجمہ ٹھیٹھہ ہندی ہی مین نہین کرتا اسواسطے کہ لطف سخن جاتا رہیگا اور زبان اردو کی
یہی معنی ہین پر مجھے بیدلی اسقدر ہے کہ خدا ہی کو روشن ہے اور امید وار فضل و کرم ہو اوسکے
ہون جو خدا کا حبیب اور رسول کریم ہے کہ مین بھی بندہ بیچارہ اپنی مراد کو پہنچون **ابیات**
مجھے امید ہے تیری جناب سے پاشاہ ٭ مرے نطون کا ہے حق ذو الجلال گواہ ٭ پہ میری
راہ مین جو کوئی خار ہوتا ہے ٭ گل مراد کو اوسکے تباہ کر اللہ ٭ جو میری محنت لیل و نہار
پر لوٹتے ٭ تن اوسکا دہوپ سا کوڑہی منہ اوسکا شب سا سیاہ ٭ الٰہی کر اوسی رسوا
و ذلیل و خوار و خجل ٭ بحق اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ٭ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور بعضے
روایتون مین آیا ہے کہ سرور عالم ص کہڑے کیے گئے ایک درخت پر بہشت کے درختون سے ایسا
درخت کہ نتہا جنت مین اوس سے زیادہ لطیف اور پاکیزہ درخت پس کہایا اوس سرور ص نے
میوہ اوس درخت کا اور ہوا نطفہ اوس جناب ص کے صلب پاک مین اور جب زمین پر اوترے اور
موافقت کی اوس سرور ص نے ساتہ ام المومنین خدیجہ رض کے حاملہ ہوئین حضرت خدیجہ رض حضرت
فاطمہ زہرا رض سے مولف کہتا ہے کہ یہان اشکال صریح ہے کہ ولادت فاطمہ زہرا کی نبوت سے سات برس
اور کچہ ایک زیادہ ہے اور اسرا نبوت کے بعد ہے مگر یہ کہ التزام کرین کہ حضرت رسول ص کے تئین
پیش از نبوت بھی اسرا اور سیر ان منام ہوا اور یہ حکایت اوس منام کی ہے یا اوس جناب ص کو نبوت
سے آگے بہشت مین لیگئے ہون بدون اسرا کے اور یہہ واقعہ دوسرا ہے ولیکن ذکر کرنا اسکا قصہ
اسرا مین درست نہوگا جدا جانے وصال اور جب دیکھنا آیات الٰہی کا اور باری جامی شہود ملین قرب اور

حضور کے آنے کے آخر کو پو پہنچی اور سب سے انقطاع قبول کیا اور تنہا رہے حضرت صلعم اور کوئی
ملک اور انسان ساتھ اوس سرور کے نہ تہا اور ہنوز نور کے ستر حجاب ایسے کہ ایک حجاب دوسرے
کے مانند نتہا آگے رہے اور آیا ہے کہ سطبری یعنے دل ہر ایک حجاب کا پانچ سو برس کی راہ کا
تہا اور تمام حجابون کے تئین اوس سرور صلعم نے امداد اور اعانت الٰہی سے قطع کیا اوسدم ایک
حیرت اور ایک دہشت جلال اور عزت اور کبریائی سے آگے آئی اوسوقت ایک ندا کرنے والے نے
ابوبکر رضی کی زبان کرکے ندا کی کہ قف یا محمد صلعم فان ربک یصلی یعنے کہڑا ہو ای محمد پس پروردگار
تیرا نماز کرتا ہے یہ سنکر حضرت رسول صلعم فکر مین آئے کہ یہ آواز ابی بکر رضی کی کہان سے آئی اور اس
آواز سے جو اوس سرور صلعم نے انس پایا باہر آئے اوس وحشت سے جو حاصل ہوئی تہی پس ندا آئی
حضرت رب العزت سے کہ ادن یا خیر البریہ ادن یا احمد ادن یا محمد صلعم یعنے نزدیک ہو ای
بہترین خلائق نزدیک ہو ای احمد نزدیک ہو ای محمد حضرت رسول صلعم فرماتے ہین کہ پس نزدیک گردانا مجھے میرے پروردگار
نے اپنے سے اور ایسا نزدیک ہوا جیسا کہ فرمایا ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی یعنے
پس پیچھے نزدیک ہوا پس سخت نزدیک ہوا یعنے بہت نزدیک پس ہوا مقدار دو کمان کی یا زیادہ
نزدیک اور قاب مابین قبضہ کمان کو بہی کہتے ہین اور پوچہا کچہ میرے پروردگار نے مجہ سے
پس مین جواب نہ دے سکا پس رکہا اپنے دست قدرت کے تئین میرے دو نو شانون کے درمیان
بدون تکییف اور تحدید کے تحدید کے معنی حد کسی چیز کی آشکار کرنا پس پایا مین نے اوسکے
برد کے تئین یعنے دست قدرت کی خنکی کے تئین اپنے سینے کے درمیان اور عطا فرمایا مجہہ
پروردگار نے علم اولین اور آخرین کا اور تعلیم کیا یعنے سکہایا طرح طرح کے علم کے تئین
ایک علم ایسا تہا کہ عہد لیا مجہ سے میرے پروردگار نے اوسکے پوشیدہ رکہنے کا کسی سے کہون
اور کوئی اوسکے اوٹہانے کی طاقت نہین رکہتا سوا میرے اور دوسرا ایک علم تہا کہ مختار گردانا
اوسکے اظہار اور کتمان کے درمیان اور ایک علم ایسا تہا کہ امر کی پہنچانے اللہ تعالی نے اوسکے پہونچانے
طرف خاص اور عام کے میری امت کی پس کہا رسول خدا صلعم نے ای پروردگار میرے مین وحشت
مین آیا اپنے پیش آنے کے آگے تیری درگاہ مین ناگاہ مین نے ایک ندا سنی اوس لغت سے
جو مشابہ ہے ابوبکر کے لغت کی جو کہتا تہا قف فان ربک یصلی پس تعجب کیا مین نے اسبات

سے کہ بو بکر رضہ یہان کہان سے آیا اور پروردگار بے نیاز ہے اس بات سے کہ نماز کرے حکم ہوا
کہ اے حبیب میرے مین بے نیاز ہون نماز کرنے سے دوسرے کے لیے اور مین فرماتا ہون
سبحانی سبقت رحمتی غضبی پڑھ یا محمد اس آیت کے تئین ہو الذی یصلے علیکم وملائکتہ لیخرجکم
من الظلمات الی النور وکان بالمومنین رحیما یعنے وہ وہ ہے یعنے حضرت حق ایسا کہ صلوٰۃ
کرتا ہے یعنے نماز اسکی یعنے رحمت نازل کرتا ہے اوپر تمھارے اور ملایک اوسکے تاکہ نکالین
تمکو تاریکیون سے طرف نور کے اور ہے اللہ تعالی مومنون پر رحیم رؤف کے معنی بہت بخشنے
والا اور پس صلوٰۃ میری اے محمد رحمت ہے اوپر تیرے اور تیری امت کے اور سنوانا مین نے
تجھے ابو بکر رضہ کی آواز کے تئین اسواسطے تہا کہ انس پکڑے تو اور اپنے حال مین آوے اس
ہیبت مقام مین یا محمد جب مینے چاہا کہ کلام کرین تیرے بہائی موسیٰ سے پس پکڑا اوسے
ایک بڑی ہیبت نے اور پوچہا مینے اوس سے وما تلک بیمینک یا موسیٰ پس ہوئی اوسے
ایک انسیت عصا کے ذکر کرنے سے اور بحال خود آیا اسیطرح تو ہے اے محمد چاہا مین نے
کہ انس پکڑے تو اپنے یار کی آواز سے کہ پیدا کیا گیا ہے تو اور وہ ایک طینت سے یعنے تم
اور وہ دونو اولاد آدمؑ ہین اور وہ تیرا انیس ہے درمیان دنیا کے پس پیدا کیا مین نے
ایک فرشتے کو اوسکی صورت جو ندا کرے تجھے اوسکی لغت کرکے تاکہ دور ہو تجھ سے وحشت
اور لاحق ہو تیرے تئین ہیبت سے وہ چیز جو باز رکہے تجھے اوس چیز سے جو چاہتا ہے مین نے
تجھ سے بعد اسکے پوچہا اللہ تعالی نے کیا ہوئی وہ حاجت جو جبرئیل نے درخواست کی
تجھ سے مین نے عرض کی کہ خداوندا تو دانا تر ہے اوپر اوس بات کی فرمایا قبول کیا مین نے اوسکو
حاجت کے تئین ولیکن اوسکے حق مین جو دوست رکہے تجھے اور جنے صحبت رکھی ساتہ تیرے
حضرت رسول صلعم کہتے ہین پس بہجایا گیا واسطے میرے رفرف سبز کیسا کہ غالب تہا نور اوسکا
اوپر آفتاب کے پس چمکا اوس سے نور میری بینائی کا اور بٹہایا گیا مین اوپر اوس رفرف کے اور
اوٹہایا گیا مین یہانتک کہ پہونچا مین عرش کو پس دیکہا مین نے ایک ایسے امر عظیم کے تئین
جسکی وصف نہ ادا کر سکین زبانین پس نزدیک ہوا مجھسے ایک قطرہ عرش سے اور پڑا میری
زبان پر پس چکہا مین نے ایسی چیز کو کہ نہین چکہا کسی چکہنے والے نے ہرگز کسی چیز کو شیرین تر

اوس سے اور حاصل ہوئی مجھے خبر اولین اور آخرین کی اور روشن گردانا میرے دل کو اور ڈھانپا عرش کے نور نے میری بصر کے تئین پس دیکھا مین نے تمام چیزون کے تئین اپنے دل سے اور دیکھا مین نے اپنے پیچھے سے جسطرح دیکھتا ہون اپنے آگے سے رفرف بچھونے کو کہتے ہین اور دراصل اوس بچھونے کو کہتے ہین جو باریک ہو دیبا وغیرہ کی قسم سے تنبیہ جاننا چاہیے کہ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے اس محل عالی مین حجابونکا سو مخلوق کے حق مین ہے نہ یہ کہ خالق عز وجل کے حق مین ہو اور حق تعالی منزہ ہے یعنے پاک اور برتر اسبات سے جو محجوب ہووے اور ڈھانپے اوسے کوئی چیز کیونکہ حجاب محیط ہوتا ہے یعنے گہیر لیتا ہے اوسکا جسکا حس کیا جاوے یعنے جسکا دیکھنے مین اور دریافت مین آوے بلکہ محجوب یعنے حجاب کیے گئے خود خلق ہین حضرت حق سے معانی سے اسما اور صفات اور افعال کے اور تمام مخلوقون کے لیے نورون سے اور تاریکیون سے ہر ایک کے تئین حجاب کا ایک مقام ہے ایسا کہ جانا گیا اور حصہ اوسکا ادراک کرنے سے اور معرفت مقسوم ہے اور ملائکہ مقربین سے جو نسے گرد عرش کے ہین اور کروبیان جو نسے مقربان درگاہ ہین محجوب ہین نور ہیبت اور عظمت اور کبریا اور جلال اور قدس اور قیومیت سے اور صفات حجاب ذات ہین اور ملایک محجوب ہین اور طبقے مختلف ہین یعنے طرح طرح کے فرشتے ہین ملایک کے واسطے ہر ایک کے ایک مقام معلوم اور درجہ معین ہے اور مخلوق سب محجوب ہین خالق سے پس ایک قوم محجوب ہین رویت کرکے یعنے دیکھنا نعمتون سے منعم سے یعنے نعمت دینے والا اور رویت احوال کرکے محول سے اور رویت اسباب کرکے مسبب سے اور مواہب کرکے وہاب سے مواہب جمع وہب ہے بمعنی بخشش اور وہاب بہت بخشنے والا اور ایک قوم محجوب ہین علم کرکے یعنے دانش کرکے علم سے اور فہم کرکے فہم سے اور عقل کرکے عقل سے اور یہ تمام معنی ہین حجاب ہے نعمت کرکے منعم سے اور مواہب کرکے وہاب سے اور ایک قوم محجوب ہین مباح شہوتون کرکے اور ایک قوم حرام شہوتون اور معاصیون اور بدکاریون کرکے اور ایک قوم محجوب ہین اہل اور اولاد اور زینت حیات دنیا سے اللہم لا تحجبنا عنک فی الدنیا ای پروردگار مت محجوب کر ہمکو تو اپنے سے دونو جہان مین ذکر کیا اسلام کو بعض عارفون نے اور جاننا چاہیے کہ تواہد تدلی جو مذکور ہوا اور تعبیر کیا گیا قاب قوسین او ادنی کرکے ہر او اور مذکور ہے معراج کی حدیثون مین

سو سوا اوس نور اور پردے کی ہیئت جو والنجم کے سورے مین ہے کہ نسبت اسکی طرف دیکہنے اور
نزدیک ہونے جبرئیل کی ہے بقول مختار یعنے بقول راجح اور سباق اور سیاق آیت کا بہی ظاہر ہے
درمیان اوس سورے کے اور بعضون نے اوپر دیکہنے اور نزدیک ہونے پروردگار تقدس و
تعالی کے بہی گمان کیا ہے جیسا کہ تفسیر مین مذکور ہے اور کاملترین کمال ہوا اور نہایت ادب اور اجلال
کرنے سے حضرت پروردگار کے اور نگاہ رکہنے سے حد اپنے بندے پنے کی اور نہایت سکون قلب اور
ملایمت باطن اور علو ہمت سے حضرت رسول کی اور موالات بصر اور بصیرت یعنے موافقت
کرنے سے اونکی یہ بات ہے کہ ساتہ اسکے کہ اوس درجے کو ظہور ایسی آیات اور کرامات کا حاصل ہوا
طرف کسی ایک چیز کے اونسے توجہ اور التفات نکیا اور غیبت کی انکو مشغول جیسا کہ فرمایا ہی ما زاغ البصر
و ما طغی جسطرح خاص بندے اور مقرب شاہون کی کرتے ہین اور یہ کمال ہے کہ سوا اوسکے جو
اکمل بشر ہوا اور سردار رسولون کا دوسرے کسیکو میسر نہین اور عادت ذاتون کی اور پراسبات کی
جاری ہے کہ جب کسی مقام عالی کے درمیان کہڑے ہوتے ہون تو جو مقام اعلی ہے اوسکی اطلاع
اور شرف پانے سے طلب کرنے والی ہوتی ہین جسطرح موسی کلیم مقام مناجات اور تکلم کے
مقام کو پوہنچے طلب کیا اونہون نے رویت حق کے تہین اور یہ شکر اور خوشی کرنے کی ایک نوع
سے ہے جو مقام قرب مین رعایت ادب ہی دور ڈالتی ہے اور پیغمبر ہمارا جب قرب کے مقام مین
کہڑا کیا گیا ادا کیا اوس درجے نے حق اوسکا یعنے مقام قرب کا اور التفات اور توجہ نکی اوس
درجے کی بصر اور بصیرت نے کسی چیز کیطرف سوا اوس چیز کے کہڑا کیا گیا اوس درجے کو اور ارادہ
اور شوق نکیا کسی چیز کا سوا اوسکے اور اسی واسطے پوہنچایا گیا بعد اس درجے تمام مرادون کو اور درجے تکو
اور درجونکو کہ اعلا اون مرادات وغیرہ کا رویت حق ہے واقامت فیما اقام اللہ اعلا مقامات
اہل صحو اور ارباب تمکین یعنے اور کہڑا کرنا اوس چیز کا جس چیز مین کہڑا کیا خدا ہی تعالی نے سو کیا ہی اعلا
مقامات اہل ہوش کے اور صاحبان تمکین کے ہین اور فرمایا ما کذب الفواد ما رای یعنے نہین
تکذیب کی دل نے جو کچہ دیکہا اور بصر و بصیرت دونو متواطی یعنے موافقت کرنے والے اور متصادق
ہوئی جو کچہ بصیرت نے اوس درجے نے پایا بصر نے ادراک اوسکا کیا اور جو کچہ آنکہ سے دیکہا دل نے
تصدیق اوسکی کی او رویت حق اوسیکو تہا او نہین پہنچے حضرت کمال کو ایسا کمال کہ سبقت کی اور

سرور نے اوس کمال سے اولین اور آخرین کے تئین اور ہوا وہ سرور مبسوط انبیا اور مرسلین کا غبط
بروزن سبط معنی آرزو لیجانا کسیکے حال پر بدون اسباب کے کہ اوس آرزو سے زوال اوسکا چاہے اور
مستقیم ہوا وہ سرور صراط مستقیم پر یعنے راہ راست پر دنیا اور آخرت مین اور قسم یاد کی حضرت جل وعلا نے
کہ یس والقران الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ
ذو الفضل العظیم اور فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی یعنے پس وحی کیا پروردگار نے طرف اپنے
عبدکے جو کچھ وحی کیا بطریق الہام یعنے وحی کیا سو کیا خدا جانتا ہے اوسی اور اوسکا رسول ص دوسرا
کیا پاسکتا ہے تمام علوم اور معارف اور حقایق اور بشارات اور اشارات اور اخبار اور آثار
اور کرامات اور کمالات اِس الہام کے احاطے مین داخل ہین اور تمام کو یہ شامل ہے اور کثرت اور
عظمت سے اوسکی ہے جو مبہم لایا اور بیان نکیا اس اشارت کے تئین اور بسبب اسکے کہ سوا
علام الغیوب کے اور رسول محبوب کے کوئی اوسپر احاطہ کرنے والا نہین ہوسکتا مگر جو کچھ اوس سرور
نے بیان کیا یا جو کچھ مقابلہ اور محاذات کرنے سے اوس جناب کی روح اقدس کی لوح پر یعنے کامل
اولیا کہ جو شرف اتباع مین اوس سرور کے سعادت اور شرف پانے والے ہین چمکا ہے والہام
آور لائے ہین کہ حضرت رسول ص جو پہنچے عرش کو تا ستارا عرش نے واسطے جلال مین اوس سرور کے
اور ندا کی زبان حال سے اور کہا یا محمد تمہین ہو کہ مشہور گردانا تمکو خدا تعالی نے اپنی احدیت کی تمیز
اور مطلع گردانا تمکو اپنے جمال صمدیت پر اور تشنہ لہفان یعنے افسوس کرنے والا اور اندوہ مند
متحیر ہون نہین پاتا مین کہ کس راہ سے آؤن اور کس طریق سے گرہ اپنے کام کی کھولون گردانا
خدا برتر نے مجھے اعظم خلق اور ہون مین اعظم درمیان تحیر اور درمیان ہیبت اور خوف کے یا محمد
جب پیدا کیا مجھکو پروردگار نے یا محمد پس کانپا مین ہیبت اوسکی جلال سے اوسکے پس لکہا میرے قائمہ پر لا الہ الا اللہ پس زیادہ ہوئی مجھے ہیبت
اور ارتعاد اور ارتعاش یعنے لرزنا اور کانپنا یعنے اور بہی مین تہرتہرایا پس لکھا محمد رسول اللہ
پس ساکن ہوا قلق میرا اور کم ہوا میرا اضطراب اور ہوا اسم تمہارا یا رسول اللہ سبب میرے آرام دلانے کا
اور باعث طمانیت میرے سر کا یہ بہی برکت تمہارے اسم کی مجھپر پس کیسا کچھ ہوگا یعنے برکت پاتا کہ
پڑی مجھپر نظر تمہاری یا محمد انت المرسل رحمۃ للعالمین اور لا بد یعنے البتہ یا خواہ مخواہ یا ضرور مجھے
بہی حصہ ہوگا اس رحمت سے یعنے تم جو تمام عالمون کے واسطے رحمت ہو اس رحمت مین سے میرا بہی حصہ

اور حمد میرا اے حبیب خدا کی یہ ہے کہ گواہی دو تم میری پاکی پر اون چیزون سے جن چیزون سے مجھے منسوب
کیا ہے اہل مکر نے اور افترا سے جو منسوب کیا ہے مجھے اہل غرور نے اسبات سے کہ مین گنجائش
رکھتی ہون اوسکے تئین جو مثل اپنا نہین رکھتا مراد حضرت حق سے اور احاطہ کرتی ہون اوسکو جسکو
نہین ہے جگہ تنگی یعنے کیسا ہنا یا محمد جسکی ذات کو حد نہین ہے اور عدد نہین ہے
اوسکی صفات کو سو کسطرح محتاج ہوگا ظرف کا اور محمول ہوگا مجہپر محمول کے معنی بار کیا گیا
جب رحمن اسم اوسکا ہے اور استوا صفت اوسکی اور صفت اوسکی متصل ہے ذات سے
اوسکی کسطرح متصل ہو مجہ سے یا منفصل یعنے جدا ہونے والا ہو مجہ سے یا محمد قسم کہاتی ہون
اوسکے عزت اور جلال کی کہ نہین ہون مین قریب اوس سے وصل کرکے اور نہ دور اوس سے فصل
کرکے اور نہ حامل اوسکی یعنے اوٹہانے والی اور نہ موسع یعنے وسعت کرنے والی ہر چند یہ الفاظ
مذکر واقع ہوئے ہین لیکن چونکہ عرش زبان اردو مین تانیث واقع ہے اسواسطے مؤنث کرکر
تعبیر کرتا ہون والعاقل تکفیہ الاشارہ اور ایجاد کیا مجھے پروردگار نے اپنے فضل سے اور
اگر چاہے مجھے محو کرے اپنے عدل سے یعنے نیست و نابود کرے چاہے تو مین محمول اوسکی
قدرت کی ہون اور معمول یعنے عمل کی گئی اوسکی حکمت کی جواب دیا حضرت رسول صلعم نے اوسے
بزبان حال کہ تو ایکطرف ہو مجھسے مین مشغول ہون یعنے فارغ تجھسے مکدر مت کر تو مجہپر میرے
وقت کے تئین اور مشوش مت گردان میری خلوت کے تئین پس نگاہ کی سرور عالم صلعم نے طرف عرش
کے نظر توجہ سے اور التفات اور غیبت نہ کی طرف اوسکے اور نہ پڑہا جو کچہ اوپر سطور تہا با وحی الہیہ
سے ایک حرف یہ بہید ہے ما زاغ البصر وما طغی کا اور لاتے ہین کہ جب پونہچے حضرت قرب مین قاب
قوسین کے مرتبے کو تب عرض کیا اپنی امت کا احوال اور کہا اے پروردگار تو نے عذاب کیا امتون کو سابق
بعضونکو پتھر کرکے اور بعضون کو خسف کرکے اور بعضونکو مسخ کرکے خسف کے معنی نگل جانا زمین
کا کسیکو مسخ کے معنی گردانا صورت نیکو دوسری صورت بدتر اولی کیصورت سے الٰہی جو موذی اور ناحق شناس
ہین اونکو تو مسخ کریں اے پروردگار میری امت سے کیا کریگا تو فرمایا حضرت حق سبحانہ نے کہ بہیجونگا اونکے
اونکے رحمت اور مبدل کرونگا اونکی بدیون کو نیکیون سے الٰہی میری ذات کی بدیون کو مبدل فرمانا
نیکیون سے اور جو کوئی دعا کریگا میرے تئین لبیک کہونگا اوسکو اور جو کوئی سوال کریگا عطا کرونگا

اوسکے تئین اور جو کوئی توکل کریگا مجہپر کفایت کرونگا اوسکے تئین دنیا مین پوشیدہ کرونگا اوسکی گناہ کو
آخرت مین شفیع گردانونگا تجہے اونکا اور اگر نہوتا حبیب تحت معاتبہ حبیب تو حساب نہ لیتا مین اونسے
وصل اور جب چاہا رسول خدا صلعم نے کہ رجوع کرین طرف اس عالم کے تب عرض کیا کہ یارب العزت
ہر ایک قادم کے تئین ایک تحفہ ہوتا ہے قادم اوسے کہتے ہین جو سفر سے طرف گہر کے آوے تحفہ
میری امت کا اس سفر سے کیا ہے فرمایا حضرت حق نے کہ مین واسطے اونکے ہون اونکی حیات تک
اور واسطے اونکے ہون جب فوت کرین اور واسطے اونکے ہون درمیان قبرون کے اور واسطے
اونکے ہون درمیان نشور کے اور سب جگہہ اونکا مدد اور معین ہون نین فطوبی لکم یا امۃ محمد و بشری لکم
یعنے پس خوشی ہوجیو واسطے تمہارے ای امت محمد اور بشارت ہوجیو واسطے تمہارے اور جب
پہر آئے حضرت رسول معراج سے اور صبح کی اوس جناب صلعم نے اور بیان کیا اوس سرور صلعم نے لوگونسے
مرتد ہوئی ایک جماعت ضعیف الایمانون سے اور دوڑے بعضے مشرکون سے طرف ابی بکر رضہ
کے اور کہنے لگے کہ خبر رکہتا ہے اپنے یار کی کہ کیا کہتا ہے کہ مجہے آجکی رات بیت المقدس کو لیگئے کہا
ابوبکر صدیق رضہ نے آیا تحقیق کہتا ہے وہ اس بات کو کہا ہان کہتا ہے اور یہہ کہتا ہے کہا ابوبکر صدیق رضہ
نے پس جو کچہ وہ کہتا ہے سچ کہتا ہے ایمان لایا مین اوپر اوسکے کہا اونہون نے یعنے مشرکون نے
کہ آیا تصدیق کرتا ہے تو اسکی کہ راتکو بیت المقدس کے تئین گیا اور پیش از صبح یہان آیا کہا ہان تصدیق
کرتا ہون اوسکے تئین اوس سے بہی زیادہ دور واسطے اگر کہے کہ مین آسمان پر گیا اور پہر آیا تو بہی تصدیق
کرتا ہون چہ جائے بیت المقدس پس اوس روز سے لقب اونکا صدیق اکبر رضہ ہوا پس آئے صدیق اکبر رضہ
نزدیک رسول خدا صلعم کے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم بات کروگے اپنے بیت المقدس کی خبر دینے
کی فرمایا ہان کرونگا کہا یا رسول اللہ وصف اوس جگہہ کے کہ مین گیا ہون وہان پس تعریف کی رسول خدا صلعم
نے وہان کی پس کہا صدیق رضہ نے اشہد انک رسول اللہ یعنے گواہی دیتا ہون مین تحقیق کہ تو خدا کا
رسول ہے اور یہ طلب کرنا صدیق رضہ کا بیت المقدس کے وصف کے تئین نہ واسطے راہ پانے
اوسکے شک اور شبہہ کے تہا اور وہ رضہ سننے کے سات ہی تصدیق کرچکا تہا بدون اثبات کے
کہ وصف اوس جگہہ کے سنے بلکہ واسطے اثبات کے تہا کہ ظاہر کرے سچ رسول خدا صلعم کا اوپر اوس قوم کے
کیونکہ وہی وثوق رکہتے تہے ابوبکر رضہ کی خبر پر اور اوسکی تصدیق پر دلیل ہوتی ہے اور سات اسکے بہی

معلوم کر دا اور ظاہر کر دی کی طاکب ذی مقام مین آئے اور پوچہے رسول خدا ص سے اوصاف اور احوال
بیت المقدس کو جواب دیا اور بیان کیا اوس سرور ص نے سب کے تئین اور حدیث مسلم کے درمیان
آیا ہے کہ کہا حضرت ص نے کہ بعضے خبرون سے جو مجھے حاضر ہوا جواب اونکا بہت اندوہ مند ہوا
مین اور ایسا اندوہگین ہوا مین کہ کبہی ایسا نہوا تہا پس دکہایا گیا مجھے بیت المقدس جیسا کہ جس چیز سے
مجھے پوچہا خبر دی مین نے اونکے تئین اور کہا ہے کہ یہ بات دو احتمال رکہتی ہے یا یہ کہ مسجد اوٹہا
ملایک نزدیک اوس جناب ص کے لائے جسطرح بلقیس کو طرفۃ العین مین سلیمان ع کے پاس لائے
یا تمثل کیا بیت المقدس کو نزدیک اوس سرور ص کے جسطرح متمثل کیا گیا بہشت اور دوزخ اوس
نماز کی اوس جگہہ کہ ذات لوا آور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اوٹہایا گیا پردہ درمیان اوسی جگہہ کے جہان
بیت المقدس ہے دکہایا گیا اور روایت مین آیا ہے کہ جبریل ع مسجد اقصی کو لائے مسجد قصے
اوسکا نام اور عقیل کے گہر کے پاس میری نظر مین اوسے رکہا دیکہتا تہا مین درمیان اوسکے اور
جس چیز سے مجہ سے پوچہتے تہے جواب کہتا تہا مین آور ام ہانی کی حدیث مین آیا ہے کہ پوچہا
اوس سرور ص سے بیت المقدس کے کتنے در ہین حضرت ص فرماتے ہین کہ مین نے شمار نہین کیے
تہے دراوسکے اب جو مجہپر بلند کیا گیا اور ظاہر کیا گیا ہوا گنا مین نے اور خبر دی اونکو اور لائے
ہین کہ جب پہرے حضرت ص اسرا کے سفر سے گذرے قریش کے قافلے پر کہ اناج لاوا تہا اونہون نے
اور درمیان اوس قافلے کے دو غرارے تہے ایک سیاہ دوسرا اسپید غرارہ شلیتے کو کہتے ہین
اور جب اوٹہا کر مقابل اونٹ کے لائے اونٹ بہاگ گیا پس گہیرلایا اوسے ایک اون لوگون
سے کہا حضرت ص نے کہ پس سلام کیا مین نے اونکو کہا اونہون نے کہ یہ آواز محمد ص کی ہے جو آتا تہا
پس آئے حضرت ص پیش از صبح اور خبر دی اوس جناب ص نے قوم کے تئین اوپر اوس بات کی
جو کچہ دیکہا اور فرمایا کہ نشان اوس بات کا یہ ہے کہ گذرا مین تمہارے اونٹون کے تئین جو فلان جگہہ
مین آتے ہین اور گم کیا اونہون نے ایک اونٹ کو پس گہیرلایا اوسے فلان مرد اور آگے آتا تہا
قافلے سے سیاہ وسپید رنگ اونٹ کہ اوسپر سیاہ پلاس ہے اور دو غرارے فلانے روز
یہان پونہچین گے جب وہ روز آیا اور نہ پونہچے لوگ تب انتظار کرنے لگے اور دروازہ گفتگو کا
اونہون نے کہولا آدہے دن کے نزدیک تہا کہ قافلا آپونہچا اوپر اوس وجہ کے کہ اوس جناب ص نے

بیان کیا تہا اور دشمنوں کے اور منکرون کے منہ مین مٹی پڑے آور ایک روایت مین یون آیا ہے
کہ خبر دی حضرت ؐ نے کہ چارشنبے کے روز آویگا اور آفتاب غروب کو نزدیک پونہچا اور ہنوز نہین آئے پس
حضرت رسول ؐ نے دعا کی اور حبس کیا گیا یعنے قید آفتاب اونکا ہ رکہا گیا پس پیش آئے وے لوگ
وصل اختلاف کیا ہے از روے قدیم کے اور جدید کے صحابہ اور تابعین نے اور جو بعد اونکے ہین دیکہنے
مین حضرت ؐ کے پروردگار کے تئین معراج کی شب عائشہ رضؓ اور ایک جماعت صحابہ سلف کی نفی کی
جانب ہین یعنے کہتے ہین کہ خدا کو سرور عالم ؐ نے نہین دیکہا بخاری حدیث مسروق سے لایا ہے کہا
مین نے عائشہ رضؓ کے تئین کہ اے مان میری آیا دیکہا رسول خدا ؐ نے خدا کے تئین پس کہا صدیقہ
نے تحقیق کہڑے ہوئے موے جسم پر اس بات سے جو پوچہا تو نے اور بولین کہ جو کوئی حدیث
کرے تجہسے کہ محمد ؐ نے پروردگار کو دیکہا تحقیق جہوٹ کہا اونہی بعد اسکے پڑہا عائشہ رضؓ نے اس
آیت کو لا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار وہو اللطیف الخبیر اور مسلم کی روایت مین آیا ہے
کہ کہا عائشہ صدیقہ رضؓ نے من حدثک ان محمدا رای ربہ فقد اعظم الفریۃ اور امام نووی اور ابن خزیمہ
نے کہا ہے کہ عائشہ رضؓ نے نفی نہین کی رویت کے واقع ہونیکی حدیث مرفوع سے اور اگر اوسکے
ساتہ ہوتی یعنے حدیث تو ذکر کرتے اوسکے تئین اور اعتماد نہین کیا مگر نکالنے مین اس آیت سے
اور تحقیق مخالفت کی اوسکی یعنے اونکے قول کی بعض صحاب نے اور صحابی کیونکر کہے ایک قول
کے تئین اور مخالفت کرے اوسکے تئین غیر اوسکا صحابہ سے نہین ہوتا وہ قول حجت اور اتفاق
سے اور آیت کے تئین کئی تاویلات ہین ادراک یعنے دریافت کرنا اخص ہے یعنے خاص تر
رویت سے یعنے دیکہنا عام ہے اور ادراک کرنا خاص اور لازم نہین آتا نفی کرنے سے اوسکے نفی
کرنا رویت کا اور ادراک کرنا کنہ کا یعنی پہچاننا حقیقت کا ہے اور وہ منفی ہے جیسا کہ کوئی چاند کو
دیکہتا ہے اور پانا اوسکی حقیقت کا اور کنہ ماہیت کا نہین کرتا اور بعضون نے کہا ہے کہ ادراک
کنہ کا احاطہ کرنا ہے اور نہ احاطہ کرنے سے نہ دیکہنا لازم نہین آتا جسطرح نہ احاطہ کرنا سے
اوسکے علم کے عدم علم لازم نہین آتا اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ کہا حضرت ؐ نے الہی لا احصی ثناء
علیک کما اثنیت علی نفسک یعنے نہین شمار کرتا مین اے پروردگار ثنا تیرے تئین اوپر تیرے جسطرح
تو نے ثنا کی ہے اپنی ذات پاک کے تئین اور لازم نہین آتا اس سے عدم ثنا اور ابن عباسؓ اور

اور سکے تابعون نے اثبات کی ہے اور منقول ہے ابن عمر سے کہ بہجوایا طرف ابن عباس رض کے یعنے پیام
کہ آیا دیکھا محمد صلعم نے پروردگار کے تئین کہا ابن عباس نے ہان دیکھا اور کہا عطا کی پروردگار نے
خلت ابراہیم کو اور کلام واسطے موسیٰ ع کے اور رویت واسطے محمد رسول اللہ صلعم کے اور حسن بصری
سے منقول ہے کہ اوس نے سوگند کہائی ہے کہ حضرت محمد صلعم نے دیکھا ہے پروردگار کے تئین اور
انس رض سے بہی آیا ہے کہ حضرت صلعم نے دیکھا ہے پروردگار کو اور روایت کی ہے ابن خزیمہ نے
عروہ بن زبیر سے کہ اثبات اور جزم کیا ہے اور صحابہ کعب احبار اور زہری و معمر وغیرہ نے
اور اشعری کا قول بہی یہی ہے اور مسلم ابی ذر کی حدیث سے لایا ہے کہ سنے پوچھا حضرت صلعم سے
پروردگار کے دیکھنے سے پس کہا حضرت صلعم نے نور انی اراہ اور بعضی مولف نے فارسی مین اوسکے
لکھی ہین جسکا ترجمہ ہندی مین یہ ہے یعنے وہ نور ہے کسطرح دیکھون اوسکے تئین اور یہ حدیث معارض
ہے اوپر اسبات کے کہ دوسری حدیث مین واقع ہوا ہے رأیت نورًا یعنے دیکھا مین نے نور کے تئین
اور امام احمد سے بہی اثبات رویت کی منقول ہے اور امام احمد سے لوگون نے کہا کہ عائشہ رض کے قول
کو کس چیز سے دفع کرین ہم کہا پیغمبر کے اس قول سے جو فرمایا ہے کہ رأیت ربی یعنے دیکھا مین نے
اپنے پروردگار کو اور قول پیغمبر کا اکبر ہے اور ایک جماعت اسبات پر ہے کہ جناب رسالت صلعم نے اپنے
پروردگار کو معراج کی رات دل سے دیکھا آنکھ سے نہین دیکھا مولف کہتا ہے کہ معراج مقام عالی
ہے اور کسی نبی اور فرشتے کو سوا سے سرور عالم کے رسائی نہین ہوئی ہے جب جناب باری اپنے حبیب
کو ایسے مقام مین بلاوے اور خلوت خاص مین بار دیوے عجب ہے کہ اوسکو ایسے مطلب بلند اور
مقصد ارجمند سے یعنے دیدار سے کامیاب اور مشرف نفرماوے اور حبیب نہ دیکھنے پر راضی ہووے
اگرچہ مقتضا ادب اور بندگی کا نہین کہ سوال دیدار کا کرے لیکن کمال محبت اور محبوبیت اوس سرور
کی جو جناب باری مین ثابت ہے کب چاہتی ہے کہ پردہ درمیان رہے اور عالمون کا اتفاق ہے
کہ دنیا مین دیدار پروردگار کا چشم سے ممکن نہین اور عالم آخرت مین دیدار الٰہی کو کوئی چیز مانع نہین
اگاہ ہو کہ مقام معراج کا بہی حقیقت مین عالم آخرت سے ہے پس سید عالم نے جو چیز آخرت مین
دیکھنے کی تہی سو دیکہی اور دریافت کی باب کہنا جناب رسالت صلے اللہ علیہ
والہ وسلم کے اون معجزون کے بیان مین کہ حضرت صلعم کے نبی ہونے پر دلیل ہین

معجزہ خرق عادت کو کہتے ہین خرق عادت پیغمبر سے ہو تو اوسکا نام معجزہ ہے اور اگر ولی سے ہو تو
کرامت ہے اور اگر کسی مومن صالح سے ہو تو اوسکو معونت کہتے ہین اگر کافر سے ہو تو اوسکا نام
استدراج ہے چنانچہ آگے بہی حضرت کے معجزے کے بیا ن مین تعریف معجزے کی کی گئی کوئی پیغمبر بے معجزہ
نہین ہے پر معجزے ہمارے پیغمبر کے اور پیغمبرون کے معجزون سے بہت اور بیحساب اور چنید ہین اپنے
اپنے مقام مین مذکور ہونگے اگر سب یکجا بیان ہون تو کلام طول ہوگا مگر اس باب مین وہ معجزے
کہ اثبات نبوت پر آنسرور کی دلیل ہین ذکر کرتا ہے **جان کہ** حضرت کی نبوت پر دلیل ہے کہ آپ کچھ
لکھہ پڑہ نہین جانتے تہے اور اُمیون اور جاہلون مین آپ نے پرورش پائی تہی اور جس شہر مین کہ سرور
عالم کا تولد مبارک ہوا وہان کوئی ایسا قابل نہین تہا کہ آپ نے اوس سے کچھ علم سیکہا ہو اور آپ کسی
اور شہر کو بہی نہین گئے کہ وہان کسی عالم اور فاضل سے کچھ پڑہے ہون اور توریت اور انجیل کو معلوم
کیا ہو باوجود اسکے علم اور ادب اور اخلاق اور معرفت اوس عالی جناب مین ایسی تہی کہ بشر کو کیا یارا
کہ تہوڑا بہی اوس سے لکہے اور زبان سے بیان کرے **آگاہ ہو** کہ وہ لوگ جو جہل اور نادانی مین
گرفتار تہے فیض صحبت باسعادت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہرہ یاب ہوئے اور مرتبہ اعلی کو
پہونچے **وصل قرآن شریف کے اعجاز مین** جب عرب کے کافرون نے قرآن شریف کا انکار
کیا اور اوسکو اپنی جگہہ کلام انسان کا ٹہرایا تب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے
مین بہی بہت لوگ فصیح و بلیغ ہین اور نظم و نثر کو فصاحت و بلاغت سے کہتے ہین اگر یہ کلام مخلوق کا
ہے تو تم بہی اسکے جواب مین ایسا ہی کلام فصیح کہو تب سب عاجز اور شرمندہ ہوئے چنانچہ منقول
ہے کہ یحیے بن حکم غزالی اندلس کا رہنے والا بہت فصیح و بلیغ بلکہ اپنے زمانے مین بے نظیر تہا سورۂ
اخلاص کے جواب مین بہت سا سر مارا کہ مانند اوسکے کچہ بنا وے لیکن سوا ے عجز کے کچہ حاصل نہوا
تب اوس نے اس کام سے توبہ کی اور اسیطرح سے ابن مقفع بہی کہ اوسکی فصاحت و بلاغت
کی عالم مین شہرت تہی ایک کتاب قرآن شریف کے جواب مین بنائی اور اوس مین سورتین مانند قرآن
شریف کی سورتون کے عبد احد الکہیں اتفاقاً ایکروز وہ ایک مکتب پر گذرا وہان ایک لڑکا یہ آیت
وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ آخر تک پڑہتا تہا مجرد سننے کے ابن مقفع وہان سے اپنے گہر آیا اور جو کچہ بنایا تہا
سب اوسکو مٹا دیا اور قسم کہائی کہ بار دیگر اس کام کا معارضہ نکرونگا یہ کلام بشر کا نہین ہے بلکہ خالق کا

بیہقی نے روایت کی کہ ایک روز عتبہ بن ربیعہ نے جو قریش کے بدبختون سے تہا مجلس مین قریش
کی کہا کہ محمد مسجد کے کونے مین بیٹہا ہے مین اوسکے پاس جاتا ہون اور چند باتین اوسکو کہتا ہون
شاید وہ میری بات سنے اور قرآن پڑہنے اور دعوت کرنے سے باز رہے اور ہمارے خیال سے درگذرے
مجلس والون نے کہا خوب ہے یا ابا ولید جا عتبہ حضور مین جناب رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے آیا اور نزدیک بیٹہہ کر باتین کرنے اور مال و متاع کی ترغیب دینے لگا کہ جو کچہ چاہو سو حاضر ہے
آنحضرت نے سب باتین اوسکی سنکر پوچہا کہ یا ابا ولید تو اپنے کلام سے فارغ ہوا کہا ہان تب
سید عالم نے فرمایا کہ مجہہ سے بہی کچہ سن عتبہ نے کہا کہ جو چاہیے سو فرمایئے تب حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم تنزیل من الرحمن الرحیم کتاب فصلت آیاتہ قرآنا عربیا
لقوم یعلمون بشیرا ونذیرا پڑہنا شروع کیا عتبہ بہی کان دہر کر سنتا تہا جب سرور عالم سجدہ کی
آیت تک پہونچے تو سجدہ کرکے فرمایا کہ یا ابا ولید سنا تو نے اوسنے کہا کہ ہان آپکے کلام کو خوب
سنا اور آپ اوسمین مشغول رہین اور کسی سے نہ ڈرین پہر عتبہ قوم کے نزدیک آیا لوگون نے دیکہتے
ہی کہا کہ قسم خدا کی عتبہ آیا تو پر منہ اوسکا اوترا ہے بعد اسکے عتبہ نے کہا کہ قسم خدا کی مین نے محمد سے
ایسا کلام سنا کہ کبہی مانند اوسکے نہین سنا تہا وہ نہ شعر ہے نہ جادو ہے اے گروہ قریش جس کام
پر وہ ہے تم اوسکو اوس کام پر چہوڑ دو خدا کی قسم اوس کلام کی عجب ایک شان عظیم ہے تم جانتے
ہو کہ جو کچہ کہتا ہے سو جہوٹ نہین ہوتا اور دعا کو اوسکی تاثیر ہے مین ڈرتا ہون کہ تمپر کہین عذاب نازل
ہو منقول ہے کہ ابوذر نے کہا قسم خدا کی مین نے اپنے بہائی انیس سے کسی کو شاعر زیادہ نہین دیکہا
چنانچہ اوس نے بارہ شاعرون کو جاہلیت مین شکست دی ایک اون بارہ سے مین ہون جب
اوس نے مکے سے آکر احوال رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجہ سے کہا تو مین نے اوس سے
پوچہا کہ لوگ مکے کے اوسکو کیا کہتے ہین اوس نے کہا شاعر اور کاہن کہتے ہین قسم خدا کی مین شاعر
ہون اور بہت کلام کاہنونکا سنتا رہا ہون نہ وہ شاعر ہے نہ کاہن کلام اوسکا سچا ہے اور کلام
کاہنونکا جہوٹا اور ولید بن مغیرہ کہ فصاحت اور بلاغت مین قریش کی قوم کا سرآمد تہا بار با قرآن
کو سنتا اور اپنی قوم سے کہتا کہ تم مین مجہ سے کوئی مرد دانا زیادہ اور کلام جاننے والا انسان اور جنات
کا نہین ہے قسم خدا کی مین نے بہت سی اشعار سنے جو شیرینی اور لطافت اور رونق قرآن مین ہے سو ور

کسی کلام مین نہین اور کوئی کلام اوسکے پاسنگ کو نہین پونہچا قسم خدا کی وہ کلام مخلوق کا نہین بلکہ
کلام خالق کا ہے بیہقی سے روایت ہے کہ ایک موسم مین سب قبایل عرب کے حاضر تھے ولید بن مغیرہ نے
اوسوقت کہا کہ تم سب عرب کے لوگ اس جگہہ اکٹھے ہوئے ہو آپسمین اتفاق کر کے محمد ﷺ کے حق مین
ایک بات کہو پر انصاف سے نہ گذرو سبہون نے کہا ہم باتفاق کہتے ہین کہ محمد کاہن ہے ولید بن
مغیرہ نے کہا قسم خدا کی وہ کاہن نہین ہے پہر کہا کہ دیوانہ ہے ولید نے کہا قسم خدا کی دیوانہ بہی
نہین بلکہ سب سے عقلمند زیادہ ہے تب قریشون نے کہا کہ شاعر ہے ولید نے کہا شاعر بہی نہین
مین شعر کو خوب پہچانتا اور اقسام شعر کی جانتا ہون پہر عربون نے کہا کہ جادوگر ہے ولید نے کہا
یہ بہی نہین جو کچہہ تم اوسکے حق مین کہتے ہو سو جہوٹ ہے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ ایکروز مسجد مین سوتے تھے یکایک ایک شخص روم کے امیرون سے کہ عربی زبان
خوب جانتا تہا آپ کے سرہانے آکر کہڑا ہوا جب آپ بیدار ہوئے تو اوس نے کہا کہ ایک مسلمان
قیدی سے مین نے سنا کہ یہ آیت تمہارے قرآن کی پڑہتا تہا وَمَن یُطِعِ اللہَ وَرَسُولَہُ وَیَخْشَ اللہَ
وَیَتَّقْہِ فَاُولٰئِکَ ہُمُ الْفَائِزُوْنَ مین نے اس آیت مین خوب تامل کیا اور دیکہا کہ تمام احوال دنیا
اور آخرت کا جو عیسے پر اللہ تعالی نے بہیجا تہا سو اس آیت مین جمع ہے معنی اس آیت کے یہ ہین
جو لوگ اطاعت خدا اور رسول خدا کی کرتے ہین اور خدا سے ڈرتے ہین اور پرہیز کرتے ہین
اوسکے غضب سے وہی لوگ پانے والے ہین جنت کو ابو عبید نے حکایت کی کہ ایک اعرابی
نے ایک شخص سے فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُوْنَ سنکے سجدہ کیا اور کہا کہ مین نے اس کلام کی فصاحت کے
لیے سجدہ کیا ایک اور اعرابی نے ایک شخص سے فَلَمَّا اسْتَیْأَسُوْا مِنْہُ خَلَصُوْا نَجِیًّا سنا اور کہا
کہ بشر کی قدرت نہین جو ایسا کلام کہے یہ آیت حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے مین ہے معنی
اسکے یہ ہین جسوقت کہ نا امید ہوئے یوسف علیہ السلام کے بہائی حضرت یوسف سے یقین جانا اونہون
نے کہ عزیز یوسف کو نہین دیتا کنارہ گیر ہوئے اصمعی نے روایت کی کہ مین نے ایک لڑکی کو دیکہا
کہ بہت فصاحت اور بلاغت سے باتین کرتی تہی مین نے اوسکی فصاحت پر بہت تعجب کیا تب اسنے
کہا عجب کہ تو میرے کلام کو اس آیت کے روبرو فصیح سمجہتا ہے وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی اَنْ اَرْضِعِیْہِ
فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْہِ فَاَلْقِیْہِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَادُّوْہُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ

اور الہام کیا ہمنے موسی علیہ السلام کی ماںکو کہ دودہ پلا تو موسے کو جب ڈرے تو کہ لوگ اوسکو پاڈالینگے تو پہینک دے تو اوسکو دریا مین اور نہ ڈر تو اور غمگین مت ہوکہ وہ ضایع ہوگا تحقیق کہ ہم پہر لاینگی اوسکو تیرے پاس اور اوسکو نبایا ہے ہمنے مرسلین روآیت ہے کہ ایک قاری قرآن پڑہتا تہا ایک نصرانی اوسکے پاس آیا اور قرآن سنکر رونے لگا لوگون نے اوس نصرانی سے پوچہا کسواسطے تو روتا ہے کیا معنو نکو تو سمجہتا ہے اوس نے کہا کہ مین لطافت سے اس کلام کی اور ذوق و خوشی سے جو اوسکے سننے سے مجکو حاصل ہوئی ہے روتا ہون **فائدہ** سچ ہے کہ قرآن شریف کو ایک خصوصیت اور اعجاز ہے کہ جب عوام الناس اوسکو سنتے ہین تو اونکے دلونکو بہی ایک تاثیر اور تنبیہ حاصل ہوتی ہے سبحان اللہ جو شخص معنون کو سمجہتا ہو اوسکی خاطر پر کیا کچہ ذوق اور شوق ہوتا ہوگا جبیر بن مطعم نے کہا مین نے ایکروز سنا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز مغرب مین سورہ طور پڑہتے تہے جب اس آیت تک اَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ پونہچے تو قریب تہا کہ دل میرا پرواز کرے اور جان قالب سے برآوے اور کہا اوس نے یہ اول مرتبہ تہا کہ میرے دلمین ایمان نے تاثیر کی عتبہ بن ربیعہ سرور عالم سے سورہ حم السجدہ کو سنکر بیہوش ہوا تب اپنی قوم مین جا کر اوس نے کہا قسم خدا کی کہ مین نے محمد سے ایسا کلام سنا کہ کبہی مین نے ویسا نہین سنا لیکن وہ اپنے کفر پر ثابت رہا اور عداوت اور بدبختی سے ایمان نہ لایا اس بات سے معلوم ہوا کہ ایمان لانا اللہ تعالی کی ہدایت پر موقوف ہے کچہ علم اور دانش پر نہین اور یہ بہی اعجاز ہے قرآن کے ہے کہ قرآن پڑہنا یا حفظ کرنا لڑکا یا جوان جو چاہتا ہے تہوڑی سی مدت مین حاصل ہوتا ہے بخلاف اور امت کے باوجودیکہ اونہون کی عمرین بہت دراز تہین پر نبیون کی کتابونکو حفظ نہین کر سکتے تہے مگر ساری امت سے ایک دو شخص یاد رکہتے تہے اور یہ بہی اعجاز قرآن سے ہے کہ اللہ تعالی نے نگاہبانی مین قرآن کی فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ تحقیق کہ ہمنے بہیجا قرآن شریف کو اور ہم اوسکی محافظت کرنے والے ہین بخلاف اور نبیون کی کتابون کے کہ اونکی حفاظت اور نگہبانی علماء پر چہوڑی تہی اسواسطے اونمین تغیر اور تبدیل ہوگئی

وصل بیان مین شق القمر کے

چاند کا شق ہونا سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزون سے ایسا معجزہ ہے کہ کسی پیغمبر سے ایسا معجزہ نہین ہوا اور قرآن شریف مین بہی اس معجزے کا ذکر آیا ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ قریب ہوئی قیامت اور پہٹ گیا چاند ابن مسعود کی حدیث مین

آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا تو پہاڑ پر
اور دوسرا ٹکڑا نیچے پہاڑ کے گرا اور اس حدیث کو اصحابون نے روایت کیا اور کہتے ہیں کہ کفار قریش
نے جب سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ نبی برحق ہین تو چاند کو دو ٹکڑے کرین تب
جناب رسالت مآب نے چاند کیطرف اشارت کی چاند دو ٹکڑے ہو گیا کافرون نے اون دو ٹکڑون کو
دیکھکر کہا کہ یہ جادو کیا تب ایک نے اونمین سے کہا اگر محمد نے جادو کیا ہوگا تو تم پر کیا ہوگا کہ
سب اہل زمین پر پھر گرد و پیش سے مسافر آئے اور چاند کے شق ہونے کی خبر دی ابو جہل نے کہا
یہ ایسا جادو ہے کہ ہمیشہ رہیگا مواہب لدنیہ مین لکہا ہے کہ علامہ ابن سبکی نے شرح مین ابن حاجب
کی مختصر کے کہا کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ چاند کا شق ہونا تواتر کو پہونچا اور اللہ تعالی نے اسکا
ذکر قرآن مین بھی کیا ہے اور صحیحین مین بھی اور سوا اسکے حدیث کی کتابون مین بھی ہے اسکے
تواتر اور صحت مین کچھ شک اور شبہہ نہین لیکن بعضے ملحد اسمین شک کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر
چاند کا شق ہونا سچ ہوتا تو البتہ سب لوگ روے زمین کے اسکو دیکھتے فقط اہل مکہ پر موقوف
نہوتا اور ہمیشہ یہ احوال کتابون مین تواریخ کی مذکور ہوتا جواب اسکا عالمون نے اسطرح سے دیا ہے
کہ اور شہرون کے لوگون کو نہ معلوم ہونیکا سبب یہ ہے کہ یہ رات کو ہوا اور ایک لحظے مین ہو گیا
اکثر لوگ راتکو سوتے ہین اگر بعضے جاگتے بھی ہین تو اپنے اپنے گہرون مین کسی کام وکاج مین
مشغول رہتے ہین اور جو لوگ جنگل کے رہنے والے ہین وہ بھی کم جاگتے رہتے ہین اور کو بالفرض
اگر جاگتے بھی ہونے تو کوئی ٹکٹکی باندہے چاند کیطرف نہین بیٹھتا دوسرا جواب یہ ہے
کہ مقصود اس معجزے سے دکہانا اونہین عربون کا تھا نہ تمام عالم کا اور ممکن ہے کہ شاید کوئی
پہاڑ یا بدلی حایل ہو کہ اوسکے سبب سے اور شہرون کے لوگون نے اس امر کو نہ دیکھا ہو اور تیسرا جواب
یہ ہے کہ جب ایک شہر مین رات ہوتی ہے تو ضرور نہین کہ سارے عالم مین رات ہو بلکہ کہین دن
ہوتا ہے کہین رات ہوتی ہے کسی جگہہ چاند خوب ظاہر ہوتا ہے بعضی جا پر مطلق نہین ہوتا جیسا
چاند گہن سورج گہن ایک شہر مین تہوڑا اور بعضے شہرون مین بالکل لوگ نہین دیکھتے جان کہ
دیکھنا اور دکہانا اہل حق کے نزدیک ارادہ الٰہی پر موقوف ہے جسکو چاہے دکہلاوے اور جسکو
چاہے نہ دکہلاوے اور تم ... اس امر کے دیکھنے سے وہ لوگ تھے کہ جنہون نے اس امر کو چاہا تھا تعلیم

مواہب لدنیہ مین کہا کہ بعضے تصنیفون مین لکہا ہے کہ یا ہتات گریبان مبارک مین سید عالم صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے آیا اور آستین شریف سے نکلا جیسا کہ شیخ بدرالدین زرکشی نے شیخ عمادین کثیر سے یہ بات نقل
کی ہے واللہ اعلم **وصل** پہر آنا سرورعالم کا آفتاب کو بعد غروب ہونیکے مشہورترین معجزات سے
ہے اسماء بنت عمیس نے روایت کی کہ سر مبارک سرورعالم کا علی مرتضے رضی اللہ عنہ کی گود مین
تہا اور حضرت علی نے عصر کی نماز ہنوز نہین پڑہی تہی اس عرصے مین وحی جناب رسالت پر
آئی یہان تک کہ آفتاب غروب ہوگیا سرورعالم نے پوچہا کہ یا علی تمنے عصر کی نماز پڑہی عرض
کی نہین تب پیغمبر خدا نے جناب باری مین دعا کی کہ الٰہی پروردگار یہ بندہ تیری طاعت اور تیرے
رسول کی طاعت مین تہا آفتاب کو اسکے لیے پہر بہیج کہ نماز پڑہے اسماء نے کہا کہ مین نے
دیکہا کہ آفتاب غروب ہوچکا تہا پہر نکلا اور اوسکی شعاع پہاڑون اور زمین پر پڑی یہ معجزہ صہبا
مین کہ نام ایک جگہہ کا ہے اور خیبر کے نزدیک ہے واقع ہوا **وصل** سرورعالم صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے معجزون سے ایک معجزہ مشہور یہ ہے کہ آپکی انگلیون سے چشمہ پانیکا بہت جگہہ جاری
ہوا اور کسی پیغمبر سے یہ معجزہ نہین ہوا اگرچہ موسے علیہ السلام کے عصا مارنے سے چشمے پانیکے پتہر سے
نکلے پر یہ معجزہ ہمارے نبی کا موسے علیہ السلام کے معجزے سے بڑا ہے کیونکہ پتہر سے پانیکا
نکلنا عادت ہے اور انگلیون سے کہ اوسمین گوشت اور پوست اور استخوان ہین پانیکا نکلنا بہت
عجیب و غریب ہے انس جابر ابن مسعود وغیرہ بہت صحابیون نے اس حدیث کو روایت
کیا ہے لیکن حدیث انس کی صحیحین مین مذکور ہے کہا انس نے مین نے دیکہا کہ عصر کی نماز کا
وقت آیا اور لوگون نے چوطرف وضو کے واسطے پانی ڈہونڈہا کہین کچہ پانیکا اثر نپایا اور سرورعالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین تہوڑا پانی وضو کے لیے آیا تب جناب رسالت نے اپنے
دست مبارک کو پانیکے باسن مین رکہا اور لوگون کو فرمایا کہ اس مین سے وضو کرو دیکہا مین نے کہ وہ
پانی مانند چشمہ کے اونگلیون سے سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاری تہا سب لوگون نے وضو
کیا لوگون نے انس سے پوچہا کہ اوسوقت کتنے شخص تہے کہا تین سو آدمی اور ابن شاہین نے
انس سے روایت کی ہے کہ کہا انس نے مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ جنگ تبوک
مین تہا مسلمانون نے عرض کی یا رسول اللہ پینے کے واسطے پانی نہین ہم اور ہمارے اونٹ اور جانور

سب پیاسے ہین تب آنسرور صلعم نے فرمایا کسیکے پاس کچہہ تہوڑا سا پانی ہو تو لا دو بارے ہم ہونڈہ
ڈہانڈہکے کسیکی مشک سے تہوڑا پانی لا کے حاضر کیا تب آپ نے ایک پیالے مین اوس پانیکو
ڈالا اور ہتیلی اپنی پانی پر رکہی مجبور ہتیلی رکہنے کے چشمے اونگلیون سے حضرتؐ کی جاری ہوئے
ہم سب پانی پیکر سیر ہوئے اور اونٹون اور جانورون کو بہی پانی پلایا اور باقی پانیکو اپنی اپنی
مشکون مین بہر لیا بیہقی نے انس سے روایت کی کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبا
کے باہر تشریف لائے اوسوقت ایک شخص ایک چہوٹا سا قدح لایا حضرت صلعم نے اپنے دست
مبارک کو اوس قدح مین کہا تا نہین سمایا تب آنسرور صلعم نے چار انگلیون کو اپنی سوا انگوٹہے
کے اوس قدح مین رکہا اور پانی اونگلیون سے حضرت صلعم کی جاری ہوا جابرؓ سے صحیح بخاری اور
صحیح مسلم مین مذکور ہے کہ کہا جابرؓ نے ہم سب حدیبیہ مین پیاسے تہے اور حضرت صلعم کے حضور مین ایک
چہاگل تہی آپ اوس سے وضو کرتے تہے اوسوقت لوگون نے گرد آنسرور صلعم کے حلقہ کیا حضرتؐ
نے پوچہا کیا سبب ہے کہ تم اسطرح حلقہ باندہے کہڑے ہو لوگون نے عرض کی یا رسول اللہ سوا
اس پانیکے جو آپکے نزدیک ہے ہمکو پانی میسر نہین کہ وضو کرین اور پیوین تب حضرت صلعم نے دست
مبارک اپنا اوس چہاگل پر رکہا اور پانی جاری ہونے لگا جیسا کہ چشمون سے جاری ہوتا ہے
اور ہمنے پیٹ بہر کر پیا اور وضو بہی کیا جابرؓ سے پوچہا گیا تم اوسوقت کتنے شخص تہے جابرؓ
نے کہا ایکہزار پانچ سو آدمی تہے اگر لاکہہ آدمی بہی ہوتے تو البتہ وہ پانی کفایت کرتا حدیث مسلم
مین جابرؓ سے منقول ہے کہ کہا جابرؓ نے جنگ بواط مین ہم حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتہ تہے اور وہان پانی نہین تہا مگر ایک شخص کی مشک مین تہوڑا سا پانی ملا آنسرور صلعم نے وہ پانی
لیکر ایک پیالے مین ڈالا اور اپنی اونگلیونکو اوس پر رکہا تہا اونگلیونمین سے سرور عالم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی پانی جاری ہوا تب آپ نے فرمایا کہ پانی پیو جب ہم سب اوس پانی سے سیراب
ہوئے تو حضرت نے دست مبارک اپنا اوس پیالے سے نکال لیا الکتمہ مین ابن مسعودؓ سے روایت کی
کہ کہا ابن مسعودؓ نے ہم حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ تہے اور پانی ہمارے پاس
نتہا آنسرور صلعم نے فرمایا کہ ڈہونڈہو کسیکے پاس کچہہ پانی ہے تب ہم ڈہونڈہ کر تہوڑا سا پانی حضور
مین حضرت صلعم کے لیگئے آپ نے اوس پانیکو ایک باسن مین ڈال کر دست مبارک کو اوس پانی

کہ ایکبارگی پانی جاری ہوا ہم سب پیکر سیر ہوئے مسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے قصۂ
غزوۂ تبوک کے لکہا ہے کہا معاذ نے کہ جناب رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحابون کو فرمایا
انشاء اللہ تعالی تم صبح کے وقت چشمۂ تبوک پر پہونچو گے جو شخص تم مین سے وہان پہونچے پانیکو چشمہ
کے نہ چہووے جب تک مین وہان آؤن معاذ نے کہا کہ آگے ہمارے آنیکے دو شخص اوس چشمے پر
آئے تہے اور چشمہ بہت چمکتا تہا پانی اوس سے ٹپکتا تہا سرور عالم نے اون دو شخصون سے جو
آگے آئے تہے پوچہا کہ تم نے اسکے پانیکو چہوا اونہون نے عرض کی کہ چہوا آپ نے اون دونو کو
ملامت کی اور فرمایا جو خدا نے چاہا سو ہوا پہر اصحابون نے اپنے ہاتہون سے اوس چشمے کو
کہودا تہوڑا سا پانی جمع ہوا بعد پانی سے ایک ہوا تب جلی آنسرور نے اپنا منہ ہاتہ دہو کے
پانی اوس چشمے مین ڈالا تب چشمے سے بہت پانی جاری ہوا لوگون نے اوس پانیکو پیا بعد
اوسکے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ای معاذ اگر تیری زندگی وفا کرتی ہے تو تو اس جگہہ کو دیکہیگا کہ
یہان عمارات اور باغ ہونگے جیسا سرور عالم نے فرمایا تہا ویسا ہی ہوا یہ خبر دینا بہی حضرت کے
معجزے سے ہے اور حدیبیہ کے قصے مین آیا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چار سو
اصحابونکو ساتہ لیکر کنوین پر حدیبیہ کے تشریف لائے وہ کنوان ایسا تہا کہ پچاس بکریان اوسکے
پانی سے سیر نہین ہوتی تہین اصحابون نے حکم سے حضرت کے سب پانی اوس کنوین کا کہینچ ڈالا
اور ایک بوند پانیکی اوسمین نرکہی تب سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکطرف اوس کنوین کی بیٹہے
کہینچے ایک ڈول پانیکا نکالا آپ نے اوس پانی سے وضو کرکے تہوڑا تہوک مبارک اپنا اوس
کنوین مین ڈالا اور دعا کی برکت سے دعا کی پانی نے جوش مارا اور بلند ہوا لوگون نے پانیکو
پیا اور اپنے اونٹونکو بہی ملایا اور ایک روایت مین بہی آیا ہے کہ رسالت مآب نے ایک تیر
اپنے ترکش سے نکالکر اوس کنوین مین ڈالا تب پانی نے جوش مارا یہان تک کہ پانی بیکبیسرا
ہوگئے ابی قتادہ نے روایت کی کہ حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر مین فرمایا
کہ تم تمام رات چلکے صبح کو پانی پر پہونچو گے انشاء اللہ تعالی لوگ پانیکی تلاش مین ایسے گہبراکے
چلے کہ ساتہ بہی چہوٹ گیا جب رات آخر ہوئی تو سرور عالم سونے کی خاطر لیٹے اور اصحابون سے
فرمایا کہ تم بیدار اور خبردار رہو مجکو فجر کی نماز کے واسطے اوٹہادو تا کہ نماز فوت نہو سب اصحاب سو گئے

اورکسیکو خبر نرہی یہانتک کہ دہوپ حضرت کی پیٹ پر آئی تب آپ بیدار ہوئے اور ہمون کو بیدار
کیا اور فرمایا کہ یہ جگہہ شیطان کی ہے یہان سے سوار ہو اور چلو موافق حکم کے ہم سوار ہوئے جب
دہوپ تیز ہوئی تو سرورعالم اوتر پڑے اور چہاگل پیالہ مجہ سے مانگی اوسمین کچہ پانی تہا آپ نے
وضو کیا تہوڑا سا پانی چہاگل مین باقی رہگیا پہر چہاگل مجکو عنایت کی اور فرمایا کہ چہاگل کو تو رکہہ
کہ اسکو بڑی بزرگی ہوگی پہر اسمین بلال نے اذان کہی سرورعالم نے فجر کی نماز پڑہی اور سوار
ہوکر چلے یہانتک کہ دہوپ بہت تیز ہوئی تب ہم سبہون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم پیاس سے مرے
جاتے ہین حضرت نے فرمایا بیفکر رہو تم پیاس سے ہلاک نہوگے یہ فرماکے چہاگل میری منگوائی اور منہ کو
منہ لگایا اب نہ یاد رہا کہ بہت سے لگایا تو مین نے دیکہا پر یہ مجکو نہین معلوم کہ دستہ سے آپ نے اوسمین
پہونکایا نہین پہر پانی چہاگل سے اونڈیلنا شروع کیا اور ہم سبہون نے حضرت سے پیالہ اور جام لیا تب
آپ نے فرمایا کہ تم ہجوم مت کرو سبکو پانی ملیگا غرض کہ سب تین سو آدمی تہے پانی سے سیراب ہوئے
مگر ایک مین اور آنسرور باقی رہے تب حضرت نے مجکو فرمایا کہ تو پی مین نے عرض کی یا رسول اللہ جب
تک آپ نہ پیوینگے مین نہ پیونگا آپ نے فرمایا تو پی مین ہی پیچہے پیونگا تب مین نے پیا پہر سول خدا
نے بہی پیا عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ جنگ تبوک مین لوگ پیاسے ہوئے یہانتک کہ ہر ایک شخص
اپنے اونٹ کو ذبح کرتا تہا اور اوجہڑیکو اوسکی نچوڑکر اوسکا پانی پیتا تہا اس حالت مین ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے جناب مین سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرض کی یا رسول اللہ دعا کیجیے
تا فضل الہی ہو آپ نے ہاتہ اوٹہا کر دعا مانگی ہنوز دونون ہاتہ نہ ہٹائے تہے کہ ایسا مینہ برسا کہ لوگ
لشکر کے سیراب ہوئے اور جن جنکے پاس باسن تہے اونہون نے پانی اپنے اپنے باسنونمین بہر لیا
منقول ہے کہ ایکبار سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوطالب ایک اونٹ پر سوار چلے جاتے
تہے ابوطالب کو پیاس بہت لگی حضرت سے کہا کہ ای بہتیجے پیاس سے میرا برا حال ہے اور پانی
نہین سرورعالم نیچے اوترے اور قدم مبارک سے ٹہوکر زمین پر ماری تب پانی نکلا اور فرمایا کہ ای
چچا پانی پیو صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین عمران بن الحصین سے منقول ہے کہ کہا عمران نے ایک سفر
مین ہم حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ تہے لوگون نے حضور مین پیاس کی شکایت
کی تب آپ سواری سے نیچے اوترکر حضرت علی ابن ابی طالب کو اور ایک شخص کو بلاکے فرمایا کہ جاکے

پانیکو ڈہونڈہتے ہو تم کو ایک عورت اونٹ پر سوار دو مشک پانی کی اوسکے پاس ہین ملیگی وہ دونون
پانیکی تلاش مین روانہ ہوئے راہ مین ایک عورت کو جیسا کہ آپ نے فرمایا تہا دیکہا اوسکو حضور
مین سرور عالم صلعم کے لاکر اونٹ پر سے اوتارا حضرت صلعم نے ایک باسن منگا کر اوسمین پانی اونڈیلا
اور لوگونکو بلایا کہ آؤ اور پانی پیو اور پلاؤ وہ عورت کہڑی ہوئی دیکہتی تہی کہ کیا ہوتا ہے راوی
کہتے ہین کہ قسم خدا کی آنسرور صلعم نے جتنا پانی لیا تہا اوس سے زیادہ اوس عورت کو پہیر دیا اور اپنے صحابہ کو
فرمایا کہ اس عورت کی خاطر ہر قسم کا کہانا جو ہو سو اکٹہا کرو تب صحابون سے کچہہ ستو آٹا وغیرہ
جمع کرکے ایک کپڑے مین باندہکر اوسکے اونٹ پر رکہدیا اور اوس عورت کو بہی سوار کیا حضرت صلعم
نے اوس عورت سے فرمایا کہ تو جانتی ہے کہ ہمنے تیرے پانیکو کچہہ کم نہین کیا لیکن اللہ تعالی نے
اپنی قدرت سے ہمکو پانی دیا وہ عورت اپنے لوگونمین گئی تو یہ ماجرا اوس نے بیان کرکے کہا
کہ قسم خدا کی وہ شخص یا جادوگر ہے یا رسول ہے ۔ **فصل** جیسا کہ سرور عالم صلعم کے معجزون سے
اکثر تہوڑا پانی زیادہ ہوا ویسا ہی تہوڑا کہانا بہی بہت ہوا ہے چنانچہ اس باب مین بہت
حدیثین آئی ہین بخاری اور مسلم مین جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث مذکور ہے کہ جابر نے کہا کہ
غزوہ خندق مین ایکروز چہرہ مبارک پر سرور عالم صلعم کے بہوک کی بیتابی دیکہکر اپنی عورت کے
نزدیک آیا اور پوچہا کہ کوئی چیز کہانے کی تیرے پاس ہے اس لیے کہ آج مین نے رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک پر بیقراری بہوک کی دیکہی ہے میری عورت نے ایک تہیلا جو کا
نکالا اوسمین تہوڑے سے جو تہے اور گہر مین میرے ایک بکری کا بچہ موٹا تازہ تہا مین نے اوس
بکری کے بچے کو ذبح کرکے گوشت دیگچے مین چڑہایا اور میری عورت نے اوس جو کو پیسا تب مین نے
عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے گہر مین تہوڑے سے جو اور ایک بکری کا بچہ تہا مین نے اوسکو ذبح
کرکے گوشت کو دیگ مین رکہا ہے اور تہوڑے جو میری عورت نے پیس کر گوندہے ہین آپ تشریف
لیچلیے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک مین آؤن دیگ کو نیچے مت اوتارو اور آٹے
کو امانت رکہو سرور عالم ہزار شخص کو اپنے ساتہ لیکر میرے گہر تشریف لائے مین اوس دیگ اور آٹے
کو حضرت کے روبرو لایا آپ نے اوسمین تہوڑا سا اپنا آب دہن ڈالکر دعا کی و میری عورت سے
فرمایا کہ روٹی پکا اور ایک عورت اور بہی اپنے ساتہ بلا لے تا وہ بہی روٹی پکاوے اور گوشت

گوشت دیگ سے نکال اور دیگ کو نیچے مت اوتار اور دیگ کے اندر نگاہ مت کر آدمی کہنے لگے قسم خدائی اون ہزار شخصوں نے کہانے کو کہایا ہنوز دیگ جوش مین تہی اور آٹا گندہا ہوا باقی تہا انس سے بخاری اور مسلم نے روایت کی کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ قسم خدا کی آج مین نے آواز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت سست سنی جانتا ہون مین کہ سید عالم بہوکے ہین آیا تیرے نزدیک کچہ کہانے کی چیز حاضر ہے تب ام سلیم نے کتنی روٹیان جو کی نکالکر کپڑے مین لپیٹ کے میرے حوالے کین مین اون روٹیون کو حضور مین سرور عالم صلعم کے لے گیا اوس وقت آپ مسجد مین بیٹھے ہوئے تہے اور کتنے لوگ بہی آپ کے پاس حاضر تہے حضرت نے مجہہ سے پوچہا کہ تجکو ابو طلحہ نے بہیجا ہے مین نے عرض کی سچ یا رسول اللہ تب آنسرور نے لوگون کو جو آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تہے فرمایا کہ اوٹہو اور میرے ساتہ چلو لوگ حضرت کے ساتہ چلے مین نے سب کے آگے آکر اون روٹیون کو پہونچا دیا اور ابو طلحہ سے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون کو ساتہ لیکر تیرے گہر آتے ہین ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ پیغمبر خدا صلعم اپنی جماعت کے ساتہ تشریف لاتے ہین اور ہمارے پاس سوا ان روٹیون کے جو حضور مین بہیجی نہین اور کچہ حاضر نہین کہ آپ کو کہلا دین ام سلیم نے کہا خدا اور رسول خدا جانتا ہے دین چیز کو جو ہونی وال ہے تشریف لانا آنسرور صلعم کا جماعت کے ساتہ باوصف ہمارا حال جاننے کے خالی حکمت سے نہین ہے البتہ اسمین کچہ معجزہ ظاہر ہوگا پہر ابو طلحہ نے استقبال کیا اور حضرت سرور انبیا پیغمبر خدا صلعم ابو طلحہ کے گہر تشریف لائے اور فرمایا کہ ای ام سلیم جو کچہ تیرے پاس ہے سو لا تب اوس نے وہی روٹیان جو بہجوائی تہین روبرو آنسرور صلعم کے لاکے رکہین اور حکم سے حضرت صلعم کے روٹیون کو ریزہ ریزہ کرکے تہوڑا سا گہی اوسمین لگایا بعد اوسکے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس پر دعا برکت کی پڑہی اور فرمایا کہ حکم دے دس دس شخص آکر کہا دین موافق حکم کے دس دس شخص آکے پیٹ بہر کر کہاتے تہے یہان تک کہ اسی آدمیون نے اوسکو سیری کہایا بعد اوسکے حضرت صلعم نے تناول فرمایا اور ابو طلحہ کے گہر کے بہی سب لوگون نے کہایا اور کچہ اوسمین باقی بچ رہا ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ لڑائی مین تبوک کی کہ وہ آخر جہاد ہے یعنے سرور عالم صلعم نے بعد اسکے جہاد نہین کیا لوگ بہوکے ہوئے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ لوگونکو فرمایئے کہ اپنے توشے جو کچہ باقی بچے ہین جمع کرین اور آپ دعا کیجیے کہ اوسمین برکت ہو عرض عمر رضی اللہ عنہ کی قبول

کر کے فرمایا کہ دسترخوان کو بچھاؤ اور بچھے ہوئے تو سبکو لاؤ ایک شخص مٹھی بھر کشمش لایا اور ایک
شخص ٹکڑا روٹی کا لایا ایک شخص چار سیر کھجوریں لایا جب دسترخوان پر تھوڑا سا کھانا جمع ہوا تو سید عالم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برکت کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ اپنے اپنے باسن میں ڈالو القصہ اوس
لشکر میں کوئی باسن خالی نہ رہا سب باسن بھر گئے ستر ہزار آدمی لشکر کے سبھوں نے اوسکو بسیری کھایا
اور باقی بھی رہا اور جسوقت پیغمبر خدا نے اس معجزے کو دیکھا تو فرمایا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وانی
محمد رسول اللہ روایت ہے کہ ایکروز ابو ایوب نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور ابوبکر صدیق کے واسطے تھوڑا کھانا کہ وہ دونوں کھا سکیں پکوایا تھا حضرت نے اوسکو فرمایا
کہ شرفائے انصار سے تیس شخص کو بلا لاؤ وہ بلا لایا اونہوں نے آکر کھانا پیٹ بھر کے کھایا اور کھانا بچ رہا
پھر سرور عالم نے فرمایا کہ ساٹھ شخصکو بلا او نہوں نے بھی کھایا اور پھر بھی بچ رہا پھر سرور نے فرمایا کہ
ستر آدمیکو بلا یہ بھی آئے اور کھانے کو کھایا پھر بھی باقی رہا اور یہ ایک سو اسی آدمی جو کھانا کھا گئے
آئے تھے اسلام لائے اور سرور عالم سے بیعت کی عبدالرحمن بن ابی بکر کی حدیث میں آیا ہے
کہ ایکبار سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم ایکسو تیس شخص تھے چار سیر آٹا خمیر ہو کے روٹیاں
پکیں اور ایک بکری ذبح کر کے اوسکا دل اور کلیجا اور گردہ وغیرہ بھونا گیا حضرت نے ہر ایک شخص
کی خاطر ایک ایک ٹکڑا اوس گوشت اور روٹی سے توڑ کر دو بڑے پیالوں میں ڈالا ہم سبھوں نے
اوسکو بسیری کھایا اور جو کچھ دونوں کاسوں میں باقی رہا اوسکو ہمنے باندھکر اونٹ پر رکھ لیا اور
ابو ہریرہ نے روایت کی کہ ایکروز رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجکو فرمایا کہ جا صفہ کے لوگونکو
بلا لا میں اونکو ڈھونڈھ ڈھانڈھ کر بلا لایا حضرت نے ایک پیالہ کھانیکا روبرو ہمارے رکھا ہم
سبھوں نے اوس کھانیکو جسقدر چاہا کھایا پر کاسہ جیسا بھرا ہوا تھا ویسا ہی تھا مگر اوسمیں نشان
اونگلیاں کے تھے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایکروز میں بہت بھوکا تھا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے روبرو ایک کاسہ دودہ کا بھرا ہوا تھا آپ نے مجکو فرمایا کہ صفہ کے اصحابوں کو
بلا تب میں نے اپنے دلمیں کہا کہ اس کاسے میں دودہ تھوڑا ہے کاش آنسرور یہ دودہ مجکو
عنایت فرماتے تو میں اسکو پیتا لیکن حکم پیغمبر خدا کا بجا لایا چاہیے میں باہر گیا اور اصحابوں کو
صفہ کے بلا لایا اون سبھوں نے اوس دودہ کو پیا مگر ایک میں اور سرور عالم باقی رہے پھر میں

سے نہیں پیا بعد اوسکے آپ نے بہی تناول کیا اور فرمایا کہ بانٹنے والا سب کے آخر پیتا ہے شفا
مین حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ سے مذکور ہے کہ ایکروز حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے عبد المطلب کی اولاد کو جو چالیس شخص تہے جمع کیا اون کے درمیان کتنے شخص ایسے پر خور
تہے کہ ایک ایک بکرا کہاتے اور اوسکی چربی پیتے تہے حضرت نے اونکے واسطے ایک کاسہ کہانا
طیار فرمایا سب اوس کہانے کو کہاکے سیر ہوگئے اور کہانا جیسا تہا باقی بچ رہا بعد اوسکے آپنے
ایک پیالہ پانی منگوایا سب پانی پیکر سیراب ہوئے اور پانی بہی ویسا ہی باقی رہا جابر رضی اللہ
عنہ سے مذکور ہے کہ ام مالک انصاریہ چہوٹے کپتے مین گہی بہر کے حضرت پیغمبر خدا کے واسطے
بہیجا کرتی تہی اور پہر اوسمین گہی بہرا ہوا پاتی تہی ایکروز اوسکے لڑکون نے روٹی کے ساتہ سالن
مانگا سالن تو اوسوقت گہر مین حاضر نہتہا ام مالک نے اوسی کپے کو نچوڑا جو گہی نکلا سو اپنے لڑکونکو
دیا جب دوسرے بار گہی اوس باسن مین نہ پایا تو حضور مین سرور عالم کے جاکر صورت حال کو عرض
کیا آپ نے فرمایا کہ اگر تو اوس کپے کو نہ نچوڑتی تو ہمیشہ گہی تیرے واسطے اوسمین رہتا اور جابر
رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہانا مانگا
حضرت نے تیس صاع جو اوسکو عنایت فرمائے وہ مدتہا اپنی جورو بچے اور مہمانون سمیت اوسی
جو کو کہاتا تہا اتفاقا ایکروز اوس شخص نے اوس جو کو ناپا برکت جاتی رہی تب حضور مین سید عالم
کے آکر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اگر تو نہ ناپتا تو برکت اوسکی نہ جاتی اور ہمیشہ اوسکو کہاتا رہتا تو بعض
نے کہا کہ نچوڑنے سے گہی کے اور ناپنے سے جو کی برکت جانیکا سبب یہ ہے کہ نچوڑنا اور ناپنا
خلاف توکل کے تہا اس لیے اوسکی سزا مین وہ نعمت جاتی رہی واللہ اعلم ابو ہریرہ نے روایت
کی ایکروز لوگ بہت بہوکے ہوئے حضرت نے مجہہ سے پوچہا کہ کچہ کہانے کی چیز تیرے پاس ہے
مین نے عرض کیا تہوڑی سی کہجور حاضر ہے آنسرورنے فرمایا کہ لا جب مین لایا تو آپ نے دست مبارک
تہیلے مین ڈالا اور ایک مٹہی کہجور نکالکر برکت کے واسطے دعا کی اور دس دس شخصونکو بلاکر دینے لگے
یہان تک کہ تمام لشکر اوس کہجور کو کہاکر سیر ہوا بعد اوسکے مجہہ سے فرمایا کہ جو کچہ تو لایا تہا اوسکو لے اور
رکہہ اور جب تجکو احتیاج ہو تو اوس تہیلے مین ہاتہ ڈالکر نکال لے او راوسکو مت گن اور تہیلہ کو
مت جہاڑ ابو ہریرہ نے کہا کہ مین نے کہجور زاد راہ اوس سے جو لا دی تہی لی اور اوسوقت سے

تہا یہانتک کہ حضرت عثمان شہید ہوئے اوسی تہیلی سے مین آپ بہی کہجور کہاتا تہا اور کہلاتا تہا اور خدا کی
راہ مین دیتا تہا بعد حضرت عثمان کی شہادت کے گہر سر الٹ گیا وہ تہیلا بہی جاتا رہا **وصل**
اطاعت اور کلام کرنے مین حیوانات کے جیسا کہ آدمی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے دین اور شریعت کے مطیع اور فرمانبردار ہین ویسا ہی اللہ تعالی نے سب حیوانات
کو بہی فرمانبردار اور مطیع آنسرورؐ کا کیا اسواسطے بعضے صاحب تحقیق اور اہل باطن نے کہا ہے
کہ سید عالم سب خلق پر یعنے حیوانات اور نباتات اور جمادات پر پیغمبر ہین انس بن مالک رضی اللہ
عنہ نے روایت کی کہ ایکروز ایک انصاری حضور مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آیا اور عرض
کیا کہ یا رسول اللہ میرے پاس ایک اونٹ تہا مین اوسپر پانی لاتا تہا اب وہ اونٹ شوخی
اور سرکشی کرتا ہے بدون پانیکے باغ و زراعت میری خشک ہوتی جاتی ہے وہین سرور عالم
اصحابونکو ساتھ لیکر اوٹھے اور اونٹ کیطرف تشریف فرما ہوئے اونٹ باغکے کسی کونے مین بیٹہا ہوا
تہا انصار نے عرض کی یا رسول اللہ یہ اونٹ کتے کیطرح کاٹتا ہے ہم ڈرتے ہین کہ خدا نخواستہ
اوس سے ذات شریف پر کچہ ایذا پہونچے حضرت نے فرمایا کیا دخل ہے خدا کے فضل سے مجکو
اوس سے کچہ خوف نہین ہے جو ہین اونٹ نے حضرتؐ کو دیکہا غریب ہوگیا اور آپکی طرف
منہ کر کے سجدہ کیا سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال اوسکی پیشانی کے پکڑ لیے اور اوسکے
کام مین لگایا اصحابون نے عرض کی یا رسول اللہ جب یہ حیوان بے عقل آپکو سجدہ کرے تو ہمکو
ضرورتر ہے کہ آپکو سجدہ کرین آنسرورؐ نے فرمایا کہ انسان کو درست نہین ہے کہ انسان کو لیے
سجدہ کرے اگر درست ہوتا تو مین عورتونکو حکم کرتا کہ اپنے مردونکو سجدہ کرین اسواسطے کہ حق
مردکا عورتون پر بڑا ہے اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ ایک اونٹ حضور مین پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور فریاد کرنے لگا جناب رسالت نے وہان کہڑے ہوکے
اوسکے مالک سے فرمایا کہ اس اونٹ کو میرے ہاتہ بیچ مالک نے عرض کی یا رسول اللہ
یہ اونٹ آپکی نذر ہے پر میرے لوگونکو سوا اسکے اور وجہ معاش نہین تب آپ نے فرمایا کہ
یہ اونٹ گلہ کرتا ہے کہ مین بہت محنت کرتا ہون اور کم خوراک پاتا ہون تم اسپر احسان کرو اور حق خدمت
اوسکا نظر مین رکہو مذکور ہے کہ ایکروز ایک اونٹ سید عالم کے حضور مین آیا اور اپنی قوم کی

کی شکایت کرنے لگا کہ یہ لوگ بدون عشا کی نماز پڑہنے کے سو جاتے ہین مین ڈرتا ہون ایسا
نہو کہ خدا یتعالی اون لوگون پر عذاب کرے حضرت نے اوس قوم کو بلایا اور اس کام سے منع فرمایا
عایشہ صدیقہ رضہ سے منقول ہے کہ ہمارے گہر مین ایک بکری تہی کہ جب تک سرور عالم گہر مین تشریف رکہتے
تہے تو وہ آرام سے رہتی تہی اور جسوقت کہین باہر تشریف لیجاتے تہے تو بیقرار ہو کے باہر جاتی اور آتی
تہی منقول ہے کہ سید عالم جب اونٹون کو قربانی فرماتے تہے تو اونٹون کی یہ حالت ہوتی تہی کہ ایک
دوسرے پر گرتا تہا اور ہر اونٹ یہی چاہتا تہا کہ اوسکو اول ذبح کرین امام احمد نے ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ایک چرواہا بکریان چراتا تہا ایک بہیڑیا بکری کو پکڑ کے لیچلا چرواہے
نے جو یہ دیکہا دوڑ کر اوس بکری کو بہیڑیے کے منہ سے کہینچ لیا تب بہیڑیے نے چرواہے سے کہا
کہ تو خدا سے نہین ڈرتا ہے جو میرے رزق کو چہینتا ہے چرواہے نے کہا سبحان اللہ کیا عجب تماشا
ہے کہ بہیڑیا آدمیون کیطرح بات چیت کرتا ہے بہیڑیے نے کہا یہ کیا تعجب ہے اس سے زیادہ عجیب
یہ ہے کہ محمد اگلے زمانے کے احوال کی خبر دیتے ہین اور لوگ اون پر ایمان نہین لاتے ہین جو ہین چرواہے
نے یہ بات سنی اپنی بکریونکو لیکر مدینے مین آیا بکریونکو کسی جگہہ رکہہ کے حضور مین سرور عالم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہوا اور سب ماجرا عرض کیا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اذان
دو جب اذان ہوئی اور لوگ جمع ہوئے تب آنسرور نے چرواہے کو ارشاد کیا جو تو نے دیکہا
اور سنا ہے لوگون سے بیان کر اور بیہقی نے بہی ابن عمر اور ابو نعیم اور انس رضہ سے اسیطرح روایت
کی ہے اور کہتے ہین کہ وہ چرواہا یہودی تہا جسوقت حضرت کے پاس آیا اور جو کچہہ دیکہا اور سنا
تہا سو بیان کیا اور ایمان سے مشرف ہوا اور ابو ہریرہ سے مذکور ہے کہ بہیڑیے نے چرواہے
سے کہا کہ ای چرواہے میرے حال پر کیا عجب کرتا ہے تیرا حال تو مجہہ سے بہی زیادہ عجیب ہے کہ
تو اپنی بکریونکے پیچہے کہڑا ہے اور ایسے پیغمبر کو کہ جسکے قدر اور مرتبے کا کوئی پیغمبر دنیا مین نہین آیا تو نے
چہوڑ دیا وہ پیغمبر ہے کہ اوسکے واسطے دروازے جنت کے کہولے ہوئے ہین فرشتے حور و غلمان اوسکے
اصحابون کے مشتاق اور لڑائی کے منتظر ہین یعنے راہ دیکہتے ہین کہ کب لڑائی ہو اور وہ لوگ شہید
ہون کہ تا بہشت مین آوین ای چرواہے تیرے اور اوس پیغمبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہین ہے
مگر ایک درہ پہاڑ کا اگر تو اوسکی جناب مین جاویگا تو خدا یتعالی کے لشکر سے ہویگا چرواہے نے کہا

اگر مین جاؤن بکریون کو کون چرا ویگا بہیڑیے نے کہا مین حاضر ہون تب چرواہا حضور مین سرورعالم
کے آیا اور اسلام لایا اور ایک بکری ثواب کے واسطے ذبح کی حدیث مشہور ہے کہ حضرت رسولخدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مجلس مین اپنے اصحابون کی ساتہ بیٹھے ہوئے تہے ایک عرب بنی سلیم کے
قبیلے سے گوہ جسکو فارسی مین سوسمار کہتے ہین شکار کرکے اپنی آستین مین ڈالکر لیے جاتا تہا کہ اپنی گہر جاکر
اوسکو پکاوے سید عالم صلعم کو دیکہکر پوچہا کہ یہ شخص کون ہے جو اس مجلسمین بیٹہا ہے اصحابون نے کہا
رسولخدا صلعم ہے اعرابی نے گوہ کو اپنی آستین سے نکالا اور کہا قسم لات وعزی کی جب تک یہ گوہ
ایمان نہ لاویگی مین آپ پر ایمان نہ لاؤنگا حضرت صلعم نے گوہ کو فرمایا تو کسکی عبادت کرتی ہے اوسنے
کہا خدا تعالی کی پہر آپ نے فرمایا مین کون ہون اوس نے کہا آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین
ہین جس نے آپکو پیغمبر حق جانا نجات پائی اور جس نے آپکو جہوٹا جانا دونون جہان مین خراب ہوا اعرابی
نے یہ سنتے ہی حضرت صلعم کی نبوت پر اقرار کیا اور اسلام لایا قاضی عیاض نے شفا مین ذکر کیا ہے کہ
سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنگل مین پہرتے تہے یکایک کانون مین تین بار یا رسول اللہ کی آواز
آئی اوس آواز کیطرف متوجہ ہوئے تو دیکہا کہ ایک ہرنی قید مین گرفتار ہے اور ایک عرب اوسجگہہ
چادر اوڑہکر سوتا ہے آپ نے ہرنی سے فرمایا کہ تو کیا حاجت رکہتی ہے ہرنی نے کہا یا رسول اللہ
مجکو اس اعرابی نے شکار کیا ہے اور میرے دو بچے اس پہاڑ مین ہین اگر آپ مجھے چہوڑ دین تو مین اپنے
بچونکو دودہ پلاکر پہر آتی ہون آنسرور صلعم نے فرمایا تو جاکر پہر آویگی اوس نے عرض کی یا رسول اللہ
اگر مین پہر نہ آؤن تو اللہ تعالی مجکو وہ عذاب دے جو محصول لینے والے پیادونکو عذاب دیگا تب
آنسرور صلعم نے اوسکو چہوڑ دیا ہرنی اپنے بچونکے پاس گئی اور پہر آئی حضرت صلعم نے اوسکو باندہ دیا بعد اسکے
اعرابی بیدار ہوا اور پوچہا یا رسول اللہ آپ کیا حاجت رکہتے ہین سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم فرمایا کہ حاجت یہی ہے کہ تو اس ہرنیکو چہوڑ دے اعرابی نے ہرنیکو چہوڑ دیا وہ ہرنی جنگل
مین خوشی سے دوڑتی اور چوکڑیان بہرتی اور کہتی تہی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ
مذکور ہے کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک لشکر مین تہے سب لشکر والے پیاسے ہوکر پانی کی
جگہہ آکر اوترے اوسوقت ایک ہرنی حضرت صلعم کے نزدیک آئی آپ نے اوسکا دودہ دوہا اور سب
لوگونکو کہ تین سو آدمی تہے خوب پلایا اور رافع جو آنسرور صلعم کا غلام تہا فرمایا کہ ہرنیکو باندہ رکھہ اوس نے

باندہ رکہا بعد ایک ساعت کے دیکہی تو ہرنی وہان سے غائب ہو گئی تب آنسرورؐ نے فرمایا جو کوئی
بہر نکولایا تہا وہی اوسکو لیگیا ابن عساکر نے روایت کی کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر فتح
کیا تب حمار نے حضرتؐ سے باتین کین پیغمبر خداؐ نے حمار سے پوچہا کہ نام تیرا کیا ہے اوس نے عرض کیا
نام میرا یزید بن شہاب ہے اللہ تعالی نے میرے دادا کی نسل سے ساٹہہ حمار پیدا کیے سوا پیغمبرون کے
اور نیز دوسرا کوئی سوار نہین ہوا مگر مین کہ اب تک مجہپر کوئی پیغمبر سوار نہین ہوا مین پہلے ایک یہودی کے ہاتہ
مین گرفتار تہا جسوقت وہ چاہتا کہ مجہپر سوار ہووے تو مین جان بوجہہ کے پہسلجاتا اور وہ قصور کرتا تہا
وہ یہودی مجکو بہوکا رکہتا تہا اب مین امیدوار ہون کہ آپ میرے اوپر سوار ہووین اسواسطے کہ آپ
ختم المرسلین ہین اور سواے آپ کے کوئی دوسرا نبی نہین ہے اور اپنے دادا کی اولاد سے مین ہی
باقی ہون تب آنسرورؐ نے اوسکا نام یعفور رکہا یعفور حضرتؐ کے حضور مین حاضر رہتا تہا اگر آپ اوسکو
کسی شخص کے بولانے کے واسطے بہیجتے تو جاتا اور اوسکے دروازے پر سر اپنا لگاکر کہڑا رہتا تہا جب
وہ گہر والا باہر نکلتا تو اشارہ کرتا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجکو طلب فرمایا ہے جب
سرور عالمؐ کی وفات ہوئی تو یعفور غم والم سے کنوین مین گر پڑا اور یہ بہی حضرتؐ کا معجزہ ہے کہ جب
سفینہ لشکر سے جدا ہو کر جنگل مین راہ بہول گیا اور ایک شیر اوسکے پاس آ پوہنچا تو سفینہ نے شیر سے کہا
کہ مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہون شیر نے یہ بات سنتے ہی سفینہ کی بہت سی خاطرداری
کی اور راہ بتلائی یہان تک کہ سفینہ کو لشکر اسلام مین پوہنچا دیا آگاہ ہو جو کرامتین کہ ولیون سے
ہوتے ہین حقیقت مین وہ بہی آنسرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزون سے ہین حدیثین حیوانون
کی فرمانبرداری اور بات چیت کرنے مین حضرت رسالت پناہ سے بہت مذکور ہین اونکو بیان ہم کر چکا
اور ابن وہب نے روایت کی کہ جب مکہ فتح ہوا تو مکے کے کبوترون نے سرور عالمؐ کے سر مبارک پر سایہ
کیا تب پیغمبر خداؐ نے اون کبوترون کے حق مین دعا کی

وصل فرمان برداری مین نباتات یعنے جہاڑون کے اور شہادت دینے مین اونکے حضرتؐ کی نبوت پر

جسطرح حیوان آنسرورؐ کے مطیع اور فرمانبردار تہے ویسا ہی درختون نے بہی حضرتؐ کی فرمان برداری
کی اور آپکی نبوت پر گواہی دی عائشہ صدیقہ رضؓ سے حدیث ہے کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ جب وحی مجہپر آئی تب مین جس درخت اور پتہر کے پاس جاتا تہا تو وہ مجکو السلام علیک یا رسول اللہ

کہتا تہا اور ترمذی نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں جناب رسالت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ساتھ تہا جب پیغمبر خدا مکہ کے ساتھ مکے سے باہر نکلا تو راہ مین جو درخت اور پہاڑ ملتا تہا تو
السّلام علیک یا رسول اللہ کہتا تہا حاکم نے مستدرک مین جو اوسکی کتاب ہے ابن عمر سے لکہا ہے کہ کہا
ابن عمر نے کہ مین ایک سفر مین حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تہا راہ مین ایک
اعرابی سامنے چلا آتا تہا جب وہ حضرت کے پاس آیا تو آنحضرت نے اوسکو فرمایا کہ تو کہان جاتا ہے
اوس نے کہا اپنے لوگون کیطرف جاتا ہون آپ نے پہر اوسکو فرمایا کہ تجکو نیکی پر کچہ رغبت ہے یعنے
تو چاہتا ہے کہ اپنے واسطے کچہ نیکی اور سعادت حاصل کرے اعرابی نے کہا وہ کیا ہے حضرت
نے فرمایا شاہدی دینا یعنے کہنا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ اعرابی نے
کہا جو کچہ آپ کہتے ہین اوس پر کوئی شاہد ہے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ درخت جو راہ
کے کنارے پر ہے سو میرا شاہد ہے آپ نے اوس درخت کو بلایا وہ اپنی جگہہ سے اوکہڑ کر حضرت
کے روبرو آکے کہڑا ہوا تب سرور عالم نے اوس درخت سے تین بار شہادت مانگی اوس نے تین بار
گواہی دی بعد اوسکے اپنی جگہہ پر جاکر قایم ہوا دارمی نے انس سے روایت کی کہ احد کی لڑائی مین
جسوقت کافرون نے رخسارہ مبارک کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون آلودہ کیا اور
دندان شریف کو آزار پونہچایا اوسوقت حضرت پیغمبر خدا ایک کونے مین جاکر بیٹھے تہے مگر جبریل
علیہ السلام حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور آپکو غمگین دیکہکر احوال پوچہا اور عرض کیا کہ اگر آپ چاہتے
ہین تو مین آپکو وہ چیز کہ جس سے آپ کی خاطر پر تسلی ہو دکہاؤن پہر جبریل نے ایک درخت کیطرف دیکہکے
کہا کہ آپ اس درخت کو بلائیے حضرت کے بلانے سے وہ درخت اپنی جگہہ سے آکر حضرت کے پاس
کہڑا ہوا پہر جبریل نے کہا کہ اس جہاڑ کو حکم کیجیے کہ اپنے مکان پر جاوے موجب حضرت کے فرمانے کے
وہ درخت اپنی جگہہ جا رہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسبی حسبی یعنے کافی ہے مجہے
بریدہ اسلمی سے منقول ہے کہ سید عالم سے ایک اعرابی نے عرض کیا مین چاہتا ہون کہ معجزہ آپکا
دیکہون آپ نے فرمایا کہ با فلانے درخت سے کہہ کہ رسول خدا تجکو بلاتے ہین جب مین اوس اعرابی نے
اوس درخت سے کہا وہ درخت زمین چیرتا ہوا حضور مین آیا اور کہا کہ السّلام علیک یا رسول اللہ پہر اعرابی
نے عرض کیا حکم ہو کہ یہ درخت اپنی جگہہ چلا جاوے موجب حضرت کے ارشاد کے وہ درخت اپنی جگہہ

پر قایم ہوا اعرابی نے عرض کیا اگر حکم ہو تو حضرتؐ کو سجدہ کرون سرور عالمؐ نے حکم نہ دیا پھر عرض کیا حکم کیجیے
کہ مین قدم مبارک و دست مبارک پر بوسہ دون ارشاد ہوا کہ بوسہ دے ترمذی مین ابن عباس سے
ذکر ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ ایک اعرابی حضور مین حضرتؐ کے آیا اور عرض کیا کہ مین کس علامت
سے پہچانون کہ آپ رسول خدا ہین آنسرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو فرمایا کہ اس خرمے کی ڈالیکو
بلاتا ہون تا گواہی دے کہ مین رسول ہون جب حضرتؐ نے اوس ڈالیکو پکارا تو وہ ڈال درخت
سے جدا ہو کر زمین پر گر پڑی پھر آپ نے فرمایا کہ اپنی جگہہ جا وہ جا کر اپنی جگہہ پر قایم ہو گئی تب اوس
اعرابی نے حضرتؐ کی نبوت پر صدق دل سے اقرار کیا اور اسلام لایا منقول ہے کہ کسی سفر مین اندھیری
راتمین اونٹ پر سوار سرور عالمؐ چلے جاتے اور آنکھونمین نیند بھری ہوئی تھی سامنے ایک بیری کا درخت
آیا اور حضرت کو خبر نہین وہ درخت بیچ سے پھٹ گیا حضرت اوسکے درمیان سے چلے گئے **جان کہ**
درختونکا حضرتؐ کے حضور مین آنا اور انکا سلام کرنا اور پھر اپنی جگہہ پر جا کر قایم ہونا حدیثون مین بہت
آیا ہے **وصل پہاڑ اور پتھر کی فرمان برداری کے بیانمین** جیسا کہ درختون نے
آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی ویسا ہی پہاڑ اور پتھر بھی حضرتؐ کے فرمانبردار تھے چنانچہ
منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی پہاڑ اور پتھر ایسا نہین جو اوس نے مجکو السلام
علیک یا رسول اللہ نہین کہا راہب نے کہا کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے نبی ہونیکے ابو طالب
کے ساتھ سفر گئے تھے جو درخت اور پتھر کہ راہ مین روبرو آتا تھا آپکو سجدہ کرتا تھا انشاء اللہ تعالے
یہ قصہ مذکور ہوگا مسلم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا میری نبوت سے آگے وہ پتھر کہ مکے مین مجکو سلام کرتا تھا مین اوسکو پہچانتا ہون لوگون کو اختلاف ہے
کہ وہ پتھر کونسا ہے بعضون نے کہا کہ حجر اسود ہے اور بعضون نے کہا کہ وہ پتھر ہے جو ایک کوچے
مین جسکو زقاق الحجر کہتے ہین بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے گھر کی راہ مین ایک دیوار کے اندر
لگا یا ہوا ہے چنانچہ اب تک لوگ اوسکو تبرک جانکر چھوتے ہین اور اہل مکہ کہتے ہین کہ یہ پتھر وہی ہے
کہ جسوقت سرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راہ سے تشریف فرما ہوتے تھے تو آپکو سلام کرتا تھا بیہقی
نے دلایل مین اور ابن ماجہ نے مختصر مین لکھا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس بن عبد المطلب
کو فرمایا اے ابو الفضل مین کل تمہارے پاس آؤنگا تم اور تمہارے فرزند گھر سے کہین باہر نہ جاؤ اور میرے

آپکے منتظر ہو دوسرے دن آپ پہر دن چڑہے عباس رضی اللہ عنہ کے گہر تشریف لائے اور سلام علیک
کی اونہون نے بہی جواب دیا پہر حضرت ؐ نے فرمایا کہ رات تمنے کیونکر گزاری اونہون نے عرض کی شکر خدا کا
رات خیریت سے گذری آنسرور ؐ نے فرمایا کہ تم سب ملکر ایک جگہہ ہو جب وہ سب ایک جگہہ ہوئے
تو آپ نے چادر اپنی اونپر اوڑہائی اور جناب باری مین دعا کی کہ ای پروردگار یہ چچا میرا ہے اور فرزند اوسکے
سب بہائی مین جیسا کہ مین نے انکو اپنی چادر مین لپیٹا ویسا ہی تو انکو اپنے فضل و کرم سے آتش دوزخ
سے محفوظ رکہہ جب آپ نے یہ دعا مانگی تو در و دیوار گہر کے آمین کہنے لگے مذکور ہے کہ ایکبار عقیل
ابن ابی طالب ایک سفر مین حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتہ تہا پیاسا ہوا حضرت ؐ نے
اوسکو ایک پہاڑ پر جو وہان تہا بہیجا اور فرمایا کہ اس پہاڑ سے پانی مانگ لے جب عقیل پہاڑ پر آیا اور
پانی مانگا پہاڑ نے کہا کہ پیغمبر خدا ؐ سے عرض کرنا کہ جس روز یہ آیت اِتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ
وَالْحِجَارَةُ نازل ہوئی مین خوف الٰہی سے اسقدر رویا کہ پانی میرے جسم مین نرہا مترجم کہتا ہے کہ یہ شعر
جو کسیکا مشہور ہے گویا اسی پہاڑ کی زبانی ہے بیت روتے روتے نرہا نام کو نم چشمون مین بلہ آبرو
کیونکہ رہیگی مری ہم چشمون مین ۞ منقول ہے کہ مسجد نبوی مین ستون خرمے کی لکڑی کے تہے جب تک
کہ منبر نہین بنا تہا سید عالم ایک ستون سے لگ کے کہڑے ہوتے تہے جب منبر بنا تو آپ منبر پر چڑہ
کے خطبہ پڑہنے لگے حضرت ؐ کی جدائی سے وہ ستون بسیار رویا کہ اوسکے رونے کی آواز خطبہ پڑہنے
کے وقت لوگون نے سنی رسالت پناہ اوسکے پاس آئے اور اپنا ہاتہ اوسپر رکہا تب وہ چپ ہوا
اور فرمایا کہ اگر اس پر ہاتہ نرکہتا تو قیامت تک یون ہی رویا کرتا مواہب لدنیہ مین لکہا ہے کہ ایکروز
ابوذر دوپہر کے وقت حضور مین سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آیا اور سلام کیا آپ نے سلام کا
جواب دیا اوسوقت آنسرور ؐ کے پاس کوئی شخص حاضر نہتا آپ اکیلے وحی کی حالت مین بیٹہے ہوئے
تہے رسول خدا ؐ نے فرمایا کہ کیون آیا ہے ابوذر ؓ نے عرض کی خدا اور رسول خدا لایا ہے تب آپ نے
فرمایا بیٹہہ ایکطرف ابوذر روبرو حضرت ؐ کے سکوت کے عالم مین مودب بیٹہہ گیا اور پیغمبر خدا ابتک خاموش
تہے تہوڑے عرصے مین صدیق اکبر ؓ جلد جلد چلتے ہوئے حضور مین آئے اور سلام کیا حضرت ؐ نے
جواب سلام کا دیا اور فرمایا کسواسطے تو یہان آیا ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کی خدا و رسول ؐ کی محبت
حاضر ہوا تب آپ نے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ بیٹہہ جا ابوبکر صدیق ؓ روبرو ایک جگہہ بیٹہ

بیٹھ گئے بعد اسکے عمر بن خطاب رض حاضر ہوئے اور سلام کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو
بہی ویسا ہی ارشاد کیا اونہون نے وہی جواب عرض کیا اور برابر صدیق اکبر کے بیٹھے بعد اسکے عثمان
بہی حضور مین آئے آپ نے اوسیطرح اونسے بہی فرمایا اونہون نے بہی ویسا ہی عرض کیا اور
حضرت عمر رض کے پاس بیٹھ گئے تب پیغمبر خدا م نے سات سنگریزے اور بعضی روایت مین آیا ہے کہ نو اپنے
ہاتہ مین اوٹہا لیے وہ سنگریزے دست مبارک مین اسطرح سے تسبیح کرنے لگے کہ اصحابون نے جو
حاضر تہے سنا بعد اسکے جناب رسالت نے سنگریزونکو ابوبکر رض کے ہاتہ مین دیا اون کے ہاتہ مین بہی
وہ سنگریزے تسبیح کرتے تہے جب آنحضرت م نے سنگریزونکو اون کے ہاتہ سے لیکر زمین پر رکہا تو خاموش
ہو گئے بعد حضرت م نے وہ سنگریزے عمر ابن خطاب رض کو دیے اونکے ہاتہ مین بہی سنگریزون نے تسبیح
کی پہر عثمان رض کے ہاتہ مین دیے اونکے ہاتہ مین بہی تسبیح کرنے لگے جسوقت زمین پر اوس سنگریزونکو
دہر دیا تو خاموش ہو رہے روضۃ الاحباب مین ابو شکور سالمی سے نقل کیا ہے کہ علی مرتضی رض بہی
اوس مجلس مین حاضر تہے اون کے ہاتہ مین اون سنگریزون نے تسبیح کی امام جعفر صادق رض سے مذکور ہے
کہ ایکروز حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے جبرئیل علیہ السلام ایک طبق انگور اور انار سے
بہرا ہوا حضور مین لائے آپ اوسکو تناول فرماتے تہے اور وہ حضرت م کے ہاتہ مین تسبیح کرتے تہے
اور اسی قبیل سے ہے کہانیکا تسبیح کرنا چنانچہ بخاری مین منقول ہے کہ ابن مسعود نے کہا ایکدن
مین سید عالم م کے ساتہ کہانا کہاتا تہا اور کہانے کی تسبیح کو سنتا تہا ابن عباس سے روایت ہے کہ جب مکہ
فتح ہوا اور سید عالم م مسجد مین تشریف لائے تو تین سو ساٹہ بت گرد خانہ کعبہ کے تہے اور اون بتونکو پتہرون
مین شیشہ پلاکر مضبوطی کے واسطے گاڑا تہا سرور عالم جب ایک لکڑی سے جس بت کیطرف اشارہ کرتے
تہے تو وہ بت گر پڑتا تہا حالانکہ لکڑی اوسکو نہین لگتی تہی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایکدن
سید عالم م نے منبر پر چڑہ کے یہ آیت پڑہی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ بعد اسکے فرمایا کہ اللہ تعالی آپ
اپنی تعریف کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ مین جبار ہون اور سب سے بڑا ہون یکایک اوس منبر کو
ایسی لغزش ہوئی کہ مجہے ڈر ہوا مبادا رسول اللہ م اوسپر سے گر پڑین شیخ عبد الحق دہلوی قدس اللہ
سرہ العزیز نے لکہا ہے کہ ازین قبیل ہے بچہ کا باتین کرنا چنانچہ منقول ہے کہ کوئی شخص ایک بچہ کہ اوسی
دن پیدا ہوا تہا حضور مین لایا سرور عالم م نے اوس بچے سے فرمایا مین کون ہون اوس نے عرض کی

آپ محمد رسول اللہ ہین تب رسالت پناہ صلعم نے فرمایا سچ کہا تو نے اللہ تجھکو برکت دے پہر اوس بچے
نے بات نکی جب تک کہ جوان ہوا فہد بن عطیہ سے روایت ہے ایک لڑکا جوان تہا اور بات نہین کرتا تہا
اوسکو حضور مین لائے حضرت صلعم نے فرمایا کہ مین کون ہون اوس نے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ ہین ۲۲

وصل بیمارون کے اچھے ہونے اور مردون کے زندہ کرنے کے بیان مین

دارمی نے ابن عباس سے روایت کی اکروز ایک عورت اپنے بچے کو حضور مین سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے لائی اور عرض کی یا رسول اللہ میرا بچہ دیوانہ ہوا ہے اور صبح وشام کے کہانے کے وقت اوسکو دیوانگی
مین چڑہتا ہے دل میرا اسکی دیوانگی سے بہت مکدر ہے جناب رسالت صلعم نے اپنے دست مبارک
کو اوسکے سینے پر پہیرا و نہین اوس بچے نے قی کی اور اوسکے پیٹ سے کتے کے بچے کے مانند نکل
پڑا اور بچہ اوس عورتکا خدا کے فضل سے اچہا ہوگیا منقول ہے کہ ایک بچہ عورتکا گونگا تہا حضرت
کے حضور مین لائے آپ نے تہوڑا سا پانی لیکے کلی کی اور ہاتہ دہوئے پہر وہ پانی کلی اور ہاتہ کا اوس
بچے کو پلایا اوسیوقت وہ بچہ باتین کرنے لگا طبرانی اور ابو نعیم نے قتادہ سے روایت کی کہ قتادہ نے
کہا احد کی لڑائی مین جب کافر تیر مارنے لگے تو مین اوسوقت حضرت کے آگے کہڑا ہوا تا کہ جو تیر آوے
سو میرے منہ پر لگے اور آنسرورصلعم کو کچہ اذیت نہ پہونچے اوس حالت مین ایک تیر میری آنکہہ پر لگا
آنکہہ میری اوسکے صدمے سے نکل پڑی مین اوس آنکہہ کو ہاتہ مین لیکر حضرت صلعم کے پاس دوڑتا آیا
میری یہ حالت دیکہکر سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکہون سے آنسو جاری ہوئے اور جناب
باری مین دعا کی کہ خداوندا قتادہ نے تیرے پیغمبر کے منہ کی حفاظت کے لیے اپنی آنکہہ کو دیا اوسکی آنکہہ
اچہی کردے حضرت کی دعا کی برکت سے آنکہہ اوسکی بہتر اور روشن تر ہوگئی روایت ہے کہ ایک شخص کو
استسقے تہا اوس نے ایک شخص کی زبانی اپنا احوال حضور مین آنسرورصلعم کے کہلا بہیجا اور شفا چاہی
حضرت صلعم نے ایک مٹہی خاک ہاتہ مین اوٹہا کر اوسمین اپنا تہوک ڈالا اور اوس بیمار کے نزدیک اوسی
شخص کے ہاتہ سے بہیجدی وہ شخص اوس خاک کو لیکر جب آیا بیمار قریب مرگ تہا بارے جلد وہ تہوک
مبارک کہ گویا آبحیات تہا اوس بیمار جان بلب کو چٹا دیا مرض اوسکا جاتا رہا اور اچہا ہوگیا کہتے ہین
کہ ایک شخص دونون آنکہین سے اندہا ہوگیا تہا سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکی آنکہون پر
دم کیا اوسکی آنکہین ایسی روشن ہوگئین کہ تاگا سوئی کے ناکے مین پروتا تہا حالانکہ سن اوسکا اسی برسکا

تہا مذکور ہے کہ خیبر کی لڑائی مین حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون سے پوچہا کہ علی کہان ہین
عرض کی کہ حاضر نہین آنکہین اونکی درد کرتی ہین حضرت نے اونکو بلوایا اور سر اونکا اپنی گود مین رکہکر تہوک
اپنا آنکہو مین ڈالا اور دعا کی فی الفور درد جاتا رہا اور آنکہین علی مرتضیٰ کی اچہی ہوگئین روایت ہے
کہ خیبر کی لڑائی مین سلمہ بن اکوع کی پنڈلی پر ضرب پونہچی تو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین
بار اوسکی پنڈلی پر دم کیا اوسیوقت درد جاتا رہا پہر کبہی نہوا زید بن معاذ نے جب کعب بن الاشرف
کو قتل کیا تو پاؤن پر اوسکے تلوار کا زخم ایڑی تک پونہچا تہا سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے
زخم پر اپنا تہوک لگایا وہ زخم اوسیوقت اچہا ہوا صحیح بخاری مین مذکور ہے کہ جب عبداللہ بن عتیک
ابو رافع یہودی کو قتل کرکے سیڑہی پر چڑہنے لگا تو پاؤن اوسکا بہٹک کے زمین پر آرہا اور وہ
گر پڑا پنڈلی اوسکی ٹوٹ گئی تب وہ حضور مین آنسرور کے آیا آپ نے ہاتہ اپنا اوسکی پنڈلی پر پہیرا
فی الفور پنڈلی درست ہوگئی اسطور کی حکایتین جو حضرت کی ذات مبارک سے بیمارون نے صحت
پائی حدیثون کی کتابون مین بہت مذکور ہین آگاہ ہو کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردونکو
جلایا یہ روایتین بہی بہت آئی ہین چنانچہ بیہقی نے دلایل مین کہا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ایک شخصکو دعوت اسلام کی اوس نے عرض کیا کہ مین ایمان نہ لاؤنگا جب تک آپ میری بیٹی
کو کہ وہ چہٹپن مین مر رہی ہے زندہ نہ کرین پیغمبر خدا نے اوسکو فرمایا کہ تیری لڑکی کی قبر کہان ہے
مجکو دکہا اوس نے اپنی بیٹی کی قبر دکہلادی جب آنسرور نے اوس لڑکیکو پکارا تو اوس لڑکی نے
کہا لبیک وسعدیک پیغمبر خدا نے اوس سے پوچہا کہ تجہے پہر دنیا مین آنے کی آرزو ہے اوس نے
عرض کی لا واللہ یا رسول اللہ یعنے قسم خدا کی مین نہین چاہتی ہون یا رسول اللہ مین نے آخرت
کو دنیا سے بہت بہتر پایا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ مان اور باپ
تیرے ایمان لائے ہین اگر تو چاہتی ہے تو تجکو دنیا مین پہر لاتا ہون اوس لڑکی نے کہا کہ مجکو مان
باپ سے کچہ کام نہین مین نے خدا تعالیٰ کو اون سے زیادہ مہربان اور بہتر پایا ہے اس سے معلوم
ہوا کہ مشرکون کی اولاد کو جو بچپن مین مرتے ہین عذاب نہین ہے نقل ہے کہ ایکبار سرور عالم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم جابر کے گہر مہمان آئے جابر نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا بڑے بیٹے نے جابر کے ذبح کرنا بکری
کے بچے کا دیکہہ کر اپنے چہوٹے بہائیکو ذبح کیا جب مان اوسکی پیچہے دوڑی تو وہ بڑا بیٹا بالاخانے

پر چڑہ کے نیچے گر پڑا اور مرگیا آنسرور صہ نے دونون بیٹون کے لیے جابر کے دعا کی خدا کے فضل سے
دونون زندہ ہوئے یہ قصہ شواہد النبوة مین مفصل مذکور ہے اور زندہ کرنا حضرت پیغمبر خدا کا اپنے مان
باپکو حدیثون مین آیا ہے لیکن محدثونکو ان حدیثونکی صحت مین کلام ہے پر بعضے متاخرین نے اس حدیث
کو صحیح رکہا ہے ابو نعیم نے روایت کی کہ جابر ایک بکری پکاکر حضور مین لایا حضرت صہ نے لوگونکو ارشاد
کیا کہ کہاؤ مگر ہڈی اسکی نہ توڑو جب کہا چکے تو سرور عالم صہ نے ہڈیان اوسکی جمع کرکے ہاتہ اپنا رکہا
اور کچہ فرمایا یکایک وہ بکری کان جہاڑ کے اوٹہہ کہڑی ہوئی غرض ایسے معجزے جو آنسرور صہ نے
مردونکو زندہ کیا بہت ہین اور اولیاء کامل سے جو اسطرح کی کرامتین ظاہر ہوئین یہ بہی حقیقت
مین حضرت ہی کے معجزون سے ہین **وصل اجابت دعامین سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے وہ بہی حضرت صہ کے معجزون سے ہے** حذیفہ کی حدیث
مین آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شخص کے واسطے دعا کرتے تہے اوس کے
بیٹے اور پوتے تک اثر اوس دعا کا باقی رہتا تہا مذکور ہے کہ انس بن مالک نے دس برس سرور عالم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی ایکروز اوسکی مان نے اوسکو حضور مین پیغمبر خدا صہ کے لاکر عرض کیا یا رسول اللہ
انس آپکا خادم ہے دنیا کی فراغت کے واسطے اسکے حق مین دعا کیجیے حضرت صہ نے اوسکے واسطے
دعا کی خداوندا مال اور اولاد کو انس کے زیادہ کر اور جو نعمتین کہ تونے اسکو دی ہین اوسمین برکت دے
خدا کے فضل سے مال اور اولاد مین اوسکے بہت برکت ہوئی کہتے ہین کہ سو تن سے زیادہ اوسکی
اولاد تہی اور خرمے کے جہاڑ اوسکے ایکسال مین دو دفعہ پہل لاتے تہے مشہور ہے کہ عبد الرحمن
بن عوف نے جب ہجرت کی تہی تو فقیر محتاج تہا سید عالم صہ کی دعا کی برکت سے ایسا مالدار ہوا کہ ایکدن
مین تیس غلامونکو آزاد کیا اور ایک مرتبہ سات سو اونٹ مال کے بہرے ہوئے صدقہ دیے اور
عبد الرحمن کہتا تہا کہ اوس دعا کی ایسی برکت ہے اگر مین ایک پتہر اوٹہاؤن تو امید رکہتا ہون کہ
اوسکے نیچے سے سونا پاؤن مذکور ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کے واسطے دعا کی خداوندا علی کو سردی اور گرمی سے محفوظ رکہہ حضرت صہ کی دعا کی برکت سے کبہی علی
مرتضی پر کبہی اثر گرمی اور سردی کا نہین ہوا اور آپ جاڑے کے موسم مین لباس گرمی کا اور موسم گرما
مین لباس جاڑے کا پہنا کرتے تہے کچہ گرمی سردی کا اثر نہوتا تہا آنسرور صہ نے بی بی فاطمہ الزہرا کو

رضی اللہ عنہا کے حق مین دعا کی کہ تو کبھی بھوکی ہو حضرت صلعم کی دعا کی برکت سے وہ بی بی رضی اللہ عنہا
تا مرگ کبھی بھوکی نہین ہوئی منقول ہے کہ سرور عالم نے عروہ بن ابی الجعد کے حق مین دعا کی بخاری
مین لکھا ہے کہ اوس دعا کی برکت سے ایسا ہوا کہ اگر خاک بھی عروہ خریدتا تھا تو اوسمین منفعت پاتا تھا منقول
ہے کہ جب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمان عالی شان خسرو کو جو بادشاہ فارس کا تھا بھیجا
اور اوس بدبخت نے کمال غرور سے فرمان عالی کو پھاڑ ڈالا تب آپ صلعم نے دعا کی کہ خدا کرے ملک
اوسکا پارہ پارہ یعنے خراب اور پامال ہوجاوے اور اوسکے تصرف مین نرہے جیسے حضرت صلعم نے
دعا کی ویسا ہی اوسکا ملک تباہ ہوگیا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتبہ جو ابولہب کا
بیٹا تھا اوسکے حق مین دعا کی خداوندا ایک کتے کو عتبہ پر مقرر کر کتے سے مراد شیر ہے ویسا ہی عتبہ
کو شیر نے کھایا اور حکم ابن عاص نے ایکروز اپنے منہ کو ٹیڑھا اور آنکھہ کو بند کرکے آنسرور صلعم کو چڑایا
تب حضرت صلعم نے اوس مردود کو فرمایا کہ تو اسیطرح سے رہیگا مرتے دم تک ویسا ہی ٹیڑھا منہ اور
آنکھہ بند رہی اور جناب رسالت نے محلم بن جثامہ کے حق مین بد دعا کی کہ مٹی تجھکو قبول نکرے کہتے ہین
کہ جسوقت وہ مرگیا اور اوسکو قبر مین رکھا زمین نے اوسکو باہر ڈال دیا کئی بار ایسا ہی اتفاق ہوا تب
ناچار اوسکو لیجاکر ایک سنگلاخ زمین پر رکھدیا اور چوطرف اوسکے دیوار پتھرون سے بنادی خدا و رسول صلعم
کے غضب سے پناہ مانگنا چاہیے شفا مین لکھا کہ حضرت کی دعا کا بیان اسقدر دراز ہے کہ اوسکا
حصر نہین کیا جاتا **وصل حضرت صلعم کی برکتون اور کرامتون کے بیان مین** منقول
ہے کہ ایکروز سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ایک پانی پر ہوا آپ نے اوس پانیکا نام پوچھا
لوگون نے عرض کی کہ نام اسکا بیسان اور پانی اسکا کھاری ہے حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکا نام نعمان اور
پانی اسکا میٹھا ہے بعد پانی اوسکا میٹھا ہوگیا منقول ہے کہ اسما بنت ابی بکر کی بیٹی نے ایک جبہ نکالا اور کہا
اس جبے کو سید عالم صلعم نے پہنا ہے جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو اس جبے کو دہو کے پانی اسکا بیمار کو شفا کے
واسطے پلاتے ہین مذکور ہے کہ سید عالم صلعم کا ایک پیالہ تھا جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو اوس پیالے مین پانی
ڈالکر اوسکو پلاتے تھے منقول ہے کہ چند بال سید عالم صلعم کے خالد بن ولید کے پاس تھے جس لڑائی مین
اون بالونکو ساتھ لیجاتا تھا فتح پاتا تھا ایکروز زمزم کا پانیکا ڈول حضور مین آنسرور صلعم کے کوئی لایا آپ
نے تہوک اپنا اوسمین ڈالا اوس پانیمین ایسی خوشبو ہوئی کہ مشک اوسکی خوشبوئی کے روبرو

پانی بہرتا تہا ایکدفعہ امام حسن وحسین پیاس سے روتے تہے سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان
مبارک اون کے منہ مین دی زبان مبارک کو چوستے ہی پیاس اونکی جاتی رہی مذکور ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایکروز ستو کہا کر تہوڑا سا الوش اپنا حنش بن عقیل کو کہ حضرت کے صحابون سے تہا کہلایا
حنش نے کہا کہ اوس الوش کی برکت سے جب مین بہوکہا ہوتا تہا تو اپنے مین سیری پاتا تہا اور جب پیاسا
ہوتا تہا تو پیاس جاتی تہی اور جب گرمی ہوتی تہی تو سردی پاتا تہا حضرت نے ایکروز عمر بن سعد کے
سر پر اپنا دست مبارک پہیرا اور برکت کے واسطے دعا کی اسّی برسکا وہ ہوا پر جوان ہی رہا منقول ہے
کہ سرور عالم نے ایکبار ہاتہ اپنا قیس بن زید کے سر پر پہیرا اور اوسکے حق مین دعا کی خدا کے فضل سے وہ سو
برسکا ہوا اور تمام سر اوسکا سفید ہوا پر اوتنے بال کہ جس پر سرور عالم نے ہاتہ رکہا تہا سیاہ تہے مذکور ہے
کہ ایکمرتبہ قتادہ بن ملحان کے منہ پر سید عالم نے ہاتہ پہیرا اوسکا منہ ایسا چمکتا تہا کہ اور لوگ اپنا منہ دیکہتے
تہے جسطرح آئینے مین دیکہتے ہین منقول ہے کہ جسوقت عکاشہ کی تلوار بدر کی لڑائی مین ٹوٹ گئی تو سرور عالم
نے ایک جڑہ کسی جہاڑ کی اوسکے ہاتہ مین دی وہ جڑہ اوسکے ہاتہ مین تلوار سی ہوگئی عکاشہ اوسی سے ہمیشہ
لڑتا اور دشمنونکو قتل کرتا تہا **وصل** یہ بہی سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزون سے ہے کہ آپ غیب
کا حال جانتے تہے اور وہ چیزین جو آیندہ ہونے والی ہین اونکی خبر دیتے تہے **آگاہ ہو** کہ علم غیب
کا خاص اللہ تعالی کو ہے اور غیب کی خبرین جو زبان مبارک سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اور زبان سے بعضے ولیون کی ظاہر ہوئین سو وحی اور الہام سے چنانچہ آنسرور نے فرمایا قسم خدا کی مین نہین
جانتا ہون مگر اوس چیزکو کہ سیکہا دے پروردگار نے مجکو سکہایا **آگاہ ہو** کہ یہ بات یعنے حضرت نے غیب
کی خبرین دی ہین مانند دریا کے بے انتہا ہے کہ تمام وکمال کا بیان تو معلوم پر تہوڑا سا یہان لکہا جاتا ہے
جان کہ غیب کی خبر دینا دو قسم ہے ایک تو وہ کہ ذکر اوسکا کلام اللہ مین آیا ہے چنانچہ جب کسرے
بادشاہ ایران نے روم کے بادشاہ پر فتح پائی تو مکہ کے مشرکین بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ہمارے
بہائی مسلمانون کے بہائیون پر غالب ہوئے ہم بہی جلد مسلمانون پر غالب ہونگے سرور عالم کو اس بات
سے بہت آزردگی ہوئی تب یہ آیت نازل ہوئی وَہُم مِن بَعدِ غَلَبِہِم سَیَغلِبُونَ فِی بِضعِ سِنِینَ یعنے رومی
اگرچہ اب مغلوب ہوئے پر چند سال کے بعد غالب ہونگے جیسا رسالتمآب نے خبر دی تہی ویسا ہی
اتفاق ہوا سات برس کے بعد رومی ایرانیون پر غالب ہوئے دوسری قسم وہ ہے کہ احادیث مین اونکا

ذکر آیا ہے چنانچہ امت میری تہتر فرقے ہونگی ایک فرقہ اونمین سے ناجی ہے اور باقی ناری اور یہ لوگ کہ مالدار
اور صاحب نعمت ہونگے کہانے اچہے تکلف کے کہاوینگے پوشاکین زرق برق کی پہنینگے گہرونمین اچہے فرش
وفروش بچہاوینگے دیوار گیریان اور چہت پر دبے لگاوینگے بہت نازو ادا سے زمین پر چلینگے جب
ایسے کامونکو اختیار کرینگے تب اللہ تعالی اونپر عذاب بہیجیگا اور آپسمین لڑائی کروائیگا بدلوگونکو نیکون
پر غالب کریگا اور نیک اون کے درمیان سے جاتے رہینگے اور خبر دی کہ جب زمانہ قیامت کا قریب ہوگا
تو عالم دنیا سے اوٹہہ جاوینگے علم وفضل کا کہین اثر باقی نرہیگا فتنہ وفساد ہرج مرج ہر طرف پیدا ہوگا اور
مخبر صادق نے خبر دی کہ غرب کے لوگ ہمیشہ قیامت تک حق پر رہینگے بعضون نے کہا کہ مراد اہل عرب سے
عرب کے لوگ ہین اور بعضون نے کہا کہ غرب سے مراد مغرب کے لوگ ہین اور دوسری ایک حدیث مین مذکور
ہوا کہ آنسرور نے فرمایا کہ ایک گروہ میری امت سے قیامت تک حق پر قائم اور دشمنون پر دین کے غالب
رہیگی لوگون نے پوچہا یا رسول اللہ وہ لوگ کہان ہین فرمایا کہ بیت المقدس مین ہین اور رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ بنی امیہ ملک پر حاکم ہوینگے اور معاویہ کو فرمایا کہ تو میری امت پر سردار
ہوگا جب تو سردار ہو تو نیکون کو اختیار کر اور بدون سے درگذر معاویہ نے کہا کہ جب سے مین نے یہ بات
آنسرور سے سنی تب سے دولت کا امیدوار رہا مواہب لدنیہ مین لکہا ہے کہ ابن عساکر نے کہا کہ جناب
رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز معاویہ مغلوب نہوگا حضرت علی مرتضی رضی اللہ
عنہ نے لڑائیمین صفین کی فرمایا کہ اگر مین نے یہ حدیث سنی ہوتی تو معاویہ سے ہرگز لڑائی نکرتا والدعالم
علیہ السلام نے علی مرتضی رض کی شہادت کی خبر دی اور فرمایا کہ سب سے بدبخت وہ ہے جو علی مرتضے رض کی ڈاڑہی
چہرے کے لہو سے رنگین کریگا اور علی مرتضی اپنے دوستونکو بہشت مین لیجاویگا اور اپنے دشمنون کو دوزخ مین
شفا مین لکہا ہے کہ وہ دو گروہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دشمن ہین ایک تو خارجی اور دوسرے رفضی
جیسا کہ علی ولی نے فرمایا کہ میرے سبب سے دو گروہ خراب اور تباہ ہوینگے ایک تو وہ لوگ کہ جو چیز
مجہہ مین نہین ہے ازراہ محبت کے اوس چیز کو میری تعریف مین کہتے ہین دوسرے وہ لوگ جو مجہہ سے دشمنی
رکہتے اور بہتان کرتے ہین آگاہ ہو کہ دشمنون سے مراد خارجی اور دوستون سے مراد رافضی ہین آنحضرت نے عثمان
رضی اللہ عنہ کی شہادت کی بہی خبر دی تہی کہ وہ مظلوم مارا جائیگا اور جس وقت وہ قرآن پڑہتا ہوگا دشمن
اوسے شہید کرینگے علی ہذا القیاس عمر رضی اللہ عنہ کے شہید ہونیکی بہی خبر دی اور فرمایا کہ جب تک عمر جیتا ہے

فتنہ ظاہر ہوگا اور فرمایا کہ زبیر علی مرتضیٰ سے لڑائی کریگا اور بعد اسکے پشیمان ہوگا اور فرمایا کہ عمار بن یاسر کو
باغی شہید کرینگے چنانچہ اوسکو معاویہ کے لوگون نے شہید کیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے حق مین فرمایا کہ یہ
فرزند میرا سردار ہے اللہ تعالیٰ بسبب اسکے دو گروہ مین مسلمانون کے صلح کروائیگا جب حضرت امام رضی اللہ
عنہ نے معاویہ سے مصالحت کی تو ویسا ہی ہوا یہ بات مشہور و معروف ہے اور فرمایا ہے کہ اہل بیت سے
میرے پاس سب سے اول فاطمہ آویگی چنانچہ رسالت مآب کی وفات سے چھ مہینے کے بعد فاطمۃ الزہرا
کی وفات ہوئی ابن عباس کی مان کو حمل تھا آنسرور نے فرمایا کہ تجھے بیٹا پیدا ہوگا جب وہ پیدا ہو تو
میرے پاس لا اوسکے گھر بیٹا ہی پیدا ہوا رسالت پناہ کے پاس جب وہ لائی تو اوسکے کان مین
آپ نے اذان کہی اور بائین کان مین تکبیر اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی کہ اوس امام
عالیمقام کو شمر بن ذی الجوشن شہید کریگا اور خبر دی کہ آخر زمانے مین رذالے اور کمینے دست درازی
کرینگے اور باندی اوپر اپنے بی بی کو ماریگی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی مین ایک شخص کو میری امت
مین پیدا کریگا کہ وہ دین کو نیا کرے مذکور ہے کہ ایک لڑائی مین ہوا بہت تند اور تیز چلی تب سرور عالم نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک
منافق کی موت کے واسطے چلی ہے کہ وہ مدینے مین مرا ہے جب مدینے مین پہنچے تو لوگون نے ویسا ہی پایا نقل ہے کہ ایک شخص نے
غنیمت کے مال سے ایک جبہ چھپا رکھا تھا آپ نے فرمایا کہ فلانے شخص نے جبہ چھپایا ہے جب لوگون نے تلاش کی تو وہ جبہ اوسی شخص کے
بچھونے سے نکلا اسیطرح ایک اور شخص نے کمل چھپایا تھا آنسرور نے اوسکی خبر دی وہ کمل اوسکے
اسباب مین سے نکلا نجاشی پادشاہ حبش کا جب مرا تو سرور عالم نے مدینے مین اپنے صحابہ کو
لیکے جنازے کی نماز پڑھی مذکور ہے کہ جس وقت فیروز دیلمی کسریٰ کیطرف سے ایلچی ہوکر حضرت رسالت
پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین آیا حضرت نے اوسکو کسریٰ کے مرنے کی خبر دی فیروز نے جب
اسبات کو تحقیق کیا تو سچ تھا وہین اسلام لایا اور ایمان سے مشرف ہوا منجملہ یہ بھی ازجملہ معجزات ہے کہ جناب
باری نے آنسرور کو لوگون کے مکر اور دشمنون کی ایذا و شر سے محفوظ رکھا جب تک یہ آیت واللہ یعصمک
من الناس نازل نہوئی تھی تو اصحاب ہمیشہ سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت اور نگہبانی کرتے
تھے تاکہ دشمنون سے اوس جناب عالی کو کچھ اذیت نہ پہنچے جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنسرور نے
خیمے سے سر مبارک اپنا باہر نکالا اور ان لوگون کو جو حضرت کے پاسبانی کرتے تھے فرمایا کہ اے لوگو کچھ
پروا نہین تم جاؤ اور میری نگہبانی اب مت کرو میرا پروردگار میری نگہبانی کرتا ہے روایت ہے کہ ایک سفر

مین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدرخت کے نیچے اوترے ہوئے تہے اور معمول یہ تہا کہ جب منزل
پر اوترتے تہے تو اصحاب ایکدرخت سایہ دار کو حضرت کے واسطے مقرر کرتے آنسرور اوس درخت کے نیچے
لیٹتے اور استراحت فرماتے تہے اتفاقاً اوس سفر مین ایک اعرابی تلوار ہاتہ مین لیکر جس درخت کے نیچے آپ
اوترے ہوئے تہے آیا اور تلوار میان سے نکالکر اوس جناب عالی سے پوچہا کہ اب کون ہے جو تجکو میری مار سے
بچاوے اوسوقت آپ نے اوس مردود کو فرمایا اللہ تعالی ہے وہین اوسکے بدنمین لرزہ پیدا ہوا اور
تلوار ہاتہ سے اوس شقی کے زمین پر گر پڑی اوس مردود نے اوسی تلوار کی دہار پر اپنا سر دے مارا
سر کٹ کے لہولہان ہوگیا اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ عَنِ النَّاسِ آخر آیت تک اور
دوسری روایت مین آیا ہے کہ آنسرور نے تلوار اوس اعرابی کے ہاتہ سے چہین لی اور فرمایا کہ اب
کون تجکو مجہہ سے بچاتا ہے اور اوسکو نکالدیا منقول ہے کہ ایسی ہی حالت بدر کی لڑائی مین واقع ہوئی
اور اسیطرح سے لڑائی مین غطفان کی بہی اتفاق ہوا ہے غرض وہ اعرابی جو آنسرور کی ایذا پر مستعد
ہوا تہا اپنی قوم مین سردار اور بڑا جوانمرد تہا جب وہ اسلام سے مشرف ہوا اور اپنی قوم مین گیا تب
قوم والون نے اوسکو کہا کہ تو بڑے عزم کے ساتہ گیا تہا کیا ہوا تجکو جو اپنا کام نہین کیا اوس اعرابی نے
کہا کہ جب مین آنسرور کے پاس گیا تو ایک شخص بلند قد نے میرے سینے پر ایسا مارا کہ مین چت گر پڑا
اور تلوار میرے ہاتہ سے گر پڑی تب مین نے جانا کہ وہ فرشتہ ہے کہ آنسرور کی حفاظت کے واسطے
مقرر ہوا ہے مین اسلام لایا اور ایمان سے مشرف ہوا مذکور ہے کہ جب سورۂ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ نازل
ہوا تو ام جمیل حرب کی بیٹی بہن ابوسفیانؓ کی کہ جسکی شان مین حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ہے آئی تاکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو ایذا پہونچاوے اور کچہ نالائق باتین کہے اوسوقت صدیق اکبرؓ حضور مین حاضر تہے ام جمیل کو
آتے دیکہکر سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ یہ عورت بڑی بیحیا اور بدزبان
ہے اگر آپ یہانسے تشریف لیجاوین تو بہتر ہے تب آپ نے فرمایا کہ آنے دو وہ مجہے نہ دیکہے گی وہ بیحیا چلی
آئی جب حضرت کو نہ دیکہا تو صدیق اکبرؓ سے پوچہا کہ تیرا صاحب کہان ہے کہ اوسنے میری ہجو کی
ہے صدیق اکبر نے کہا کہ میرا صاحب شعر نہین کہتا ہے اور کسیکی ہجو نہین کرتا ہے تب وہ ملعونہ پہر گئی
اور آنسرور جہان بیٹہے ہوئے تہے وہان بیٹہے رہے اور فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرشتے کو بہیجا تہا تاکہ وہ اپنے
پرون کے آسرے مین تجکو اوسکی نظر سے پوشیدہ رکہے محمد بن اسحاق نے کہا کہ ام جمیل ملعونہ کے ہاتہ مین

اوسوقت ایک پتھر تہا اور اوس نے کہا کہ ای ابوبکرؓ اگر مین محمدؐ کو دیکہتی تو یہ پتہر اوسکو مارتی شفا مین ذکر کیا ہے کہ ایک شخص بنی مغیرہ کے قبیلے سے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مارنے کے لیے آیا جب آپ کے پاس آیا تو اندہا ہوگیا اور حضرتؐ کو نہ دیکہا مگر باتین آپ کی سنین جب اپنی قوم مین گیا تو وہان بہی اندہا ہی رہا ابن اسحاق سے منقول ہے کہ ایکروز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ مین تہے ابوجہل لعین نے ایک پتہر اپنے ہاتہ مین لیکر چاہا کہ سرور عالمؐ کو مارے پتہر اوسکے ہاتہ سے چپک گیا اور دونو ہاتہ اوس ملعون کے گردن تک سوکہ گئے تب وہ ملعون پچہلے پاوُن پہرا اور جناب رسالت سے چاہا کہ اپنی تقصیر سے درگذر کرین اور دعا کرین پہر ہاتہ اوسکے کہلے ایکبار سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوار کے نیچے بیٹہے تہے ایک بدبخت نے اپنے ہاتہ مین چکی کا پتہر لیکر چاہا کہ اوپر سے دیوار کی آپ کے سر مبارک پر ڈالے وہین حضرت وہان سے اوٹہے اور مدینے کیطرف تشریف فرما ہوئے ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے ابوجہل نے قریش سے وعدہ کیا کہ اگر مین محمدؐ کو نماز مین دیکہونگا تو اوسکی گردن روندونگا ایکروز حضرتؐ نماز مین تہے اوسکے لوگون نے اوسکو خبر دی وہین وہ مردود بڑے عزم سے اوٹہا جب اوس سرورؐ کے نزدیک آیا تو گہبراکے بے اختیار بہاگا لوگون نے اوس سے پوچہا کہ کیا سوا جو تو ایسا گہبراکر بہاگا کہا جب نزدیک گیا مین تو دیکہا کہ ایک خندق آگ سے بہری ہوئی ہے اوسمین گرتا ہون اور ایک دہشت پائی جاتی تہی اور آواز پرون کی آتی ہے تب مین نے وہان سے بہاگنے کے سوا کچہ گریز نپایا اور جان بچاکر آیا سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد فراغت نماز کے فرمایا اگر ابوجہل میرے نزدیک آتا تو اوسکا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا روایت ہے کہ حنین کی لڑائی مین آگے اسلام لانیکے شیبہ بن عثمان نے جو اوسکی قوم دربان اور کلیددار بیت اللہ کی تہی حضرت رسولخداصؐ کیطرف قصد کیا اور کہا کہ میرے باپ اور چچا کو محمدؐ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب نے مارا ہے آج مین بدلا لیتا ہون جب باہم گڑبڑ ہوگئی تب اوس نے اپنی تلوار کو اوٹہایا تا حضرتؐ پر چلاوے یکایک وہین گہبراکے بدون آنسرورؐ کے بہاگ گیا لوگون نے اوسکو پوچہا کیا سبب ہے جو تو ایسی گہبراہٹ سے بہاگا اوس نے کہا کہ جسوقت مین رسولخداصؐ کے نزدیک گیا تو دیکہا کہ ایک بڑا شعلہ آتش کا میری طرف چلا آتا ہے اوس شعلے سے گہبراکر مین بہاگا بعد پیغمبر خداصؐ نے اوسکو اپنے پاس بلایا اور دست مبارک اپنا اوسکے سینے پر رکہا اور فرمایا کہ جا مددگار اپنے دشمنون سے لڑائی کر شیبہ نے کہا کہ اگرچہ آگے مجہکو آنسرورؐ سے

رنجیدگی تہی پر جب سید عالم صلعم نے میرے سینے پر اپنا دست مبارک رکہا تو مین نے آپکو سب خلایق سے زیادہ دوست سمجہا اور باہر نکلا اور میری یہ حالت ہو گئی اگر اوسوقت میرا باپ بہی میرے روبرو آجاتا تو مین آنسرورصلعم کی خاطر سے اوسکو تلوار مارتا فضالہ ابن عمرؓ نے کہا کہ جس برس مکہ فتح ہوا ایکروز آنسرورصلعم طواف مین تہے مین نے اپنے دلمین کہا کہ اسوقت مین حضرتؐ کو ہلاک کرون جب مین اس ارادے سے آپ کے نزدیک آیا تب سرورعالم صلعم نے مجہکو فرمایا کہ ای فضالہ تو نے اپنے دلمین کیا کہا آیا تو چاہتا ہے کہ رسول خدا کو ہلاک کرے مین نے عرض کی نہین یارسول اللہ صلعم آنسرورصلعم نے میرے واسطے مغفرت چاہی اور دست مبارک کو اپنے میرے سینے پر رکہا قسم خدا کی آپ نے دست مبارک نہین اوٹہایا جب تک اللہ تعالی نے آنسرورصلعم کو میرے پاس سب سے زیادہ دوست نہین گردانا فصل اوس بیان مین ہے جو حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیمارون کی بیمار پرسی کی بیمار پرسی سنت ہے چنانچہ سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمارون کی پاس تشریف لیجاتے اور اون کے سرہانے بیٹہتے اور دست مبارک کو کبہی پیشانی پر کبہی اونکے درد کی جگہہ پر رکہتے تہے اور احوال اونکا پوچہتے تہے اور بسم اللہ فرماتے تہے نقل ہے کہ ایک لڑکا یہودی کا سرورعالم صلعم کی خدمت کرتا تہا جب وہ بیمار ہوا تو حضرت صلعم اوسکا احوال پوچہنے کے واسطے اوسکے گہر تشریف لائے اور اوسکے پاس بیٹہے تو وہ اسلام لایا اور ایمان سے مشرف ہوا تب سید عالم صلعم نے فرمایا کہ شکر اللہ تعالی کا ہے کہ اوس نے تجہے آتش سے نجات دی جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین ایکروز بیمار اور بیہوش ہوا تب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور وضو کرکے پانی وضو کا میرے اوپر چہڑکا اور ایک روایت مین آیا حضرت صلعم نے اوسپر دم کیا خدا کے فضل سے مین ہوش مین آیا اور اچہا ہو گیا بعضون نے کہا ہے کہ بیمار پرسی تین روز کے بعد بیمار کی کیا چاہیے اور آنسرورصلعم بہی ایسا ہی کرتے تہے اور ترک کرنا بیمار پرسی کا شنبے کے روز خلاف سنت ہے اصل اسکی یہہ ہے کہ ایک یہودی طبیب ایک بادشاہ کا ملازم تہا جب وہ بادشاہ بیمار ہوا اوس طبیب سے کہا کہ تو میرے پاس حاضر رہ طبیب نے اپنی عبادت کے واسطے چاہا کہ کچہہ بہانہ کرکے شنبے کو دربار سے اس لیے کہ شنبہ یہودیون کی عبادت کا روز ہے بادشاہ سے کہا کہ بیمار کے پاس شنبے کے روز نہ جانا چاہیے کیونکہ وہ روز منحوس ہے بعد اسکے عوام الناس مین یہ رواج ہوا کہ شنبے کے روز بیمار کے دیکہنے کو جانا

منع ہی نہین تو کچھ حدیث سی یہ بات منع نہین ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ چاہیے کہ مریض شب کو وقت
بیمار پرسی کا کرنا اور گرمی کے موسم مین دن کو بیمار پرسی کرنا مستحب ہی اور عیادت کی فضیلت مین بہت سی حدیثین
آئی ہین آگاہ ہو کہ مرض دو قسم ہی ایک تو مرض قلبی اور دوسرا بدنی معالجہ مرض قلبی کا سوای سید عالم کے
متصور نہین اور علاج مرض بدنی کا اوروں سی بہی ہوتا ہے اور سرور عالم امراض بدنی کا بہی کرتے تہی
اور دوا کہانا خلاف توکل نہین چنانچہ سرور عالم با وصف اس توکل کامل کے دوا کرتے تہی چنانچہ آپ نے
فرمایا کہ جو مرض ہی اوسکی دوا اللہ تعالی کیطرف سی مقرر ہے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ شفا اوسکی
اللہ تعالی کیطرف سی مقرر ہے مگر مرض موت کہ اوسکی دوا نہین ہی پر چاہیے کہ دوا کرنے مین اعتماد تقدیر
الہی پر کرین اسواسطے کہ شفا اللہ تعالی کیطرف سی ہی اور گناہ سبب مرض کا ہی جیسا عبادت وتقوی سبب
زیادتی عمر کی ہوتی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ گناہ سی نعمت جاتی ہی اور فساد عقل اور سہو و فراموشی
پیدا ہوتی ہے چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایکروز اپنے استاد سے عرض کی کہ مجہکو بسبب فراموشی کے
سبق یاد نہین ہوتا استاد نے فرمایا گناہ کو چہوڑ دو سبق یاد ہو گا اسواسطے کہ علم نور الہی ہی گناہ کے ساتہ جمع
نہین ہوتا اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سی ہر مسلمان کو گناہون سے باز رکہے اور گناہ کا مرتکب نہ کرے
آگاہ ہو کہ علاج کرنا جناب رسالت کا تین قسم پر تہا ایک تو دوا سی دوسرے دعا سی تیسرے دوا اور دعا
دونو سے جان کہ کلام اللہ سی کوئی دوا بہتر نہین ہی خواہ امراض روحانی خواہ امراض جسمانی کہ لیا اللہ تعالی
نے فرمایا ہی وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین نازل کرتے ہین ہم قرآن سی او چیز کو جو شفا
اور رحمت ہی واسطے مسلمانون کے حدیث مین آیا ہی کہ بہترین دوا قرآن ہے اور یہ بہی آیا ہی جو کوئی قرآن سے
شفا اپنی بیماری کی نہ ڈہونڈہے مگر اللہ تعالی اوسکو شفا نہ دی بیضاوی نے تفسیر مین اس آیت وننزل
من القرآن ما ہو شفاء کے سبب آیتون کو شفا کی کہا ہے اور مواہب لدنیہ مین حکایت امام ابو القاسم قشیری
رحمۃ اللہ علیہ کی مذکور ہی کہ ایکبار فرزند امام ابو القاسم کا سخت بیمار اور قریب مرگ ہوا امام نے ایکروز
سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکہا اور اپنی فرزند کا احوال عرض کیا آنحضرت نے فرمایا کہان ہے
تو آیات شفا سی یعنی تو شفا کی آیتون سے کیون شفا نہین چاہتا امام نے کہا کہ مین نے بیدار ہو کر فکر سے ہوا
بار مین ان آیتون کو چہہ جگہہ کلام اللہ سے ڈہونڈ کر نکالا ایک آیت ویشف صدور قوم مؤمنین دوسری
آیت وشفاء لما فی الصدور تیسری آیت یخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ چوتہی آیت فیہ شفاء للناس

پانچوین آیت وننزل من القرآن ما ہو شفاء و رحمۃ للمؤمنین چھٹی آیت و اذا مرضت فہو یشفین ساتوین
آیت قل ہو للذین آمنوا ہدی و شفاء اور کاتب تقدیر لکھتا ہے کہ پانچین روز مین نے اپنے فرزند کو پلایا خدا کے فضل
سے وہ اچھا ہوگیا شیخ تاج الدین سبکی نے کہا کہ مین نے بہت مشایخ کو دیکھا کہ ان آیتونکو بیمار کے واسطے لکھکر دیتے
تھے مؤلف کہتا ہے کہ مین نے بھی دیکھا کہ شیخ عبد الوہاب متقی بیمارون کے لیے یہی عمل کرتا تھا اور سرور عالم
بھی معوذات پڑھکر اپنے پر دم فرماتے تھے مراد معوذات سے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
اور بعضے قل ہو اللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون بھی داخل کرتے ہین سب عالم متفق ہین کہ افسون پڑھنا درست
ہے تین شرط سے ایک یہ کہ افسون کلام الہی ہو یا اسما اور صفات الہی ہو دوسرے یہ کہ وہ اسما و صفات
اوس زبان مین ہون کہ پڑھنے والا اوس زبان کو جانتا ہو تیسری شرط یہ ہے کہ دلمین یقین کرے کہ تاثیر دینے
والا اللہ تعالی ہے اور تاثیر افسون کی اوسکی تقدیر سے ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ لوگون نے آنحضرت
سے پوچھا کہ جو افسون پڑھتے ہین کیا یہ تقدیر الہی کو تغیر کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ بھی تقدیر الہی سے ہے اور
حدیث مسلم مین عوف بن مالک سے مذکور ہے کہ کہا عوف نے جناب رسالت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم عرض
کیا کہ یا رسول اللہ ہم جاہلیت مین افسون پڑھتے تھے آپ اسباب مین کیا فرماتے ہین آنحضرت نے فرمایا کہ
اون افسونونکو میرے روبرو پڑھو اگر اوسمین شرک نہو تو کچھ مضایقہ نہین پڑھا کرو جابر سے مذکور ہے کہ حضرت
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے افسون پڑھنے کو منع فرمایا تب بعضے اصحاب حضور مین حضرت کی آئے اور کہا
کہ یا رسول اللہ ہمارے پاس افسون ہے کہ ہم اوسکو بچھو کے زہر پر پڑھتے ہین اور اونہون نے وہ افسون آنحضرت
کو سنایا تب آپ نے فرمایا کہ اسمین کچھ قباحت نہین پڑھو اگرچہ بعضے لوگون نے کہا ہے کہ وہ افسون کہ جسکے
معنی معلوم نہون پڑھنا درست ہی پر یہ بات بہت نامعقول ہے معنی کا دریافت کرنا ضرور ہے بادا اوسمین کچھ کلمہ کفر
کا ہو اور حدیث سے عوف بن مالک کی معلوم ہوا کہ جس افسونمین شرک ہووے اوسکا پڑھنا درست نہین ہے
اور اسیطرح بو دعائین کہ وہ اسما زبان سریانی اور عبرانی مین ہون اور معنی اونکے معلوم نہون پڑھنا اوسکا درست
نہین نقل ہے کہ ایک شخص دعا پڑھتا تہا ایک اور شخص وہان حاضر تہا اوس شخص نے دعا پڑھنے والے کو کہا کہ
کیا ہوا تجکو جو تو خدا اور رسول خدا کو بد کہنے لگا یہ دعا پڑھنے والا جوان کہ وہ شخص معنی سے اوس دعا کے آگاہ نہ تہا
اسواسطے پڑھتا تہا اور دوسرا اوسکے معنی جانتا تہا اسیلیے اوسنے منع کیا معنی نہ جاننے کی تئین مین بھی قباحت ہے
حدیث مین ابو داؤد اور ابن ماجہ کی آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ رقیہ اور تمیمہ اور تولہ

رنا شرک ہے رقیہ تعویذ کو کہتے ہین جو کاغذ پر لکہہ کے گلے مین یا بازو پر باندہین تمیمہ مہرے وغیرہ جو کالے
سپید دانے بچون کے گلو مین بلیات کی دور ہونیکے واسطے لٹکاتے ہین اسکو کہتے ہین تولہ ٹونے کو کہتے ہین
کہ عورتین مردون کے واسطے کرتی ہین تا کہ مرد اپنا اپنے ساتہ بہت محبت کرے اگرچہ اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ تعویذ بہی منع ہے تعویذ کے جایز ہونے پر عبد اللہ بن عمر کی حدیث سند ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے عبد اللہ کو وحشت اور خوف اور بیخوابی کے دور ہونیکے لیے فرمایا تہا اعوذ بکلمات
اللہ التامات من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ ومن ہمزات الشیاطین وان یحضرون عبد اللہ بن عمر نے
اپنے فرزندونکو جو بڑے تہے یہ دعا سکہائی اور جو بچے کہ چہوٹے تہے کاغذ کے ٹکڑے پر لکہہ کر گردنین
اونکی لٹکا دی اور لفظ تعویذ کا جو حدیثون مین آیا ہے اوس سے مراد یہ تعویذ نہین ہے کاغذ کی ٹکڑے پر
لکہتے ہین بلکہ اوس سے مراد پناہ مانگنا ہے جناب باری سے اور ابو داؤد نے کہا کہ ایکروز عبد اللہ بن مسعود نے
اپنی بی بی زینب کی گلے مین ڈورا دیکہا اور اوس سے پوچہا کہ یہ کیا ہے اوس عورت نے کہا کہ مین نے اس
دہاگے پر افسون پڑہوا لیا ہے وہین عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اوس دہاگے کو پکڑ کے توڑ ڈالا اور کہا
کہ تمکو شرک سے کیا ہے مین نے جناب رسالت سے سنا ہے کہ رقیہ اور تمیمہ اور تولہ شرک ہے تب اوس عورت
نے کہا کہ کیونکر تو یہ کہتا ہے ایکروز میری آنکہہ درد کے مارے نکلی پڑتی تہی اور چیپڑ آنسو بہی نکلتے تہے مین
فلانے یہودی کے پاس گئی اوس نے جب میری آنکہہ پر منتر پڑہا وہین درد جاتا رہا اور آنکہہ اچہی
ہوگئی عبد اللہ نے اوسکو کہا کہ درد تیری آنکہہ مین شیطان کے تصرف سے تہا جب اوس یہودی نے
منتر پڑہا شیطان نے چہوڑ دیا اور آنکہہ اچہی ہوگئی پر تجکو لازم تہا کہ جو سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
پڑہتے تہے وہ پڑہتی اذہب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءک
شفاء لا یغادر سقما کہتے ہین کہ رقیہ وغیرہ کو شرک اسواسطے مقرر کیا کہ لوگ جاہلیت مین خدا پر توکل
کر کے نہین کرتے تہے اور اعتقاد رکہتے کہ اس رقیہ مین تاثیر ہے بلکہ شیاطین کے نام پر کرتے تہے اگر
ہو کہ جو رقیہ خدا کے نام پر اور اوسکے کلام سے ہو سو درست ہے کلام الٰہی سے مراد قرآن شریف ہے توریت اور
انجیل نہین کس واسطے کہ ان دونو کتابون مین تغیر اور تبدیل بہت ہوئی ہے قرطبی نے جو بڑا عالم فقہ
اور حدیث کا ہے کہا رقیہ تین قسم ہے ایک قسم وہ کہ جاہلیت مین لوگ کرتے تہے اور معنی اوسکے معلوم
نہین واجب ہے کہ ایسے رقیہ سے پرہیز کرے مبادا اوس مین کوئی شرک کا لفظ ہو دوسری قسم وہ ہے کہ رقیہ مین

قرآن کی آیتین یا اسما اور صفات الٰہی ہون وہ جایز ہے تیسری قسم وہ کہ خدا کے نام کے سوا اور کرسی فرشتہ
کا نام یا عرش یا کرسی کا رقیہ درست نہین ہے اسواسطے کہ التجا خدا تعالیٰ سے نہین **وصل افسون**
پڑھنے کے بیان مین سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہر بلا کے دفع ہونے کیلئے افسون منقول
ہے مگر تین چیزون کے واسطے افسون پڑھنے پر بہت تاکید ہے ایک تو نظر بد دوسرے پھوڑے کے واسطے
جو پہلو مین آدمی کے نکلتا ہے اور اوسکو عربی مین نملہ کہتے ہین تیسرے بچھو اور سانپ وغیرہ کے زہر کے
لیے اور سوا اسکے اور مرضون کے واسطے بہی جیسا تپ ولرزہ سر کا درد اور دانتون کا درد اسکے
لیے بہی افسون پڑہنا درست ہے جناب رسالت نے فرمایا کہ العین حق یعنے نظر بد حق ہے اللہ تعالےٰ
نے خاصیت نظر بد کی بعضے لوگون مین دی کہ جب وہ کسی چیز کو خواہش دل اور پسند خاطر سے دیکھین تو
اوس چیز کو ضرر پونہچتا ہے جیسا کہ جادو مین اثر ہوتا ہے نظر بد کے مبالغہ مین آنسرور نے فرمایا کہ اگر
کوئی چیز ایسی ہوتی ہے قضا وقدر پر غالب ہو تو نظر بد ہوتی اکثر عالم نظر بد کے قایل اور اوسکو سچ
جانتے ہین اور ایک جماعت اہل بدعت سے نظر بد کے منکر ہین جب مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے نظر بد کو فرمایا ہو کہ سچ ہے اور اوسکی تاثیر مین ایسا مبالغہ کیا ہو اعتقاد اوسکا ضرور ہے اور انکار اوسکا
جہل اور باطل ہے جو لوگ کہتے ہین کہ یہ سب تقدیر الٰہی سے ہے نظر بد کو کیا اعتبار جواب اونکا
یہ ہے کہ نظر بد بہی تقدیر الٰہی سے ہے ورگرنہ آنکہہ مین ایسی تاثیر کہان ہے کہ ایک نظر مین ضرر پونہچاوے
اور اہل سنت وجماعت کہتے ہین کہ عادت اللہ تعالیٰ کی اسطرح جاری ہوئی ہے کہ جسوقت ایک شخص
دوسرے شخص کے مقابل ہوتا ہے اور اوسکی طرف خواہش دل اور پسند خاطر سے دیکھتا ہے اللہ تعالےٰ
اوسکی نظر مین ایک تاثیر پیدا کرتا ہے کہ اوسکی آنکھون سے نکلکر اوس چیز کیطرف جسکو دیکھتا ہے پونہچتی ہے
نقل ہے کہ بعضے بدنظرون نے کہا کہ جب ہم کسی چیز کو دیکھتے ہین اور وہ ہمکو خوش معلوم ہوتی ہے تب
ایک گرمی ہماری آنکھون سے نکلتی ہے اور اوس چیز کو پونہچکر خراب کرتی ہے جیسا کہ زہر سانپ کے منہ
سے نکلکر دوسری چیز مین پونہچتا ہے غرض نظر بد کو بڑی تاثیر ہے اگر اسکا علاج دعا یا تعویذ یا مانند
اسکے کسی چیز سے ہوجاے تو فضل الٰہی ہوتا ہے نہین تو بڑی مشکل ہے جناب رسالت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نظر بد کا علاج سورۂ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور سورۂ فاتحہ اور
آیۃ الکرسی سے کرتے تہے اور اس دعا سے بہی علاج فرماتے تہے اعوذ بکلمات اللہ التامات التی

لا یجاوزہن بر ولا فاجر و باسماء اللہ الحسنیٰ ما علمت منہا وما لم اعلم من شر ما خلق و ذرأ و برأ ومن شر ما ینزل من السماء ومن شر ما یعرج فیہا ومن شر ما ذرأ فی الارض ومن شر ما یخرج منہا ومن شر فتن اللیل والنہار ومن شر طوارق اللیل والنہار الا طارقا یطرق بخیر یا رحمٰن اور ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ پڑہنے سے بہی نظر بد کا اثر دفع ہوتا ہے اگرچہ بہت دعائین اسکے واسطے حدیث مین آئی ہین مگر کہتے ہین کہ بہترین افسون اسکے لیے سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور سورۂ قل اعوذ برب الفلق اور سورۂ قل اعوذ برب الناس ہے اگر کوئی شخص بدنظر ہو تو اوسکو چاہیے جب کسی چیز کو دیکہے تو اللّٰہم بارک علیہ پڑہے کہ نظر بد اوسکی دفع ہو حدیث مین آیا ہے کہ سہل بن حنیف کا بدن بہت خوبصورت تہا ایکروز عامر بن ربیعہ نے اوسکو غسل کرتے دیکہا اور اوسکی خوبصورتی سے بہت تعجب کیا اور کہا کہ سہل بن حنیف کا بدن کیا خوشنما ہے مین نے کسی مرد نہ کسی عورت کا بدن ایسا خوب اور خوش اسلوب نہین دیکہا اوسیوقت سہل زمین پر گر پڑا اور یہ خبر آنسرور ص کو پہونچی حضرت ص نے فرمایا کہ کسی پر تمہارا گمان ہے کہ اوسنے سہل کو نظر لگائی ہے لوگون نے عرض کی کہ عامر نے اوسکے بدنکو دیکہا اور تعریف کی تب حضرت ص نے عامر کو بلایا اوسپر غصہ کیا اور فرمایا کہ جسوقت تو نے سہل کو دیکہا اور وہ تجکو اچہا معلوم ہوا تب تو نے اللّٰہم بارک علیہ کیون نہ کہا بعد اوسکے عامر کو فرمایا کہ اپنے بدنکو دہو عامر نے بموجب ارشاد کے منہ اور دونو ہاتہ اور دونون کہنیان اور دونو زانو اور دونون پاؤن اور شرمگاہ کو دہویا پہر وہ پانی ایک باسن مین جمع کر کے سر پر سہل کے ڈالا خدا کے فضل سے سہل اچہا ہوا اور اپنے لوگون کے ساتہ گہر کو گیا قاضی ابوبکر عربی نے کہا کہ اگر کوئی متشرع اس فعل مین اٹکے تو اوس سے کہا چاہیے کہ خدا اور خدا کا رسول ص جانتا ہے کہ اسمین کیا تاثیر تہی اور ایک جماعت نے کہا کہ اگر کسی کو نظر بد پہونچے تو آیات قرآن کی لکہہ کر اونہین دہو کر پیے مجاہد نے کہا کچہ مضائقہ نہین اگر بیمار کو کلام اللہ سے کچہ آیتین لکہہ کے دہو کر پلاوین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک عورتکو دردزہ تہا ابن عباس نے ایک دو آیتین قرآن کی بتائین کہ اسکو لکہہ کر دہو کے پلادو فضل الٰہی ہوویگا منقول ہے کہ ابو عبد اللہ ساجی کسی سفر مین ایک اچہے اونٹ پر سوار تہا اور اوس قافلے مین ایک شخص ایسا تہا کہ جب وہ کسی چیز کو نظر بہر کر دیکہتا تو وہ چیز ضایع ہو جاتی تہی لوگون نے ابو عبد اللہ سے کہا تو اپنے اونٹ کو فلانے سے بچا اوسکی نظر بد ہے ابو عبد اللہ نے کہا نظر بد سے

میرے اونٹ کو کچھ نہیں ہوگا جب یہ خبر اوس بدنظر کو پہنچی تو وہ تکتا رہا بناجی اپنے مکان سے کہیں
باہر جاوے تو وہ اپنا عمل کرے اتفاقاً ایکروز اوس بدنظر نے قابو پاکر اوسکے اونٹ کو نظر لگائی اونٹ بیقرار
ہوکر گر پڑا لوگوں نے بناجی سے کہا کہ اوس بدنظر نے تیرے اونٹ کو نظر لگائی بناجی نے آکر اوس بدنظر
کو دیکھا اور یہ دعا پڑھی بسم اللہ حبس حابس وشجر یابس وشہاب قابس رددت عین العاین
علیہ وعلی احب الناس الیہ فارجع البصر ہل تری من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب
الیک البصر خاسئاً وہو حسیر اوسیوقت آنکھیں اوس بدنظر کی باہر نکل پڑیں اور اونٹ اچھا
ہوکر اوٹھ بیٹھا یہ رقیہ بھی نظر بد کے دفع کرنیکا ہے اور نظر بد کے دفع ہونیکے واسطے سیاہ نقطہ
بچے کی ٹھڈی پر لگانا جائز ہے بغوی نے شرح میں السنہ کی لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھکر اوسکے ماں باپ سے کہا کہ اس لڑکے کی ٹھڈی پر سیاہ
نقطہ لگاؤ تاکہ اوسکو نظر بد نہو سے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلمہ کے گہر تشریف
لائے اور ایک باندیکو اوس گہر میں دیکھا کہ منہ اوسکا زرد ہوگیا ہے آپ نے فرمایا کہ اس باندی
پر افسون پڑھو اسپر نظر جن کی ہوئی ہے اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے انسان کی نظر ہوتی
ہے ویسے جن کی بھی نظر ہوتی ہے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایکروز ام سلمہ کے گہر تشریف لائے اور اون کے گہر میں ایک لڑکے کو دیکھا لوگوں نے
عرض کی کہ اس لڑکے کو نظر ہوئی ہے آنسرور نے فرمایا اس لڑکے پر افسون کیوں نہیں پڑھتے
تاکہ نظر بد دفع ہو کہتے ہیں کہ نظر بد ہونے کے واسطے یہ ضرور نہیں کہ دشمنی سے دیکھے بلکہ محبت
کے دیکھنے سے بھی نظر بد ہوتی ہے اور رئیس کو لازم ہے کہ اوس شخصکو جو نظر بد سے مشہور ہو حکم کرے
کہ وہ ہمیشہ اپنے گہر ہی میں رہے باہر آمد و رفت نکرے اور لوگوں میں نشست و برخاست نکرے
اگر وہ محتاج ہو تو اوسکو کچھ معاش مقرر کردے تاکہ وہ کہ کے اپنے گہر ہی پڑا رہے بعضے عالموں نے
کہا ہے کہ اگر بدنظر والے کی نظر سے کوئی شخص مرجاوے تو اوس بدنظر والے پر قصاص آتا ہے اور اگر
کوئی چیز اوسکی نظر سے خراب ہو تو تاوان بعضے عالموں نے کہا کہ قصاص اور تاوان نہیں آتا نووی
نے روضہ میں جو اوسکی کتاب ہے لکھا کہ بدنظر والے پر نہ دیت ہے نہ کفارت آگاہ ہو کہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تپ اور مرگی اور درد سر اور درد دندان اور درد بدن اور نکسیر اور حبس بول و درد احوال

اور وحشت اور بیخوابی سب بیماریونکا علاج جیسا دوا سے کرتے تھے ویسا ہی دعا اور افسون سے بھی کرتے تھے **وصل** حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک مرض و بلا کو دفع ہونیکے لیے دعا پڑھتے تھے سب کا جمع کرنا تو معلوم مگر تھوڑا سا لکھتا ہون **وصل اون دعاؤن کے بیان مین جو سب مرض اور بلا کے واسطے کام آتی ہین** بہترین دعا ہر مرض و بلا کے دفع ہونیکے لیے سورہ فاتحہ ہے اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور آیۃ الکرسی اور یہ دعا بھی اذہب ربّ الناس واشفِ انت الشافی لا شفاء الا شفاؤک شفاءً لا یغادر سقماً از انجملہ یہ ہے اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ ومن ہمزات الشیاطین وان یحضرون اور ازین قبیل ہے یہ دعا اعوذ بوجہ اللہ العظیم الذی لیس شیء اعظم منہ وبکلمات اللہ التامات التی لا یجاوزہن بر ولا فاجر وباسماء اللہ الحسنی ما علمت منہا وما لم اعلم من شر ما خلق وذرأ وبرأ ومن شر کل ذی شر لا اطیق شرہ ومن کل ذی شر ربی آخذ بناصیتہ ان ربی علی صراط مستقیم از انجملہ یہ دعا ہے تحصنت بالذی لا الہ الا ہو الٰہی واله کل شیء واعتصمت بہ وہو ربی ورب کل شیء وتوکلت علی الحی الذی لا یموت واستدفعت الشر بلا حول ولا قوۃ الا باللہ حسبی اللہ ونعم الوکیل حسبی الرب من العباد حسبی الخالق من المخلوق حسبی الذی ہو حسبی حسبی الذی بیدہ ملکوت کل شیء وہو یجیر ولا یجار علیہ حسبی اللہ وکفی سمع اللہ لمن دعا لیس وراء اللہ مرمی حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم از آن قبیل یہ دعا ہے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی کہ ابان ابن عثمان نے کہا کہ مین نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے سنا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ جو کوئی بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وہو السمیع العلیم تین بار شام کے وقت پڑھیگا اوسکو اللہ تعالی بلاء ناگہانی سے صبح تک محفوظ رکھیگا اگر صبح کے وقت تین بار پڑھیگا تو بلاء ناگہانی سے شام تک محفوظ رہیگا راوی کہتا ہے کہ جب ابان بن عثمان کو فالج ہوا اور اوس شخص نے جو ابان سے یہ بات سنی تھی تعجب اور انکار سے ابان کیطرف دیکھا تو ابان نے اوس سے کہا قسم خدا کی مین نے تجھ سے جھوٹھ نہین کہا اور عثمان رضی اللہ عنہ پر بہتان نہین کیا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی رسول خدا پر تہمت نہین کی لیکن مجھکو آج جو فالج ہوا اوسکا یہ سبب ہے کہ مین اوس دعا کا پڑھنا بھول گیا تھا اور اوسکو نہین پڑھا **دعا جو دور ہونے**

اوس سے ستر بلا انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ جو کوئی بسم اللہ الرحمن الرحیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہر روز دس بار پڑھیگا اللہ تعالے
اوسکے گناہونکو بخشدیگا اور وہ گناہونسے ایسا پاک ہو جائیگا جیسا ماں کے پیٹ سے بیگناہ پیدا ہوا تہا اور وہ
ستر بلاؤن سے دنیا کی جیسا جذام اور برص اور جنون اور رنج وغیرہ سے محفوظ رہیگا ترمذی نے ابو ہریرہ
سے روایت کی ہے سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
بہت پڑہا کرو کسواسطے کہ وہ جنت کا ایک خزانہ ہے مکحول نے کہا کہ جو کوئی لا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا
ملجا من اللہ الا الیہ پڑھے تو اللہ تعالی سات دروازے نقصان اور ضرر کے کہ کمترین جسکا افلاس ہے
اوسپر بند کر دیگا طبرانی نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی
اکثر لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھیگا اور دوسری ایک حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص ہر روز سو بار پڑھیگا
اوسکو ہرگز افلاس نہوگا اور یہ بھی آیا ہے کہ جسکو رزق کی تنگی ہو اوسکو چاہیے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ
بہت پڑھے امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو
روز و شب لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین پڑھیگا اللہ تعالی فقر سے اوسکو محفوظ کریگا اور قبر کی وحشت
اوسکو نہوگی اور دروازہ بہشت کا اوسکے واسطے کہلیگا **وصل ہر مرض کی دعا مین دعا درد بدن کی** صحیح مسلم مین عثمان ابی العاص سے مذکور ہے کہ عثمان حضور مین سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور عرض کی یا رسول اللہ جسوقت سے مین اسلام لایا ہون اوسوقت سے اتک
میرے بدن مین درد ہوتا ہے حضرت نے فرمایا کہ جہان تیرے بدن مین درد ہے اوس جگہہ ہاتہ اپنا رکھہ
اور تین بار بسم اللہ پڑہ بعد اسکے سات مرتبہ پڑہ اعوذ بعزۃ اللہ وبقدرتہ من شر ما اجد واحاذر **دعا
خوف اور بیخوابی کی** ایکروز خالد حضور مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ
مجھے رات کو نیند نہین آتی ہے انسرور نے فرمایا کہ جب تو سونے کے واسطے بچہونے پر جاے یہ دعا پڑہ اللہم
رب السموات السبع وما اظلت ورب الارضین وما اقلت ورب الشیاطین وما اضلت کن لی
جارا من شر خلقک کلہم جمیعا ان یفرط علی احد منہم او یبغی علی عز جارک وجل ثناءک ولا الہ غیرک **دعا
دفع غم کی** شیخان نے ابن عباس سے روایت کی کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غم اور مصیبت
کے وقت یہ دعا پڑھتے تہے لا الہ الا اللہ العظیم الحلیم لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الہ الا اللہ رب

السموات والارض رب العرش الکریم ابوداود نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرور عالم
مصیبت کے وقت یہ دعا پڑہتے تہے اللہم رحمتک ارجو فلا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین و اصلح لی شانی
کلہ لا الہ الا انت امام احمد نے مسند مین ابن مسعود سے لکہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ جس شخص کو غم واندوہ پہونچے تو یہ دعا پڑہے اللہم انی عبدک وابن عبدک وابن امتک ناصیتی
بیدک ماض فی حکمک عدل فی قضاءک واسالک بکل اسم ہو لک سمیت بہ نفسک او انزلتہ فی
کتابک وعلمتہ احدا من خلقک او استاثرت بہ فی علم الغیب عندک ان تجعل القران العظیم ربیع
قلبی ونور صدری وجلاء حزنی وذہاب ہمی اللہ تعالی اوسکے غم واندوہ کو دور کریگا اور راحت
وخوشی بخشیگا ابن عباس سے مذکور ہے کہ سید عالم نے فرمایا جو کوئی استغفار ہمیشہ پڑہیگا اللہ
تعالی اوسکے غم واندوہ دفع کریگا اور راحت بخشیگا اور اوسکو رزق عنایت فرمائیگا اوس جگہہ
سے کہ اوسکا وہم وگمان نہو اور یہ بہی ابن عباس سے منقول ہے کہ جسکو غم واندوہ بہت ہو تو وہ
لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑہے صحیحین مین آیا ہے کہ لاحول ولا قوۃ بہشت کے خزانون سے
ایک خزانہ ہے ترمذی نے کہا لاحول ولا قوۃ جنت کے دروازون پر ایک دروازہ ہی منقول
ہے کہ جو فرشتہ آسمان سے زمین پر آتا ہے اور زمین سے آسمان پر جاتا ہے سو لاحول ولا قوۃ پڑہتا ہے
اور جو شخص سختی اور مصیبت کے وقت آیۃ الکرسی اور آخر سورہ بقر کا پڑہیگا اللہ تعالی اوسکی فریاد کو
پہونچیگا حدیث مین سعد بن ابی وقاص سے آیا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین
ایک دعا جانتا ہون کہ جب کوئی آفت پہونچے اوسکو پڑہے تو اللہ تعالے اوسکا غم دور کرے وہی
کلمہ ہے جو بہائی یونس نے پڑہا تہا وہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ہے دعا دفع افلاس
کی ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور مین سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور عرض کی
کہ یا رسول اللہ دنیا نے مجہہ سے منہ پہیرا ہے یعنے مجہہ فراغت نہین افلاس ہے حضرت نے اوسکو
فرمایا فجر کے وقت سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ واستغفر اللہ سو مرتبہ پڑہا کر خدا کے فضل سے
تجکو فراغت ہوگی وہ شخص اپنے مکان کو گیا اور بعد چند روز کے حضرت کے پاس پہر آیا اور عرض کی یا
رسول اللہ اب مجکو فراغت اور مال اتنا حاصل ہوا ہے کہ مین نہین جانتا ہون اوسکو کہان کہون
آگاہ ہو اس دعا کو فجر کی سنت اور فرض کے درمیان پڑہنا چاہیے اگر لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہ اس دعا کے

ساتہ پڑہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے تو کشایش رزق کی بہی ہو اور بخشش گناہوں کی ہو اسطے گناہون کے سبب سے تنگی رزق ہوتی ہے پہلے دعا سے رزق کی کشایش ہوتی ہے اور دوسری یعنے لاحول ولا قوۃ الا باللہ سے گناہ بخشے جاتے ہین حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص نماز جمعہ کے سلام کے بعد جطرح سے تشہد مین بیٹھتا ہے ویسا ہی بیٹھکر سورہ فاتحہ سات مرتبہ اور قل ہو اللہ احد سات مرتبہ قل اعوذ برب الفلق سات بار قل اعوذ برب الناس سات بار پڑہے تو گناہ اوسکے جو پہلے ہوئے ہین اور بعد ہونگے سب بخشے جاینگے اور مشایخ بعد اسکے کشایش رزق کے واسطے سات بار یہ دعا پڑہتے ہین اللہم یا غنی یا حمید یا مبدی یا معید یا رحیم یا ودود اغنی بحلالک عن حرامک و بطاعتک عن معصیتک و بفضلک عمن سواک دعا آگ کے بجہانے کی طبرانی اور ابن عساکر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسوقت تم دیکہو کہ آگ کسی چیز کو لگی ہے تکبیر پڑہا کرو اسواسطے کہ تکبیر آگ کو بجہاتی ہے دعا مرگی کی منقول ہے کہ جب کسیکو مرگی ہوتی تہی تو حضرت پیغمبر خدا فرماتے تہے کہ اخرج عدو اللہ انا رسول اللہ یعنے نکل اے دشمن خدا کے مین خدا کا رسول ہون اور بعضے مشایخ آیۃ الکرسی پڑہتے تہے اور بیمار کو بہی آیۃ الکرسی اور قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس پڑہنے کا حکم کرتے تہے اور بعضے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار آخر سورہ تک پڑہتے تہے اور مرگی کے دور کرنے کے لیے سوگند حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دینا مجرب ہے دعا درد سر کی حمیدی نے یونس بن یعقوب اور عبد اللہ سے روایت کی کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم درد سر کے دفع ہونیکے واسطے پڑہتے تہے بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم الکبیر واعوذ باللہ العظیم من شر کل عرق نعار و من شر حر النار دعا دانتون کے درد کی بیہقی نے روایت کی کہ عبد اللہ بن رواحہ حضور مین رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آیا اور دانتون کے درد کی شکایت کی سرور عالم نے اپنا دست مبارک اوسکے اوس طرف کے رخسارے پر کہ درد تہا رکہا اور سات بار یہ دعا پڑہی اللہم اذہب عنہ سوء ما یجد وفحشہ بدعوۃ نبیک المکین المبارک عندک خدا کے فضل سے اوسکے دانتوں کا درد جاتا رہا اور اچہا ہو گیا حمیدی نے روایت کی کہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئین اور دانتون کے درد کی شکایت کی حضرت نے سیدہے ہاتہ کی کلمہ کی اونگلی اوس دانت پر جو درد

کرتا رہے مگر یہ دعا پڑھے بسم اللہ اسالک بعزک وجلالک وقدرتک علی کل شیء فان مریم لم تلد غیر عیسی من روحک وکلمتک ان تکشف ما القی فاطمہ بنت خدیجہ من الضر کلہ وہین اونکو آرام ہوا مواہب مین لکھا ہے کہ مین نے محب طبری کو بارہا دیکھا کہ جو شخص دانتون کے درد کی شکایت اوسکے پاس لاتا تھا تو وہ اپنا ہاتھ اوس شخص کے سر پر رکھتے اور اوسکا نام اور اوسکی مان کا نام پوچھتے اور اوسکو کہتے کہ کتنے برس تک تیرے دانتونکا درد باندھون وہ شخص پانچ برس یا تین برس یا نو برس عدد طاق کہتا پھر طبری اپنے ہاتھ کو اوٹھا لیتے خدا کے فضل سے درد اتنے برس تک نہوتا تھا سو لف کہتے ہیں خدا جانے یہی دعا مذکور ہوتی پڑھتے تھے یا کچھ اور نکا تصرف تھا صاحب مواہب نے کہا کہ جس شخص کے دانتون مین درد ہو اوسکو درد کی طرف کے رخسار پر بسم اللہ الرحمن الرحیم قل ہو الذی انشاکم وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلا ما تشکرون لکہدیا یہ لکھے ولہ ما سکن فی اللیل والنہار وہو السمیع العلیم خدا کے فضل سے درد جاتا رہیگا یہ عمل تجربے مین آیا ہے دعا پیشاب کے جاری ہونے کی کسائی نے ابی درداسے روایت کی کہ ایک شخص ابی درداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے باپکا پیشاب پتھری کے سبب سے بند ہوا ہے ابی درداء نے وہ دعا کہ جناب رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی اوسکو بتائی ربنا الذی فی السماء تقدس اسمک امرک فی السماء والارض کما رحمتک فی السماء فاجعل رحمتک فی الارض واغفر لنا ذنوبنا وخطایانا انت رب الطیبین فانزل شفاء من شفائک ورحمۃ من رحمتک علی ہذا الوجع فیبرء جب اوس نے یہ دعا پڑھی تو فضل آلہی سے باپ اوسکا اچھا ہوگیا ابو داؤد سے حدیث ہے کہ یہ دعا جس مرض پر پڑھے مفید ہے دعا تپ کی انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایکروز حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو اونکو دیکھا کہ تپ سے بڑبڑاتی اور تپ کو گالیان دیتی ہین حضرت نے فرمایا کہ تپ کو گالیان مت دو اسواسطے کہ اوسکی کچھ تقصیر نہین وہ حکم الٰہی کی تابع ہے لیکن اگر چاہتی ہو تو مین تمکو ایک دعا بتاؤن تا اوسکے پڑھنے سے فضل الٰہی ہو اور تپ جاتی رہے عائشہ صدیقہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجکو وہ دعا سکہلایئے تب آنحضرت نے یہ دعا سکہائی اللہم ارحم جلدی الرقیق وعظمی الدقیق من شدۃ الحریق یا ام ملدم ان کنت امنت باللہ العظیم فلا تصدعی الراس ولا

تنتقی القمر ولا تاکل اللحم ولا تشرب الدم وتحول عنی الی من اتخذ مع اللہ الہا آخر عائشہ صدیقہ رض
نے کہا کہ جو نہین مین نے یہ دعا پڑھی خدا کے فضل سے تپ میری جاتی رہی اور مین اچھی ہوگئی صاحب مواہب
نے کہا ہے کہ یہ دعا مجرب ہے صاحب الہدی نے لکہا ہے کہ باری کی تپ کے واسطے تین ٹکڑے پر ایک
کاغذ کے ان تین لفظون کو بسم اللہ فرت بسم اللہ مرت بسم اللہ فات لکہے ہر روز ایک پرزا لیکر
بیمار منہ مین ڈالکر پانی کے ساتھ نگل جائے ابن الحاج نے مدخل مین نقل کیا ہے کہ شیخ ابو محمد مرجانی رح
اس دعا کو پرزون پر کاغذ کے لکہ کر دروازے کی دہلیز پر رکہہ دیتا تہا جو کوئی بخار تپ والا اور بیمار
والا آتا اون پرزون کو لیکے استعمال مین لاتا اور فضل الٰہی سے شفا پاتا تہا دعا دفع خارش کی
صاحب زاد المعاد نے کہا کہ جس شخص کے بدن پر خارش ہو تو یہ آیت اپنے بدن پر لکہے مجرب ہے
ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفہا ربی نسفا فیذرہا قاعا صفصفا لا تری فیہا عوجا ولا امتا دعا تولد
کے آسانی کی دعائین اگرچہ بہت ہین لیکن مجرب یہ دعا ہے جو امام احمد حنبل رض سے منقول ہے
عبداللہ بن امام حنبل نے روایت کی کہ مین نے اپنے باپ کو دیکہا کہ جس وقت کسی عورت پر جننا دشوار
ہوتا تہا تو سپید پیالے مین یا کسی پاکیزہ چیز پر یہ حدیث جو ابن عباس سے مذکور ہے لکہہ کر اوس عورت کو
پلاتے تہے لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین کانہم
یوم یرون لم یلبثوا الا ساعۃ من نہار کانہم یوم یرونہا لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحہا لکہہ دیتے تہے خدا
کے فضل سے تولد آسان ہو جاتا تہا مدخل مین مذکور ہے کہ اگر کسی عورت پر جننا دشوار ہو تو ایک
کورے باسن مین اس آیت کو لکہہ کر دہو کے پلا دے اور تہوڑا سا پانی اوسکے منہ پر چہڑکے اخرج
ایہا الولد من بطن ضیق الی سعۃ ہذہ الدنیا اخرج بقدرۃ الذی جعلک فی قرار مکین الی قدر معلوم
لو انزلنا ہذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
کا گذر ایک جگہہ ہوا وہان ایک عورت کو دیکہا کہ بچہ اوسکے پیٹ مین آڑا ہو گیا تہا جن نہین سکتی
اور بہت بیقرار تہی جب اوس نے حضرت عیسیٰ کو دیکہا تو کہا اے پیغمبر خدا کے میرے واسطے دعا کرو کہ اللہ
تعالی مجکو اس محنت اور رنج سے نجات دے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا یا خالق النفس من النفس و یا مخلص النفس
من النفس و یا مخرج النفس من النفس خلصہا دہین بچہ اوسکے پیٹ سے نکل پڑا اور وہ کہڑی ہوگئی شیخ مرجانی نے کہا کہ جب
کسی عورت پر جننا دشوار ہو تو یہ دعا اوسکے واسطے لکہے دعا نکسیر کی اگر کسی کی ناک سے لہو جاری ہو تو اوسکو

پیشانی پر یہ آیت لکھوے یا بیہ کر وقیل یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر بعض
جاہل اوس لہو سے جو ناک سے بہتا ہے لکھتے ہین اگر ایسا نہ لکھے اسواسطے کہ لہو نجس ہے اور کلام الٰہی کو نجس
چیز سے لکھنا جایز نہین و دعا کہنا نا کہنا ٹھے کی بخاری نے اپنی تاریخ مین عبداللہ بن مسعود سے
روایت کی کہ جسوقت کسیکے روبرو کہنا مار کہا جاوے اور وہ شخص یہ پڑہے بسم اللہ خیر الاسماء فی الارض
والسماء لا یضر مع اسمہ داء اللہم اجعل فیہ رحمۃ وشفاء تو اوسکو کوئی ضرر نہ پہنچیگا و دعا ام الصبیان
کی بچونکو جو صرع ہوتی ہے اوسکو ام الصبیان کہتے ہین امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے روایت
کی کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہو تو اوس بچے کے سیدہے کان مین اذان
کہو اور بائین کان مین اقامت خدا کے فضل سے ام الصبیان سے بچے کو کچھ ضرر نہوگا فصل جادو کی
بیان مین جادو کرنا اور سیکہنا اور سکہانا حرام ہے اگر اوسمین کوئی بات کفر کی ہو تو کفر ہے بعضون
نے کہا ہے اگر اس نیت سے جادو سیکہے کہ اپنے سے اور کسی غیر سے جادو اوتار کرے تو حرام نہین ہے اور
جادوگر کو اگر اوسکے جادو مین کفر نہین تعزیر کیا چاہیے اگر کفر ہے تو اوسکو قتل کیا چاہیے اور جادوگر اگر
جادو کرنے سے توبہ کرے تو اس مین اختلاف ہے بعضون نے کہا چاہیے اور بعضون نے کہا نہ قبول
کیا چاہیے اور حقیقت مین جادو کی اختلاف ہے ابو جعفر استرآبادی شافعی اور ابو بکر رازی حنفی نے کہا کہ
جادو کی کچھ حقیقت اور اصل نہین یعنے جو حالت کہ جادو کی ہونے پر گذرتی ہے سو صرف وہم و خیال
ہے اور اوسکو کچھ حقیقت نہین اور نووی نے کہا کہ جادو کو حقیقت ہے سوا نووی کے اور عالم بھی اوسکی
حقیقت کے قایل ہین کلام اللہ اور حدیث سے بھی حقیقت جادو کی ثابت ہے اور بعضے عالم اسبات پر ہین کہ
جادو کو تغیر اور تبدیل کرنے مین مزاج کے تاثیر ہے اور بعضون نے کہا کہ جادو کا اثر اوتنا ہی ہے جو قرآن مین
مذکور ہے ویفرقون بہ بین المرء وزوجہ یعنے جدائی ڈالتے ہین اوس جادو سے عورت اور مرد مین اگر تاثیر
جادو کی زیادہ ہوتی تو البتہ قرآن مین مذکور ہوتا اگر چہ ہو سکتا کہ اس آیت سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ جادو کی
تاثیر سوا اسکے نہو شاید ہاروت وماروت کے جادو کا اثر یہی ہوگا یا اس سے زیادہ لیکن اللہ تعالی نے
اوسکا ذکر نہین کیا حدیث مین آیا ہے کہ لبید بن اعصم یہودی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چھ
مہینے یا اسیقدر آپ حدیبیہ کی جنگ سے پہرے جادو کیا تھا اوس جادو کے سبب سے حضرت کو
ضعف اور بیہوشی پیدا ہوئی بعضون نے کہا کہ چالیس روز تک اثر اوس جادو کا باقی رہا اور ایک

قول مین آیا کہ چہ مہینے تک اور ایک روایت ہی کہ ایکسال تک اوس جادو کا بیان یہ ہی کہ ایکروز حضرت
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ صدیقہ رض کے پاس تہے جناب باری مین بہت دعا کی اور عائشہ سے
سی فرمایا کہ جو کچہ اللہ تعالی سے مین نے مانگا سو اللہ تعالی نے قبول فرمایا کہ دو شخص میرے پاس آئے
ایک میرے سرہانے دوسرا پائینتی بیٹہا اور ایک نے دوسرے سی پوچہا کہ اس شخص کی یہ حالت کیون
ہی اور کس سبب سی اسکو درد ہی دوسرے نے کہا کہ اس کو جادو کا اثر ہے پہر اوس نے کہا کہ کس نے
جادو کیا ہی دوسرے نے کہا کہ لبید بن اعصم یہودی نے جادو کیا ہے پہر اوس نے پوچہا کس چیز مین جادو
کیا اوس نے کہا کہ اس شخص کے بالون پر جو کنگہی کرنے کے وقت سر اور داڑہی سی جدا ہوئے تہے جادو کیا ہی
اور اون بالونکو خرمے کے گلے مین رکہہ کر کنوین مین کہ نام اوسکا ذروان ہی رکہا ہے کہتے ہین کہ آنحضرت
اپنی اصحاب کو ساتہ لیکر اوس کنوین کے پاس آئے اور فرمایا کہ یہ وہی کنوان ہے جو مجکو اونہون نے
بتایا ہی پانی اوس کنوین کا ایسا سرخ تہا گویا مہندی گہولی ہے پہر جادو اوس کنوین سی نکالا بخاری
سی ایک روایت ہی کہ عائشہ صدیقہ رض نے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سی عرض کی کہ یا رسول اللہ تم
کسواسطے آپ اس جادو کی بات کو ظاہر نہین کرتے تا کہ وہ لوگ جنہون نے جادو کیا ہی رسوا ہون
آنحضرت نے فرمایا کہ مجکو اچہا نہین معلوم ہوتا کہ بدی لوگون کی ظاہر کرون اللہ تعالی نے مجکو صحت دی یہہ کیا
کام ہے کہ لوگون کی بدی ظاہر کرون اور شرار ثہادن ابن سعد نے کہا کہ حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے علی مرتضی اور عمار رضی اللہ عنہما کو بہیجا اور اونہون نے گلے خرمے کے پائی اوسمین گیارہ گرہ
تہین اور ایک روایت فتح الباری مین ہی کہ ایک شخص اوس کنوین مین اوترا اور گلے مین خرمے کے موم
کا پتلا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت کا پایا اوسمین سوئیان چبہائین ہوئی تہین اور ایک دہاگا
تہا کہ اوسمین گیارہ گرہ دی تہین تب جبرئیل علیہ السلام قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
لائے وہ دونو سورتون کی گیارہ آیتین تہین جب ایک آیت پڑہی جاتی تہی ایک گرہ اوس دہاگے
کی کہلتی اور ہر ایک سوئی نکلتی درد تسکین پاتا تہا اور راحت ہوتی تہی اور بعضے اہل بدعت کہتے ہین
کہ جادو کا اثر حضرت کی ذات مبارک پر نتہا اسواسطے کہ جادو پیغمبرون پر اثر نہین کرتا کیونکہ تاثیر
جادو کی نافرمانون پر ہوتی ہے کاملون پر نہین اگر جادو پیغمبر پر اثر کرے تو اوسکے مرتبہ مین نقصان
اور اوسکی نبوت مین شک و گمان ہے جو کچہ نسبت اثر جادو کی حضرت کی ذات مبارک کی ہی کرتے ہین سو

خالی وہم وخیال سے نہیں ہے **جان کہ** یہ انکار اونکا نامقبول ہے کسواسطے کہ صحیح حدیثون سے ثابت ہوا
کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کا اثر ہوا تہا اور اثر کرنا جادو کا حضرت مین صدق نبوت
پر دلیل ہے اسواسطے کہ کافر آنحضرت کو جادوگر کہتے تہے مقرر ہے کہ جو جادوگر ہے اوسپر جادو کا اثر نہین
ہوتا پس تاثیر کرنا جادو کا پیغمبر خدا مین واسطے اس حکمت اور مصلحت کے ہے **وصل اس بیان مین**
کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمارونکا علاج دوا سے کرتے تہے حضرت رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر مرضون کی دوا موافق وحی کے کرتے تہے اور بعضے وقت اپنے تجربے اور
اجتہاد سے ابوسعید خدری سے حدیث ہے کہ ایک شخص نے حضور مین سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
آکر عرض کیا کہ میرے بہائیکو دست آتے ہین حضرت نے اوسکو فرمایا کہ شہد پلا جب اوسنے شہد پلایا تو دست
زیادہ ہونے لگے پہر اوسنے آکر عرض کی پیغمبر خدا نے فرمایا کہ شہد پلا اسیطرح سے تین بار حضرت نے
شہد پلانے کے واسطے حکم فرمایا پہر چوتہی بار وہ شخص حضور مین آیا پہر بہی حضرت نے اوسکو یہی فرمایا
کہ شہد پلا اوسنے شہد پلایا تو دست بند ہوئے اور اچہا ہو گیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
صَدَقَ اللّٰہُ وَکَذَبَ بَطْنُ اَخِیْکَ یعنے اللہ تعالی نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بہائیکے پیٹ نے خطا کی
یعنے صلاحیت شفا کی نہین رکہتا تہا اسواسطے جلد اوسکو شفا نہین ہوئی امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ
علیہ نے کہا کہ شاید جناب رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوا ہوگا شہد مین فائدہ
ظاہر ہوتا ہے اسواسطے شہد پلانے پر حکم کیا جب فائدہ شہد سے ظاہر نہین ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اوسکے
پیٹ نے خطا کی امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جو بیمار شفا چاہے اوسکو چاہیے کہ اپنی
عورت کے مہر سے کچہ پیسا روپیہ بخشالے پہر اوسی مہر کے پیسون سے شہد خریدے اور ایک آیت قرآن سے
کاسے مین لکہے اور مینہ کے پانی سے اوس کاسے کو دہو کر شہد مین ملا کے پی لے اللہ تعالی اوسکو شفا دیگا
وصل حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تعبیر خواب کی فرماتے تہے قاضی
ابو بکر بن عربی نے کہ علما مالکیہ سے ہے کہا خواب دریافت ہے کہ اللہ تعالی اوسکو بندے کے دل مین پیدا کرتا ہے فرشتے
کے ہاتہ سے یا شیطان کے ہاتہ سے حاکم اور عقیلی نے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے علی مرتضے کرم اللہ وجہہ سے
ملاقات کی اور پوچہا یا علی لوگ جو خواب دیکہتے ہین بعضی باتین اوسمین سے سچ ہوتی ہین اور بعضی جہوٹ علی مرتضے
نے کہا سچ ہے مین نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا جو مرد اور عورت سوتی

ہین روح اونکی بدن سی نکل کر عرش کیطرف جاتی ہے جب نیچے عرش کے روح پونہچی اگر وہ بیدار نہین ہوتے تو اونکا خواب سچ ہوتا ہے اگر بیدار ہوا تو خواب اونکا جہوٹا ہوتا ہے ابن القیم سے حدیث ہی کہ خواب مسلمانکا کلام ہے کہ اللہ تعالی اوسکے ساتھ کرتا ہے حکیم ترمذی نے کہا کہ بعضے تفسیر کرنے والون نے اس آیت کی تفسیر مین ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب کہا کہ حجاب کی معنی خواب مین ہے یعنے اللہ تعالی انسان سے بات چیت نہین کرتا ہے مگر وحی سے یا خواب مین اوس انسان کے بخاری مین انس سے حدیث ہی کہ خواب مرد پرہیزگار کا چھیالیس حصے سے نبوت کی ہے بعضون نے کہا ہے مراد حصہ نبوت سے حصہ علم نبوت کا ہے اگرچہ نبوت منقطع ہوئی ہے پر علم اوسکا باقی ہے امام مالک سے لوگون نے پوچھا کہ ہر ایک چاہے تو خواب کی تعبیر کرے اونہون نے کہا کہ آیا نبوت سے کہیلیگا کیونکہ خواب اجزاء نبوت سے ایک جزء ہے عائشہ صدیقہؓ سے حدیث ہی کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بعد میرے مبشرات سے سوا سچے خواب کے باقی نہین رہیگا مسلم اور ابو داود نے ابن عباس سے حدیث کو ذکر کیا ہے کہ جناب رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایکروز اپنی بیماری کے وقت کہ جس بیماری مین آپ دنیا فانی سے جنت اعلی پر رونق افزا ہوئے پردے کو حجرہ مبارک کے اوٹہوا کر اصحابون سے جو اوسوقت صدیق اکبر رضے اللہ عنہ کے پیچھے صف باندہے ہوئے کہڑے ہوئے تہے کہا ہی لوگو کوئی چیز مبشرات سے نبوت کی باقی نہ رہیگی مگر خواب پرہیزگارون کی ترمذی اور دارمی اور مسلم سے حدیث ہی کہ راست ترین خواب وہ ہے کہ صبح کے وقت دیکہا جاتا ہے ابوہریرہ سے حدیث ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب وقت برابر ہوگا تو خواب مسلمانکا جہوٹا نہوگا اور بہت سچا خواب اوس شخص کا ہی جو تم مین سے بہت راست گو ہے وقت برابر ہونیکے معنون مین دو قول ہین ایک تو مراد رات اور دن کا برابر ہونا ہے یعنے جتنا دن ہو اوتنی رات بہی ہو جیسا بہار کے موسم مین رات اور دن برابر ہوتے ہین اور مزاج آدمیون کے اعتدال پر چنانچہ خواب کی تعبیر کرنے والون نے بہی کہا ہے کہ جسوقت رات دن برابر ہو تو خواب سچ ہوتا ہے بعضون نے اس معنون پر اشکال کی ہے جب رات اور دن برابر ہو تو مزاج سب آدمیون کے کیا مسلمان کیا کافر برابر ہوتے ہین مسلمانون کی خصوصیت اوسوقت کیا ہے جواب اوسکا یہ ہی کہ خواب کافر ونکا اعتبار نہین رکہتا اور اون کے خواب کو سچا کہنا منع ہی دوسرا قول یہ ہی کہ مراد وقت کے برابر ہونے سے آخر مدت خواب کی ہے اور بعضون نے کہا کہ مراد وقت کے

برابر ہونے سے وقت امام مہدی کا ہی اسواسطے کہ اوسوقت بہت خیر و برکت ہوگی اور وہ وقت عدل کا
ہی حدیث مین آیا ہے کہ جب کوئی مسلمان خواب مین ایسی چیز دیکھے کہ اوس چیز کو دوست رکھتا ہی تو وہ اللہ تعالے
کیطرف سے ہی چاہیے کہ جناب باری کی حمد و ثنا کرے اور اوس خواب کو بیان کرے اور اگر کوئی بد چیز کہ جس سے
دل ناخوش ہو دیکھے تو وہ شیطان کیطرف سے ہی چاہیے کہ اوس سے اعوذ پڑھے اور خدا تعالی سے پناہ مانگے
اور اوس خواب کو کسی سے ذکر نکرے اوسکو کچھ ضرر نہوگا مسلم مین مذکور ہے کہ برا خواب شیطان سے ہی کسی سے
اوس خواب کو نہ کہے اور چاہیے کہ تین بار بائین ہاتھ کیطرف تھوک کے اور اعوذ پڑھے اور ایک روایت مین
آیا ہی کہ ایک کروٹ سے دوسری کروٹ پھر جاوے اور ایک روایت مین مذکور ہے کہ نماز پڑھے اور کسی سے
خواب بیان نہ کرے مگر دوست دانا سے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عالم نصیحت کرنے والے سے
وہ خواب کہے اور آیۃ الکرسی پڑھے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایکبار ایک عورت
نے حضور مین سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آکر عرض کیا یا رسول اللہ خاوند میرا سفر کو گیا ہی اور
مین حاملہ ہون مین نے خواب مین دیکھا کہ ستون میری گھر کا ٹوٹ گیا اور مجھے احول بچا پیدا ہوا ہے
حضرت صلعم نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی تیرا خاوند بخیریت آکر تجھ سے ملیگا اور تجکو فرزند صالح پیدا
ہوگا عائشہ صدیقہ نے کہا کہ دوسری بار وہ عورت حضرت صلعم کے پاس آئی اوسوقت جناب رسالت
گھر مین تشریف نرکھتے تھے مین نے اوسکے خواب کا قصہ پوچھا اوس عورت نے خواب بیان کیا مین نے
اوسکے خواب کی تعبیر کی کہ تیرا خواب اگر سچا ہی تو خاوند تیرا مریگا اور بچہ بدکار تجکو پیدا ہوگا یہ سنتے ہی
وہ عورت بیٹھ گئی اور رونے لگی اتنے مین سرور عالم تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اے عائشہ
اسطرح سے مت کہہ جب تو مسلمان کو خواب کی تعبیر کرے تو خیر سے کر اسواسطے کہ جیسی تعبیر کیجاتی
ہی ویسا ہی خواب کا نتیجہ ہوتا ہی مذکور ہی کہ تعبیر کرنے والے کو چاہیے کہ پہلے خیر الکنا و شر لاعدائنا
کہے بعد اوسکے تعبیر خواب کی کرے چنانچہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے اور
صاحب مواہب نے کہا کہ آفتاب کے نکلنے اور غروب ہونیکے اور زوال کے وقت اور رات کو تعبیر خواب کی
نکیا چاہیے سبب منع کرنیکا معلوم نہین اور کوئی حدیث بھی اس باب مین نہین آئی منتہی عالم دین
نے کہا کہ خواب کی تعبیر کہنا اور وقتون کی نسبت صبح کی نماز کے نزدیک بہتر ہے اسواسطے کہ اوسوقت
تک خواب خوب یاد رہتا ہے اور آداب سے خواب دیکھنے والے کے یہ ہے کہ سچا ہو اور با وضو سوے ہی

کروٹ پر سووی جیسا کہ سنت ہی اور سوتے وقت سورۂ والشمس اور واللیل اور والتین اور سورۂ اخلاص اور معوذتین اور یہ دعا بھی پڑہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ سَیِّیٴِ الْاَحْلَامِ وَاَسْتَجِیْرُبِکَ مِنْ مَلَاعِبِ الشَّیْطَانِ فِی الْیَقْظَۃِ وَالْمَنَامِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رُؤْیَا صَالِحَۃً صَادِقَۃً نَافِعَۃً حَافِظَۃً غَیْرَ مَنْسِیَّۃٍ اَللّٰھُمَّ اَرِنِیْ مَنَامِیْ مَا اُحِبُّ اور چاہیے کہ خواب کسی دشمن اور جاہل سے نہ کہے تا کہ وہ اپنے جہل اور عداوت سے تعبیر بد نکرے **اگاہ ہو** کہ خواب دو قسم ہین ایک خواب پریشان جیسا کہ بیداری مین خیالات پریشان خاطر پر گذرتے ہین اور کبھی ایسا خواب شیطان کے فریب سے بھی ہوتا ہو اس لیے کہ شیطان چاہتا ہو کہ مسلمانونکو غمگین کرے اور دکھ مین ڈالے جیسا خواب مین کوئی دیکھے کہ سر اوسکا کٹ گیا ہی یا وہ مرگیا ہی چنانچہ مسلم نے جابر سے روایت کی کہ ایک **اعرابی** حضور مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مین نے خواب دیکھا کہ سر اتن سے کٹ گیا ہے اور مین اوسکے پیچھے پہرتا ہون حضرت نے اوس اعرابی کو فرمایا کہ ایسا خواب بیان مت کر اسواسطے کہ شیطان نے تجکو خواب مین فریب دیا ہی اور دوسری قسم خواب صادق جیسا کہ خواب پیغمبرونکا اور اونکے تابعین کا اور حدیث مین آیا ہی کہ فجر کا خواب سچا ہی یعنے صبح کے نزدیک جو کوئی خواب دیکھے تو وہ خواب سچا ہے

وصل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خواب دیکھنے اور تعبیر کرنے کے بیان مین

بخاری مین ابن عمر سے حدیث ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ خواب مین میرے پاس ایک پیالہ دودہ کا لاکر رکھا مین نے اوس دودہ کو خوب پیٹ بھر کر پیا باقی جو رہا سو عمر کو دیا اصحابون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی حضرت نے فرمایا تعبیر اسکی علم ہے شیخ ابن ابی حمزہ نے کہا کہ سرور عالم نے تعبیر دودہ کی علم سے اسواسطے کی کہ جب شب معراج مین آپکے روبرو دو پیالی ایک دودہ کا اور دوسرا شراب کا رکہا گیا تو حضرت نے دودہ کا پیالہ قبول کیا اور اوسکو نوش جان فرمایا تب جبرئیل نے سید عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ آپ نے دینکو اختیار کیا اور بعضی حدیثون مین دانائی اور بعضی روایتون مین علم اور دین آیا ہی ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ خزانے زمین کے مجکو ملے **اگاہ ہو** کہ یہ خزانے کسریٰ اور قیصر وغیرہ اور بادشاہون کے خزانون سے کنایہ ہے جو حضرت کی امت کے تصرف مین

آئے اور فرمایا کہ پہر میرے دونو ہاتہو نمین دو کنگن سونے کے پہنائے گئے وہ کنگن مجکو بہت برے
معلوم ہوئے اور میری خاطر اونسے غمگین ہوئی تب مجہپر وحی آئی کہ اون دونون کنگن کو پہوک مار پہر مین نے
ایک پہوک ماری وہ کنگن جاتے رہے اور ایک روایت مین آیا کہ وہ کنگن اوڑ گئے پس مین نے
دونو کنگنون کی تعبیر دو جہوٹون سے کی کہ مین اونکے درمیان ہون ایک تو صنعان کا رہنے والا اور
دوسرا یمامہ کا کہ ان دونون نے دعوی پیغمبری کیا فائدہ جان کہ صنعان تختگاہ یمن کے ملک کا
ہے اور یمامہ حجاز کے شہرون سے ایک شہر ہے یمن مین دعوی نبوت کا اسود عنسی نے کیا اوسکو
فیروز دیلمی نے پیش از وفات آنسرور ع کے مار ڈالا چنانچہ وحی بہی اوس مردود کے قتل ہونے پر
حضرت ع کی بیماری کی حالت مین نازل ہوئی اور آپ نے اوسکے قتل کی خبر دی کہ اسود عنسی کو
بندہ صالح یعنی فیروز دیلمی نے مار ڈالا اور مسیلمہ کذاب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین مارا گیا
قصہ اوسکا مشہور ہے اور عبد اللہ بن عمر سے حدیث ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ مین نے خواب مین ایک عورت سیاہ رنگ کو کہ بال اوسکے بکہرے ہوئے تہے دیکہا کہ مدینے
سے نکلکر حجفہ مین جا کر رہی حجفہ ایک گانو کا نام ہے کہ مکے اور مدینے کے بیچ مین واقع ہے اور اوسمین
یہود رہتے تہے سرور عالم ع نے اوس خواب کی تعبیر کی کہ مدینے کی وبا حجفہ کیطرف گئی حضرت ع کی تشریف
لانے سے آگے مدینے کے درمیان وبا اور تپ بہت تہی حضرت ع نے اوسکو مدینے سے نکالکر گانو
کے شہر کیطرف بہجوا دیا اور ابی موسی رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ مین نے خواب مین دیکہا کہ ایک تلوار کو مین نے ہلایا تو وہ ٹوٹ گئی پہر دوسری بار جو ہلایا
تو اچہی ثابت ہو گئی یعنے جیسی تہی ویسی ہو گئی پہلے ہلانے سے جو تلوار ٹوٹی اوسکی تعبیر مین نے
اوس چیز کی جو جنگ احد مین مومنونکو ایذا پہنچی اور دوسری بار ہلانے سے جو اچہی ہو گئی اوسکی
تعبیر اوس چیز کی کہ جو اللہ تعالی کے فضل سے فتح ہوئی اور مومن سب جمع ہوئے اور بخاری
مین اونہین ابی موسی سے مذکور ہے کہ جناب رسالت ع نے فرمایا کہ مین نے خواب مین دیکہا
کہ مکے سے اوس زمین کیطرف ہجرت کرتا ہون کہ جسمین درخت خرمے کے بہت ہین پس مین نے
خیال کیا وہ زمین یمامہ کی ہوگی یا زمین ہجر کی کیونکہ اون دونو زمینو نمین خرمے کے درخت بہت
ہین بعد اوسکے اللہ تعالی نے مجکو خبردار کروایا کہ وہ زمین یثرب کی ہے اور امام احمد رح وغیرہ نے

روایت کی کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ مین نے زرہ پہنی
ہے اور گائین ذبح کیجاتی ہین پہلا یک اللہ تعالی نے مجکو خیر وثواب اور صدق عنایت فرمایا پس مراد
زرہ سے مدینہ اور گاؤن کے ذبح ہونے سے اون لوگونکو تعبیر کیا جو اصحاب جنگ احد مین مارے
گئے اور خیر وثواب کی تعبیر کی فتح وثواب جو صبر کرنے سے قبل از جہاد کے روز بدر کے حاصل ہوا ابن عمر
سے روایت ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے خواب مین ایک کنوین پر کھڑے
ہو کر ڈول سے پانی اوس کنوین کا بہت سا کھینچا بعد اوسکے ابی قحافہ آیا اور اونے بھی ایک ڈول
کھینچا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ ابوبکر آیا اور ڈول میرے ہاتہ سے لیا تاکہ مجکو آرام ملے اور ایک
روایت مین آیا ہے کہ ابو بکر رض کے برابر مین نے کسیکو نہ دیکھا کہ مثل اوسکے کام کرے پس ہوا وہ
ڈول بہت بڑا اور اوسکے ڈول کھینچنے مین ضعف معلوم ہوتا تہا بعد اوسکے عمر ابن الخطاب رض آیا
اور اوسکے ہاتہ سے ڈول کو لیکر پانی اوس کنوین کا اسقدر کھینچا کہ سب لوگ پیکر سیراب ہوگئے اور حوض
بہکے پانی اوبل گیا مواہب مین لکہا ہے کہ نووی نے کہا کہ یہ مثال اوس چیز کی ہے جو اون دو
خلیفہ سے آثار نیک ظاہر ہوئے اور خلایق کو بہت فایدے اونسے پہونچے اور یہ سب حقیقت مین
رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض ہے اس لیے کہ صاحب امر تو وہی ہین اونہون ہی نے
دین کو مضبوط کیا بعد اونکے ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور لوگون کو جو دین سے پہر گئے
تہے قتل کیا بعد انکے حضرت عمر رض خلیفہ ہوئے اونکے وقت مین اسلام بہت زیادہ ہوا اور دین کو اور
کنوین سے کہ جسمین پانی ہے تشبیہ دی اسواسطے کہ اوس سے اونکی حیات اور درستی کام کی ہے
اور فرمانا حضرت کا کہ ابوبکر رض نے ڈول میرے ہاتہ سے لیا تاکہ مجکو آرام دے اشارہ ہے ابوبکر رض کی
خلافت پر بعد از وفات آنسرور کے اسواسطے کہ موت دنیا کی سختی سے آرام دیتی ہے صدیق
اکبر رض بعد از وفات سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعانت اور تدبیر مین امت کی کامون کی جیسا
چاہیے ویسا متوجہ ہوئے اور اوسکا سرانجام دیا اور فرمانا حضرت م کا کہ اوسکے ڈول کھینچنے مین
ضعف ہے اشارہ ہے کمی مدت خلافت پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کہ اونہون نے بعد از پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو برس خلافت کی اور خلافت عمر رضی اللہ عنہ کی بہت مدت تک تہی
اونکی خلافت مین اسلام کو بہت سے فتوحات ہوئے اور اسلام بہت زیادہ ہوا مسلم نے انس سے

روایت

روایت کی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے آج کی رات خواب دیکھا
کہ عقبہ بن رافع کے گھر مین ہمارے آگے ایک طبق کھجور کا کہ ابن طاب کی قسم سے تھی لاکے رکھا گیا
ابن طاب ایک قسم کی کھجور ہے مدینہ مین ابن طاب ایک شخص کا نام تھا شاید اوسنے اوس کھجور
کو بویا تھا یا وہ اس کھجور کو بہت پیار سے کہاتا تھا اسواسطے اوس کھجور کا نام ابن طاب مشہور
ہوا حضرت نے اس خواب کی تعبیر کی کہ دنیا اور آخرت مین عاقبت اون لوگون کی بخیر ہوگی بیان
کیا اس ورد کا تعبیر کرنا صرف اون مناسبتون سے نہین تہا کہ لوگون نے مذکور کی ہین اور نہ اس
مناسبتون سے جو اہل تعبیر کو حاصل ہوتی ہین بلکہ وحی اور الہام سے تہا وصل حضرت منتہم
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اصحابون کے خوابون کی تعبیر کی
اور جو مذکور ہوا سوا اون خوابون کی تعبیرین تہین کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
خود خواب دیکھے تہے اور تعبیر کی تہی اور صحابہ کے خوابون کی جو تعبیرین کی ہین وہ بہی بہت
ہین چنانچہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تہی کہ جب آپ فجر کی نماز سے فراغت
پاتے تو اصحابون کے پاس تشریف لاتے اور پوچھتے تہے کہ اگر تم مین سے کسینے آجکی رات خواب دیکھا
ہو تو مجھسے بیان کرے تا مین اوسکی تعبیر کرون اگر کوئی صحابی اپنے خواب کا احوال عرض کرتا تو
حضرت اوسکی تعبیر فرماتے تہے اگر صحابہ عرض کرتے تہے کہ ہم مین سے کسی نے خواب نہین دیکھا
تو آپ نے جو خواب دیکھا ہوتا تہا اوسکو بیان فرماتے تہے اور حضرت کے پوچھنے کا سبب یہ تہا
کہ اپنے اصحابونکا احوال معلوم کرین کہ سلوک ہر ایک کا کس مرتبہ تک پہنچا ہے اور اسکے
تدبیر کیا کیا چاہیے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ غرض تہی کہ آپ مکے کی فتح کی خوشخبری کے
منتظر تہے اور چاہتے تہے کہ کہین سے خوشخبری فتح مکہ کی پہونچے ایکروز آپ نے موافق عادت کے
اصحابون سے پوچھا کہ کسینے تم مین سے آجکی رات خواب دیکھا ہو تو مجھہ سے بیان کرے سبھون نے
عرض کی یا رسول اللہ آجکی رات کسی نے خواب نہین دیکھا تب آنسرور نے فرمایا کہ مین نے آجکی
رات خواب دیکھا ہے کہ دو شخص آکر میرا ہاتھ پکڑ کے مجکو زمین مقدس کیطرف لے گئے یکایک وہان
مین نے دو شخصونکو دیکھا کہ ایک بیٹھا اور دوسرا کھڑا ہے جو کھڑا ہے اوسکے ہاتھ مین ایک لوہے کا قلابہ ہے
اور وہ شخص اوس قلابیکو اوس بیٹھے ہوئے کے کلے مین یہانتک چبھوتا ہے کہ وہ قلابہ اوسکی گدی تک

پہونچتا ہی اوسیطرح سی دوسرے کلے میں بہی چہوتا ہی پہر اوسکے کلے باہم ملجاتے ہیں اور درست ہوجاتے
ہیں پہر وہ شخص اوسیطرح اونہو کرتا اوسکے کلے مین چہوتا ہی مین نے اون دونو شخصون سی کہ جو میرے
ہاتہ پکڑے تہے پوچہا کہ یہ کیا حالت ہی اونہون نے کہا چلو مت پوچہو اور چیزین بہی تمکو دیکہنی ہین پہر
ہم چلے اور وہان آئے کہ ایک شخص کروٹ پر سوتا تہا اور دوسرا شخص پتہر اپنے ہاتہ مین لیکر اوسکے سر کو
پہوڑتا تہا جب پتہر اوسکے سر پر مارتا تو پتہر لڑہک جاتا تہا جب تک وہ پتہر اوٹہا لاتا اوسکا اچہا
ہوجاتا پہر وہ اوسکے سر کو پہوڑتا مین نے اون دو شخصون سے جو میرے ساتہ تہے پوچہا کہ یہ کیا ہی کہا
اونہون نے آگے چلو کچہہ مت پوچہو پہر ہم ایک گڈہے کے پاس پہونچے کہ تنور کیطرح تہا اوسکا
چہوٹا اور پیٹ اوسکا چوڑا تہا اور نیچے اوسکے آگ جلتی تہی اور اوسمین بہت سی مرد اور عورتین برہنہ
پڑے تہے اور جب اوس آگ کی لپٹ بلند ہوتی تو اوسکے اندر والے اوپر تنور کے آتے اور جسوقت
آنچ اوسکی دہیمی ہوتی تو اندر تنور کے جاتے مین نے پوچہا کہ یہ کیا ہے اونہون نے جو میرا ہاتہ پکڑے
ہوئے تہے کہا آگے چلو پہر ہم وہان سے چلے اور ایک جا پر پہونچے کہ نہر لہو کی بہتی تہی اور ایک
مرد اوس نہر مین پڑا ہوا اور ایک دوسرا شخص کنارے پر نہر کے کہڑا تہا اور آگے اوسکے بہت سی پتہر
پڑے تہے وہ شخص کہ نہر مین تہا چاہتا کہ باہر آوے تب یہ مرد جو باہر کہڑا تہا ایک پتہر اوسکے منہ
مارتا کہ وہ باہر نہ آوے وہین مرد پہر جاتا مین نے پوچہا یہ کیا ہے اونہون نے کہا آگے چلو
پہر ہم آگے چلے اور ایک سبزہ زار مین آپہونچے اوسکے درمیان ایک بڑا سا درخت تہا اور درخت
کے نیچے ایک پیرمرد اور کئی بچے بیٹہے تہے اور ایک شخص درخت کے نزدیک آگ سلگاتا تہا وہ دونو
شخص جو میرے ساتہ تہے مجکو اوس درخت پر لیچلے ایک گہر مین جو اوس جہاڑ پر تہا لیگئے مین نے
ایسا گہر کبہی نہین دیکہا تہا اور اوسمین مرد اور جوان عورتین اور لڑکے تہے بعد اوس گہر سے
مجکو باہر لائے اور دوسرے گہر مین کہ وہ پہلے گہر سے بہتر اور خوشتر تہا لے گئے اوسمین بہی بوڑہے
اور جوان جمع تہے مین نے اون دونو شخصون سے کہ میرا ہاتہ پکڑے ہوئے ساتہ تہے کہا کہ آجکی رات
تمنے مجکو بہت پہرایا اب وہ چیزین جو مین نے دیکہین اونکا حال مجکو بتاو اونہون نے کہا اچہا
بتلاتے ہین تمنے پہلے جس مرد کو دیکہا کہ اوسکے کلے کو چیرتے تہے وہ جہوٹا ہے کہ جہوٹی باتین کیا کرتا
تہا اور اوسکی جہوٹی باتین سارے عالم مین پہنچین تہین اوسکو یہ سزا اوسکے جہوٹہ کی قیامت تک

دیجاتی ہی اور وہ مرد کہ جسکا سر پہوڑا جاتا ہی وہ شخص ہی کہ اللہ تعالی نے قرآن اوسکو سکہایا اور وہ اوسکو
سو گیا اور قرآن نہ پڑہا اور شب کی نماز کیواسطے بہی نہیں اوٹہا اور دن کو کچہ عمل نیک نہیں کیا اسواسطے
اوس پر یہ عذاب جو تمنی دیکہا قیامت تک کیا جاتا ہے اور وہ لوگ جو تنور میں پڑے ہین زنا کار ہین
اور جسکو تمنی دیکہا کہ لہو کی نہر میں ہے وہ بیاز خوار ہے اور اوس پیر مرد کو جو تمنی درخت کے نیچے
دیکہا ابراہیم علیہ السلام ہی اور لڑکے جو اون کے پاس تہے وہی لوگونکی اولاد ہین اور وہ مرد
جو آگ کو سلگاتا تہا سو مالک خازن آتش ہی اور پہلے تم جس گہر مین داخل ہوئے وہ عوام الناس
مسلمانونکا گہر ہے اور دوسرا گہر شہیدونکا ہے اور میں جبرئیل اور یہ میکائیل ہے پہر دونون نے
کہا کہ تم سر کو اوٹہاؤ تب مین نے سر کو اپنے اوپر اوٹہایا تو دیکہا کہ ایک ابر کا ٹکڑا سا برس رہا ہی
مین نے اون سے پوچہا یہ کیا ہے اون دونون نے کہا یہ تمہارا اسکان ہی مین نے کہا تو مجہکو
یہان چہوڑ دو اونہون نے کہا ابہی عمر تمہاری باقی ہے جب آپ کی عمر تمام ہوگی تو اس مکان مین
آوگے اور روایت ہی کہ زرارہ بن عمر نخع کیطرف سے ایلچی ہوکر حضور مین رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے راہ مین خواب دیکہا کہ ایک گدہی کہ اوسکو
مین اپنے قبیلے مین چہوڑ آیا ہون سو بکری کا بچہ سیاہ اور سپید رنگ کا یعنے ابلق جنی ہے حضرت
نے فرمایا کہ آیا تو کوئی باندی اپنی گہر مین چہوڑ آیا ہے کہ وہ تجہہ سے حاملہ ہوئی ہے اوس نے
عرض کی کہ باندی گہر مین ہے گمان رکہتا ہون کہ وہ حاملہ ہوئی ہو تب حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ باندی تیرا فرزند جنی ہے پہر زرارہ نے عرض کیا کہ کیا سبب جو بچہ
دو رنگ جنی ہے سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ تو میرے نزدیک آ زرارہ جب حضرت صلعم کے نزدیک آیا تو
آپ نے فرمایا آیا تجہکو سپید داغ برص کے ہین کہ تو اوسکو لوگون سے چہپاتا ہے زرارہ نے عرض کی
قسم ہے اوس خدا کی کہ جس نے آپکو رسول بہیجا کسی شخص نے آجتک اون داغونکو میرے نہین دیکہا
اور نہین معلوم کیا حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سیاہی اور سپیدی جو بچے
کے بدن پر ہے سو تیرے برص کا اثر ہے کہ وہ تیرے بچے مین ظاہر ہوا پہر زرارہ نے عرض کی یا
رسول اللہ صلعم مین نے خواب مین دیکہا کہ نعمان بن منذر کے کانونمین دو گوشوارے اور دونو بازو پر بازو بند
اور ہاتہونمین کڑے ہین نعمان عرب کا بادشاہ کسرے کے زمانے مین تہا حضرت سرور عالم صلعم نے فرمایا

کہ وہ ملک عرب ہی زینت اور خوشی اور پوشش مین پھر اپنی حالت پر پھر یگا پھر زرارہ نے عرض کیا
کہ مین نے خواب مین ایک بوڑھے کو دیکھا کہ اوسکے بال سپید و سیاہ ملے ہوئے ہین اور وہ زمین سے
نکلتی ہے جناب رسالت ﷺ نے فرمایا کہ یہ بقیہ دنیا ہی پھر زرارہ نے عرض کی کہ مین نے خواب مین
دیکھا کہ ایک آتش زمین سے نکلی ہے میرے اور میرے فرزند کے درمیان کہ اوسکا نام عمرو حائل
ہوئی ہے اور لظی لظی ہی لظی آگ کی لپیٹ کو کہتے ہین اور دوزخ کا نام ہے اور وہ کہتی ہے کہ بینا و
نابینا سبکو کہاؤن گی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ آگ ایک فتنہ ہے کہ آخر زمانہ مین پیدا ہوگا زرارہ ا
عرض کی یا رسول اللہ کیسا ہے وہ فتنہ جو آخر زمانے مین پیدا ہوگا فرمایا حضرت ﷺ نے کہ لوگ اپنے
امام کو یکبارگی دفعتہ مار ڈالین گے اور بعد اوسکے آپسمین اختلاف کرینگے سرور عالم ﷺ اپنی اونگلیونکو درہم
لائے اور فرمایا کہ اوس فتنے مین بدکار گمان کریگا کہ مین نیک کار ہون اور لہو مسلمان کا مسلمان کے
نزدیک پانی سے زیادہ میٹھا ہوگا یعنے مسلمانونمین باہم خون ریزی اور لڑائی ہوگی

وصل اوس بیان مین ہے جو حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحابون سے خواب پوچھنا موقوف فرمایا

بخاری اور ترمذی نے سمرہ بن
جندب سے روایت کی کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اصحابون سے اپنے پوچھتے تھے
کہ اگر کسی نے تم مین سے خواب دیکھا ہے تو مجھ سے بیان کرے تاکہ مین اوسکی تعبیر کردون جو شخص
خواب کرتا آپ اوسکی تعبیر فرماتے تھے بعد اوسکے سرور عالم ﷺ نے خواب پوچھنا موقوف فرمایا اگر کوئی
خود حضور مین آکر خواب اپنا عرض کرتا تو آپ اوسکی تعبیر کرتے تھے اور از خود نہین پوچھتے تھے حضرت
کے پوچھنے کا سبب اپنے اصحاب سے تو آگے مذکور ہوا مگر حضرت ﷺ نے خواب پوچھنا جو موقوف کیا اسمین
اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ سبب ترک کرنیکا یہ ہے کہ ایکروز جناب رسالت ﷺ نے اصحاب کو فرمایا
کہ کسی نے تم مین سے خواب دیکھا ہے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ مین نے دیکھا ہے آپنے
فرمایا کہ بیان کر اوس نے عرض کی کہ مین نے دیکھا کہ ایک ترازو آسمان سے نازل ہوئی اوسمین جب
آپکو اور ابوبکر کو تولا تو آپکا پلہ بھاری ہوا جب ابوبکر اور عمر کو تولا تو ابوبکر کا پلہ بھاری ہوا بعد اوسکے
وہ ترازو جاتی رہی یہ خواب حضرت ﷺ کو بہت برا معلوم ہوا اور آپ غمگین ہوئے اور آپکی خاطر
مبارک پر اس خواب سے کراہت ہوئی لہذا اسکے حضرت ﷺ نے خوابکا پوچھنا اصحابون سے ترک

فرمایا کہتے ہین کہ حضرتؐ کو کراہت ہونیکا سبب اس خواب سے یہ تہا کہ اوسکے خواب سے بعضے اصحابون کے مرتبے کی زیادتی بعضے اصحابون کے مرتبے پر ظاہر ہوگی اور اوسکا پوشیدہ رہنا بہتر اور مناسب تر تہا اگرچہ آپ نے بعضے اصحاب بعضے اصحاب پر ترجیح دی ہے خصوص ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کو لیکن آپ نے اس تفاوت مراتب کا ظاہر ہونا خوب نہین جانا اسواسطے کہ اللہ تعالی نے احوال خلایق کا جو پوشیدہ رکہا ہے اسمین ایک حکمت اور مشیت الٰہی ہے اور ابن قتیبہ نے کہا کہ خواب پوچہنا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہوڑ دیا سبب اسکا حدیث ابن زمل کی ہے کہ ایکروز سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر کی پڑہ کے صحابون کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کسی نے تم مین سے خواب دیکہا ہے ابن زمل نے عرض کی یا رسول اللہ مین نے دیکہا ہے حضرتؐ نے خیرًا لقیتہ وخیرًا تلقاہ وشرًا توقاہ وخیرٌ لنا وشرٌ علی اعدائنا والحمد للہ رب العالمین پڑہ کے فرمایا اپنا خواب بیان کر اونہون نے عرض کی کہ مین نے خواب مین دیکہا کہ سب لوگ شاہراہ پر آہستہ آہستہ چلے جاتے ہین آتے آتے ایک بڑی سی چراگاہ مین آپہنچے کہ ایسا تروتازہ سبز چراگاہ شاید کسی نے ندیکہا ہو وہ چراگاہ ایسا چمکتا تہا کہ گویا اوسمین سے طراوت ٹپکتی ہتی اور طرح بطرح کی گہاس اوسمین تہی اور مین بہی وہان موجود تہا اور جو لوگ پہلے اوس چراگاہ مین آئے تہے اونہون نے اوسکی خوبی اور سبزی دیکہکر تعجب کیا اور تکبیر پڑہی بعد از اپنے گہوڑونکو اوسمین چرنے کے لیے چہوڑ دیا اور اپنی راہ نہین بہولے بعد اوسکے ایک گلہ زیادہ پہلے گلے سے اوس چراگاہ مین آیا اور اونہون نے بہی اوسکی تروتازگی پر وجد کیا اور تکبیر پڑہی اور اپنے جانورونکو چہوڑ دیا بعضون نے اونمین سے اپنے جانورونکو چرایا اور بعضون نے گہاس کاٹ کے گٹہڑی باندہ لیی اور وہان سے نکل آئے بعد اوسکے اوس چراگاہ مین بڑے بڑے لوگ شان وشوکت والے آئے اور تکبیر پڑہی اور کہا کہ یہ بہت بہتر جگہہ ہے اور اوسمین مقام کیا اور ہر طرف چراگاہ کے پہرے جب مین نے یہ حالت دیکہی تو وہان سے چلا جہان وہ چراگاہ تمام ہوتی تہی وہان پہونچا دفعۃً دیکہتا ہون کہ مین آپ کو سناتا ایک منبر پر ہون کہ اوسکی سات سیڑہیان ہین اور آپ سب سے اوپر کی سیڑہی پر تشریف رکہتے ہین اور آپ کے دہنی طرف ایک شخص بلند قامت گندم رنگ تہا جب وہ بات کرتا تو بلند ہوتا تہا اور آپ کے بائین جانب ایک شخص میانہ قد جسیم تہا اور منہ پر اوسکے سرخ خال تہے جسوقت وہ بات کرتا تو آپ اوسکے بات سننے کے واسطے متوجہ ہوتے تہے اور

منبر کے آگے ایک پیر مرد بزرگ تہا گویا آپ اوسکا اقتدا کرتے ہین اور آگے اوسکے ایک ناقہ دبلا لاغر ہے یا رسول اللہ گویا آپ اوس ناقہ کو ہانکتے اور چراتے ہین جب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خواب ابن رمل سے سنا ایکساعت تک رنگ چہرۂ مبارک کا متغیر ہوگیا بعد اوسکے آنسر ور سینے اوس خواب کی تعبیر مین ابن رمل کو فرمایا کہ تو نے رستہ جو کشادہ دیکہا سو وہ راہ ہے کہ مین نے تمکو دکہائی اور تم اوس راہ پر ہو اور چراگاہ جو تو نے دیکہا سو وہ دنیا ہے اور نضارت اور سرسبزی اوسکی عیش کی ہے کہ جس سے ہم دل بستہ نہین اور اوس نے ہماری تئین نہین چاہا اور ہمنے اوسکو نہین چاہا اور دوسرا اور تیسرا گلہ انا للہ وانا الیہ راجعون اس کلام کو مصیبت کے وقت پڑہتے ہین اور مقصود آنسرور کو اس کلام کے پڑہنے سے اون دو جماعتونکا احوال بیان کرنا تہا کہ وہ عیش اور لذات مین دنیا کی گرفتار ہے اور کار خیر اور عمل نیک نہین کیا جیسا کہ بعضے بادشاہ اور امراء نے حضرت کی امت کی کیا اور حضرت نے فرمایا ای ابن رمل تو میرے طریقے پر یعنے راہ نیک پر ہے اور ہمیشہ رہیگا مرتے دم تک جیسا کہ تو نے کہا کہ مین آپ کے ساتہ ہون یا رسول اللہ اور تو نے سات سیڑہیونکا منبر جو دیکہا وہ دنیا ہے اور عمر اوسکی سات ہزار برس کی ہے اور مین ایک ہزار برس آخر مین ہون جو اعلی پایہ ہے اور مرد دراز قد گندم رنگ موسی علیہ السّلام ہے کہ مین اوسکا اکرام کرتا ہون اسواسطے کہ اوسنے بلا واسطہ اللہ تعالی سے کلام کیا ہے اور مرد میانہ قد جسیم عیسی علیہ السّلام ہے مین اوسکی تعظیم اسلیے کرتا ہون کہ اوسکا مرتبہ خدا تعالی کے نزدیک بڑا ہے اور وہ پیر مرد جو تو نے مجکو اوسکا اقتدا کرتے ہوئے دیکہا سو ابراہیم علیہ السّلام ہے اور وہ جو تو نے دیکہا کہ مین ایک ناقہ لاغر بوڑہی کو چراتا ہون سو وہ قیامت ہے کہ مجہپر اور میری امت پر قایم ہوگی اور بعد میرے کوئی دوسرا نبی نہین ہے اور کوئی امت بعد میری امت کے نہین ابن رمل نے کہا کہ بعد اس خواب کے جناب رسالتمآب نے کسی صحابی سے خوابکا سوال نہین کیا اور سوال کرنا ترک فرمایا مگر کوئی اتفاقاً حضور مین حضرت کے اگر اپنا خواب بیان کرتا تو آپ اوسکی تعبیر فرماتے تہے وگرنہ آپ سوال خوابکا کسی سے نہین کرتے تہے

ساتوان باب حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمای شریف کے بیان مین

جان کہ اللہ تعالی نے اپنی حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت نامونکو قرآن شریف اور کتابونمین اپنی ذکر کیا اور آگے کے نبیون کی زبان

پیدا ہوا سب ناموں سے مشہور نام محمد ﷺ ہے اور یہ نام حضرت کا اللہ تعالیٰ نے آپ کے دادا عبد المطلب
کی زبان سے رکھوایا لوگوں نے عبد المطلب سے کہا کہ تم نے کس واسطے محمد اپنے پوتے کا نام رکھا حالانکہ
یہ نام نہ تمھارے بزرگوں کا ہے اور نہ کسی تمھاری قوم والے کا عبد المطلب نے کہا اس واسطے کہ میں امید
رکھتا ہوں کہ سارا عالم اوسکی حمد و ثنا کریگا اور کہتے ہیں کہ عبد المطلب نے خواب میں دیکھا تھا کہ گویا اوسکی
پیٹھ سے ایسی زنجیر چاندی کی باہر نکلی ہے کہ ایکطرف اوسکی آسمان میں ہے اور ایکطرف مشرق اور ایک
طرف مغرب میں بعد اوسکے وہ زنجیر ایک درخت ہوگئی کہ ہر ایک پتی پر اوس درخت کی نور چمکتا ہے اور
سارا عالم اوس درخت سے لٹکا ہوا ہے تعبیر کرنے والوں نے اوسوقت کے خواب کی یہ تعبیر کی کہ ایک
لڑکا ایسا تیری پشت سے پیدا ہوگا کہ اہل مشرق اور مغرب سب اوسکی فرمان برداری کرینگے اور
اہل آسمان اور زمین اوسکی تعریف اسواسطے عبد المطلب نے آپکا نام محمد ﷺ رکھا اور اس نام مبارک
کو رکھنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت کی والدہ بی بی آمنہ نے عبد المطلب سے کہا کہ مجھکو خواب میں
کسی نے کہا کہ اے آمنہ تیرے پیٹ میں اس امت کا سردار ہے جب تو اوسکو جنے گی تو نام اوسکا
محمد ﷺ رکھنا آگاہ ہو کہ لوگوں نے کہا ہے کہ یہ بھی حضرت کی نبوت کی علامت ہے کہ آگے آپکے کسیکا
نام محمد نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس نام کو اپنی حفظ و امان میں رکھا تھا تاکہ اوس نام مقدس
میں اشتباہ اور اشتراک نہو جب حضرت کا ظہور قریب ہوا اور اہل کتاب نے سرور عالم صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے قریب پیدا ہونے کی بشارت دی اور آپ کے نام مبارک سے خبر کی تب اکثر لوگوں نے اپنے
فرزندوں کا نام محمد رکھا اس امید سے شاید کہ وہی ہو واللہ اعلم اور شیخین کی حدیث میں جبیر بن مطعم
سے مذکور ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں اور میں
احمد ہوں اور میں ماحی ہوں اور میں حاشر ہوں اور میں عاقب ہوں ماحی جو حضرت کا نام ہے
اوسکے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر کو دور کریگا اور حاشر کے معنی یہ ہیں کہ قیامت
کے روز آنسرور ﷺ سب سے پہلے قبر سے اوٹھینگے اور محشور ہونگے اور تمام لوگ بعد از حضرت کے
اوٹھینگے اور جمع ہونگے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے ہُوَ اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ یعنے پہلے پہل سید
عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم محشور ہونگے اور بعد سارے لوگ اور معنی عاقب کے پیچھے آنے والا یعنی آپ خاتم النبیین
ہیں اور بعد حضرت ﷺ کے کوئی نبی نہوگا اور یہ پانچ نام آنسرور ﷺ کے پہلی کتابوں میں مذکور اور آگے کی امت کی

عالمونکو معلوم ہے اور بعضی حدیثونمین چہ نام آئے ہین پانچ نام وہ جو مذکور ہوئے اور چہٹا نام ایکا حاشر ہے اور نقاش سے روایت ہے کہ حضرت پیغمبر خدا نے فرمایا کہ قرآنمین میرے سات نام ہین محمد احمد یٰس طٰہٰ مدثر مزمل **فائدہ** جان کہ لفظ مین چہ نام ہین مگر معنون مین سات اسم اسی کہ طٰہٰ کے معنی طاہر اور ہادی ہین یہ دو نام ہین اور بعضے حدیثونمین آیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام ہین ہین پانچ نام وہ ہین جو حدیث اول مین مذکور ہوئے اور پانچ نام یہ ہین کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین رسول رحمۃ ہون اور مین رسول راحۃ ہون اور مین رسول الملاحم ہون اور مین مقفی ہون اور مین قیم ہون چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنے نہین بہیجا ہمنے تجکو مگر واسطے رحمۃ کرنے عالمیون کے اور فرمایا بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ یعنے تو مومنون کے ساتہ رحم کرنے والا ہے اور آپ کی امت کی تعریف مین فرمایا امت مرحومہ اور دوسری جا فرمایا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَۃِ یعنے بعضے بعضون پر رحم کرتے ہین اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دوست رکہتا ہے ان بندون کو جو رحم کرتے ہین اور فرمایا کہ رحم کرنے والون پر رحم کرتا ہے یعنے جو کوئی اہل زمین پر اپنے اپنا ہر پر رحم کرتا ہی اوسپر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے اور معنی ملاحم کے جنگ کرنے والا ہی جیسا کہ حضرت نے خدا کی راہ مین جہاد کیا ویسا کسی نے نہین کیا اور معنی مقفی کے کرم کرنے والا اور معنی قیم کے کامل ہیں اور نبی التوبہ بہی حضرتکا نام ہے یعنے بہت خلائق نے اوس سرور کے ہاتہ پر کفر اور گناہ سے توبہ کی اور قرآن شریف مین حضرت کے القاب اور اسما جو آئے ہین یہ ہین نُورٌ ✤ سِرَاجٌ ✤ مُنِیْرٌ ✤ مُنْذِرٌ ✤ نَذِیْرٌ ✤ مُبَشِّرٌ ✤ بَشِیْرٌ ✤ شَاہِدٌ ✤ شَہِیْدٌ ✤ حَقُّ الْمُبِیْنُ ✤ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ✤ اَمِیْنٌ ✤ عَزِیْزٌ ✤ حَرِیْصٌ ✤ رَءُوْفٌ ✤ رَحِیْمٌ ✤ قَدَمُ صِدْقٍ ✤ نِعْمَۃُ اللّٰہِ ✤ عُرْوَۃُ الْوُثْقٰی ✤ صِرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ ✤ طٰہٰ ✤ یٰسٓ ✤ نَجْمُ الثَّاقِبُ ✤ اَلْکَرِیْمُ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ ✤ اَلْحَقُّ ✤ اَلْبُرْہَانُ ✤ اور اگلی نبیون کی کتابونمین بہی سید عالم کے صفات جلیلہ اور اسماء بزرگ ہین مُصْطَفٰے ✤ مُجْتَبٰے ✤ اَبُوْالْقَاسِمِ ✤ شَفِیْعٌ ✤ مُتَّقِیٌ ✤ مُصْلِحٌ ✤ طَاہِرٌ ✤ مُہَیْمِنٌ ✤ صَادِقٌ ✤ مُصَدِّقٌ ✤ نَاصِرٌ ✤ سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ ✤ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ ✤ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ ✤ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ✤ قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ ✤ حَبِیْبُ اللّٰہِ ✤ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ ✤ صَاحِبُ الْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ ✤ صَاحِبُ الشَّفَاعَۃِ ✤ صَاحِبُ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ ✤ صَاحِبُ الْوَسِیْلَۃِ ✤

صاحب الدرجۃ الرفیعۃ ❊ صاحب التاج ❊ صاحب المعراج ❊ صاحب اللواء ❊ صاحب القضیب ❊ راکب البراق ❊ راکب الناقۃ ❊ نجیب ❊ صاحب الحجۃ ❊ السلطان الخاتم ❊ العاقبۃ ❊ صاحب الهراوۃ ❊ صاحب النعلین ❊ اور اسماء شریف حضرت کے آگے کی کتابوں میں یہ ہیں المتوکل ❊ المختار ❊ مقیم السنۃ ❊ المقدس ❊ روح الحق اور کنیت مشہور سید عالم علیہ السلام کی ابوالقاسم ہے انس نے روایت کی کہ جب ابراہیم آنسرورؐ کے گھر پیدا ہوا تو جبرئیل آیا اور السلام علیک یا ابا ابراہیم کہا اور بعضوں نے لکھا ہے کہ ابوالارامل اور ابوالمومنین حضرت کی کنیت ہے اور ابوالیتامی بھی اگر کہیں تو سزاوار ہے چنانچہ ابوطالب کی شعر میں آیا ہے ؎ اب للیتامی عصمۃ للارامل ❊ صاحب مواہب نے کہا کہ نام حضرت کی قرآن شریف میں بہت ہیں بعضوں نے کہا کہ موافق اسماء الٰہی کے ننانوے ہیں ابن وجیہ نے کتاب مستوفی میں کہا کہ اگر تمام نام آنسرورؐ کے قرآن شریف و حدیث اور دوسری کتابوں میں ڈھونڈھی جائیں تو قریب تین سو کے ہونگے قاضی ابوبکر ابن عربی نے کہا کہ بعضے صوفیہ نے کہا کہ جیسا اللہ تعالی کے ایک ہزار نام ہیں ویسے ہی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی ہزار نام ہیں **وصل حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں کے شمار میں اور اس بیان میں کہ نام شریف** سید عالم کا بعضی چیزوں پر لکھا ہے صاحب مواہب نے اسماء شریف کو زیادہ چار سو کے گنا ہے مشہور تر ناموں سے سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احمد اور محمد ہے اور یہ بمنزلہ اسم ذات کے ہیں اور باقی سب اسماء صفات بعضوں نے کہا کہ احمد جو حضرت کا نام ہے محمد کے نام سے قدیم ہے کس واسطے کہ موسے اور عیسے علیہما السلام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احمد کے نام سے پکارا ہے اور یہ نام آگے کی کتابوں میں بھی مذکور ہے اور محمد فقط قرآن شریف میں آیا ہے حق تو یہ ہے کہ یہ دونوں نام یعنے احمد اور محمد قدیم ہیں لیکن موسیٰ اور عیسے نے بسبب بہت تعظیم کے احمد کہا اور روایتوں میں آیا ہے کہ اللہ تعالی نے ہزار برس آگے دنیا پیدا ہونے کے محمد آنسرورؐ کا نام رکھا اور ابن عساکر نے کعب الاحبار سے ذکر کیا کہ آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند شیث علیہ السلام کو کہا کہ اے فرزند بعد میرے تو خلیفہ ہے صلاح اور تقوے اختیار کر اور جب تو اللہ تعالی کا نام لے تو اوسکے ساتھ محمد کے نام کو ذکر کر اسواسطے کہ میں نے اوسکے نام کو پایہ عرش پر لکھا ہوا دیکھا ہے حالانکہ میں اوس وقت

میں روح اور مٹی تہا بعد اوسکے مین آسمانون پر پہرا اور کوئی جا نام محمد سے خالی نہین دیکہی جب مجکو رب نے بہشت مین رکہا تو مین نے وہان بہی مکانون اور دریچون پر نام محمد کا لکہا ہوا دیکہا یہان تک کہ سینے پر حور العین کے اور پتون پر درخت طوبے اور سدرۃ المنتہی کے اور پردون کے کنارون پر اور فرشتون کی آنکہون مین ای فرزند تو ذکر محمد کا بہت کیا کر اور ابوہریرہ سے حدیث ہے کہ جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجکو آسمانون پر لیگئے تو جس آسمان پر میرا گذر ہوا وہان میرا نام محمد اور ابوبکر رض لکہا ہوا تہا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے وقت معصیت کے کہا اے پروردگار واسطے محمد کے میری خطاؤنکو بخشدے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے پروردگار واسطے محمد صلعم کے میری توبہ قبول کر اللہ تعالے نے آدم ع کو فرمایا کہاں سے تو نے محمد کو پہچانا آدم نے عرض کی کہ مین نے بہشت مین ہر ایک جگہہ دیکہا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکہا ہوا تہا اس سے مین نے معلوم کیا کہ وہ تیرے پاس سب سے عزیز و بزرگ ہے اور تو توبہ میری اوسکے واسطے قبول کریگا کتاب شفا مین لکہا ہے کہ ایک پتہر پر لکہا ہوا لوگون نے دیکہا محمد تقی مصلح امین اور ایک پتہر پر خط عبرانی سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مذکور ہے کہ ایک شہر مین خراسان کے ملک سے ایک بچا پیدا ہوا اوسکے پہلو پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکہا ہوا تہا اور کہا گیا ہے کہ ہندوستان کے شہرون مین ایک پہول ہے کہ اوس پر بخط سفید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکہا ہوا ہے اور علامہ ابن مرزوق نے عبد اللہ بن صوحانی بیان کیا کہ ہم کشتی پر سوار ہندوستان کے دریا مین جاتے تہے کہ ایک تند باد چلی تب ہمنے ایک جزیرے مین کشتی کا لنگر کیا اور اوس جزیرہ مین ایک پہول خوشبو سرخ رنگ دیکہا کہ اوسمین بخط سفید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکہا ہوا تہا اور ایک پہول سفید تہا کہ اوس پر زرد خط سے لکہا ہوا تہا براۃ من الرحمن الرحیم الی جنات النعیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مذکور ہے علی بن ہاشمی نے کہا کہ مین نے بعضے تریون ہندوستان مین ایک پہول بڑا خوشبو دیکہا کہ اوس پر بخط سفید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق عمر فاروق لکہا ہوا تہا مجکو شک ہوا شاید اس پہول مین کسیننے بناوٹ کی ہو پہر مین نے دوسرا ایک پہول کہ ہنوز کہلا نہین تہا کہولکر دیکہا تو اوسمین بہی لکہا ہوا تہا اور وہان کے لوگ ایسے گمراہ تہے کہ پتہر پوجتے تہے اور خدا تعالے کو نہین جانتے تہے اور ابو البقا بن صدا فونے

ابو عبد اللہ بن مالک سے اپنی کتاب نسک میں حکایت کی کہ ابو عبد اللہ نے کہا کہ میں شہر ونمین ہندوستان کے پہر ا نیلا ایک شہر میں ایک درخت بڑا سا دیکہا کہ میوہ اوس درخت کا مانند بادام پوست دار تہا جب اوس میوہ کو توڑتے تو اوسمین سے ایک پتا سبز لپٹا ہوا باہر نکلتا اور اوسمین سرخی سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکہا ہوا اور جب قحط ہوتا اور مینہ نہ برستا تو ہند کے لوگ اوس سے شفا چاہتے تہے اور یافعی نے کتاب روضۃ الریاحین میں یہ بات جو ملنساک مین مذکور ہے بعضے عالمون سے نقل کی اور کہا اوس نے کہ جب مین نے یہ بات یعقوب صیاد سے کہی تو یعقوب صیاد نے کہا کہ مین نے ایکروز ایک مچہلی کو شکار کیا اوسکے سیدہے پہلو پر لا الہ الا اللہ اور اوسکے بائین پہلو پر محمد رسول اللہ لکہا ہوا تہا جب مین نے یہ دیکہا بسبب تعظیم کے وہین اوس مچہلی کو پانیمین چہوڑ دیا اور بعضے لوگون نے شرح قصیدہ بردہ مین ابن مرزوق سے نقل کیا ہے کہ کہا ابن مرزوق نے کہ مین نے ایک مچہلی دیکہی کہ ایکطرف اوس مچہلی کے کان کے لا الہ الا اللہ اور دوسری طرف محمد رسول اللہ لکہا ہوا تہا نقل ہے کہ ایک جماعت نے چادر زرد ابریشم کی پائی کہ جس مین سفید لکیرین حلقہ دار تہین اور اون لکیرونمین ایکطرف اللہ اور دوسری طرف محمد بخط واضح لکہا ہوا تہا کہ کسی کو اوس خط کے معلوم ہونے مین کچہ شک نہین تہا اور کتاب بطن بعضہم مین طغرل سیاف نے بعضون سے نقل کیا کہ اونہون نے ایک بڑے درخت کو دیکہا کہ اوسکے پتے بڑے اور خوشبو تہے اور ہر ایک پات سبز پر اوسکے قدرت الٰہی سے بخط سرخ اور سفید تین سطرین لکہی تہین پہلی سطر مین لا الہ الا اللہ اور دوسری سطر مین محمد رسول اللہ تیسری سطر مین اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

وصل اسمین کہ جناب باری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اسماء اعلیٰ اور صفات حسنیٰ عنایت کیے

قاضی عیاض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت نبیونکو بعضے اپنے نام عنایت کیے جیسا کہ اسحق پیغمبر اور اسمعیل پیغمبر کو علیم اور حلیم اور نوح پیغمبر کو شکور اور عیسےٰ پیغمبر کو بر اور موسیٰ کو کریم فرمایا اور پیغمبرونکو بہی بدستور لیکن سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت نام اور صفات سے اپنی مشرف کیا اور سب نبیون پر عز و امتیاز دیا چنانچہ وہ نام قرآن شریف اور احادیث صحیحہ مین مذکور ہین ایک اون نامون سے حمید ہے معنی اوسکے دو ہین ایک تعریف کرنے والا اور تعریف کیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی

تعریف کی اور سب بندون نے بہی اوسکو سراہا ہے اسواسطے اللہ تعالے نے اپنے حبیب کا نام محمد
رکہا اور معنی محمد کے سراہا گیا ہے آگے بہی معنی اس نام مبارک کے مذکور ہوئے اور ازانجملہ رؤف الرحیم ہے کہ اللہ
تعالی نے اپنا نام اپنے حبیب کو عنایت فرمایا رؤف کے معنی مہربانی کرنے والا ہے رؤف جیسا کہ قرآن مین
بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ آیا ہے یعنے محمد مسلمانون پر مہربانی کرنے والا ہی رؤف رحیم کے معنی قریب قریب
ہین اور ان نامون سے کہ حق تعالی نے سرور عالم کو عنایت کیے الحق المبین ہی معنی حق کے ثابت ضد
باطل اور معنی مبین کے ظاہر ہین جناب باری نے چنانچہ قرآن حمید مین فرمایا یَا اَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَاءَکُمُ
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ اے آدمیو حق آیا تمہارے واسطے تمہارے پروردگار کی طرف سے اور فرمایا حَتّٰی جَاءَھُمُ الْحَقُّ
وَرَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ مراد حق اور رسول مبین سے محمد ہین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالی کا نام نور ہے معنی
نور کے بہت ہین ازانجملہ ایک معنی صاحب نور ہے اور پروردگار نے بہی اپنے حبیب کا نام نور رکہا
چنانچہ قرآن مین فرمایا قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ اور جناب باری نے اپنے نام سے جو شاہد اور
شہید ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسمی کیا اور معنی شاہد اور شہید کے جاننے والا اور حاضر مجال امت ہے
اور قرآن مین فرمایا وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا اور خدای تعالی کے نامون سے ایک نام کریم ہے معنی اوسکے کثیر الخیر
اور بزرگ اور عفو کرنے والا پروردگار نے یہ نام اپنے حبیب کا بہی رکہا اور قرآن مین فرمایا اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ
وَّمَا ہُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ آخر آیت تک مراد رسول کریم سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور اللہ تعالی کے نامون
سے ایک نام عظیم ہے یہ نام آنسرور کا بہی کہا معنی عظیم کے جلیل الشان ہے اور قرآن مین بہی فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی
خُلُقٍ عَظِیْمٍ ای میرے حبیب تیرا اخلاق عظیم ہے ظاہر ہے کہ جسکی صفت بزرگ ہے اوسکی ذات البتہ بزرگ ہے
اور پروردگار کا نام جبار ہے معنی جبار کے اصلاح کرنے والا اور قہر کرنے والا اور عظیم الشان ہے اللہ تعالی
نے یہ نام سید عالم کا رکہا چنانچہ زبور مین داود علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کے فرمایا تَقَلَّدْ اَیُّہَا الْجَبَّارُ
سَیْفَکَ یعنی حمایل کر ای جبار تلوار کو اپنی معنی جبار کے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین صادق
آتے ہین اسواسطے کہ آپ نے اپنی امت کے حال کی اصلاح ہدایت اور تعلیم سے فرمائی اور اعدای دین پر قہر
وغضب فرمایا اور بزرگی اور شان اوس جناب کی تمام افراد بشر سے زیادہ ہے اور جناب باری کا نام خبیر
ہے معنی اوسکے بہید کا جاننے والا اور بعضون نے کہا کہ خبیر کے معنی خبر دینے والا ہے آنسرور کی ذات شریف
پر دو معنی صادق آتے ہین اس لیے کہ سید عالم تو ہر شے کی حقیقت سے جو خدا تعالی نے آگاہ کیا تہا

جانتے تہے اور اون چیزون سے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تہا خبر یعنی تہمہ اسواسطے پروردگار نے آپکا نام خبیر رکہا اور قرآن مین فرمایا اَلرَّحْمٰنُ فَاسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا اور نام حق تعالیٰ کا فتاح ہے یعنی اوسکے حاکم بندونکا اور کہولنے والا بندونکو پروردگار نے رزق اور رحمت کی اللہ تعالیٰ نے یہ نام بہی اپنے حبیب کو عطا فرمایا چنانچہ حدیث اسرا مین ابو العالیہ وغیرہ کی روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَجَعَلْنٰكَ فَاتِحًا وَخَاتِمًا اور سید عالم نے بہی شکریہ مین فرمایا ہے وَرَفَعَ لِیْ ذِکْرِیْ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَخَاتِمًا اور ناموں سے جناب باری کے ایک نام شکور ہے معنی اوسکے تہوڑے پر بہت سا ثواب دینے والا یہ نام بہی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عنایت کیا چنانچہ آنسرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی پہر کیون نہون مین پروردگار کی نعمت کا شکر کرنے والا اور اوس نعمت کی قدر پہچاننے والا ظاہر ہے کہ سید عالم نے جو اپنے کو شکور فرمایا بحکم الٰہی ہی اور خدا تعالیٰ کے نامون سے علیم اور علام اور عالم الغیوب والشہادۃ ہی پروردگار نے اپنے حبیب کی علم وفضل سے تعریف کی اور فضیلت زیادتی علم سے اونکو مخصوص کیا چنانچہ فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا یعنی سکہائین تجکو وہ چیزین کہ تو نہ جانتا تہا اور ہی تجہپر بڑا فضل خدا کا اور فرمایا وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ اور سکہاتا ہے وہ رسول تمکو قرآن اور حلال وحرام اور سکہاتا ہے وہ رسول تمکو اون چیزون کو کہ تم نہین جانتے ہو اور پروردگار کے نامون سے الاول والآخر ہے معنی اوسکے یہ ہین کہ وجود مین سب سے پہلے اور بعد فنا ہونیکے باقی رہے حاصل اس معنی کا یہ ہے کہ نہ اوسکا اول اور نہ آخر ہے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہی خلقت مین سب نبیون سے آگے تہے اور دنیا مین سب سے آخر چنانچہ اس آیت شریف کی اشارے سے معلوم ہوتا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ یعنے یاد کرا ے محمد جسوقت کہ لیا ہمنے عہد نبیون سے اور تجہسے اور نوح سے اور ابراہیم سے پروردگار نے عہد لینے مین اوس سرور کو نوح اور ابراہیم وغیرہ پر مقدم کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہی فرمایا نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ اور اولیت حضرت کی بہت چیزون سے ثابت ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَاَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَاٰخِرُ الرُّسُلِ اور اسماء الٰہی ذو القوۃ المتین ایک اسم ہے معنی اوسکے قادر ہین اور اللہ تعالیٰ نے سرور عالم کی تعریف مین فرمایا ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ اور نامون سے پروردگار کے ایک نام صادق ہے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف مین صادق ومصدوق

دوستوں سے ہیں اور ناموں سے حق تعالیٰ کے مولیٰ ایک نام ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا انما ولیکم اللہ
ورسولہ یعنے نہیں دوست تمہارا مگر خدا اور رسول خدا اور حضرت نے بھی فرمایا ہے کہ انا مولیٰ کل مومن و مومنۃ
من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنے جس شخص کو یاری دینے والا اور دوست میں ہوں پس علی بھی اوس شخص کا
دوست اور یاری دینے والا ہے اور عفو بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے معنی اوسکے گناہوں سے درگذر کرنے والا
اور جناب باری نے اپنے حبیب کو گناہوں کے عفو کرنیکا قرآن شریف اور توریت میں حکم فرمایا
خذ العفو وامر بالمعروف یعنے آسانی اختیار کر اے محمد لوگوں کے کاموں میں اور حکم کر تو لوگوں کو
نیکی کا اور فرمایا فاعف عنہم واصفح یعنے عفو کر اگر توبہ کریں اور انکی ایذا سے منہ پھیرے اگرچہ قبول
کریں اور الہادی بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے معنی اوسکے توفیق دینے والا بندوں سے اپنے جسکو چاہے
چنانچہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے وانک لتھدی الی صراط مستقیم
یعنے تحقیق کہ تو راہ دکھاتا ہے طرف صراط مستقیم کے آگاہ ہو کہ ہدایت کے دو معنی ہیں ایک تو مطلب
کو پونہچا دینا سو وہ خاص جناب باری کی ذات میں صادق آتا ہے دوسرے کو اوسمیں شرکت
نہیں اور دوسرے معنی راہ دکھانا سو وہ درمیان اللہ تعالیٰ اور اوسکے رسول کی مشترک ہیں
اور ناموں سے خدا تعالیٰ کا ایک نام المؤمن المہیمن معنی ان دونو نام کے نگاہبان و مہربان ہیں بعضوں نے
کہا ہے کہ معنی ان دونو نام کے یہ ہیں کہ دنیا میں بندوں کو ظلم اور شدت سے اور آخرت میں مومنوں کو انکے
عذاب سے امن دینے والا چنانچہ آنسرور بھی امین اور مومن اور مہیمن ہیں اسواسطے پروردگار نے اپنے
حبیب کو اس نام سے سرفراز کیا اور مقدس بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے معنی مقدس کے پاک و منزہ ہیں
کتابوں میں اگلی نبیوں کی حضرت کا نام مقدس مذکور ہے اور قرآن میں بھی آیا ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم
من ذنبک وما تاخر تاکہ بخشے اللہ تعالیٰ تیرے اون گناہوں کو کہ پہلے ہوئے ہیں اور پیچھے ہوئے ہیں العزیز
بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے معنی اوسکے غالب ہیں خدا تعالیٰ نے یہ نام اوس سرور کو بخشا جیسا کہ قرآن
میں فرمایا لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز یعنے اے آدمیو ہر آئنہ آیا تمہارے تئیں رسول تمہاری جنس سے
ایسا رسول کہ عزیز ہے اور بعضے مفسرین نے کہا طٰہٰ و یٰسٓ بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور بعضوں نے کہا کہ طٰہٰ
و یٰسٓ نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشہور ہے آگاہ ہو کہ جناب باری کا کوئی مثل نہیں اور کوئی اوسکا
مشابہ اور مانند نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لیس کمثلہ شیء یعنے نام باری تعالیٰ کے ناموں سے

جو رسالت مآب ہکو عنایت ہوئے اس سے کوئی شبہہ نکرے کہ سرور عالم کو باری تعالی سے مشابہت ہوئی اسواسطے کہ جناب باری قدیم اور اوسکی صفات بہی قدیم ہین اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حادث اور صفات بہی انکی حادث فقط مشابہ بلفظ کوہے بعض اسما اور صفات مین جو اللہ تعالی نے اپنے حبیب کو عنایت کیے **اگاہ ہو** کہ جناب رسالت کے اور بہی ایسے بہت نام ہین چنانچہ صاحب مواہب لدنیہ نے بہ ترتیب حروف تہجی کے ذکر کیا ہے کعب الاحبار سے منقول ہے کہ نام مبارک سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہل جنت کے نزدیک عبد الکریم ہے اور اہل دوزخ کے پاس عبد الجبار اہل عرش کے نزدیک عبد الحمید فرشتون کے پاس عبد المجید پیغمبرون کے نزدیک عبد الوہاب اور شیاطین کے پاس عبد القہار اور جن کے نزدیک عبد الرحیم پہاڑونمین اوس سرور کا اسم شریف عبد الخالق جنگل وبیابانمین نام مبارک عبد القادر سمندر یعنی دریا مین آپکا نام مقدس عبد المہیمن مچہلیون کے نزدیک عبد القدوس حشرات الارض کے پاس عبد الغیاث نزدیک وحوش کے عبد الرزاق درندون کے پاس عبد السلام چرندون کے نزدیک عبد المومن پرندون کے پاس عبد الغفار اور حضرت کا نام توریت مین موذموذ اور انجیل مین طاب طاب اور صحف مین عاقب اور زبور مین فاروق آیا ہے اور جناب باری کے حضور مین طہ ویس اور نزدیک مسلمانون کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو القاسم حضرت کی کنیت ہے اسواسطے کہ آنسرور جنت کو اہل جنت پر تقسیم فرماوینگے **اگاہ ہو** کہ کسیکو اسبات مین خلاف نہین ہے کہ سرور عالم سب نبیون پر افضل اور اکمل اور سردار اولاد آدم ہین ابن عباس سے حدیث ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پروردگار نے خلائق کو دو قسم پیدا کیا اور اون دونو قسم سے مجکو بہتر گردانا چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا اصحاب الیمین واصحاب الشمال اور مین اصحاب یمین ہون اور بہترین اصحاب یمین ہون بعد اوسکے اللہ تعالی نے دونو قسم کو تین قسم کیا یعنی اصحاب المیمنہ اور اصحاب المشامہ اور سابقون مین سابقون سے ہون اور بہترین سابقون ہون بعد ان تین اقسام کے قبایل کیا اور مجکو بہترین قبیلے سے گردانا جیسا کہ قرآن مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے جعلناکم شعوبا وقبایل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنے گردانا ہمنے تمکو گروہ اور قبایل تاکہ پہچانو تم کہ بزرگتر تم مین سے خدا تعالی کے پاس وہ ہے جو پرہیزگار زیادہ ہے پس مین اولاد آدم مین پرہیزگار زیادہ اور اللہ تعالی کے پاس بہی عزیز اور بزرگ زیادہ ہون اور مجکو فخر نہین ہے بعد اسکے حق تعالی نے اون قبیلونمین گہر بنائے اور مجھکو بہترین گہر سے پیدا کیا جیسا کہ قرآن مین فرمایا ہے

عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا اور دوسری ایک حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد سے ابراہیم علیہ السلام کی اسمٰعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا اور اولاد
سے اسمٰعیل کی بنی کنانہ کو برگزیدہ کیا اور بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو برگزیدہ کیا
اور بنی ہاشم سے مجھکو برگزیدہ اور خاص گردانا حدیث مین انس کی آیا ہے کہ آنسرور نے فرمایا کہ مین اللہ
تعالیٰ کے نزدیک بزرگی زیادہ ہون اور مجھکو انساب کا فخر نہین ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث
ہے کہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اول اور آخر کے لوگون سے بزرگی زیادہ ہون اور مجھکو انساب کا
کچھ فخر نہین ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث ہے کہ سید عالم نے فرمایا کہ ایکروز جبرئیل میرے
پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ مین چو طرف زمین پر پھرا اور تفحص کیا کسی شخص کو محمد سے بہتر نہ دیکھا اور کسی اولاد
کو بنی ہاشم کی اولاد سے بہتر نہ پایا ابن عباس نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ جسوقت اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا فرمایا کہ مجھکو اوسکے صلب مین ڈالو یعنے جب آدم کو زمین
پر نازل کیا مین اوسکی صلب مین تہا بعد اوسکے مجھے نوح کی صلب مین کہا بعد ابراہیم کی صلب مین
لایا پھر مجھکو اصلاب بزرگ سے ارحام پاک و منزہ مین لایا یہانتک کہ مین اپنے ماں باپ سے پیدا
ہوا یعنے ہرگز کبھی وہ زنا سے متہم نہین ہوئے نقل ہے کہ ایکروز عباس رضی اللہ عنہ کچھ طعن و کنایہ کافرون
سے حضرت کے حق مین سنکر خشمگین حضور مین آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئے سید عالم نے فرمایا
کہ کس سبب سے تم غضب مین آئے ہو عباس نے جو کچھ کافرون سے سنا تہا سو عرض کیا بعد اوسکے جناب
رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر سوار ہو کر اصحاب اپنے جو اوسوقت حضور مین حاضر تہے فرمایا
کہ مین کون ہون سبھون نے عرض کی کہ آپ رسول خدا ہین تب سرور عالم نے فرمایا کہ مین محمد بن عبد اللہ
بن عبد المطلب ہون تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے خلایق کو پیدا کیا اور مجھکو بہترین خلایق بنایا اور ان
خلایق کو دو فرقے کیے یعنے ایک فرقہ عرب اور دوسرا فرقہ عجم اور مجھکو بہترین فرقے سے پیدا کیا یعنی
عرب سے پھر اوس عرب کو فرقے مین کئی قبیلے بنائے اور مجھکو بہترین گھر سے پیدا کیا پس مین سب خلایق
سے از روے ذات اور صفات کی بہتر اور خوشتر ہون عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
خدا تعالیٰ نے اپنے بندون کے دلون کیطرف نظر کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب کو اختیار کیا
اور اپنے واسطے اوسکو ممتاز فرمایا اور انکو پیغمبر کیا باب آٹھوان حضرت سرور عالم فخر بنی آدم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اون فضایل وکمالات اور بلندی درجات کے بیان مین ہے جو عالم آخرت مین حضرت سے ظاہر ہونگے

انس بن مالک سے حدیث ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حشر کے روز مین سب سے آگے
قبر سے اوٹھونگا اور جسوقت سب لوگ حضور مین جناب باری کے آوینگے تو مین اونکا اور جناب باری
کے درمیان واسطہ ہونگا اور جب ناامید ہونگے تو مین اونکو بشارت دونگا اور لواے حمد
میرے ہاتھ مین ہوگا اور مین اولاد آدم مین بزرگتر ہون اور مجھکو اسبات کا کچھ فخر نہین اور ایک حدیث
مین آیا ہے کہ جب سب لوگ جمع ہونگے تو مین اونکا رہنما ہونگا اور جسوقت خاموش رہینگے تو مین
خطابت کرونگا اور جب مقید ہونگے تو مین اونکی شفاعت کرونگا اور نشان کرم میرے ہاتھ مین ہوگا
اور میرے گرد وپیش ہزار خادم مانند در ناسفتہ کے پھرینگے ابوہریرہ سے حدیث ہے کہ سید لولاک صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز مجھے لباس بہشت پہناوینگے پھر مین بہشت کی راہ مین اس
جا پر کھڑا ہونگا کہ کسیکی طاقت نہین جو اوس مقام پر کھڑا ہو ابوسعید خدری سے حدیث ہے کہ جناب
رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین قیامت کے روز بہترین اولاد آدم ہون اور نشان حمد میرے
ہاتھ مین ہوگا مجھکو کچھ فخر نہین آدم اور سواے اوسکے سب پیغمبر میرے نشان کے نیچے ہونگے ابن عباس سے
حدیث ہے کہ سید عالم نے فرمایا کہ مین قیامت کے روز نشان حمد کو اوٹھاونگا اور مین سب سے اول بہشت
کے دروازے کو ہلاونگا اور وہ میرے واسطے کھلیگا اور میرے ساتھ فقرا مومنین بہشت مین آوینگے
اور مین اولین اور آخرین مین بزرگتر ہون اور اسبات کا مجھکو کچھ فخر نہین ابوہریرہ سے حدیث ہے کہ پیغمبر
خدا نے فرمایا کہ مین امیدوار ہون کہ قیامت کے دن سب پیغمبرون سے بزرگتر ہونگا اور دوسری ایک
حدیث مین آیا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صحابون سے فرمایا کہ اگر ابراہیم وعیسی تمہارے
درمیان مین ہوتے تو تم خوش نہین بعد اوسکے فرمایا قیامت کے روز ابراہیم اور عیسی میری امت مین داخل
ہونگے لیکن اوس روز مجھسے ابراہیم کہینگے کہ تو میری اولاد سے ہے مجھکو اپنی امت مین لا اور عیسی کہینگے
کہ یہ سب پیغمبر آپسمین بے ماد بھائی ہین اور حضرت نے فرمایا کہ عیسی میرا بھائی ہے میرے اور اوسکے
درمیان کوئی نبی نہین ہوا اور مین اوس سے قریب تر ہون سوا سب لعینہ مین ابن عمر سے حدیث
ہے کہ فرمایا جناب رسالت نے کہ قیامت کے دن پہلے میری قبر کھلے گی بعد اوسکے ابوبکر کی قبر اور اوسکے

بعد عمر کی قبر پھر اہل بقیع کی پاس مین آونگا وہ قبر سے باہر نکلین گے اور بعد اوسکے مین اہل مکہ کی خاطر انتظار کرونگا تاکہ حشر میرا درمیان حرمین کے ہو اور نوادر الوصول مین حکیم ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی کہ ایکروز سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم محل سے باہر تشریف لائے اور دہنی طرف آپ کے ابوبکر بائین طرف عمر تہے حضرت نے اوسوقت فرمایا کہ قیامت کے روز ہم اسیطرح سے اوٹہائے جاوینگے اور مذکور ہے انس سے کہ حشر کے روز براق پر سوار ہونگے اور سب پیغمبر چارپائے جانورون پر اور صالح پیغمبر اپنے ناقے پر اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما دونون ناقون پر کہ اونکو عضبا اور قصوا کہتے ہین اور بلال جنت کے ناقے پر ابوہریرہ سے مذکور ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین سب سے اول قبر سے نکلونگا پھر لباس مجہکو پہنائینگے اور دوسری حدیث مین آیا ہے سب سے پہلے لباس ابراہیم علیہ السلام کو پہنایا جائیگا دونون حدیثون مین اختلاف ہے بعضون نے کہا کہ اختلاف نہین اس لیے کہ شاید رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر سے پہنے ہوئے باہر آئینگے اور مشہور ہے کہ حشر کے روز لوگ برہنہ بدن اور برہنہ پا رہینگے جیسا کہ حدیث بخاری مین ابن عباس سے مذکور ہے لیکن ابوداؤد اور ابن حبان سے روایت ہے کہ ابوسعید خدری نے وقت انتقال کے اپنے لباس کو منگوا کے پہنا اور کہا کہ مین نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص جس لباس مین مریگا قیامت کے دن اوسی لباس سے اوٹہیگا اور صاحب مواہب لدنیہ مین ابن ابی اسامہ اور احمد بن منیع سے روایت کی کہ ہر ایک شخص قیامت کے روز کفن پہنے ہوئے اوٹہیگا **وصل بیان مین لواء الحمد کے** مراد لواء الحمد سے شہرت سرور عالم کی مقام محمود کی ہے جیسا کہ فصل شفاعت مین معلوم ہوگا اور یہ بہی ہوسکتا ہے کہ قیامت کے روز حضرت پیغمبر خدا کے دست مبارک مین ایک نشان ہو کہ اوسکا نام لواء الحمد ہو جیسا کہ طیبی نے کہا ہے اور صاحب مواہب لدنیہ نے طبرانی سے ریاض النضرہ مین حدیث ذکر کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضی سے فرمایا کہ اے علی تو نہین جانتا کہ مین وہ شخص ہون کہ قیامت کے دن اول بلایا جاؤنگا اور سیدہی طرف سامنے عرش کے کہڑا ہونگا اور لباس سبز بہشت کا مجہے پہنائینگے بعد اسکے سب پیغمبر بلائے جائینگے اور دروازے پر بائین طرف کہڑے رہینگے پہر لباس سبز جنت کا اونکو پہنایا جائیگا اور آگاہ ہو کہ میری امت کا قیامت کے دن حساب وکتاب سب امتون سے اول ہوگا اے علی مین تجہکو بشارت دیتا ہون کہ تو پہلے بلایا جائیگا اور تیرے ہاتہ مین نشان میرا کہ لواء الحمد ہے دیا جائیگا آدم اور تمام خلق خدا کی قیامت

سکے نزدیک اوسکے سائے مین آرین گے اور درازی اوس نشان کی ایکہزار چہہ سو برس کی مسافت ہے اور
نشان اوسکی یاقوت کی اور قبضہ اوسکا روپے کا ہے اور جڑ اوسکی مروارید سبز سے ہو گی اور اوسکے تین
گیسو نور کے ہین ایک تو مشرق مین اور دوسرا مغرب مین اور تیسرا درمیان دنیا کے رہیگا اور اوس پر تین
سطرین لکھی ہوئی ہونگی پہلی سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم دوسری سطر الحمد للہ رب العالمین تیسری سطر
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ درازی ہر ایک سطر کی ہزار برس کی مسافت اور چوڑائی بدستور پہر لواے
علی اوس لوا کو لیے ہوئے سیر کریگا اور دہنی طرف تیرے حسن اور بائین طرف حسین ہونگے یہان تک کہ
بیت ابراہیم سکے درمیان عرش کے سایہ مین تو کہڑا ہوگا اور بہشت کا لباس پہنا جاویگا ۔

وصل بیان مین حوض کوثر کے ابن عمر سے حدیث ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ حوض میرا ایک مہینے کی راہ ہے اور کنارے اوسکے برابر ہین اور پانی اوسکا شہد سے شیرین تر اور دودہ
سے سفید تر اور زمین اوسکی یاقوت کی اور خوشبو پانی کی مشک سے زیادہ اور کوزے اوسکے مانند ستارونکے
اور اطراف اوس حوض کے سب موتی کے اور عرض اور طول اوسکا برابر اور عمق اوسکا ستر ہزار فرسخ اور
مذکور ہے کہ جو کوئی اوسکا پانی پیئیگا ہمیشہ سیراب رہیگا اور کبہو پیاسا نہوگا بعضون نے کہا کہ ظاہر
اس کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پینا اوسکے پانیکا بعد از حساب وکتاب کے اور بعد نجات کے عذاب نار سے
ہوگا کیونکہ ظاہر ہے کہ جس پر عذاب نکیا جائیگا وہ پیاسا نہوگا اور جو کوئی عذاب کیا جائیگا سو
البتہ پیاسا ہوگا اسواسطے کہ پیاس اور حرارت آتش دوزخ کو لازم ہے اور یہ بہی احتمال ہے کہ جسقدر
کسی پر عذاب ہوئے سو سبب تشنگی اوس پر وہ عذاب کیا جاوے اور بعضون نے کہا کہ جناب رسالت کو
دو حوض ہین ایک حوض موقف مین اور دوسرا حوض بہشت مین ہے دونونکو حوض کوثر کہتے ہین
شیخ ابن حجر نے کہا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت مین اور پانی اوسکا روان ہے اور حوض کو کوثر اس لیے
کہتے ہین کہ اوس نہر کا پانی اس حوض مین آتا ہے قرطبی سے منقول ہے کہ ہر مکلف پر واجب ہے کہ حوض
کوثر کو جانے اور اوسکی تصدیق کرے صحیح مسلم مین آیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حوض
پر میرے پاس امت میری آئیگی اور مین لوگونکو وہان سے دور کرونگا فائدہ جان کہ حکمت لوگون
کے دور کرنے مین یہ ہے کہ تا ہر شخص اپنے نبی کے حوض پر جاوے پس دور کرنا کمال انصاف سے ہوا اور دنیا
اور غیرہ ورثاکی نثار راہ بخل کے عیاذا باللہ اور بخل کیونکر اوس ذات مین ہوگا کسواسطے کہ وہ تو مجسم لطف ہے

ہین اور یہہ بھی احتمال ہے کہ شاید اون لوگونکو دور کرین کہ قابل پلانے کے نہون سکے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مین آیا ہے کہ میرے حوض کے چار رکن ہین اول ابوبکر صدیق رضہ کے ہاتہ مین دوسرا عمر فاروق رضہ کے تیسرا عثمان ذی النورین رضہ کے چوتہا علی مرتضی رضہ کے ہاتہ مین جو شخص کہ ابوبکر رضہ سے دوستی رکہیگا اور عمر رضہ سے عداوت ابوبکر اوسکو پانی نہ پلائیگا اور جو شخص کہ دوستی رکہیگا علی مرتضی رضہ سے اور عثمان رضہ سے دشمنی علی مرتضی رضہ اوسکو پانی نہ دیگا اور مشہور ہے کہ ساقی کوثر علی مرتضی رضہ ہین اور انہون نے فرمایا کہ جو کوئی ابوبکر رضہ سے عداوت رکہیگا اوسکو ہرگز مین پانی کوثر کا نہ پلاؤنگا **وصل بیان مین آنسرور کی شفاعت کرنے کے اور مقام محمود کے** اللہ تعالی نے قرآن مین فرمایا عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یعنے قریب ہے کہ اللہ تعالی تجھے مقام محمود پر قایم کریگا مذکور ہے کہ جب لوگون نے ابن مسعود سے مقام محمود کا حال پوچہا تو اونے کہا کہ مقام محمود مقام شفاعت ہے آنسرور امت کی شفاعت کی خاطر سیدہی طرف عرش کے اوس مقام مین کہ سے ٹہرینگے اور کوئی وہان کہڑا نہ ہوگا سب لوگ آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشک کرینگے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ مقام محمود وہ مقام ہے کہ مین اپنی امت کی اوسجا اللہ تعالی سے شفاعت کرونگا اور فرمایا کہ مجکو اختیار دیا گیا تہا کہ دو باتون سے ایک بات مین قبول کرون یا تو آدہی امت میری بہشت مین لائی جاوے یا مین شفاعت کرون مین نے اختیار کیا شفاعت کو اس لیے کہ یہ عام ہے اور فرمایا کہ تم گمان کرتے ہو کہ فقط شفاعت واسطے متقیون کے ہے یہ بات نہین بلکہ گناہگارون اور خطاکارون کے واسطے شفاعت ہے **فائدہ** آگاہ ہو کہ مراد اس شفاعت سے جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شفاعت گناہگارون کے واسطے ہے وہ شفاعت ہے کہ جس شفاعت سے لوگ عذاب سے نکالے جاینگے ورنہ متقیون کی بہی شفاعت ہوگی کہ اوس شفاعت سے اونکا مرتبہ بہشت مین زیادہ ہوگا صاحب مواہب لدنیہ نے واحدی سے نقل کیا کہ مفسرون نے اس آیت پر اتفاق کیا ہے کہ مقام محمود مقام شفاعت ہے جیسا کہ آنسرور نے تفسیر مین آیت مقام محمود کے فرمایا کہ مقام محمود وہ مقام ہے کہ جسمین مین اپنی امت کی شفاعت کرونگا **آگاہ** ہو کہ حاصل معنی مقام محمود کا یہ ہے کہ اللہ تعالے اپنے حبیب کو ایک مقام خاص کہ سوائے آنسرور کے دوسرے کو وہ مقام حاصل نہین ہے عطا کریگا اور قیامت کے روز حکم کرنے والا پروردگار ہے لیکن نیابت اور خلافت حق تعالی کی آنسرور صلی اللہ علیہ

واآلہ وسلم پر ہیکی لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ جیسا انس اور ابوہریرہ اور سوا ہی انکی اور اصحابون سے
حدیث شفاعت کی مشہور او کتب ستہ وغیرہ مین مذکور ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اصحابون سے فرمایا کہ مین سردار آدمیان کا ہون قیامت کے روز تم معلوم کرو گے کہ وہ سرداری کس
سبب سے ہی اللہ تعالی قیامت کے دن سب خلایق کو جمع کریگا اور لوگونکو غم و اندوہ ایسا ہوگا کہ بہت
بیقرار اور بیطاقت ہو جاوینگے اور آپسمین کہین گے کہ کون ایسا ہی جو اب ہماری شفاعت پروردگار
سے کرے اور ہمکو اس عذاب سے چھڑاوے تب آپسمین کہین گے کہ آدم علیہ السلام ہمارا باپ ہی یہ کام
اوسی سے ہوگا پہر لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آوینگے اور اون سے کہینگے کہ ای آدم تم تمام آدمیون کے باپ ہو اللہ
تعالی نے تمکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تمہارے جسم مین پھونکی اور سب فرشتون سے تمکو سجدہ
کروایا اور اپنے اسما تمکو سکہائے اور تمکو بہشت مین رکھا اب ہم عذاب مین سخت گرفتار اور غم و اندوہ سے
بیقرار ہین تم سے امیدوار ہین کہ ہمکو خداتعالی سے بخشاؤ اور اس مصیبت عظیم سے چھڑاؤ آدم علیہ السلام
کہینگے کہ آج پروردگار ہمارا ایسا غضب مین ہی کہ نہ آگے ایسا غضب کیا تہا اور نہ بعد اسکے کریگا
اور مجکو اوس نافرمانی سے کہ بحکم اوسکے گیہون کہایا تہا بہت ندامت ہی مین اپنی ہی حال مین
گرفتار ہون یہ کام مجھسے نہوگا بلکہ نوح ع سے ہوگا تم نوح ع کے پاس جاؤ اور اوس سے اپنا احوال
کہو تب سب لوگ نوح علیہ السلام کے نزدیک آکے کہینگے کہ ای نوح ع تم اول رسول ہو کہ دنیا مین تمکو
اللہ تعالی نے بہیجا اور تمہارا نام عبد الشکور رکہا اب تم دیکہتے ہو کہ ہم کس مصیبت مین گرفتار اور کیسا
عذاب سے بیقرار ہین ہماری شفاعت حق تعالی سے کرواؤ اور ہمکو اس عذاب سے چھوڑاو تب نوح ع
کہینگے کہ آج کے روز اللہ تعالی نے ایسا غضب فرمایا ہی کہ کبہی نہین کیا تہا اور کبہی نکریگا مجکو اپنی
ہی واسطی کہ مجھسے ایک حرکت ہوئی ہے کہ اوس سبب سے مین شرمندہ ہون مین نے اپنے
بیٹے کے نجات کے واسطے ناشایستہ دعا کی اور جناب باری سے حکم ہوا کہ جس چیز کو تو نہین جانتا اوس سے
سوال مت کر مجھسے یہ کام نہوسکیگا تم ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ اور اوسکو اپنا احوال سناؤ تب
لوگ ابراہیم خلیل اللہ کے پاس آوینگے اور احوال اپنا اونسے بیان کرین گے خلیل اللہ کہین گے
کہ یہ کام مجھسے بہی نہوسکیگا اور تین باتین جھوٹ جو دنیا مین اونسے ہوئین تہین یاد کرین گے
ہرچند وہ باتین حقیقت مین جھوٹ نہین بلکہ بظاہر جھوٹ معلوم ہوتی تہین اسلیے جھوٹ تعبیر کیا

وگرنہ سب پیغمبر جھوٹ سے پاک ہین ایک تو یہ کہ ایکمرتبہ قوم ابراہیم علیہ السلام کی عید کے تماشہ
کے واسطے باہر گئی اور ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ اسکے ساتھ نجاوین اور فرصت پاکے اونکے بتونکو توڑ ڈالین تو
ابراہیم علیہ السلام نے اون لوگون سے کہا مین بیمار ہون تمھارے ساتھ تماشا دیکھنے کو نہین جاسکتا
ظاہر مین تو ابراہیم علیہ السلام بیمار نہین تھے واللہ اعلم شاید باطن مین کچھ بیماری ہوگی دوسری بات یہ
کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے بتونکو توڑا تو لوگون نے پوچھا کہ تمنے توڑا ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا
کہ مین نے نہین توڑا بلکہ اس بڑے بت نے توڑا مطلب ابراہیم علیہ السلام کا یہ تھا کہ باعث بتونکے توڑنے کا
یہ بڑا بت ہے تیسری بات یہ تھی کہ حضرت سارہ کی رہائی کے واسطے اوس کافر کے ظلم سے ابراہیم علیہ السلام
نے کہا کہ سارہ میری بہن ہے مراد یہ تھی کہ از روے اسلام کے بہن ہے اور اون کے چچا کی بیٹی بھی تھی
ان باتون کی ندامت سے فرماوینگے کہ مجھکو مقدور عرض کا نہین مجھ سے بھی نہو سکیگا تم موسی کے نزدیک
جاؤ اور اپنی مصیبت اوس سے کہو شاید وہ جناب باری سے تمھاری شفاعت کرے اور تمکو اس
عذاب سے چھڑاوے تب سب لوگ موسی کیطرف رجوع لاوینگے اور کہینگے اے موسی تم سے اللہ تعالے
نے کلام کیا اور تمکو رسالت دی ہے یہ وقت سخت ہے ہمارے احوال پر متوجہ ہو اور ہمکو پروردگار سے
بخشا کر اس عذاب سے نجات دلواؤ موسی بھی اپنی خطا یاد کرکے کہ جو انہون نے قبطہ کو ایک گھونسا
مارا اور وہ مر گیا تھا کہین گے یہ امر مجھ سے نہو سکیگا بلکہ عیسی سے ہوگا پھر سب خلق عیسی کے پاس
آویگی اور اپنی مصیبت ظاہر کریگی عیسی بھی کہین گے کہ آج کے روز مجھکو یہ مقدور نہین ہے کہ مین
جناب باری سے تمھاری شفاعت کراون اور تمکو اس عذاب سے چھڑاون تم محمد صلعم کے پاس جاؤ اور
اپنا احوال اون سے بیان کرو اون سے یہ کام ہوگا فرمایا سید عالم صلعم نے کہ پھر تمام خلایق میرے پاس آکر اپنی
مصیبت عرض کریگی اور مجھ سے شفاعت چاہے گی تب مین کہونگا کہ یہ کام آجکے روز میرا ہی ہے
مین پروردگار سے تمھاری شفاعت کرونگا اور اس عذاب سے تمکو چھڑاونگا وہین اس کام کی
خاطر مین مستعد ہو کر جناب باری مین سجدہ کرونگا تب پروردگار بہت سی تعریف میری فرمائیگا
اے محمد سر اپنا اوٹھا اور جو کچھ چاہتا ہے سو مانگ مین سر اوٹھا کر عرض کرونگا یارب امتی یعنی اے پروردگار
مین تجھسے اپنی امت مانگتا ہون پھر اللہ تعالی فرمائیگا اے محمد اپنی امت سے اوس شخصکو کہ جس کو کچھ
حساب و کتاب نہین ہے سیدھے دروازے سے جنت مین داخل کرو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو جناب باری کا حکم ہوگا کہ جا جسکے دلمین ایک گیہون کے
دانے یا جو کے دانے کے برابر ایمان ہو اوسکو آتش دوزخ سے باہر لا تب مین جاکر جسکے دلمین ذرہ بہی ایمان
ہے اوسکو آتش جہنم سے نکالونگا اور پہر وہین جناب الٰہی مین جاکر حمد وثنا کرونگا اللہ تعالی اپنے فضل و
کرم سے مجکو فرمائیگا ای محمد جسکے دلمین رائی کے دانے کے برابر بہی ایمان ہو تو اوسکو دوزخ سے نکال
تب مین جاکر جسکے دلمین رائی کے دانے کے برابر بہی ایمان دیکہونگا تو اوسکو آتش سے نکالونگا اور پہر
اوسیطرح سجدے جناب باری کو کرونگا پہر وہان سے حکم ہوگا کہ جا اگر رائی کے دانے سے کم بہی جسکے
دلمین ایمان ہو تو اوسکو نکال تب مین جاؤنگا اور جسکے دلمین رائی سے کم بہی ایمان دیکہونگا تو اوسکو
نکالونگا چوتہی بار سجدہ کرکے عرض کرونگا ای پروردگار مجکو حکم دے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو
مین اوسکو آتش دوزخ سے نکالون تب اللہ تعالی فرمائیگا ای محمد یہ کام تیرا نہین بلکہ میرا ہے قسم ہے کہ جن
لوگون نے لا الہ الا اللہ کہا ہے مین اونکو دوزخ سے نکالونگا پس دوزخ مین کوئی ہمیشہ باقی نرہیگا مگر وہ
شخص کہ خدا تعالی نے جسکی خبر قرآن مین دی ہے یہ حدیث الفاظ مختلفہ اور روایات متعددہ سے
کتب صحاح اور اسانید مین بہت حدیثین مذکور ہین سب حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع حشر سے
جب تک کہ لوگ جنت مین داخل ہون تب تک شفاعت کرنا سرور عالم کا عذاب سے چہڑانے کے واسطے ہے
اور بہشت مین داخل ہونے کے بعد بلندی درجات کے واسطے فائدہ کہتے ہین کہ شفاعت کے پانچ درجے ہین
ایک شفاعت اون لوگون کی کہ حشر کے بازار مین گرمی آفتاب وکثرت عرق وانتظار حساب سے بہت
تنگدل اور عاجز ہونگے اور اون کی شفاعت یہ ہے کہ اوس شدت سے اونکو آسانی ہوگی دوسرا درجہ یہ
ہے کہ سوال اور حساب معاف ہوکر بہشت مین بے حساب داخل ہونگے تیسرا درجہ اون لوگون کے حق
مین کہ جو لوگ حساب کے بعد سزا اور عذاب کے ہونگے رسالت مآب عذاب سے اونکو چہڑا دینگے چوتہا
درجہ شفاعت کا وہ ہے کہ جو لوگ آگ مین ڈالے گئے ہین اونکو اوس سے نکالینگے پانچوان درجہ شفاعت
اون لوگون کی کہ بہشت مین داخل ہوئے ہین اون کے درجے وہان بلند ہوئینگے بعضون نے چہٹا
موقع شفاعت کا بہی ذکر کیا ہے وہ شفاعت آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابو طالب کی تخفیف
عذاب مین اور بعضون نے ساتوان موقع شفاعت کا بہی کہا ہے کہ وہ شفاعت خاص مدینہ منورہ کے
لوگون پر ہوگی جیسا کہ حدیث مین بہی آیا ہے کہ جو کوئی مدینہ کا باشندہ مستحق دوزخ ہو جنت مین ہیگا اور جس

کریگا قیامت کے دن مین اوسکی شفاعت کرونگا شیخ ابن حجر نے کہا کہ چھٹا اور ساتوان مرتبہ جو لوگون سے
کہتے یا اوسی پانچ درجہ مین سے ہے اور اگر اسے جدا شمار کرین تو اور اقسام بھی ایسے بہت ہین پھر جاننا
کہ سبکو علیحدہ علیحدہ اقسام کہین جیسا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے مین اہل مدینہ کی شفاعت
کرونگا بعد اوسکے اہل مکہ کی بعد اوسکے اہل طایف کی اور جو شخص میری قبر کی زیارت کریگا شفاعت کرونگا
اور اوس شخص کی کہ موذن سے جب اذان کہی تو اوس نے اجابت کی یعنی موذن کے ساتھ اذان کے الفاظ
کہتا گیا اور مجھپر درود بھیجا واللہ اعلم وصل انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مین نے ایکروز حضرت پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کے روز کون میری شفاعت کریگا حضرت
نے فرمایا انشاء اللہ تعالی مین تیری شفاعت کرونگا پھر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین آپ کو
کہان پاؤنگا حضرت نے فرمایا پہلے صراط کے نزدیک مجکو ڈھونڈہ مین نے عرض کیا اگر آپ کو
وہان نہ پاؤن تو کہان ڈھونڈون تب آنسرور نے فرمایا کہ میزان کے نزدیک پھر مین نے عرض کیا اگر
وہان بھی نہ پاؤن تو کہان ڈھونڈہون تب جناب رسالت نے فرمایا حوض کے پاس ڈھونڈہ کیونکہ
کہ مین ان تین جگہہ سے کسی جگہہ پر ہونگا اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سب مکانون پر آخرت مین حاضر وقایم رہینگے اور اعانت وشفاعت امت کی کرینگے اور امت
کو سختی اور مصیبت سے چھڑاوینگے ابوہریرہ سے حدیث ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ پل صراط دوزخکی پیٹھہ پر رکہا جائیگا پہلے میرا اور میری امت کا اوسپر سے گذر ہوگا اوس روز سب
پیغمبر یہ دعا مانگینگے اللھم سلم سلم یعنے اے پروردگار سلامت رکہہ دوسری ایک حدیث
مین آیا ہے کہ پیغمبر تمہارا صراط پر کہڑے ہو کر کہیگا رب سلم سلم اور یہ دعا مانگنا آنسرور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا امت کی سلامتی کے واسطے ہوگا اور پیغمبر بھی امت ہی کے واسطے سلامتی چاہینگے
اور ہو سکتا ہے کہ اوس روز مقربون پر بھی خوف اور ہول جناب باریکا ہو کہ اپنے واسطے سلامتی
چاہین اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرشتے بھی دونو طرف پل صراط کے کہڑے ہوئینگے اور دعا
کرینگے رب سلم سلم اور یہ عادت ہے فرشتون کی کہ مومنون کے واسطے دعا اور استغفار کرتے ہین
فضل بن عیاض سے حدیث ہے کہ صراط کی مسافت پندرہ ہزار برس کی راہ ہے پانچ ہزار برس کی
راہ بلندی اور پانچہزار برس کی راہ نشیب اور پانچہزار برس کی راہ برابر اور ہموار ہے ونہین گذریگا

اوسپر سے مگر وہ شخص کہ خوف خدا سے لاغر اور دبلا ہو اور مشہور ہے کہ صراط تلوار کی دہار سے تیز اور
بال سے باریک ہے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ بعضے لوگون پر صراط بال سے باریک اور تلوار کی دہار سے
تیز ہے اور بعضون پر راہ کشادہ اور صراط کا حال ویسا ہی ہے جیسا محشر کے روز کا کہ بعضون کو اندازہ
روز کا محشر کی پچاس ہزار برس کے برابر معلوم ہوگی اور بعضون کو دو رکعت نماز کے برابر آگاہ ہو کہ
یہ حال موافق اپنے تفاوت اعمال اور انوار ایمان کے ہے اور مذکور ہے کہ جب امت صراط پر لغزش
مین آویگی اور عاجز ہوگی تب واحمداہ واحمداہ فریاد کرینگے تب اوسوقت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کمال شفقت اور مہربانی سے جو امت کے حال پر رکہتے ہین باواز بلند پکارینگے اور کہینگے یا رب میری
امتی یعنی آجکے روز مین اپنی ذات کے واسطے اور فاطمہ کی خاطر جو میری بیٹی ہے سوال نہین کرتا ہون بلکہ
اپنی امت کی نجات چاہتا ہون یہ کمال مبالغہ اور نہایت اہتمام ہے آنسرور کا امت کے چہوٹنے کے
کے واسطے اور اس حدیث سے حضرت کی محبت اور شفقت جو فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے حال پر ہے معلوم
ہوتی ہے ابو ہریرہ کی حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص بہت سا صدقہ دیگا وہ صراط پر سے اچہی طرح سے
گذر کریگا اور دوسری ایک حدیث مین آیا ہے کہ جسکا گہر مسجد ہے اوسکا ضامن اللہ تعالی ہے یعنی اوسکو
پروردگار اپنی رحمت سے بخوبی اور آرام صراط پر سے گذاریگا اور میزان کہ مدار سوال وحساب کا اوس پر
ہے اوسکا بیان یہ ہے کہ سیدہی طرف عرش کے بہشت اور بائین طرف دوزخ رکہی جاویگی اور بیچ مین
میزان کو رکہینگے نیکی کا پلہ بہشت کے مقابل اور بدی کا پلہ مقابل آتش دوزخ کے ہوگا ابن عباس سے
حدیث ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب چاہینگے کہ خلق پر حکم کرین تب مجکو
پکارینگے کہان ہے محمد اور امت اوسکی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ ندا کرینگے کہان ہے امت امیہ اور
اونکا پیغمبر تب مین کہڑا ہونگا اور میری امت میری پیروی کرے گی اور میری امت کے ہاتہ اور پاؤن اور
پیشانی وضو کے اثر سے روشن اور چمکتی ہونگی اور آستین ہماری راہ سے ایکطرف سرکائی جاوینگی جب
لوگ فضیلت اور درجہ اس امت کا دیکہینگے تو تعجب کر کے کہینگے شاید اس امت کے لوگ سب پیغمبر ہین
اور یہ بات بخاری مین صحت کو پہونچی ہے کہ پہلے پہل قصہ خونکا پوچہا جاویگا اور بہی مذکور ہے کہ
اول سوال نماز سے ہوگا مطابقت درمیان دونو حدیثون کے اسطرح ہے کہ پہلے عبادت
مین نماز سے اور معاملات مین خون سے سوال کیا جاویگا نسائی سے روایت ہے کہ قیامت کے روز

اول بندون سے نماز اور خون کا سوال ہوگا ترمذی مین آیا ہے کہ قدم بندے کا اپنی جگہ سے جنبش نہ کریگا جب
تک کہ چار چیزین نہ پوچھی جاوین گی ایک یہ کہ تونے دنیا مین اپنی عمر کس کام مین صرف کی دوسری یہ
کہ تونے علم جو سیکھا اوسمین کس چیز پر عمل کیا تیسری یہ کہ تونے دنیا مین مال کہان سے پیدا کیا اور کس جگہہ
خرچ کیا چوتھی یہ کہ تونے اپنے بدن کو کس کام مین ضعیف کیا اور بہی آیا ہے کہ قیامت کے دن آدمی کے لیے
تین کاغذ حساب کے آوینگے ایک کاغذ وہ کہ جسمین اوسکی نیکیان ہین دوسرا وہ کہ جسمین اوسکے گناہ ہین
تیسرا وہ کہ جسمین نعمتین اللہ تعالی کی ہین جو اون پر عطا کی گئین تہین قرطبی نے کہا کہ کوئی شخص پل
صراط پر سے نہین گذریگا جب تک سات پلون پر سات سوال نہ کیے جاوینگے پہلی پل پر ایمان
سے کہ شہادت دینا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہے سوال کیا جاویگا اگر جواب درستی دیا تو وہان
سے گذریگا بعد اوسکے دوسرے پل پر نماز سے پوچھا جاویگا اگر اوسکے تئین تمام بجا لایا ہے تو گذریگا
تیسرے پل پر رمضان کے روزون سے چوتھے پر زکوۃ سے پانچوین پر حج و عمرہ سے چھٹے پر غسل
وضو سے ساتوین پر بندون کے حق سے جو اوسکی گردن پر ہین اور یہ سوال سب سے زیادہ مشکل ہے
چنانچہ مذکور ہے کہ اگر کسی شخص کو بالفرض ستر پیغمبرونکا ثواب حاصل ہو اور کسیکا حق اوسپر آدہے
دانگ کے برابر ہوگا تو وہ بہشت مین نہ جاویگا جب تک کہ اپنے قرضخواہ کو راضی نہ کرے
اور کہتے ہین کہ بسبب ایک دانگ کے ثواب سات سو نماز مقبول کا لیکر اوسکے قرضخواہ کو دیا جائگا
قیامت کے روز آدمی کسی چیز سے ایسا عاجز نہو گا جیسا کہ حقوق العباد سے عاجز ہوگا اسیواسطے اور نیز
کبہی رحمت الٰہی مقتضی ہوتی ہے کہ مدعی کو راضی کرے اور بندے کو اس مصیبت سے نکالے جیسا کہ
حدیث مین آیا ہے اور بزرگتر نیکیون سے وہ ہے کہ بندے کا آخر کلام کلمہ طیبہ ہو جیسا کہ معاذ کی حدیث
مین آیا ہے کہ جسکا آخر کلام لا الہ الا اللہ ہے سو وہ جنت مین داخل ہوگا اور بطاقہ کی حدیث بہی
اسباب مین مشہور ہے اور ابن عمر رض سے مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی
اپنے دینی بہائی کی حاجت روا کریگا مین قیامت کے روز اوسکی میزان کے نزدیک کہڑا ہونگا
اگر پلہ اوسکی نیکی کا بہاری ہوگا تو بہتر نہین تو مین اوسکی شفاعت کرونگا اور مشائخین سے منقول
ہے کہ کسی شخص نے خواب مین کسی سے پوچہا کہ اللہ تعالی نے تیرے ساتہ کیا معاملہ کیا اوسنے کہا کہ
میری نیکی اور بدی کو تولا بدیکا پلہ بہاری ہوا یکایک ایک تہیلی نیکی کی پلہ مین آپڑی اور پلہ نیکی

ویرانہ میں جو گیا ایک شخص وہان سے چلا اور دیکھا تو ایک ڈبیا خاک کی جو مین سے آیا ایک مسلمان کی قبر
مین ڈال دی اور آگے بڑھا اور حکایت صاحب الدینار مین مذکور ہے کہ ایک شخص کا نیکی اور بدی کا وزن
برابر ہوگا تب اوس سے کہا جائیگا کہ تو درمیان بہشت اور دوزخ کے ٹہر رہ پس اسمین ایک فرشتہ ایک کاغذ
لیکر آویگا اور اوس مین لکھا ہوگا ... لاویگا اور کہتا ہون کہ پلہ مین کہیگا کہ ... تب اوسکے سبب
بہاری ہو جاویگا اور بہشت کی طرف لیجاوینگے تب وہ کہیگا کہ یہ حضور مین جناب باری
سے آیا ہون ... تعالی فرمائیگا کہ اوسکو اپنے حضور مین لاؤ فرمائیگا کہ اے بندے عاق تو کسواسطے
جاتا ہے ... حضور مین آوے وہ عرض کریگا خداوندا مین اپنے باپ کا عاق تہا اور باپ نے دیکہا کہ
دوزخ مین جاتا ہے اوسیطرح سے مین دوزخ مین جاتا ہون تب مین نے دعا کی کہ اے پروردگار بسبب
باپ کے نجات دیو اور مجہے عذاب دو ... جب کہ حق تعالی اوسکو فرمائیگا کہ تو دنیا مین عاق تہا اور آخرت مین
اپنے باپ کا یار ہوا دونون ہاتھ پکڑ کر تم دونو جنت مین جاؤ اور جریر نے اپنی تفسیر مین حذیفہ سے روایت کی
کہ قیامت کے روز صاحب میزان جبرئیل ہوگا اور اعمال بندون کے تولیگا اور یہ سب احوال اور حساب
و سوال حضور مین سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہوگا اور رہائی و نجات بندون کی شفاعت
اور رعایت سے حضرت کی ہوگی حوض کوثر کا بیان یہ ہے کہ حوض کوثر پر لوگ بعد نجات پانے کے سوال
و حساب سے اور ہول و خوف سے آوینگے جیسا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جو کوئی حوض کا پانی پیویگا سو ہرگز
پیاسا نہوگا ابد اوسکے جنت مین داخل ہونا سب سے اول جناب رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
بہشت مین داخل ہوینگے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ مین تحقیق اول دروازہ جنت کا ہلاؤنگا اور جب
آنحضرت بہشت کے دروازے پر جاوینگے کلیددار جنت کا دروازہ جنت کا کہولیگا اور حضرت
کی خدمت مین جسطرح پادشاہون کی خدمتین کہڑے رہتے ہین کہڑا ہوگا اور عرض کریگا مجہے حکم
نہین کہ آپ سے پیشتر کسیکے واسطے بہشت کے دروازے کہولون اور بعد آپکے دوسرے کی خاطر کہڑا
رہون اور آیا ہے کہ جب مسلمان دروازے پر بہشت کے آوینگے تو مشورت کرینگے کہ ہم کس سے کہ بہشت
مین داخل ہونے کے واسطے حکم لین اول آدم علیہ السلام کے پاس جاوینگے بعد نوح علیہ السلام کے پاس
پہر ابراہیم پہر موسی پہر عیسے کے نزدیک جیسا کہ شفاعت کے واسطے سب پیغمبرون کے پاس گئے تہے
تاکہ سب جگہ عزت و شرف سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ساری بشر پر ظاہر ہو عمر بن خطاب

رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے آگے جنت مین
آنا سارے پیغمبرون پر حرام ہے اور میری امت کے آگے جنت مین آنا اور امتون پر حرام ہے اور حدیث ہے کہ فرمایا
سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے پاس جبرئیل آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کے مجکو وہ دروازہ بہشت کا کہ میری
امت اوس دروازے سے جنت مین داخل ہوئیگی دکہایا تب ابوبکر صدیق رضہ نے حضرت سے عرض
کی کاش مین اوسوقت جناب مین حاضر رہتا تو اوس دروازے کو دیکہتا آنسرور نے فرمایا خبردار تو ہی
جو پہلے پہل میری امت سے جنت مین داخل ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت مرحومہ کے
جانے کے لیے بہشت مین ایک دروازہ خاص ہے کہ اور امتین اوس دروازے سے نہین جائنگی
لیکن حدیث مین آیا ہے کہ ہر عمل کے واسطے ایک دروازہ خاص ہے کہ اوس دروازے سے وہ عمل
کرنے والے بہشت مین آوینگے جیسا کہ نماز پڑہنے والے باب الصلوۃ سے اور جہاد کرنے والے
باب جہاد سے اور روزہ دار باب الریان سے بہشت مین داخل ہونگے حضرت رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم باب الرحمہ سے تشریف فرما ہونگے ابوہریرہ سے حدیث ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا پہلے میرے واسطے دروازہ جنت کا کہلیگا لیکن ایک عورت مجہپر مبادرت کریگی
یعنے چاہے گی کہ میرے ساتہ آوے مین اوس سے پوچہونگا تو کون ہے اور کیا کرتی ہے وہ
کہیگی مین وہ عورت ہون کہ بعد اپنے شوہر کے مرنیکے مین نے صبر کیا اور عصمت سے رہی دوسرا
نکاح نہین کیا اور اپنے یتیم فرزندون کو پالا اس حدیث کے مضمون کی یہ حدیث سند ہے اَنَا وَکَافِلُ
الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّۃِ ہٰکَذَا یعنے مین اور یتیم کا پرورش کرنے والا جنت مین اسطرح سے ہونگے بیچ کی اونگلی
اور کلمے کی اونگلی سے اشارا کیا اور بیان فضیلت و بزرگی آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنت
مین بسبب وسیلہ و درجہ بلند کے یہ ہے جیسا کہ دعا مین اذان کی آیا ہے اَللّٰہُمَّ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ
وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ یعنے اے پروردگار دے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور درجہ
بلند مسلم نے عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جب اذان موذن سے سنو تو کہو مانند اوسکے یعنے جو کچہ وہ کہتا ہے تم بہی کہو بعد اوسکے مجہپر درود
بہیجو اور جو کوئی مجہپر ایکبار درود بہیجیگا پروردگار اوسپر دس بار درود بہیجیگا اور تم خدا تعالی سے
میرے واسطے وسیلہ چاہو کیونکہ وہ وسیلہ بہشت مین ایک منزلت ہے کہ کوئی اوس منزلت کے واسطے

سزاوار نہین ہے اور وہ منزلت کسیکو نہین پونہچیگی مگر ایک بندہ خاص کو امید رکھتا ہون کہ وہ
بندۂ خاص مین ہون پس جو کوئی میرے واسطے وسیلہ سوال کریگا اوسکے لیے شفاعت ہوگی اور
بعضون نے کہا ہے کہ وسیلہ بہشت مین ایک بلند مقام کا نام ہے کہ وہ مقام نسبت کرتے اور مکانون
جنت کی عرش سے قریب تر ہے اور مکان رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور امر کرنا سرور
عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امت کو واسطے سوال کرنے وسیلہ کے اسواسطے ہے تاکہ امت
اس دعا اور سوال سے بہت ثواب اور زیادتی ایمان کی پاوین اور رضامندی حق تعالی کی اور محبت
اوسکے حبیب کی حاصل کرین مسند مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے لوگون سے فرمایا کہ اللہ تعالی کے پاس وسیلہ ایک درجہ ہے کہ کوئی درجہ زیادہ اوس
درجے سے نہین ہے میرے واسطے اللہ تعالی سے اوس وسیلے کا تم سوال کرو ابن مردویہ نے علی مرتضے
کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون سے فرمایا کہ جسوقت تم خدا تعالے
سے سوال کرو پس سوال کرو میرے واسطے وسیلہ لوگون نے کہا کہ یا رسول اللہ کون آپ کے ساتہ
اوسمین ہوگا حضرت نے فرمایا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین اوس مقام مین میرے ساتہ رہینگے
ابی حاتم نے روایت کی کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ مین منبر پر چڑہ کے فرمایا اے لوگو بہشت
مین دو موتی ہین ایک سفید اور دوسرا زرد مقام محمود سفید موتی کا ہے اوسکے ستر ہزار درجے
ہین ہر ایک گہر اوسکا تین میل کی راہ ہے نام اوس مقام کا وسیلہ ہے اور وہ مقام جناب رسالت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکی اہل بیت کا ہے اور زرد موتی کا مکان ابراہیم علیہ السلام اور اون کے
اہل بیت کے لیے ہے ترمذی مین ابن عباس سے مذکور ہے کہ ایکروز کئی اصحاب حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے کے انتظار مین بیٹہے ہوئے آپسمین ازراہ تعجب گفتگو کر رہے
تہے کہ خدا تعالی نے اپنے خلایق سے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ اور موسی کو کلیم اللہ اور عیسی کو
روح اللہ اور آدم کو صفی اللہ کیا اس عرصے مین آنحضرت تشریف لائے اور بعد سلام کے فرمایا مین نے
سب تمہارا کلام سنا جو تم آپسمین تعجب سے کرتے تہے آگاہ ہو کہ جیسا کہ ابراہیم خلیل اللہ اور موسی کلیم اللہ
اور عیسی روح اللہ اور آدم صفی اللہ ہین ویسا ہی مین حبیب اللہ ہون اور مین قیامت کے روز
نشان احمدی کو اوٹہانے والا اور بندون کو بخشانے والا اور پہلے زنجیر بہشت کے دروازے کی ہلانے والا

اور سب سے بزرگتر ہون اور اللہ تعالی مجکو سب کے اول جنت مین داخل کریگا اور فقرا مومنین میرے ساتھ ہونگے اور ان چیزون سے مجھے فخر نہین ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلت خاص صفت ابراہیم علیہ السلام کی اور محبت خاص سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور دوسری حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ خلت بہی حضرت کی صفت ہے اور خلت سرور عالم کی افضل اور اکمل خلت سے ابراہیم کی ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا آنسرور نے تحقیق صاحب تمہارا خلیل اللہ ہے عبداللہ بن مسعود سے حدیث ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالی نے صاحب تمہارے کو خلیل کیا ہے ابو ہریرہ کی حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالی نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ تحقیق مین نے تجھے خلیل کر دانا ہے اور مین نے توریت مین لکہا ہے محمد انت حبیب الرحمن قاضی عیاض نے کہا کہ خلیل کے معنون مین اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ خلیل کے معنی خالص مین ابراہیم کا نام خلیل اسواسطے رکہا گیا کہ وہ واسطے خدا کے خالص تہا اور دوستی و دشمنی اسکی محض واسطے خدا کے تہی بعضون نے کہا ہے کہ خلیل فقیر و محتاج کو کہتے مین اسواسطے ابراہیم کا نام خلیل اللہ رکہا گیا کہ اوسنے اللہ تعالی کے سوا کسی مخلوق سے حاجت نہین چاہی جسوقت اوسکو آگ مین ڈالنے کی خاطر منجنیق مین رکہا تو جبرئیل آیا اور کہا تجکو کچہ حاجت ہے یعنی اوسوقت مین کچہ تائید چاہتا ہے ابراہیم نے کہا تجہ سے مجھے کچہ حاجت نہین تو ان باب اس مذکور مین ہے کہ ایمان لانا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور فرمانبرداری کرنا امر و نہی مین اوس حضرت کی اور عمل کرنا اون چیزون پر جو آنسرور جناب باری سے لائے مین اور پیروی کرنا حضرت کی سنت اور سیرت کا اور پرہیز کرنا بدعت سے واجب ہے اور یہ باب اول ہمکے بابونکا نتیجہ ہے جب نبوت اور رسالت حضرت کی ثبوت اور صحت کو پہنچی ایمان لانا اور تصدیق کرنا اوسپر واجب ہوا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا فآمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا ایمان لانا خدا پر اور اوسکے رسول پر اور نور پر جو نازل کیا گیا ہے یعنی قرآن شریف پر اور فرمایا انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا لتؤمنوا باللہ ورسولہ یعنی بہیجا تجکو اے محمد گواہ تیری امت کے افعال اور اقوال پر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا پس تو کہہ امت کو کہ میرا بہیجنا اور بشارت دینا اور ڈرانا اس لیے ہے تاکہ ایمان لاؤ تم اللہ پر اوسکے رسول پر

اور فرمایا قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ یعنے کہہ تو ای محمد ای گروہ انسان مین تمہاری طرف تحقیق بھیجا ہوا خدا کا ہون پس ایمان لاؤ تم خدا تعالی پر اور اوسکے رسول پر جو امی ہی پس ایمان لانا اوس سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب و لازم ہوا ایمان دل سی تصدیق اور زبان سے اقرار کرنے کو کہتے ہین جو شخص خدا تعالی کی وحدانیت پر اور آنسرور کی نبوت پر دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرے بیشک وہ مسلمان ہے آگاہ ہو کہ اسمین چار صورتین ہین ایک قسم یہ ہے کہ تصدیق دل سے کرے اور زبان سے بھی اقرار یہ قسم سب سی بہتر اور کامل ہے اور دوسری قسم یہ ہی کہ بغیر تصدیق دل کی فقط زبان سے اقرار کرے یہ قسم بد ہی اصلا اس مین ایمان نہین بلکہ اسکو نفاق کہتے ہین صاحب اس قسم کا داخل جہنم ہے تیسری قسم یہ ہی کہ بے اقرار زبان کے تصدیق کرے اور یہ دو قسم ہی ایک تو یہ کہ اوسکو اقرار کرنیکی طاقت ہی نہ ہوا اقرار کرنیکی فرصت نہ پائی اور مرگیا تو اس مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ وہ داخل النار ہی کیونکہ اون کے پاس اقرار کرنا زبان سے ایمان مین داخل ہی اور بعضون نے کہا کہ وہ مومن ہی اسواسطے کہ آنسرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے دلمین ایک ذرہ بھی ایمان ہوگا تو آتش دوزخ سی وہ نکالا جاویگا اور اللہ تعالی نے فرمایا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ یعنے جسوقت داخل ہوا ایمان اونکے دلونمین پس اس سی معلوم ہوا کہ مقام ایمان دل ہی زبان نہین پس صاحب اس قسم کا اپنے دل سے مسلمان ہے اور گناہگار نہین کیونکہ ترک کرنا شہادتکا اوسکے اختیار سے نہین ہوا اور اہل انصاف کی پاس اس شخص کا محل اختلاف نہین ہی دوسری قسم یہ ہی کہ وہ شخص گنہگار ہے اقرار کی قدرت نہین اس جگہہ سب کا اتفاق ہی کہ وہ مسلمان ہی چوتہا قسم وہ ہی کہ دل سے تصدیق کرے اور فرصت بھی پاوے اور جانتا ہی کہ اقرار زبان سی ضرور ہی اور اوس نے تمام عمر مین ایکبار بھی اقرار نکیا اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ وہ مسلمان ہے کیونکہ دل سی تصدیق کر چکا اور شہادت از جملہ اعمال ہے اوسکے ترک کرنے سے گناہگار ہوگا جیسا کہ مذہب اہل حق کا ہی وہ کہتی ہین حقیقت ایمان کی دل سے تصدیق کرنا ہے اور اقرار زبانی ایمان کی احکام جاری کرنے کی شرط ہی نہ جز ایمان اور بعضے کہتے ہین کہ یہ شخص مسلمان نہین ہی کیونکہ زبان ترجمان دل کا ہی اور تصدیق بدون شہادت زبان سے کامل نہین ہوتی ہے ایسا ہی شفا مین کہا ہے واللہ اعلم اور اس جگہہ اور بھی ایک قسم ہی کہ ایک شخص دل سی تصدیق

اور زبان سے بھی اقرار کرے لیکن شارع نے جن چیزونکو علامت کفر کی قرار دیا ہی جیسا کہ زنار کا باندھنا
اور بت کا سجدہ کرنا اوسکو وہ انتفا کرے تو ایسا ہر بین وہ کافر ہو بعضے اوسکو کافر شرعی کہتے ہین اور بعضے کافر
حکمی یعنے شارع نے اوسپر حکم کفر لگا دیا تنبیہ بعض فقہائے حنفی نے بعض کلمات اور افعال پر حکم کفر
کا کیا ہے جیسا کہ کوئی شخص سوا خدا کے اور کسیکی سوگند کہاوے یا کہے کہ یہ ماتم سخت ہی یا خدا کو اسطرح کہدے
سوا اسکے اور الفاظ ہین جو کتابونمین مذکور ہین ان باتونکو کفر مین شمار کرتے لیکن صواب یہ ہی کہ یہ باتیز
مظنہ کفر کا ہین اور ان باتون سے کفر لازم آتا ہے کلام علما کا ایمان کی زیادتی کمی کے باب مین بہت
ہے لیکن تحقیق یہ ہی کہ جن کے پاس عمل ایمان مین داخل ہے اون کے نزدیک اور کم ہونا ایمان کا
بسبب زیادتی اور کمی عمل کے ہی اور جن کے نزدیک عمل ایمان مین داخل نہین اونکے پاس زیادتی
کمی ایمان کی متصور اور معقول نہین بعضون کے پاس مشہور ہی کہ محدثون کے نزدیک ایمان عبارت تین
چیزون سے ہی یعنی تصدیق کرنا دل سے اور اقرار کرنا زبان سے اور عمل کرنا ارکان پر آگاہ ہو
کہ جس جا محدثون کے کلام مین یہ آیا ہے مراد اس سے ایمان کامل ہے جیسا کہ صحیح بخاری مین
اوسکی تصریح اور تحقیق ہوئی ہے اور قاضی عضد نے بھی مواقف مین جو اوسکی کتاب ہی کہا کہ حقیقت
ایمان کی اہل سلف اور محدثون کے پاس تین چیز ہے یعنے دل سے تصدیق کرنا اور زبان سے اقرار
کرنا اور ارکان پر عمل کرنا ہی مراد اس سے ایمان کامل ہی جیسا کہ مذہب اہل سنت وجماعت کا
ہے اور مذہب اہل سنت وجماعت کا ہرگز خلاف مذہب اہل سلف اور محدثون کے نہین ؀

وصل پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمان برداری اور پیروی کرنے کے بیان مین جب ایمان لانا حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب ہوا تو
فرمانبرداری اور پیروی بھی اونکی لازم ہوئی جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَطِیعُوا اللّٰهَ
وَرَسُولَهُ یعنے اے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو خدا کی اور اوسکے رسول کی اور فرمایا أَطِیعُوا اللّٰهَ
وَالرَّسُولَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُونَ یعنے اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی امید ہے کہ تم رحم کیے جاوگے اور
فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِیُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ یعنے نہین بھیجا ہمنے کسی رسول کو مگر اسواسطے
کہ تم اوسکی اطاعت کرو حکم خدا سے اور فرمایا وَمَن یُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ یعنے جس شخص نے رسول
کی اطاعت کی تحقیق اوس نے اللہ تعالی کی اطاعت کی جب اللہ تعالی نے اپنے رسول کی اطاعت

کو اپنی اطاعت فرمایا اور اوس سرور کی فرمان برداری کرنے مین ثواب جزیل کا وعدہ کیا اور اونکی
مخالفت مین عذاب کا ڈر اور فرمان برداری آنسرور کی امر و نہی مین واجب گردانی یہ آیت یعنی مَن یُطِعِ
الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ صاف دلیل ہے اسبات پر کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال اور اقوال
سب خطا سے خالی ہین اسواسطے اگر خطا ہوتی تو موافق حق کے نہ ہوتی اور اونکی اطاعت خدا کی اطاعت
نہوتی سہل بن عبد اللہ تستری سے کسی نے پوچھا کہ شرایع اسلام کیا ہین اونہون نے کہا مَا آتَاکُمُ الرَّسُولُ
فَخُذُوْہُ وَمَا نَہَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا یعنی جو کچھ لائے تمھارے واسطے رسول اوسکو اختیار کرو اور جس چیز سے
تمکو منع فرمایا اوس سے باز رہو اور بعضون نے کہا اَطِیْعُوا اللّٰہَ فِی فَرَائِضِہٖ وَالرَّسُوْلَ فِی سُنَّتِہٖ یعنی
اللہ تعالی کی اطاعت کرو اوسکے فرایض مین اور رسول کی اطاعت کرو اوسکی سنتوں مین اور قیل
اَطِیْعُوا اللّٰہَ فِیْمَا شَرَعَ عَلَیْکُمْ وَالرَّسُوْلَ فِیْمَا بَلَّغَکُمْ خدا کی اطاعت کرو یعنی شہادت دو اوسکی الوہیت
پر اور اطاعت کرو رسول کی یعنی اونکی نبوت کا اقرار کرو اور یہ اطاعت محبت پر دلیل اور محبت
سبب معیت کا ہے انشاء اللہ تعالی یہ بات معیت کے وصل مین مذکور ہوگی اور فرمایا اللہ تعالی
نے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ اس آیت کو آیت محبت کہتے
ہین منقول ہے کہ ایک قوم خدا کی محبت کا دعوی کرتی تھی تب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی یعنے کہو
اے محمد اگر دوست رکھتے ہو تم خدا کو تو متابعت کرو تم میری تاکہ اللہ تعالی تمکو دوست رکھے غرض
محبت خدا کی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنے پر موقوف ہے بے اطاعت حضرت
کے محبت اللہ تعالی کی حاصل نہین ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا فَآمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ
النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ فَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَہْتَدُوْنَ یعنے ایمان لاؤ تم خدا پر اور اوسکے رسول پر اور متابعت
کرو تم رسول کی الیقین ہے کہ تم طرف صراط مستقیم کے ہدایت پاؤگے پس ہدایت پانیکو دو چیز شرط
ہین ایک تو رسول پر ایمان لانا اور دوسرے اونکی متابعت کرنا اس بات سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ اگر کوئی شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا اور اونکی متابعت شریعت مین
نہ کی تو وہ ضلالت مین ہے اگرچہ اصل ایمان رکھتا ہے پس سب چیزون مین متابعت آنسرور کی واجب
ہے مگر اون چیزون مین جو خصوصہ ہین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ میری اور میرے خلیفون کی پیروی لازم کرو اور اپنے کو بدعت سے باز رکھو کیونکہ ہر بدعت

ہے سو تفصیل اس کی یہ ہے عائشہ صدیقہ سے حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ کام کیا اور اس
کام کے کرنے پر لوگوں کو بھی اجازت دی ایک قوم نے اوس کام سے انکار کیا یہ خبر حضرت کو پونہچی
حضرت نے فرمایا کہ کیا حال ہے اوس قوم کا جو انکار کرتے ہیں اوس چیز سے کہ جسکو میں نے کیا ہے
قسم خدا کی میں اون سب سے دانا زیادہ ہوں اور خوف خدا بہت رکھتا ہوں یعنی باوجود اس خوف کے
جب میں نے اس کام کرنے کی اجازت دی پس جانو تم کہ حق یہی ہے اور حکمت بھی اسی بات کو چاہتی
ہے اور اوس کام میں دین اور دنیا کی خوبیاں ہیں سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمل تھوڑا
جو موافق سنت کے ہو بہتر ہے عمل بہت سے جو بدعت ہو اور فرمایا جس نے میری سنت کو زندہ کیا
یعنے رواج دیا تو گویا اوس نے مجھکو زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ رہیگا حدیث ہے
کہ جو کوئی میری امت سے میری سنت کی پیروی کریگا اوس زمانے میں کہ فساد ہوگا اوسکو ثواب
سو شہیدوں کا حاصل ہوگا اور آیا ہے کہ پیروی کرنا سنت کا بہتر ہے بدعت سے اگرچہ وہ بدعت حسنہ
ہی ہو جیسا کہ دہیر کا سونا جو سنت ہے اور مدرسہ بنانے سے بہتر ہے کیونکہ سنت پر عمل کرنے
والا برکت سے اوسکی مقام قرب اور رضاے الٰہی کو پونہچتا ہے مقرر ہے جو بدعت سنت کو
تغیر دیتی ہے وہ بری ہے جو ایسی نہیں بلکہ سنت کو تقویت دیتی ہے وہ بدعت حسنہ ہے اور یہ بدعت
واسطے مصلحت اور حکمت کے جائز ہے کہتے ہیں کہ بعضی بدعت ایسی ہے کہ کرنا اوسکا واجب ہی ہے
جیسے سیکھنا علم صرف اور نحو کا اور سوا اسکے اور علوم کا جو سرور عالم کے زمانے میں نتھی اور بعضی بدعت
مستحب ہی جیسے سرا اور مدرسہ بنانا اور بعضی بدعتیں مباح ہیں جیسے پیٹ بہر کہانا اور باقی بدعتیں
مکروہ اور حرام ہیں مذکور ہے کہ عمر عبد العزیز کی سلطنت میں بعضی عاملوں نے اپنے شہروں کا احوال
اوسکو لکہا کہ چوری بہت ہیں آیا ہم ان چوروں کو گمان و تہمت سے پکڑیں یا دلیل و شواہد سے جیسے
سنت ہی عمر عبد العزیز نے لکہا کہ شواہد اور دلیل سے کہ جس پر سنت جاری ہوئی ہے پکڑو اگر یہ صلاح
پذیر نہونگے تو اللہ تعالی انکی اصلاح کریگا مذکور ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو دیکہا اور کہا
کہ اللہ میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے اور تجھسے کچھ نفع و نقصان نہیں اگر میں رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکہتا تو تجکو بوسہ نہ دیتا اور قسم ہے عبد اللہ بن جحر ناقے کو
اپنے ایک جگہ پہراتا تہا لوگوں نے اوس سے پوچہا کیا سبب تو یہاں ناقہ کو پہراتا ہے اوسا

نے کہا کہ مین اور کچہ نہین جانتا تہا مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسطرح سے پہرا تے تہے تو مین
بہی پہرا تا ہون اور یہی مذکور ہی کہ عبد اللہ بن حجر نے ایک جگہہ وضو کیا اور اس جگہہ ایک درخت
تہا کہ گرد اوسکے پہرتا تہا اور جہاگل سے پانی اوسکی جڑ مین ڈالتا تہا اور کہتا تہا کہ مین نے حضرت پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسطرح سے کرتے دیکہا مین بہی ویسا ہی کرتا ہون تفسیر مین والعمل
الصالح یرفعہ کی آیا ہی کہ عمل صالح اقتدا کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی اور سہل
تستری نے کہا کہ اصول ہمارے مذہب کے تین ہین ایک تو اقتدا کرنا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا افعال اور اخلاق مین دوسرا اکل حلال کہانا تیسرا تمامی اعمال مین نیت خالص کہنا
احمد بن حنبل نے کہا کہ مین ایکروز ایک جماعت کی ساتہ تہا وہ سب برہنہ ہوئے اور پانی مین اوترے
مین برہنہ نہوا اور حدیث پر عمل کیا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تہا کہ جو شخص ایمان خدا پر رکہتا ہے
اور روز آخرت پر رکہتا ہے چاہیے کہ وہ حمام مین برہنہ نہاوے اوسی شب مین نے خواب مین
دیکہا کہ کوئی شخص کہتا ہی اے احمد خوش ہو کہ اللہ تعالی نے تجکو بسبب عمل کرنے کے حدیث پر
بخشا اور تجکو امام کیا تا کہ لوگ تیری اقتدا کرین مین نے کہا کہ تو کون ہی جو یہ بات کہتا ہے وہ بولا
کہ جبرئیل ہون **وصل حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ ادب**
کرنیکے بیان مین جملہ آداب سے اکثر ورہ کے یہ ہی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روبرو پکار
کے بات نکرین اور نام مبارک بے تعظیم نلین جیسا کہ لوگ آپسمین باتین پکار کر کرتے ہین اور نام
ہر ایک کا بے تعظیم لیتے ہین جب آپکا نام مبارک لین تو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہین کہتے ہین کہ
ایلچی بنو تمیم کے قبیلے کا آیا کئی اور قوم کے لوگ حضرت کے پاس آئے اور آستانہ شریف پر کہڑے
رہ کر پکارے ای محمد باہر نکل تب اللہ تعالے نے اوس قوم کی مذمت کی اور فرمایا اکثرہم لا یعقلون
یعنی اکثر اون کے بیعقل ہین بعضون نے کہا ہے کہ ایکروز کسی چیز پر صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم
مین اختلاف تہا دونون حضرت کے حضور مین باواز بلند باتین کرتے تہے تب یہ آیت لا ترفعوا
اصواتکم فوق صوت النبی نازل ہوئی یعنے نہ بلند کرو تم اپنی آوازون کو نبی کی آواز سے اور بعضون
نے کہا ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس کان سے کم سنتا تہا اور پکار کے بات کرتا تہا یہ آیت اوسکے
حق مین نازل ہوئی اوسوقت سے وہ گہر مین بیٹہا رہا کہ مبادا اعمال اپنے باطل ہون پہر جناب رسالت

سے نے اوسکو طلب فرما کر شہید ہونے اور جنت مین جانیکی بشارت دی چنانچہ یمامہ کی جنگ مین کہ
جس نے دعا انکو نکالا تھا وہ شہید ہوا اور جنت مین گیا روایت ہے کہ جس روز یہ آیت نازل ہوئی
ابو بکر صدیق رضہ نے کہا کہ یا رسول اللہ قسم خدا کی مین آپ کے ساتھ پکار کے بات نکرونگا مگر آہستہ کہ
جیسا کوئی اپنا راز کہتا ہے اور عمر فاروق رضہ بہی حضرت کے ساتھ ایسا آہستہ بات چیت کرتے تھے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اونکا کلام نہین سمجھتے تھے مگر فہم و قیاس سے پس یہ آیت نازل ہوئی
اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی
لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ تحقیق وہ لوگ کہ پست کرتے ہین آوازونکو رسول خدا کے پاس وہ لوگ
ایسے ہین کہ پاک کیا ہے اللہ تعالی نے اونکے دلونکو تقوی قبول کرنے کے لیے واسطے اونہین
لوگون کے آمرزش ہے اور ثواب بزرگ روایت ہے کہ ایکروز ابو جعفر امیر المومنین امام مالک سے
مسجد مین رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے مناظرہ کر رہا تہا امام مالک نے اوسکو کہا یا امیر المومنین
اس مسجد کے درمیان اپنی آواز کو پست کر کیونکہ یہ مسجد نبوی ہے اور اللہ تعالے نے آنسرور کے ادب
کرنیکے باب مین فرمایا ہے لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ آخر آیت تک ادب اور عزت
رسول خدا کی جیسی آپ کی حیات مین تہی ویسی ہی بعد وفات کے ہے ابو جعفر یہ بات سنکر رویا
اور خاموش رہا بعد اوسکے ابو جعفر نے کہا کہ یا ابا عبد اللہ منہ اپنا دعا کرنے کے وقت قبلہ کیطرف
کرون یا رسول خدا کیطرف امام مالک نے کہا کسواسطے اوس جناب سے منہ پہراتا ہے حالانکہ وہ
سرور قیامت کے روز تیرا اور تیرے باپکا جو آدم صفی اللہ ہے وسیلہ ہے منہ اوس سرور کیطرف
کرکے شفاعت چاہ اور جملہ آداب سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ہے کہ حضرت کے
کلام شریف پر عقل سے اشکال نکرے اور حدیث کو تغیر اور تبدیل نہ دے اور از جملہ ادب یہ ہے
کہ جب آپ کسیکو پکارین اور بلا دین تو بلا عذر تعظیم سے جواب دے اور حضرت کی جناب مین حاضر ہو
جواب دینے مین اور حاضر ہونے مین کچہ عذر نکرے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ
الرَّسُوْلِ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا اس آیت کے معنی مین مفسرین کے دو قول ہین ایک قول یہ ہے
کہ جب آنسرور کو پکارین تو تعظیم سے یا رسول اللہ یا نبی اللہ پکارین بے تعظیم نہ پکارین جیسا
کہ اور لوگون کو پکارتے ہین دوسرا یہ ہے جب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسیکو پکارین اور بلاوین

تو جواب دینے مین کچھ عذر نکرے اور خاموش نرہے بلکہ اوسیوقت تعظیم سے جواب دے اور حضرتؐ
کی جناب مین حاضر ہو کہتے ہین ایکروز ابن معلی نماز مین تہا جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اوسکو پکارا اوس نے جواب نہین دیا بعد فراغت کے جناب عالی مین حاضر ہوا اور عذر کیا
کہ مین نماز مین تہا اسواسطے جواب نہین دیا اور حاضر نہو سکا حضرتؐ نے اوسکو فرمایا آیا اللہ تعالیٰ
نے نہین فرمایا تہا یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ اے وہ لوگو
کہ ایمان لائے ہو اجابت کرو تم خدا کے واسطے اور اوسکے رسول کے لیے جسوقت کہ بلاوے رسول
تمکو اوس چیز کے لیے کہ وہ چیز تمکو زندہ کرتی ہو یعنی علوم دینی کے واسطے آور آگے خصایص شریف
مین مذکور ہوا کہ امام شافعی کے پاس اگر کسی نے نماز پڑہتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب
دیا تو نماز اوسکی باطل نہین ہوتی فصل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی محبت لازم کرنے کے بیان مین جان کہ زندگی دونون اور غذا روحون کی اور روح
ایمان کی ہے محبت کے معنی مین علما کو بڑا اختلاف ہو بعضون نے کہا ہو کہ محبت موافقت کرنا محبوب
کے ساتہ جمیع احوال مین اور بعضون نے کہا کہ فنا ہونا محب کی صفات کا محبوب کی ذات اور صفات
مین ہو اور بعضون نے کہا محو کرنا دل سے اوس چیز کو جو سوا محبوب کے ہے بعضون نے کہا کہ محبوب
کی طلب مین اور اوسکے شوق دیدار مین دل کا سفر کرنا اور اوسکے ذکر مین زبان کو شیفتہ کرنا مَنْ
اَحَبَّ الشَّیْءَ اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ جو شخص کسی چیز سے محبت رکہتا ہے اکثر اوسکا ذکر کرتا ہے جو کوئی حضرت
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صدق دل سے ایمان لایا ہے دل اوسکا آنسرورؐ کی محبت سے
خالی نہین لیکن بعضون نے اوس محبت سے بہت حظ حاصل کیا اور بعضون نے تہوڑا شک نہین کہ
اصحابون کو اس نعمت سے بہت حظ حاصل ہے جیسا کہ مذکور ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے
کہا یا رسول اللہ آپ میرے پر سب چیز سے محبوب زیادہ ہین مگر میری ذات سے سرور عالم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم مین سے ایمان نہین لایا کوئی جب تک مجکو اپنے نفس سے زیادہ اوس نے
دوست رکہا تب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم خدا کی کہ جس نے کتاب تجہیر نازل کی یا رسول اللہ
آپ میرے نزدیک میرے نفس سے زیادہ محبوب ہین اور علی مرتضے کرم اللہ وجہہ نے کہا حضرت
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس میری اولاد اور میرے ماں باپ اور میرے مال سے اور

اوس بہشت سے پانی ہے جو پیاس کے وقت بڑی محبوب زیادہ ہین وجمیل ثواب کی بیانمین جو آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جناب مین محبت رکھنے سے حاصل ہوتا ہے انس سے حدیث ہے کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپ نے اونسکو فرمایا قیامت کے واسطے تو نے کیا عمل کیا ہے یعنی قیامت کو کیا پوچھتا ہے عمل کر جو قیامت کے روز تیرے کام آوے اوس نے عرض کی مین نے نماز روزہ اور صدقہ قیامت کے واسطے تیار نہین کیا لیکن خدا کو اور اوسکے رسول کو دوست رکھتا ہون حضرت نے اونسکو فرمایا تو جسکو دوست رکھتا ہے اوسکے ساتھ ہے صفوان بن قدامہ نے کہا کہ مین ایکروز حضرت رسول خدا کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ دست مبارک اپنا مجھے دو تا کہ مین بیعت کرون پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک اپنا دیا مین نے بیعت کر کے عرض کی یا رسول اللہ مین آپکو دوست رکھتا ہون حضرت نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے دوست کے ساتھ ہے امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے مذکور ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایکروز ہاتھ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا پکڑ کے فرمایا جو کوئی میرے ان دونون نواسون کو اور ان کے مان باپکو دوست رکھیگا وہ قیامت کے روز میرے ساتھ ہوگا روایت ہے کہ ایک شخص حضرت کے حضور مین آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مین آپکو اپنے اہل اور مال سے زیادہ دوست رکھتا ہون جسوقت مین آپکو یاد کرتا ہون تو صبر نہین کر سکتا جب تک آپ کی جناب عالی مین نہ آؤن اور آپ کے جمال باکمال کو نہ دیکھون اپنی موت اور آپ کی وفات یاد کرتا ہون اور جانتا ہون کہ جب آپ بہشت مین تشریف لائینگے تو مقام اعلی مین پیغمبرون کے ساتھ رہینگے اگر مین بہشت مین آؤنگا تو آپکو کہان دیکھ سکونگا اوسوقت اللہ تعالی نے یہ آیت

نازل کی وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ آخر آیت تک یعنی جس [illegible] اطاعت کی پس وہ ساتھ اون لوگون کے ہے کہ اللہ تعالی نے [illegible] اونپر انعام فرمایا ہے وہ لوگ پیغمبر اور صدیق ہین آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص کو بلایا اور اوس آیت کو اوسکے روبرو پڑھا اور بعضے مفسرون نے اس قصے کو ثوبان کے مقدمے مین کہ حضرت کا غلام تھا ذکر کیا ہے کہ ثوبان

کو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہت محبت تھی اور اوس کو بدون حضرت کے دیکھنے
کے صبر نتھا چنانچہ ایکروز وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اوسکے چہرے کا رنگ متغیر
تھا اور آثار غم کے ظاہر تھے آنسرور نے اوسکو فرمایا ای ثوبان کیا تیرا حال ہی اور رنگ تیرا کیون
متغیر ہے اوس نے عرض کی یا رسول اللہ مجھکو کچھ بیماری و درد نہین لیکن جسوقت آپکو نہین دیکھتا ہون تو
ایسی ہی حالت میری ہوتی ہے تب حضور مین حضرت کے آتا ہون اور آپکو دیکھتا ہون مجھکو کمال راحت اور
مسرت ہوتی ہی بعد اوسکے آخرت کو یاد کرتا ہون تو ڈرتا ہون شاید وہان آپکو نہ دیکھہ سکون
کیونکہ آپ جنت مین پیغمبرون کے ساتھ مقام اعلی مین تشریف رکہینگے اور مین ادنی مقام بہشت
کے پڑا رہونگا تب یہ آیت آئی جو آگے مذکور ہوئی اور دوسری ایک حدیث مین آیا ہی کہ ایک
شخص حضرت کی مجلس شریف مین بیٹھتا تھا اور آپ کی جمال مبارک کو دیکھتا رہتا تھا اور ہرگز دوسرے
کیطرف نظر نہین کرتا تھا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حالت دیکھکر اوسکو فرمایا کیا تیرا حال
ہے اوس نے عرض کی یا رسول اللہ مان باپ میرے آپکے سو سے فدا ہون مجھکو آپکا جمال
مبارک دیکھنے سے بہت بہرہ اور نہایت ذوق حاصل ہوتا ہی اسلیے مین آپ کے جمال مبارک
کو دیکھتا ہون لیکن غم اس بات کا ہی کہ قیامت کے روز جب آپ جنت مین تشریف لیجاوینگے تو یہ نعمت
میسر ہوتی ہی یا نہین تب پروردگار نے یہ آیت نازل کی انس رضی اللہ عنہ سے حدیث ہی کہ سرور عالم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی شخص مجھے دوست رکھیگا وہ جنت مین میرے ساتھ رہیگا

وصل بیان مین بعضی چیزون کے جو اہل سلف سے ذوق و محبت مین آنسرور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارد ہوئے ہین ابن اسحاق سے روایت ہے کہ انصار سے
ایک عورت تھی کہ اوسکا باپ اور بھائی اور خاوند جنگ احد مین شہید ہوا اوس عورت نے اپنے
لوگونکا احوال نہ پوچھا بلکہ آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت پوچھی لوگون نے کہا الحمد للہ حضرت
بخیریت ہین جیسا کہ تو چاہتی ہے عورت نے کہا مجھکو دکہاؤ حضرت کہان ہین تا کہ مجھے آپ کے
دیکھنے سے تسلی ہو جب اوس عورت نے سرور عالم کو دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ ہر مصیبت
آپکی سلامتی کے بعد آسان ہے اور یہ قصہ بعضی روایتون مین اسطرح آیا ہے کہ جنگ احد مین آنسرور
کی وفات فرمانے کا غل ہوا تو بہت عورتین مدینہ مین جمع ہو کر باہر نکلین اور فریاد کرنے لگین اسمین ایک

عورت انصار کی باہر نکلی اور لاش اوسکی بہائی کی اور بیٹے اور اور خاوند کی جو جنگ احد مین شہید ہوئے تہی
لگے اوس عورت کی آگے اوس نے اون لاشون پر کچہ التفات نہ کیا کہ وہ کون ہین اگرچہ لوگون نے
اوسکو کہا کہ یہ لاش تیرے بہائی کی اور تیرے بیٹے کی اور خاوند کی ہے بلکہ وہ عورت یہی پوچہتی تہی
کہ سرور عالم کہان ہین لوگون نے کہا کہ آگے ہین بے اختیار ہوکر حضرت کی پاس دوڑی گئی اور دامن
آنسرور کی چادر کا پکڑ کے عرض کی یا رسول اللہ ماں باپ میرے آپ پر سے فدا ہون جب آپ
سلامت ہون تو مجکو میرے دوستون کے مرنیکا اندیشہ نہین ہی روایت ہی کہ جب مکے کے لوگ
زید بن دثنہ کو مار ڈالنی کے خاطر حرم سی باہر لائے تو ابو سفیان بن حرب نے زید کو پوچہا امی قسم
ہے تجھے سچ کہہ کہ اگر اسوقت تیرے عوض مین محمد کو ہلاک کرین اور تجکو چہوڑ دین تو تو اس بات پر
راضی ہے زید نے کہا قسم خدا کی مین اس امر کو گوارا نہین رکہتا بلکہ نہین چاہتا کہ ایک کانٹے کا درد
اوس جناب کو پہونچے اور مین اپنے لوگون مین آرام سی رہون تب ابو سفیان نے کہا کہ مین نے کسیکو
ایسی محبت نہین دیکہی جیسے اصحاب محمد کے محمد کو دوست رکہتے ہین مذکور ہے کہ جب بلال کو نزع
کا وقت ہوا تو اوسکی جورو بہت افسوس سے رونے لگی بلال نے کہا مجھے خوشی اس بات کی ہی
کہ انشاء اللہ تعالی مین کل فجر کو اپنے دوستون سی یعنے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے
اصحابون سے ملاقات کرونگا روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر کا پاؤن سن ہوگیا تہا لوگون نے اوسکو
کہا یاد کر اوسے جو تیرے پاس سب سی زیادہ محبوب ہی تاکہ یہ آفت جاتی رہے تب وہ یا محمدؐ
کرکے پکارا پاؤن اوسکا اچہا ہوگیا اور مذکور ہے کہ زید بن عبد اللہ انصاری اپنے باغ مین
کچہ کام کرتا تہا اوسوقت اوسکے بیٹے نے آکر حضرت کی وفات کی خبر دی تب زید نے بہت زاری اور دعا کی
امی پروردگار میری آنکہہ کی بینائی کو لے تاکہ مین بعد اس محبوب کی دوسری کو نہ دیکہون پس اوسکی
آنکہہ کی بینائی جاتی رہے اسطرح کی دعائین اور بعضے اصحابون سے بہی وقوع مین آئین ہین

وصل بیان مین علامات محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی علامتین بہت ہین سب علامتون مین بڑی علامت
آنحضرت کی متابعت کرنا اور آپکی شریعت پر چلنا ہے کہتے ہین کہ کوئی چیز اشرف اور افضل متابعت
سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہین ہے جو کوئی متابعت حضرت کی کرتا ہی وہ محبت مین حضرت

کی کامل اور مرتبہ اوسکا بلند ہے جسکو متابعت آپکی نہین محبت اوسکی ناقص اور مرتبہ اوسکا پست ہی
لیکن سوای متابعت کی اور طور کی محبت بہی آنسرور صلعم کے ساتہ رکہنا اصل ہے جیسا حدیث مین آیا ہی
کہ ایک شخص بدوی زاہر نام آنسرور صلعم کے حضور مین آتا اور کچہہ جنگل کی چیزین ترکاری وغیرہ آپ
کے واسطے لاتا تہا اور حضرت بہی شہر کی چیزون سے مثل چادر وغیرہ کے اوسکو عنایت کرتے اور
فرماتے تہے کہ زاہر ہمارا روستائی ہے اور ہم اوسکے شہری ہین اتفاقاً اوس نے دوبار شراب
پی اور حد مارا گیا بعضے لوگون نے اوسپر لعنت کی تب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت
اوسپر مت کرو کیونکہ وہ اللہ تعالی کو اور اوسکے رسول کو دوست رکہتا ہے اس بات سے معلوم ہوتا ہے
کہ آنسرور صلعم کے ساتہ میل اور محبت رکہنا اصل ہے اگرچہ متابعت مین کچہہ قصور ہو بعضی کتابون مین
آیا ہے کہ نام اوس شخص کا کہ جسنے دوبار شراب پی تہی عبداللہ اور لقب اوسکا حمار ہے اور زاہر دوسرا
شخص ہے واللہ اعلم اور جناب رسالت کی محبت کی علامتون سے یہ ہے کہ آپکا ذکر بہت سا کرے
بہت ذکر کرنا محبت کو لازم ہی کیونکہ جو کوئی کسی چیز کو دوست رکہتا ہے بہت اوسکا ذکر کرتا ہے
بعضون نے کہا محبت وہی ہے کہ ہمیشہ حضرت صلعم کی ذکر مین مشغول رہے لیکن یہ سعادت حدیث اور
سیر کی کتابین پڑہنے والونکو حاصل ہے اسواسطے کہ ان لوگونکو اوس جناب عالی کے ساتہ ایک
نسبت اور معرفت خاص ہوتی ہے کہ دوسرون کو یہ نسبت میسر نہین کیونکہ ہمیشہ احوال آنسرور صلعم کی
صفات کا ذکر زبان اور ورد جان انکا ہی یعنے اوس جناب کی ذکر سے دلکو انکے راحت اور زبان
کو حلاوت ہی اور علامتون سے حضرت صلعم کی محبت کی یہ ہی کہ جب آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر
آوے تو بہت آپکی توقیر اور تعظیم کرے اور جسوقت نام مبارک کو سنے تو بہت عجز اور انکسار اپنا ظاہر
کرے کسواسطے کہ جو کوئی کسیکو دوست رکہتا ہے واسطے اوسکے عجز وانکسار کرتا ہے اور بعد وفات
آنسرور صلعم کے جب اصحاب آپمین حضرت کا ذکر کرتے تہے تو اوسوقت روتے تہے اور عاجزی کرتے
تہے اور بہت ادب و تعظیم اور ہیبت کی سبب سے اون کی بدن پر بال کہڑے ہوتے تہے تابعین اور
تبع تابعین کا بہی یہی حال تہا ابو ابراہیم نے کہا کہ جسوقت اوس سرور کا ذکر ہو تو ہر مومن پر واجب
ہے کہ عجز وانکسار کرے اور مودب رہے جیسا حضور مین اوس جناب کی مودب رہتے تہے اور انکسار
کرتے تہے کہتے ہین کہ ابو ایوب سختیانی کے روبرو حضرت صلعم کا ذکر ہوتا تہا لوگ اوسکے حال پر رحم

کرتے تھے اور جعفر بن محمد کے روبرو جسوقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے تھے تو رنگ اوسکا
زرد ہو جاتا تھا اور عبد الرحمن بن قاسم رضی اللہ عنہما کے روبرو جب جناب رسالت کا ذکر ہوتا تھا تو
رنگ اوسکا تغیر پاتا تھا اور پھیکا ہو جاتی تھی ایکروز ہمنشینوں نے اوس سے پوچھا کیوں تیرا یہ حال ہوتا ہے
اوسنے کہا کہ جو میں نے دیکھا اگر تم دیکھتے تو میرے حال کا انکار نہ کرتے اور جب عامر بن زبیر رضی اللہ عنہما
کے روبرو حضرت کا مذکور ہوتا تو وہ ایسا روتا کہ آنکھہ میں اوسکی ایک بوند پانی کی باقی نہ رہتی اور
زہری رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو جسوقت آنسرور کا ذکر کیا جاتا تو حال اوسکا ایسا متغیر ہو جاتا کہ کوئی
اوسکو پہچانتا تھا اور وہ بھی کسیکو نہیں جانتا تھا یعنے ہوش وحواس اوسکے ذوق وشوق میں سید
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بر جا نہ رہتے تھے اور قتادہ رضی اللہ عنہ جب نام مبارک حضرت کا سنتا
بہت بیقرار ہوتا اور روتا تھا عبد الرحمن بن مہدی جسوقت حدیث پڑھتا تھا تو لوگوں کو کہتا کہ خاموش
رہو اور حدیث شریف کو مودب ہو کر سنو اور حدیث سننے کے وقت خاموش رہنا واجب ہے جیسا کہ اوس
جناب سے کلام سننے کے وقت خاموش رہتے تھے اور محبت رکھنا حضرت کے آل اور اصحاب کے ساتھ حضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی علامتوں سے ہے جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام
حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی شان میں فرمایا کہ اے پروردگار میں انکو دوست رکھتا ہوں تو بھی
انکو دوست رکھہ اور فرمایا جس نے حسنین کو دوست رکھا تحقیق اوس نے مجھے دوست رکھا اور
جس نے مجکو دوست رکھا تحقیق اوس نے اللہ تعالی کو دوست رکھا اور جو کوئی حسنین کا دشمن ہوا
تحقیق وہ میرا دشمن ہوا اور جو میرا دشمن ہوا وہ تحقیق خدا تعالی کا دشمن ہوا اور حضرت نے
بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شان میں فرمایا کہ وہ میری جگر پارہ ہے جو کوئی اوسکو غصے میں لاتا
ہے سو مجکو غصے میں لاتا ہے اصحابوں کے حق میں فرمایا کہ انکو نشانہ نہ بناؤ جو کوئی انکو دوست
رکھتا ہے وہ میری دوستی کے سبب سے دوست رکھتا ہے اور جو ان سے دشمنی کرتا ہے سو وہ میری
دشمنی کے سبب سے انکو دشمن رکھتا ہے اور جس نے انکو ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے
مجکو ایذا دی اوس نے خدا کو ایذا دی قریب ہے کہ اوسے اللہ تعالی پکڑے اور عذاب کرے اور فرمایا
کہ علامت ایمان کی دوستی انصار اور علامت نفاق کی دشمنی انکی ہے اور فرمایا کہ جو کوئی عرب کا
دوست ہے وہ میرا دوست ہے اور جس نے عرب کو دشمن رکھا وہ میرا دشمن ہے اور امت پر شفقت

ونصیحت کرنا اور اونکو نفع پونہچانا اور اون کے کامون مین سعی کرنا آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت
کی نشانیون سے ہے اور عالمون اور صالحان کو بہی دوست رکہنا حضرت ؐ کی محبت کی علامت ہی اور علامت اون
سے حضرت کی محبت کی محبت قرآن شریف کی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالی کیطرف سے بہیجا گیا اور ہدایت
کرنے والا ہے اور حضرت کے خلق سے بہرا ہوا ہی جیسا کہ عائشہ صدیقہ رض نے کہا کہ قرآن رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا خلق ہی اور محبت قرآن شریف کی اوسکا تلاوت کرنا اور اوسپر عمل کرنا اور اوسکے معنون کو
سمجہنا ہی سہل تستری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علامت محبت خدا کی محبت قرآن کی ہے اور علامت محبت
قرآن کی محبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور علامت محبت پیغمبر خدا کی محبت سنت رسول ؐ
کی ہی اور علامت محبت سنت رسول ؐ کی محبت آخرت کی ہے اور علامت محبت آخرت کی دشمنی دنیا
کی اور علامت بغض دنیا کی وہ ہی کہ ذخیرہ نکرے مگر وہ توشہ جو آخرت کیطرف پونہچا دے فی الحقیقت
محبت قرآن مجید کی اور حدیث شریف کی واسطہ خدا اور رسول خدا کی محبت کا ہی کیونکہ کلام محبوب کا
بہی محبوب ہی بعضی مشایخ نے جو کہا کہ علامت ذوق قرآن کی یہ ہی کہ خوش آواز سے یا بد آواز سے
دونو صورتون مین برابر لذت حاصل ہو خالی مبالغہ سے نہین ہی اسواسطے کہ آواز خوش زینت اور زیور ہی
قرآن کا جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ قرآن کو آواز خوش سے زینت دو جو کوئی قرآن کو آواز خوش سے
نپڑہیگا سو وہ ہمسے نہین ہی چنانچہ اصحاب مین بعضے قرآن کو ایسی خوش آوازی سے پڑہتے تہے کہ صبر
وقرار دل سے لیتے تہے اور قالب ایمان مین جان کو زیادہ کرتی تہی از انجملہ ابو موسی اشعری اور
عبد اللہ بن مسعود اور مثل اونکے اور بہی تہے سچ ہے کہ قرآن کو خوش آواز سے سننا ایمان کو قوت بخشتا
اور زیادہ کرتا ہے خصوص آواز عرب کی کہتے ہین کہ ایک شب ابو موسی رضی اللہ عنہ قرآن پڑہتا تہا
اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گوشے مین کہڑے ہوئے گوش مبارک کو اوسکی آواز
پر رکہکر سنتے تہے اور خوش ہوتے تہے جب صبح ہوئی آپ نے اوسکو فرمایا کہ تو رات کو قرآن کیا خوب پڑہتا
تہا اور مین سنتا تہا ابو موسی نے افسوس کیا اور کہا اگر مین جانتا کہ آپ سنتے ہین اپنی آواز کو بہت آراستہ
کرتا اور اس سے زیادہ خوش آواز سے پڑہتا اور مذکور ہے کہ ایکروز سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے عبد اللہ بن مسعود کو فرمایا کہ کچہ قرآن پڑہ مین سنون اوس نے از راہ ادب کے عرض کی یا رسول اللہ
میری [illegible] ہے جو آپ کے حضور مین پڑہون حالانکہ آپ پر نازل ہوا ہی حضرت ؐ نے فرمایا مجہے اچہا

معلوم ہوتا ہے کہ قرآن غیر سے سنوں جب عبداللہ پڑہتا تہا مبارک آنکہوں سے آنسو روان کی آنسو جاری ہونے سے تہے اور سینہ شریف جوش مارتا تہا مذکور ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کبہی وقت پڑہتی کسی آیت پر پہونچتے تو بے اختیار زمین پر گر پڑتے آواز بند ہوجاتی اور ایک دو روز گہر ہی مین رہتی تب لوگ اونکو بیمار جان کر بیمار پرسی کے واسطے آتے تہے کہتے ہین کہ اصحاب جب جمع ہوتے اور ابو موسی اشعری بہی اونمین ہوتے تو کہتے کہ امی ابا موسی ہمارے تئین یاد خدا کی دلا تب ابو موسی قرآن کو پڑہتے اور روہ سلفی امام احمد حنبل وغیرہ سے روایت ہی کہ قیامت کے روز اللہ تعالی داؤد پیغمبر کو فرماویگا دنیا مین جس آواز سے تو میری تعریف کرتا تہا اوس آواز سے اب میری تعریف کر داؤد عرض کرینگے یا رب کسطرح سے کرون کیونکہ مجہسے تو نے وہ آواز لے لی تب اللہ تعالی فرماویگا مین نے پہر وہ آواز تجہکو دی تب داؤد علیہ السلام عرش کے نزدیک کہڑے ہوکر پروردگار کی تعریف کرینگے جب بہشت کے لوگ اوسکو سنینگے تو نعمتین بہشت کی فراموش کرینگے سچ کونسی نعمت بہتر اور خوشتر کلام الہی سے ہے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سننا قرآن کا لحن سے ایسا ہے کہ اسمین کسیکو اختلاف نہین بخلاف اشعار کے کہ بعضون نے کہا شعر راگ سے پڑہنا جائز ہے اور قرب الہی کو پہونچاتا ہے اور بعضون نے کہا کہ درست نہین **وصل بیان مین وجوب مناصحت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے** ہے نصیحت اوس جناب کی اور اخلاص اور ادا کرنا حضرت کے حقوق کا ظاہر و باطن مین واجبات سے دین واسلام کے ہے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اَلدِّیْنُ اَلنَّصِیْحَۃُ یعنے دین نصیحت ہی صحابون نے پوچہا کہ کسکی واسطے حضرت نے فرمایا واسطے اللہ تعالی کے اور واسطے اوسکے رسول کے اور واسطے قرآن کے اور واسطے خاص وعام مسلمانون کے جان کہ نصیحت کے معنی لغت مین صاف وخالص ہین یہان نصیحت سے مراد حقوق ادا کرنے مین صفائی اور خلوص کہنا معنی نصیحت کے جو اللہ تعالی کے واسطے ہے یہ ہین کہ اللہ تعالی کو ایک سمجہنا اور اوسکی صفات کو جو اوسکی ذات مقدس کے لائق ہین سچ جاننا اور فرمان برداری امر ونہی کی کرنا اور جہاد سے یا علم وعمل سے یا اور کسی چیز سے کہ جسکے سبب تقویت دین وملت کی ہو دین کی کوششین مستعد رہنا اور عبادت کرنے مین خدا تعالی کی خلوص کہنا اور معنی نصیحت کے جو واسطے رسول خدا کے ہے ابو سلیمان نے کہا کہ نبوت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنا اور

نہی مین اون جناب عالی کی اطاعت بجالانا صدیق اکبرؓ نے نصیحت رسول کی معنی یہ کہی کہ حضرتؐ کی
حیات کی وقت اور وفات کے بعد نصرت و حمایت آپ کی کرنا اور طلب و تائید سنت رسول کو زندہ
رکہنا اور مخالفونکو دخل و تصرف کرنے سے سنت رسولؐ مین باز رکہنا اور آنسرورؐ کے اخلاق اور
آداب شریف کی پیروی کرنا اسحاق تجیبی نے کہا کہ نصیحت رسول اوسی کہتے ہین کہ جو کچہ دین و ملت
سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداتعالی کیطرف سی لائے اور فرمایا اوسکو بدل قبول کرنا اور دوسرونکو
اوسپر ترغیب دینا اور لوگون کو خدا اور اوسکی کتاب اور اوسکے رسول کیطرف دعوت کرنا اور سنت نبوی
پر عمل کرنا ابوبکر آجری رضؓ نے کہا کہ نصیحت واسطے اوس سرورؐ کی حیات کی وقت اور وفات کے لیے ہی
ہے یعنے حیات کے وقت نصیحت آنسرورؐ کی یہ ہے کہ دین محمدی کی نصرت دینے پر متوجہ ہونا اور
آپ کے دوستون سے بدل محبت رکہنا اور دشمنون کے ساتہ عداوت اور اپنے جان و مال کو حضرتؐ
پر سے فدا کرنا اور بعد وفات اوس سرورؐ کے نصیحت یہ ہے کہ تعظیم و تکریم اوس جناب عالی کی جیسا
حیات مین کرتے تہے ویسا ہی بعد وفات کے کرنا اور دین محمدی کو نصرت پونہچانا اور طریقۂ نبوی
کے سیکہنے مین متوجہ رہنا اور حضرتؐ کے آل و اصحاب کے ساتہ بدل محبت رکہنا اور اون لوگون سے
جو طریقۂ نبوی سے پہر گئے ہین احتراز کرنا اور حضرتؐ کی امت پر شفقت و مہربانی رکہنا منقول ہے
کہ کسینے عمرو بن لیث کو کہ وہ ایک امیر والئے خراسان کے تہا اور اللہ تعالی نے اوسکو دولت و قوت
بہت سی عنایت کی تہی خواب مین دیکہا اور پوچہا کہ خداتعالی نے تجکو کیونکر بخشا اوس نے کہا کہ مین نے
ایکروز پہاڑ پر سوار ہوکر اپنے لشکر پر نظر کی اور مجکو کثرت اپنی فوج کی خوش آئی تب مین نے کہا کہ
کاش مین جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مین ہوتا تو حضرتؐ کے ساتہ نصرت و
اعانت کرتا اللہ تعالی نے اس بات پر سے گناہ ہمارے بخشا اور اپنی رحمت سے سرفراز فرمایا بعضی
روایتونمین یون آیا ہے کہ عمرو بن لیث نے کہا کاش مین جنگ مین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
کی ہوتا تو یزید کی فوج سے لڑتا اور اونکو قتل کرتا اور معنی نصیحت کی جو واسطے کتاب اللہ کے ہے یہ
ہین کہ کتاب پر اللہ تعالی کی ایمان لانا اور اوس مین جو خداتعالی نے فرمایا ہے اوس پر عمل کرنا اور معنی اوسکے
سمجہنا اور طہارت اور خوش الحان اور حضور قلب سی اوسکو پڑہنا اور اوسکی تعظیم و تکریم کرنا اور پڑہتے وقت بات
چیت نکرنا اور ادب سی سننا اور معنی اوسکے اپنی طرف سے بے سند نہ کہنا اور معنی نصیحت کی جو واسطے عام

مسلمانون کے ہے یہ ہین کہ اون کے ساتھ مہر و محبت رکہنا اور محتاجون کو دینا اور دین و دنیا کے کامون مین اونکی ساتھ اعانت کرنا اور اونکی آبرو ریزی پر کمر باندہنا اور اونکو بچشم حقارت دیکہنا اور دست و زبان سے اونکو ایذا نہ دینا اور اونپر امر بمعروف اور نہی منکر کرنا اور اونکے ساتھ بقدر عقل و فہم اونکی کلام کرنا اور اقوال عالمون کے اونپر ظاہر کرنا اور بعضی نصیحت کہ جو واسطے خاص مسلمانون کے ہی یہ ہین مراد خاص مسلمانون سے بادشاہ اور امراء اسلام ہین کیونکہ یہ لوگ اور خلائق پر حاکم ہین پس خلائق کو لازم ہے کہ اونکی اطاعت و نصرت کرین اور دعای خیر مین رہین اور بند دیوین اور بادشاہون کے ساتھ جنگ کرنے پر کمر باندہین اور اونکو صلاح حال پر رعیت کی اور بندوبست مین امور خلائق کے ترغیب دینا و تعظیم و توقیر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو اصحاب کرتے تھے ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ مبارک سے مہاجرین اور انصار کے پاس تشریف فرما ہوتے تو اصحاب بہت تعظیم اور توقیر حضرت کی کرتے اور کوئی شخص از راہ ادب کے حضرت پر نظر نہ کرتا مگر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما حضرت پر نظر کرتے اور آنسرور جنابعالی بہی اونکو دیکہتے اور تبسم فرماتے تھے یہ دیکہنا اور تبسم کرنا اونکا اور آنسرور کا کمال محبت کا سبب تہا جو اونکو آنسرور کے ساتھ تہی اسامہ بن شریک نے کہا کہ ایکروز مین حضور مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیا اور دیکہا کہ اصحاب اطراف حضرت کی ایسے سو دب بیٹہے ہوئے تہے کہ اونکو حرکت نہتی حدیث مین آیا ہے کہ جب سرور عالم اصحابون سے تکلم فرماتے تو اصحاب خاموش اور سرنگون بیٹہتے تہے عروہ بن مسعود نے کہا کہ جس سال حدیبیہ کی صلح ہوئی اوس سال مجکو قریش نے حضرت کے پاس بہیجا مین حضور مین حضرت کی گیا اور دیکہا کہ اصحاب حضرت کی ایسی تعظیم و تکریم کرتے تہے کہ جب آپ وضو کرتے اور منہ ہاتہ دہونے سے پانی گرتا تو اصحاب اوس پانیکو تبرک سمجہ کر لینے کے خاطر جلدی کرتے اور بے اختیار ہو کر ایک پر ایک گرتے کہ اوسکو لیکر اپنے منہ اور بدن پر ملین اور حضرت جسوقت کچہ حکم فرماتے بجان و دل اوسکو بجا لاتے اور آنسرور کلام کرتے تو سب خاموش بیٹہے اور بسو دب ہو کر سنتے اور حضرت کیطرف نظر اوٹہا کر نہین دیکہہ سکتے تہے مین پہر قریش کے پاس گیا اور قریش کو کہا کہ مین قیصر اور کسرے اور نجاشی کے پاس گیا تہا قسم بخدا مین نے اون بادشاہون کے یہان ہرگز ایسی تعظیم و تکریم نہین کہی جو اصحاب محمد کی تعظیم و تکریم کرتے ہین انس نے روایت کی کہ مین نے ایکروز دیکہا

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجامت بنواتے تھے اور اصحاب اطراف حضرت کے موجود تھے اور
موے مبارک کو دست بدست لیتے تھے تاکہ ایک بال مبارک بھی زمین پر نہ پڑے جب سرور عالم نے
حجامت سے فراغت پائی تو موے سر مبارک کو اصحابوں کے تئین تقسیم فرمایا انشاء اللہ تعالی اسکا ذکر
آویگا اور رعایت ادب سے یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کو صلح حدیبیہ اور دعوت اسلام کے واسطے قریش کے پاس بھیجا قریش نے عثمان رض کو کہا کہ تم بیت اللہ
کا طواف کرو تب عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف نکریں
میں طواف نکرونگا عثمان رضی اللہ عنہ نے رعایت ادب آنحضرت کی نگاہ رکھی سچ ہے کوئی
عمل اور عبادت برابر اس بات کے نہیں ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کی رعایت
کریں مذکور ہے کہ اصحاب اس بات سے خوش ہوتے تھے کہ کوئی بدوی حضور میں آنحضرت کے آوے
اور کچھ بات پوچھے تاکہ ہمکو اوس سے فائدہ ہو اس لیے کہ وے بکمال ہیبت اور ادب سے حضرت سے
کچھ پوچھ نہیں سکتے تھے مغیرہ نے کہا کہ جب اصحاب حضرت کے حضور میں آتے اگر دروازہ حجرہ مبارک
کا بند ہوتا تو دروازے کو ناخنوں سے آہستہ بجاتے مبادا آواز سخت ہونے سے آپ کی اوقات
شریف میں کچھ خلل ہو براء بن عازب نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ کسی کام کے واسطے سرور عالم
سے پوچھوں مگر ادب کے مارے چند سال تک پوچھ نہ سکا باوصفیکہ اخلاق اور مہربانی حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی اصحابوں کے ساتھ خصوصاً فقرا و مساکین کے ساتھ اسقدر تھی کہ بیان سے باہر
ہے چنانچہ اخلاق شریف کے بیان میں مذکور ہوئی فصل حدیث شریف کی روایت کرنے
کی تعظیم میں عمرو بن میمون نے کہا ایک سال تک ابن مسعود کے پاس میری آمد و رفت تھی میں نے
کبھی نہیں سنا کہ ابن مسعود رض نے حدیث پڑھنے کے وقت کبھی بے تعظیم قال رسول اللہ زبان سے کہا ہو مگر
ایک روز اوس نے حدیث پڑھنے کے وقت سہو سے بے تعظیم قال رسول اللہ کہا تب میں نے دیکھا کہ
اوسکو یہاں تک غم ہوا کہ پسینا اوسکی پیشانی سے ٹپکتا تھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اوس وقت
ابن مسعود کا رنگ خاک سا ہوگیا اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور رگیں گردن کی سوج گئیں
ایک روز مالک بن انس رض ابی حازم کے پاس گیا وہ حدیث پڑہتا تھا مالک نے کہیں جگہ بیٹھنے
کو نہ پائی فی الفور پھر آیا اور کہا کہ میں نے حدیث شریف کو کھڑے ہو کر سنا مکروہ سمجھا اور مالک رح

نے کہا کہ ایکروز ایک شخص ابن المسیب کی نزدیک آیا اور حدیث اوس سے پوچھی ابن المسیب جس کروٹ لیٹا تہا اوٹھہ بیٹھا اوس شخص نے ہرچند منع کیا کہ تو تکلیف مت کر لیٹے لیٹے ہی ہوئے حدیث کو بیان کر ابن المسیب نے کہا کہ مجکو گوارا نہین کہ حدیث شریف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لیٹے ہوئے روایت کرون ابو مصعب نے کہا کہ مالک کبھی حدیث شریف بے وضو نہین پڑہتا تہا جعفر بن محمد نے روایت کی کہ مالک بن انس جب حدیث شریف پڑہا چاہتا تہا تو پہلے وضو کرتا اور لباس اپنا پہنتا بعد حدیث پڑہتا تہا لوگون نے اوس سے اسکا سبب پوچہا تو اوس نے کہا کہ یہ حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اسکو بے تعظیم نہ پڑہا چاہیے مطرف نے کہا کہ جب لوگ مالک کی گہر آتے تو باندی اوسکی باہر نکلکر پوچہتی کہ تم شیخ کے پاس حدیث شریف سننے آئے ہو یا مسایل پوچہنے اگر وے کہتے کہ ہم مسایل پوچہنے آئے ہین تو باندی جا کے کہتی ہی شیخ اوٹہہ کر چلا آتا اور اونکو مسایل کہتا اگر وے کہتے کہ ہم حدیث شریف پوچہنے آئے ہین تو پہلے غسل کرتا اور لباس نیا پہنتا اور خوشبو لگاتا اور چادر سیاہ یا سبز اوڑہتا اور عمامہ سر پر رکہکر باہر آتا اور ایک تخت بہی اوسکے بیٹہنے کی خاطر باہر لاتے وہ بہت عجز وانکسار سے اوس تخت پر بیٹہکر حدیث شریف کو پڑہتا اور حدیث پڑہنے تک بخور جلتا رہتا حدیث پڑہنے کے سوا اوس تخت پر نہین بیٹہتا اور راہ مین یا کہڑے ہو کر یا جلد حدیث شریف کو روایت نکرتا تہا علما سلف سے بے وضو حدیث نہین پڑہتے تہے منقول ہے کہ اعمش حدیث پڑہا چاہتا اگر وضو نہوتا تو تیمم کر کے حدیث پڑہتا اور کہتے ہین کہ قتادہ بے وضو حدیث شریف نہین پڑہتا تہا عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ ایکروز مالک حدیث پڑہتا تہا اور مین بہی اوسکے پاس حاضر تہا اور اوسوقت بچہو نے اوسکو سولہ بار نیش مارا رنگ اوسکا دروسے زرد ہو گیا لیکن حدیث پڑہنا موقوف نہین کیا جب تمام وکمال حدیث پڑہ چکا اور مجلس برخاست ہوئی تو مین نے مالک سے کہا کہ ای ابا عبد اللہ آج کی روز تجہہ سے ایک کام عجیب دیکہا اوس نے کہا کہ ہان مین نے حدیث شریف کی تعظیم وتکریم کے واسطے صبر کیا ابن مہدی نے کہا کہ ایکروز مین مالک کے ساتہ وادی عقیق کیطرف گیا عقیق مدینہ مین ایک وادی ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس وادی کو وادی مقدس فرمایا ہے مین نے اثنا راہ مین مالک سے پوچہی اوس نے مجکو منع کیا اور کہا کہ بہت تعجب ہوا کہ راہ مین تو نے مجہہ سے حدیث کو پوچہا جریر بن عبد المجید کہ شہر کا قاضی تہا کہڑے

ہوکر اوس نے مالک سے حدیث کو پوچھا مالک نہایت غصے مین آیا اور اوسکے قید کا حکم کیا لوگون نے کہا کہ قاضی ہے مالک نے جواب دیا قاضی پر تادیب سزاوار ہے ایکروز ہشام بن عمار نے کہڑے ہوکر مالک سے حدیث پوچھی مالک نے اوسکو بیس تازیانے مارے بعد اوسکے اوسپر شفقت اور مہربانی کی اور بیس حدیثین اوسکو سنائین تب ہشام نے کہا کاش زیادہ تازیانے مارے ہوتے تاکہ حدیث زیادہ کہتا عبداللہ بن صالح نے کہا کہ مالک اور لیث حدیث شریف کو بے طہارت نہین لکہتے تہے اور مشہور ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح لکہنے کے وقت ہر ایک حدیث کے واسطے ایک غسل کرتا تہا اور دوگانہ نماز پڑہتا تہا اور بعضون نے کہا ہے کہ آب زمزم سے غسل کرتا تہا اور دوگانہ نماز مقام ابراہیم مین پڑہتا تہا واللہ اعلم

وصل حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آل وازواج کے ساتہ ادب اور اطاعت کرنے کے بیان مین

جملہ آداب واطاعت سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب اور اطاعت کرنا حضرت کی آل وازواج کا ہے کیونکہ آل آپ کی جگر گوشہ اور ازواج مطہرات مائین سب مسلمانون کی ہین ادب اور اطاعت حضرت کی آل وازواج کی جیسا کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اور آگے کے صالح لوگون نے جسطرح سے اطاعت وادب اون بزرگون کا کیا ہے ویسا ہی بجالادے اسواسطے کہ محبت آل وازواج واصحاب کی محبت آنسرور کی ہے جیسے محبت آنسرور کی محبت خداتعالی کی ہے اور بغض بہی آل وازواج کے ساتہ رکہنا ایسا ہی ہے یعنے جس نے ان سے بغض رکہا اوس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض رکہا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض بغض خدا سے ہے اور جس نے خدا سے بغض رکہا وہ مسلمان نہین پس اس صورت مین بدل محبت رکہنا حضرت کی آل اور ازواج کے ساتہ واجب ہے اور بغض اونکے ساتہ رکہنا موجب نقصان ایمان واسلام کا ہے جناب باری نے حضرت کی اہل بیت اور ازواج کی شانمین فرمایا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا یعنے ارادہ کرتا ہے اللہ تعالی مگر تاکہ دور کرے تم سے گناہونکو اے اہل بیت اور پاک کرے تمکو پاک کرنے کے اور فرمایا وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّہَاتُہُمْ یعنے ازواج جناب شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مومنون کی مائین ہین آگاہ ہو کہ مفسرون نے تفسیر اہل بیت کی کئی معنی سے کی ہے ازانجملہ ایک معنی یہ ہین کہ اہل بیت وہ لوگ ہین کہ جنہون پر صدقہ حرام ہے وے اولاد علی

اور جعفر اور عقیل اور عباس کی ہین اور کبھی اہل بیت حضرت کی اولاد اور ازواج کو کہتے ہین اور کبھی اہل بیت
سے مراد مخصوص حضرت فاطمۃ الزہرا اور امام حسن اور امام حسین اور علی مرتضی سلام اللہ علیہم اجمعین لیتے
ہین اسواسطے کہ فضیلت انکی زیادہ ہے اور جناب شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو فرمایا
کہ مین تمہارے درمیان دو چیز چھوڑتا ہون ایک تو قرآن اور دوسرے میری آل اگر تم اونکی پیروی
کروگے تو گمراہ نہوگے اور انس رض نے فرمایا کہ میری آل کی قدر و منزلت پہچاننا سبب آتش دوزخ سے
نجات پانیکا عمر بن ابی سلمہ نے کہا کہ جب آیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت
آخر آیت تک ام سلمہ کے گھر مین نازل ہوئی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمۃ الزہرا اور
امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کو بولایا اور کہا خداوندا یہ میرے اہلبیت ہین اور چادر مبارک اپنی
اونکو اوڑہائی اور علی مرتضی کرم اللہ وجہہ بھی اوس سرور کی پیٹھ کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے اور ایک روایت
مین آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین رض کو اپنی گود مین لیا اور
علی مرتضے کو ایک ہاتھ سے اور فاطمہ زہرا کو ایک ہاتھ سے پکڑ کر اپنے بدن مبارک سے لگایا اور کہا
کہ اے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہین انہونکو نجاست گناہ سے پاک رکھ اور اختلاف ہے کہ مراد
اہل بیت سے آیت مین کون ہین اکثر کہتے ہین کہ مراد اہل بیت سے حضرت فاطمۃ الزہرا اور امام حسن رض اور
امام حسین رض اور علی مرتضے ہین سلام اللہ علیہم چنانچہ اکثر روایتین اس بات پر دلالت کرتی ہین
لیکن نظر کرنے سیاق و سباق کلام کی اور عورتین بھی اہل بیت ہین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا اون چار بزرگون کو بلانا اور گود مین بٹھانا اور چادر اوڑہانا اور کہنا کہ اے پروردگار یہ
میرے اہل بیت ہین اور عورتون کے داخل ہونے کو اہل بیت منافی نہین چنانچہ جریر نے ام سلمہ
سے روایت کی کہ جب سرور عالم صلعم نے فاطمۃ الزہرا اور علی مرتضے اور حسنین رض کے حق مین فرمایا کہ اے
پروردگار یہ میرے اہل بیت ہین تو انکو نجاست سے گناہ کی پاک کر تو ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
مین کون ہون تب سرور عالم صلعم نے فرمایا انت من اہلی یعنے تو میرے اہل بیت سے ہے اور ایک روایت
یہ ہے کہ انس رض نے فرمایا انت علی خیر یعنے تو بہتر اور خوبتر ہے اور ایسا ہی اس آیت مین اختلاف
ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی یعنے کہہ اے محمد کہ نہین چاہتا ہون تم سے
مزدوری خدا کے پیغام پہنچانے کی مگر دوستی اہل قرابت سے کہتے ہین کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تب

اصحابون نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ کے اہل قرابت کون ہین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہو لاءِ علیٌ وفاطمۃ وابناہما یعنے میرے اہل قرابت علی اور فاطمہ اور اونکے دونون بیٹے ہین جواب
یہ ہی کہ یہ آیت تمام اشخاص کو جو اوس جناب عالی کے ساتھ قرابت رکھتے ہین شامل ہے مگر یہ چار تن سب
اہل قرابت مین عمدہ اور اعلی ہین اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کی
شان مین فرمایا جسکا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے ای پروردگار دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست
رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو اوسکا دشمن ہے اور اوس جناب شریف نے علی مرتضے کو فرمایا تم سے
وہ شخص محبت رکھیگا جو مومن ہے اور وہ شخص بغض رکھے گا جو منافق ہے اور فرمایا یا علی تمہاری نسبت
میرے ساتھ ویسی ہے جیسی ہارون کی نسبت موسے کے ساتھ تھی اور یہ تشبیہ پوشیدہ ہے لیکن
قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا انہ لا نبی بعدی یعنے آگاہ ہو تحقیق نہین ہے کوئی نبی
بعد میرے مبین ہے اسبات کو کہ اتصال نبوت نہین ہے بلکہ بغیر اوس نبوت کی ہے اور وہ خلافت ہے
اور ہارون خلیفہ موسی علیہ السلام کے اونکی زندگی مین تھے نہ بعد وفات موسی علیہ السلام کی بسبب وفات
پانے ہارون کے قبل موسی علیہ السلام کی اور دلیل اسپر فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ اما
ترضی ان تکون منی الخ واسطے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وقت متوجہ ہونے کے طرف لڑائی تبوک
اور استخلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوپر اہل وعیال کی جیسا کہ کیا تہا موسی علیہ السلام نے حضرت
ہارون کے ساتھ موافق قول اللہ تعالی کے واذ قال موسی لاخیہ ہارون اخلفنی فی قومی الآیۃ اور
جسوقت کہا موسی نے واسطے بہائی اپنے ہارون کے خلیفہ ہو تو میرا بیچ قوم میری کے اور تحقیق کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام جماعت ابن مکتوم کو نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور مراد
مولا سے بیچ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کنت مولاہ الخ ولاء اسلامی ہے نہ ولایت
حکمی اور کہا ہے اہل لغت نے کہ مولا کسی جگہہ لغت مین بمعنی والی کے نہین آیا ہے اور کہا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بیچ شان فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی بضعۃ منی یوذینی ما اذاہا ویغضبنی ما اغضبہا
ایک ٹکڑا ہے مجھہ سے دکہہ دیا مجکو جس نے دکہہ دیا اوسکو اور غصے مین لایا مجکو تینین جو کوئی
غصے مین لایا اوسکو اور فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے احب النساء الی رسول اللہ کانت فاطمۃ ومن
الرجال زوجہا علی یعنے محبوب زیادہ عورتون مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت

فاطمہ رضہ تہین انکو محبوب نیادہ مردونمین سے تہے شوہر اون کے حضرت علی رضہ روایت کیا ہو اسکو ترمذی نے اور یہ نہایت انصاف حضرت عائشہ رضہ کا ہے بیچ ظاہر کرنے حق کے اور اگر بالفرض پوچہا جاتا حضرت فاطمہ رضہ سے تو فرماتین کان احب الرجال ابوبکر واحب النسا عائشہ اور یہی صحیح ہے کیونکہ جہین محبت کی متعدد اور مختلف ہین اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شان مین حضرت امام حسن و امام حسین علیہم السلام کے اللہم انی احبہما فاحبہما واحبب من یحبہما ای اللہ بیشک تحقیق کہ محبوب رکہتا ہون مین اون دونون کے تئین پس محبوب رکہہ تو بہی اون دونوکو اور محبوب رکہہ اوسکو جو محبوب رکہتا ہے اون دونونکو اور کہا ابوہریرہ رضہ نے دیکہا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تئین کہ کہولتے تہے منہ حضرت حسن رضہ کا پہر دیتے زبان مبارک اپنی اونکے منہ مین اور فرماتے تہے اللہم انی احبہما الخ تین مرتبہ اور فرمایا سرور عالم نے جو شخص دوست رکہتا ہو مجکو اور دوست رکہتا ہے اون دونونکو اور اون کے باپ ماں کو ہوگا میرے ساتہ بیچ درجہ میرے کے روز قیامت مین لعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوستے تہے زبان اور ہونٹہ حضرت حسن رضہ کا اور تہے وہ دونو صاحبزادے بزرگ تر اور مشابہ زیادہ آدمیون مین سے ساتہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اونکی بہی مشابہت ساتہ آنحضرت صلعم کے ثابت کی ہے مثل جعفر ابن ابیطالب اور بیٹے اونکے عبداللہ بن جعفر اور قثم بن العباس اور سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب اور سوا انکے کہ بہائی بند تہے آنحضرت صلعم کے اور کابس بن ربیعہ ایک شخص تہا اہل بصرہ مین سے مشابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو ایک بار آیا بیچ گہر حضرت معاویہ کے اوٹہکے اوسکے لیے اوٹہے وہ اپنے تخت پر سے اور آگے آئے اور چوم لیا درمیان دونون آنکہون اوسکی کو اور دیا گہر دیا مرغاب کو کہ نام ایک موضع کا ہے اوس شخص کو اور مواہب لدنیہ مین مذکور ہے کہ ایک شخص اہل نبوت مین سے کہ نام اونکا یحیی بن القاسم بن محمد بن جعفر بن علی بن الحسین بن علی اور ملقب ساتہ شبیہ کے تہے تہا درمیان دونو شانون اونکے کے گوشت اوبہرا ہوا بمقدار بیضہ کبوتر کے مشابہ ساتہ مہر نبوت کے جو تشریف لاتے حمام مین اور دیکہتے لوگ اوسکے تئین تو درود بہیجتے اوپر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور جمع ہوجاتے کثرت سے لوگ اونکے پاس اور بوسہ دیتے اونکی پیٹ پر تبرکا او مراد شبیہ سے درمیان بعض امور کے ہے کیونکہ تمام حسن مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم شریک نہ رکہتے تہے سے ستر ہ عن شریکہ فی مماسنتہ فجوہ الحسن فیہ غیر منقسم خدا اور رسول
اسکو حدیثین اطرح کی اور بہی ہین آور فرمایا حضرت عباس رض کو قسم ہے خدا کی کہ جسکے ہاتہ مین زندگی
میری ہے نہ آئیگا کسیکے دلمین ایمان جبتک نہ دوست رکہیگا تمکو خدا و رسول کی وجہ سے اور فرمایا
ان ابی عمی فقد اذانی وانما عم الرجل صنو ابیہ جسنے دکہہ دیا چچا میرے کو پس تحقیق مجہ دکہہ دیا مجکو اور
نہین ہے چچا کسی شخص کا لیکن مثل باپ اوسکے کے اور فرمایا آؤ اے عمو میرے پاس ساتہ اولاد اپنی
کے پس جمع کیا انکو اور اوڑہائی چادر مبارک اپنی جو سیاہ و سرخ دہاریون کی تہی اور فرمایا اللہم اغفر
للعباس وولدہ مغفرۃ ظاہرۃ وباطنۃ لا تغادر ذنبا اللہم احفظہ فی ولدہ رواہ الترمذی یعنے اے الہہ
میرے بخش تو عباس کو اور اوسکے ولد کو بخش ظاہری اور باطنی ایسی کہ نچہوڑے گناہ کو اور اے الہہ
میرے نگہبانی کر اوسکی بیچ ولد اوسکے کی اور کہا ہے لوگون نے کہ وہ چہ شخص تہے فضل وعبد اللہ
وعبید اللہ وقثم ومعبد وعبد الرحمن اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہذا عمی صنو ابی
وہولاء اہل بیتی وعترتی واسترہم من النار کستری ایاہم یعنے یہ چچا میرا ہے منزلہ باپ کی اور وہ
لوگ میرے اہل بیت ہین اور میری عترت ہین پس چہپائے تو انکو نار سے جیسا کہ چہپا لیا ہے مین نے
انکو پس آمین کہتے تہے آستانہ اور در و دیوار گہر کے آور کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ارقبوا محمدا
فی اہل بیتہ یعنے نگہہ رکہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیچ اہل بیت اونکے کے اور کہا قسم ہے خدا کی تحقیق
قرابت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب تر مجکو ہے اپنی قرابت سے اور فرمایا سید عالم نے
خاص کر حضرت ام سلمہ رض کو نہ رنج دو مجکو حضرت عائشہ رض کے بارے مین اور ایسی ہی فرمایا حضرت فاطمہ
کے تئین کہ دوست رکہو حضرت عائشہ رض کو بوجہ میری دوستی کے آور اوٹہا لیتے تہے حضرت ابوبکر رض
حسن بن علی رض کو اپنی گردن پر اور کہتے تہے بابی شبیہ بالنبی ولیس شبیہا بعلی یعنے قسم اپنے باپ کی
مشابہ ہے ساتہ نبی کے اور نہین مشابہ علی سے اور حضرت علی رض بیٹہے تہے اور نقل کیا ہے کہ عبد اللہ
بن حسن بن علی جنکو عبد اللہ محض کہتے ہین کہا اونہون نے گیا مین ایکروز نزدیک عمر بن عبد العزیز کے
ایک حاجت سے پس کہا مجہسے جب کوئی حاجت پیش ہو تو بہیجدے تجے کسیکو اور لکہہ بہیجے مجکو اسواسطے
کہ شرم آتی ہے مجہے خدا سے کہ دیکہون مین تمکو اپنے دروازے پر اور روایت ہے شعبی رض سے کہ نماز پڑہائی
زید بن ثابت انصاری نے جو کاتب وحی تہے اپنی ماں کے جنازے پر پہر لایا گیا شتر اونکے پاس

تو سوار ہون او سپر پس تہام لی ابن عباس رضہ نے رکاب شتر اونکی کہا زید نے چہوڑ دیجیے ای عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رکاب میری کہا حضرت ابن عباس رضہ نے کہ ایسی ہی حکم کیے گئی ہین ہم کہ اسیطرح کرین ہم اپنے عالمون کے ساتہ پس چوم لیا زید نے دست مبارک حضرت ابن عباس رضہ کا اور کہا یہی حکم کیے گئے ہین ہم کہ کرین ساتہ اہل بیت پیغمبر اپنے سے اور ایک روایت مین ہے ساتہ شرفا اپنے کے اور اوسی سنا گیا ہی کہ آئی بنت اسامہ رضہ بن زید نزدیک عمر بن عبد العزیز کے اور اونکے ساتہ غلام اونکے تہے پکڑے ہوئے ہاتہ اونکا پس اوٹہ کہڑے ہوئے حضرت عمر رضہ اونکو لیے اور گئے اونکی طرف پس لیلیا ہاتہ اونکا اپنے ہاتہ مین اور بٹہایا لیجا کر اپنی مجلس مین اور آپ روبرو بیٹہے اور بر لائے حاجت اون کی اور جسوقت مقرر کیا علوفہ عمر بن الخطاب رضہ نے اپنے بیٹے عبد اللہ بن عمر کے لیے تین ہزار روپیہ اور اسامہ بن زید کیلیے تین ہزار پانسو کہا عبد اللہ رضہ نے اپنے باپ سے کس وجہ سے فضیلت دی آپ نے اونکو مجہپر قسم ہے خدا کی سبقت نہین کی ہے اونہون نے مجہپر کسی مشہد مین کہا امیر المومنین عمر رضہ نے بوجہہ کہ زید جو باپ اوسکا تہا بہت محبوب تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تمہارے باپ سے اور تہے اسامہ محبوب زیادہ سید عالم صلعم کو تجہسے پس فضیلت دی مین نے محبوب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو محبوب پر اپنے اور روایت کیا ہے جو مارا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو جعفر بن سلیمان نے اور گذرا اوپر جعفر بن سلیمان کے ہاتہون سے جو کچہہ گذرا اوٹہا لیگئے وہ بیہوش اور بیخود ہجوم کیا اوپر لوگون نے جب ہوش مین آئے تو کہا گواہ کرتا ہون مین تم لوگونکو اس بات پر کہ بخش دیا مین نے اپنے مارنے والے کو خون اپنا پوچہا لوگون نے کیا وجہ کہا اونہون نے کہ ڈرتا ہون مین کہ مرجاؤن مین اور ملاقات کرون پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اور شرم آتی ہے مجہکو کہ آئین بعض اولاد سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آگ مین بوجہ میرے اور کہتے ہین لوگون نے کہ جب خلیفہ منصور نے طلب کیا قصاص امام مالک رحمہ کا جعفر بن سلیمان سے پس کہا مالک رحمہ نے پناہ مانگتا ہون مین اللہ سے قسم ہے خدا کی کہ کوڑے کہاتے ہی بخشدیا مین نے اونکو خون اپنا بوجہ قرابت اونکی کے ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور ابو بکر بن عباس کہ ایک سردار ہین امت کے ہین کہتے تہے کہ اگر آئین میرے پاس ابوبکر رضہ اور عمر رضہ اور علی رضہ ابتدا کرون مین ساتہ حضرت علی رضہ کی حاجت کے قبل حاجت ابو بکر و عمر رضہ سے بسبب قرابت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتہ رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی اور اگر کردن بعین آنیشان سے بعین پر محبوب تر ہے مجکو اسبات سے کہ تقدیم کردن حضرت
علی رض کی اوپر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رض کے اور عبداللہ بن عوف رض خدمت کرتے تہے اور دیتے تہے
ازواج مطہرہ کو لسبب رضامندی اونکی کا ہونا تہا اور فرماتی تہین حضرت عائشہ رض حق مین پسر عبدالرحمن
ابن عوف کے سیراب کرے حق تعالی تیرے باپ کو سلسبیل جنت سے اور تہے حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض
کہ زیارت کرتے تہے ام ایمن کی اس وجہ سے کہ وہ کنیز تہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور جو آتین
حلیمہ سعدیہ نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بچہا دیتے آپ اونکے واسطے چادر مبارک اپنی اور
بر لاتے حاجت اونکی اور جب وفات پائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو آئین حضرت حلیمہ سعدیہ
حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض کی پاس پس وہی طریق بجا لائے ساتھ اون کے جیسا کہ کرتے تہے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم **فصل** تمام توقیر اور احسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توقیر اصحاب کی
اور احسان اونکا ہے اور پہچاننا حق اونکا اور ادا کرنا حق اونکا اور اقتدا اور پیروی اونکی اور جاری کہنا
اون کے آدابکا اور اخلاق اور سنتونکا اور عمل کرنا اونکے افعال کے ساتھ اون باتون مین کہ عقل کو
اوسمین دخل نہین ہے اور خوش تنا اور رعایت ادب کی اونکے ساتھ اور دعا مانگنا اور طلب مغفرت کی
کرنا اونکیلیے اور مستحق ہے وہ شخص کہ جسکی تعریف کی حق تعالی نے اور راضی ہے اوس سے اسبات کا
کہ تعریف کیا جاوے وہ اور طلب مغفرت کی کیجیے واسطے اوسکے اور فرمایا حضرت عائشہ رض نے کہ لوگ حکم
کیے گئے ہین کہ مغفرت چاہین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور لوگ برا کہتے ہین اونکو
روایت کیا ہے مسلم نے پس برا کہنا اور طعن کرنا اوپر اگر مخالف دلیلون قطعی کے ہے جیسا کہ تہمت
بد لگانا حضرت عائشہ رض کو کفر ہے اور نہین تو بدعت اور فسق کذا قال فی المواہب اللدنیہ اور یہی
ہی روکنا زبان کا اور باز رکہنا نفس کا ذکر اختلافون سے اور جہگڑون سے اور واقعون سے جو درمیان
صحابیون کے گذرے اور روگردانی اخبار مورخین اور روایتون جہلا اور گمراہیون شیعہ اور زیادتی
اونکی سے اور باور نہ کرنا روایات مبتدعین کو جو ذکر کرتے ہین عیبون اور برائیون اور ڈہکا جانے
اون پاک نفسون کی کہ وہ سراسر جہوٹ اور بندش ہے اور ڈہونڈہنا اور بیان کرنا اون چیزون کا
جو نقل کیا گیا ہے اونکی محاربون وغیرہ سے ساتھ اچہی تاویلون اور نیک استخراجون کے توجیہ ہوسکے
اون لوگون کے اعمال اور نہ ذکر کرنا کسیکا اونمین سے ساتھ برائی اور غیبت کی بلکہ یاد کرنا خوبیون اور

فضیلتون اور نیک صفتون اور خصلتون اونکی کا اور چپ رہنا اور چشم پوشی کرنا سوا اسکے اور باتون سے
اسوجہ سے کہ صحبت انکی ساتھ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یقینی ہے اور امور ظنی ہین اور کافی ہے
اتنی بات اسمقدمہ مین کہ حق تعالی جلشانہ نے چن لیا انکو واسطے صحبت حبیب اپنے کے اور اگر بعضون
سے اس گروہ برگزیدہ مین سے کوئی تقصیر بیچ حق اہل بیت اور سوا اون کے واقع ہوئی ہے امید
ہے کہ شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چھٹکارا پاوین طریق اہل سنت وجماعت اسبات
مین یہی ہے اور عقاید مین لکہا ہے ولا یذکر احدا منہم الا بالخیر یعنے نہ ذکر کرین کسیکا اونمین سے
مگر خیر کے ساتھ اور جو حدیثین فضائل صحابہ مین عموما اور خصوصا واقع ہوئی ہین اسباب مین کافی ہین
فرمایا ہے اللہ تعالی محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم الخ یعنے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم رسول ہین اللہ کے اور جو لوگ ساتھ اون کے ہین بڑے سختی کرنے والے ہین کافرون
پر اور بہت مہربانی کرنے والے ہین آپسمین اور فرمایا والسابقون الاولون من المہاجرین
والانصار الایہ یعنے اور جو لوگ قدیم ہین مہاجرین اور انصار سے اور فرمایا حق تعالی نے لقد
رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ یعنے ہر آئینہ بتحقیق اللہ خوش ہوا ایمان والون سے
جب بیعت کی اونہون نے تجھ سے نیچے درخت کے اور فرمایا رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ الخ
یعنے کتنے مرد ہین کہ سچ کر دکھایا جسپر قول کیا تہا اللہ سے اور فرمایا اللہ تعالی نے یوم لایخزی اللہ
النبی والذین معہ امنوا الایہ یعنے جسدن اللہ ذلیل نکریگا نبی کو اور جو ایمان لائے ہین اوسکے ساتھ
اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنے اصحاب میرے
مثل ستارون کے ہین ساتھ جسکے پیروی کرو تم ہدایت پاؤ تم اور روایت کیا گیا ہے حضرت انس رض سے کہ
فرمایا انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مثل اصحابی کمثل الملح فی الطعام لایصلح الطعام الا بہ یعنے
مثل اصحابون میرے کی مثل نمک کی ہے بیچ طعام کے نہین صلاحیت مگر ساتھ نمک کے اور فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم
ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم یعنے ڈرو تم اللہ سے بیچ شان صحاب میرے کے تم بناؤ نشانہ بعد میرے کے جو
شخص دوست رکھتا ہے انکو بسبب دوستی میری کے دوست رکھتا اونکو اور جو دشمنی رکھتا ہے اونسے
بسبب دشمنی میری کے دشمنی رکھتا ہے اونسے الحدیث اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے لا تسبوا اصحابی فلو انفق احدکم مثل احد ذہبا الخ یعنے برا کہیو صحابون میرے کو پس اگر صرف
کرے تم مین سے کوئی مثل احد کے سونا اور فرمایا سید عالم ﷺ نے من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ
والناس اجمعین یعنے جس نے برا کہا اصحابون میرے کو پس اوپر لعنت ہی اللہ اور فرشتون اور تمام
آدمیون کی اور فرمایا سید عالم ﷺ نے اذا ذکر اصحابی فامسکوا یعنے اگر ذکر کیے جاوین صحابہ میرے
پس چپ رہو اور حدیث مین آیا ہے ان اللہ اختار اصحابی علی جمیع العالمین سوا النبیین والمرسلین
واختار لی منہم اربعۃ ابابکر و عمر و عثمان و علیا فجعلہم خیر اصحابی یعنے تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا اصحاب
میرے کے تئین سب عالم پر سوا نبیون اور رسولون کے اور خاص کیا واسطے میرے اونمین سے چار
کے تئین ابوبکر رض اور عمر رض اور عثمان رض اور علی رض کو پس گردانا اون چار کو بہترین اصحابون
میرے سے اور مذکور ہونا چارون صحابہ کا اس حدیث مین اور دوسری حدیثون مین ساتھ اسی ترتیب
کے دلیل روشن ہے اوپر ثبوت ترتیب کے درمیان اونکے اور گمان کرنا اسبات کا کہ راویون نے موافق
اعتقاد اپنے کے ذکر کیا اور عبارت حدیث کو بدل دیا ہی فاسد ہے لایق نہین ہر ساتھ حال
محدثین کے ہان بعض حدیثون مین ذکر حضرت علی رض کا مقدم ہے اوپر ذکر حضرت عثمان رض کے اور فرمایا
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من احب عمر فقد احبنی ومن ابغض عمر فقد ابغضنی
یعنے جو شخص دوست رکھے گا عمر رض کے تئین پس تحقیق دوست رکھیگا میرے تئین اور جو کوئی غصے
مین لاویگا عمر رض کو غصے مین لاویگا میرے تئین اور حدیثین فضایل صحابہ مین بہت ہین اور امام
مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے جو کوئی دشمن ہو صحابہ کا اور برا کہے اونکو نہین اوسکے لیے کچھ
حق مسلمانون کی غنیمت مین اور نکالے ہین حضرت امام مالک نے یہ معانی سورہ حشر کی آیت
والذین جاءو من بعدہم الخ سے اور کہا ہے اونہون نے جو غصے ولاوے صحابہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تئین وہ کافر ہے موافق قول الہی کے لیغیظ بہم الکفار یعنے تو جے جلاوے
اللہ اون سے کافرونکا اور کہا ہے کہ سب قسمین مسلمانون کی ان آیتون مین تقسیم پاتی ہین
تین قسم پر مہاجر اور انصار اور وہ لوگ کہ بعد اون کے ہین اور صفت انکی یہ ہے کہ کہتے ہین
ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا یعنے ای رب
بخش ہمکو اور ہمارے بھائیونکو جو ہمسے آگے پونہچے ایمان مین اور نہ رکھ ہمارے دلمین کوئی کینہ

نسبت اون لوگون کے جو ایمان لاے ہین اور شیعہ داخل نہین ہین بیچ اونکے اور فصل الخطاب مین حضرت امام محمد باقر رضہ سے نقل کی ہے کہ ایک قوم اہل عراق مین سے اونکے پاس آئی اور حضرت ابوبکر رضہ اور حضرت عمر رضہ کو بری طرح سے یاد کیا اور کچھ حال اونکا بیان کیا پھر جلدی سے بدگوئی حضرت عثمان رضہ کی طرف متوجہ ہوئی کہا حضرت امام محمد باقر رضہ نے خبر دو مجکو اس بات سے کہ تم مہاجرین مین سے ہو کہ جنکی شان مین للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم یعنے واسطے اون مفلسون وطن چھوڑنے والون کے جو نکالے گئے ہین اپنے گہرون سے اور پڑہا اس آیہ کو اولئک ہم الصادقون تک یعنے وہی لوگ ہین سچے کہا اوس قوم نے نہین ہین ہم اونمین سے فرمایا پھر کیا تم جماعت انصار سے ہو جنکی شان مین آیا ہے والذین تبوؤا الدار والایمان من قبلہم یعنے اور جو گہر پکڑے ہین اس گہر مین اور ایمان مین اونسے پہلے اور پڑہا اس آیہ کو یہانتک اولئک ہم المفلحون یعنے وہی لوگ ہین مراد پانے والے جواب دیا اوس قوم نے نہین ہین ہم انمین سے بہی پس فرمایا گواہی دیتا ہون مین کہ تم اوس جماعت مین سے بہی نہین ہو کہ جنکی شان مین آیا ہے والذین جاؤا من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان الایہ یعنے اور واسطے اون لوگون کے جو آئے اونکے بعد کہتے ہین اے رب ہمارے بخش دے ہمکو اور ہمارے بہائیونکو جو ہم سے آگے پہونچے ایمان لینے مین فرمایا اوٹھو تم میرے آگے سے خدا تم مین سے کسیکا ہمسایہ نصیب نکرے تم نے صورت مسلمانون کی بنائی ہے مگر حقیقت مین اہل اسلام مین سے نہین ہو تم عبد اللہ بن مبارک نے کہا ہے دو خصلتین ایسی ہین کہ جسمین ہون نجات پاوے ایک صدق ہے اور دوسرے محبت ساتھ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ایوب سختیانی کہتے ہے جس شخص نے دوستی رکہی ساتھ عمر رضہ کے پس تحقیق روشن کیا اوس نے راہ کے تئین اور جسنے دوست رکہا عثمان رضہ کو پس تحقیق نورانی ہوا وہ ساتھ نور خدا کے اور جس نے دوست رکہا علی ع کو پس تحقیق تہامی اوس نے رسی مضبوط اور جس نے کہ اچھی طرح تعریف کی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دور ہوا نفاق سے اور جس نے کہ دشمنی رکہی ایک کے ساتھ انمین سے پس بدعتی اور منافق اور مخالف سنت اور اگلی نیک طریقے کا ہے اور ڈرتا ہون مین کہ نہ صعود کرے عمل اوسکا طرف آسمان کی جب تک نہ دوست رکہے اون سب کے تئین اور ہو جاے قلب اوسکا اون کے لیے سلیم اور بیچ حدیث خالد بن سعید کے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تشریف لائے

مدینے مین حجۃ الوداع کے واسطے چڑھجاتے آپ منبر پر او ر خطبہ پڑہتے تھے اے لوگو راضی ہون مین
ابوبکر رضہ سے پس پہچان رکھو اوسکے لیے میری رضا اور لوگو راضی ہون مین عمر اور علی اور عثمان رضہ
اور طلحہ اور زبیر اور سعد اور سعید اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم سے پس پہچان رکھو اون کے لیے
رضا مندی میری اور یہ مثل حدیث عشرہ کی ہے کہ اوسمین بشارت دی ہے ان اصحابون کو جنت
کی لیکن اسمین ذکر ابو عبیدہ بن الجراح کا نہین ہے اور حضرت امیر المومنین نے بہی وقت شوری کے
کے فرمایا یہ وہ لوگ ہین کہ تشریف لیگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس عالم سے درحالیکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم راضی تہے اونسے اور فرمایا سید عالم نے ایہا الناس ان اللہ غفر لاہل بدر
والحدیبیۃ یعنے اے لوگو تحقیق اللہ نے بخشدیا اہل بدر اور حدیبیہ کو اور فرمایا ایہا الناس احفظونی فی
اصحابی و اصہاری الخ یعنے اے لوگو نگاہ رکہو مجکو میرے اصحابو نمین اور میرے رشتہ دارونمین اسواسطے
کہ جو نگہہ رکہی مجکو اونمین نگہہ رکہے اللہ تعالے اوسے دنیا اور آخرت مین اور جو شخص نگہہ نرکہیگا میرے
تئین انمین دور کردے گا اور نکال دیگا اپنی رحمت سے خدا تعالی اور جسکو چہوڑدیگا اور نکال دیگا
اللہ تعالی قریب ہے کہ مواخذہ کرے اوس سے اور عذاب کرے اوسے اور فرمایا جو کوئی نگہہ
رکہے گا میرے تئین میرے اصحابون مین ہونگا مین نگہبان اوسکا قیامت کے دن اور فرمایا جو
نگہہ رکہے گا میرے تئین میرے اصحابونمین آئیگا میرے پاس میرے حوض پر اور جو نگہہ نرکہیگا
مجکو میرے اصحابون مین نہ دیکہے گا مجکو مگر دور سے اور یہی روایت ہے کہ تشریف لیجاتے
تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آدہی رات گئے بقیع مین اور دعا کرتے تہے اصحابون
کے حق مین اور مغفرت چاہتے تہے اونکی اور ایسا انکا حکم کیا آپکو خدا تعالی نے اور حکم کیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہمکو اونکی محبت کرینگا اور اونکی عادتین اختیار کرینگا اور کعب رضی اللہ عنہ
سے نقل کی ہے کہ اونہون نے کہا ہے نہین کوئی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نہو وسکو
اختیار شفاعت کا قیامت کے دن چنانچہ حضرت کعب رضہ چاہتے تہے حضرت مغیرہ بن نوفل سے
یہ بات کہ شفاعت کرین اونکی روز قیامت کی اور سہیل بن عبداللہ التستری سے کہتے کہ نہین
ایمان لایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر وہ شخص جو توقیر نہین کرتا اصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی اور نہین عزیز رکہتا حکم سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور روایت ہے کہ آیا ایک

شخص کا جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پس نہ پڑھی آپ نے اوسکی نماز اور فرمایا
وہ دشمنی رکہتا تہا حضرت عثمان رضہ کے ساتہ پس دشمن کہا اللہ تعالی نے اوس سے اور کلام بیچ مقدمہ تعظیم
صحابہ کو بہت طویل ہین چنانچہ مشکات مین خصوصا صحابہ اور سکے کے جو کچہہ کہ کتابون قوم سے نظر مین گذرا
ہے قطع نظر تعصب فریقین سے نقل کیا وصل اور تمام بزرگی کرنا اور بڑائی کرنا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کرنا جمع اون چیزونکا ہے جو متعلق ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتہ یعنے مشاہد اور اماکن اور معابد کا اور وہ چیزین کہ چہو ہاتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لگا
ہے نقل ہے کہ حضرت ابو محذورہ رضہ کی پیشانی کے بال بہت بڑہے ہوئے تہے کہ جب وہ بیٹہتے تہے تو لٹکتے
تہے بال اونکے زمین تک لوگون نے اونسے کہا کیون بڑہا رکہے ہین تم نے اس قدر بال اور کسواسطے
نہین چہٹواتے ان بالونکو کہا اونہون نے کہ نہین کٹواتا ہون مین ان بالونکو اسوجہ سے کہ کسیوقت
مین چہوا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بالونکو دست مبارک سے پس نگہہ رکہتا ہون مین
اون کے تئین تبرک سمجہہ کے اور ٹوپی مین حضرت خالد بن ولید رضہ کے تہے کئی بال تہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بالون مین سے اور گر پڑتی تہی وہ ٹوپی لڑائی کے مقام مین پس خوب سنبہال کر
رکہہ لیا اونہون نے ٹوپی کو تو پہر نگری چنانچہ اس عرصے مین کتنے ہی مسلمان شہید ہوگئے پس انکار
کیا صحابہ نے اونکے اس فعل سے کہا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہ نہین کیا مین نے یہ امر وجہہ
ٹوپی کے بلکہ بسبب موی مبارک کے جو ٹوپی مین رکہے ہین حفاظت کرتا ہون مین اونکی تو ضایع
ہو اور کافرون کے ہاتہ نہ لگین اور برکت اوسکی مجہہ سے نجاتی رہے اور دیکہا ابن عمر رضہ کو کہ رکہا
اونہون نے اپنا ہاتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹہنے کی جگہہ پر پہر پہیر لیا اوس ہاتہ کو
اپنے منہ پر اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سوار نہوتے تہے مدینے مین اپنے گہوڑے پر اور کہتے تہے
شرم آتی ہے مجہکو خدا سے کہ روندون ایسی زمین کو جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلا
فرماتے ہین اپنے گہوڑے کے سم سے اور کہا ہو اوس زمین پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے پای مبارک اور دے دیے سب گہوڑے اپنے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو پس کہا
امام شافعی رحمہ نے رکہلو اپنے لیے بہی کوئی گہوڑا ایسا جواب دیا اونکا مثل جواب سابق کے اور
نقل کی گئی ہے احمد بن فضلویہ زاہد سے کہ وہ غازیون اور تیر اندازون مین سے ہو کہ کہا اونہون نے

نے زمین میں چہو تا میں کمان کو بغیر طہارت کے اپنے ہاتہ سے جس وقت سے سنا ہے مین نے کہ لیتے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمان اپنے دست مبارک مین اور امام مالک نے فتوی دیا قید کرنے کا اور تین درے مارنے کا اوس شخص کے حق مین جس نے کہا تہا کہ مٹی ایک چیز بری ہے اور تہی اوس شخص کی قدر اور منزلت بڑی لوگون مین کیا تعجب ہے جو گردن ماری جاے اوس شخص کی جو بری اور بغیر خوشبو کے کہی اوس خاک کو جسمین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دفن ہین اسس بلدۂ کریمہ کے نامون بزرگ مین سے ایک طابہ وطیبہ ہے بوجہہ اوسکی طہارت کے نجاست کفر وشرک سے اور موافق ہونے سے ساتہ طبیعتون سلیم کے اور بسبب خوشبودار ہونے سے اوسکی تمام چیزونکی آور کہا ہے لوگون نے کہ رہنے والے اس بقعہ شریف کے دماغمین اوسکی مٹی اور در ودیوار سے خوشبوئین خوش آیند آتی ہین کہ کسی خوشبودار چیز مین ایسی بو نہین ہوسکتی اور شاید کہ شامہ ذوق صادقان غریب اور محبان مشتاق کے کچہ اسکی بو سے پونہچا ہو عبد اللہ عطار کا شعر ہے ؎ بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا فما المسک والکافور والمندل الرطب ✽ اشبیلی جو ایک عالمون صاحب معرفت مین سے ہین کہتے ہین مدینے کی مٹی مین ایک خاص خوشبو ہے جو کسی مشک وغیرہ مین نہین ہے اور کہا یہ بات جو عجیب تر عجایبات مین سے ہے حقیقت مین کچہ عجیب نہین ہے ؎ دران زمین کہ نسیمی وزد ز طرۂ دوست + چہ جای دم زدن نافہ ہای تاتاریست + اور آیا ہے جہجاہ غفاری نے لے لی چہڑی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت عثمان رض کے ہاتہ سے اور چاہا کہ توڑے اوسکو اوپر زانو حضرت عثمان رض کے پس خود زخمی ہوا اور مرگیا اوسی سال مین اور فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی جہوٹی قسم کہائے میرے منبر پر چاہیے کہ گہر بنا لے اپنا دوزخ کی آگ مین اور درمیان قبر شریف اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغون مین سے اور باقی فضیلتین اور تعریفین اور صفتین اس بلدۂ طیبہ کی اور اوسکی موضعون اور مکانون کی اور آداب اس جگہہ مین ٹہہرنے کے اور وہان کے لوگون کی تعظیم مرعی رکہنے کی کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب مین مذکور ہے وصل اسمین بیان ہے حکم درود اور سلام بہیجنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اوسکے وجوب اور اوسکی فضیلت اور اوسکی صفت اور اوسکی کیفیت اور اوسکے مقامونکا اور جو کچہ تعلق رکہتے ہین اوسکے ساتہ جان تو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر درود اور سلام کے واجب ہونے کی اصل یہ آیہ کریمہ ہے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا
ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما یعنے تحقیق اللہ اور فرشتے اللہ کے درود بھیجتے ہیں نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر اے مسلمانو درود اور سلام بھیجو اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاننا چاہیے
کہ حق تعالی نے اس آیہ کریمہ میں ابتدا کی ہے صلوۃ علی النبی کی اپنی ذات کریم اور فرشتوں کیطرف
اور حکم کیا ہے مومنوں کو درود اور سلام بھیجنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور عالموں کے
قول صلوۃ کے معنوں میں مختلف ہیں ابو العالیہ جو تابعین میں سے ہیں کہتے ہیں کہ صلوۃ اللہ
علی النبی کے معنی ثنا کرنا اللہ جلشانہ کا اپنے نبی کی اور بزرگی نبی کے نزدیک فرشتوں کے اور
صلوۃ الملائکہ علی النبی کے معنی دعا کرنا فرشتوں کا اوسکے حق میں اور چاہنا درگاہ الہی سے عزت
اوسکی اور ایسے ہی معنی اوس صلوٰۃ کے جو منسوب ہے مومنوں کیطرف اور حکم کیے گئے ہیں اوسکو
کرنے کے لیے طلب کرنا زیادت اور برکت کا ہے اور مقاتل نے کہا ہے کہ صلوۃ اللہ کے معنی
مغفرت ہیں اور صلوۃ ملائکہ کے معنی استغفار ہے اور ضحاک نے کہا ہے کہ صلوۃ اللہ رحمت
الہی ہے اور ایک روایت میں ہے مغفرت اللہ کیطرف سے اور صلوۃ ملائکہ معنی دعا کر لینے
طلب مغفرت اور رحمت کی اور خود کام فرشتوں کا استغفار کرنا ہے مسلمان کے لیے بدلیل قول
الہی کے ویستغفرون للذین آمنوا یعنے مغفرت چاہتے ہیں ایمان والوں کی اور آیا ہے بیچ
حق اوس شخص کے جو منتظر ہے بعد صلوۃ کے منتظر دوسری صلوۃ کا دعا کرتے ہیں فرشتے اوسکے
لیے اللہم اغفر لہ اللہم ارحمہ یعنے اے اللہ بخشدے اوسکو اور اے اللہ رحمت نازل کر اوسپر اور مبرد نے
کہا ہے صلوۃ خدا بمعنی رحمت کرنے ہے اور صلوۃ ملائکہ معنی رقت کے ہے کہ وہی باعث ہوتی ہے طلب
رحمت کی اور کہا ہے لوگوں نے کہ صلوۃ خدا کی خلق پر خاص و عام ہوتی ہے پس صلوۃ اوپر انبیا
علیہم السلام کے ثنا اور تعظیم ہے جو اونکے حال کے لایق ہے خصوصا اوپر سید انبیا کے جاسے زیادہ اور
بزرگتر ہوگی سب نبیوں سے اور اوپر غیر نبیوں کے رحمت عام ہے کہ جسکا اشارہ کیا ہے حق تعالی نے
اپنے قول بزرگ میں رحمتی وسعت کل شی یعنے رحمت میری پھیلی ہوئی ہے سب چیز پر اور اس سے
ظاہر ہے فرق درمیان اوس صلوۃ کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے اور درمیان اوسکے
جو مومنوں پر ہے کہ فرمایا ہے اللہ جلشانہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی اور فرمایا ہو الذی یصلی

علیکم وملائکتہ یعنے وہ ہی اللہ تعالی ایسا ہی کہ رحمت نازل کرتا ہے تمپر اور ملائکہ اوسکے اور ظاہر ہے کہ جتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے لایق ہے برتر اور تمامتر اور کاملتر ہوگی اور کہا ہے لوگون نے کہ اس آیہ شریف مین تعظیم اور تکریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جو حضرت رب العزت نے کی ہے اور تمام موجودات تعظیم اور ثنا اور دعا کرتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پس اسی سبب سے بیچ اوس صلوۃ کے جو اسناد کی گئی ہے طرف مومنین کہا ہے حق تعالی جلشانہ نے لیخرجکم من الظلمات الی النور یعنے تو نکالے تمھارے تئین تاریکیون سے طرف نور کے اور حلیمی نے کہا ہے صلوۃ علی النبی کے معنی تعظیم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور معنی قول اللہم صل علی محمد کے تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے دنیا مین ساتہ برتر کرا اور اظہار دین اور باقی رکہنی شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آخرت مین ساتہ بزرگ ثواب دینے کے اور شفاعت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امت کے اور تشریف رکہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام محمود مین اور بر تقدیر مراد حق تعالی کے قول سے کہ صلوا علیہ سے یہ کہ ادعوا ربکم بالصلوۃ علیہ یعنی پکارو اپنے رب کو ساتہ درود بہیجنے کے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور صلوۃ اوپر ازواج اور ذریات اور اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بطریق تبعیت اور طفیل کے ہے اور اختلاف ہے بیچ جایز ہونے صلوۃ کے بالذات غیر نبیو غیرہ نہ بیچ تبعیت کے اور کہا ہے لوگون نے کہ مقصود امت کو درود بہیجنے سے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقرب الی اللہ ہے ساتہ بجالانے حکم اللہ تعالی کے اور ادا کرنے حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو ہمپر ہے اور شیخ عز الدین ابن عبد السلام نے اپنی کتاب مسمی بہ شجرۃ المعارف مین کہا ہے کہ نہین ہے درود بہیجنا اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شفاعت کرنا ہم لوگون کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ درگاہ خدا ہی بزرگ اور برتر کے اسواسطے کہ ہم ایسا شفاعت نہین کر سکتا ہے ایسے مظہر اتم کی لیکن حق تعالی نے ہمکو حکم کیا ہے ساتہ مکافات اور شکر گذاری اوس شخص کی جو احسان کرے ہمپر اور کیسے عظیم ہین احسان اور بخشش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو ہمپر کیے ہین اور چونکہ عاجز ہین ہم مکافات اور شکر گذاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مکافات کی ہمنے ساتہ دعا کے پس ارشاد فرمایا ہمکو خدا ہی تعالی نے جب کہ جان لیا تمہنے آپکو

عاجز ہین مکافات مین ساتھ دعا کرنے کے تاکہ چاہین ہم درگاہ عزت سے یہ بات کہ بھیجے حق تعالیٰ جل شانہ صلوٰۃ اور رحمت اور برکت اور تعظیم کے تئین جیسے کہ لائق ہے بیچ جناب عظمت اور کبریائی اوسکی کے اور سزاوار ہے ساتھ شان عزت اور کرامت حبیب اوسکی کے نزدیک اوسکے اور قاضی ابوبکر بن العربی نے کہا ہے کہ فائدہ درود بھیجنے کا اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رجوع کرتا ہے طرف درود بھیجنے والے کے بسبب دلالت کرنے درود شریف کے اوپر منظوطی عقیدت اور خلوص نیت اور اظہار محبت اور ہمیشگی اطاعت اور پہچان حق وساطت کی اور احترام واسطہ کا کہ وہ ذات شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور دعا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اور چاہنا فیض اور اجابت اور برکت کا آنحضرت کے واسطے حقیقت مین دعا ہے خلق کے حق مین جیسے پانی ڈالنا پرنالے مین کہ گرتا ہے وہی پانی اوس سے اور پہونچتا ہے اوس سے فیض و ہذا دعاء شامل للبریۃ یعنے یہ دعا شامل ہے تمام خلق کے لیے فائدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے حکم مین اختلاف فرض ہونے اور مستحب ہونیکا ہے لیکن مختار فرضیت اوسکی ہے کیونکہ حکم ظاہر ورود کے وجوب کا ہے لیکن فی الجملہ اگرچہ تمام عمر مین ایکبار ہو جیسا کہ گواہی دینا اوپر نبوت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور واجب ایسی چیز ہے جو ساقط ہو جاے کسی حرج سے اور نہ تخصیص ہو تعداد معین کی اور بعضون نے کہا ہے کہ واجب ہے کثرت کرنا درود شریف کا بغیر قید تعداد معین کے اسواسطے کہ حق تعالیٰ نے فرض کیا ہے مسلمانوں پر صلوٰۃ اور سلام بھیجنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور نہین مقرر کیا حق تعالیٰ نے اوسکے لیے وقت معلوم پس واجب ہے کہ کثرت سے درود بھیجین اور غفلت نکرین اوس سے اور مذہب ثالث یہ ہے کہ جب نام مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذکور ہو درود پڑہا جاے اور کہا ہے مختار یہی ہے اور بیچ مواہب کے کہا ہے کہ ساتھ اسی بات کے قایل ہے طحاوی اور جماعت حنفیہ اور حلیمی اور جماعت شافعیہ اور کہا ہے قاضی ابوبکر بن العربی نے جو مالکی ہین کہ یہی بات معتبر تر ہے جیسا کہ کہا ہے زمخشری نے اور دلیل لائی ہے یہی جماعت ساتھ حدیث من ذکرت عندہ فلم یصل علی فمات دخل النار کی یعنے جس شخص کے سامنے ذکر کیا جاون مین پہر نہ درود بھیجے وہ مجہپر اور مرجاے داخل ہوگا دوزخ مین نکالا ہے اس حدیث کو ابن حبان نے حدیث ابی ہریرہ سے ساتھ حدیث رغم انف من ذکرت عندہ فلم یصل علی کے یعنے ناک کی بہل کہسیٹا

جا بیکا وہ شخص کہ ذکر کیا جاؤں مین سامنے اوسکے اور نہ درود بہیجے مجہپر روایت کیا اسکو ترمذی نے حدیث ابی ہریرہ رضہ سے اور صحیح الحاکم سے اور ساتہ حدیث شقی عبد ذکرت عندہ فلم یصل علی اَی بعید شقی ہے وہ عبد کہ ذکر کیا جاؤں مین اوسکے سامنے اور نہ درود بہیجے مجہپر اور نکالا ہے اس حدیث کو طبرانی نے بحدیث جابر رضہ سے کسواسطے کہ وعید ترک پر علامت وجوب کی ہے اور بہی فائدہ درود بہیجنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکافات احسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور احسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دائمی ہے پس تاکید کیے گئے ہم درود بہیجنے پر جب ذکر ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور یہی دلیل لائے ہین ساتہ قول حق تعالی کے لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا یعنی نہ پکارو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تئین آپس مین جیسا کہ پکارتے ہین بعض تمہارے بعض کے تئین پس اگر ذکر کیا جاوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور نہ درود بہیجا جاوے تو ہو جاوینگے مثل احد الناس کے اور جواب دیا ہے اسکا اون لوگون نے جو واجب نہین ٹہیراتے ہین درود بہیجنے کو کئی طرح پر ایک یہ ہے کہ نقل نہین کیا گیا ہے یہ قول کسی صحابہ اور تابعین سے پس یہ قول تو ایجاد ہے اور اگر عام رہے حکم درود شریف کا تو لازم ہوا اذان دینے والے کے تئین اور اذان سننے والے کو اور قاری کو جو پڑہے وہ آیہ جسمین ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور لازم ہووے ہر داخل اسلام پر جو زبان پر لاوے شہادتین کو اور حالانکہ نہ ایسا آیا ہے اور نہ نقل کیا گیا ہے اور اسمین مشقت اور حرج بہی ہے اور خلاف ہے شریعت پاک کے اور ثنا کرنا حق تعالی کی اوس ہر ایک وقت مین جسمین ذکر اللہ جلشانہ کا ہو واجب نہین ہے اور اس امر کا واجب ہونا احق ہے اور حال آنکہ قائل نہین ہوئے ہین اسبات کے اور کہا ہے صاحب مواہب نے کہ عام کردیا ہے قدوری نے جو حنفیہ مین سے ہے قول جوب صلوۃ کو اسطرح پر کہ جب ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو درود شریف پڑہا جاوے اور یہ خلاف اجماع کے ہے کہ منعقد ہوا ہے وہی اجماع قبل اس قائل کے کسواسطے کہ منقول نہین ہے کسی صحابہ سے یہ بات کہ خطاب کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ اور کہتے یا رسول اللہ اور درود بہیجتے اور اگر ایسا ہوتا تو نہین واقع ہوسکتا دوسری عبادت کے لیے اور جواب دیا ہے لوگون نے اون احادیث مذکورہ کا اسطرح پر کہ درود اون حدیثون کا بسبیل مبالغہ اور تاکید کے ہے اور اوس شخص کے حق مین وارد ہوئی ہے کہ جس نے عادت کی ہے ترک درود کی اور جو وہ خو ہو گئی اوسکی ہے

اور حاصل کلام یہ ہے کہ دلالت نہین ہے اوپر وجوب تکرار درود شریف کی ساتھ تکرار اسم مبارک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس واحد مین اور بعضون نے کہا ہے درمیان ہر مجلس کی ایکبار پڑھنا درود کا واجب
ہے اگرچہ ذکر شریف مکرر ہو حکایت کیا ہے اسکو زمخشری نے اور بعضے کہتے ہین واجب ہیچ دعا کی اور اکثر قائل
اسبات کی ہین کہ مستحب ہے اور حکم یہی واسطے استحباب کی ہے اور حضرت عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالی
کہتے ہین کہ اگر کہین لوگ ایکبار فرض ہے اور کثرت اوسکی واجب ہے اور ہر بار پڑھنا اوسکا مستحب ہے
تو بھی ایک بات ہے اور لائق شان محبت کی ہے اور زیادتی محبت یہی ہے کہ مستحب کو بمنزلہ واجب کی
سمجھو اور اپنی طرف سے اوسمین تقصیر کو جایز نرکہو اور عجب ہے طالب سے کہ باوجود اطلاع پانے کی اوپر
فائدون درود شریف کی کوشش بلیغ اوسمین نکرے اور بعضون نے کہا واجب ہے نماز مین بغیر تعین محل کی
اور یہ قول نقل کیا گیا ہے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اور بعضون نے کہا ہے واجب
ہے تشہد مین اور یہ قول شعبی اور اسحاق ابن راہویہ کا ہے اور قول عاشر کا یہ ہے کہ واجب ہے آخر
نماز مین بعد تشہد کے اور قبل سلام کے اور یہی قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور دلیل لاتے ہین اسطور
پر کہ حق تعالی نے فرض کیا درود بھیجنے کو اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور نہتا کوئی موضع
اوسکے لیے بہتر نماز سے اور یہی حدیثون مین ذکر درود پڑھنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ پر تشہد مین آیا ہے
پس جایز نہین ہے کہ تشہد کو واجب کہو نہین اور صلوۃ واجب نکہون امام شافعی کے اس قول
سے لوگون نے انکار کیا ہے اور کہتے ہین کہ کسی نے اگلون مین سے اس قول مین اونکی موافقت نہین
کی ہے اور نہ وارد ہوئی ہے اسباب مین کوئی سنت ایسی کہ اوسکی پیروی کیجاوے اور اجماع رکہتے ہین
تمام عالم جو اونسے پہلے تہے اسبات پر کہ نہین واجب ہے درود شریف نماز مین اور بعضون نے
شافعیہ مین سے بھی مثل خطابی وغیرہ کی انکار کیا ہے اور تعجب کیا ہے اون کے ایسے قول پر اور ضعف
بیان کیا ہے اون حدیثون کا جنکو حجت کرتا تہا بعضون نے اور تشہد تعلیم کیا ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جیسا کہ تعلیم کیا ہے قرآن شریف کی سورتونکو اوسمین ذکر درود کا نہین ہے اور
صاحب مواہب لدنیہ نے مذہب شافعی اور انصار کی کچھ توجیہ کی ہے واللہ اعلم اور جان تو
حدیثین بیچ کیفیت صلوۃ کی جو تشہد مین واقع ہے ساتھ صیغون مختلف کی آئی ہین اور یہ صیغہ پڑھنا
چاہیے اللہم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی ال ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک

علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید یعنی اے اللہ میرے رحمت نازل کر اوپر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جیسے رحمت نازل کی تونے اوپر ابراہیم اور اونکی اولاد پر تحقیق حمد کیا گیا ہے بزرگ اے اللہ میرے برکت نازل کر اوپر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جیسے کہ برکت نازل کی تونے اوپر ابراہیم کے اور اونکی اولاد پر تحقیق حمد کیا گیا ہے بزرگ اور یہ کافی ہے اور ایسے ہی سنا ہے بعض مشایخوں سے اور اگر پہلے درود میں کہے وصل علینا معہم یعنے رحمت نازل کر ہم پر ساتھ اونکے اور دوسرے میں وبارک علینا معہم یعنے برکت نازل کر ہم پر ساتھ اون کے جیسا کہ بعض طرق میں آیا ہے بہتر ہوا اور بیچ تشبیہ کما صلیت اور کما بارکت کی موافق قاعدے اہل عربیت کے کہ اونکے نزدیک مشبہ بہ اتم اور اقوی ہوتا ہے اشکال وارد کرتے ہیں اور جواب اوسکا کئی طرح پر دیتے ہیں اظہر یہ ہے کہ ظہور اور شہرت مشبہ بہ کی کافی ہے اور اقوی یہ ہے کہ وجہ تشبیہ کی ہونا صلوۃ کا اتم اور اکمل اوس حیثیت سے جو پہلے ہے اور وجہیں بہی مذکور ہیں اور اکثر جو توجیہیں نظر سے گذری ہیں جداگانہ رسالے میں جمع کی گئی ہیں یہ قول شیخ عبد الحق دہلوی کا ہے اور اختلاف ہے درمیان سبات کے کہ افضل درودوں کا کونسا درود ہے اکثر اس امر کے قائل ہیں کہ انہیں صیغوں مذکورہ کے کہنے سے عہدہ برآئی ہو جاتی ہے اور بعضوں نے کہا ہے جو صلوۃ شامل ہو اوپر زیادتی مقدار اور فضل اور کیف کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ صیغہ پڑہے اللھم صل علی محمد کما ہو اہلہ ومستحقہ یعنے اے اللہ میرے رحمت نازل کر اوپر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جس چیز کے لایق ہے اور مستحق ہے اور مثل اسکے اور رسالہ میں صلوۃ کے جسقدر صیغے معلوم ہوئے ہیں جمع کیے گئے ہیں **وصل** وہ مقامات جنمیں درود بہیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وارد ہے تشہد اخیر ہے نماز میں جیسا کہ گذرا اور معلوم ہوا کہ وہ فرض ہے نزدیک امام شافعی رحمہ اللہ کے اور نزدیک بعض اور اماموں کے اور جمہور کے مستحب ہے بعد تشہد قبل دعا کو اور بیچ واجب ہونے اوسکے کے تشہد اول میں دو قول ہیں اظہر منع ہے بسبب مبنی ہونے اوس مقام کے اوپر تخفیف کے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس تشہد سے اسطرح جلدی اوٹہتے تہے گویا کہ گرم پتہر پر بیٹہے تہے اور بیچ مستحب ہونے صلوۃ کے اوپر آل کے تشہد اول میں دو قول ہیں اور بیچ وجوب اوسکے کے تشہد آخر میں بہی دو روایتیں ہیں لیکن صحیح تر یہ ہے کہ سنت تابع ہے اور یہ سب قول شافعیہ کے ہیں اور نزدیک حنفیہ کے درود پڑہنا تشہد ثانی ہی میں ہے اور سنت ہے اور اگر تشہد اول

مین ہونے سے پڑھ جاوے تو سجدہ سہو کا واجب ہوگا بسبب دیر ہونے کے قیام مین اور صحیح یہ ہے
کہ اگر بمقدار اللہم صل علی محمد کے پڑھ جاوے سجدہ سہو کا واجب نہوگا اور چھوڑنا سارے درود کا جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھا جاوے اللہم صل علی محمد وآلہ ہے اور کفایہ مین اعادہ علی کے ساتھ ہے
اور صحیح حدیث فضالہ بن عبید کے آیا ہے کہ سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کا حال
کہ دعا مانگی نماز مین اور درود نہ پڑھا اوپر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جلدی کی اوس شخص نے اب نہ پڑھے درود کو اور فرمایا اوسکو اور اور لوگون کو کہ جب تو
نماز پڑھ لے تم مین سے کوئی چاہیے اوسکو کہ ابتدا کرے ساتھ حمد کرنے خداے تعالیٰ کے اور ایک روایت
مین ہے ساتھ تحمید اور ثنا حق تعالیٰ کے پھر چاہیے درود بھیجے پیغمبر خداے تعالیٰ پر بعد اوسکے دعا مانگے جو
چاہے اور مروی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونہون نے دعا و صلوٰۃ لٹکی رہتی ہے درمیان آسمان
اور زمین کے اور صعود نہین کرتی خداے تعالیٰ کی طرف کوئی چیز اوسمین سے جب تک کہ درود نہ بھیجے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور روایت کیا گیا ہے مثل اسی کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث
نماز کی دعا مین واقع ہے اور مطلق دعا کیا نماز مین کیا غیر نماز مین مقامون صلوٰۃ علی النبی سے ہے
اور قوی تر رکنون مین سے اداب کے یہ دعا ہے چنانچہ ابن مسعود سے آیا ہے کہ جو کوئی تم
مین سے مانگے خداے تعالیٰ سے کوئی چیز چاہیے ابتدا کرے ساتھ حمد اور ثنا حق تعالیٰ کے ساتھ جس چیز
کے لائق ہے پھر درود بھیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بعد اوسکے دعا مانگے اسواسطے کہ تحقیق
یہ بہت مفید ہے حاجت برآری کے لیے اور درود بھیجے دعا کے پہلے اور بیچ مین اور اور بعد جیسا کہ بیچ
حدیث جابر کے آیا ہے اور ابن عطا نے کہا ہے دعا کے لیے ارکان اور بازو اور اسباب اور وقت
ہین پس اگر موافق ہوے ارکان قوی ہوجاتی ہے دعا اور اگر موافق ہوے بازو اوڑ جاتی ہے
آسمان کی طرف اور اگر موافق ہوے اسباب جلد پہنچ جاتی ہے مطلب کو ارکان دعا کے حضور قلب
اور گدازگی اور عاجزی کرنا اور سب طرف سے آنکھ بند کر لینا اور لگانا دل کا جناب حق تعالیٰ کے ساتھ
اور الگ ہوجانا خواہشون نفسانی کا اور شہپر دعا کی سچائی ہے اور وقت دعا کی سحر کے وقت
ہین اور اسباب دعا کی درود بھیجنا اوپر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اور حدیث مین آیا ہے
کہ جب دعا کے اول اور آخر درود ہو رد نہین ہوتی ہے اور دوسری حدیث مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کل دعائیں ٹہہری رہتی ہین آسمان کے نیچے اور جو درود بھیجا جاتا ہے مجہہ پر چڑہہ
جاتی ہے آسمان پر اور زیادہ تاکید درود شریف کی بعد دعاء قنوت کی ہے اور سند اس حدیث
کی تعلیم کرنا دعاء قنوت کا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت امام حسن بن علی رض کو یعنی
اللہم اہدنی فیمن ہدیت یعنی ای اللہ ہدایت کر مجہہ کو راہ دکہا تو مجکو بیچ اون کے جنکو راہ دکہائی ہے تو نے
اور اوسکے اخیر مین آیا ہی وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علی النبی محمد اور یہ نزدیک امام شافعی رحمہ کے
ہے اور بیچ مقدمہ صلوۃ کی ذکر اسکا آئیگا اور بیچ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے مقاموں مین
سے خطبہ جمعہ کا ہے اور سوا اسکے اور خطبے اور خطبہ ایک عبارت ہی اور ذکر خدای عز وجل کا اور
شرط ہی پس واجب ہوگا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کہ اذان اور صلوۃ مین اور
صحیح نہین ہے خطبہ جمعے کا بدون ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور یہ مذہب امام شافعی
اور امام احمد کا ہی اور درود کے مقاموں سے ہے بعد جواب دینے موذن کے جیسا کہ بیچ حدیث
احمد کی عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی جو سنو تم
اذان کو تو کہو تم مثل اوسکے جو موذن اذان مین کہتا ہے پہر درود بھیجو مجہہ پر اس واسطے کہ جو کوئی درود
بھیجیگا مجہہ پر ایکبار درود بھیجیگا خدا تعالے اوس پر دس بار پہر دعا مانگو میرے لیے وسیلہ کی اور
آئیگا ذکر اسکا بیچ مقدمہ اذان کے اور بعض کتابون مین وقت گذرنے کے طرف مسجد کے بہی درود
پڑہنے کی زیادتی کی ہے اور بعضی کتابون مین بعد اذان اور اقامت اور اجابت کی بہی درود
پڑہنا آیا ہے اور درمیان عیدین کے تکبیرون کے بہی آیا ہے ذکر کیا ہے اسکو مواہب لدنیہ
مین اور یہ مذہب شافعی کے اور وقت داخل ہونے کے مسجد مین اور وقت نکلنے کے مسجد سے بہی روایت
کیا گیا ہے حضرت فاطمہ زہرہ رض سے کہ تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جب تشریف لاتے مسجد مین
درود بھیجتے پہر فرماتے اللہم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک یعنی ای اللہ بخشدے تو گناہ میرے
اور کہولدے تو میرے لیے دروازے اپنی رحمت کے اور جب باہر آتے درود پڑہتے پہر فرماتے اللہم اغفر
لی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک یعنی ای اللہ میرے بخشدے تو گناہ میرے اور کہولدے تو واسطے
میرے دروازے اپنے فضل کے اور مثل اسکے آیا ہی ابی بکر بن عمرو بن حزم اور اسحاق بن شعبان سے
کہا اونہون نے جو کوئی مسجد مین آنے چاہیے اسکو درود بہیجے اور ترحم کرے اور برکت اور سلام بہیجے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپکی اولاد پر اور کہا ہے حسن و قتادہ نے بیچ قول اللہ تعالے کے فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم یعنے جب داخل ہو گھرون میں سلام بھیجو اپنی ذاتون پر کہ جو کوئی گھر مین نہو کہو سلام ہو اوپر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور رحمۃ الٰہی کی اور برکت اللہ کی ہو اور کہا ہے ابن عباسؓ نے کہ مراد بیوت سے اسجگہہ مسجدین ہین اور کہا ہے نخعی نے جو مسجد مین کوئی نہو تو کہو السلام علی رسول اللہ اور جو کوئی ہو تو کہو السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین یعنی سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندون پر اور علقمہ نے کہا ہے کہ جو آتا ہون مین یا محمد کہتا ہون السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وصلی اللہ علیہ وسلم وملائکتہ علی محمد اور مثل اسکے آیا ہے کعب رحسے وقت آنے اور جانے کے مسجد سے لیکن درود پڑہنا نہین ذکر کیا ہے اور نماز جنازے مین بیچ مواہب کے لکہا ہے کہ سنت یہ ہے پڑہے تو فاتحہ بعد ایک تکبیر کے تکبیرونمین سے اور بعد اولی کے اور درود بہیجے بعد ثانیہ کے اور دعا مانگے میت کیلیے بعد ثالثہ کے اور کہے تو بعد رابعہ کے اللہم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ یعنے اے اللہ نہ محروم رکہہ ہمکو اوسکے اجر سے اور نہ فتنہ مین ڈال ہمکو بعد اسکے اور اسمین ایک حدیث ہے جسے روایت کیا ہے شافعی نے اور نسائی نے اور یہ طریق شافعی کا ہوگا اور ہمارے نزدیک جنازے کی نماز مین فاتحہ کا پڑہنا نہین ہے اور کہتے ہیں ایک روایت مین واقع ہوا ہے لیکن بطریق دعا کے ہے نہ بطریق قرات کے باوجود اسکے کہ ہمارے مذہب مین بھی درود بہیجنے مین تکبیر ثانی مین آیا ہے بیچ لبیک کہنے کے جو احرام حج اور عمرہ میں ہے درود پڑہتے ہین اور اوپر صفا اور مروہ کے بیچ پڑہتے ہین جیسا کہ بیچ حدیث عمر بن الخطابؓ کے آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آوے تم سے مین گرد پہیرے بیت اللہ کے ساتہ بار اور پڑہے دو رکعتیں نزدیک مقام کے بعد اوسکے چڑہے صفا پر اور کہڑے ہوا اوپر اسطرح کہ دیکہے بیت اللہ کے تئین اور ساتہ بار تکبیر کہے اور سبحان اللہ اور ثنا خدا تعالی کی کہے اور درود بہیجے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور دعا مانگے اپنے نفسون کیلیے اور اسیطرح مروہ کے لیے بہی جیسا کہ بیچ مناسک حج کے ذکر کیا گیا ہے اور وقت اجتماع اور تفرقہ کے واسطے اس کو نصیب سے جیسا کہ روایت کیا ہے ترمذی نے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ بیٹہیگا کوئی کسی مجلس مین جو نہ ذکر کریگا خدا کا اوسمین اور درود نہ بہیجیگا اوپر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مگر ہوگی یہ مجلس حسرت اوپر اونکے قیامت کے دن چاہے خدا تعالی عذاب کرے اون پر چاہے

بخشدے اونکو اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ نہین ہے کوئی ایسی قوم کہ بیٹہین اوٹہتے ویر درود بہیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مگر ایسی قوم کہ ہوگی حسرت اونکو جب دیکہینگے ثواب کو اگرچہ داخل ہونگی بہشت مین اور وقت صبح اور شام کے روایت کیا ہے طبرانی نے حدیث ابی درداء رضی سے مرفوعًا من صلی علی حین یصبح عشرا وحین یمسی عشرا ادرکتہ شفاعتی یوم القیمۃ یعنے جو شخص درود بہیجیگا مجہپر دس بار صبح کے وقت اور دس بار شام کے وقت ڈہونڈہ لے گی شفاعت میری قیامت کے دن اوسکو اور وقت وضو کے ابن ماجہ نے سہیل بن سعد کی حدیث مین روایت کیا ہے لا وضوء لمن لم یصل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنے نہین وضو ہوتا اوس شخص کا جس نے نہ درود بہیجا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظاہر عبارت یہ ہے کہ وضو کے درمیان مین کہے اور بعض کتابون مین لکہا ہے کہ عقیب الطہارۃ حتی التیمم والتکلم الشہادتین یعنے بعد طہارت کے یہانتک کہ بعد تیمم اور کلام کرنیکے ساتہ شہادتین کے اور بیچ غسل اعضاء وضو کے بہی آیا ہے اور عمل کاتب حروف کا یہی واقع ہوا ہے کہ تکلم ساتہ شہادتین کے کرتا ہے اور درود پڑہتا ہے بعد شہادتین کے اور آیا ہے درود پڑہنا اون دعاؤن مین جو اعضاء وضو کے غسل مین واقع ہوئی ہین اور وقت طنین اذن یعنے آواز کرنے کان کے اور بیچ حدیث ابی رافع کے واقع ہوا ہے کہ جو آواز کرے کسی کا کان کیا تم مین چاہیے کہ ذکر کرے میرا اور درود بہیجے مجہپر اور فرمایا رسول اللہ نے ذکر اللہ من ذکرنی بخیر یعنے کہ یاد کرے خدا تعالی ساتہ نیکی کے اوس شخص کو کہ جس نے یاد کیا ہے مجہے ساتہ اچہائی کے ساتہ اور یہ بنا بر اسبات کی ہے کہ کہتے ہین آواز کرنا کان کا دلیل ہے اسبات پر کسی نے اوس شخص کو یاد کیا ہے اور وقت بہول جانے چیز کے بہی آیا کہ جو بہول جاوے کوئی بات یا کوئی اور چیز تو درود بہیجے وہ بات اور وہ چیز یاد آجائیگی چنانچہ تجربہ اسکا بات بہول جانے مین بہت کیا گیا ہے اور بیچ حدیث ابی موسی مدینی کے ساتہ سند ضعیف کے حضرت انس رضی سے مرفوعًا آیا ہے اذا نسیتم شیئا فصلوا علی تذکروہ انشاء اللہ یعنے جسوقت بہول جاؤگے تم کوئی چیز اور درود بہیجوگے مجہپر یاد کرلوگے تم اوسکو یعنی جو چاہیگا اللہ تعالی اور وقت پیاس لگنے کے بہی آیا چنانچہ ایک گروہ اوسطرف کو گئے ہین اور دوسرے گروہ مخالف ہین اسبات مین اور کہتے ہین کہ یہ جگہہ نہین ہے کہ جسمین فقط ذکر کرنا خدا تعالی کا ہے مانند کہانے اور پینے اور مباشرت کے اور مشکوۃ مین ترمذی سے حدیث نافع رضی سے نقل کیا ہے کہ ایک مرد نے چہینک لی برابر ابن عمر رضی کے اور کہا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ پس کہا مین بہی کہتا ہون الحمد للہ والسلام علی

رسول اللہ لیکن تعلیم نہین کیا ہے ایسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مگر اسقدر کہ کہین ہم الحمد للہ علی کل حال یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بہیجنے کی فضیلت مین کسکو کلام ہے لیکن جیسا کہ حکم کیا ہے ویسا چاہیے کرنا شارع نے ہر چیز کا ایک محل اور مقام خاص ٹہرا دیا ہے اوسی جگہہ چاہیے کرنا جیسا رکوع مین قرآن کے پڑہنے کی ممانعت کی ہے ایسا ہی مواہب مین اور شفا مین لکہا ہے کہ مکروہ رکہا ہے ابن حبیب رضی نے ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذبح مین اور مکروہ رکہا ہے سحنون نے درود بہیجنا تعجب مین اور کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہین بہیجا جاتا مگر بطریق احتساب اور طلب ثواب کے اور اصبغ نے ابن قاسم سے نقل کیا ہے دو مقام مین کہ اونمین خدا کے عزوجل کے ذکر کیا جاتا ہے ایک ذبیحہ مین چہینک مین پیش کہو ہیچ ان دونون مقام کے بعد ذکر خدا تعالی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اشہب نے کہا ہے کہ نہین چاہیے اور نہین لایق کہ ٹہرایا جاوے درود بہیجنا نبی خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس مقام سنت اور عیاض نے کہا مین نے ایسی ہی قول محمد رسول اللہ جو بعض لوگ بعد لا الہ الا اللہ کے اخیر اذان مین کہتے ہین اور ظاہر ہے یہ حکم رکہتا ہے اور نزدیک قبر شریف کے محمد بہتر اور اقرب کہ دو مقامون درود مین سے ہے اور بیچ حدیث ابی داود رضی کے ابی ہریرہ رضی سے آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین کوئی کہ سلام بہیجے اوپر میرے مگر یہ کہ پہیر بہیجے خدا طرف میرے میری روح کو تو جواب دون مین اوسکے سلام کا اوسکے تئین اور اس حدیث مین کلام ہے بسبب توجہات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ بیچ تاریخ مدینہ وغیرہ کے کیا گیا ہے اور روایت کیا ہے ابن عساکر نے من صلی علی عند قبری سمعتہ یعنی جو شخص درود بہیجیگا نزدیک میری قبر کے سنونگا مین اوسکے تئین اور اشہر اور اظہر مقامون صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے وقت سننے نام مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا لکہنے اسم شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چنانچہ حدیث مین آیا ہے رغم رجل ذکرت عندہ فلم یصل علی یعنی اوندہا منہ گہسیٹا جاویگا وہ مرد کہ ذکر کیا جاؤن نزدیک اوسکے اور درود نہ بہیجے مجہپر اور البخیل کل البخل یعنی بخیل تر بخیل ہے جیسا کہ گذرا اور جو مقامات درود بہیجنے کے گذرے ہین ثابت ہوا ہے عمل امت اوسکے ساتہ اور انکار نہین کیا ہے کسینے اوس سے اور جو لکہا جاتا ہے بعد بسم اللہ کے اور تتمہ اوسکا مروج حد اول اور نہین سنا کبہی یہ بات نزدیک ولایت بنی ہاشم کے عمل کیا لوگون نے ساتہ اوسکے

جار و نظروف ر دو نی زمین پر اور بعضون نے ختم بہی ساتہ صلوۃ کے کیا ہے گویا ابتدا رسالہ او ختم اوسکا
صلوۃ کے حکم مین ابتدا ہو دعا کی اور انتہا اوسکی ساتہ صلوۃ کے ہوا اور ایک حدیث روایت کرتے ہین کہ جو کوئی
درود بہیجے مجہپر کتاب مین ہمیشہ مغفرت طلب کرتے ہین فرشتے اوسکی لیے جب تک نام میرا کتاب مین ثابت اور
باقی ہے یہ مقامات وہ ہین جو شفا اور مواہب مین مذکور ہین اور بیچ رسالہ فاکہی کے کہ جو در بارہ زیارت نبوی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصنیف کیا ہے زیادہ ان مقامونسے بہی اوسمین مذکور ہے اور اوسکو بہی ذکر کیا ہے
تو کسیطرحکا شمول اوقات حاصل ہوا اور اس فقیر کو بعضون فقرا سلسلۂ قادریہ سے اجازت ہے کہ بعد نماز
فرض اور نفل کے تین بار درود پڑہے یہ قول شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ کا ہے اور جاگنے کے واسطے نماز شب
اور بعد وضو اور بعد تہجد کے اور جمعہ کے دن اور جمعہ رات کو خصوصًا بعد نماز جمعہ کے اور جمعہ رات کو اور ہفتہ
اور اتوار کے دن اور ہر ایک دنمین درود پڑہنے کی حدیثین وارد ہوئی ہین اور وقت سحر اور وقت دیکہنے
کعبے شریف اور چومنے حجر اسود اور طواف کے اور جن مقامون مین حج کے دن ٹہرتے ہین اور وقت دیکہنے
نشانیون مدینہ کے اور بیچ جگہون حضوری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثل مسجد قبا اور وادی
بدر اور جبل احد اور مساجد نبوی اور سوا اسکے اور وقت بیچنے اور مول لینے اور ارادہ سفر کے اور سواری
پر سوار ہونے کے وقت اور منزل پر اوترنے کے وقت اور جب بازار جانے کے لیے نکلے اور جب بازار مین
آجاوے اور وقت چہا جانے غفلت اور حضوری دعوت کی اور دعوت سے پہرنے کے وقت اور گہر سے
نکلنے کے وقت اور جب حاجت پیش ہو اور وقت خوف احتیاج کے اور وقت بہاگنے غلام کی بلکہ جب
کوئی چیز کہو جاوے اور وقت شدت غم اور دفع طاعون اور ڈوبنے کے خوف کی وقت اور پاؤن کی سُن
ہو جانے کے وقت اور مولی کہانیکے وقت تا اوسکی بو دکار مین نہ آنے اور ایک حدیث اس مقدمے مین
محدثین بیان کرتے ہین اور وقت برتن سے پانی پینے کے وقت اور جب گدہا بولے لیکن مشہور گدہے
کے بولنے وقت استعاذہ ہے شیطان سے اور درود بہی پڑہے تو شر دور ہو جاتا اور خیر حاصل ہوا اور
گناہ ہو جانیکے بعد بہی تو اوس گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے اور جب ملاقات ہو مسلمان بہائی سے مصافحہ
کے ساتہ اور ہر جماعت مین جو خدا کے لیے ہوا اور شعار اسلام سے ہو اور وقت ختم کرنے قرآن کے
اور دعا حفظ قرآن کے اور وقت شروع کرنے کلام کے جسکی ممانعت شرعًا ہو اور وقت شروع کرنے
درس علم کے خصوصًا علم حدیث کی اور وقت وسعت علم کے اور وعظ کے اور حدیث پڑہنے کی اول

اور اخیر اور جب کوئی چیز اچھی معلوم ہو اور بعضے عالمون نے مقام تعجب مین مکروہ جانا ہے جیسا کہ نذا
ہے مثل تسبیح اور تہلیل کے جب کوئی چیز حرام دیکھے اور چاہیے ملفوظ اور کتابت مین سلام کو صلوۃ ملا دے اور
امام نووی نے صلوۃ پڑہنی کو بغیر سلام کے ملانے کے مکروہ ٹھہرایا ہے کیونکہ دونونکا حکم کیا ہے حق تعالی
نے اور فتح الباری مین آیا ہے کہ مکروہ یہ ہے کہ فقط درود پڑہے اور سلام ہرگز نہ بہیجے ہان اگر درود ایک وقت
مین پڑہے اور سلام ایک وقت بہیجے خلل کسیطرح حکم خدا کے بجالانے مین نہوگا اور ایسے ہی مواہب مین ہے
اور نقل کیا ہے ابو محمد جوینی نے کہ سلام اس جا بمعنی صلوۃ کے ہے غایب کا استعمال نکیا جاوے اور صیغہ مفرد
نہ کہے انبیا کے لیے اور نہ کہا جاوے علیہ السلام لیکن حاضر کو خطاب صیغہ واحد سے کرین اور کہین السلام علیکم
والسلام علیک اور جو کہا ہے کہ لوگونمین مشہور ہین اونسے راضی نہونا چاہیے کہ وہ بہت برے ہین اور ہین
تتمہ سب وقتون مین درود بہیجنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مستحب اور اچھا ہے خصوصاً روز
جمعہ مین اور شب جمعہ مین کہ وہ بہتر اور بزرگتر ہے سات دنون سے بلکہ آمین درود کی کثرت کرنیکا حکم آیا ہے
اور بشارت ہوئی کہ اس دنمین درود شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب مین پہنچتا ہے
کہ مقبول ہوتا ہے اور حدیث شریف صحیح مین آیا ہے اکثروا من الصلوۃ علی یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ
یعنے بہت بہیجو مجہپر درود جمعہ کے دن اور شب جمعہ مین اور بعضے طریقونمین آیا ہے اکثروا الصلوۃ
علی فی اللیلۃ الزہرا و یوم الازہر لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ یعنے کثرت کرو درود کی مجہپر شب روشن اور
روز روشن مین کہ وہ جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن ہے اور اس بارے مین حدیثین بہت ہین اور
درود اس رات اور دن کا عرض کیا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف
مین اگرچہ درود امت کا ہمیشہ جناب عالی مین معروض ہوتا ہے اور حق سبحانہ تعالی نے سیاحین فرشتے
پیدا کیے ہین کہ وہ درود اور سلام امت کا اوس جناب والا مین پوہنچاتے ہین لیکن اس شب
اور روز کا درود مقام قبول اور محل وصول مین پوہنچتا ہے اور آیا ہے من افضل ایامکم یوم الجمعۃ
فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی
الحدیث یعنے بزرگ زیادہ تمہارے دنونمین سے دن جمعہ کا ہے کہ اوسمین پیدا ہوئے ہین آدم علیہ السلام
اور اسی مین وفات پائی حضرت آدم نے اور اوسی مین نفخ صور ہے اور اوسی مین بیہوشی پس
کثرت کرو مجہپر درود کی اس دن مین پس تحقیق درود تمہارا معروض کیا جاتا ہے مجہپر اور حکم سے

تخصیص کثرت درود شریف سے جمعے کے دن مین اظہار اس دن کی فضیلت کا ہے کہ وہی دن باعث
ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا حاصل ہونیکا اور درود شریف کے پہنچنے اور مقبول
ہونیکا کہ جس سے سعادت دونون جہان کی ملتی ہے جیسا کہ طرز حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے
اور صاحب مواہب نے ابن القیم سے ایک وجہ مناسب نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سردار تمام خلق کے اور روز جمعہ سردار تمام دنونکا ہے پس درود بھیجنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
وآلہ وسلم پر اس دن مین اچھی مناسبت رکھتا ہے کہ اور دن مین نہین ہے یا حکمت اور ہے کہ جو چیز بھلی ہے
امت کو دنیا اور آخرت مین وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے ہاتھ سے پہنچی ہے اور
بڑے کے بزرگی حاصل ہوتی ہے امت کو روز جمعہ کی حاصل ہوتی ہے اور حور اور قصور اور دیدار
حق تعالی کا آخرت مین اسی دن حاصل ہوگا اور نام اس روز کا آخرت مین یوم المزید ہے اس واسطے
کہ روز جمعہ مین نعمت حق زیادہ عطا ہوتی ہے اہل جنت کو اور دیدار حق جلشانہ سے مشرف ہوتے
ہین جیسا کہ بیچ باب جمعے کے آئیگا اور روز عید کا ہے امت کے لیے دنیا مین اور روز مزید ہے آخرت
مین اور ایسا روز ہے کہ جمع ہوا ہے اوسمین خلق علم کا اور شفقت فرماتا ہے خدا تعالی اس دن مین
اور برلاتا ہے مطلب اور حاجتین امت کی اور رد نہین فرماتا سوال سایل کو اور قبول فرماتا ہے
دعا کے تئین اور یہ سب کچھ حاصل ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے واسطے سے اور آپ
ہی کے دست مبارک سے پس بعد شکر حق اور نعمت شناسی کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق
کا تھوڑا سا ادا کرنا کیا ہے کہ کثرت کرے درود شریف پڑھنے کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر شب جمعہ اور روز جمعہ مین واللہ اعلم وصل لیکن فضیلتین اور فائدے اور نتیجے اور ثمرے درود شریف
کی احاطہ بیان سے باہر ہین اور درود شریف تمام دنیا اور آخرت کی برکتون اور نیکیون کو شامل ہے
اور اصل بات یہ ہے کہ حکم بجالاتا ہے اللہ جلشانہ کا اور موافقت کرتا ہے حق تعالی کے فرشتونکی
اور خدا ہی عزوجل کی کہ فرمایا ہے حق تعالی نے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا
صلوا علیہ وسلموا تسلیما یعنے بتحقیق اللہ اور فرشتے اللہ کے درود بھیجتے ہین اوپر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اے ایمان والو درود بھیجو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور سلام جو سلام بھیجنے کا اور بیچ
حدیثون صحیحہ کے آیا ہے کہ من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا یعنے جو شخص درود بھیجے کا مجھپر

ایکبار درود بھیجیگا اللہ تعالے اوسپر دس بار بہت بڑی بات ہی یہ حضرت رب العزت جو رحمت
اور برکت نازل فرماوے اور اس جگہہ مشکل پڑتی اس بات مین کہ کیونکر جائز ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود
ایکبار بھیجی جائے اور درود بھیجنے والے پر دس بار جواب اسکا یہ ہی کہ حدیث شریف مین جو لفظ واحد واقع
ہوئی ہے وہ فعل بندہ کا ہے اور بحکم من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا یعنی جو شخص کریگا ایک پس اوسکے
لیے دس گنی نیکی ویسی ہی اور وہی بندہ اپنے عمل کی جو ایک نیکی ہے اوسکی جزا مین دس نیکیان
پاتا ہے اور اس سے لازم نہین آتا کہ حق تعالی اپنے حبیب پر ایک ہی رحمت نازل فرماتا ہی بلکہ جسقدر
چاہتا ہے اوسقدر رحمت نازل کرتا ہے اور بندہ جو مامور کیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر درود بھیجنے کے لیے تو دعا مانگتا اور کہتا ہے ای خداوندا مین عاجز ہون اس کی بجا لانے مین تو خود
درود بھیجے اوپر اپنے حبیب پر جیسا کہ تیرے جلال اور تیرے حبیب کے جمال کی لائق ہے پس حق تعالی رحمت
نازل فرماتا ہی جو اپنے کمال رحمت اور مہربانی کے شایان ہے اور جو نزدیک اوسکے مناسب اوسکے
حبیب کی عزت اور مرتبون کے ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک درود ایسا بھیجے جو کامل تر ہوئی کہ درجے
اوس دس سے جو درود پڑہنے والے پر نازل فرماتا ہے کیونکہ کمی مقدار کی منافی زیادتی کیفیت کی نہین
جیسے ایک جوہر لاکھہ فلوس کی نسبت بہتر ہے اور ابو طلحہ رض نے روایت کی ہے کہ ایکدن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اس حال پر کہ اثر خوشی کا آپ کی چہرہ مبارک سے ظاہر ہوتا ہی عرض کی
اونہون نے یا رسول اللہ آج آپ کی روی پر نور پر زیادہ آثار سرور اور ذوق کے پائے جاتے ہین
اسکا کیا سبب ہی فرمایا رسول مقبول نے آئے جبرئیل ؑ اور کہا اونہون نے کیا راضی نہین کرتی آپکو یہ بات
ای محمد کہ پروردگار آپکا فرماتا ہے جب کوئی بھیجتا ہے درود آپ پر آپکی امت کا مین دس صلوۃ اور
سلام بھیجتا ہون اوسپر اور ایک روایت مین مطلق ہی آیا ہے جو شخص درود اور سلام بھیجتا ہی تم پر رحمت
بھیجتا ہے خدا تعالی تمہارا اوسپر گویا مقصود اس سے بیان مطلق واقع ہوا ہی اور دوسری حدیث
مین آیا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص درود بھیجیگا مجھپر رحمت نازل فرمائیگا
حق تعالے اوسپر جب تک کہ درود بھیجیگا مجھپر پس اختیار ہے بندہ سے کہ خواہ کمی کرے اوسمین خواہ
زیادتی کرے اور ایک روایت مین ہے ستر رحمتین نازل فرماتا ہے حق تعالی اوسپر اور فرشتے اوسکے
گو کمی کرے بندہ یا زیادتی اور فرمایا ہے شیخ عبد الحق دہلوی رضی اللہ عنہ نے کہ مقدار رحمت منحصر نہ

مین ہوئی کسواسطے کہ مراتب مضاعف کی بہت ہین سات سو بلکہ اس سے زیادہ آئے ہین موافق
تقدیر الٰہی اور محبت اور اخلاص کے اور بیچ احاطہ کرنے کے درمیان قلت اور کثرت کے ایک نوع وارد
کی ہے کسواسطے کہ احاطہ کرنا بعد ظاہر کرنے وجود خیر اور تخییر کے شامل ہے اسبات کو وارد نے کو کہ افراط
اور قصور تحصیل صلواۃ مین نکرے اور بیچ حدیث ترمذی کے ابی بن کعب سے مروی ہے کہ عرض کیا
یا رسول اللہ مین چاہتا ہون کہ بہت درود بھیجون آپ پر پس کیا مقدار قرار دون آپکے واسطے اوس
دعا مین سے جو اپنے لیے مانگتا ہون فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسقدر چاہے تو عرض
کیا مین نے چوتھائی فرمایا جتنا چاہے تو اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے تیرے لیے عرض کیا مین نے
نصف فرمایا جسقدر چاہے تو اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے تیرے حق مین عرض کیا مین نے دو
ثلث فرمایا جسقدر چاہے تو اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے تیرے لیے عرض کیا مین نے کہ کل دعا اپنی
آپ کے لیے مقرر کردون فرمایا اذ یکفی ہمک ویغفر ذنبک یعنے اسوقت مین کافی ہوگا تیرے غم کو اور
بخشوا ئیگا تیرے گناہ کو اور بیچ حدیث دوسری کے آیا ہے جو شخص ایکبار مجھپر درود بھیجے گا حق تعالیٰ
اوسپر دس رحمتین نازل فرمائیگا اور مٹا دیگا اوسکے دس گناہ اور بلند کریگا اوسکے دس درجے
اور مٹانا دس خطاؤنکا اور بلند ہونا دس درجونکا عمل درود کے جزا کے ساتھ مخصوص ہے اور اظہار
درود کے عمل کی فضیلت کا ہے اور اعمالون کا کیونکہ اور عمل مین جزا ایک کی دس ہے اور اس جگہہ کے
لیے جزا دس ہے لیکن اور عمل مین مٹانا گناہ کا اور بلندی دس درجون کی نہین ہے اور روایت
کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہے اللہم صل علی محمد انزلہ المنزل المقرب
وفی روایۃ المقعد المقرب عندک یوم القیمۃ وجبت لہ شفاعتی یعنے اے اللہ رحمت نازل فرما
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور مقام دے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیچ ایسی جگہہ کے جو قریب کی گئی
اور ایک روایت مین ہے بیچ ایسی جگہہ بیٹھنے کے جو قریب کی گئی ہے تیرے نزدیک قیامت کو ضرور
واجب ہوگی تیرے لیے شفاعت میری اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نزدیکتر زیادہ مجھسے لوگون مین سے قیامت کو دن بہت زیادہ لوگ ہین
جو درود بھیجتے ہین مجھپر اور دوسری حدیث مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجات
پانے والے زیادہ آدمی روز قیامت کی ہول اور برائیون سے بہت تم لوگ ہو جو درود بھیجتے ہو مجھپر اور

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ درود بھیجنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گناہ مٹانے والا اور
پاک کرنے والا گناہون کو زیادہ پانی سے جو بجھاتا ہے آگ کو اور سلام بھیجنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر فاضلتر ہے غلام آزاد کرنے سے اور اس جگہ ایک نکتہ ہے کہ جو حکم ایسا ہے کہ درود پڑھنے والا
رسول اللہ پر مستوجب رحمت کا ہے تو ظاہر یہ ہے کہ جسقدر درود شریف مقدار اور کیفیت اور منافع
کو شامل ہوگا اسقدر بہیجنے کا اور نازل ہوگی رحمت حضرت رب العزت کیطرف سے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر لیکن اس طرح کی جو مناسب اور لائق شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے کما لا یخفی
اور حاصل کلام یہ ہے کہ درود شریف چشمہ نورون اور برکتون کا ہے اور کنجی نیکیون اور اچھائیون کی سب
دروازون کی ہے اور اہل سلوک کو اس درود ورد سے آنا باعث فتح عظیم کا ہے اور بعضے مشایخون نے
فرمایا ہے کہ جو شخص وقت موجود ہونے شیخ کامل کے درود شریف کی کثرت کریگا تو تربیت کریگا اور
ترقی دیگا درود اوس شخص کو ساتھ اچھی آداب نبویہ کے اور آراستہ کریگا اسکو ساتھ بہتر اداب نبویہ
کے اور بزرگ خلقون محمدیہ کے اور ترقی اوسکی اوپر برتر مقامون کمال کے کردیگا اور پہنچادیگا
مقام قرب الہی مین اور قرب جناب رسالت پناہی سے مشرف کریگا اور وصیت فرماتے تھے بعض مشایخ
قل ہو اللہ احد کے پڑھنیکی اور درود شریف کی کثرت کرنے سے اور فرمایا ہے کہ جو شخص بہت درود
پڑھتا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دیکھیگا اُنکو خواب مین اور بیداری مین ایسا ہی نقل کیا ہے شیخ الامام علی
متقی نے بیچ حکم الکبیر کے شیخ احمد ابن موسے مشرع سے اور بعضے متاخرین مشایخون شاذلیہ قدس اللہ
اسرارہم نے فرمایا ہے کہ طریق سلوک اور تحصیل معرفت اور قرب الہی مین بروقت نہ موجود ہونے اولیا
کے لازم کرلینا ظاہر شریعت کا ساتھ دوام ذکر اور کثرت درود شریف کے مرشد تصرف کرنے والا ہے اور
درود شریف کے زیادہ شغل سے باطن مین ایک نور پیدا ہوتا ہے کہ جس سے راہ ملتی ہے اور فیض اور
مدد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بواسطہ نور پہنچتی ہے اور بعضون نے فضیلت اور ترجیح دی ہے
درود شریف کو ذکر شریف پر بحیثیت توسل اور مدد کی اگرچہ ذکر شریف بحیثیت ذات کی افضل ہے اور
خلاصہ یہ ہے کہ درحقیقت طریقہ شاذلیہ کہ ایک شاخ طریقہ قادریہ کی ہے لازم کرنے پیروی اور
حضوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بواسطہ مستفیض انوار نبویہ سے ہے اور شیخ اجل اور
اکرم قطب الوقت حضرت عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ اسیا تکو جاننا چاہیے کہ درود

شریف پڑھنے کے وقت فضل اور رحمت کے کن کن دریاؤن مین در آتے ہین اور غوطہ لگاتے ہین اللہم جب
کہتے ہین تو رحمت کے دریا مین در آتے ہین اور فرماتے تھے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے
کہ جب بندے نے اللہم کہا گویا خدا تعالی کو ساتھ تمام اسمائے الٰہی کے یاد کیا اور جب صلی علی محمد کہا تو حضرت
رسالت پناہی کے دریائے فضل مین در آیا اور جب وعلی آلہ واصحابہ کہا تو صحابہ اور اولاد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلون اور کمالون کے دریاؤن مین اوترا پھر جب ان دریاؤن مین در آیا اور
غوطہ لگایا تو کیونکر محروم اور مایوس نکلیگا اور جسوقت حضرت عبد الوہاب متقی رحمہ اللہ نے حضرت
عبد الحق کو واسطے سفر مدینہ منورہ کے رخصت کیا فرمایا کہ اس سفر مین بعد ادا کرنے فرض حج کے (?)
کوئی عبادت برتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے سے نہین ہے جو تعین شمار کا
اونہون نے پوچھا تو فرمایا یہان عدد معین نہین ہے جسقدر چاہو پڑھو اور اوسی سے رطب اللسان
ہو اور اوسی کے رنگ مین رنگ جاؤ اور بیچ غیر اسوقت کے فرماتے تھے طالب کو چاہیے ہر روز
کے لیے وظیفہ درود شریف کا مقرر رکھے لیکن ہزار سے کم نہو اور اگر ہزار مرتبہ نہو سکے پانسو بار پڑھے
اسطرح جیسا کہ بعد نماز پنجگانہ کے سو مرتبہ پڑھے اور کم تین ہزار سے ہرگز خود تجویز نفرماتے تھے اور کسی
وقت بھی البتہ درود شریف سے خالی رہنا نچاہیے اور برتر فائدے یہ ہین کہ درود اور سلام آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین پہنچتا رہے اور روایت کیا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب کوئی سلام مجھپر بھیجتا ہے تو اللہ تعالی تعلق روح کا دیتا ہے
میرے ساتھ یہانتک کہ جواب اوسکے سلام کا دیتا ہون اور بیچ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے آیا ہے فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی درود بھیجتا ہے مجھپر میری قبر کے پاس سنتا ہون اور جو کوئی
میری امت مین سے درود بھیجتا ہے دور سے پہنچاتے ہین ملائکہ میرے پاس اور بعضے روایتون مین
ہے کہ نام درود پڑھنے والے اور نام اوسکے باپ کا بھی پہنچاتے ہین اور عرض کرتے ہین یا رسول اللہ
فلان بن فلان نے سلام پہنچایا ہے آپ پر شعر لک البشارۃ فاخلع ما علیک لقد ٭ ذکرت
ثمہ علی ما فیک من عوج ٭ ع جان میدہم در آرزو اے قاصد آخر باز گو ٭ در مجلس آن نازنین حرفیکہ
از ما میرود ٭ اور درود شریف کے بزرگتر فائدون سے یہ ہے کہ گہر جاتے ہین محاسن معنویہ قلب مین
اور پہرتی ہے صورت خیالیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکہہ مین کہ یہ کثرت درود کے ساتھ نہایت

توجہ اور حضور کے لازم ہے شعر یوشق عن قلبی ترمی وسنلہ ، ذکرت فی سطری والتوحید فی سطر ؕ اور
درود شریف کے فائدونمین سے ہے کہ ثواب ہوتا ہے برابر دس غلام آزاد کرنے کے اور دس جہاد
کرنے کے اور قبول ہونا دعا کا اور واجب ہونا شفاعت سردار انبیا کا اور گواہی دینا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور حاصل ہونا قرب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور تکلیف دینا دست
شریف کو اوپر باب جنت کی اور ملنا اور متصل ہونا ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبل اور لوگون کے
قیامت کے دن اور ہوجانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیامت کے دن متولی تمام کامونکا اور
پورا ہوجانا عدم مشکل کامونکا اور برآنا سب حاجتونکا اور مغفرت تمام گناہون کی اور کفارہ ساری
تقصیرونکا اور بعض کا قول ہے کہ کفارہ فرض چیزونکا فوت ہوجانیکا بھی ہے اور قائم ہونا مقام صدقہ کی
مین بلکہ افضل اوس سے بھی اور دور ہونا سختی کا اور شفا پانا بیماری سے اور جاتا رہنا خوف
اور بھوک کا اور بری ہوجانا تہمت سے اور فتح پانا دشمنون پر اور حاصل ہونا رضائے الٰہی اور محبت
الٰہی کا اور صلوۃ خدا کے فرشتون کی اور پاکی مال کی اور طہارت ذات کی اور صفائی قلب کی اور
بےفکری معیشت کی اور حاصل ہونا برکت کا سب کامونمین یہانتک کہ اسباب اور اولاد مین چار پشتون تک
اور نجات پانا قیامت کی ہولونسے اور آسانی موت کی سختی سے اور چھٹکارا ہوجانا دنیا کی ہلاکتون
سے اور زمانہ کی تکلیفونسے اور یاد آجانا بھولی ہوئی چیز کا اور جاتا رہنا فقر اور برآنا حاجت کا اور
سلامتی بخل اور جفا سے اور ناک گھسنے کی بددعا سے اور خوشبودار ہونا مجلس کا اور چھاجانا رحمت کا
اور چمکنا نور کا پل صراط سے گذرنے کے وقت اور ثابت رہنا قدم کا بیچ اوس حال پر آفت کی اور گذر
جانا اور نجات پاجانا اوسی پل صراط سے پار ہونے مین برخلاف تارک صلوۃ کو حال ہی اور
حاصل ہونا مسلمانونکی محبت کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اور شرف ہونا قیامت
کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصافحہ سے اور دیکھنا جمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو سونے مین اور محبت ہونا فرشتونکو اونکی محبت پر اور لکھا جانا درود شریف کا چاندی کے
ورقون پر سونے کے قلمونسے اور دعا مانگنا فرشتونکا خاص کر درود بھیجنے والے کے لیے زیادتی
خیر اور طلب مغفرت مین اور حاصل ہونا جواب سلام کا کہ وہ سنت مستمرہ ہے بلکہ فرض ہے اور
کوئی سعادت زیادہ تر اس سے نہین ہے کہ دعا کرے بخیر اور سلامتی چاہنا آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا کسیکے شامل حال ہوا گر تمام عمر مین ایکبار حاصل ہو تو باعث لاکھون برکتونکا اور ثمرہ
بہتری برکتونکا ہو شعر ؎ بہر سلام مکن رنجہ در جواب آن لب * کہ صد سلام مرا بس یکی جواب از تو * اور
اکثر لوگ قبل سلام کرنے سے ساتہ سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ وہ عادت پسندیدہ آپکی موضع
ہوئی ہے مشرف ہوئے ہین اور بعد سلام کرنے کے بہی جواب سلام سے سرفراز ہوئے ہین فائدہ اور رسول اللہ صلعم
پر درود بہیجنے سے کیا فائدہ ہے کہ باز رکہنا نگیرین کا ہے تین روز تک گناہون کے لکہنے سے اور درود کہنا اونکو
درود پڑہنے والے کے عیب کرنے سے اور داخل ہونا درود پڑہنے والے کا قیامت کے دن نیچے ساتہ
عرش کے اور بہاری ہونا نیک کامون کی ترازو کا اور محفوظ رہنا پیاس سے اور زیادہ ملنا بی بی بہشتی
جنت مین اور پانا ہدایت کا دونون جہان کی مصلحتون میں اور شامل ہونا درود رسول اللہ صلعم کا ساتہ ذکر
الٰہی عز اسمہ کے اور ملنا اوسی درود کا شکر نعمت حق تعالی سے اور پہچان حق نعمت کا اور اقرار کرنا اوسی
نعمت کا ذکر کیا ہے یہ سب فاکہی رحمۃ اللہ نے آداب زیارت کے رسالے مین چنانچہ جذب القلوب مین
اوسی رسالے سے منقول ہے اور اوسی کتاب سے اسمین بہی نقل کیا ہے اور اور حکایتین اور فائدے زیادہ دیکہو
اوسمین مذکور ہین کہ اونکی ذکر کی گنجایش ہے وقت قاصر ہے لیکن ایک اوسی مین کی حکایت ہے کہ شیخ احمد
ابن ابی بکر محمد رداد صوفی محدث نے شیخ مجد الدین فیروزآبادی سے ساتہ اون سندون کے جو شیخ رحمۃ اللہ
سے اونہین ملی ہین روایت کرتے ہین اس امید سے کہ طالب اوسکو درد اپنا قرار دے نقل کرتے ہین کہ ایکروز
حضرت شبلی قدس سرہ نزدیک ابوبکر مجاہد کے کہ وہ اوسوقت کے عالمون مین سے تہے اور اپنے وقت
کے امام تہے تشریف لائے ابوبکر اونکی بزرگی سے اوٹہہ کہڑے ہوئے اور گلے مین اور درمیان دونون
آنکہون کے بوسہ دیا حاضرین نے کہا کہ ای سردار ہمارے آپ ایسا امر شبلی کے ساتہ کرتے ہین حالانکہ آپ
اور جو شخص بغداد مین ہے اونکو دیوانہ کہتا ہے فرمایا ابوبکر مجاہد نے کہ یہ بات مین نے اپنی طرف سے نہین
کی لیکن جسطرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکہا وہ یہ ہے کہ دیکہا مین نے کہ حضرت شبلی خدمت مین پیغمبر
کے حاضر ہوئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دیکہتے ہی اوٹہہ کہڑے ہوئے اور انکو گلے لگایا اور اونکی دونو
آنکہون کے درمیان مین چوما پس عرض کیا مین نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ شبلی کے
ساتہ ایسا کرتے ہین فرمایا آپ نے ہان یہہ فرمایا کہ یہ بعد نماز کے پڑہتا ہے لقد جاءکم رسول من
انفسکم عزیز علیہ ما عنتم الا یہ یعنے ہر آئنہ آیا ہے تمہارے پاس رسول تم مین سے ایسا جسپر گران ہوتا ہے

رنج تمہارا اور بعد اسکے درود بھیجنا ہی مجھپر اور پڑھنا اس آیت کا درود شریف کے شروع کرنے سے پہلے اون
لوگون کے مولود شریف کی مجلسون مین جو حرمین شریفین مین رہتے ہین بہت رائج ہے اور بعد اسکے یہ آیت
پڑھتے ہین ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی الخ یعنے یقین ہے اللہ اور فرشتے اللہ کے درود بھیجتے ہین نبی
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بعد اسکے بقصد بجا لانے حکم الٰہی کے درود شریف شروع کرتے ہین اللھم
صلی علی محمد و علی آلہ وسلم و صلی شک نہین کہ جسقدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجنے والے کی
تعریف اور ثواب مذکور ہے اوسی طرح قباحتین اور مضرتین اور مذمت اور سختیان تارک درود شریف
کی بھی ثابت ہونگی کیونکہ کام نیک کی فضیلت اور ثواب زیادہ اور کامل تر ہے اوسکا ترک بدتر اور بہت
برا ہوگا اور سختیان اوسکے ترک مین بہت شدید ہونگی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حدیث
مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان البخیل کل البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی یعنے
تحقیق بخیل ترین بخیل ہے وہ شخص کہ ذکر کیا جاؤن مین نزدیک اوسکے پھر نہ درود پڑھے مجھپر اور فرمایا
کہ بخیل صرف مین وہ ہے جو مال کے بخشنے اور صرف کرنے مین خست کرے لیکن بخیل سخت تر اور کامل تر
وہ ہے کہ ذکر کیا جاؤن مین نزدیک اوسکے اور وہ درود مجھپر نہ بھیجے اور اتنی بھی صرف وقت اور حرکت زبانکو
میری محبت اور شکر نعمت مین نہ کرے کہ ثواب اوسکا بہت بڑا اور بہت زیادہ مال کو صرف کرنے سے اور
بزرگتر غلام کے آزاد کرنے سے ہے اور آسان زیادہ اوس سے ہے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
اپنے پدر بزرگوار حضرت محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو شخص ایسا ہو کہ ذکر کیا جاؤن مین نزدیک اوسکے اور نہ درود بھیجے مجھپر تحقیق
اوسنے بھلا دی راہ بہشت کی اور بیچ حدیث ابی ہریرہ رضی کے آیا ہے کہ فرمایا ابو القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ آلہ وسلم نے جو شخص بھول گیا درود پڑھنا مجھپر بھول گیا راہ جنت کی اور قتادہ رضی سے مروی ہے
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جسوقت ذکر کیا جاؤن مین نزدیک کسی شخص کے اور نہ درود
بھیجے مجھپر اوسنے ظلم کیا مجھپر اور جابر رضی سے مروی ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک قوم
ایسی ہے کہ بیٹھتی ہے مجلس مین پھر پراگندہ ہو جاتی ہے اور درود نہین بھیجتی مجھپر وہ ایسی قوم ہے کہ گویا
پراگندہ ہوئی ایسی مجلس سے جو بدتر ہے مردار سے اور ابو سعید خدری رضی سے روایت ہے فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے بیٹھتی ہے قوم مجلس مین اور درود نہین بھیجتی اوس مجلس مین مجھپر

نہین ہونگی اوس قوم پر مجلس حسرت کرنے والی قیامت کے دن اگرچہ داخل ہونگی بہشت مین یعنے
اگرچہ بحکم ایمان اور اعمال صالحہ کے بہشت مین در آئینگے لیکن فوت ہوجانے درود کے ثواب سے کہ وہ بہت
عظیم ہے حسرت کرینگے کہ کسواسطے ایسی نعمت کو ہاتہ سے دیا اور بیچ ایک حدیث کے ذکر اللہ تعالی اور درود نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہیجنا دونون واقع ہوا ہے اور بیچ اور حدیث کے آیا ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے خوار ہو وہ شخص کہ ذکر کیا جاؤں مین نزدیک اوسکے اور درود نہ بہیجے مجہپر اور خوار ہو وہ شخص
کہ نصیب ہوا اوسکو رمضان اور گذر جاے قبل اسکے کہ بخشا جاے وہ شخص یعنے رمضان مین چاہیے کہ ایسے
کام کرے جس سے اوسکی مغفرت ہو کیونکہ پایا جانا ان دنون کا غنیمت ہے اور موسم مغفرت کا ہے اور خوار
ہو وہ شخص کہ جس نے اپنی مان باپکو یا ایک کو اون دونون مین سے بڈہا دیکہا اور نہ داخل ہو جنت مین
یعنے چاہیے کہ باپ مان کی خدمت کرے اور راضی رکہے ہرحال مین خصوصًا بڑہاپے کے وقت مین تو
دخول جنت کا مستحق ہے بیچ اور حدیث کے آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیگئے منبر شریف پر
اور فرمایا آمین اور پہر تشریف لیگئے منبر شریف پر اور فرمایا آمین اور پہر تشریف لیگئے منبر شریف پر اور فرمایا
آمین پوچہا معاذ بن جبل رضہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبب اس آمین کہنے کا کیا ہے فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جبرئیل ع آئے اور کہا اونہون نے اے محمد جسوقت کہ نام لیا جاے آپکا
کسیکے سامنے اور درود نہ بہیجے وہ آپ پر اور مرجاے داخل ہوا آگ مین اور دور رہا ہے خدا تعالی اوسکو بیچ
درگاہ قرب اور رحمت سے کہیے آمین پس کہا مین نے آمین اور ایسی ہی کہا جبرئیل نے اوس شخص کے حق
مین جنے پایا رمضان اور نہ قبول کیا اوسکو اور بیچ حق اوس شخص کے جس نے اپنے مان باپ کے ساتہ نیکی
نکی اور مروی ہے جو شخص کسی مجلس مین بیٹہے اور درود پڑہے بخشے جاتے ہین اوسکے جل بائی جو اوس
مجلس مین اوس سے واقع ہوئے ہون **تنبیہ** لوگ گمان نہ کرین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا مجلس میں ذکر کرنے سے مراد یہی ہے کہ نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبان پر آئے بلکہ ذکر عام
اور شامل ہے ذکر اسم اور اور ذکر اوصاف اور ذکر احوال روشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگرچہ صراحۃً
نام شریف مذکور نہ ہوا اور عالمون نے اسم شریف کے ذکر کا مسئلہ وضع کیا ہے بنا بر ظاہر وباللہ التوفیق
وصل اختلاف کیا ہے بیچ صلوۃ کے اوپر غیر سید المرسلین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمامی انبیا علیہم السلام اور
مجموع کے جو کچہ مفہوم ہوتا ہے کلام قوم سے تین قول ہین ایک جماعت اوپر اوسکے ہے کہ جایز نہین ہے

صلوٰۃ بھیجنا اوپر غیر آنحضرت کے بیچ شفا کے کہتا ہے کہ روایت کی گئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ
کہا جایز نہیں ہے صلوٰۃ بھیجنا اوپر غیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بیچ مواہب کے کہتا ہے کہ ثابت
ہوئی ہے یہ روایت ابن عباس سے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے طریق عثمان عکرمہ
ابن عباس سے کہ کہا نہیں جانتا ہوں میں صلوٰۃ کو کہ جایز ہووے اوپر کسی ایک کے مگر اوپر نبی صلی اللہ وآلہ وسلم کے
اور سند اسکی صحیح ہے اور ذکر کیا گیا ہے امام مالک سے بھی کہ کہا جایز نہیں ہے کہ صلوٰۃ بھیجی جاوے اوپر
کسی ایک کے انبیا سے سوای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور عمر بن عبد العزیز سے بھی ایسا ہی آیا ہے لیکن کہا ہے
کہ مشہور مذہب مالکیہ سے نہ یہ ہے بلکہ اوس رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ مبسوط کے کہا ہے مکروہ رکھتا ہوں میں صلوٰۃ
بھیجنا اوپر غیر انبیا کے اور کہا نہیں پہونچتا ہے اور نہیں لایق ہوتا ہے ہمارے تئیں کہ تجاوز اور تعدی کریں ہم
اوس چیز سے کہ حکم کی گئی ہیں ہم ساتھ اوسکے اور یہ قول دوسرا ہے بیچ اس مقدمے کے کہ مخصوص نہیں ہے ساتھ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کس واسطے کہ بیچ حدیث کے آیا کہ فرمایا آنحضرت نے صلوا علی الانبیا قبلی فان اللہ بعثہم کما بعثنی
پس صلوٰۃ مخصوص ہے ساتھ انبیا کے اور اوپر غیر انکے جایز نہیں ہے اور ابو سفیان ثوری سے بھی ایسا ہی
منقول ہے اور ابن عباس سے بیچ روایت دوسری کے آیا ہے کہ کہا لا ینبغی الصلوۃ علی احد الا النبیین اور
دوسرے فرقے والے کہتے ہیں کہ صلوٰۃ بمعنے رحم کرنے اور دعا کرنے حضرت عزت جل جلالہ سے کہ رحمت کرے
اوپر بندے اپنے کے اور یہ مطلق ہے مگر وہ کہ منع کرے اطلاق حدیث صحیح یا اجماع قطعی سے اور ثابت نہیں
ہوا ہے یہ تحقیق کہا ہے حق سبحانہ نے بیچ خطاب مومنوں کے ہو الذی یصلی علیکم وملائکتہ اور بیچ
شان صابروں کے فرمایا اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ اور بیچ حق متصدقوں کے فرمایا خذ من اموالہم
صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا وصل علیہم اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوٰۃ بھیجتے تھے اوپر متصدقوں
کے بیچ اوس وقت کے کہ لاتے تھے صدقات کے تئیں نزدیک آنحضرت کے جیسا کہ بیچ حدیث کے آیا ہے اللہم
صل علی آل ابی اوفی وصل علی فلان وعلی فلان اور بیچ دوسری حدیث کے آیا ہے اللہم صل علی عمرو
بن العاص اور آنحضرت فرماتے تھے کہ وہ خوب لاتا ہے صدقے کے تئیں اور بیچ اوس حدیث کے کہ اوس حضرت
نے تعلیم صلوٰۃ کی ہے وعلی آلہ وازواجہ وذریتہ بھی واقع ہوا ہے اور بیچ حدیث ابن عمر کے آیا ہے
کہ صلوٰۃ بھیجتا تھا اوپر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اوپر ابی بکر اور عمر کے ذکر کیا ہے اسکے تئیں
مالک نے بیچ موطا کے اور ابن وہب نے انس سے روایت کی ہے کہ کہا ہم دعا کرتے تھے ہم یاروں اپنے

کے تئین کہ غایب ہو اللہم اجعل صلٰوتک علی فلان صلٰوۃ قوم ابرار الذین یقومون باللیل ویصومون بالنہار اور قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ جو کچھہ محققین علما نے کہا اور بیچ مواہب کی کہتا ہے کل علما اوپر اوسکے گئی ہین اور اختیار کیا ہے اوسکے تئین بہتون نے فقہای متکلمین سے وہ ہے کہ جایز نہین ہے افراد سوای انبیا کی ساتھ صلٰوۃ کی بلکہ یہ ایک چیز ہے کہ مخصوص ہین ساتھ اوسکی انبیا اور سوای شعار انکا بیچ توقیر اور تعظیم کے پس کہا نجاوی ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم وعلی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ از روی معنی کی صحیح ہے جیسا کہ مخصوص ہے اللہ سبحانہ ساتھ تنزیہ اور تقدیس کی پس کہا نجاوی قال محمد عز وجل اگرچہ عزیز اور جلیل ہے اور ایسا واجب ہے تخصیص نبی اور تمامی انبیا ساتھ صلٰوۃ اور سلام کے اور شریک کیا نجاوی ساتھ انکی اور جو کچھہ بیچ کتاب اور سنت کی واقع ہوا ہی احتمال کہا گیا اور معنی دعا کے ہی نہ اوپر وجہ شعار کی اور لہذا جایز نہین ہے مثلا بیچ ال ابی اوفی اور سوای اوسکی کہ حضرت کی تھی خاص انکی تئین اور جس جگہہ کہ ذکر انکا ہووے صلٰوۃ بہیجی جاوی اور ذکر کیا جاوی سوای انبیا اور ائمہ وغیرہم سے ساتھ غفران اور رضا کی جیسا کہ بیچ قول حق سبحانہ کے ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان اور فرمایا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور کہا ہے کہ نہ تھا یہ امر مشہور بیچ صدر اول کی بلکہ پیدا کیا ہے اسکو تئین بعضی اہل بدعت نے بیچ بعضے ائمہ اپنی کے اور شریک اور برابر گردانا ہے انکی تئین ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور واجب ہے اجتناب چلن انکی سے اور ذکر آل اور ازواج اور ذریت کا اوپر وجہ تبعیت اور اضافت کے ہے نہ بطریق استبداد اور اصالت کی اور یہین ہے کلام اسمین اور تحقیق فرمایا پروردگار نے لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا پس واجب ہے کہ ہووی دعا خاص اوس حضرت کے تئین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخالف خاص کدعا آدمیون کی تئین اور ایسا ہی بیچ کلام اور سلام کے اور شیخ ابو محمد جوینی کہ باپ امام الحرمین کا ہے کہا ہے کہ سلام بمعنے صلٰوۃ کی ہے پس استعمال کیا نجاوی بیچ غایب کی اور افراد کیا نجاوی بیچ غیر انبیا کی اور لیکن حاضر کو خطاب کیا جاوی ساتھ اوسکی اور کہا جاوی سلام علیکم وعلیکم السلام اور کہا ہے کہ یہ امر مجمع علیہ ہے اور کہا ہے کہ یہ طریق اسلم اور اقرب ہے ساتھ احتیاط کی اور رعایت ادب کی بیچ جناب نبوت کی اور بیچ مواہب لدنیہ کے کہتا ہے کہ بسیار اختلاف کیا ہے منع کرنے والون نے اطلاق صلٰوۃ اور سلام سے کہ وہ حرام ہے یا مکروہ کراہت تنزیہی کی ساتھ یا قسم خلاف اول سے تین قول ہین کہ حکایت کی ہے نووی نے بیچ کتاب اذکار کے اور کہا

بیچ وہ ہے کہ مکروہ ہے کراہیت تنزیہ کسواسطے کہ خصلت اہل بدعت کی ہے واللہ اعلم تنبیہ معلوم ہوا کہ یہ بحث بیچ صدر پیدا کرنہ تہا بلکہ مومنین مقررتے ساتہ صلوۃ اور سلام کے اوپر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ساتہ حکم اوس حضرت کے کہ فرمایا وصلوا علی الانبیاء قبلی فان اللہ بعثہم کما بعثنی اور پر دوسرے انبیاؤن کے بہی بہیجتے تے اور شیعہ اس مسئلے کے مخالف ہین اور یہ ملت نبوت کی صلوۃ اور سلام بہیجتے ہین اصالتاً ولیکن اوپر درجہ تبعیت کے جائز ہے بخلاف اور بیچ کتابہای قدیمہ کے سلام نسبت اہل بیت کے ساتہ اس معنی کے شامل ازواج مطہرہ کو بہی ہو علیہ السلام متکلمانہ ہے واللہ اعلم اور بیچ مردم متاخرین کے بعضی اصطلاحات اور بہی پیدا ہوئین ولیکن بیچ دیار عرب کے رضی اللہ عنہ ورحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین تمامی مشائخ کے تئین اور صاحب ہدایہ ہر آدمی آپ کہتا کہ قال رضی اللہ عنہ اور بیچ طریقہ صوفیہ کے کہتے ہین قدس سرہ العزیز یا قدس سرہ ساتہ اوس تفاوت کے کہ بیچ اسباب کے دو عبارت ہین اور بعضے قدس اللہ اروا حہم و بعضی کلمہ صلی اللہ علیہ وسلم لکہتے ہین اور یہ بیچ قاعدہ مشہورہ نحویہ کے کہ بیچ اعادہ جار کے ہے موافق نہین ہے اور بعضی بیچ صلوۃ کی اوپر انبیاء کے علی نبینا وعلیہ وعلیہم زیادہ کرتے ہین تو صلوۃ اوپر اونہون کے آنے بیچ تبعیت اور طفیل کے واقع ہوتی ہے اور بیچ اکثر متعارف کے بیچ دیار عرب کے ہے اور جو کہ بیچ حکم انکے کے ہے بیچ اوس حضرت صلعم کے ہے اور بیچ دوسرے انبیاؤن کے علیہ السلام اور بیچ کلام اکثر اہل عجم کے نسبت ساتہ آن حضرت کے علیہ السلام بہت واقع ہوئی ہے اور اولی علیہ الصلوۃ والسلام ہے اور لفظ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ایجاز اور سلاست کے واقع ہوا ہے

دسوان باب بیچ انواع عبادات آنحضرت کے

شک نہین کہ مقصود پیدایش عالم سے عبادت ہے بقولہ تعالی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور راہ راست ساتہ قرب اور وصول طرف حق کی عبادت ہی جیسا کہ فرمایا ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم اور فرمایا اللہ تعالی ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین اور مراد یقین سے موت ہے سبب ہونے اوسکو امر یقینی کے سبب زوال تنگی سینہ اور تنگی دل اور حزن اور غم کی ساتہ عبادت کی وہ ہے کہ جو مشغول ہوا انسان واسطے عبادت کی کہل جاتے ہین اوپر اوسکے بہید عالم ربوبیت کی اور جو حاصل ہوا یہ انکشاف ہوئی دید مطلق حقیر بیچ نظر اوسکی کے اور جو حقیر دکہائی دی سیکا اور آسان

ہوا اوپر دل کے گم ہونا اور وجدان اوسکا پس متوحش ہووی بسبب گم ہونیکے اور منشرح ہووی ساتہ وجدان اوسکے کہ پس زایل ہووی حزن اور غم اور یہی جو نازل ہوا اوپر بندی کے مکروہات اور بہاگا اوس سے طرف طاعت مولی کے گویا کہتا ہے واجب ہوا اوپر میرے عبادت تیری خواہ دیوی تو مجہی نعمتین خیرات یا ڈالی تو بیچ مکروہات کے لفظ مکارہ بفتح میم و تخفیف کاف و کسر راء مہملہ و ہاء ملفوظہ بروزن مساجد معنی رنج اور سختی اور مکروہات کی ہے پس بہول جاتے ہین مکروہ اور کشادہ ہوتی ہے ساتہ اوسکی امید اور کہا اللہ تعالی نے فاعبدہ واصطبر لعبادتہ اور بیچ اسکے رواہی اوپر اوس فرقے کے کہ کہین کہ جو حاصل ہوئی بندی کو تمکین محبت اور قرب حق زایل ہوا اوس سے اعمال ظاہر کا اور خلاص ہوا کہ عمل سے اور ساقط ہوئی اوس سے تکلیف اور جو بندہ مسافر ہے طرف درگاہ حق کے اور منقطع نہیں سیر اوسکی جب تک کہ بیچ قید حیات کی ہے اور محتاج ہے واسطے توشہ راہ کے کہ عبارت ہی عبادت سے اور مستغنی نہین اوس سے اور ہر چند وہ نہایت قریب اور عبادت اوسکی بزرگ زیادہ اور ایک شخص بیچ مجلس کے جنید کے حرف کہتا تہا کہ ناظر تہا بیچ ساقط ہونے عمل کے فرمایا میرے نزدیک یہ بات زنا اور پینے شراب سے بدتر ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے بیچ عبادت کرنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبل بعثت سی آیا عبادت کرنے والے تہی ساتہ کسی شریعت کی انبیاء کہ قبل اوس سے تہے جمہور اوپر اوسکے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبعیت کرنے والے نہی ساتہ کسی چیز کے اون میں سے بلکہ عبادت کرتے تہے جو کچہ اتفاق ہوتا تہا اکثر عبادت ساتہ حکم عقل اونکے ساتہ اوسکے اور بعضوں نے توقف کیا ہے بیچ اس مسئلے کے اور یہی اختلاف کیا کہ عبادت کرنا اونکا ساتہ ذکر کے تہا یا ساتہ فکر کے مختار وہی کہ ساتہ ذکر کے تہا اور اگر ساتہ دونون کے ہووین تو بہی محتمل ہے کہ ساتہ نور انیت ذکر کے فکر صاف ہوتی تہی اور معلوم ہوتے تہے علوم اور حقایق سے تمکین واللہ اعلم جیسا کہ مولانا نے بیچ مثنوی کے کہا ہے **مثنوی** این ہمہ گفتیم و باقی فکر کن + فکر گر جامد بود رو ذکر کن اور پایہ ذکر کا برتر ہے کہ بواسطہ اتصالی ساتہ ذات حق کے حاصل ہو کر فیض وارد ہوتے ہین اور بیچ فکر کے تعلق ساتہ نفس کے ہے اور ساتہ اون معلومات کی کہ بیچ ذہن کے سونپی گئی ہین اور ترتیب اوسکی اوپر وجہ مخصوص کے مجہول حاصل ہوتی ہے اور بعضے علما قایل ہین کہ عمل ساتہ شریعت ابراہیم کی خاص ابراہیم علیہ السلام کی حاصل ہوتا تہا حجت لاتے ہین کہ وہ حضرت مامور ہے بیچ قرآن کے ساتہ اقتدا اور اتباع اونہون کے بعد بعثت کے کہا اللہ تعالی نے اولئک الذی ہدی اللہ فبہدیہم

آیت اور فرمایا حق سبحانہٗ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم پس اگر قبل بعثت کے بہی عمل کرنیوالی ساتہ اوسکے ہوتے ہوں تو کیا عیب ہے جواب اوسکا وہ کہ مراد بہدیہم ہی ایمان باللہ اور توحید اور اصول دین ہے کہ متفق علیہ ہے بیچ سب کے نہ فروع اور شرائع کہ مختلف ہی او تحقیق ہو کہ ممکن نہیں ہے اتباع بیچ اوسکے بوجہ اختلاف کے بیچ اوسکا اور بہی منسوخ ہوئی اور بعد نسخ کے ہدی نہ رہا پس بیچ اس جگہہ کے دلیل ہو وا اور اگر ہو وے اوپر اوسکے کہ آنحضرت عبادت کرتے ہوں ساتہ شرائع انبیا سابق علی نبینا وعلیہم السلام کے تو کہیں کہ جو بعد بعثت کے متعبد ہے قبل بعثت کے بہی ہو ہان احتمال رکہتا ہی کہ متعبد ساتہ شریعت ایک کے انہوں سے ہو اور اکثر ہوا ابراہیم اول اور انسب ہے اور بعضوں نے کہا عیسیٰ قریب تر ہے واللہ اعلم اور بیچ اس جگہہ کے ایک نکتہ ہے کہ متوہم ہوتا ہے کہ جو آن حضرتؐ مقتدی اور متبع انبیا علیہم السلام کے ہوں فضیل اونکا اوپر تمامی انہوں کے کیونکر ہوا اور دفع اس توہم کا کرتے ہیں ساتہ اوسکے جو مقتدی متبع ساتہ سب کے ہو کمالات سب بیچ اوسکے جمع ہوں پس کامل تر سب سے ہو وے فافہم وباللہ التوفیق صاحب مواہب نے مقصد عبادتوں کا اوپر سات طرح کے ترتیب دیا ہمنے بہی اسی طرح قرار دیا ہے نوع اول طہارت میں نوع دوسری صلوۃ میں نوع تیسری زکوۃ میں نوع چوتہی صوم میں نوع پانچین حج میں نوع چہٹی عمرے میں نوع ساتین تلاوت میں نوع اول بیچ طہارت کے اور بیچ اوسکے چند وصل ہیں **وصل پہلا** بیچ وضو اور مسواک اور مقدار آب وضو کے وضا لغت میں معنے حسن و نظافت کے ہی وضو بضم مصدر و بفتح پانی وضو کا ساتہ معنی مصدر کے بہی آیا ہی اور بعضوں نے کہا ہی کہ دونوں لغت ہیں کبہی مصدر کے معنوں پر آوین کبہی معنی پانی کے کذا فی القاموس اور اختلاف کیا ہی علما نے بیچ وقت وجوب وضو کے اور بعضوں نے کہا ہی کہ وجوب اوسکا بیچ مدینے میں ہے بقول حق تعالیٰ کے اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم الآیۃ اور یہ آیتہ بیچ سورہ مائدہ کے ہی کہ مدنی ہی ولیکن بیچ احادیث کے آیا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیچ ابتدا وحی کے نماز اور وضو سکہایا اور بہی بیچ حدیث کے آیا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پاس آن حضرت کے آئین گریان اور کہا قریش نے عہد کیا ہے اوپر قتل تمہارے کے فرمایا پانی وضو کا لاؤ پس وضو کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہ بیچ مکے کے واقع ہوا اور اسکو عبد البر نقل کرتا ہی اتفاق اہل تفسیر کا اوپر اوسکے ہے کہ غسل جنابت کا فرض کیا گیا اوپر آن حضرت کے بیچ مکے کے جیسا کہ فرض کی گئی نماز اوپر اوسکے آن حضرتؐ نماز نہ ادا کرتے ہرگز مگر ساتہ وضو کے اور کہا یہہ عبد البر نے

کہ یہ وہ چیز ہے کہ جاہل ہیں ہم ساتھ اوسکے کوئی عالم شیخ ابن الہمام عسقلانی نے کہا کہ یہ رد اوپر اوس
شخص کے ہوتی ہے کہ منکر ہے وجود وضو کے تئیں پہلی ہجرت سے نہ وہ شخص منکر ہے وجوب
اوسکے تئیں پہلی ہجرت سے انتہی اور حاصل اس بات کا وہ ہے کہ وجوب وضو بآیت مذکورہ کے ساتھ ہو
اور یہ منافات نہیں رکھتا ہے ساتھ اوسکے کہ وضو پہلے اوس سے ہو ولیکن واجب نہ ہو اور خلاص نہیں
اس اشکال سے مگر وہ کہ کہیں وضو پہلی ہجرت سے مندوب تھا نہ واجب ولیکن بر تقدیر لازم
آتا ہے کہ نماز بے وضو جائز ہوا اور یہ خلاف اجماع کے ہوا اور ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ نزول آیت کا واسطے
وجوب وضو کے ہے نزدیک قیام کے ساتھ صلوۃ کے اور اتمام محدثون کو تقدیر کریں جیسا کہ بعضون نے
کہا ہے کہ بیچ ابتدا کے وضو فرض تھا نزدیک قیام کے مطلقاً اور بیچ آخر کے منسوخ ہوا اور مقید
ساتھ وجود حدث کے ہوا ولیکن بیچ نسخ حکمون سورہ مائدہ کے کلام ہے فتدبر اور ان حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم واسطے ہر نماز کے وضو کرتے تھے اور بعض اوقات ایک وضو سے چند فرض ادا کیے ہیں
مسلم نے بریدہ رض سے روایت کی ہے کہ کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ وضو کرتے
تھے واسطے ہر نماز کے اور ادا کیں بیچ روز فتح کے چند نمازیں اوپر ایک ہی وضو کے اور بیچ ایک روایت کے آیا ہے کہ پانچ نمازیں ادا کیں
ساتھ ایک وضو کے کہا عمر رض نے یا رسول اللہ وہ بات کی تم نے کہ ہرگز نہ کی تھی فرمایا عمداً کیا میں نے یا عمر رض
یعنی واسطے بیان جواز کے کہ تو جانیں کہ وضو واسطے ہر نماز کے فرض نہ ہووے اور بخاری اور ابو داؤد
اور ترمذی نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے لائے ہیں کہ کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کہ وضو کرتے تھے واسطے ہر نماز کے پس کہا گیا خاص کر انس کے تئیں کہ تم کیا کرتے تھے کہا
کفایت کرتا تھا ہمکو ایک وضو جب تک کہ محدث نہیں ہوتے تھے اور اس جگہ سے ہے کہ کہا ہے کہ وجوب وضو کا واسطے
ہر نماز کے خصائص آنحضرت صلعم سے نہ تھا اور بیچ روایت احمد اور ابی داود کی حدیث عبد اللہ
بن حنظلہ عامر غسیل سے آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور تھے ساتھ وضو کرنیکے واسطے
ہر نماز کے طاہر ہوویں یا غیر طاہر اور جو شاق آیا یہ امر اوپر انکے امر کیا گیا ساتھ مسواک کے نزدیک
ہر نماز کے اور ملتوی ہوا اوس سے وضو مگر حدث سے ولیکن مسواک مشتق ہے سواک سے
بمعنی ملنا اور ملنا منہ کا اور سواک بالکسر چوب دندان مال مسواک مثل اوسکا اور احادیث بیچ
فضیلت اور مستحب ہونے مسواک کی بہت واقع ہوئی ہیں فرمایا اگر نہ ہوتا خوف مشقت کا اوپر

امت کو حکم کرتا مین اور واجب کرتا مین اوپر انکی مسواک کو واسطی ہر نماز کے اور فرمایا مسواک کرنا
سبب طہارت دہن کا اور موجب رضا حق تعالی و تقدس کا ہی اور فرمایا نہ آئے جبریل ہرگز مگر او وقت
حکم کیا میرے تئین مسواک کا تحقیق ڈرا مین کہ گھسون مین اور پست کرون مین پیش دہن اپنے کو
اور بیچ ایک روایت کی لثہ کی تئین اور لثہ بکسر لام اور ثا مثلثہ مخففہ گوشت بن دندان کو کہتی ہین اور ظاہر
حدیث عبد اللہ حنظلی کی گذری ناظر بیچ وجوب مسواک کی ہے اوپر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ولیکن بیچ صحت اس حدیث کی کلام ہے اور خصایص ثابت نہین ہے مگر دلیل صحیح سے اور بیچ حدیث طبرانی
اور بیہقی کے کہ عائشہ رضہ سے لائے ہین کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزین ہین کہ
مجھپر فرض ہین اور تمہارے واسطے سنت ہین وتر اور مسواک اور قیام لیل اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ آن حضرت
نے فرمایا حکم کیا گیا ہون مین ساتھ مسواک کے یہان تک کہ ڈرا مین کہ فرض کیجاوی اوپر میرے
اور یہ صریح ہے بیچ عدم وجوب کی مگر وہ کہ یہ حدیث قبل وجوب کے واقع ہوئی ہو مگر اوپر امت کی اجماع ہی
کہ واجب نہین ہے بلکہ سنت ہے موکد نزدیک وضو کی باتفاق اور ارادہ صلوۃ نزدیک شافعی
کی اور وقت اوٹھنی خواب سے جیسا کہ بیچ صحیحین کی حدیث حذیفہ سے آیا ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو اوٹھتے تھے خواب شب سے ملتے تھے اور پاکیزہ کرتے تھے منہ کو مسواک سی اور ظاہر وہ ہے کہ مراد قیام لیل سے
واسطے نماز کے ہے پس مراد مسواک کی واسطے وضو نماز کے ہی اور وضو وقت اوٹھنے کی خواب سے
نہ واسطے نماز شب سنت کے علیحدہ ہے اور واسطے قرارت قرآن کی اور وقت سونے کے بھی مسواک
کرتے تھے اور نزدیک بدلنی ذائقہ دہن کی خواہ بسبب بوی دہن یا بسبب جڑ دانتون کی اور نزدیک پہونچنے تیل کے اور بیچ حدیث عائشہ
کے آیا ہی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آتے گھر مین پہلے جو کام کرتے تھے مسواک کرنے ہے اور ظاہر وہ ہی
وضو اور نماز بھی کرتے تھے کذا قیل اور آنحضرت مبالغہ کرتے تھے بیچ استیاک کی جیسا کہ صحیح بخاری
مین آیا ہے کہ وہ جناب ایسی مسواک کرتے تھے کہ آواز آتی تھی دہن مبارک سے اع کی اع بضم ہمزہ
و فتح ہمزہ اور عین بیچ کے گویا کہ قی کرتے تھے اور بعضی روایات مین ساتھ غین معجمہ کے ہی اور روایات
نسائی مین اعا اعا ہی اور بیچ روایت ابوداود مین اہ اہ اور بعضی روایات مین اخ اخ ساتھ معجمہ کے
اور مستحب وہ ہی کہ مسواک درخت اراک سے ہو اور آن حضرت بھی ایسا ہی کرتے تھے اور ایسا ہی حکم فرماتے تھے
ساتھ انگلی اور انگشت کی کافی ہے خواہ اپنی انگلی سے ہو یا انگشت غیر سے اور در جانب درشت سے

بہی کفایت کرتا ہے اور شافعیہ کہ واسطے ہر نماز کے کرتے ہیں بیشتر بہی کیڑ ہوکر تے ہیں روایت ابونعیم اور بیہقی کی اور یہ
کہ اسیتاک کرتے تہے آنحضرت اوپر عرض کے یعنی عرض دندان کی اور مواہب سے کہا ہے کہ آیا اولی تر یہ ہے

کہ اسیتاک اسطرح کریں یا ساتہ شمال کی بعضوں نے کہا ہے جہتہ حدیث کے کان یعجبہ التیمن فی ترجلہ وتنعلہ
وطہورہ وسواک بنا رکہی ہے اور اوسکے آیا اسیتاک قسم تطہیر اور تطییب سے ہے یا قسم ازالۂ اذیٰ
سے اگر کہوں میں کہ قسم اول سے ہے تو مستحب ہو کہ اسطرح ہوا اور اگر قسم ثانی سے ہے پس طرف شمال
کی ہو جہتہ حدیث عائشہ رض سے کہ تہا دست راست رسول خدا صلعم کا واسطے طہور اور طعام کے اور دست چپ
واسطے خلا کی اور جو کچہ کہ تہا اذیٰ سے روایت کیا ابوداود نے اسنا صحیح سے بعضی شرحوں حدیث سے کہا ہے
کہ مراد تیمن سے بیچ سواک کی وہ ہے کہ ابتدا طرف راست کی کرے جیسا کہ بیچ ترجل اور تنعل کے پس دلالت کرتا
ساتہ اوسکے اوپر اسیتاک کی طرف دست راست کی درست نہیں بیچ اسیتاک کی طرف سید ہی ہاتہ نقل کیا
قند بہ اور کہا ہے کہ ظاہر وہ ہے کہ وہ باب ازالۂ اذیٰ سے ہے جیسا کہ امتخاط اور مانند اوسکے ہے امتخاط
کے معنی ناک پاک کرنا پس بہتر ہی ہوا اور قرطبی نے حکایت کی ہے امام مالک سے کہ سواک کرنا چاہیے
بیچ مساجد کی کسواسطے کہ باب ازالۂ قذر سے ہے یہ کلام مواہب کا ہے اور پوشیدہ نہیں ہے کہ مشہور
اور معروف اسیتاک کا ساتہ سید ہی ہاتہ کے ہے اور پایا ہاتہ کہ مقرر ہو واسطے ازالۂ قذر کی اوپر اس
تقدیر کے ہوگا کہ ازالہ ہاتہ سے ہو بلا توسط کسی آلہ کے جیسا کہ بیچ امتخاط اور مانند اوسکے اور کراہت
اسیتاک کی مسجد میں اوپر اوس خواہش کی ہے جیسے کوئی چیز خارج ہوتی ہے منہ سے بیچ اوسکی دیکہے
اوس سے نعم اگر اسیتاک ہاتہ میں آوے یہ کلام جاری ہے بیچ اوسکے اور اگر ساتہ چوب اور مانند اوسکی ہو
اور استحباب ابتدا طرف میں اوپر حال اپنے کے ہے اوپر تقدیر کے اور بالجملہ اس کلام سے معلوم ہوتا ہے
کہ اختیار بعضوں کا اوپر اسیتاک کی اوپر دست چپ کی ہے واللہ اعلم لیکن مقدار آب غسل اور وضو
کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہی ہے کہ غسل ایک صاع سے کرتے کہ پانچ مدہ ہے اور وضو
ایک مدہ سے دوسری حدیث میں آیا ہے کہ وضو دو رطل سے کرتے اور تحقیق مقدار صاع اور مد اور رطل
کی زبان عرف میں اس دیار کے خالی تعسر سے نہیں اور شرح سفر السعادت میں بیچ اس باب کی اور
باب صدقۂ فطر میں اوسکی بیان میں کوئی تقصیر نہیں ہوئی ہے اور کہا ہے کہ مراد احادیث سے تعیین اور
تحدید نہیں **فائدہ** جیسا کہ اگر اکثر یا قلیل اوس سے وضو یا غسل کرے بہی جائز ہے اور اصل

ادھو کو کفایت کرے کام مین لیجا دے اور حبیب تک کہ اسباغ کرے اور اوسکے حد بھر اوسکو نہ لیجے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیچ قلت آب وضو کے اور کم گرانے اوسکے مین مبالغہ فرمایا اور امت کو تحذیر
اور منع کیا ہے اسراف سے بیچ وضو کے اور بہت گرانے پانی سے اور فرماتے تھے بیچ امت میری
کی ایسے شخص پیدا ہووینگے کہ بیچ وضو کے تعدی اور تجاوز حد سے کرینگے اور بیچ گرانے پانی کے
اسراف کرینگے اور فرماتے تھے وضو کے تئین ایک شیطان ہے نام اوسکا ولہان ہے کہ آدمی کو
بیچ وضو اور اسراف آب کے وسواس مین ڈالتا ہے پس وسواس سے پرہیز کرین اور پرہیز
وسواس سے اور دفع اوسکا ساتھ اوسکے ہو بیچ راہ تغافل کے مارنا اور دفع خاطر اوسکی مین
تکلف کرین اور پیچھے اندیشے کے نجاوین خاطر یعنی خطرہ دہندہ اور یہی اور رخصت کی عمل کرین
اور اگر شیطان بہت زحمت دیوے کہ یہ عمل کہ تو نے کیا ناقص اور نادرست ہے اور پذیرا درگاہ
حق کا نہین اوپر زعم اوسکے کہین کہ تو چاہیے کہ تہ سے مین زیادہ اس سے نہین آیا
اور مولا میرا کریم ہے برتر اور پاک اسیقدر مشغول ہو فضل اور رحمت اوسکا وسیع ہے اور اسیطرح
بیچ نماز اور دوسرے مواقع کے وسواس اور اصل وسواس اور نقصان اور اختیال اور اختلال اوسکا
اوٹھے اور شیطان بیچ اس درمیان کے راہ پاوے استعاذہ اور لاحول واسطے اوسکی دفع کی نہایت
موثر ہے کما جاء فی الآثار اور بیچ حدیث احمد اور ابن ماجہ کے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے آیا
کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر سعد بن ابی وقاص کی گذرے اور وہ وضو کرتے تھے
فرمایا لا تسرف بالماء اور ایک روایت مین ما ہذا السرف یا سعد کہا سعد نے اہل فی الماء اسراف
یعنی بیچ پانی کے کہ کوئی چیز کمیاب اور عزیز الوجود نہین اسراف کیا ہووے اور فرمایا آنحضرت صلعم نے
نعم وان کنت علی نہر جار آری بیچ پانی کے اسراف ہوتا ہے اگرچہ ہووے تو اوپر جوئے رواں کی اور یہ مبالغہ ہے
بیچ ممانعت اور حذر کرنے اسراف کی اور ارشاد ہے بطریق دفع وسواس کی غالبا بیچ سعد کو کوئی چیز
اس باب سے احساس فرمائی تو واسطے دفع اوسکے کی یہ مبالغہ کیا اور مسایل فقہ مین مذکور ہے کہ
اگر وضو کرنیوالا اوپر لب جوئے کے ہو گرانے پانی مین کچھ اسراف نہین جاہے جس قدر پانی بہادے
پھر وہ پانی ندی ہی مین گرے مگر وہ کہ غسالہ کو باہر نہر کے ڈالے اور در حقیقت فرق بیچ نہر جاری
اور سوائے اوسکے رہ ہے کہ پانی مستعمل بیچ وضو کے بالاتفاق پاک کنندہ نہین ہے اور نزدیک اکثر کے

پاک ہی نہین ہے پس اوسکے تئین بیچ دوسری جگہہ کے استعمال نجاہیے کرنا پس زیادہ قدر حاجت سی
صرف کرنا کام مین برباد ہوا اور نہر جاری مین کہ غسالہ ہی اوسمین گرے تضییع نہوا اور نہی پانی مستعمل
بیچ اوسکے نہین رہتا ہے ولیکن مبالغہ فرمایا کہ اوس جگہہ مین بہی تجاوز حد سے مناسب نہو
اور کہا ہے کہ اگر بیچ بہت گرانے پانیکے اسراف بیچ پانی کے نہوا اسراف بیچ عمر اور تضییع وقت کی باقی ہے
اور نزدیک اسبات کی ہے کہ جو کچہہ بعضون نے کہا ہے کہ مراد ساتہ اسراف کے بیچ حدیث کے اثم ہے یا نہین
اگر بیچ بہت پانی کے نہر جاری مین اسراف اور ضایع کرنا پانیکا نہین ہے ولیکن بیچ تجاوز کی تقدیر
شرع اثمی ہے واللہ اعلم **وصل** کبہی ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعضاء وضو
کو ایکبار سے زیادہ نہ دہوتے واسطے تعلیم امت کی کہ اسقدر کافی ہے اور قصر مقدار فرض کی وضو
بے اوسکے درست نہو جیسا کہ فرمایا ہذا وضوء لایقبل اللہ الصلوۃ الا بہ اور بروایت ابو داؤد
مین حدیث ابن عباس سے آیا ہے کہ کہا آیا خبر دون مین تمکو وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پس وضو کیا ایک ایک بار اور کبہی ہر عضو کو دو بار دہوتے واسطے مبالغہ کی بیچ طہارت کی اور اسکو
نور علی نور پڑہتا ہے اور سبب مزید ثواب اور دو نے اجر کا رکہا ہے جیسا کہ بیچ حدیث زرین کی عبد اللہ
بن زید سے کہ راوی حدیث وضوء رسول اللہ صلعم کا ہے آیا ہے کہ کہا کہ وضو کیا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے دو دو بار اور کہا ہو نور علی نور اور کبہی تین بار دہوتے اور یہ نہایت مرتبہ طہارت
اور مبالغہ بیچ اوسکے ہے اور اسباغ وضو کہ احادیث مین حکم ساتہ اوسکے واقع ہوا ہے نزدیک
اکثر عالمون کے یہی ہے اور حدیثین صحاح اور حسان کی اسباب مین بہت اور لا انتہا آئی ہین
کہ بیشک جمع عزیمت اور فضیلت اسمین ہے عمل آنحضرت ؐ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیچ اکثر احوال
کے ایسا ہی ہوا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے آیا کہ کہا وضو کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
تین تین بار اور فرمایا ہذا وضوئی وضوء الانبیاء من قبلی اور ایک روایت مین و وضوء ابراہیم
خلیل الرحمن اور کبہی بعض اعضا کو تین بار دہوتے اور بعضو کو دو بار جیسا کہ روایت بخاری اور
مسلم مین عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاری سے آیا کہ کہا گیا خاص اوسکے تئین کہ وضو کر واسطے ہمارے
جیسا کہ وضو کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس طلب کیا لوٹے کو اور گرایا پانی اوس سے اپنے
دونون ہاتہون پر اور دہویا دونون ہاتہون کو تین بار پہر لایا اپنے ہاتہ کو بیچ امارکی اور باہر لایا

پس مضمضہ اور استنشاق کیا ایک ہاتھ سے اور کیا اوسکو تین بار پس لایا ہاتھ اپنے کو بیچ برتن کی اور باہر لایا اور دہویا اپنے منہ کو تین مرتبہ پس دہویا دونون ہاتہون کو دو دو بار اور مسح کیا اپنے سر پر ساتہ آگے اور پیچہے کے اور دہویا دونو پاؤن اپنے کے تئین اور مانند اسکے آیا ہے بیچ روایت موطا اور نسائی اور ترمذی کے بہی ایسا ہی آیا ہے کہ پاؤن دہونے مین تعداد نہی اور ایک روایت مین نسائی سے آیا ہے کہ دہویا دونون پاؤن اپنے کو دو بار اور بعضی حدیثون مین دہونا پاؤن کا مطلق واقع ہوا بدون ذکر عدد کے ظاہر اوسکا ایک بار ہوگا یا مقصود راوی کا اوس مقام مین بیان اصل دہونے سے تہا اور بیان عدد سے ساکت رہا اور کسی حدیث مین بیچ صفت وضو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہین آیا کہ زیادہ دہویا تین بار سے بلکہ منع کیا تین بار سے دہونے پر اور فرمایا جسنے کہ زیادہ دہویا تین بار سے یا نقصان کیا برا اور ظلم کیا اور لیکن مشکل وہ ہے کہ ظاہر اس حدیث مذمت نقصان مین ہے تین بار سے اور جواب کہتے ہین کہ یہ امر معقول ہے اور اشارت متعلق ساتہ نقص اور ظلم زیادتی کے ہے اور روایت نسائی مین ذکر نقص نہین ہے اور اسی قدر ہے کہ جسنے زیادہ کیا اسپر برا کیا اور تعدی کی اور ظلم کیا اور یہ صحیح زیادہ ہے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین روایت کی ہے اور ذکر نقصان مین کلام کیا اور راوی نے اوسکی خطا کی ہے کیونکہ ظاہر اوسکا ذم نقص ہے اور نہ ثلاثہ ہے اور نہ اسقدر ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ بیچ کلام تقدیر کے ہے اور مراد من واحدہ ہے اور بعض روایات صریح مین آیا ہے من نقص من واحدۃ او زاد علی ثلاث فقد اخطاء اور امام شافعی سے نقل ہے کہ کہا دوست نہین رکہتا ہون مین کہ زیادہ کرے وضو کرنے والا تین بار سے اور اگر زیادہ کیا مکروہ نہین جانتا ہون مین اوسکے تئین اور کہا ہے کہ مراد وہ ہے کہ حرام نہین ہے کہتا ہون اوسکو اور صحیح وہ ہے نزدیک شافعی کے کہ مکروہ ہے کراہت تنزیہا اور حکایت کی ہے دارمی نے قوم اونکی سے شافعیہ سے کہ زیادہ تین سے باطل کرتا ہے وضو کے تئین جیسا کہ زیادہ رکعت نماز پر اور یہ قیاس فاسد ہے اور منقول ہے امام احمد رح سے کہ فرمایا جائز نہین اوپر تثلیث کے اور ابن المبارک سے کہا نذر نہین ہون مین اوس سے کہ گنہگار ہو اور شیخ قبادی رح سے لاتا ہے کہ جسنے ایک بار دہونے پر کتفا کی گنہگار ہوتا ہے اور بعضون کے نزدیک ترک سنت مشہورہ سے ہے اور بعضون کے نزدیک

گنہگار ہووے سبب ترک سنت مؤکدہ سے اور صحت حدیث وارد ہوئے کے بیچ اوسکے اور امام محمد بیچ موطا اپنے کے فرماتا ہے کہ دہونا تین بار افضل ہے اور دو بار کفایت رکہتا ہے اور ایکبار اگر ساتھ اشباع اور تکمیل کے ہو بہی کافی ہے اور کہتا ہے کہ قول امام ابو حنیفہ رح کا یہ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مضمضہ اور استنشاق کبہی ساتھ ایک غرفہ کے کرتے اور کبہی ساتھ دو غرفہ کے اور کبہی ساتھ تین غرفہ کے غرفہ بالفتح ایکبار اوٹہانا پانی کا ہاتھ سے اور بالکسر طرح اوٹہانا پانیکا ہاتھ سے اور بالضم بقدر ایک مشت جیسا کہ بیچ غسل اعضای دوسری کے اور ایک غرفہ سے آدہا ہی مضمضہ کے مقرر رکہتے اور آدہا بیچ استنشاق کے تینوں صورتوں مین اسی طرح وصل فرماتے اور جمع درمیان مضمضہ و استنشاق کے مذہب شافعی ہے اور وہ اوپر صورتوں متعدد کے منقول ہے اور صحیح یہی ہے کہ ساتھ ایک غرفہ کے مضمضہ کرے اور استنشاق پہر ساتھ دوسرے غرفہ کے مضمضہ کرے اور استنشاق اسی طرح تین بار کرے اور صاحب سفر السعادت کہتا ہے کہ کسی حدیث صحیح کی فصل اور استنشاق کو بعد فراغ کے مضمضہ سے ایکبار یا دوبار یا تین بار ساتھ آب جدید کے کیا ہو وارد نہین انتہی اور بیچ عبارات احادیث کو مختلف پایا ہمنے اکثر احادیث مین ایسا واقع ہوا ہے کہ پہلے دونو کف دست کو دہویا پہر مضمضہ اور استنشاق کیا پہر منہ دہویا پہر دونو ہاتھ مرفقین تک یہ عبارت بہت ہے احادیث مین اور ظاہر اوسکا دلالت اوپر وصل مضمضہ اور استنشاق کے کیا اگرچہ قطعی نہین اور بیچ بعض کے دونون ہاتھ دہوئے پہر مضمضہ پہر استنشاق کیا پہر منہ دہویا اور یہ ظاہر بیچ فصل کے ہے جیسا کہ اول ظاہر بیچ وصل کے ہی بلکہ ظہور اسکا بیچ فصل بیشتر ظہور اوسکے سے ہے بیچ وصل کی اور بیچ مشکوۃ کے ایک روایت بخاری اور مسلم سے لایا ہے کہ مضمضہ اور استنشاق کیا تین بار ساتھ تین غرفے کے اور یہ بہی محتمل دو وجہ پر ہے فصلًا اور وصلًا ولیکن در بعض احادیث کے صریح واقع ہوا ہے کہ مضمضہ اور استنشاق ساتھ ایک غرفے کے کیا اور مذہب مشہور امام شافعی سے یہ ہی اوپر اوسی وجہ کے کہ مذکور ہوا اور مشہور مذہب ابو حنیفہ سے فصل ہے بیچ مضمضہ اور استنشاق کے اوپر وجہ مذکور کے کسواسطے کہ منہ اور ناک ہر ایک عضو علیحدہ ہے پس وظیفہ غسل کا ہر ایک ہو جدا جدا جیسا کہ تمامی اعضا کا ہے اور وجہ بیچ حقیقت کے واسطے ترجیح حدیث فصل کے ہے ساتھ موافقت اوسکے کی قیاس کے تئین جیسا کہ قاعدہ مقرر ہے اصول فقہ مین تعلیل بیچ مقابلہ نص کے جیسا کہ مخالف اوسکے کرے اور دلیل ہماری حدیث ابی داود طبرانی کی ہے جیسا کہ شمنی لایا ہے کہ طلحہ بن مصرف احلام

ائمہ اور ثقات تابعین سے ہے باپ دادا سے روایت کرتا ہے کہ رسول خدا نے وضو کیا
پس مضمضہ کیا تین بار پس استنشاق کیا تین بار اور لیا ہر بار آب جدید اور شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث
جہت اسناد سے ضعف رکہتی ہے کیونکہ دادا طلحہ کا مجہول ہے اور صحبت اوسکی ساتہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پایہ ثبوت نہیں پہونچی انتہی جامع الاصول مین کہتے ہین کہ طلحہ بن مصرف
اعلام تابعین اور ثقات انمین کو سے ہے دادا اوسکا کعب بن عمرو یا عمرو بن کعب ہی اور شمنی شرح نقایہ
مین کہتے ہین کہ بیہقی کتاب معرفت مین لایا ہے کہ عبد الرحمن بن مہدی کہ کبار ائمہ محدثین سے اور بیچ
درجہ مشایخ کے امام احمد بن حنبل کے ہے کہا کہ دادا طلحہ عمرو بن کعب کو خاص صحبت ہی اور بیچ سنن
اپنی کے یحیی بن معین سے لایا ہے کہ کہا محدث کہتے ہین کہ اونے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کو دیکہا ہے اور اہل بیت طلحہ کہتے ہین کہ اوسکے تئین صحبت نہین انتہی اور جو انکی اہل بیت
مصرح کی ہو ساتہ صحبت اوسکی کے مطلب ثابت ہووے اور نہ جاننا اہل بیت اوسکے کا بیچ اوسکے تمامی
نہ ہوتا اور ابن سعد بیچ طبقات حدیث کہ باب مسح مین جد طلحہ سے لایا ہے بلفظ رایت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مسح پکڑا پس ثابت ہوا کہ اوسکے تئین صحبت ہی کذا قال الشیخ ابن الہمام
اور شمنی نے فتاوی ظہیریہ سے نقل کیا ہے کہ نزدیک امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بہی جایز ہے
کہ وصل کرین بیچ مضمضہ اور استنشاق کے اور نزدیک امام شافعی کے فصل کرنا مضمضہ اور استنشاق
کا آب جدید سے بہی روا ہووے اور جامع ترمذی مین کہتا ہے کہ شافعی نے کہا کہ مضمضہ اور
استنشاق کو جمع نکیا اور اگر جدا جدا کرین محبوب زیادہ ہے نزدیک ہمارے پس در حقیقت
کسی طرح کا خلاف نرہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وضو ہرگز بے مضمضہ اور استنشاق کے
نکرتے اور مضمضہ اور استنشاق سنت ہی وضو مین نزدیک ائمہ کے تین بار اور فرض ہے نزدیک
امام احمد کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم استنشاق سیدہی ہاتہ سے کرتے اور استنثار
یعنی ناک چہنکنا بائین ہاتہ سے اور لیکن سر کے مسح مین اختلاف ہے موافق قدر واجب کے اوسمین
امام شافعی اور ایک جماعت اوپر اوسکے ہے کہ واجب ہے اوسمین ایک چیز ہے کہ اطلاق کیا جاوے
اوپر اوسکے مسح اگرچہ ایک بال ہو اور ایک روایت مین تین بال ہو اور امام مالک اور ایک جماعت
اوپر اوسکے ہین کہ مسح تمام سر کا واجب ہی اور نزدیک امام ابو حنیفہ کے ربع سر اور مسح تمام کا سنت ہے

اور دلیلین ان مذاہب کی مذکور ہین اپنی جگہہ پر اور شرح سفر السعادت مین بیچ استقصا ہو اوسکے کر حتی الوسع تقصیر نہین کی گئی ہے اور بعضے علما سے کہا ہے کہ انصاف مسئلہ مسح مین مالک کو ہاتہ ہے کذا سمعت من شیخی علی بن جار اللہ مفتی الحرم الشریف رحمۃ اللہ علیہ واللہ اعلم اور مسح تمام سر کا سنت ہے کہ کیفیت مسح کی وہ ہی کہ ابتدا کرے سر کے ساتہ پیش سر کے اور لیجاوے دونون ہاتہ طرف قفا کی اور پہیر لاوے دونون ہاتہ کو تئین تو پہر لاوے اوسی جگہہ مین کہ ابتدا کیا گیا ہی اور سنت مسح سر مین بیچ مذہب امام اعظم کی ایکبار ہے اور شمس قنادی ظہیریہ سے نقل کرتا ہے کہ تین بار مسح کرنا ہر بار آب جدید سے بدعت ہی اور امام شافعی کہتا ہے مسح تمام سر کا تین بار آب جدید سے سنت ہی اور ایک روایت نادر مین ابی حنیفہ سے بہی آیا ہی اما تثلیث مسح بماء واحد بیچ ہدایہ کے کہا ہی کہ وہ مشروع ہے اور مروی ہے امام ابی حنیفہ سے بیچ شرح ہدایہ کے کہا کہ روایت حسن مین ہے کہ ابی حنیفہ سے کہ اگر مسح تین بار ایک پانی سے کرے مسنون ہووے اور مروی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ ہے کہ تکرار مسح کی نکرتے اور اکثر احادیث بیچ مطلق مسح کے آئی ہین بلا تقید عدد کے اور مقید ساتہ مرتبہ واحدہ کی بہی آئی ہین اور جو کچہ ساتہ صحت کی پہونچا ہی حدیثون سے یہ ہی اور بعضی حدیثون مین دو بار بہی واقع ہوا ہے اور یہ اوس معنی پر ہے کہ دونون ہاتہون کو پیش سر سے طرف پیچہے سر کے لیجاوے اور پہر پس سر سے پیش سر لاوے اور بہی یہ حدیثین ضعیف ہین الا تین بار مسح کرنا کسی حدیث مین صحیح نہین آیا ہے مگر وہ کہ واقع ہوا ہے کہ وضو کیا ایک ایک بار اور دو دو بار اور تین تین بار اور وضو شامل غسل اور مسح کے ہے اور قول شافعی کا تثلیث مسح کے ساتہ اس دلیل کے ہی اور قیاس مسح کا اوپر غسل کے ہی اور جواب اوسکا وہ ہے کہ وضو کرنا تین تین کہ حدیث مین آیا محتمل ہے اور روایات صحیحہ مین کہ عدم تکرار مسح مین آئی ہین بیان کیا تثلیث مخصوص ہے ساتہ اعضا مغسولہ کے اور بنا مسح اوپر تخفیف کے ہے پس قیاس اوسکا اوپر غسل کے کہ دیکہی تو اوپر مبالغہ اور اوپر کمال اور اسباغ کے ہے قیاس ساتہ فرق کے ہوا اور شیخ ابن حجر نے شرح بخاری مین کہا کہ کسی طریق مین صحیحین سے ذکر عدد مسح کا نہین آیا اور اکثر علما اوسیکی ہین مگر شافعی کہ تثلیث مسح کی تین مستحب کہتا ہی اور ابو داود نے کہا کہ حدیثین عثمان رضی اللہ عنہ کی کہ صحیح سے ہین سب دلالت رکہتی ہین کہ مسح سر کا ایک بار ہے اور ابو عبیدہ

نے مبالغہ کیا اور کہا کہ کسیکو سلف کسو سے نہین جانتا مین کہ طرف مستحب ہونے تثلیث مسح سر کے گیا ہو
مگر ابراہیم تیمی ولیکن اس قول مین نظر ہے کہ ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر انس اور عطا وغیرہ سے اوسکو
نقل کرتا ہے اور ابن خزیمہ وغیرہ نے حدیث عثمان مین تثلیث کو صحیح کیا ہے انتہی اور جامع الاصول
اندر بیچ ایک روایت کے حدیث عثمان سے لایا ہے کہ اوسمین مسح سر کا تین بار ذکر کیا ہے اور شیخ ابن الہمام
نے بیہقی سے نقل کیا کہ روایت کی گئی ہے بوجوہ غریبہ تکرار مسح بیچ عثمان رضی اللہ عنہ سے ولیکن وہ بجہت
اختلافات احادیث صحیحہ کے حجت نہین ہے نزدیک اہل علم کے انتہی اور ترمذی وائل بن حجر سے لایا ہے
کہ ثم مسح علی راسہ ثلثا و مسح علی اذنیہ ثلثا اور جو کچھ اسمقدمہ مین آیا اگر ساتھ صحت کے ہوئے تو محمول ہے
اوپر تکرار رباب واحد کے نہ باب جدید کے کما قال فی الہدایہ اور آن حضرت مسح کان کا کرتے ظاہراً
اور باطناً یعنی باہر کان کے مسح کرتے اور بھی اندر کان کے اور واسطے مسح اندرونی کے پوروا نگلیون
کی سوراخ گوش مین لاتے اور مسح کانون کا آب جدید سے ہے نزدیک ائمہ ثلثہ کے اور نزدیک
امام ابو حنیفہ کے ایک روایت مین امام احمد سے ساتھ بقیہ آب سر کے اور اکثر حدیثون مین مسح
سر اور اذنین کا واقع ہوا ہے بلا تعرض ساتھ آب جدید کے اور ظاہر سیاق انہون کا بیچ ہونے
اوسکے ہے ساتھ آب سر کے لیکن جس طرح روایت کی گئی ہے کہ لیا واسطے اذنین کے آب جدید
محمول ہے اوپر اوسکے کہ تری بعد استیعاب سر کے ہاتھ مین نرہی بوجہ مطابقت کی حدیثون سے
اور بالجملہ روایت مسح اذنین کی ساتھ آب سر کے اکثر اور اشہر ہے اور بہت صحابہ عظام سے بطریق
بہتا دسکے آیا کذا قال الشیخ ابن الہمام ولیکن غسل رجلین کا اکثر روایتون مین مطلق آیا ہے بندکی عدد کی
مگر بعضیہ بتقید و تنظیف کا الا بعضی قایل نہین ہین تثلیث غسل کے بیچ اوسکے کذا فی شرح ابن الہمام
اور ایک روایت مین نسائی سے آیا ہے کہ دہویا دونون پانون کے تین تین بار اور بعض مین دو بار
بھی آیا ہے اور بعضون مین دہویا سیدہے پانون کا تین بار بعد اوسکے دہویا بائین پانون کا تین بار
ظاہر ہر وقت ایک طریق پر واقع ہوا واللہ اعلم اور تخلیل لحیہ مین عثمان و عمار رضی اللہ عنہ سے حدیث
آئی ہے اور محدثین کو اختلاف ہے صحت اور ثبوت اوسکے مین اور راجح طرف ثبوت کی ہے اور وہ
سنت ہے نزدیک امام ابی حنیفہ اور شافعی کے اور نزدیک امام احمد کے بھی اور یہ مذہب معروف
کا ہے اور نزدیک بعضی ائمہ مذہب اوسکی واجب ہے بوجہ حدیث انس کے کہ کہا تھا رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کہ جو وضو کرتے لیتے ایک چلو کبھی پانی سے اور لاتے اوسکو نیچے حنک کے اور
خلال کرتے ریش مبارک اپنی کو اور فرماتے ہو ہذا امرنی ربی اور کیفیت خلال کرنے کی یہ ہے کہ
لاوے اونگلیوں اپنی کو ڈاڑھی کے نیچے سے طرف فوق جیسا کہ کہا شمنی نے اور ظاہر حدیث کا وہ ہے
کہ ساتھ پانی جدید کے تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ ساتھ آب منہ کے ہے اور وہ تھا اوسکا نزدیک مشہور
منہ کے ہے اور نزدیک امام محمد کے خبر دینے والا ہے کہ بوقت وضو کے سنت کے ہے یا بوقت مسح سر کے اور
ابی داود کے حدیث ابن عمر سے آیا ہے کہ تھے آنحضرت صلعم جو وضو کرتے تھے کانوں اپنے کو بستر
لاتے اونگلیوں اپنی کو بیچ داڑھی مبارک کے اوسکے نیچے سے ولیکن خلال ہاتھ پانون کی
اونگلیوں کا کبھی کبھی کرتے کذا فی السفر السعادت اور وہ نزدیک امام ابوحنیفہ اور امام شافعی
کے سنت ہے اور نزدیک امام احمد کے خلال اونگلیوں پیر کا مسنون ہے بخلاف کے اور بیچ ایک ہاتھ
کے ہے اور روایت میں مشہور سنت ہے اور ایک روایت میں نہیں کس واسطے کہ کشادگی اونکی
کی ظاہر ہے تخلیل سے اور امام مالک نے تخلیل مخصوص ساتھ اصابع رجل کے رکھی ہے اور اوسکو بھی
کہا کہ اگر ترک کرے کچھ باک نہیں ولیکن تخلیل پاک کی ہے خاص نفس کے تئیں اور تخلیل اصابع رجل
کے ساتھ خنصر یعنی چھنگلیا کے ہے اور کہا ہے کس واسطے کہ خدمت ساتھ چھوٹوں کے مناسب زیادہ ہے
اور کیفیت اوسکی وہ ہے کہ خلال کرنا ساتھ خنصر ہاتھ داہنے کے ابتدا کرے خنصر پاؤں داہنے سے اور ختم
کرے ساتھ خنصر پاؤں بائیں کے بجہت رعایت برکت کے اور اونگلیاں دونوں ہاتھ کی
باہر لانا اونگلیوں میں ایک بیچ دوسرے کے اور شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ ہمیشگی اوپر اس
کیفیت کے کہ بیچ خلال کرنے اونگلیوں پاؤں کے کہا ہے معلوم نہیں ہے والا پھرانا انگوٹھی کا
اونگلی میں ایک حدیث ضعیف کے وارد ہوا ہے اور مذہب حنفی میں اوسکو سنت ہے اور مستحب وضو سے لکھا ہے
اور ابن الہمام نے زاد الفقیہ میں کہا ہے کہ تحریک انگوٹھی کی اگر کشادہ ہو سنت ہے اور اگر تنگ ہو پانی اوسکے
نیچے پہنچانا واجب ہے اور گردن کے مسح میں بھی ایک حدیث آئی ہے کہ فرمایا کہ جو کہ مسح کرے بیچ گردن کے ہمراہ
سر کے نگاہ رکھا جاوے غل سے روز قیامت سے اس حدیث کو بیچ مسند الفردوس کے ابن عمر سے روایت کیا ہے اور بیچ
دوسری روایت کے بھی لایا ہے کہ شمنی نے اوسکے تئیں ذکر کیا ہے ولیکن کہتے ہیں کہ سند اوسکی ضعیف ہے اور وہ نزدیک حنفیہ کے
مستحب ہے اور اختیار بعض شافعیہ کا اسی طرح پر ہے اور شیخ ابن الہمام نے واسطے ثبوت مستحب ہونے اوس حدیث

اوائل بن حجر سے بھی لایا ہے کہ مسح علی رأسہ ثلثا و مسح اذنیہ ثلثا و ظاہر رقبتہ اور دوسری حدیث
لایا ہی کعب بن عمر یمامی سے ساتھ روایت ابو داؤد کے انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسح الرقبۃ مع الرأس
اور کہا کہ نزدیک بعض کے بدعت ہے اور ہدایہ میں اوسکو تئین بیچ سنت اور مستحبات کے ذکر نہیں کیا
ولیکن مسح حلقوم کا بدعت ہی ساتھ اتفاق کے اور گرانا پانیکا وضو میں اوپر ہاتھ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بیچ سفر اور حضر کے احیانا ثابت ہوا ہے اور حدیثیں صحیح اسباب میں آئی ہیں اس کی
دلیل ہے اوپر جواز استعانت مرد کی بغیر اسکے بیچ گرانے پانیکی اوپر ہاتھ کے کراہیت کے اور احضار
آب کا بطریق اولیٰ ہوگا لیکن اس جگہ سے جائز ہونا اعانت کا ساتھ مباشرت کے لازم نہ آوے
اور وہ یہ کہ بعضے آدمی بیچ وقت دھونے پاؤں کے ظرف کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں کچھ اصل نہیں رکھتا مگر
قصد اس ہونے کا رعایت ادب کی ہے کہ تو پانی بہت گرایا تھا وے اور آنحضرت کے تئین کپڑا رومال تھا نیچے ہاتھ
اوسکے اعضا کو بعد وضو کے پاک کرتے اور چھوڑ دیتے اعضا کو خود خشک ہوتے اور مسح منہ کا ساتھ طرف
ثوب کے بھی آیا ہے فائدہ اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ کہا تھا خاص کے آن حضرت کو ایک
ٹکڑا کپڑے کا واسطے پونچھنے پانیکے کہ پونچھتے تھے اوس سے پانیکو بعد وضو کے لیکن ضعیف ہے اور بعضوں
نے کہا ہے کہ یہ حدیث دونوں در باب مسح طرف ثوب کے بھی ضعیف ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ
یہ دونوں حدیث جامع ترمذی میں مذکور ہیں اور اوسنے بھی تضعیف کی ہے اور کہا کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس باب میں کوئی خبر ساتھ صحت کے نہیں پہنچی ہے اور کہا کہ ایک
قوم اہل علم سے صحابی اور تابعین وغیرہم سے بیچ اس مقدمہ کے رخصت کی ہے اور بعضوں نے
مکروہ رکھا ہے اور چھوڑتے ہیں تو ویسے ہی خشک ہووے کہ سبب نورانیت اور ثقل میزان
اعمال کا ہے اور روایت کیا گیا ہے قول سعید بن المسیب سے اور زہری سے اور بعض کتب
حنفیہ میں مذکور ہے کہ اگر بقصد تنزہ اور تکبر کے نہو کراہیت نہیں رکھتا اور بعض شروح
مشکوۃ سے ازہار سے نقل کیا کہ مستحب ہے ترک تنشیف کا کسو اسطے کہ آنحضرت نے
نہیں کیا اور اگر تنشیف کرے مکروہ بھی نہیں ہے اوپر قول صحیح کے اور نزدیک بعضوں کے
مکروہ ہے اور جو حدیث کہ بیچ ذکر دعائیں وضو کے وارد ہوئی ہیں کوئی خبر اوس سے ساتھ صحت کے نہیں پہنچی
بلکہ محدثین نے حکم ساتھ بنا ذات اوسکے کیا ہے جیسا کہ صحیح ہوا اوہ کہ اول وضو میں بسم اللہ کہتے اور منقول سلف سے

یہ قول ہی کہ بسم اللہ العظیم الحمد للہ علی دین الاسلام اور شیخ ابن الہمام نے شہادتین کو نزدیک غسل ہر عضو
کے مستحباب شمار کیا ہی اور بعضی علما غسل اعضا وضو کی تئین ایک سوا ضبح کی استحباب صلوٰۃ بھی
اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی کہتی ہین اور نزدیک امام احمد کی ساتہ اختیار جماعہ صحاب اوسکی بھی
تسمیہ بیچ اول وضو کی واجب ہی اور شرط صحت وضو کی موافق قول آنحضرت کے لاصلوٰۃ لمن لا وضوء
لمن لم یسم رواہ احمد و ابوداؤد والحاکم عن ابی ہریرۃ اور بیچ آخر وضو کی کہتی اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ
لاشریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور بیچ حدیث صحیح کی آیا ہی کہ جو کوئی بعد وضو کی یہ کلمہ کہی کھولی جاوین
اوسپر آٹھ دروازی بہشت کی اور کہا جاوی چلا آجس دروازی سی کہ چاہی تو اور بیچ بعضی حدیثون کے
بعد شہادتین کی اللہم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین بھی آیا اور بیچ بعضی کی سبحانک اللہم
وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک اور بیچ حدیث کی آیا کہ لکھا جاتا ہی یہ بیچ پارہ
کاغذ کی اور مہر کیجاتی ہی اوپر اوسکے اور رکھولا نجاوی مگر بیچ روز قیامت کی لیکن پڑھنا سورہ انا انزلنا
کا جیسا کہ بیچ آدمیون کی مشہور ہی بیچ سنن الہدی کی واسطی اوسکی اثر ضعف کا نقل کیا ہی ثابت نہین
ہوا ہی واللہ اعلم فائدہ شیخ ابن الہمام نے بیچ شرح ہدایہ کے آداب وضو کی تئین جمع کرکے لکھا
ہے ترک اسراف بیچ پانی کی اور کمی بیچ اوسکے اور ترک کلام ناس اور استعانت غیر مسح موضع
استنجا سی ساتہ چھیڑنے کے اور استیفا آب وضو ساتہ نفس اپنے کے سا اور ستر عورت بعد
بعد استنجا کے اور اوتارنا اوس انگوٹھی کا کہ اوسمین نام خدا یا اسمہ کا یا نام پیغمبر صلعم کا بیچ جا
استنجا کے اور ہونا برتن کا سفال سی اور دھونا دستہ ابریق کا تین بار اور رکھنا اوسکا اوپر بائین
ہاتہ کے اور اگر بدھنا ہو کہ اغتراف کرتا ہے اوس سے طرف دہنی ہاتہ کے رکھین اور نزدیک وضو
رکھنا ہاتہ کا اوپر دستہ کی وقت دھونے کی نہ اوپر بدھنی کی اور کرنا وضو کا پہلے وقت سی اور ذکر شہادتین
نزدیک ہر عضو کے اور استقبال قبلہ بیچ وضو کے اور استصحاب نیت بیچ جمیع افعال کی اور خبردار
ہونا گنجانی چشم سے اور مسح گردن اور دھونا ابجون کا اور غافل نہونا اوس سے اور خبردار ہونا
زیر انگشتری سے اور ذکر محفوظ نزدیک ہر عضو کی اور طمانچہ نہ مارنا اور پرنسہ کے ساتہ پانی کے
اور پھیرنا ہاتہ کا اوپر اعضای مغسولہ کی اور آہستگی اور آرام کرنا بیچ غسل اعضا کے اور ملنا اونکا
ہاتہ سے خصوصا بیچ جاڑون کے اور تجاوز کرنا حد و د حضہ کا

منھہ کا اور دونون ہاتھون کا اور پاؤن کا اور تا یقین کیا گیا ہوا اور دھونا او نھونکا اور ایسا ہی
اور پڑھنا دعا سبحانک اللہم وبحمدک اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمدا عبدہ ورسولہ اللہم اجعلنی
من التوابین واجعلنی من المتطہرین کا اور پینا بقیہ آب وضو کا کھڑے ہو کر سامنے قبلہ کے اور اگر بیٹھکر پیوے
تو بھی جائز ہے اور پڑھنا دو رکعت کا بعد وضو کے اور بھرنا بدھنی کا واسطے استعداد نماز آیندہ کے اور
بچاؤ رکھنا کپڑے کا تقاطر سے اور چھینکنا ناک کا بائین ہاتھ سے نزدیک استنشاق کے اور مکروہ ہے
سیدھے ہاتھ سے اور اسیطرح مکروہ ہے ڈالنا نزاق کا بیچ پانی کے اور زیادہ تین بار سے دھونا
اعضا کا وضو کرنا آب گرم سے جو بسبب سورج کے گرم کیا ہوا اور اگر شک کرے بیچ بعض اعضا کے وضو بعد
فراغ کے سو کرے جو کچھ کہ شک رکھتا ہو اوسمین اور اگر اول شک ہے ورنہ نہین اور اگر شک کیا بعد
وضو کے نہ کرے مطلقا **وصل** بیچ مسح موزون کے جان کہ کتابون ائمہ حدیث کی کتابون
ستہ وغیرہ سے ساتھ روایت متعددہ اور طریقون مختلفہ کے آیا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سفر اور حضر مین مسح موزے پر کرتے اور تصریح کی ہے ایک جماعت نے حافظون سے کہ حدیث
مسح موزون کی ساتھ تواتر کے ثابت ہوتی ہے کہ شک اور شبہ کو اوسمین راہ نہین اور بعضے
علما نے روات اوسکے کے تئین جمع کیا اور اسی سے درگذر ہوئے ہون او عشرہ مبشرہ داخل اوسکے
ہے اور کل سلف قایل ہین اوسکے کہ امام مالک ایک روایت سے نقل کرتے ہین کہ قایل نہین ہے
ساتھ اوسکے واسطے مقیم کے اور روایتین صحیحہ اوسکی سے مصرح ہین ساتھ جواز مطلق کے مشہور اور مقرر
نزدیک مالکیہ کے دو قول ہین ایک مطلقا جواز اور دوسرا اختصاص مسافر کے تئین نہ مقیم کے نہین ہے
مقتضا جو کچھ کہ بیچ مدونہ کے ہے اور ساتھ اسکے جزم کیا ہے ابن حاجب نے اور بعضون نے کہا ہے
کہ توقف مالک کا بیچ مسح کے حال کے اقامت بیچ خاصہ نفس اپنے کے ہے الا فتوی اوپر جائز ہونے کے
تھا مثل اوسکے منقول ہے ابو ایوب صحابی سے اور ظاہر مراد وہ ہے کہ وہ بیچ حال اقامت
کے مسح کرتے تھے اور اخذ ساتھ عزیمت کے کرتے تھے بوجہ عدم وصول مشقت کے بیچ اس حال کے
نہ یہ کہ معتقد جواز اوسکے کے نہ تھے واللہ اعلم اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے
ہین کہ فرمایا حکم نکیا مین نے مسح خفین کا تو نہ دیکھا مین نے بیچ اوسکے آثار اور اخبار مثل روشنی صبح کے
اور امام احمد نے فرمایا کہ سینتیس نفر صحابہ سے روایت کرتے ہین ساتھ مسح موزون کے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے اور ایک روایت مین فرمایا چالیس ہم آدمیون نے صحابہ سے حدیث کی ہے
مرفوعاً اور موقوفاً ولیکن وہ کہ بعضون نے قرأت کو جزو بیچ وارجلکم کے حمل اوپر مسح کے کیا ہے اور قرأت
کو نصب کو اوپر غسل کے خالی ضعف سی نہین ہے کیونکہ مسح موزونکا مغیا ساتہ کعبین کے نہو وے ساتہ
اتفاق کے اور امام حسن بصری نے کہا کہ حدیث کی مجہکو استی تن نے اصحاب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے مسح کیا اوپر موزون کے اور بیچ ہدایہ کے کہتا ہے کہ اخبار بیچ مسح موزون کے مستفیض
اور مشہور ہے اور جو کہ اوسکے تئین اعتقاد نکرے مبتدع ہووے اور کرخی کہتا ہے ڈرتا ہوں مین کفر کے تئین
اوپر اوسکے مسح موزون کے تئین اعتقاد نکرے اور امام ابوحنیفہ سے بھی مثل اسکی آیا ہے اور بیچ عقائد
اہل سنت وجماعت کے آیا ہے کہ وتری المسح علی الخفین اور مسح خفین کے تئین علامتون سنت اور جماعت
کی رکھی ہے اور بیچ اخبار صحیحہ کے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیچ سفر اور حضر کے
مسح اوپر موزے کے فرماتے تھے اور مدت حضر ایک شبانہ روز فرمائی اور مدت سفر کی تین شبانہ روز
جیساکہ روایت کی ہے مسلم نے حدیث علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے اور لفظ کا یہ ہے جعل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسح علی الخفین ثلثۃ ایام ولیالیہن للمسافر ویوما ولیلۃ للمقیم اور مسح
اوپر موزے کے کرتے یعنی پشت پا پر جیساکہ احادیث صحیحہ مین وارد ہوا اور ابوداؤد نے بیچ سنن
اپنی کے مرتضی علی رضی اللہ عنہ سے ساتہ طریق متعددہ کے لایا ہے کہ فرمایا اگر کاروبار دین کو
واسطے حکم عقل ہوتا البتہ پائین کی اولی ہوتی ساتہ مسح کے اوپر اوسکے سے اور تحقیق دیکھا
مین نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ مسح کرتے اوپر ظاہر موزے کے اور صاحب سفر السعادت
نے کہا کہ مسح بیچ اسفل موزے کے ایک حدیث مین ضعیف وارد ہوا ہے جیساکہ مغیرہ بن شعبہ سے حدیث
ابوداؤد اور ترمذی مین اور ابن ماجہ مین آیا کہ کہا وضو کرایا مین نے پیغمبر خدا صلعم کو بیچ غزوہ تبوک کے پس
مسح کیا اوپر اعلا خف اور اسفل اوسکے کے تئین اور یہ حدیث صحیح نہین ہے اور بیچ اکثر طرق حدیث مغیرہ
کے مطلق واقع ہوا کہ مسح اوپر موزون کے ذکر اعلا اور اسفل کی ہے اور نزدیک ترمذی کے بعض طرق مین اور
ابی داؤد اور احمد کے یہان علی ظاہرہما بھی واقع ہوا اور نزدیک امام ابی حنیفہ کے مسح اوپر ظاہر خف کے ہے
اور مذہب امام احمد کا بھی یہی ہے اور نزدیک امام شافعی کے اور امام مالک کے اوپر ظاہر خف کے فرض ہے اور اوپر باطن کے
سنت اور جان کہ عالمون نے اختلاف کیا ہے کہ مسح افضل ہے یا غسل ایک قوم اوپر اسکے ہین کہ غسل افضل ہے کسواسطے کہ غسل عزیمت

بلکہ مسح ساتھ رخصت کے اور لینا ساتھ عزیمت کے افضل ہے عمل سے ساتھ رخصت کے پس اگر پاؤن موزے سے نکالے اور دھووے افضل ہووے اور اوپر اوسکے اجر کیا گیا ہو اور مختار صاحب ہدایہ کا بھی اسی پر ہے اور ایک جماعت کہتی ہین کہ مسح افضل ہے واسطے اظہار سنت اور رد اہل بدعت کے کہ منکرین اوسکے ہین خوارج اور روافض سے اور نزدیک اس جماعت کے اگر پاؤن کھلے ہون موزہ پہنین اور مسح کرین اور صواب وہ ہے کہ مسح اور غسل دونون مشروع اور برابر ہین اور کوئی ایک افضل اور راجح دوسرے سے نہین ہے اور صاحب سفر السعادت نے کہا کہ آنحضرت کو بیچ مسح خفین اور غسل رجلین کے کوئی تکلیف نہوتی بلکہ اگر حالت قصد وضو مین پاؤن مکشوف ہوتے غسل کرتے اور واسطے مسح کرنے کے موزہ نہ پہنتے اور اگر پاؤن بیچ موزے کے ہوتے مسح کرتے اور موزہ باہر نکرتے اور کہا احسن قول یہ ہے کہ موافق عادت نبوی کے ہے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وصل بیچ تیمم کے تیمم ثابت ہے ساتھ کتاب اور سنت اور اجماع اور خصائص اس امت سے ہے اور آنحضرت ؐ اوپر ہر زمین کے کہ جہان نماز پڑھتے اور خواہ پتھر اور خواہ خاک اور خواہ ریگ پر تیمم کرتے اور فرق درمیان خاک اور ریگ اور غیر اوسکے نکرتے اور شافعی مخصوص کہتا ہے تیمم کو ساتھ خاک کے اور سوا اوسکے درست نرکھے اور ابو یوسف کہتا ہے سوا اوپر خاک اور ریگ کے درست نہووے اور مذہب ابو حنیفہ وہ ہے کہ تیمم جائز ہے اوپر خاک اور ریگ اور سنگ اور جو کہ جنس زمین سے ہے اور مراد ساتھ جنس زمین کے وہ ہووے کہ ساتھ آگ کے نہ گھلے اور خاکستر نہووے اور اوپر پتھر صاف کے کہ اصلاً گرد اوپر اوسکے نرکھتا ہو نزدیک امام کے درست ہے اور بیچ حدیث ابی امامہ کے زمین واقع ہوئی اور بیچ حدیث حذیفہ کے تربت اور مٹی اور تیمم نزدیک ہمارے حکم وضو کا رکھے اور ساتھ ایک تیمم کے کئی نمازین پڑھ سکتا ہے جیسا کہ ساتھ وضو کے اور ظاہر کتاب اور سنت کا موافق اسکے ہے اور نزدیک شافعی کے تیمم کی طہارت ضروری ہے واسطے دفع حرج کے جیسا کہ طہارت صاحب عذر کی اور صاحب سفر السعادت کہتا ہے کہ بیچ کسی حدیث کے صحیح نپایا مین نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے ہر ایک فریضے کے تیمم جدید کرتے اور ابتداء شرعیت تیمم کی وہ ہے کہ بیچ بعضے غزوات عقد عائشہ کا گم ہوا تھا آنحضرت نے آدمی کئی واسطے طلب اوسکے مقرر کیا اور توقف کیا تھا پس وقت نماز کا پہنچا اور ساتھ اوس قوم کے پانی نتھا کہ ساتھ اوسکے وضو کرین پس درشتی کی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اوپر عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کے کہ حبس کیا تو نے

اور نگاہ رکھا تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کو بغیر پانی کہ پس نازل ہوئی آیت تیمم کی
اور کہا اسید بن حضیر نے کیا عجب ہے اور پر مسلمانوں کے برکت تمھاری اے ابی بکر رحمت کرے تجھکو خدا یہی تھا
اے عائشہ میں نہیں دیکھتا ہوں تجھکو کہ صادر ہوا تجھسے کوئی امر اگرچہ بظاہر مکروہ جانیں مگر وہ کہ کی خدا تعالے نے
بیچ اوسکے کشادگی اور کشادہ ی خاص مسلمانوں کی تئیں اور بعد ایک ساعت کے اوس عقد کو نیچے اونٹ
کے پایا اور حکمت الہی نے خواہش وہ کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی چھپایا اور بیچ کیفیت تیمم
کے اختلاف ہے کہ تیمم دو ضرب ہے یعنے دو بار ہاتھ مارنا ہے اوپر زمین کے ایکبار واسطے منہ کے اور دوسری
بار واسطے دونوں ہاتھوں کے مع کہنیوں تک اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور مختار
اور بعضے اصحاب امام احمد کا ہے اور قول علی مرتضی اور ابن عمر اور حسن بصری اور شعبی اور سالم بن عبد اللہ
بن عمر اور سفیان ثوری کا ہے اور بعضے اوپر اوسکے ہیں کہ تیمم ایکبار ہاتھ مارنا ہے اوپر زمین کے اور
اوپر منہ کے دونوں کفدست کا ملنا اور بیچ بعضی روایات کے ساتھ تقدیم ذکر منہ کا اوپر کفین کے ہے
اور بیچ بعضے کے اولٹا اور بیچ بعضے کے ساتھ تقدیم کفین کے اوپر منہ کے ہے اور یہ مذہب مشہور امام احمد
سے ہے قول قدیم امام شافعی اور محدثوں اور مختار کا مذہب اور اسکے سے اولی ہے اور منقول مکحول اور
اوزاعی اور اسحاق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن خزیمہ سے اور منقول ہے مالک اور اصحاب
حدیث سے یا بیچ ترجیح مذہب دوسرے کے اور شیخ ابن حجر صحیح بخاری میں ترجیح احادیث اس مذہب
کی کرتا ہے اور بعضے انھوں سے احادیث مذہب اول کی تضعیف کرتے ہیں اور حق وہ ہے کہ حدیث التیمم
ضربتان ضربۃ للذراعین الی المرفقین صحیح ہے اور کلام بیچ اس مقام کے بہت ہے بیچ شرح سفر السعادت
کے ذکر کیا گیا ہے اور بالجملہ احتیاط بیچ مذہب پہلے کے ہے

وصل بیچ غسل آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل بفتح دھونا اور بضمتین اور بسکون سین نام اور غسل بالکسر
سرشوی مانند گل خطمی اور مانند اوسکے اور اغتسال غسل لانا غسول بفتح پانی غسل کا مغتسل
اور جائے غسل مغسل بکسر سین جگہ مردہ دھونے کی غسالہ بالضم آبدست اور منہ دھویا یعنے مستعمل
غسل مغسول دھویا ہوا یہ معانی لغوی ان لفظوں کے ہیں اور حقیقت بیچ اغتسال
کی بیچ شرح غسل تمامی اعضاے او اجزاے پانی کے اوپر اوسکے اور اختلاف
کیا ہے بیچ وجوب دلک کے یعنے ملنا ساتھ ہاتھ کے نزدیک اکثر علما کے واجب نہیں اور مذہب

ہمارا بھی یہی ہے اور نقل کیا گیا ہی مالک اور مزنی سے کہ اصحاب شافعی سے ہیں وجوب اوسکا اور
اجتماع کیا ہی اوپر عدم وجوب غسل کے درمیان دو جماع کے لیکن وضو مستحب ہی اور نزدیک امام ابو یوسف
کے مستحب نہیں ہے اور ظاہریہ واجب رکھا گیا جہت حدیث سے اذا اتی احدکم اہلہ ثم اراد ان یعود
فلیتوضأ بینہما وضوء رواہ مسلم کے اور بعضون نے گمان کیا ہی اوسکے تئین اوپر وضو کے معنی لغوی
اور کہا کہ مراد غسل فرج کی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی طواف کرتے تھے اوپر
عورتون اپنی کے ساتھ ایک غسل کے اور کبھی کبھی جدا جدا کرتے اور فرماتے یہ پاک ہی اور طیب ہے
اور طاہر ہے اور عائشہ رضی سے آیا ہی کہ جو جنب ہوتے وہ حضرت ؐ اور چاہتے کہ سووین وضو کرتے
اور وضو نماز اور سو جاتے رواہ البخاری اور حضرت شیخ فرماتے ہین کہ یہ طہارت سونے کی ہی
اور جو شخص کہ جنب ہو وے اور چاہی کہ سو نے جاوی وضو کرنے ساتھ طہارت کے خواب مین گیا ہو
انتہی اور بعضون نے تیمم کو بھی بجای وضو کے رکھا ہی اور ایک حدیث بھی عائشہ رض سے روایت
کی ہے واللہ اعلم اور ابتدا کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ وضو کے پہلے غسل سے اور
بیچ مسح کرنے سر کے بیچ اس وضو کے دو روایت آئی ہین اور افضل وہ ہی کہ وضو کو کامل کرے جیسا کہ
بیچ غیر حالت غسل کے کرتا اور نزدیک مالکیہ کے مسح کرے بیچ وضو غسل کے اور غسل سر کا کافی ہے
بیچ اوسکے اور بیچ تقدیم غسل پاؤن اور تاخیر اوسکی بھی اور روایت مین آیا اکثر وہ ہی کہ تاخیر
کرتا اور بعضی روایتون مین آیا کہ تاخیر کرتا تھا اور کہا ہی کہ تاخیر اوس صورت مین ہو کہ مکان غسل
کا پاک نہوتا اور تقدیم اوپر خواہش لطافت کے اور عادت شریف وہ تھی کہ بعد وضو کے لاتے تھے
اونگلیونکو پانی مین اور تخلیل کرتے تھے ساتھ اوسکے بن مو کے تئین پس اوس سے گراتا تھا تین چلو
پانی اوپر دونون ہاتھون کے پس اوس سے گراتا تھا پانی اوپر تمامہ بدن کے اور مراد ایک بال سے
سر کے بال ہے چنانچہ بیچ حدیث کے بھی معلوم ہوتا ہی اور بعضون نے داڑھی کے بالون سے
ارادہ کیا ہے یا بجہت اوسکے کہ اصول الشعر مطلق واقع ہوا ہی یا بالقیاس داڑھی کے ساتھ سر کے
اور بعضون نے کہا ہی کہ تخلیل بالون کی واجب نہین مگر وہ کہ بال اولجھے ہوے ہون اس طور
پر کہ پانی نہ پہونچ سکے یا بال نہ پہونچ سکین اور وضو کرنا بعد غسل کے کچھ ایسا خلاف سنت
ہے اور کاتب الحروف بھی کبھی بجہت احتمال ساتھ لمس کے بیچ غسل اعضا اور رعایت

رعایت مذہب شافعی کے احتیاطاً وضو کرتا ہے اور اگر یہ احتمال نہو جیسا کہ منتہی ہے تو ریاکہ کرنا اعضا کا ساتھ خرقہ کے اختلاف ہے اور حدیث میمونہ میں آیا ہے کہ وہ رضی اللہ عنہا نے بعد غسل کی اون حضرت کو کپڑا دیا کہ اوس سے پانی اعضا کا پونچھیں پس نہ پکڑا وہ حضرت نے اوسکو اور اس جگہہ سے لازم نہیں ہے کراہیت تنشف کی شاید کہ عدم اخذ کا اوروجہ سے ہو کہ متعلق ساتھ کپڑے کے ہو کہ حریر سے ہو یا میلا ہو یا تواضع کی بعضوں نے کہا ہے مکروہ ہے کہ بیچ گرمیون کے اور مباح ہے جاڑون میں اور گرانا پانی کا ہاتھ سے مکروہ نہیں ہے اور یہ تمام بحث بیچ باب وضو کے گذری **نوع دوسری بیچ نماز آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے** جان کہ نماز افضل اور اشرف اور اتم اور اکمل عبادتون سے ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ شادی اور مسرت اور چشم روشنی اور خوشدلی کہ آن حضرت صلعم بیچ گھر کے رکھتے اور ذوق اور شہود کہ اس وقت میں پاتے بیچ کسی عبادت اور کسی وقت میں نہ پاتے اور قرۃ العین کنایہ فرح اور سرور سے ہے اور دریافت مقصود اور نور کا ساتھ حرکت کے مشتق قر سے بفتح قاف بمعنی قرار اور ثبات کسواسطے آنکھیں نظارہ محبوب سے قرار پاتی ہیں اور آرام پکڑتی ہیں اور دوسری جگہہ نہ دیکھیں اور حالت سرور اور خوشحالی میں ساکن اور برقرار ہوں اور بنا پر نظر کرنے کے اوپر غیر محبوب کے پریشان اور ہر طرف نگران اور حال حزن و خوف میں گردان اور لرزان ہوویں تدور اعینہم کالذی یغشی علیہ من الموت و قیل وہ ہے مشتق قر سے بضم قاف بمعنی سردی کے ہے اور سردی آنکھ کی لغت اوسکی میں بیچ دیدار محبوب کے ہو اور گرمی اور سوزش بیچ دیکھنے اعدا کے و لہذا اولاد کے تئین قرۃ العین کہتے ہیں اور کہا ہے کہ الصلوۃ معراج المومنین مراد مومنین سے ذات پاک آنحضرت صلعم کی ہے اور ہر مومن کو بطفیل اور بپیروی اوسکی کے بقدر قوت ایمان کے بہرہ اس مقام سے حاصل ہے اور شریعت التحیات میں اشارت اور دلالت ساتھ حاصل ہونے اس مقام کے واقع ہوئی ہے اور بیچ نماز کے ظاہر اور باطن اور قالب اور جوارح سب درگاہ قرب اور عزت حق سبحانہ تعالی کے متوجہ اور مشغول ہیں اور پروردگار تعالی نے جمع کیا ہے اور مصلیون کو ہر رکعت میں جو کچھ متفرق کیا ہے خاص کر تمام ملائکہ کو کیونکہ مروی ہے کہ حق سبحانہ کے تئین فرشتے ہیں کہ ہمیشہ رکوع میں ہیں اور جس وقت سے کہ پیدا کیا ہے انکو

سر نہین اوٹھاتے ہین رکوع سے تا روز قیامت بلکہ ابد تک اور اسی طرح سجود اور قیام اور قرات
اور قعود جمع ہوا ہے بیچ نماز کے عبادت اور عبودیات سے جو کچھ جمع نہین سوای اوسکے طہارت
اور صحت اور استقبال اور استفتاح اور تکبیرات اور قرارت اور قیام اور رکوع اور سجود اور تسبیح
اور دعا اور توجہ اور حضور اور خشوع اور خضوع سے کہ ہر ایک اوس سے ایک عبادت ہے تنہا
چہ جا کہ جمعیت اور ساتہ اس جمعیت کے نماز مشابہ ہے بار حقیقت محمدیہ سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کہ جامع جمیع شئونات کا اور تمامی برکات اور کمالات کا ہے اور ساتہ اس علاقہ اور مناسبت
کے قرۃ العین آن حضرت صلعم کی ہووے اور فرمایا رب العزت ذو تبارک و تعالی و تقدس
خاص کر حبیب ساتہ حبیب اپنے کے تئین قل ما اوحی الیک من الکتاب واقم الصلوۃ اور فرمایا
امر اہلک بالصلوۃ واصطبر علیہا اور بیچ قول حق تعالی کے واصطبر علیہا اشارت ہے اوس سے
نماز مین وہ تکلیف ہے نفس بشر کو کہ شاق ہے اوپر کسو اسطے کہ آتی ہین بیچ اوقات کہ لذتین
اور شہوات اور شغل بندون کو تئین کسب طلب کرتا ہے حق تعالی انہون سے با مر آنا
اون سہون سے اور قیام درگاہ اوسکی مین اور فراغ ما سوی سے وہ اللہ تعالی نے اسواسطے
فرمایا واستعینوا بالصبر والصلوۃ اور گردانا صبر و صلوۃ کا نزدیک ساتہ اشارت کی ہے ساتہ اوسکہ
صلوۃ محتاج ہے ساتہ انواع صبر کے صبر ہے ساتہ ملازمت کے اور مراقبت وقت کی اور صبر
اوپر قیام کے ساتہ واجبات اور مسنونات اور آداب اور صبر منع قلوب کا بیچ اوسکے غفلتون
اور وہم باتیون سے اور اس جہت سے فرمایا انہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین اور فرضیت
نماز بیچ شب معراج کے ہے کہ پہلے پچاس کا حکم ہوا تہا بعد ازان پچاس سے پانچ اتری
اور فرمان ہوا کہ یہ پانچ موافق حکم پچاس کے ہین کہ تبدیل نہین پاتا ہے قول نزدیک ہمارے
تعین اوقات صلوۃ خمسہ مین مقرر ہونا وقت نماز کا بعد رجوع ہونے اوس سرور صکے ہے
معراج سے بیچ مواہب کے محمد بن اسحاق سے لایا ہے کہ جو صبح کی رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ایک رات سے کہ معراج کی گئی آئے اونکے پاس جبرئیل ع اور تعلیم کیے وقتون انکے
ستین اور بعضے گمان کرگئے ہین کہ بعد ہجرت کے ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ پہلے ہجرت
سے ہے ساتہ بیان جبرئیل ع کے اور بعد اوسکے آن حضرت صکے بیان سے بہر تقدیر لئے

جبرئیل ہو وقت ظہر کے دو رور بی پس حکم کیا آن حضرت نے کہ ندا کی گئی ساتھ الصلوٰۃ جامعہ
پس جمع ہوئے صحابہ اور امامت کی جبرئیل نے پہلے بیچ اول وقت کے پس ادا کی ظہر کے تئین
زوال قبول کیا آفتاب کے پھر امامت کی اور ادا کیا نماز عصر کو اوس وقت مین کہ سایہ کسی شخص کی مثل
اوسکی ہوا اور ادا کیا مغرب کو بیچ وقت غروب آفتاب کے اور ادا کی نماز عشا کی اوس وقت مین غروب کیا
شفق نے اور ادا کیا نماز کو صبح کی وقت پوپہٹنے کے اور دوسرے روز پہر آئے اور امامت کی اور
ادا کیا ظہر کو بیچ وقت بلوغ سایہ شی کے مثل اوسکے اور ادا کیا عصر کو بوقت بلوغ سایہ شی دو مثل
اور ادا کیا مغرب کو وقت غروب آفتاب کے یہان دونون روز ایک وقت ادا کین عشا کو تہائی
رات تک یا نصف رات تک اور ادا کیا فجر کو جس وقت کہ ممتد ہوا اور ایک روایت مین
وقت اسفار مین اسفار بالکسر روشن ہونا اور اور وہ روشنی جس سے شمار صبح کا کرین بعد اوسکے
کہا جبرئیل نے یا محمد یہ وقت انبیا کا ہے کہ جو تم سے پہلے تہے اور وقت نمازون کا ان دونون
وقت کے بیچ پوشیدہ نہ رہے کہ فضیلت بیچ تعجیل نماز کے اور مبادرت ساتھ اوسکی نزدیک اکثر آئمہ کے ہوا اور نزدیک [illegible]
اور تاخیر آخر وقت تک کلام نہین لیکن یہ بیچ غیر اوس نماز کے ہوگا کہ تاخیر اوسمین مستحب ہے
جیسا کہ اسفار فجر اور ابراد ظہر اور تاخیر عشا اور سوا اوسکے تاخیر واسطے تکمیل نماز اور تتمہ کے ثواب ہووے
اور شافعیہ مین نماز ادا کرنا اول وقت مین علی الاطلاق تمامی نمازون مین بیچ اول نقطہ کے جیسا کہ متعارف
ہے درمیان انکے افضل کہتے ہین اور سنت شمار کرتے ہین بلا تمیز اور تفصیل کے واجب ہے رعایت
اوسکی کرنا اور ابراد ظہر جائز ہون ہین کہ حدیثون مین حکم ساتھ اوسکے واقع ہوا اور بیچ تاکید مبالغہ
کی اوسمین ہوئی اور نزدیک انکے رخصت ہے اور بعض انہون سے ابراد کو گمان اوپر زوال کے
کرین اور یہ تاویل نہایت بعید کے ہے اور زوال خود اول وقت ہے مگر توقیت ظہر ساتھ بلوغ
کے مثل سایہ شخص کے احوط ہے جیسا کہ مذہب دونون امامون کا ہے اور نزدیک بعض کے منقول
یہ مذہب امام ابو حنیفہ سے بہی یہی ہے اور عصر کو یہ لوگ اوس وقت مین پڑہتے ہین کہ ربع دن
باقی رہے اور اسی طرح گمان کرین اسفار کو اوپر طلوع فجر کے اور یہ بہی معقولیت نہین رکہتی
مثل اوسکے جو کہا گیا بیچ ابراد ظہر کے اور مبالغہ بیچ تاخیر عشا کے نہایت بیزار دہی کہ اصلا قابل تعجیل
نہین ہے لیکن تعجیل نماز مغرب مین بیچ اول وقت کی متفق علیہ ہے کہ کسی شخص کو اوسمین خلاف نہین ہے

اور نماز عصر کو جب تک کہ آفتاب بلند اور روشن اور تابان ہے پڑھنا چاہیے نہ یہ کہ دن باقی رہے
ایسا کہ سایہ مثلثہ ہو اور یہ حدیثین کہ تمسک کیا ہے ساتھ اونکے اونہون نے مذہب کے دلالت نہین رکھتی ہین اوپر اوسکے
ایک وہ کہ نماز عصر پڑھتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعد نماز پڑھنے کے جاتے ایک
شخص ہم مین سے طرف اصحاب کے اور جاے قیام اونکی انتہا ہوا آبادانی مدینے کی تھا
اور ابھی تک آفتاب زندہ تھا کنایت ہے گرمی اور صفائی رنگ اوسکی سے یعنی تغیر اور
زردی سے اور کہتے ہین کہ یہ وقت پہونچنے سایہ کا ساتھ مثلثہ کے نہین رہتا ہے اور یہ بات
محل بحث کا ہے اور دوسری حدیث مین بھی نزدیک ساتھ مضمون اس حدیث کے آیا ہے
کہ پڑھتے آنحضرت عصر کے تئین آفتاب بلند اور روشن ہو پس جاتا تھا جانیوالا طرف
عوالی مدینہ کی اور آفتاب بلند رہتا یعنی بالاے افق تھا اور غروب ہوا تھا فافہم اور بعضے
عوالی مدینہ مسافت چار میل یا مانند اوسکے ہے اس حدیث مین مبالغہ تھوڑا زیادہ حدیث
سابق سے کیا گیا ہے لیکن معلوم ہوا کہ کس طرف کو عوالی سے جاتا تھا ساتھ اوس جگہ کے کہ چار میل
ہے یا کم اوس سے اور سوار جاتا تھا یا پیادہ اور تیز جاتا تھا یا آہستہ اور جانیوالا
توانا تھا یا ضعیف بہرطور تین چار میل تین چار گھڑی مین بلا تکلف جا سکتا ہے نہ ایسا کہ
مذہب انکا ہے کہ پہر دن مین پڑھتے ہین اور سایہ مثلثہ ہوتا ہے اور دوسری حدیث مین
آیا کہ ہوا کرتے تھے ہم عصر کو ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بعد نماز کے ذبح کیے
جاتے تھے اونٹ اور دس ٹکڑے ہوتا اور پکایا جاتا کھاتا مین گوشت گلا ہوا پہلے غروب
آفتاب سے اس حدیث سے ایک طرح کی تعجیل مفہوم ہوتی ہے کہ نزدیک مذہب ائمہ
کے ہے اور شاید کہ بعض وقت مین بحث اور تقریر کے کیا ہو دلالت اوسکی اوپر ہمیشگی اور
عادت کو مسلم نہین ہے کو جہ وقوع اونکے سے بیچ بعض مواضع کے کہ اصلا ہمیشگی اور عادت
ضرورت نہین ہے کہتا اور محقق حنفیہ شیخ کمال الدین ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر نماز
کو تغیر آفتاب سے پہلے ادا کرین ممکن ہے باقی وقت سے غروب تک اوسکے مثل اس عمل
اور جو آدمی کہ مشاہدہ کرے پکانے والون سے یا دونون کام پکانا ساتھ روسا اپنی
کے سفر مین بعید نہین رکھتا اس بات کو یعنی جماعت کثیر ہون کہ تھوڑی ذبح کرین اور

ٹکڑے کرین اور جماعت دوسری سامان اور اسباب پکانے کے مثل آگ اور اوسکی لازمی
کے اہتمام کرین اور ہر شخص ایک کام لینے ذمہ لینا جوش دینا ایک اونٹ کا اور ایک کا
اوسکا کس قدر کام ہے کہ اس مقدار مین وقت سرپاتہ ذکر آوے اور تمسک بقول حق سبحانہ تعالی کے

وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم جواب اوسکا وہ ہو کہ مسارعت اس طرح پر چاہیے کہ موافق حق کے ہو
اور اوس جگہ مین کہ تاخیر اوسمین مستحب ہووے جیسا کہ ابراد ظہر جاڑون کا اور اسفار صبح کا اور
تاخیر عشا کی کہ احادیث صحیحہ مین حکم اوسکا اور مبالغہ اوسمین وارد ہوا ہے اور علما نے
کہ تاخیر عصر مین تکثیر نوافل کی ہے بوجہ کراہیت تنفل کی بعد عصر کے اور تکثیر نوافل کی افضل ہے
ادا کرنا اول وقت مین کذا قال السغناقی فی المبسوطین اور بالجملہ ہمارے مذہب مین تاخیر عصر کی
افضل ہے نہوے تغیر آفتاب تک کہ باصفا اور روشن اور تابان ہو جیسا کہ کہا گیا اور حدیث
ابن مسعود کی دلالت رکہتی ہے اوسپر کہ کہا پڑہتے تہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر کی
اوس حال مین کہ آفتاب سفید اور پاک تہا مقصود اوس رضی اللہ عنہ کا بیان تاخیر عصر کا ہی
نہونے تغیر آفتاب تک اور حدیث جابر مین آیا ہو کہ پڑہتے تہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر
کو اوس وقت مین کہ آفتاب روشن تہا ذکر رجوع اور سایہ جبل کا اور اشتعال اوسکی کہ مع اوم
ہوا کہ وہ تعجیل جو تہی بعض اوقات مین تہی اور شیخ ابن الہمام شیخ مین تاخیر عصر مین لایا اور کہا
نزدیک ہمارے تعارض نہین ہے درمیان اس حدیث کی اور جو کچہ کہ روایت کی گئی ہے تعجیل سے
جیسا کہ معلوم ہوا اور کہا کہ عصر کو اس جہت سے عصر کہا کہ اعتبار کیا جاتا ہی یعنی نچوڑا جاتا ہے
بیچ اوسکے وقت اور امام احمد حنبل سے لایا کہ فرمایا کہ افضل بیچ عصر کے بیچ غیر ذکر کی تعجیل ہے
اور دلایل تاخیر سے ایک حدیث ہو کہ بخاری اپنی صحیح مین لایا کہ فرمایا آن حضرت صلعم نے اصحاب
سے کہ حال اور مثل تمہارا نسبت رکہتا ہو ساتہ حال اور مثل اوس شخص کہ کہ تم سے پہلے تہا یہود اور
نصاری سے مثل اوس مرد کی ہو کہ تین مزدور لیے ایک کو ایک درہم اجرت کا مقرر کیا کہ صبح سے
پیشین تک کام کرے دوسرے کو بہی ایک درہم پیشین سے دوسری نماز تک تیسرے کو دو درہم
دوسری نماز سے شام تک جو وقت مزدوری دینے کا ہوا دیا ہر ایک کو جو کچہ قرار دیا تہا پس
کہا اون مزدورون نے کہ صبح سے پیشین تک اور پیشین سے دوسری نماز تک کام کیا کیا

جوکام ہمارا زیادہ اور اجرت کمتر اور دوسرے مزدوروں کا کام کم اور مزدوری زیادہ کہا مین نے جو کچھ
کہا تھا اور اقرار کیا تھا تمکو دیا باقی مہربانی میری ہے جسکو چاہتا ہون دون مین تمکو کیا پس فرمایا
پہلی مثال یہود کی ہے کہ مدت عمر انکی سب سے دراز ہوا اور عمل انکا بہت اور دوسری مثال نصارا
کی اور تیسری مثال تمہارے حال کی کہ عمرین نہایت کوتاہ اور عمل کمتر اور اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ وقت
فاصل درمیان پیشین اور پیشین کی اور پیشین سے دوسری تک بیشتر وقتون درمیان دوسری نماز
اور شام کی ہے اور آیات قرانی مثل فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا واذکر ربک بکرة
واصیلا کی کہ اشارت طرف وقت نماز فجر اور عصر کے رکھی ہے استیناس ساتھ مقصد کی جا پکڑتا
استیناس کے معنی عادت پکڑنے کی ہیں اور کلام مقام اوقات نماز اور تعجیل و تاخیر اوسکی متن
شرح مشکوۃ مین اس سے زیادہ واقع ہوا ہے اور اس کتاب مین اسی قدر قصر کیا گیا
واللہ اعلم تنبیہ سابق مین بیچ حدیث امامت جبرئیل کے گذرا کہ ندا کی گئی واسطے صلوۃ جامعہ کے
اور یہ قبل شریعت اذان سے مدینے مین رسم تھی سنہ اول مین ہجرت سے اور بعضی کہتے ہین
سنہ ثانیہ مین اور مشہور وہ ہے کہ مسلمانون نے مشورت کی اوس وقت کو مقرر کرنے مین کہ جمع
ہون اول اوسمین واسطے نماز کے پس بعضون نے کہا کہ ناقوس بجانا چاہیے جیسا کہ نصارے
واسطے نماز کے بجاتے ہین اور بعضون نے کہا مثل قرن یہود کے اور بعضون نے کہا کہ آگ
جلانا چاہیے بلند جگہہ مین پس ناپسند رکھین یہ چیزین اور عبد اللہ بن زید عبد ربہ نے کہ اوسکو
صاحب الاذان کہتے ہین خواب مین دیکھا کہ ایک مرد آسمان سے نیچے آیا اور اوسکے ہاتھ مین
ناقوس ہے عبد اللہ بن زید نے کہا اے بندہ خدا اس ناقوس کو بیچتا ہے کہا کیا کام کریگا
تو اس ناقوس سے کہا اسکو بجاؤنگا کہ آواز اسکی سنکر لوگ واسطے نماز کے آوین کہا اوسنے کہ مین
تجھے ایک چیز سکہادون اس سے بہتر پس کہا اللہ اکبر اللہ اکبر آخر اذان تک موافق کیفیت
مخصوص کے اور اسی طرح اقامت جب صبح ہوئی یہ خواب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
فرمایا انہا کی ساتھ حق کے انشاء اللہ جا اور القا کر اوسے بلال رضی اللہ عنہ کو کہ آواز اوسکی بلند تر
اور نرم تر اور شیرین تر ہے اور جو سنی عمر رضہ نے اذان بلال کی دوڑا آیا جیسا کہ کھینچتا تہا ازار
اپنی کو اور کہا یا رسول اللہ دیکھا مین نے بہی اوسی طرح جیسا کہ دکھایا گیا عبد اللہ بن زید کو فرمایا

آن حضرت نے فللہ الحمد پس اگر ایسا ہی خاص خدا کو ہے حمد اور بر تقدیر ان دونوں روایت کے
یا ساتھ روایت تیری کی کہ آگے حق سے الہام کیا گیا اور نطق کیا گیا ساتھ صدق اور صواب کی ہی تو
اور بعضون نے کہا ہے کہ ابو بکر صدیق نے بھی دیکھا اور امام غزالی نے بیچ وسیط کے کہا کہ دس صحابی
نے اور بعضون نے کہا ہے کہ چودہ صحابی نے دیکھا کہ سات اونمین سے انصار تھے اور بعض
روایتون مین آیا ہی کہ جو عمر رضی اللہ عنہ حضور مین آئے کہ خبر کرین آپ نے فرمایا قد سبق بذلک الوحی
اور حدیث مین ہے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے کہ جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج
پر گئے اور سراپردہ عزت تک پہونچے کہ محل خاص حق سبحانہ تعالی کا تھا ایک فرشتہ وہان سے
نکلا حضرت صلعم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ فرشتہ کون ہے جبرئیل نے کہا کہ قسم
اوس خدا کی کہ جسنے تمکو طرف حق کے بھیجا مین نزدیکترین خلقت سے ہون درگاہ خدا مین نہین
دیکھا مین نے اس فرشتے کو اوس وقت سے کہ پیدا کیا گیا ہو مین سوای اس ساعت کے
پس کہا اوس فرشتے نے اللہ اکبر اللہ اکبر پس پردہ جلال سے آواز آئی کہ سچ کہا میرے
بندے نے اللہ اکبر اور ذکر کیا باقی کلمات اذان کے تئین اور تحقیق یہ کہ آن حضرت صلعم
نے شب معراج مین کلمات اذان کو سنا لیکن حکم نہوا کہ ان کلمون کو واسطے نماز کے کہو اور
آن حضرت مکے مین بے اذان نماز پڑھتے تھے جب مدینے مین آئے اور اسباب مین صحابہ
سے مشورت کی اور بعضے اصحابون نے اذان کو خواب مین سنا پس وحی آئی کہ اون
کلمون کو کہ آسمان پر سنا تھا زمین پر سنت اذان کی ہو واللہ اعلم اور اختلاف ہے عالمون
کو کہ آن حضرت نے خود بنفس نفیس اذان کہی ہے یا نہین اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ
ایکدن حضرت ایک سفر مین تھے اور آپ اور صحابہ سب سوار تھے اور اوپر پانی مینہ کا
اور نیچے کیچڑ اور مجال نیچے اوترنے کی نوتھی اور کیچڑ کے کہ اوس مقام پر تھی پس
آن حضرت نے اذان کہی اور سبھون نے گھوڑون پر نماز پڑھی اور بعضون نے کہا ہے کہ
مراد اذان کہنے سے اس جگہ حکم کرنا ہے اور اوسکے بطریق مجاز اور بیچ روایت احمد اور
دارقطنی کے تصریح بھی آئی ہے کہ حکم کیا آن حضرت نے ساتھ اذان کے اور ہدایہ مین امام ابو یوسف
سے نقل کرتے ہین کہ کہا دیکھا مین نے ابو حنیفہ کو کہ کہی اذان بیچ وقت مغرب کے اور بیٹھا بعد اوس کے

اور نہایہ مین شمس الائمہ سرخسی سے نقل کیا ہے کہ کہا بعد نقل قول ابی یوسف کے کہ بیچ اکثر اوقات کے
کہ امام ابو حنیفہ مباشرت کرتے تھے اذان اور اقامت کی ساتھ نفس خود کے اور ظاہر کلام
سغنانی سے یہ ہے کہ امامت بھی خود کرتے تھے اور کہا احسن وہ ہے کہ موذن عالم ہو اور امام
بیچ نماز کے بخلاف اوسکے جو کچھ متاخرین کہتے ہین کہ احسن وہ ہے کہ امام تفویض کرے اذان اور
اقامت کی تعین بغیر اپنے کسواسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مباشرت نہین کرتے تھے
بنفس نفیس خود اذان اور اقامت کو ساتھ امامت کی اور شمس الائمہ نے کہا ایسا ہی ہے بیچ
حق آن حضرت صلعم کے لیکن ہمارے حق مین اذان امام کی اپنے ذات سے اولی ہے کیونکہ
موذن بلاتا ہے آدمیون کو طرف خدا کے پس جو شخص کہ ہو درجہ اوسکا اعلی اور برتر ہو اذان
کہنے سے اور کہا حضرت صلعم نے بھی بعض اوقات اذان کہی جیسا کہ روایت کیا ہے عقبہ بن عامر
نے کہا تھا مین ہمراہ آن حضرت کے ایک سفر مین اور جو وقت زوال کا ہوا اذان کہی اور
اقامت کی اور ادا کی نماز ظہر یہ کلام نہایہ کا ہے پوشیدہ نہ رہے کہ سنت مستمرہ آن حضرت
کی یہی ہے کہ معلوم ہے اور وقوع اوسکا خاص اذان و اقامت کے لیے ایکبار بیچ ایک سفر کے
ہے کہ کہتے ہین ساتھ اول کے ہم اور ظاہر وہ ہے کہ وقوع اوسکا امام ابی حنیفہ سے دائمی نہ تھا
اور جو کچھ منقول ہے یہی بیچ نماز مغرب کے ہے کہ احیانا واقع ہوا اور بعضی روایتون مین آیا ہے
کہ امام ابو حنیفہ کبھی امام ابو یوسف کو امام کرتے مگر یا وس جگہہ ہوگا اور کیا صورت رکھتا ہے
کہ بیٹا مرشد امام ہمیشہ یا اکثر برخلاف سنت مستمرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کرتا ہو
اور جو بیان کہ صاحب نہایہ نے کیا ضعیف ہے کیونکہ اس طرح چاہیے ہمیشہ عادت رسول کی
کہ اصل ان اعنی الی الہدایت دائمی تھا بیراوسکے ہان در اصل جواز درمیان اذان اور اقامت
کے کلام نہین اگرچہ بعضی بیچ دوسری کہ قیام امام اور قوم نزدیک حی علی الصلوۃ کے اور شروع
بیچ نیت کے نزدیک قامت الصلوۃ کی فوت ہوتا ہے اسواسطے اختلاف کیا ہے علمائے
بعضون کے نزدیک مکروہ ہے اور نزدیک بعض کے خلاف اولی اور بعضون نے کہا ہے
مستحب ہے اور صحیح کیا ہو اس قول کو نووی نے شافعیہ سے اور شمس الائمہ نے حنفیہ سے اور ساتھ
صحت کے پہونچا ہے عمر بن الخطاب سے کہ کہا اگر اذان کہنا ساتھ خلافت کے جمع ہوتا اذان کہتا مین

کذا فی فتح الباری اور اگر قصہ اذان کہنے آن حضرت کا مذکور ہوا ساتہ صحت کے پہنچے
ثابت ہو جمع میان اذان اور اقامت کے بکراہت اگر اوسکو بہی محمول اوپر بیان جواز کے
رکہین اور کہا ہے کہ شارع سے فعل مکروہ واسطے بیان اصل جواز کے جائز ہی واللہ اعلم
وصل بیچ افتتاح نماز آنحضرت کی حدیث مین آیا ہی کہ جو رسول خدا واسطے نماز کے کہڑے
ہوتے فرماتے اللہ اکبر اور قبل تکبیر کے نیت زبان سے کہتے اور لفظ مروی نہین ہے اور محدثین کہتے ہین
کہ نیت زبان سے کہنا بدعت ہی اور مکروہ ہی اوسکو آنحضرت اور نہ کوئی اصحاب اونکا کہتا اور ہدی
مین ابن القیم سے روایت کی ہی کہ کہا یہ ایک بدعت ہی کہ روایت نہین کی ہے آنحضرت صلعم سے
کسی نے باسناد صحیح اور نہ ضعیف اور نہ مسند اور نہ مرسل اور نہ کسی صحابہ سے اور مستحب نہین کیا ہی
اوسکو کسی نے تابعین سے اور نہ ائمہ اربعہ سے انتہی اور فقہا اختلاف رکہتے ہین بلفظ ساتہ
نیت کے بعضے اوسپر ہین کہ بدعت ہی کسواسطے کہ منقول نہین ہے فعل اوسکا اور بعضے کہتے ہین
مستحب ہی کیونکہ وہ عون ہی استحضار نیت قلبی کا اور سبب جمع کا ہی درمیان عبادت لسانی
اور قلبی کے اور قواعد شرع اور ضرورت عقل سے معلوم ہوا ہی کہ اگر دل ساتہ زبان کے اتفاق کرے
استوار اور کامل ہو اور یہ بات بمقابل نیت اور قیاس اوپر تلبیہ اور تسبیحات رکوع اور سجود کے قیاس
ہے اور قیاس بمقابل نص ہی کما لا یخفی اور بیچ تکبیر مین دونون ہاتہ اوٹھاتے بیچ اکثر حدیثون
کے ایسا ہی واقع ہوا ہی اور مذہب ابی یوسف اور مختار جماعت فقہاے حنفیہ سے مثل قاضیخان
اور طحاوی کے یہ ہی اور کہتے ہین کہ رفع سنت تکبیر ہے پس نزدیکی ہو اوسکے تین اور بعض حدیثون
مین تاخیر تکبیر رفع یدین سے بہی آئی ہے اور مذہب امام ابی حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا
یہ ہی اور کل مشائخ اسپر ہین اور ہدایہ مین اسکو نہایت صحیح کہا اور کہتے ہین کہ رفع یدین مین نفی
کبریائی کی ہی سوائے حق جل جلالہ کے اور تکبیر مین اثبات کبریا خاص اوس سبحانہ کی ہے اور نفی اثبات
پر مقدم ہو جیسا کہ بیچ لا الہ الا اللہ کے اور شرح ابن الہمام مین اس جگہہ پر تیسرا قول بہی نقل کیا ہے
اور وہ تقدیم تکبیر ہے رفع پر اور ایک حدیث بیہقی سے سنن کبری مین انس سے بہی موافق
اسکی لایا ہی پس مجموع تین قول ہین اور جائز ہی کہ سب وہ فعل اوس حضرت کی ہون اوقات متعددہ
مین واللہ اعلم اور ہاتہ اوٹہانے مین اکثر برابر کان کی سو جاتے تہے اور کبہی کاندھون تک یہ مذہب

ابو حنیفہ کا ہے اور مروی ہے احمد بن حنبل سے اور تمسک الکا بیچ حدیث وایل بن حجر کے ہے کہ مسلم اور ابو داؤد نے روایت کی ہے اور دوسرا مذہب شافعی اور مالک کا اور احمد سے بھی آیت ہے اور وہ بھی حدیثون مین واقع ہوئی ہے اور حدیث ابی حمید ساعدی کی کہ درمیان جماعت کے صحابہ سے کہا کہ مین زیادہ تر حافظ تمہارا ہون نماز پیغمبر صلعم کے تئین آیا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیچ اوقات فعل آن حضرت کی ہو بعد اوسکے وہ ہاتھ باندہتا تہا اوپر رکہتے زیر سینہ بالای ناف نزدیک شافعی کے اور زیر ناف نزدیک امام ابی حنیفہ کے اور بعض اصحاب شافعی کے کذا فی المواہب اور ہدایہ مین بیچ مذہب شافعی کے بالای سینہ کہا ہے اور مذہب امام احمد مین موافق مذہب امام ابی حنیفہ کے کہا ہے اور ایک روایت مین نزدیک اوسکے مخیر ہے کہ سینہ پر رکہے یا زیر ناف اور ترمذی نے کہا کہ حکم اس باب مین واسع ہے نزدیک علماء کے یعنی جو کچھ کرین جایز ہے بعد اسکے پڑہتے دعاء استفتاح کو سبحانک اللہم وبحمدک الا آخرہ اور ادعیہ استفتاح بہت ہین انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض الخ ومثل اوسکے اور شافعیہ اوسکے تئین کلا او بعضا نماز فرض او نفل مین بالکل پڑہتے تہے اور نزدیک حنفیہ کے وہ سب مخصوص نوافل اور نماز شب مین ہے اور فرض مین سوای سبحانک اللہم کے نہین ہے اور نزدیک ابی یوسف کے ثنا اور توجیہ دونون آئی ہین اور مراد ثنا سے سبحانک اللہم ہے اور توجیہ سے مراد انی وجہت وجہی ہے اور مختار طحاوی بھی اسی پر ہے ولیکن کہا ہے کہ معلی مختار ہے کہ توجیہ بعد ثنا کے کہی یا پہلے اوسکے اور یہ بھی روایت ہے ابی یوسف سے اور مشہور تاخیر توجیہ کی ہے ثنا سے اور جو کہ بعض اشخاص قبل شروع نماز نیت مین انی وجہت پڑہتے ہین موافق سنت کے نہین اور بیچ اسناد کے سبحانک اللہم ایک بات ہے اور طیبی نے کہا یہ حدیث حسن مشہور ہے اور مخرج ہے بیچ کتاب مسلم کے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ اور حاصل کیا اوس سے عبد اللہ بن مسعود نے اور سوا ان کے اوسکو مجتہدین صحابہ سے اور متابعت کی ہے بہتون نے علماء تابعین سے اور سوای انکے اور اختیار اوسکو ابو حنیفہ نے اور سوای انکے اور علماء نے اور کیونکر نسبت کیجاوے اس حدیث کی ساتہ طعن اور ضعف کے اور بڑے علماء حدیث اوسپر گئے ہین مثل سفیان ثوری اور احمد بن حنبل اور اسحق بن راہوہ وغیرہم اور تحقیق طعن کیا ترمذی نے کی بیچ ایک اسناد کے ہے کہ جو وہ لایا ہے نہ کل سندون اوسکی کے

اور کیونکر ہو کہ اعلام ائمہ کا اس حدیث کو لایا ہو اور اوس سے اخذ کیا ہے اور نہ لبعد دعا استفتاح کے اور استعاذہ کرنا اور کہنا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور استعاذہ قبل پڑہنے قرآن کے مسنون ہے کیا نماز میں اور کیا غیر نماز میں نزدیک عامہ سلف کی ثوری اور عطا سے وجوب اوسکا بہی آیا ہے بجہت ظاہر حکم کہ فرمایا واذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ اور اختلاف ہے بہی بیچ فقہا اور بہی بیچ قراء کے کہ افضل اعوذ باللہ کہے ساتہ استعذ باللہ کے اور بیچ بعض شروح شاطبیہ سے جبیر بن مطعم سے روایت لایا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح پڑہتے تہے اور فرماتے تہے ایسا ہی پڑہوایا ہمکو جبرئیل نے اور حدیث ابی سعید میں بہی لفظ اعوذ باللہ آئی کذا فی شرح ابن الہمام اور ہدایہ میں کہتا ہے کہ اولی وہ ہے کہ استعیذ کہے تا موافق ہووے ساتہ لفظ قرآن کے بعد استعاذہ کے کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور پڑہنا التسمیہ کا اول صلوۃ میں مجمع علیہ ہے اگرچہ نزدیک امام ابیحنیفہ کے جزو نہیں ہے نہ فاتحہ سے اور نہ کسی سورہ سے ولیکن اول صلوۃ میں فقط پڑہے پس وہ مفتاح صلوۃ ہے نزدیک اوسکے مثل تعوذ کی اور ایک روایت میں پہلی ہر رکعت کی اور یہ قول صاحبین کا ہے کس واسطے کہ تسمیہ واسطے افتتاح قرآن کے ہے اور ہر رکعت مستقل ہے بیچ قرأت کی اور احتیاطا باعتبار اختلاف علما کے بیچ ہونے اوسکی کے سوائی فاتحہ کے نہ درمیان فاتحہ اور سورہ کی مگر نزدیک امام محمد کی بیچ صورت مخافت کے ہے اور رجحان کہ پڑہنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم کا متفق علیہ ہے ولیکن اختلاف ہے جہر اور اسرار اوسکے کی اور اونہوں سے کہ قائل ہیں ساتہ اسرار التسمیہ کے ابو حنیفہ اور ثوری اور احمد ہے اور مروی ہے عمر اور علی اور ابن مسعود اور عمار بن یاسر اور عبد اللہ بن الزبیر سے اور مروی ہے انس سے کہ کہا نماز پڑہی میں نے پیچہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور پیچہے ابی بکر اور عمر اور عثمان کے اور نہ دیکہا میں نے اونہوں سے کہ جہر کرتے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو رواہ احمد والنسائی وابن خزیمہ والدارقطنی اور جامع الاصول میں حدیث انس در باب ترک جہر بتسمیہ کے ستے کتب سے روایت کی ہے دارقطنی نے کہا کہ صحیح نہوا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن بعض صحابہ سے روایتیں آئی ہیں بعضی صحیح اور بعضی ضعیف اور امام احمد نے تنصیص کی ہے نہ بعض ائمہ نے کہ مدینے میں جہر ساتہ تسمیہ کے کرتے تہے بجہت بیان سنت کرتا الا بعضوں نے شراح حدیث سے کہا ہے کہ جو کچہ مروی ہے حضرت رسول

جہر بھی واسطے تعلیم کے تھا جیسا کہ نماز ظہر میں احیاناً بیچ بعض سورتوں کے جہر کرتے تھے تاکہ جانین کہ فلان سورہ پڑھتے ہیں تعلیماً للامۃ کما قیل اور صاحب سفر السعادت کہتا ہے کہ آنحضرت بعض وقتون میں بسم اللہ ساتھ جہر کے کہتے تھے اور بعضے وقتون میں اخفا کرتے تھے اور ترمذی نے اپنی جامع میں دو باب مقرر کیے ہیں پہلا ترک جہر بسم اللہ میں اور کہا گیا ہے عمل نزدیک اکثر اہل علم کے اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی انھون سے ہیں اور سوا انھون کے اور وہ لوگ کہ بعد انھون کے ہیں تابعین سے ہیں اور اسکا قائل ہے سفیان ثوری اور عبداللہ بن المبارک اور احمد اور اسحق اور کہتے ہیں جہر نکرین مصلی بسم اللہ الرحمن الرحیم کو اور کہین اوسکو اپنے نفس میں آہستہ اور دوسرا باب بیچ جہر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے لایا ہے اور اوسمین حدیث لاتا ہے ابن عباس رض سے کہ کہا جہر کرتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم کو اور کہا ترمذی نے یہ حدیث قوی نہین اور قائل ہیں اوسکے چند صحابہ سے کہ ابو ہریرہ اور ابن عمر اور ابن الزبیر انھون سے ہیں اور بعضے تابعین سے اوسیر ہیں اور مذہب شافعی کا یہ ہے انتہی اور حاکم نے کہا کہ حدیث ابن عباس رض کی صحیح ہے بعلت حاکم نے صحت اوسکی کی اور حدیث ابی ہریرہ کہ بیچ جہر کے آئی ہے وہ بھی صحیح ہے اور کہا ہے کہ یہ دونون حدیث اشمل احادیث سے ہے بیچ جہر کے اور شیخ ابن الہمام آئین البر سے لایا ہے کہ کہا مذہب شعبی اور نخعی اور اوزاعی اور قتادہ اور عمر بن عبدالعزیز اور اعمش اور زہری اور مجاہد اور حماد اور ابی حمید میں بھی ترک جہر ہے اور بعضے حفاظ سے کہا ہے کہ کوئی حدیث صحیح نہین ہے بیچ جہر کے مگر اسناد اوسکی میں مقال ہے نزدیک اہل حدیث کے اور اسواسطے اعراض کیا ہے ارباب مسانید مشہورہ نے اور تحدیث نہین کی ہے اونھون سے کوئی چیز باوجود اشتمال کتابون انکی کے اوپر حدیثون ضعیفہ کے اور ابن تیمیہ نے کہا کہ پہنچا ہے ہمکو دارقطنی سے کہ کہا صحیح نہین ہوئی ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیچ جہر کے واسطے تسمیہ کے کوئی حدیث اور بالجملہ حدیثین وارد ہ اسباب میں اکثر اور ارجح ہین جیسا کہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے پس جو کچھ مشہور ہوا ہے بعض آدمیون میں جہر ارجح ہے اور مذہب امیر المومنین علی مرتضی رض کا جہر تھا صحیح نہین اور خود معلوم ہوا کہ مذہب انھون کا اور مذہب خلفاء ثلثہ کا ترک جہر ہے بعد اوسکے فاتحہ پڑھتے اور آخر فاتحہ میں آمین کہتے نماز جہری میں جہر سے

اور بیچ پڑہنے کے چپکے سے اور مقتدی بھی ساتہ موافقت کے آمین کہتے اور بیچ جہر کے فرق
نماز جہری مین حدیثین واقع ہوئین اور مذہب شافعی اور احمد کا یہی ہے اور مذہب مالک مین
تھوڑا اختلاف ہو اور مذہب ابو حنیفہ مین اخفا ہو مطلقاً اور جامع ترمذی مین حدیث رفع صوت
کی ساتہ آمین کے اور خفض صوت کی ساتہ اوسکے دونون لایا اور حدیث جہر کو ترجیح کی ہے اور بخاری نے
بھی یہی نقل کیا ہو اور کہا کہ عمل اکثر عالمون کا صحابہ سے اور تابعین کا اسی پر ہے انتہی عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اخفا کرے امام چار چیزون کے تئین تعوذ اور بسم اللہ اور آمین اور سبحانک
اللہم وبحمدک اور ابن مسعود سے بھی مثل اسکے آیا ہو اور سیوطی نے جامع الجوامع میں ابی وایل سے
روایت لایا ہو کہ کہا تھے عمر اور علی کہ جہر نہین کرتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور ساتہ تعوذ اور
ساتہ آمین کے اور شیخ ابن الہمام نے ابی وایل سے بیچ اخفا اور جہر دونون کے روایت لایا اور
کہا دونون حدیثین ابن مسعود کی ہین اور جان کہ بعض روایات مین باواز آیا ہو اور یہ احتمال
مد ہمزہ کا بھی رکھتا ہے لیکن صحیح وہ ہے کہ مراد رفع صوت کی ہے بقرینہ دوسرے روایات
کے کہ رفع صوت مین آئی ہے اور بعضی روایتون مین آیا یہ کہ جہ بہا المسجد بیچ ساتہ وجیمون
کے ہلنا اور کانپنا اور آمین ساتہ الف اور تخفیف میم کے ہے اور قصر الف کا بھی جائز ہے اور مد الف
کو ساتہ تشدید کے نزدیک بعضون کے خطا ہو اور مفسد نماز نہین کیسواسطے کہ کلمہ قرآن ہے بیچ قول اوس
سبحانہ کے امین البیت الحرام اگرچہ نہ ساتہ اس معنی کے ہے اور نزدیک بعضون کے خطا نہین اور اگر
خطا بھی ہو معنی رکھتا ہو ای قاصدین الاجابتہ کذا ذکر الشیخ ابن الہمام نقلا عن الحلوانی اور بیچ کلام
شیخ ابو عبد الرحمن سلمی صوفی کے بھی ساتہ اس معنی کے کہا ہے اور بعضی فقیہون نے اوسکی خطا مین
مبالغہ کیا ہے اور ظاہر ہوا کہ مخطی خاطی ہے بعد فاتحہ سورہ پڑھتے اور نماز صبح مین قرأت دراز
کرتے بقدر ساٹہ آیہ کے صد آیہ تک اور کبھی سورہ قاف پڑھتے اور کبھی سورہ روم اور کبھی قرأت
مین تخفیف کرتے اور سفر مین معوذتین پڑھتے اور روز جمعہ مین بیچ نماز فجر کے سورہ الم تنزیل
پہلی رکعت مین اور ہل اتی علی الانسان دوسری رکعت مین پڑھتے اور شافعیہ اوپر اس عمل کے
مواظبت اور مداومت نادر رکھتے ہین اور قطعاً خلاف اوسکے وجود مین نہین لاتے اور
نزدیک حنفیہ کے توقیت سورہ اور تعیین اوسکی مکروہ ہے اور شیخ ابن الہمام نے طحاوی اور اسبیجابی

مین نقل کرتے ہین کہ یہ اوپر خواہش کے ہے کہ اوسکو لازم جانے اور غیر اوسکے کو مکروہ لیکن اگر
پڑہے موافق حکم فاقروا ما تیسر من القران کے یا بجہت تبرک قراۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر کوئی
کراہت نہین رکہتا ولیکن اس شرط پر کہ پڑہے غیر اونہون کے بھی تعین احیانا تا گمان نہ لیجاوے جاہل
کہ سوای اسکی جایز نہین ہے اور صاحب محیط سے بہی نقل کیا ہے کہ کہا مستحب ہے قرات اونکی صبح کو روز
جمعہ کے بشرطیکہ احیانا سوای اونکی پڑہے تا گمان نہ لیجاوے جاہل کہ سوای اوسکی جایز نہین ہے
اور شیخ ابن الہمام نے کہا کہ تجویز نہین ہے اس عبارت کے بعد علت جیسا کہ کلام ہدایت مین آیا ہے
انتہی اور ظاہر وہ ہے کہ نزدیک حنفیہ کے مداومت اوسکی آنحضرت سے ثابت نہین ہوئی ہے
اگرچہ طبرانی نے حدیث ابن عباس سے زیادہ کل جمعۃ لایا ہے اور بعضی روایتون مین حدیث ابن مسعود سے
آیا دیکہا مینے وذلک واللہ اعلم اور نماز جمعہ مین سورہ جمعہ اور منافقون پڑہتے اور کبہی سبح اسم ربک الاعلی
اور غاشیہ پڑہے اور پڑہنا سورہ جمعہ کا شب جمعہ مین بہی آیا ہے سیوطی نے سورہ منافقون کا بہی
ذکر کیا ہے اور حاصل کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہتے سورہ ہای طویل یا قصیر سے بیچ
نماز کے کہ ہوتا میسر پڑہتے موافق مصلحت کے اور حکم کہ بیچ وقت کے حاصل ہوتا کذا جاء فی حدیث
ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جو کچہہ مشہور اور معمول ہے اور اکثر ائمہ فقہ اوپر ہین کہ فجر اور ظہر کو طوال
مفصل پڑہتے اور عصر اور عشا اوساط سے اور مغرب مین قصار سے غالب احوال حضرت
نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی طرح رہا اور اخبار اور آثار اس باب مین بہت ہین اور
ہدایہ مین کہتا ہے کہ اصل اس باب مین کتاب امیر المومنین عمر رض کی ہے طرف ابی موسی اشعری
رضی اللہ عنہما کی اور لابد جو کچہہ عمر نے لکہے سوای موافق سنت کی نہو اور جو کچہہ روایات سے برخلاف اوسکی آئی
صحیح ہے ولیکن حکم غالب کی تعین ہے واللہ اعلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو قرات سے فارغ
ہوتے تکبیر کہتے اور رکوع مین جاتے اور یہ تکبیر حالت قیام مین ہے یا حال انحطاط مین اکثر
اصحاب یہ ہین کہ تکبیر حالت انحطاط مین کہے جیسا کہ ہدایہ مین جامع صغیرہ سے نقل کیا کہ تکبیر
مع الانحطاط اور اسی طرح جو سر اوٹہاتے رکوع سے اور حدیث مین آیا ہے کان یکبر فی کل خفض
اور رفع تکبیر کہتے آنحضرت نماز مین ہر مرتبہ کہ سر جہکاتے اور اوٹہاتے اور یہ تکبیر ساتہ رفع یدین کے
ہے نزدیک شافعی اور احمد اور سوای انکی اور نزدیک باقی کے رفع اور یہ عجیب اختلاف ہے بیان

حنفیہ غیرہم کے اور شافعیہ بیچ صحت حدیث رفع کے مبالغہ بہت کرتے ہین اور صاحب سفر السعادت
نے کہا کہ یہ حدیث کثرت روایت سے ساتھ تواتر مانندہ کے ہے اور چار سوا حضرت رسالت اور
صحابہ سے اس باب مین صحیح ہوئے عشرہ مبشرہ سے روایت کرتے ہین اوسکے تئین اور ترمذی نے
اوپر عادت اپنی کے کہ درباب اختلاف احادیث اور اعمال علما کے رکھتا ہے دو باب مقرر کیے
پہلا باب رفع الیدین اور اس باب مین حدیث ابن عمر کی لایا کہ کہا دیکھا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو جو افتتاح کرتے اوٹھاتے دونون دست مبارک اپنے کو کہ مقابل ہوتے کاندہون
کے اور جو رکوع مین جاتے اور اوٹھاتے سر رکوع سے اور بعضی روایتون مین آیا ہے وکان
لا یرفع بین السجدتین اور اشارہ ساتھ کثرت طرق حدیث کی اور اصحابون سے بھی کیا ہے اور عمل
بہت صحابہ اور تابعین سے اور سوا انکو مجتہدین سے مثل اوزاعی اور عبداللہ اور شافعی
اور احمد اور اسحاق کے ساتھ اوسکو ذکر کیا ہے اور تصحیح اس حدیث کی کی اشارہ طرف رجحان اس
جانب کی کیا ہے دوسرا باب من لم یر الرفع الا عند الافتتاح اس باب مین حدیث علقمہ کی
عبداللہ بن مسعود سے لایا ہے کہ اپنے یارون سے فرمایا پڑھی مین نے ساتھ تمہارے نماز رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی پس ادا کی ابن مسعود نے نماز اوسکی اور نہ اوٹھایا دونون ہاتھون کو مگر واسطے
تکبیر افتتاح کے اور کہا ترمذی نے کہ اس باب مین براء ابن عازب سے آیا ہے اور کہا کہ حدیث
ابن مسعود کی نیک ہے اور ساتھ اسکے قائل ہین بہت اہل علم صحابہ اور تابعین سے اور قول
سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہ ہے اور امام محمد اپنی موطا مین مالک و زہری و سالم بن عبداللہ
بن عمر اور اوسکے باپ سے لایا ہے کہ کہا سنت وہ ہے کہ تکبیر کہے اور ہر خفض اور رفع کے لیکن
رفع یدین سوا ابتدا نماز کے ایکبار سے بیش یعنی زیادہ نہووے اور یہ قول ابو حنیفہ کا ہے اور
اوسمین آثار بہت آئے ہین بعد اوسکے عاصم بن کلیب جرمی سے اور باپ اوسکے سے کہ تابعین
امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام سے ہے اور بہت روایتون مین لایا کہ وہ رضی اللہ عنہ رفع یدین
نہین کرتا تھا سوا پہلی تکبیر کے اور ابراہیم نخعی سے لایا کہ کہا نہ اوٹھاوے دونون ہاتھون کو بیچ
نماز کے بعد پہلی تکبیر کے اور عبدالعزیز بن حکیم سے لایا کہ کہا دیکھا مین نے ابن عمر کو کہ اوٹھایا ہاتھون
کو بیچ پہلی تکبیر افتتاح کے اور نہ اوٹھایا سوا اوسکے اور ثوری سے حدیث ابن مسعود کو بھی نقل کیا ہے

انتہی مشکوۃ الآثار سے طحاوی نے نقل کیا ہے کہ روایت کی مجاہد نے کہا میں نے نماز پڑھی پیچھے
ابن عمر کے پس نہ اوٹھائے اونہوں دونوں ہاتھ اپنے مگر پہلی تکبیر میں اور اسود نے روایت کی کہ دیکھا
مین نے عمر بن الخطاب کو نہ اوٹھائے دونوں ہاتھ اپنے مگر بیچ پہلی تکبیر کے اور جو عمر اور علی اور
ابن مسعود ساتھ نزدیک جگہہ اونکی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوپر اوسکے
ہوں اور بعد انکے اونہوں کو ابن عمر کہتین میں نے دیکھا کہ ایسا ہی کرتے جو کچھ برخلاف اوسکے نقل کرین مبادا
احق ساتھ قبول کے نہو اور شرح ابن الہمام میں ابراہیم سے اور علقمہ اور عبداللہ سے لایا ہے کہ کہا
اوانکی میں نے نماز ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ابی بکر اور عمر کے نہ اوٹھایا ہاتھوں
کو مگر نزدیک شروع نماز کے اور نہایہ شرح ہدایہ میں کہتا ہے کہ عبداللہ بن الزبیر سے روایت کی ہے کہ
ایک مرد کو دیکھا کہ نماز ادا کرتا ہے مسجد الحرام میں اور اوٹھاتا تھا ہاتھوں کو نزدیک رکوع اور
نزدیک اوٹھانے سر کے رکوع سے پس کہا ابن زبیر نے ایسا مت کر یہ وہ چیز ہے کہ کیا اوسکو میں
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اوسکے ترک کیا یعنی یہ حکم اوائل میں تھا پس منسوخ ہوا اور کہا
ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اوٹھایا رسول اللہ نے ہمنے بھی اوٹھایا اور ترک کیا حضرت نے
ہمنے بھی ترک کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ کہا عشرہ مبشرہ نہین
اوٹھاتے تھے ہاتھوں کے تئین مگر نزدیک افتتاح کے اب معلوم ہوا کہ اخبار اور آثار طرف
اوٹھانے اور نہ اوٹھانے کے دونوں ثابت ہیں پس چارہ نہ تھا اوس سے کہ کہوں میں اوٹھانا
اور نہ اوٹھانا دونوں تھا اختلاف اوقات میں ایا پہلے اوٹھانا تھا اور آخر میں منسوخ ہوا
اور شیخ کمال الدین ابن الہمام نے کہا کہ تحقیق ہے کہ پہلی نماز میں اقوال اور افعال جنس سے اس نوع کے
مباح تھے کہ منسوخ ہوئے ہیں پس دور نہین کہ وہ بھی اسی قبیل سے ہو شامل ہو کے ہووے
خصوصًا ثابت ہوا کہ جو کچھ معارض اوسکا ہے وہ ثبوت کہ لا مرد لہ ہے بخلاف عدم رافع کے کہ
راہ نہین پاتا ساتھ اوسکے احتمال عدم مشروعیت کا کسو واسطے کہ وہ اوسکی جنس سے نہین کہ عہد
کی گئی ہے بیچ اوسکے عدم مشروعیت بلکہ جنس خشوع اور سکون سے ہے کہ مطلوب ہے بیچ
نماز کے ساتھ اجماع کے روایت کی ہے ابو حنیفہ نے حماد اور ابراہیم سے کہ ذکر کی گئی نزدیک
اوسکے وائل بن حجر سے کہ دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ اوٹھاتے تھے اپنے

ہاتھون کو نزدیک رکوع کے اور نزدیک سجود کے پس کہا ابراہیم اعرابی نے کہ نہ اداکی ہو یا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کسی نماز کو مگر اوس دن آیا وہ جاننے والا ہے عبداللہ اور اصحاب اوسکے سہو آیا یاد کیا اوسنے
اور انہون نے یاد نکیا اور تحقیق حدیث کی مجھکو جماعت بیرون حد شمار سے عبداللہ سے کہ وہ نہین
اوٹھاتا تھا ہاتھون کو مگر ابتداہی نماز مین اور حکایت کیا اوسکے تئین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اور عبداللہ عالم ہے شرایع اسلام اور حدود اوسکی کا اور متفق ہے احوال نبی صلعم کے تئین اور نزدیک آنحضرت
اوسکی تئین سفر اور حضر مین اور اداکی نماز ساتھ آن حضرت صلعم کی بیشمار اور بے حساب پس حاصل کرنا قول
اوسکی کا نزدیک تعرض کی اولی ہوا فراد مقابل اوسکے سے پس چارہ نہین قول سنت دونون مفصلہ
سے انتہا نہین ساتھ ترجیح ایک جانب کی جیسا کہ کہا واللہ اعلم اور شرح سفر السعادۃ مین کلام اس
مقام مین زیادہ اس سے کیا گیا ہے فصلیات اور رکوع مین دونون کفدست کو اوپر زانو کے
سخت پکڑتے اور اونگلیون مین تفریج کرتے اور کہا ہے کہ اونگلیون کی بیچ نماز کے تئین حالت
تھی تفریج حال رکوع مین اور ملانا حال سجود مین اور اپنے حال پر چھوڑنا بعضم اور تفریج حال
احرام مین اور تشہد مین اور آرنج کو پہلو سے دور کرتے اور پشت کو سیدھا کرتے اور سر کو برابر پشت
کو رکھتے نہ نیچے اور نہ برداشتہ اور تین بار کہتے سبحان ربی العظیم اور یہ ادنی ہے اور کہا ہے ادنی کمال ہے
اور اگر زیادہ تین سے کہے افضل ہے بعد اوسکے کہ وتر ہو پانچ یا سات یا نو اور کہا ہے کہ غایت
کمال کی کچھ حد نہو بعضون نے دس تک کہا اور بعضون نے منفضی تک بخوف سہو نہو اور بعضون
نے قریب بقدر قیام تک اور یہ جملہ بیچ منفرد کے ہے اور امام کو رعایت طرف مقتدیون کی
لازم ہے کہ اونہون مین پیر اور ناتوان ہوان اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے آیا
کہ کہا نہین پڑہی مین نے نماز پیچھے کسی ایک کی کہ مشابہ تر ہو نماز پڑہنے مین اوپر رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جوان سے یعنی عمر بن عبد العزیز اور اندازہ کیا رکوع اور سجود اوسکو
ساتھ دس تسبیح کی یعنی اگرچہ کمتر دس ہی کہتا اور سجدہ بہی اسی طور کرتے اور جو سجدہ مین جاتے
زانوؤن کو ہاتھون سے آگے سے زمین پر رکہتے بعد اوسکے ہاتھون کو رکہتے اوسکے بعد پیشانی
اور ناک اور نزدیک بعضون کی ناک پیشتر پیشانی سے رکھے کہ اقرب ہے اور مذہب ابو حنیفہ اور
شافعی اور احمد کا یہی ہے کہ زانو پہلے رکھے اور مذہب مالک اور اوزاعی مین تقدیم وضع

یدین ہے اور رکبتین سے اور امام احمد سے بھی روایت آئی ہے اور سجدہ سات عضو سے کرتے سر اور یدین اور رکبتین اور قدمین اور جبہہ اور انف دونون سے کرتے اور کفایت ساتھ جبہہ کے تنہا اور انف مین قول ہین نزدیک حنفیہ سے اور مختار ساتھ دونون کے ہے اور ساتھ اوٹھانے دونون قدم کے فاسد ہوتی ہے نماز اور ایک قدم اوٹھانے مین مکروہ کذا فی شرح ابن الہمام اور سجدے مین ہاتھون کو پہلو سے دور رکھتے جیسا کہ ظاہر ہوتا ساتھ بیاض ابطین شریفین کا اور بازو کو اور شکم کو رانون سے بھی دور رکھتے جیسا کہ بزغالہ اوسکے اندر سے نکلتا اور بیچ سجدہ کے سر مبارک درمیان دو شانون کے رکھتے اور قومہ اور جلسہ بھی موافق اندازہ رکوع اور سجود کے ہوتا اور کبھی اس قدر کرتے کہ کوئی وہم میں پڑتا کہ نماز کو شاید فراموش کیا اور صحیحین مین آیا کہ قیام اور رکوع اور اعتدال اور سجدہ اور جلسہ قریب برابری کے تھا یہ گمان کیا گیا ہو اوپر اوسکے جو قیام طویل ہوتا رکوع اور قومہ اور سجدہ اور جلسہ سب طویل ہوتے اور جو قیام خفیف ہوتا سب خفیف ہوتے نہ یہ کہ یہ سب بمقدار قیام کے ہوتا ایسا تاویل کیا اس حدیث کو اور یہ باعتبار غالب اور معتاد کے ہے الا بعض اوقات جیسا کہ نماز خسوف اور کسوف مین اور احیانا نماز تہجد مین رکوع اور سجود اور قومہ اور جلسہ برابر ہوتا ساتھ قیام کے اور حدیثین بیچ باب اطمینان اور اعتدال رکوع اور سجود اور قومہ اور جلسہ بہت وارد ہوئی ہین اور حکم وہ ہو کہ ہڈی پیٹھ کی سیدھی کرے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بدترین چوریون کی چوری بیچ نماز کے ہے کہا یا رسول اللہ چوری نماز مین کیونکر ہو فرمایا یہ کہ تمام نہ کرے رکوع اور سجود کو اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو دیکھا کہ نماز ادا کی اور تمام نکیا رکوع اور سجود کو جو فارغ ہوا وہ مرد نماز سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اوسکو اپنے پاس بلایا اور کہا یہ کیا نماز تھی کہ تو نے پڑھی اور اصل نماز نہ پڑھی تو نے اگر مرے تو اس حال مین مرے تو اوپر غیر فطرت کے یعنی اوپر غیر اوس دین کے کہ پیدا کیا ہے پروردگار عالم نے محمد کو اوپر اوس دین کے اور نزدیک شافعی اور احمد اور ابی یوسف کے تعدیل اور اطمینان بیچ رکوع اور سجود اور قیام کے درمیان رکوع اور سجود اور جلسہ درمیان سجدتین کے ہمہ فرض ہے اور بقول مشہور نزدیک امام احمد کے تسبیح رکوع اور سجود بھی واجب ہے اور ایک روایت مین فرض اور ایک روایت مین سنت اور نزدیک امام ابو حنیفہ اور محمد کے اطمینان رکوع اور سجود مین بیچ

ظاہر روایت کے ساتھ تخریج کرخی کے واجب ہوا اور واجب ہے سجدۂ سہو نسیان اوسکے کو سجدہ اور ساتھ تخریج
جرجانی کے سنت لیکن قومہ اور جلسہ سنت ہے اور بعض مالکیہ بھی اسپر ہیں اور یہ کہتے ہیں حقیقت رکوع
کی جھکنا ہے اور حقیقت سجود کی رکھنا پیشانی کا اوپر زمین کے اور بیچ مفہوم انھوں کے اجمال
نہیں کہ محتاج ساتھ بیان کے ہو پس فرضیت متعلق بقدر ادنے کے ہوویگی اور زیادتی باب تکمیل
اور تتمیم سے ہو کہ اوسکے ترک میں نماز ناقص ہو اور ناتمام ہوا اور کرنیوالا اوسکا گنہگار اور بعضی بعضے
ائمہ مذہب سے نقل کرتا ہے کہ جو کوئی ترک کرے اعتدال رکوع اور سجود میں لازم ہوا اوسپر
اعادت اور بیچ شرح ابن الہمام کے لایا کہ پوچھا گیا امام محمد ترک طمانینت سے کہا ڈرتا ہوں میں
کہ جائز نہو اور سرخسی سے آیا ہے کہ جو ترک کرے اعتدال کو لازم ہے اوسپر اوسکا اعادہ اور بعض مشایخ
سے کہا ہے کہ لازم ہے اور دافع فرض ثانی سے ہے اور یہ تقاضا کرتا ہے عدم سقوط کے تئیں
ساتھ اول کے اور یہ لازم ہے رکن ہے نہ واجب انتہی بیچ تعدیل اور اطمینان رکوع اور
سجود کے ہو لیکن بیچ قومہ اور جلسہ کے کہتے ہیں کہ نقل کرنا ساتھ ایک رکن کے ایک رکن سے
مقصود لذاتہ نہو پس رفع راس کا رکوع سے واجب نہو کیا انتقال اوس سے ساتھ سجود
کے بے رفع ممکن ہے بخلاف سر اوٹھانے کے سجود سے کیونکہ ممکن نہیں دوسرا سجدہ بے رفع
کے اور ایک روایت میں ابو حنیفہ سے سر رکوع سے اوٹھانا فرض ہے لیکن سیدہا اوٹھنا
فرض نہیں ہے اور متمسک آئمہ فعل آنحضرت صلعم کا ہے کہ ہمیشہ اور مدام اس باب میں اوپر
ایک نہج اوپر ایک قرار کے تھا اور یہ حدیث بخاری اور مسلم اور وغیرہ ابی ہریرہ رض سے
لاتے ہیں کہ اعرابی مسجد میں آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم گوشہ مسجد میں بیٹھے تھے پس
پڑہی اوس مرد نے دو رکعت نماز اور تمام نہ کیا رکوع اور سجود کو پھر آیا اور حضرت صلعم کو سلام کیا
اور حضرت صلعم نے اوسکے سلام کو رد کیا اور فرمایا اعادہ کر اپنے نماز کو کہ نہیں پڑہی ہے نماز تو نے
وہ مرد گیا اور اعادہ کیا پھر حضرت صلعم کے پاس آیا اور سلام کیا اور پھر فرمایا جا اعادہ کر کہ تو نے
نماز نہیں پڑہی تین بار اسی طرح کیا پس کہا اوس مرد نے قسم اوس خدا کی کہ بھیجا تمکو ساتھ حق کے
میں بہتر اس سے نہیں جانتا اور کرنا پس سکھاؤ مجھکو ای رسول خدا صلعم کہ کیونکر پڑہوں نماز کو پس
پس آنحضرت صلعم نے بیان وضو اور استقبال قبلہ اور قیام اور قرأت کی فرمایا رکوع کر تا جب تک قیام

پکڑے تو اوس سے پیچہے اوٹھا لے اپنے سر کو کہ کھڑا ہو تو برابر اور ایسا ہی فرمایا بیچ سجدے کے
اور امام ابو حنیفہ اور محمد کہتے ہین کہ حکم اس مرد کو واسطے اعادہ نماز کے اس جہت سے تھا کہ نماز بوجہ کراہت
اور نقصان کے واقع ہو نہ از جہت بطلان اور فساد کے اور بہی اگر تعدیل فرض ہوتی پر آئمہ نہ چھوڑتے
اوسکو کہ بکرار اس طرح نماز پڑہتا اور حکم نکرتا اوسکو اوپر اوسکے آخر اوس نماز تک اور بیچ آخر کے
حدیث بروایت ابو داود کے بیچ ترمذی اور نسائی مین واقع ہوا ہے فاذا فعلت ہذا فقد تمت صلوتک
وان انتقصت من ہذا فانما انتقصت من صلوتک پس تسمیہ اوسکا بیچ نماز کے اور وصف اوسکا
ساتھ نقصان کے نزدیک فقہ کے تعدیل اور اطمینان پر دلالت رکہتا ہے اوپر ہونے فرضیت اوسکی
کے اور نہین تو خیر ما المذہب و یبطل شئلا واللہ اعلم جان کہ بیچ استفتاح نماز کے جیسا گذرا اور رکوع
اور سجود اور قومہ اور جلسہ دعائین آنحضرت سے ماثورہ ہین اور سجود مین بہی حکم واقع ہوا ہے
کہ فرمایا اجتہاد کرو تم دعا مین حالت سجود مین کہ لائق ہے کہ دعا ساجدون کی مستجاب ہو اور
اور بہی آیا ہے نزدیک ہونا بندے کا خدا سے بیچ حال سجود کے اور دعا دو طرح پر ہے
دعاے ثنا اور تحمید اور دعاے طلب اور سوال اور کہا ہے کہ مدح اور ثنا درگاہ حضرت کریم بیچ باب
مین متضمن سوال اور طلب کی ہے اور بحکم من شغلہ ذکری عن مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین حصول
مطلوب ہے اور ماثور اس باب مین شامل دونون طرح کے ہے اور اس جگہ سے ظاہر ہوا
کہ حنفیہ کہ بیچ نماز کے اقتصار اوپر ذکر دون کے کرین اور صریح دعا سے منع کرین تو بہی امتثال
حکم سے ساتھ دعا کے فارغ اور باہر نہین ہین اور حقیقت جامعیت کی وہ ہے کہ نوافل مین ساتھ
صراحت دعا کے بہی متمثل ہو وے اور فرایض مین اقتصار اوپر تسبیحات کے اور اذکار کے کرے
اور بعضی حدیثون سے بہی تخصیص ساتھ نوافل اور ساتھ نماز نفل کے بہی معلوم ہوتی ہے
اور بعض حنفیہ نے ان زیادہ دعاؤن کو حرام غیر مفسد رکہا اور عجب ہے کہ باوجود ورود حدیثون
صحیحہ کے بیچ عمل آنحضرت کے ساتھ اوس کے اطلاق حرام کا کرین اور معلوم نہین ہوتا کہ
بیچ مطلق نماز کے حرام رکہا فرائض اور نوافل کو اور یہ بغایت بعید ہے تو مخصوص ساتھ
فرائض کے رکہا اور یہ بہی اوپر اوس تقدیر کے ہے کہ جو معلوم ہو وے ساتھ نوافل کے
آیا اور فرائض مین مطلقًا نہ آیا اور اسی واسطے مقام تردد ہے اور جو دوسرے سجدے سے

سر اوٹھاتے واسطے دوسری رکعت کے اوٹھتے اور اس جگہہ دو قول ہین ایک یہ کہ اوپر زمین کے بیٹھتے اور دونون ہاتھ زمین پر رکھتے پس اوٹھتے اور اسکو جلسۂ استراحت کہتے ہین اور اختلاف ہی فقیہون کو اس جلسے کے حکم مین بعضے اوسکے تئین گمان اوپر سنت کے کرتے ہین جیسا کہ مذہب شافعی ہے کہ کہتے ہے کہ سنت ہے کہ بعد سجدہ دوم کے زمین پر بیٹھے سکنہ ٹھیک بعد اوسکے اوٹھے اور بعضے گمان اوپر حاجت کے کرین اور کہین نشست از جہت عذر اور حاجت کے ہوتی کبرسنی وغیرہ سے اور مذہب ابوحنیفہ اور مالک اور مختار بیچ مذہب احمد کے یہی ہے اور یہ کہتے ہین کہ سنت نہین اور تمسک امام شافعی کا ایک حدیث مین ہے کہ بخاری اور ترمذی اور نسائی مالک بن الحویرث سے روایت کرتے ہین کہ اونسے دیکھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جو رہتا بیچ وتر نماز کے اپنی پہلی رکعت مین اور تیسری مین تو نہ بیٹھتے اوپر زمین کے نہ اوٹھتے آور تمسکی لایا ہے کہ ابن ابی شیبہ نعمان بن ابی عیاش سے روایت لاتا ہے کہ کہا پایا مین نے بہتون کو اصحاب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اوٹھاتے سر مبارک اپنے کو دوسرے سجدے سے پہلی رکعت مین اور تیسری مین اوٹھتے جیسا کہ تھے بے اوسکے کہ بیٹھین اور ابن مسعود اور علی اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابن الزبیر نے ایسی ہی روایت کی اور یہ سب بڑے اصحاب ہین اصحاب سے رسول اللہ صلعم کے اور سخت تر تھے بیچ اتباع اوس حضرت کے اور ملازم تر تھے مالک بن الحویرث سے کہ حرمت اور نزدیک آن حضرت کے اقامت نہ کی پس واجب ہی تقدیم اوسکی اور ابوداؤد ابن عمر سے لایا ہی کہ کہا نہی کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اعتماد کرے مرد اوپر دونون ہاتھ اپنے کے جس وقت تک کہ اوٹھے اور حدیث وائل مین آیا ہی کہ جو اوٹھتے اعتماد کرتے اوپر فخذین کے اور توفیق بین الاحادیث وہ ہے کہ گمان کیا جاوے حدیث مالک بن الحویرث کو اوپر حالت کبر اور ضعف کی اور کہی اس مین جمہور آئمہ اور جان کہ جو کچھ اس جگہہ مذکور ہوا اختلاف جلسۂ استراحت کے تھا لیکن وہ کہ وقت اوٹھنے کے اعتماد اوپر فخذین کے کرے یا اوپر ارض کی جلسۂ استراحت کے سنت نزدیک امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے وہ ہے کہ دونون ہاتھون کو اوپر گھٹنون کے رکھے اور اعتماد اوپر گھٹنون کے

اور صحیح سجت اور حدیث کی کہ ابی داؤد و وائل بن حجر سے لایا ہے کہ دیکھا مین نے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کو کہ اوٹھتے ساتھ رکبتین کے اور اعتماد کرتے اوپر فخذین کے اور بھی ابو داؤد نے کئی جگہ
سے لایا ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہی کرتے کہ اعتماد کرے مرد دونون ہاتھ پر اور اوٹھے اور نزدیک
امام مالک کے جلسہ استراحت نہین لیکن وقت اوٹھنے کے اعتماد اوپر زمین کے کرتے ہین اور نزدیک ہمارے بحکم ضرورت
اور زیادت مشقت مین نزدیک کبر اور ضعف بدن کے اوسکے جایز ہے وصل اور جو تشہد مین بیٹھے بائین
پاؤن کو فرش کرتے اور دہنا پاؤن نصب کرتے اور اوسپر بیٹھتے اور قول امام ابو حنیفہ کا یہ ہے
اور نزدیک امام شافعی کے ایسا ہی ہے بیچ قعدہ اولی کے اور اسکو افتراش کہتے ہین اور دوسرے کو
تورک اور مذہب انہون کا وہ ہے کہ جس تشہد کے بعد اوسکے تشہد نہین خواہ وہی ایک تشہد ہووے
جیسا کہ نماز فجر مین اور خواہ دو تشہد جیسا کہ سوای نماز فجر کے تورک کرین اور صورت اوسکی جیسا کہ بیچ
حاوی کے کہ کتاب مشہورہ فقہ مین شافعی کی ہے کہا الانا دونون پاؤن کا پیچھے سے دہنی طرف
ساتھ القا اونہون کے موافق عادت معینہ اور تمکین مقعد اوپر زمین کے ہے اور دلیل انہون کی
حدیث ابی حمید ساعدی کی ہے کہ جماعت صحابہ سے کہا زیادہ جاننے والا ہون مین نماز رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا اور نزدیک امام مالک کے تورک ہے دونون جگہ مین اور نزدیک امام احمد کے
جس نماز مین کہ دو تشہد ہین تشہد اخیر مین تورک کرے کسواسطے کہ مصلی تشہد اولی مین مستعد
اور مہیی حرکت کا ہو اور حرکت اور قیام ہیئت افتراش سے آسان تر ہو اور بعد جلسہ اخیر کے کوئی عمل
نہین پس تورک کہ ہیئت سکون اور استقرار کی ہے مناسب اوسکی ہوا اور یہ چارون امام اس مسئلہ مین
اوپر چار قول مختلف کے پڑے ہین اور حجت امام ابو حنیفہ کی کہ وہ ہے کہ کہا ہو کہ حدیث صحیح
مسلم مین عائشہ رض سے اور دوسری حدیثون مین بھی طریق افتراش مطلق آیا ہے کہ سنت تشہد مین
یہ ہے اور بیٹھنا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی تھا بے تقیید اور ساتھ تشہد اولی یا اخیر
کے اور بھی مشقت اس صورت مین زیادہ ہے اور افضل اعمال آخر کا ہے بیچ بعضی حدیثون
دوسری کے ذکر طریقہ افتراش کا مطلق آیا ہے اور بعضی حدیثون مین کہ ذکر طریقہ تورک کا آیا ہے
تشہد اخیر مین یہ امر اسکو گمان کرتے ہین بحالت عذر یا کبر سن کے یا تطویل دعا مین کے بیچ اوسکے
کیونکہ طریقہ تورک مین محنت کمتر ہووے اور ہو سکتا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

وقتون مختلفہ مین ہر ایک ان راہون سے بیچ وجود کے آیا ہو جیسا کہ شکل اوسکے بیچ اعمال سنن اور نفلون کے
واقع ہوا ہی اور ایک ذاصحابون سے کہا ہے الحمد للہ الذی جعل فی الامر سعۃ اور جو تشہد پڑہتے
دونون ہاتہ اوپر دونون رانون کے رکھتے اور دست راست سے عقد اور اشارت کرتے
نزدیک شافعیہ کے عقد ترپن کے اور صورت اوسکی یہ ہے کہ اونگلیون کو قبض کرے مگر کلمہ کی اونگلی کو
کہ اوسکی تئین کشادہ کرے اور طرف ابہام نزدیک اصل کلمہ کی اونگلی کی طرف کف دست کی رکھے ایسی تفسیر کی عالمون
نے اور شافعیہ عقد ترپن کے تئین اور سند انہون کی حدیث ابن عمر کی ہے کہ مسلم لایا ہے اور نزدیک
حنفیہ کے عقد تسعین اور صورت اوسکی قبض خنصر اور بنصر اور بسط مسبحہ اور وضع ابہام ہے اوپر بیچ
وسطی کے اور یہہ بھی حدیث مسلم مین عبد اللہ بن الزبیر سے آیا ہے اور ایسا ہی ہے مختار بیچ
مذہب احمد اور شافعی کے بیچ قول قدیم اوسکے اور نزدیک مالک کے قبض کل اصابع دہنے ہاتہ کا اور بسط سبابہ کا
اور تحریک اوسکی اور خاص شافعیہ کے تئین کیفیت تحلیق مین ایک وجہ دوسری ہے اور وہ
رکھنا اونگلیون کا وسطی درمیان عقد تئین ابہام اور اونگلی مسبحہ کو بیچ شہادت کی اوٹھانا اور وقت
اشارت کی نزدیک بعضون کے وقت تلفظ الا اللہ کے ہے اور آگے بعضون قریب اتمام
اوسکے وقت تلفظ کلمہ اللہ کے اور مشہور وہ ہے کہ نزدیک نفی کے اونگلی اوٹھاوے اور نزدیک
اثبات کے رکہہ دیوے اور چاہیے کہ اشارت طرف فوق کے نہ پڑے تو ہوے ساتہ طرف کی تہوڑے و جاننا چاہیے
کہ عقد اصابع بیچ بیٹہنے اوپر کیفیت مذکورہ کی اور اشارت ساتہ سبابہ کے بیچ احادیث صحاح کے
واقع ہوا ہے اور جامع الاصول مین کتب ستہ سے اس باب مین حدیثین بہت لایا ہے اور
بعضی حدیثون مین ذکر عقد ہے ساتہ اشارہ کے اور بعض مین ذکر اشارت فقط اور یہی ہے
مذہب ائمہ حدیث اور فقہاے مجتہدین کا اور بہتون صحابہ اور تابعین سے اور کہا ہے کہ حق یہ ہے
کہ مذہب امام ابو حنیفہ اور صاحبیہ کا بہی یہی ہے اور متقدمین علماے حنفیہ نے تصریح کی ہے
ساتہ اوسکے ولیکن انہون کے متاخرین مین ایک خلاف درمیان مین آیا ہے ولیکن اگر
تمام حدیثون کو بیان کرون مین نہایت طول ہو بحمد اللہ کہ اپنی جگہہ پر مذکور ہین بات علماے
مذہب سے لاتا ہون تاکہ سود مند ہو اور شمنی کہتا ہے امام ابو یوسف نے بیچ امالی اپنی کے ذکر کیا ہے
کہ قبض کرے چہنگلیا کو اور اوس اونگلی کو کہ قریب ہے ساتہ اوسکے اور حلقہ کرے وسطی اور ابہام

سکے تئین اور اشارہ کرے ساتھ سبابہ کے اور امام محمد نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اشارت کرتے تھے اور جو کچھ آنحضرت نے کیا ہم بھی کرتے ہیں ہم اوسی ہے قول ابی حنیفہ کا اور یہی شمنی ظہیریہ سے لایا کہ جو شروع کیا مصلی نے بیچ تشہد کے پس پہونچا قول اشہد ان لا الہ الا اللہ تک آیا اشارت کرے ساتھ سبابہ یمنی کے یا نہیں اختلاف کیا ہے مشائخ نے بیچ اوسکے بہتر کیونکر کرے نزدیک اشارت محکی فقیہ ابو جعفر سے وہ ہے کہ قبض کرے خنصر اور بنصر کو اور تحلیق کرے وسطی کو ساتھ ابہام کے اور اشارت کرے طرف سبابہ کے اور منیۃ المفتی مین ذکر کیا ہے کہ مکروہ ہے اشارت یعنی اور حواشی ہدایہ مین کفایہ سے لکھتا ہے کہ بیچ محیط کے کہا ہے کہ بعضون نے کہا ہے رفع سبابہ یمنی کا بیچ تشہد کے سنن سے ہے نزدیک ابی حنیفہ اور محمد رحمہما اللہ کے اور ایسا ہی مروی ہے ابی یوسف سے اور علامہ نجم الدین زاہد نے کہا جو متفق ہین روایتین اصحاب سے ساتھ صحیت کے بیچ ہونے اشارت کے سنت اور کوفیون اور مدینون سے ایسا ہی آیا ہے اور کثیرہ ہے اخبار اور آثار اوسمین پس عمل ساتھ اوسکے اولی ہوا انتہی اور شارح وقایہ نے کہا کہ عقد اور اشارت ہمارے اصحاب سے آئی ہے انتہی اور خالی غرابت سے نہین جو کچھ ہدایہ مین درباب بسط اصابع اور نفی عقد کے کہتا ہے کہ وہ مروی ہے حدیث وائل بن حجر مین اور حالانکہ کتب احادیث ابوداؤد اور نسائی اور دارمی اور ابو یعلی اور عبد الرزاق مین ساتھ روایات متعددہ کی وائل کے اشارت ساتھ تحلیق ابہام اور وسطی کے روایت کیا ہے اور شیخ امام عالم عامل اجل علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب مین رسالہ جمع کیا ہے اور روایتین فقہہ کی مذہب حنفی سے ساتھ اوس اختلاف کے کہ اونمین ہے ذکر کیا اور حدیثین صحیحہ لایا جانب عقد و اشارت کی تئین راجح کیا ہے اور اوس رسالہ کو بیچ شرحین مشکوۃ اور شرح سفر السعادت مین ترجمہ کیا ہے مصنف نے وباللہ التوفیق اور خطاب السلام علیک ایہا النبی مین دو سوال کیے ہین ایک یہ کہ خطاب کرنا ساتھ بشر کے بیچ نماز کے منہی عنہ ہے اور مفسد اوسکا ہے اور جواب دیا ہے کہ خصائص اوسکے سے ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور درحقیقت یہ دعا ہے بیچ نماز کے اگرچہ ساتھ صیغہ خطاب کے ہے اور جو وارد ہوا کہ قصہ معراج کا ہے ایسا ہی واقع ہوا ہے اسی طرح نگاہ رکھا گیا اور ساتھ اوس اقرار کے حاصل ہوا جواب سوال دوسرے سے کہ کہتے ہین کیا ہے حکمت بیچ عدول کی غیبت سے ساتھ خطاب

سے جیسا کہ مقتضا سیاق لفظ غیب ہے جیسا کہتے ہین التحیات للہ والصلوۃ والسلام علی النبی
والسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین یعنے نگاہ رکھا اوس لفظ کو کہ رسول خدا سے آئی ہے
تعلیم کیا خاص صحابہ کو تئین اور صاحب مواہب لدنیہ نے اور بطریقہ اہل معرفت کے کہا کہ مصلیان نے
جو ساتھ التحیات کی استفتاح دروازہ ملکوت کا کیا اذن کیا گیا خاص اونہون کو واسطے داخل ہونے
حریم حرم عزت الہی تبارک اور تعالی کے پس روشن ہوئے دیدہ بصیرت اونہون کی اور آگاہ ہوئے
اور معلوم کیا کہ وہ بوساطت نبی رحمۃ اللہ و برکتہ کی متابعت اوسکی ہے پس موجود پایا حبیب کو بیچ حرم
حبیب کے پس اقبال کیا اوپر اوسکے اور کہا السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ انتہی اور بعضی
ارباب تحقیق سے کہا ہے یہ خطاب باعتبار سریان حقیقت محمدی کے ہے بیچ ذرایر موجودات اور
حضور اوسکی ہے بیچ دل بندے کے اور انکشاف اس حال کا ہے وقت نماز کے کہ افضل حالات اور قرب
مقامات کا ہے یہ اور کرمانی بیچ شرح صحیح بخاری کے کہتا ہے کہ بیچ زمان حضور اور حیات اوس سرور
صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی تہا اور صحابہ بعد اوسکے اس طرح سلام بہیجتے تھے کہ السلام علی النبی و رحمۃ اللہ
و برکاتہ اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشہد مین فرماتی تہی اشہد ان لا الہ
الا اللہ و اشہد انی رسول اللہ رافعی کہ ائمہ مذہب شافعیہ سے ہے اسکو کہتا ہے اور لیکن اوس روایت
کی تصریح نہوئی لیکن بیچ صحیح کے ثابت ہوا کہ وقت ظہور معجزہ کے کبہی فرماتے تھے اشہد انی رسول اللہ
صحیح بخاری مین درباب معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لایا ہے کہ ایک بیچ سفر کے توشہ قوم
کا کم ہوا اور آخر ہوا پس آنحضرت نے دعا کی واسطے برکت کے ایسی برکت ہوئی کہ تمام لشکر نے برتن
بہر لیے اوس سے اور یہ غزوہ تبوک مین تھا کہ تیس ہزار آدمی ہمراہ تھے پس فرمایا آنحضرت نے
اشہد ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ اور بیچ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علینا وعلی
عباد اللہ الصالحین تنبیہ ہے خاص امت کے تئین کہ بہرہ صلاح سے رکہتا ہو تو ساتہ تسلیم
حضرت کے اور تمام خلائق کے بیچ صلوات کے مشرف اور محظوظ رہین اور اس فضل عظیم سے محروم نہوون
اور اس جگہہ سے لازم آتا ہے کہ نماز مین جیسا کہ حق خدا عز و جل کا ہے حق مسلمانون کا بھی ہے
اور جس آدمی نے ترک کیا نماز کو خلل کیا بیچ حق تمامی مومنین کے اور اونہون کے کہ گذرے ہین اور زندہ
سب کہ آوین روز قیامت تک بوجہ قول وجوب قول السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین سے

اور کلام ہے درود بھیجنے کے وجوب مین صلوٰۃ مین اور بیچ آنحضرت کی تشہد اخیر مین نزدیک شافعی کی اور سنت اوسکی نزدیک حنفیہ
کے اگلے وا پنی محجہ برگذری اور نزدیک طبرانی اور ابن ماجہ اور دارقطنی کے سہل ابن سعد سے آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہین ہے نماز خاص اوس آدمی کے جینے کہ درود نہ بھیجے اوپر
پیغمبر اپنے کے اور نزدیک دارقطنی کے ابی مسعود انصاری سے آیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص کہ ایسی نماز پڑہے کہ درود نہ بھیجے اوسمین مجھپر اور میرے اہل بیت پر قبول نہ کیجاویگی
نماز اوسکی اور صیغہ صلوٰۃ مین بہت روایتین آئی ہین اور کافی ہے اسقدر کہ کہے اللھم صل علی محمد
وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت
علی ابراہیم وعلی ال ابراہیم انک حمید مجید کذا اسمعت من بعض المشایخ اور آخر حدیث ابن مسعود مین فی العالمین
انک حمید مجید آیا ہے اور اگر اسکو بھی کہے بہتر ہے اور بعضی روایتون مین وارحم وترحم کما رحمت
وترحمت آیا ہے قاضی ابوبکر ابن العربی مالکیہ سے اور صیدلانی شافعیہ سے انکار کرتا ہے صحت
اوسکی سے اور قبیل بدعت سے رکہا ہے اور کہا ہے کہ آنحضرت نے تعلیم کیا صحابہ کو کیفیت صلوٰۃ کی
ساتھ اوس وجہ کے پس زیادہ کرنا واسطے استدراک کے ہے اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہوا ہے
مین وغیرہ سے کہ کتب حنفیہ سے ہے نقل کیا کہ مکروہ ہے کسواسطے کہ موہم نقص ہے کیونکہ رحمت
اور ترحم غالب بیچ کرنے اوس چیز کے ہے کہ ملامت کیجاوے اوپر اوسکے اور جزم کیا ہے ابن عبد البر
نے کہ مشہور محدثین سے ہے اور کہا کہ روایت ہے خاص کسی ایک کو جو ذکر کیا جاوے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کہ کہے رحمہ اللہ کیونکہ آنحضرت نے من صلی علی کہا ہے نہ من ترحم علی یا من دعا اگرچہ معنی
صلوٰۃ کے رحمت ہے ولیکن مخصوص گردانا ہے ساتھ اوس لفظ کے تعظیماً پس عدول نہ کیا جاوے
اوس سے اوپر اوسکے دوسر الفظ اور قاضی عیاض نے جمہور علما سے جایز ہونا اوسکا نقل کیا ہے
اور قرطبی نے کہا صحیح یہی ہے بوجہ ورود احادیث کے ساتھ اوسکے اور خود بیچ تشہد کے آیا ہے
السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ اور حق وہ ہے کہ انکار خاص اس لفظ کی تعین سے ہے کہ اللھم ارحم
وترحم الی آخرہ بہ نسبت رحمت اور اطلاق اوسکے اوپر آنحضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیع الامر
اور آنحضرت بعد درود کے دعا کرتے تھے اور مشہور اس جگہہ مین یہ دعا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا
سے آئی ہے اللھم انی اعوذ بک من عذاب القبر واعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال واعوذ بک

من فتنة المحيا وفتنة الممات اللهم انی اعوذ بک من المأثم والمغرم اور بیچ حدیث ابی ہریرہ رض
اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللهم انی اعوذ بک من عذاب جہنم بھی واقع ہوا ہے اور کہا
ابن عباس نے تعلیم کرتے تھے آنحضرت اس دعا کو جیسا کہ تعلیم کرتے تھے کوئی سورہ قرآن سے
اور ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہا کہا مین نے یا رسول اللہ سکھا و مجھکو کوئی دعا کہ
پڑھون مین اوسکو تئین بیچ نماز اپنی کے فرمایا آنحضرت صلعم نے کہہ اللهم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا
ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرة من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم اور علی مرتضی رض
سے آیا ہے فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان تشہد اور تسلیم کے اللهم اغفر لی
ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت وما انت اعلم به منی انت المقدم وانت المؤخر
لا الہ الا انت اور دوسری حدیث مین یہ دعا بعد فراغ سلام کے آئی اور ہوسکتا ہے کہ دونون
مقام مین بعد سلام اور قبل سلام کے پڑھتے ہون اور بیچ صدد ان دعاؤن کے اور امثال انہون
کے کہ اونمین طلب مغفرت گناہ اور استعاذہ عذاب قبر سے اور عذاب جہنم سے اور فتنہ دجال
سے اور مانند اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہین اشکال کیا ہے کہ آنحضرت صلعم
مغفور اور معصوم ہین اوپر طلب مغفرت اور استعاذہ کیا معنی رکھتا ہے اور جواب کہا ہے کہ مقصود
تعلیم امت سے ہے یا سوال واسطے انہون کے ہے اور معنی وہ ہے کہ اعوذ بک لامتی یا سلوک
طریق تواضع اور اظہار عبودیت اور التزام خوف الہی اور اعظام اوسکا اور افتقار اوسکا طرف اوس
تعالی اور تقدس کی ہے اور اسی طرح پر ہے حال مقربان درگاہ کا کہ ہمیشہ بیچ خوف اور خشیت
اور تضرع اور زاری کے ہین حال معصومون کا یہ ہو دوسرون سے کیا کہ ہمیشہ استعاذہ کرتے
ہین اور استغفار کرتے ہین تصور عظمت الہی اور ہیبت درگاہ لاابالی عز وعلا کا اوپر اسکے
رکھتا ہے یا جو چیز مناسب حال اپنے پاتے ہین کہ اوسکو داخل تقصیرات رکھتے ہین اور گناہ
نام کرتے ہین حقیقت سید سالک کی کہ پاکتر کل پاکون سے اور معصوم زیادہ سب معصومون سے ہین
اور جو کچھ کہ ہے کہ ہوا ہووے سہو نکی مین بخشا ہوا اور امرزش کی ہے ایسا کہنا ہے اور کرتا ہے اور
کو کیا کہنا چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مامور ہین ساتھ استغفار کے قولہ تعالی واستغفر لذنبک
وللمؤمنین والمؤمنات اور استغفار کام تمامی عارفون اور انبیاؤن اور اولیاؤن کا اول سے

آخر تک اور آدم سے اس وقت تک شاعر نے ایک حرف بزبان مجاز کہا ہے اور قیامت تک کوئی حقیقت کے بہی تصور چاہیے کرنا **بیت** دیدم کہ خاطرش زمن آزار ہی کشد ٭ کردم از و قبول گنا ہے نبودہ از آزار خاطر اس جگہ کنایہ تو ہم دعوی ہستی اور پاکی سے رکہنا چاہیے اور وجود کا او قتیک کنایہ اوس سے ہے اور وفقر معنی پیش نگہ ہے اور عارفون سے کسی نے کہا ہے **بیت** از خدا خواہند مغفرات خود وز ذات او ٭ این بود ساعت بساعت استغفار شان ٭ کنایہ فنانی اللہ سے رکہا سخن یہان باہر اصطلاح علما و زبان وقت سے گیا کہ وضع اوس کتاب اور عقد کی اوپر اس صورت کے واقع ہے اور جو جاتا ہے دراز تر ہوتا ہی اللہم اغفرلی اور آنحضرت سلام پہیرتے تھے بعد تشہد کے طرف یمین اور یسار کے جیسا کہ دیکھی جاتی تہی سفیدی رخسار مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور مخاطب ساتہ اوسکے ملائکہ اور گروہ کو رکہتے تھے اور یہ ایک وجہ فضیلت قیام سے طرف یمین کے ہے کہ بعد نزول کے معارج قرب اور رجوع کے مشہد انوار سے وہ طرح کہ نماز ہے اول نظر اوپر اہل اس طرف کے پڑتی تھی اور دو سلام پہیرنا ہمیشگی آن حضرت کی تہا کہ پندرہ نفر نے مشاہیر صحابہ اور بزرگون انہون کے سے اوسکو روایت کیا ہے اور یہی ہے مذہب ابی حنیفہ اور شافعی اور ائمہ دیگر کا الا امام مالک رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نزدیک اوسکے ایک سلام ہے مقابل وجہ کی اور جو حدیث کہ اس باب مین روایت کی ہے صحیح نہیں ہے اور اگر احیانا ہو تو نماز شب مین ہو جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک سلام پہیرتے واسطے بیدار کرنے ہمکو اور کہا ہے کہ یہ حدیث معلل ہے کو اور اگر معلل نہو یہ عبارت صریح نہین ہے بیچ اوسکے کہ سلام دوسرا نہین پہیرتے تھے بلکہ اوس سے ساکت ہے شاید کہ دوسرا سلام بہی ہو کہ اوسمین رفع صوت نکرتے کہ مقصود اوس سے ایقاظ اہل بیت کا ہوتا اور اس جگہ سے ظاہر ہوا کہ وجہ یہ ہے کہ امام احمد سے منقول ہے کہ اوسنے ایک تسلیم کو تاویل کیا کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ جہر ساتہ ایک تسلیم کے کرتے واسطے اعلام کے اور دوسرا سلام آہستہ کہتے اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد مقابل منہ کی یہ ہے کہ ابتدا ساتہ سلام قبلہ کی طرف کرتے بعد اوس سے التفات کرتے طرف دہنے اور بائین کے کہ اوسمین نہ رفع صوت کرتے اور ایک سلام کے بیچ باب معلل سے ہی ایک حدیث آئی ہے کہ مطعون ہے نزدیک محدثین کے اور شافعی

سے بھی نقل کیا ہے کہ مصلی مخیر ہے اگر چاہے ایک سلام پھیرے اور اگر چاہے دو سلام اور بیچ
نماز کے التفات نکرتے اور صحابہ کو بھی اوس سے منع کرتے خصوصًا نماز فرض مین اور معنی التفات کے
دیکھنا دہنی یا بائین کا ہی یا پلٹنا گردن کا پس گوشۂ چشم سے دیکھنا التفات نہووے اور مکروہ نہووے
کذا فی النہایہ اور شرح ابن الہمام مین لکھا کہ جو التفات کہ نہین کیا وہ ہی کہ پھیرے گردن کو تو باہر آوے طرف
قبلہ سے اور اگر تحریف کرے سب بدن اپنے کو تین فاسد ہو نماز اوسکی پس ایک قسم التفات کی مفسد
ہے اور ایک مکروہ جیسا کہ عمل کثیر مفسد اور قلیل مکروہ انتہی اور شمنی کہتا ہی کہ مکروہ ہی التفات ساتھ
گردن کے بے پھرانے سینے کے کرے باطل ہووے نماز اور اگر گوشۂ چشم سے دیکھے مکروہ نہین اور بیچ
حدیث ترمذی کے ابن عباس سے لایا کہ ملاحظہ کرتے تھے رسول خدا صلعم نماز مین دہنے اور بائین اور
کہا ہی ملاحظہ آن حضرت کا نماز مین بقصد اطلاع اور حال مقتدیون کے تھا یا بجہت تعلیم کیونکہ لحظہ
مبطل نماز نہین اور حدیث مین آیا ہی کہ جو بندہ مرد نماز مین اقبال کرے پروردگار تعالی جل وعلا
بوجہ کریمی اپنی کے اور جو التفات کرے اور طرف غیر کے دیکھے کہے پروردگار تعالی اے ابن آدم کسکی طرف دیکھتا ہے
تجھکو کوئی بہتر نہین مجھ سے کہ اوسکی طرف دیکھتا ہے تو رو اپنا میری طرف لا اور جو دوسری بار
التفات کرے پھر ایسا ہی کہے اور جو تیسری بار دیکھے پھیر لیوے حق تعالی روے کریم اپنے کو اوس سے
اور دوسری حدیث مین آیا لا صلوة لملتفت لیکن اس قدر ثابت ہوا ہی کہ ایک بار بیچ بعض اسفار کے
ایک شخص کو طرف دشمن کی بھیجا تھا اور وہ شخص تمام رات سوار اور پاسبانی کرتا اور جو آن حضرت
نماز مین مشغول ہوتے نماز مین طرف اوس راہ کی کہ وہ شخص اوس طرف مقرر تھا نظر کرتے اور التفات
طرف اوس گھاٹے کے فرماتے اور یہ قضیہ بسبیل تنہائی کے تھا اور نماز نافلہ کے تھا کہ سنت فجر کی
جیسا کہ بعضون نے کہا ہی کہ اگر فرض بھی ہو کہ نماز فجر ہے جس طرح جامع الاصول مین مفہوم ہوتا ہے
واسطے مہم اور مصلحت اہل اسلام کے تھا کہ محافظت اور نگہبانی سلامتی اور جمعیت انہون کی ہے پس یہ
باب تداخل عبادات سے ہی نماز ایک عبادت ہے اور نظر کرنا طرف اوس شخص کے واسطے مصلحت مذکور کے
اوس دوسری عبادت کی کہ جہاد در تدبیر اوسکی کا ہی اور نماز خوف کی بھی اسی قبیل سے ہی اور عمر رضی اللہ
عنہ سے آیا ہی کہتے تھے انی لاجہز جیشی وانا فی الصلوة اور بخاری نے اپنی صحیح مین واسطے اوسکے
ایک باب مقرر کیا ہی بعنوان تفکر الرجل فی الصلوة اور اس قول کے ترجمہ مین ابن عمر لایا ہے

اوراس حدیث کو باب مین لایا ہی کہ ایکدن آنحضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تہے اور سلام
کے جلدی سے اوٹہ کہڑے ہوتے اور اندر گئے اور پہر آئے اور کہا کہ مجھکو یاد آیا کہ گہر مین سونا
ہے پس مکروہ جانا مین نے کہ رہے اوسکو گہر مین ہے اور حکم کیا مین نے کہ اسکو تقسیم کردو اور یہ سب قبیل
تداخل عبادات سے رکہا ہے اور کہا ہے کہ خطرہ جبلت انسان کا ہے اور اس جگہہ سے معلوم
ہوا کہ مذموم خاطر ردیہ ہے نہ قبیل عبادات اور طاعات سے ہو اور کبہی سنکر آواز رونے لڑکے سے
وہ نماز کو تخفیف کرتے کہ مان اوسکے فتنے مین نہ پڑے ساتہ قطع نماز کے زوال خشوع سے اور کبہی
آنحضرت سے اوس لڑکے کو نماز مین ساتہ اوسکے متعلق ہوتے اور اوسکو اوٹہا لیتے اور دوش مبارک
پر رکہتے اور کبہی امام حسن یا حسین رضی اللہ عنہما آتے اور سجود مین پشت مبارک اونکی سے لپٹتے
اور اونکے واسطے سجدون کو طول دیتے اور توجہ خاطر طرف اونکے اور رعایت حال اونکی کی کرتے
اور کبہی نماز مین ہوتے اور عائشہ آتین اور دروازہ بند ہوتا چند گام رکہتے اور دروازہ اونکے
واسطے کہولتے اور دروازہ گہر کا طرف قبلہ کی تہا مثل اسکے بہت چیزین حدیثون مین آئی ہین اور
علما کو درصورت عمل کثیر کے اختلاف ہے مختار او سیر ہے کہ جو کچہہ محتاج ہو دونون ہاتہہ کا
عمل کثیر ہے اور مراد اس سے وہ ہی کہ موافق عادت اوسکی کے عمل سوای دو ہاتہ کے نہو اگر
اس صورت مین فرضا اوسکو ایک ہاتہ سے کرے تو مفسد ہے تیراوس شخص کے ارتسرل کے
اور جو محتاج ایک ہاتہ کا ہی اور اگر اتفاقا دو ہاتہ سے کرے قلیل ہے اور مفسد نہین اور بعضون
نے کہا ہی کہ جو کچہہ ناظر فاعل اوسکے کو غیر مصلی خیال کرے فعل کثیر ہے اور بعضون نے کہا ہی
کہا ہی کہ فعل کثیر جو کچہہ مصلی اوسکو کثیر جانے اور مختار نزدیک بعضون کے وہ ہے کہ تین فعل
پی درپی کثیر ہے اور ماسوا اوسکے قلیل اور اگر کبہی کوئی شخص حال نماز مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر سلام کرتا اشارت ہاتہ سے رد سلام اوسکا کرتے اس طریق پر کہ ہاتہ کو بچہاتے اس طرح
کہ پشت دست اونچی ہوتی اور کبہی اشارہ مین اکتفا اونگلی سے بہی کرتے اور یہ دونون
حدیث مین صریحا واقع ہوئے اور کبہی سر سے ایما کرتے رد سلام مین بہی اور سوا اوسکی بہی
اور بہی صحیح اشارت سر کے جواب سلام مین کوئی حدیث صریح نہ پائی مین نے سوا اسکے
روایت ترمذی مین ابن عمر سے واقع ہوا کان یرد اشارة اسکے تئین مگر اوپر اشارت کے

ساتھ سر کے یا مطلق گمان کرین لیکن سیاق روایتون سے کہ جامع الاصول مین لایا ہی ظاہر
ہوتا ہی کہ مراد وہی اشارت ساتھ ہاتھ کے ہی اور بعضی شرحون سے اشارت ساتھ سر کے
ذکر کی ہی بی ایراد حدیث کی اور لابد کوئی حدیث اس باب مین پائی ہو واللہ اعلم اور سوا ہی رد
سلام اور نماز کسوف مین عائشہ رضی سے آیا ہی کہ نماز پڑھتی تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
اور آدمی گرد اونکی کھڑے تھے ایک نے انہون سے پوچھا کہ یہ کیا حال ہی پس اشارہ کیا آن
حضرت صلعم نے اپنے سر سے طرف آسمان کے بقصد جواب اوسکو روایت کی مسلم نے اور دوسری
حدیثون مین اشارت ہاتھ سے واسطے غیر رد سلام کے بھی آئی ہی جیسا کہ واسطے بیٹھنے اور صبر کرنے
کی اشارت طرف زمین کی کی جس طرح جابر کہتا ہی بھیجا تہا مجھکو آن حضرت صلعم نے واسطے ایک کام
کے جو آیا مین پہنچا حضرت کے آپ نماز مین تھے پس اشارت کی دست مبارک اپنے سے طرف زمین کی یعنی بیٹھ اور
ایکبار ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے لونڈی کو پاس آن حضرت کی بھیجا کہ پوچھے حقیقت حال دو رکعت
نماز کی کہ حضرت صلعم نے بعد نماز عصر کے پڑھی تھی جو لونڈی آئی آن حضرت نماز مین تھے اور اشارہ کیا
جاریہ سے کہ صبر کرے پس اوسنے صبر کیا بعد اتمام نماز کے جواب دیا کہ یہ دو رکعت نماز سنت پیشین ہے
کہ بسبب اجتماع وفود کے نہ پڑھ سکا مین پس قضا کیا مین نے اوسکو اور اوائل اسلام مین رد سلام
بیچ نماز کے کرتے پس بعد اوسکے منسوخ ہوا اور بیچ روایت مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور زید بن ارقم
آیا ہی کہ کہا تہا ہم کہ سلام کرتے تھے ہم اوپر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی درحال نماز کے اور رد کرتے تھے اوپر ہمارے
اور جو آگے نجاشی سے پھر آئے ہم سلام کیا ہم نے اوپر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رد نکیا اوپر ہمارے
سلام کو کہا مین نے یا رسول اللہ صلعم تھے ہم کہ سلام کرتے تھے آپکو اور رد کرتے تھے آپ اوپر ہمارے
سلام ہمارے کو فرمایا ان فی الصلوۃ لشغلا اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ اللہ تعالی کرتا ہی اپنے حکم سے
جو کچھ چاہتا ہی اب حکم کیا کہ بات نماز مین سوا ہے ذکر اللہ تعالی کے نکرے اور بعد فراغ نماز کے رد سلام کیا
اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین بہت روتے تھے اس طرح پر کہ اندرون اونکے سینے ایک آواز نکلتی تھی مثل آواز دیگ
مسین کی یعنی روتے اور دل اونکا جوش کہاتا اور ایک روایت مین آیا کہ اونکے سینے مین ایک آواز
ہوتی مثل آواز آسیا کی رونے سے اور بیچ فقہ حنفی کی مذکور ہے کہ نالہ اور بکا اگر ساتھ آواز کے ہو تو اصلا
مفسد نہین ہی پس اگر کسی علت درد یا مصیبت دنیاوی مین ہو اور اگر با آواز ہو مفسد ہو اور اگر واسطے

امر آخرت کی ہو خوف اور رجا اور عجب اور رہبت سی تو بھی مفسد نہو بلکہ یہ دلالت اوپر زیادتی حضور
اور خشوع کی رکھتا ہی جیسا کہ حدیث مطرف مین اوسکی باپ سی آیا ہی اور امام محبوبی ابی یوسف سے
روایت کی ہی کہ بکا واسطی آخرت کی اگر اوسکے ضبط کرنے کی طاقت رکھتا ہی مفسد ہو اور اگر ضبط نہین
کر سکتا مفسد نہین کذا ذکر الشمنی اور کبھی کی حاجت تنحنح کرتے اور بی حاجت نکرتے اور اسواسطی فقیہون
نے تنحنح بلا عذر کو مفسد نماز کا لکھا ہی اور اگر ساتہ عذر کی ہو مفسد نہین اور عذر رو ساخت وہ ہی کہ مضطر ہو
اور طاقت احتراز اور اجتناب کی اوس سی نہ رکھتا ہو اور بباعث طبیعت یا بعلت مرض کی ہو سو اس
بیچ حکم چھینک اور ڈکار کے ہو اور اگر واسطی تحسین آواز کے کرین تو بھی مفسد نہین ہے اور اگر مقتدی
تنحنح کرے تو ہدایت اور تنبیہ کرے امام اپنے کو یا نہ کرے اوسکے تئین مصلی تو ساتہ اوسکی ندا و رد بہ سبب
کہ کوکہ نماز مین ہی فاسد نہو نماز اوسکی ہکذا ذکر الشمنی اور یہی کہا ہی کہ مراد تنحنح سے وہ ہی کہ اوس سے
حروف پیدا ہون اور ہدایہ مین ایسا ہی ہے اور نماز مین چشم مبارک کشادہ رکھتے اور نیچے رکھتے
اور صحیح بخاری مین انس سے آیا ہے کہ کیا عائشہ رض نے پردہ رنگین اور منقش کہ جانب خانہ کو چھپایا تھا
پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اس پردے کو دور کر کہ ہمیشہ تصویرین اس پردہ کی
کی عارض ہوتی ہین نماز مین مراد تصویرون سے نقوش ہین یا کیونکہ حرام ہونے تصاویر
سے ہو اور کہا ہی کہ مراد چھپانے جانب خانہ سے وہ ہی کہ جو متاع کہ طرف گھر کے رکھی اوس سے
پوشیدہ ہو ورنہ تستر جدار کو ساتہ ثیاب کی نہی واقع ہوئی ہے کذا قال الابہری فی شرح المشکوة اور مجمع البحار
مین کہا کہ مثل حجلہ عروس کے بنایا کیا تھا مزین اور منقش یا السلام اور یہی ہیچ حدیث متفق علیہ عائشہ رض
سے آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامہ علمدار پہنے تھے نماز مین طرف علمون اوس جامہ
کے نگاہ کرتے اور جو نماز سے فارغ ہوئے جامے کو تن سے اوتار ڈالا اور فرمایا اسکو ابی جہم
صحابی کے تئین کہ جنہون وہ جامہ پیشکش کیا تہا دیو اور اوسکی کملی میرے واسطے لے آؤ کہ اسکے
نقشون نے مجھکو نماز مین مشغول خاطر کیا اور بلندی مقام خشوع اور حضوری سے نیچے لایا اور
در حقیقت واسطی تعلیم امت کی تہا واللہ اعلم اور یہی حدیث مین آیا ہے کہ رد سلام ہاتہ کی اشارہ
سے کرتے یہ بھی دلیل ہے اوس بات پر کہ نماز مین آنکھ نہ بند کرتے کذا قالوا اور پوشیدہ نرہے
کہ یہ حدیثین دلالت نہین رکھتین مگر اوپر بند کرنا آنکھ کا ہمیشہ اور مستمر نہوتا اور اس جگہہ سے

لازم نہین آتا استمرار اور دوام کشادگی چشم کا اگر مقصود وہ ہے کہ تمام نماز مین چشم پوشیدہ نرہتی یہ دلیلین تمام ہین لیکن ظاہر وہ ہے کہ مقصود اثبات دوام کشادگی چشم ہے کہ اصلا انہین بند کرتے تھے واللہ اعلم اور فقیہون کو اختلاف ہے بیچ کراہیت تغمیض چشم کے اور ہمارے نزدیک مکروہ ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ اگر کسی کو انکھہ کہولنے سے نماز مین تفرقہ اور پریشانی حاصل ہو اور جیسا کہ طرف قبلے کی کوئی چیز ہو کہ شاغل قلب کی ہو مکروہ نہین تغمیض بلکہ قریب مستحب کی ہو نظر ساتہ عام ہونے دلیلون کے کہ بیچ ترغیب اور نگاہداشت حضور اور خشوع کے وارد ہوئی ہین اور عدم ورود نہی کا صریح تغمیض سے انکہہ کی ہی واللہ اعلم وصل بیان اذکار اور دعاؤن مین کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز کے پڑھتے تھے روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہ کہا جو پہرتے تھے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے یعنی سلام پہیرتے تھے استغفار کرتے تہے اور تین بار کہتے تہے اللہم انت السلام ومنک السلام تبارک یا ذوالجلال والاکرام اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین بیٹہتے تہے مگر تہوڑا جو کہہ کہتے اللہم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذوالجلال والاکرام روایت کیا ان دونون حدیثون کو مسلم نے اور روایت کی بخاری نے ام سلمہ سے کہ کہا جو سلام پہیرتے تہے آن حضرت دیر کرتے تہے اپنی جگہہ پر تہوڑی اور گمان کیجاتی ہین ہم کہ یہ دیر کرنا اسواسطے تہا کہ جب تک پہرین عورتین پہلے اوس سے کہ پاوین انہون کو مرد اور مراد اس نفی تمام سے جلوس آن حضرت کا ہے اوپر ہیئت اپنی کے کہ پہلے سلام سے رکہتے تہے مگر اسی مقدار بعد اوسکے پہرتے تہے کبہی سیدہی طرف اور کبہی بائین طرف اور کبہی اقبال کرتے تہے طرف اصحاب کی ساتہ وجہہ شریف اپنے کے اور دعا پڑہتے تہے اور ذکر کرتے تہے اور کہا ہی کہ اقبال طرف گروہ کی اکثر اسواسطے تہا کہ کوئی چیز قرآن یا اور احکام سے نازل اور وارد ہوتی پڑہتے اور بیان کرتے اور دعا اور ذکر بعد نماز کے بہت آئین اور کتب احادیث مین کہ اس باب مین تصنیف پائی گئی ہین مثل حصن حصین جزری اور اذکار نووی اور سوا اوسکے اور لازم نہین کہ سب اونہون سے ہمیشہ پڑہا جاوے بلکہ جو کچہ پڑہا جاوے کلا او بعضا باعث احراز فضیلت اور اتباع سنت کا ہووے اور اس بات کی تصریح کی ہے امام محی الدین نووی نے بیچ دعاؤن استفتاح کی اور مانند اوسکی اور ظاہر وہ ہی کہ فعل آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی اسی طرح پر تہا نہ یہ کہ اوپر کل دعاؤن کے

اوپر جمیع وقتون کے مواظبت کرتے اسواسطے بعضی کتابون مین کچہ جزہے کہ دوسری کتابون مین نہین
اور صحابہ سے جو چیز اونسے جس وقت سنتے عمل کرتے اور روایت نقل کی جیسا کہ تمامی اعمال نوافل اور
منقطعات مین حال ایسا ہی ہے اور باعث اختلاف بہی یہی ہے اور یہی کہا ہو کہ ندکیر ہذ
اور ترغیب سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ پڑہنے اذکار اور دعوات کے عمل آنحضرت ہو کے
ساتہ اوسکے لازم نہ آوے واللہ اعلم اور بعضی دعاؤن اور اذکار مین کہ مشہور ہین اور ایک
سخن اور نکتہ اوسمین مذکور ہے اس جگہہ ذکر کیا جاتا ہے اول استغفار تین بار ساتہ اس لفظ سے
استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ اور حدیث مسلم اور ترمذی مین مطلق
واقع ہوا کہ جو سلام پہیرتے استغفار کرتے تین بار اور کہا گیا خاص کر اوزاعی کو کہ امام
اہل شام سے ہے کیفیت استغفار کی کیا ہے کہا فرماتے تہے استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ
اور بعضے نادانون سے استبعاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ استغفار بعد نماز کے سو ہم ہے کہ
نماز جملہ گناہون سے ہو جیسا کہ فرقہ ضالہ سے کہ اونہون کو مہدویہ کہتے ہین نقل کرتے ہین
کہ کہتے ہین جو کہ بعد نماز کے کلمہ توحید پڑہے کافر ہوا اور شہود تقصیرات کا اوسی نماز مین واقع
ہوا کافی ہے بیچ استحباب استغفار کے اور خود بعد ورود سنت صحیح کے یہ گفتار ساقط ہے
بعد اوسکے کہتے اللہم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام رواہ مسلم اور
بعضی بعد از منک السلام کے والیک یرجع السلام بہی زیادہ کرتے ہین اور بیچ اوراد مشائخ
کے اس سے بہی زیادہ ترکرتے ہین فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام اور روایات صحیحہ
مین نہین آیا مگر اسی قدر کذا ذکر الشیخ ابن حجر المکی فی شرح المشکوٰۃ اور کہتا تہا لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت
ولا ینفع ذا الجد منک الجد دونون جگہہ ساتہ فتح جیم کے ہے بمعنی بخت اور غنی یا معنی یہہ کہ ان کے
ہی یعنی غنا ونسب نزدیک خدا کے کام نہ آوے عمل چاہیے اور بعضون نے ساتہ کسر جیم کے بہی
پڑہا ہے یعنی کام ساتہ فضل اور رحمت کے ہے کوشش اور اجتہاد علت نہین اور کہا ہے کہ ضعیف ہے اور مختار
فتح کا ہے یعنی اول اور کہتے لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ ولہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا
اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون اور امام نووی نے کہا کہ استغفر اللہ کو مقدم رکہے اور سبب

الذات ذکر وارد ہوے کے عقب سلام مین اور کراہت بعد اوسکے اللہم انت السلام بعد اوسکے لا الہ الا اللہ
وحدہ قدیرتک کذا ذکرہ الشیخ ابن حجر المکی شیخ شیوخنا فی الحدیث فی شرح المشکوۃ اور حدیث مسلم مین
آیا ہے کہ لاس ذکر کو بڑی آواز سے کہتے اور بعض عالمون نے کہا ہے کہ ہر طرح پر اخفا افضل ہے
بیچ ذکر اور دعا کی ہم امام کو اور بھی تنہا کو اور جہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے تعلیم کے تھا اگر دوسری
جگہ امام کو مصلحت بیچ جہر اور اعلان کے ہووے اور بقصد تعلیم و اعلام کرے درست ہے بلکہ مستحسن ہو
اور پڑھنا معوذات کا بعد ہر نماز کے بھی آیا ہے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور مراد معوذات سے
بلکہ واو شدہ معوذتین ہے کہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہے بیچ مذہب
ایک گروہ قلیل کے اور بعضے سورۃ اخلاص اور بلکہ سورۃ قل یا ایہا الکافرون کو بھی داخل رکھتے ہین
کہ اوسمین برأت ہے شرک سے کہ بیچ معنی کی استعاذہ ہے یا مراد آیتون متضمن معنی استعاذہ کے اور
تفویض اور توکل کی شامل معوذتین اور مثل اونکی بھی سکتے ہین مانند قول حق سبحانہ کے قل اعوذ بک
من ہمزات الشیاطین اور قول اوسی عز وجل کا ہے انی توکلت علی اللہ ربی و ربکم یہ قول اوسی سبحانہ
کا ہے وان یکاد الذین کفروا الایہ یا مراد ساتہ کلمات معوذہ کے ہے اور ایک روایت مین معوذتین
بھی آیا ہے فلا اشکال اور پڑھنا قل ہو اللہ احد کا دس بار بعد ہر نماز کے بھی آیا ہے اور فضل عظیم
رکھتا ہے وصیت فرمائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو کہ بعد ہر نماز
کے کہے اللہم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک اے معاذ واللہ دوست رکھتا ہون مین
تجھکو ہی معاذ لیس ترک نکر پڑھنا اس دعا کا بعد ہر نماز کے اور یہ حدیث مشہور ہے درمیان علما کے
اور مسلسل ہے بواسطہ انی لاحبک اور یہ فقیر بھی طریق بعضے علما حرمین سے ساتہ اوسکے مشرف
ہوا ہے اور ایک وردونون مشہورہ ہے کہ بعد نماز صبح اور نماز مغرب کے آیا ہے وہ ہے کہ پہلے اوس سے
کہ تکلم کرے اور ایک روایت مین پہلے اوس سے کہ لپیٹے نماز سے اور دو زانو سے پاؤن پہیرے دس
بار کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شی قدیر بیچ ثبوت حسنات
اور محو ہونے گناہون اور بلند ہونے درجون کے ایک اثر بڑا رکہتا ہے اور مشہور زیادہ وظیفون
سے بعد فرائض ذکر معقبات کی ہے بکسر قاف اور تشدید اوسکے کہ نام ان کلمون کا ہے کہ بیچ ایک
دوسرے کے آتے ہین سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار والحمد للہ تینتیس ۳۳ بار واللہ اکبر

تینتیس بار کل سو بار ولا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر روایۃ مسلم اور دوسری روایت مسلم سے اللہ اکبر چونتیس بار اور ساتہ اوسی سو کے تمام ہو وے اور دوسری روایت مین سبحان اللہ پچیس بار والحمد للہ پچیس بار واللہ اکبر پچیس بار ولا الہ الا اللہ پچیس بار ہے جامع الاصول اور نسائی اور مشکوۃ کے احمد اور دارمی روایت زید بن ثابت سے آیا ہے کہ جو صحابہ مامور ہوئے کہ بعد ہر نماز کے تسبیح کرین تینتیس بار اور تحمید تینتیس بار اور تکبیر چونتیس بار اور ایک نے انصار سے خواب مین دیکھا کہ ایک مرد اوس سے کہتا ہے آیا حکم کیا تمکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تسبیح کرو تم بعد ہر نماز کے تینتیس بار اور تحمید تینتیس بار اور تکبیر تینتیس بار کہا ہان کہا اگر ہر ایک کو پچیس پچیس بار کہین اور تہلیل کو اسمین داخل کرین بہتر ہو اور جو صبح ہوئی اوس انصاری نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب اپنا عرض کیا فرمایا ایسا ہی کرو تم جیسا وہ مرد کہتا تہا جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مقرون ہوئی سنت ہو گئی اور ایک روایت بخاری مین سبحان اللہ دس بار اور اللہ اکبر دس بار اور ایک دوسری روایت مین بیچ صحیح مسلم کے سبحان اللہ گیارہ بار اور والحمد للہ گیارہ بار واللہ اکبر گیارہ بار یہ سب تینتیس بار ہوتا ہے اور بعض علما نے کہا ہے کہ یہ روایت وہی تفسیر بعضی روایتون سے ہے حدیث ابی ہریرہ کہ تسبحون اور تحمدون اور تکبرون اور دبر کل صلوۃ ثلاثہ اور ثلثین کے اور یہ تفسیر وہم ہے کہ مراد وہ ہے کہ ہر کلمہ کو تینتیس بار کہے دوسری حدیثون مین منصوص علیہ ہوئی ہے اور صحیحین مین بیچ ثواب اس معقبات کے آیا ہے کہ جو شخص اوسکو بعد نماز کے کہے بخشے جاوین گناہ اوسکے اگرچہ ہوون مانند کف دریا کے ساتہ اوسکے حدیث آئی ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ آئے فقرا مہاجرین سے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا یا رسول اللہ سبقت لیگئے ہم سے اہل غنا اور ثروت مسلمانون سے ساتہ درجون برتر اور نعمتون مقیم کے فرمایا کس سبب سے کہا کہ نماز پڑہتے ہین جیسا کہ ہم پڑہتے ہین اور روزہ رکہتے ہین جیسا کہ ہم رکہتے ہین اور تصدق کرتے ہین اور بردے آزاد کرتے ہین اور ہم سے نہین ہوتا فرمایا سکہاؤن مین تمکو وہ چیز کہ اگر کرو تم اوسکو کسی کو وہ نصیب نہو کہ تمکو ہے تسبحون وتحمدون وتکبرون اور اور دبر نمازون کی تینتیس تینتیس پس اغنیا نے بہی یہ حدیث سنی اور اوس پر عمل کیا فقرا پہر آن حضرت پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ہمارے بہائیون ہمارے کہ اغنیا ہین اونہون نے بہی سنا اور اوس پر عمل کیا اور برابر ہمارے

ہوگئے اس عمل میں اب کیا کریں حکم فرمایا گیا تسبیح کرنا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اس حدیث
سے فضل غنی شاکر کا اوپر فقیر صابر کے لازم آتا ہے اور اس بحث نے اپنی جگہ پر تحقیق پائی ہے اور
بعضی حدیثوں میں آیا ہے کہ جو فقرا شکستہ دل اور غمگین ہوتے فرماتے غم نہ کھاؤ تم اور اندوہگین
نہ ہو تم کہ تم پانچ سو برس پہلے اغنیا سے بہشت میں جاؤ گے تم اور یہ حدیث جزو حدیث ہے کہ تیج
مشکوۃ کے ابی داؤد سے اور ابی سعید خدری سے لایا ہے اور یہ جزا فقر اور سبکباری کی ہے
کہ فقرا رکھتے ہیں اور ساتھ حساب اور سوال نعمتوں دنیا کی موقوف نہیں اور سابقیت فقیروں
کے دخول جنت فوائد ساتھ فضیلت اور رفعت درجات اور کثرت ثواب اعمال اغنیا کی نہ رکھو
اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ مخصوص ساتھ فقرا مہاجرین کے ہے جیسا کہ حدیث میں واقع ہوا ہے اور بعضی
حدیثوں میں مطلق فقرا داخل ہیں واللہ اعلم اور یہ ورد وقت سونے کے بھی آیا ہے اور
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ زہرا اور علی مرتضے رضی اللہ
عنہما کو سکھایا بیچ مسند امام احمد کے روایت ام سلمہ سے ثابت ہوا کہ آئیں فاطمہ رضہ گھر آنحضرت صلعم
کے اوس وقت کہ طلب کرتی تھیں آنحضرت سے خادمہ کو یعنی لونڈی اپنی کو کہ خدمت کرے کہتے ہیں کہ دست
مبارک اوس رضی اللہ عنہا کا چکی پیسنے اور پانی بھرنے سے گس گیا تھا اور رنگ روے مبارک
کا غبار جاروب کشی اور کھانا پکانے کے دھنووں سے سیاہ ہوگیا تھا اور جو آئیں آنحضرت صلعم
کو گھر میں نہ پایا جس وقت آئے پوچھا کہ فاطمہ بیٹی میری کس واسطے آئی تھی کہا واسطے طلب خادمہ کے
آئی تھیں پس تشریف لیگئے آنحضرت گھر میں فاطمہ رضہ کے اور بیٹھے قریب سر اونکے اور فرمایا
یا فاطمہ رضہ خادمہ طلب کرتی ہو تم بالفعل ہمارے پاس کوئی خادم نہیں ہے اور اگر کہیں سے آجاوے
خبر کرو کہ دونوں میں تمکو بعد اوسکے فرمایا یا فاطمہ محنت اور مشقت دنیا کی سہل ہے جس طریق پر
گذرے یا فاطمہ رضہ تقوی اور بندگی کر خدا کی اور خدمت کر اہل خانہ اپنے کی میں تجھکو ایک چیز سکھاتا ہوں
کہ بہتر ہے خادم سے تسبیح کر تو خدا کی وقت سونے کے تینتیس بار اور حمد کر تو اوسکی تینتیس بار اور تکبیر
کہہ تو چونتیس بار رواہ البخاری و مسلم وابوداؤد وترمذی اور بعضی روایتوں میں آیا کہ ایک اونمیں
سے لاعلی التعیین چونتیس بار کہتے ہیں اور دوسری روایت میں تحقیق اور علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما
سے آیا کہ دونوں سے خطاب فرمایا اور تعلیم کیا ہے بعد اوسکے علی اور فاطمہ رضہ نے اس وظیفے کو

ہرگز نہ چھوڑا اور فرمایا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے کہ جس وقت سے اسکو حضرت سے سنا مین نے
مجھہ سے ہرگز فوت نہوا اور شب صفین مین آخر شب تک بیچ یاد میری کے رہا اور پڑھا مین نے
دوسرا یہ تعلیم کیا کہ جو پڑھ چکو تم نماز صبح کو کہو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو
علی کل شیء قدیر دس بار اور بعد نماز مغرب کے بھی دس بار جیساکہ گذرا اور مشہور وظیفون سے ہے کہ
بعد نماز فرض کے پڑھنا آیۃ الکرسی ہے جیساکہ سنن نسائی مین لایا اور طبرانی نے قل ھو اللہ احد بھی
زیادہ کی اور روایت اس حدیث کو ایک دوسری جماعت نے حفاظ سے روایت کی ہے اور تصحیح
کی ہے اور ابن الجوزی جیساکہ عادت اوسکی ہے افراط اور مبادرت سے ساتہ حکم اوپر اس حدیث کے
ساتہ وضع کے بتحقیق اسکے تئین بیچ موضوعات کے لایا ہے اور حفاظ اوسپر اسی جہت سے طعن کرتے
ہین اور معجم طبرانی مین آیا ہے من قرأ آیۃ الکرسی فی دبر الصلوۃ المکتوبۃ کان فی ذمۃ اللہ الی الآخر
جو کہ پڑھے آیۃ الکرسی بعد نماز فرض کے ہے بیچ پناہ خدا مین اور عہد امان اوسکی مین نماز آئندہ
تک اور اسکو ایک جماعت صحابہ سے روایت کرتے ہین اون سب مین امیر المومنین علی بھی ہین
اور مشکوۃ مین حدیث امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے تئین اس طرح لایا کہ کہا سنا مین نے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کہا اوپر لکڑیون اس منبر کے جو کہ پڑھے آیۃ الکرسی کو بعد ہر نماز کے
منع نہ کرے اسکو درآنے بہشت سے مگر موت یعنی شرط ہے موت واسطے داخل ہونے جنت
کے کہ بغیر اوسکے جنت مین نہین جا سکتا اور جو کہ پڑھے اوسکے تئین اوس وقت کہ سووے نگہدار
کرے اللہ تعالی اوسکو گھر سے اور گھر ہمسایون سے اور رہنے والون دوسرے گھرون کو
کہ گرد اوسکے گھرون کے ہین رواہ البیہقی فی شعب الایمان وقال اسنادہ ضعیف اور بھی امیر المومنین
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے آیا ہے کہ فرمایا سردار آیات قرآنی اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم ہے
اور حدیث بخاری کی ابی ہریرہ رضہ سے فضیلت آیۃ الکرسی مین کہ بیچ اوسکے صدق اور کذب
مذکور ہوا معروف ہے تنبیہ جان کہ حدیثین درباب اشیاء متعددہ کے واقع ہوئی کہ بعد نماز کے
پڑھے جیساکہ دعائین اور آیۃ الکرسی اور معقبات اور سوا اوسکے اور مراد ساتہ تعقیب اتصال کے
بیچ نماز کے تئین ہے بے فصل کہ وہ محال ہے بلکہ مراد ہونا فصل کا ہے ساتہ اس حیثیت کے کہ بیچ
عرف کی اشتغال ساتہ اور کے جنس اغراض دنیا اور تشاغل سے بغیر ذکر اور دعا کے نہ گنین اور اگر کوئی

ساتھ کثرت مرض کی تہویت مضر نہیں کرتا پس بعد فراغ نماز کے جو کچھ موافق وجہ مذکور کے پڑھے
عقیب اوسکا دو ہیودہ کہ اشتغال سنت راتبہ بعد فرض کی موجب فصل درمیان فرض اور اذکار اور
ادعیہ مذکورہ اور عدم تعاقب ہو وے یا نہ اس جگہہ بھی مقام غور ہے اور ظاہر یہی ہو کہ یہ خصوصًا
موافق قول اوس شخص کے کہ سنت کہتا ہے وصل سنت کو ساتھ فرض اور سرعت قیام کے واسطے
ادا کرنے سنت کی بعد اداے فرض کا اور شرح ابن الہمام میں تصریح کی ہے کہ جو کچھ حدیثوں میں وارد
ہوا ہے پیچ بعضے ادعیہ اور اذکار کے پیچ عقیب صلوات کی تقاضا نہیں کرتا ملانا اوسکا ساتھ فرض کے
بلکہ ہونا اوسکا بعد سنت کی بھی شغل اس طرح پر کہ توابع نماز سے نہیں ہے کفایت کرتا ہے
پیچ ادا کے اور اختلاف ہو عالموں کو روایت وصل سنتی ہیں کہ بعد فرض کی ہی بعضوں نے کہا
کہ قیام سنت کا فرض سے مسنون ہے اور اس درمیان میں مشغول ساتھ سنتوں اور نوافل کی ہونا
چاہیے اور یہ قول مخالف اوس حدیث کی ہے کہ پیچ منع کی وصل سے واقع ہوا ہے سنن ابی داود
میں آیا ہے ابی رمثہ سے کہ کہا سنا اوس مرد کی کہ دریافت کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تکبیر
اولی کو تا متصل ادا کرے سنت کو عمر رضی اللہ عنہ نے کاندھا اوسکا پکڑ کے ہلایا اور کہا کہ
بیٹھ کس واسطے کہ ہلاک نہیں ہوئے اہل کتاب مگر وہ کہ تھا پیچ نماز انکی کے فصل پس آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند کیا اس بات کو عمر رضی اللہ عنہ سے پس مختار فصل
ہی بعض ادعیہ اور اذکار میں مگر اولی وہ ہے کہ فصل کرے بعضے ادعیہ اور ادعیہ مختصرہ ہیں اور
ادعیہ اذکار دوسری کہ طول رکھتی ہیں بعد سنتوں کے پڑھے اور ثابت نہیں ہوا اوس
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فصل ساتھ اوس ذکر کے کہ مواظبت کرتے ہیں اوسپر پیچ
مساجد کے مثل قراءۃ آیۃ الکرسی و تسبیحات اور مثل اوسکے حلوانی نے کہا ہے لا باس
ہے پڑھنا اوسکا درمیان فریضہ اور سنت کی اور یہ منافات نہیں رکھتا ساتھ اولویت مذکورہ
کے کس واسطے کہ مشہور اس عبارت میں اولویت خلاف اوسکے ہی اور پیچ خلاصہ کے کہا کہ جو
سلام پھیرے امام ظہر یا مغرب یا عشا کا کہ بعد اونکے سنت ہی مکروہ ہو اوسکے مکث قاعدا
اور چاہیے کہ کھڑا ہو ساتھ تطوع کی اور تطوع نہ کرے پیچ مکان فرض کی بلکہ منحرف ہو طرف
سیدھی یا بائیں ہاتھ کے یا پیچھے آوے اور اگر چاہے کوچ کرے ساتھ جگہہ اپنی کے واسطے تطوع

کے کہ افضل ہے اور اس نماز مین کہ بعد اوسکے تطوع نہین مکروہ نہین ہے کہ اپنی جگہ پر
روبقبلہ بیٹہا رہے یا جاوے یا پہر کر بقصد قیام بیٹہے اگر مقابل اوسکے کوئی مسبوق نہو اور سبب بر رہین
بیچ سنت کے ولیکن افضل رجوع طرف جائے نزول کے ہے واسطے تطوع کے ذکر ہذا کلہ فی شرح ابن الہمام
اور جو وارد ہوا ہے کہ تعجیل کرے واسطے سنت مغرب کے منافات نہین پر کہنا ساتہ پڑہنے کے لا الہ الا اللہ
لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر دس بار جیسا کہ کہا گیا کہ اس قدر منافی تعجیل کے نہین ہے
اور اگر بہت تعجیل مین ہے اس ذکر کو بعد سنت کے پڑہے کہ منافی ساتہ حدیث کے فرض سے نہین ہے
جیسا کہ گذرا اور جو کہ بعضے آدمی آیۃ الکرسی سنت مغرب مین پڑہتے ہین مخالف سنت ہے کہ سنت
پڑہنا قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد کا ہے **وصل** بیچ بیان سجدہ سہو کے جان کہ سہو و
نسیان اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ اقوال اور جو کچہ کہ متعلق اوسکے ہے ساتہ اخبار اور
ابلاغ کے جائز نہین باتفاق لیکن افعال کیا نماز مین اور کیا غیر نماز مین اختلاف ہے مختار نزدیک
اہل حق کے جواز اوسکا ہے اور درحقیقت شامل حکمت بالغہ الہی عز شانہ کا ہے بیچ باعثیت
تشریع احکام کے اور پانے والا سعادت اقتدا رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے اور مجرد تشریع
حکمت کا نہین ہے کسواسطے کہ تشریع بے اوسکے ممکن ہے جیسا کہ کہتے جو کہ سہو کرے سجدہ
اوسہو اوسپر لازم ہے جیسا کہ صورت شک مین ہے ولیکن یہ نکتہ ضمیمہ حصول سعادت اقتدا کا
تمام ہوتا ہے آور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فراموشی دیا جاتا ہون مین جب تک
سنت پڑہون مین اور جو کچہ بیچ خبر اور جز اوسکی کے مشروع ہوا اور صاحب سفر السعادت
نے لکہا کہ بیچ پانچ جگہہ کے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہو فرمائی نماز مین تمام عمر مین
اور سوا ہے اسکے ثابت نہوا پہلی نماز ظہر تہی کہ پہلے تشہد مین بیٹہے اور اوٹہہ کہڑے ہوئے جو
تمام کی نماز دو سجدے کیے بعد سلام پہیرا دوسرے وہ کہ ایکبار دوسری رکعت مین نماز پیشین
یا پسین کے سلام پہیرا اور بات کی بعد اوسکے یاد آیا اور تمام کیا اور بعد سلام کے دو سجدے کیے اور بعد
دو سجدون کے پہر سلام پہیرا اس حدیث مین سجدہ سہو بعد سلام کے تہا اور اسکو حدیث ذوالیدین
کہتے ہین کہ نام صحابی کا ہے اور حضرت سے پوچہا کہ کوتاہ ہوئی نماز یا بہول گئے آپ یا رسول اللہ
فرمایا کچہ نہ تہا اور اس حدیث مین دو مشکلین ہین ایک وہ کہ یہ اخبار ہے برخلاف واقع اور اجماع

کہتے ہین اور عدم جواز سہو بیچ اقوال اور اخبار کے اور خلاف بیچ افعال کے ہی اور شکلین دوسری وقوع وقوع تکلم اور افعال دوسری منافی صلوۃ ساتہ اتمام صلوۃ کے اور عدم استیناف اور جواب کی شکلون سہل سے وہ ہی کہ مراد یہ ہی کہ سب سے اعتقاد مین ایسا ہو نہین نفس الامر اور یہ حدیث صادق ہے بلا شبہہ یا کنایہ ہے عدم شعور سے پس گویا کہا شعور نہین کرتا ہون مین اور یہ بھی صادق آئے فافہم اور جواب دوسری اشکال کا یہ ہی کہ تکلم اور اتیان ساتہ منافی کے بطریق سہو مفسد نہین اور منع جواز بنا اور عدم استیناف نہین کرتا پوشیدہ نہ ہے کہ یہ مذہب حنفیہ کا کہ نسیان عذر نیت بیچ نماز کے جاری نہین ہوتا اور یہ کہتے ہین کہ یہ قضیہ قبل رد ہونے کلام کے بیچ نماز کے تہا اور تحقیق وہ ہی کہ بعد اوسکی ہی اور بعضی کہتے ہین کہ یہ گفتگو سب ساتہ اشارہ کے تہی نہ بہ تقول اور یہ قول نہایت بعید ہی اور بہی کہتے ہین کہ یہ قضیہ برخلاف قیاس کے تہا پس مقتصر مورد پر ہی اور شرح کنز الدقایق مسمے بحر الرایق مین کہا کہ کوئی قول شافعی کا ان شکلون سے نہ پایا مین نے اور مذہب امام احمد کا وہ ہی کہ کلام اسمین بہت ہی مگر آنکہ کلام واسطے مصلحت نماز کے کرے جیسا کہ گمان لیگیا کہ وہ تمام کر چکا ہی نماز کو بعد اوسکے معلوم ہوا کہ تمام نہین ہوئی ہے پس تمام کرے اور یہ بھی تکلم ذی الیدین سے ہے اور بعضی صحابہ جواب نہین ہوتا اور کلام اس حدیث مین بڑا ہے اور شیخ ابن حجر نے شرح بخاری مین استقصا اوسکی کی ہے تیسرے ایکروز نماز پڑھی اور نماز سے باہر آئے ایک رکعت رہی تہی جو مسجد سے باہر آئے طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ پیچھے آنحضرت صلعم کے باہر آئے اور کہا یا رسول اللہ ایک رکعت فراموش کی آپ نے پس مسجد مین رجوع کیا اور بلال کو فرمایا کہ اقامت کی اور ایک رکعت کہ فراموش کی تہی پڑہی اور سلام پھیرا اور پہر اور اس حدیث مین ذکر سجدہ سکوت عنہ کا ہی شاید کہ مقام اقتضا اوسکے کا نکتا اور نزدیک شافعی کے سجدہ سہو واجب نہین بلکہ سنت ہی اور شمنی نے کہا کہ نزدیک بعضے حنفیہ کے بہی سنت ہی اور شرح ابن الہمام مین بعضی حنفیہ سے نقل کیا ہی کہ کہا سنت ہی نزدیک عام اصحاب کے والله اعلم چوتہی بار نماز ظہر پڑھی اور ایک رکعت زیادہ کی صحابہ نے کہا کہ نماز مین ایک رکعت زیادہ ہوئی فرمایا کس سبب سے کہا پانچ رکعتین پڑہین اوسوقت دو سجدے کیے سہو کے اور سلام پہیرا اور اوسپر اقتصار کیا اور بیچ آخر اس حدیث کے ہے کہ انما انا بشر مثلکم انسی کما تنسون

اور بیچ مذہب حنفیہ کے تفصیل بیچ ان صورتوں کے مذکور ہے فقہ مین پانچوین پہر ایکبار نماز عصر مین
تین رکعت پڑہین اور گہر تشریف لیگئے صحابہ پیچہے ہوئے اور اعلام کیا طرف مسجد کے پہر سے اور
ایک رکعت ادا کی اور سلام پہیرا اور بعد سلام کے دو سجدے کیے اور دوسری بار سلام پہیرا
اس پانچ جگہہ سہو فرمائی اور مجتہدون نے دوسری جگہہ سوا ان پانچ مقام کے اوسپر قیاس
کیا ہی داؤد ظاہری کہ امام اہل ظواہر سے ہی اور اصحاب ظواہر کہ ایک قوم ہے کہ ظواہر نصوص
پر عمل کرین اور غیر منصوص کو اوسپر قیاس نکرین اور قیاس کا انکار کرین کہتے ہین کہ سجدہ نہین
کرتے الا اس پانچ جگہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اور سوا ان مقام کے
اگر سہو کرین سجدہ نکرین اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض جگہہ مین سجدہ سہو پہلے
سلام سے کیا اور بعضون مین بعد سلام کے جیسا کہ سیاق حدیثون سے معلوم ہوا اور امام شافعی
سب مین پیش از سلام کرتے ہین ساتہ ترجیح حدیثون وارده کے اس باب مین یا بدعوی منسوخی
اور امام ابو حنیفہ سبکو بعد سلام کے کرتے ہین ساتہ ترجیح اس حدیث کے اور بادعا اوسکے کہ اور
کتب سنت مین عبد اللہ بن مسعود سے آیا ہی کہ سجدہ کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بعد سلام کے یا ساتہ اوس حدیث کے کہ روایت کی ابو داؤد اور ابن ماجہ اور احمد اور عبد الرزاق نے
ثوبان سے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے لكل سهو سجدتان بعد ما يسلم اور قول قوی ہے فعل سے
جیسا کہ اصول فقہ مین ثابت ہی خصوصاً نزدیک تعارض فعلین بالقیاس کہ جیسا کہ مذہب انکا
ہی رجوع ساتہ قیاس کے نزدیک تعارض حدیثون کے کسواسطے کہ سجدہ سہو مکرر نہین ہوتے
بعد سلام کے چاہیے کرنا اگر سہو سلام سے بہی واقع ہو تو خبر کیجاوے ساتہ اوسکے کذا قال التمنی اور
بہی کہا ہی کہ قول سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر اور ابن عباس
اور ابن الزبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہی لیکن شک نماز مین آن حضرت کو ہرگز نہ تہا بسبب
طریق پر کہ تردد مین پڑتے ممکن نہین کہ چند رکعت نماز پڑہے اور کسی طرف جزم نہو سکے اور صورت
نسیان مین جزم رکہتا ہی ایکطرف اگرچہ خلاف واقع ہی لیکن اوسکو مقرر نہین رکہتے الغرض جو کچہ
اصل اور نفس الامر ہے اوسکو یاد دلواتے تہے اور صورت شک اور تردد مین متحیر ہے اور بار بار
بجہت غلبہ اور استغراق اور توجہہ کے کبہی نسیان آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہین

ہنوا اگر شک پیدا نہین ہوا اور فرماتے تھے کہ وہ شیطان سے ہے جیسا کہ حدیث متفق علیہ مین
کہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آئی ہے کہ فرمایا جو نماز پڑھے کوئی تم سے آتا ہے اوسکے پاس شیطان پس
تلبیس اور تخلیط کرتا ہے اوسپر اور بیچ التباس اور اشتباہ کے ڈالتا ہے یہان تک کہ نہین جانتا کہ
کہ کتنی پڑھین ہین اور اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شک نماز مین ہرگز واقع نہوا مگر
واسطے تعلیم کے حکم اوسکا خاص است کو فرماتے ہے کہ اگر کوئی شک مین پڑے اور معلوم نکرسکے
کہ تین رکعت ادا کین یا چار مثلا چاہیے کہ بنیاد اوپر یقین کے رکھے اور شک کا اعتبار نکرے
اور موافق اوسکے تردد اور قرار دیوے اس صورت مین اوپر اوسکے کہ تین پڑہی ہین اور پڑھنا
تین کا یقین ہے اگر چار پڑہی ہون اور سجدہ سہو کرے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین
کہ تحری کرے اور جس طرف کہ گمان غالب ہو بنیاد اوسپر رکھے خواہ بنا تھوڑی کے بابت کی
اور اگر گمان غالب ایک طرف ہو بنیا دیقین پر کرے اور بعضے آدمی اس حکم مین اس امام جلیل
پر طعن کرتے ہین کہ خلاف حدیث کی کہا کہ حکم ہے بنا اور عقل کی اور نہ جانا کہ بنا اوپر ظن غالب کی ایک
اصل مقرر ہے بیچ شرع کے کہ اس حدیث مین اوسکو طلب کیا جس طرح کہ بیچ اشتباہ قبلہ کے
اور سوا اوسکی ہے اور بہی صحیحین مین ابن مسعود سے آیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا شک
احدکم فلیتحر الصواب ولیتم علیہ کذا قال الشمنی اور جامع الاصول عن ابن مسعود کی روایت
نسائی لا تا ہے وہم فی صلوتہ فلیتحر الصواب ثم یسجد سجدتین بعد ما یفرغ ابوجابر السلمی اور ترمذی
نے کہا کہ بعضے عالم درصورت شک کہتے ہین اعادہ کرے نماز کو انتہی اور مذہب امام ابو حنیفہ کا
وہ ہے کہ اگر اول بار شک مین پڑا ہے یعنی شک عادہ اوسکا نہین ہوا ہے تو اعادہ کرے اور نہین تو
تحری کرے اور اگر بعد تحری غلبہ ظن بیچ ایک طرف کی نہ پڑے بنا اوپر اقل کے رکھے اور
امام محمد نے اپنی موطا مین کہا کہ نشانات درباب تحری غالب ظن کے بہت ہین اور
کہتا ہے کہ اگر ایسا نکرے تو نہین نجات سہو اور شک سے دشوار ہے اور اعادہ مین درصورت
کثرت شک کے اور اعتبار اوسکے سے حرج تمام ہے اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد
رحمہم اللہ کہتے ہین مطلقا خواہ ظن غالب اوپر ایک طرف کی پڑے یا دونون برابر ہون بنا اوپر
یقین کے رکھے اور شرح مشکوۃ مین تحقیق اسکی کی گئی ہے بقدر و فصل بیچ سجدہ تلاوت

کے اختلاف کیا ہی عالموں نے حکم سجدہ تلاوت مین ائمہ ہماری اسپر ہین کہ واجب ہی اور
امام شافعی اور مالک اسپر ہین کہ سنت ہی اور ادا کرنا بہتر ہے نہ کرنے سے اور ایک روایت مین
امام احمد سے بہی واجب ہی اگر نماز مین ہو اور سوای اوسکے واجب نہین بجہت آیات اور
احادیث کی ہی کہ مذمت ترک اوسکی مین واقع ہوئین اور تاکید اور مبالغہ کہ ادا اوسکی مین وارد
ہوئی ہین اور بہی کہتے ہین کہ سجدہ جزو صلوۃ ہے کہ بجہت تخفیف کے اقتصار اوسپر اوسکے
کیا ہی پس فرض ہو جیسا کہ بیچ قیام نماز جنازہ کے ہے ولیکن جو دلیلین اوسکی قطعی نہتین
ساتہ وجوب کے قایل ہوئے ہم بیچ تمسک ائمہ کے دوسری حدیث زید بن ثابت کی ہے
کہ کہا سورۃ والنجم کو پاس آن حضرت صلی اللہ علیہ کے پڑہا آپ نے سجدہ نکیا اور جواب اوسکا
یہ ہی کہ وجوب سجدہ تلاوت کا فوراً نہین شاید کہ دوسرے وقت کیا ہو اور یہ بہی ہو سکتا ہی
کہ قرارت وقت مکروہ مین واقع ہوئی ہو یا سجدہ نکیا بجہت بیان جواز تاخیر کے یا یہ مخصوص
بیچ سجدہ والنجم کے ہو کہ اوسمین اختلاف ہی واللہ اعلم اور طہارت شرط ہے سجدہ تلاوت
مین اور کسی آدمی سے کچہ خلاف اوسمین منقول نہوا لیکن ایک روایت مین ابن عمر رضہ سے آیا ہی
کہ بے وضو بہی کرتے تہے اور کوئی عالم اس حکم مین موافقت اوسکی نہین کیا مگر الشعبی اور
بیہقی نے بسند صحیح نافع اور ابن عمر سے روایت کی کہ کہا سجدہ نکرے مرد مگر اوپر طہارت کے
اور کل گروہ ہوئے ہین درمیان ان دو روایت کے کہ مراد طہارت کبری ہی یا دوسری بیچ
بیچ حالت اختیار کی ہے اور اول بوقت ضرورت کے اور بہی کہتے ہین کہ کبہی راہ مین جاتے
تہے اور اشارے سے سجدہ کرتے تہے اور بغیر سمت قبلہ کے بے وضو گذرتے اور بعضی سلف
اسپر بہی گئے ہین کہ سجدہ تلاوت کا واجب نہین مگر اوپر سامع کے نہ اوپر قاری کے یعنے اگر اتفاقاً
بے قصد آیت سجدہ کان مین ہو سے تو سننے کے سجدہ واجب نہو اور بعضی کہتے ہین کہ اگر قاری نے
سجدہ نکیا سامع پر بہی واجب نہو گویا قاری حکم امام کا نسبت سامع کے رکہتا ہی اور اسکو
امام مالک سے بہی روایت کرتے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ وجوب اوپر خواہش کے ہے
کہ پڑہنے والا قصد پڑہنے کا کرے نہ موافق قصہ اور حکایت کی جیسا کہ قصہ خوان پڑہتے ہین اور
مذہب ہمارا اور مذہب سب اماموں کا یہ ہے کہ واجب ہی اوپر قاری اور سامع کے مطلقاً ہو خواہ

شرائط نماز کے اور یہی مختار ہین اور نزدیک ہمارے قبل سجدہ اور بعد سجدہ تکبیر کہنی امر ہ بعدون
مندوب ہین اور نہ واجب اور ابن مسعود سے ایسا مروی ہے اور نزدیک بعضون کے سلام
بھی ہے لیکن تشہد نزدیک کسی کے نہین اور اگر کہڑا ہوا اور سجدہ مین جاوے تو اولی اور افضل ہے
اور تسبیح اس سجدے کی وہی تسبیح سجدہ نماز کی ہے سبحان ربی الاعلی کس واسطے کہ نماز افضل
احوال اور بلند مقام ہے پس تسبیح سجدہ نماز اوسکی افضل اور برتر ہے اور اگر سجدہ تلاوت بیچ
نماز کے پڑہے بیشک تسبیح کہے خصوصاً نزدیک حنفیہ کے دعا سجدہ کی نماز نہین کرتے اولی ہوویگا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے سجد وجہی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ بحولہ وقوتہ اور
حدیث ترمذی اور ابی داؤد اور نسائی مین آیا ہے کہ کہتے تھے اسکے تئین سجود قرآن مین رات کو کہتے
یہ حدیث حسن اور صحیح ہے اور بعضے کہتے ہین یہ دعا پڑہے رب انی ظلمت نفسی واغفرلی اور بھی
نزدیک بعضون کے سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا اور قرآن مین اسکے تئین ساجدون
سے حکایت کی کہ نزدیک تلاوت کے سجدہ کرتے ہین اور ایسا کہتے ہین اور بہت ایسا ہوتا کہ
سجدے مین اس دعا کو پڑہتے اور فرماتے اللہم احطط عنی بہا وزرا واکتب لی بہا اجرا واجعلہا لی عندک
ذخرا وتقبلہا منی کما تقبلت من عبدک داؤد اور ترمذی ابن عباس سے لائے ہین کہ ایک مرد
پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا اور کہا کہ آج کی رات کو خواب مین دیکہا مین نے کہ ایک درخت
کے پیچہے نماز پڑہتا تہا مین اور جو سجدہ کیا مین نے درخت بہی سجدے مین آیا اور یہ دعا پڑہی
اور کہا ابن عباس نے پس پڑہی آنحضرت صلعم نے آیت سجدے کے تئین اور سجدہ کیا اور پڑہا
اس دعا کو کہ اوس مرد نے خواب دیکہا اور درخت سے نقل کی قال الترمذی ہذا حدیث غریب
اور حدیث بخاری مین ابن عباس سے آیا ہے کہ کہا سجدہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے ساتہ سورہ نجم کے کہ آخر اوسکے مین سجدہ رکہتا ہے اور سجدہ کیا ساتہ اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے مسلمانون اور کافرون اور جن اور انس سے مراد یہی جن اور انس ہون کہ اس مجلس
مین حاضر تہے بطریق تکرار اور تاکید یا جو روے زمین پر آدمیون اور پریون سے تہے واللہ اعلم
اور کہا ہے کہ سجدہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے امتثال حکم الہی تعالی کے تہا ساتہ سجدون
اور شکر گذاری نعمتون بزرگ اوس جماعت کے کہ مسعود ہین بیچ پہلے سورے کے اور سجدہ مسلمانون

واسطے متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ فرمان برداری حکم اور اتیان شکر کے اور سجدہ مشرکون کا بجہت سنائی اسمار الہیہ انہون کے تھا لات اور عزی سے کہ اس سورہ مین مذکور ہین یا واسطے ظہور قہر سلطان کبریائی اور عظمت الٰہی تعالیٰ شانہ اور بلندی نور بزرگی اور عزت صدق اور حقانیت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا کہ باب ولاقت اختیار انہون کی باطل ہوئی اور سجدہ دین اور انکار اور غرور سے محو اور مضمحل ہوئے مگر دو آدمیون سے کہ نہایت شقی اور بدترین قوم کی تھے کہ ایک کف مٹی لی اور پیشانی اپنی پر لگائی اور کہا اس قدر بہت ہے اور وہ ایک اشقیاؤن قریش سے تے کہ جہنم واصل ہوئے اور اس جگہہ قصہ ہے وضع کفار اور مفتریون انہون سے کہ بعض ارباب سیر اور تواریخ سے کہ التفت کی گئی ہین اور جمع کرنے والی ہین ذکر نادر کے اور قصے عجیب لائے ہین اور علماے محدثین نے حکم ساتھ بنانی اوسکے کیا ہے اور ابطال اوسکا کردہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نزدیک ذکر نامون لات اور عزی کے اور مناجات مدح انہون کی کیا اور کہا تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترجی اور وہ سہواً اوپر زبان آنحضرت کی گئی یا شیطان نے باواز بلند مشابہ آواز اوس جناب کے اوسکو اپنی طرف سے پڑہا اور مشرکون نے اوسکو سنا اور سجدہ مشرکون کا اس جہت سے تھا کہتے تھے کہ اب محمد نے مدح ہمارے خداؤن کی ہمکو ساتھ اوسکے کوئی نزاع نہ رہی ہم جانتے ہین کہ خالق زندہ کرنے والا اور مارنے والا ابتدا قدیم رزاق ایک ہے یہ بیان شفاعت کرنے والے ہمارے ہین اور محمد خود ثبوت شفاعت واسطے انکی کرتا ہے پس جبرئیل آئے اور خبر کی ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو القاے شیطان سے پس غمگین ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے واسطے تسلی اونکی کی نازل کیا اس آیت کو وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم یعنے نہین بہیجا ہمنے کوئی رسول اور نبی مگر جب تمنا کی اوسنے القا کیا شیطان نے اوسکی خواہش مین پس مٹا دیا اللہ نے جو کچھ کہ اوس شیطان نے القا کیا محکم کرتا ہے اللہ اپنی نشانیون کو ساتھ اور اللہ دانا حکمت والا ہے اور یہ قصہ عقلاً اور نقلاً باطل ہے اور موضوع ہے اور خاص پیرایہ آیت کی تفسیر دوسری ہے کہ جسمین اس قصے کا ذکر یقین نہین ہے **وصل** سجدہ تکین اکا

کہ عالمون نے اختلاف کیا ہے سجدہ منفردہ مین جو نماز سے باہر کرتے ہین اسبات کا کہ آیا جائز ہے
اور مسنون ہے اور عبادت باعث قرب الٰہی جلشانہ ہی یا نہین بعضون کے نزدیک بدعت ہی
اور حرام ہی اور نہین ہی کوئی اصل اوسکے لیے شرع مین اور بعضون کے نزدیک جائز اور مسنون ہے
اور بعضے حنفی یون نقل کرتے ہین کہ جائز مع الکراہیت ہی اور تفصیل اوسکی یہ ہی کہ سجدہ خارج
نماز مین کئی قسم پر ہے ایک سجدہ سہو ہے کہ وہ خود بیچ حکم سجدہ نماز کے ہے دوسرا سجدہ
تلاوت ہی اسمین کوئی خلاف نہین ہی اور دوسرے سجدہ مناجات ہی نماز کے بعد اور اکثرون کے
کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ یہ بھی مکروہ ہے اور سجدہ شکر ہے بروقت حاصل ہونے نعمت کے
اور دفع ہونے بلیت کے اور اس جگہہ پر اختلاف ہی امام شافعی رح کے نزدیک سنت ہی اور قول احمد رح
اور ابی یوسف کا بھی یہی ہے اور حدیثین اور آثار اس باب مین بہت سی آئی ہین جیسا کہ ذکر
کیا گیا ہی اور نزدیک امام ابی حنیفہ رح اور امام مالک رح کے سنت نہین ہی بلکہ مکروہ ہی اور کہتے
فرماتے ہین کہ نعمتین اللہ کی بے انتہا ہین اور بندہ اوسکے ادای شکر مین عاجز ہے پس تکلیف
ساتھ اوسکے اگر بطریق سنت اور استحباب کے ہو موودی طرف تکلیف ما لا یطاق کے ہو گی
اور کہتے ہین مراد سجدہ سے جو شکر نعمت کے باب مین بیچ حدیثین کے واقع ہوا ہی نماز ہی کہ اوسکو
تعبیر بسجدہ کیا ہی یا منسوخ ہی لیکن جو لوگ کہ اوسکے قائل ہین وہ مراد نعمت عظیمہ رکھتے ہین
جو کبھی کبھی ظہور مین آتی ہے ہر نعمت اور سنت مین بھی یہی واقع ہوا ہی اور کہتے ہین کہ سجدہ
سے نماز مراد لینا ظاہر کے خلاف ہی اور جو بعضے خلفاء راشدین سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے اس سجدے کا کرنا منقول ہے پس اوسکے منسوخ ہونے کا قائل ہونا درست
نہو گا اور ایک قسم سجدے کی دوسری ہے کہ اوسکو سجدہ تحیت کہتے ہین اور بعضی روایات
قنیعہ مین اوسکی رخصت بھی واقع ہوئی ہے اور مختار کراہیت اور حرمت اوسکی ہی اور بیچ
مسند امام احمد اور جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد کے حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے
کہ جب آتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا برکت مین کوئی ایسی خبر کہ آپ
خوشحال ہو جاتے تو روے مبارک جھکا دیتے اور سجدہ کرتے خاص خدا تعالی کو واسطے شکر گذاری
حق جلشانہ کے اور حضرت انس رض سے بھی ایسی ہی مروی ہے اور بیہقی نے صحیح سندون کے

ساتھ روایت کیا ہی کہ جب مکتوب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا یمن سے شخص بسبات پر پونچا کہ قبیلۂ ہمدان اسلام لائے اوسی دم حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سجدۂ شکر بجا لائے اور اوس قبیلے کے لیے دعا فرمائی اور فرمایا السلام علی ہمدان السلام علی ہمدان اور عبد الرحمن بن عوف روایت کرتے ہین کہ جب بشارت ربانی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی کہ جو شخص ایکبار درود بھیجیگا خدا تعالی اوسپر دس رحمتین بھیجیگا اور جو ایکبار سلام کہیگا خدا تعالی اوسپر دس سلام بھیجیگا اوسوقت آپ نے شکر اس نعمت کا ادا کیا اور سجدہ نہایت طولانی کیا کہ دیکھنے والے کو گمان ہوا شاید روح پاک آپکی آسمان کی طرف متوجہ ہوئی اور جسم اطہر سے مفارق ہوئی اور ایکبار ایک شخص چھوٹے قد والے اور حقیر اور ضعیف الحرکت اور ناقص الخلقت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور سجدۂ شکر کیا اور سوا اسکے بھی حدیث مین آیا ہے اور صحیح مین بھی آیا ہی کہ جب سر ابو جہل لعین کا لوگ لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور فرمایا مات فرعون ہذا الامۃ یعنے مرگیا فرعون اس امت کا اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین پڑہین اور یہ روایت ناظر ہے بیچ صحت تاویل کرنے سجدہ کے ساتھ نماز کے جس طرح پر کہ امام ابی حنیفہؒ اور امام مالکؒ نے تاویل کی ہے اور بیچ اخبار کے آیا ہی کہ جب کعب بن مالک کو بشارت توبہ کی حق تعالی کی طرف سے ہوئی سجدۂ شکر کیا اور وہ کبار صحابہ اور شعراء اسلام مین سے ہین اور یہ ایک اون تین آدمیون مین سے ہین جو غزوہ تبوک مین پیچھے رہگئے تھے اور پروردگار جلشانہٗ نے اپنی رحمت سے اونکو توبہ نصیب کرائی چنانچہ قرآن شریف سے ثابت ہے

وعلی الثلثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیہم الارض بما رحبت وضاقت علیہم انفسہم الخ اور یہ قصہ طول اور طویل ہے اور اچھے قصون مین سے ہے اور سفر السعادت کی شرح مین اسکو ہمنے ذکر کیا ہی اور حضرت امیر المومنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے جب خبر مسیلمہ کذاب کے قتل ہونے کی سنی سجدۂ شکر کیا اور اسکا قصہ مشہور ہے اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے جب ذو الثدیہ کو جو خارجیون کے رئیسون مین سے تھا مقتول دیکھا سجدہ شکر کا کیا اور قصہ اسکا اور حال خارجیون کا حدیث کی اور سب کی کتابون مین مذکور ہے اور کچھ تھوڑا سا اوس مین سے بیچ شرح سفر السعادت اور شرح مشکوۃ کے ذکر کیا گیا ہی وصل بیچ ذکر نماز حاجت کے مشہور حدیث مین قسم

کا اور سکون میم کا اور بیچ اوس میم کا ہے اور سیوطی نے ساتہ فتح میم کے بہی کہا ہی اور زجاج نے زیر اون میم کا بہی نقل کیا ہی اور قرآن مجید کی ساتون قرئتون مین ساتہ ضمہ میم کے ہے اور سکون میم کا قرائت شاذہ سے ہے اور اس روز کو جاہلیت مین عروبہ ساتہ فتح عین اور ضمہ رے کے اور بار موحدہ کی بولتے تہے اور جمعہ اسلام کا نام ہے بوجہ جمع ہونے آدمیون کے اوسدن نماز پڑہنے کے واسطے جیسا کہ کہا گیا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ ایام جاہلیت کا قدیم نام ہے اور جاہلیت ہی مین اوسکا نام بدل لیا ساتہ جمعہ کے بسبب جمع ہونے پیدائش کے اوسدن مین یا بوجہ اسکے کہ پیدائش آدم ع کی اوسدن مین تمام ہوئی جیسا کہ ہفتے کے سب دنونکو بدل دیا ہی **فائدہ** قدیم نام ہفتے کے یہ تہے اول اہون جبار دبار موئنس عروبہ شبار اور یہ روز جاہلیت کے زمانے مین بہی ایک شرف اور بزرگی رکہتا تہا اور زمانہ اسلام مین بسبب فضیلتون اور خصائصون کے ایک امتیاز جداگانہ پایا اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ گمراہ کیا خدا ہی تعالی نے روز جمعہ سے اون لوگونکو جو ہم سے پہلے تہے اور مراد ان سے یہود اور نصاری ہین اور خاص یہودیونکا یوم سبت یعنے شنبہ تہا اور نصارے کا یوم احد یعنی یکشنبہ تہا پس لایا حق تعالے ہمکو اور سیدہا کیا ہم مسلمانونکو یعنی راہ بتائی ہمکو ساتہ جمعے کے اور گمراہ کیا یہود اور نصاری کو روز جمعہ سے اس طور پر کہ حکم کیا انکو عبادت کرنیکا اور چاہا کرنیکا اوس دن مین ساتہ عبادت شکر اور نعمت کے پس اونہون نے مخالفت کی اور تمرد اختیار کیا اور انکار کیا اور اختیار کیا یہودیون نے اوسکے بدلے شنبے کو اور اوسکی علت یہ ٹہرائی کہ یہ روز پیدائش کی انتہا کا ہے اور دن ہی صانع کو فراغت پانے کا آفرینش سے پس خلق کو بہی چاہیے کہ سب شغلون سے پہر کے متوجہ اور مشغول عبادت مین ہون اور کہا نصارے نے کہ اتوار کا دن آفرینش کے شروع ہونیکا وقت ہی پس یہ تعظیم کرنیکے لیے اور شکر نعمت اور عبادت کرنیکے لیے سزاوار زیادہ ہے اور اکثر اسبات کے قایل ہین کہ حق تعالی نے روز جمعہ بالتعین نہ فرض نہین کیا تہا بلکہ حکم فرمایا تہا اوس دنکے استخراج کرنیکا اور ٹہرا دینے کا اپنی فکر اور اجتہاد کے ذریعے سے تاکہ دریافت کرین کہ وہ کونسا دن ہی پس یافت کیا یہودیون نے روز شنبہ کو اور نصارا نے روز یکشنبہ کو ساتہ اوس علت کے جو مذکور ہوئی ہے اور اس قیاس پر بیچ ہدایت دینی مسلمانون کے ساتہ جمعے کے دو معنی ہین ایک تو یہ ہین کہ اون پر جمعہ فرض

کیا گیا ہے اور حکم کیے گئے ہین ساتھ اوس دن کے بقول اللہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا
اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الخ یعنے اے ایمان والون جب پکارے جاؤ نماز کیلیے جمعہ کے دن پس
سعی کرو اللہ کے ذکر مین اور ہدایت کی اوسکو یعنی نکیا انکو ساتھ انکار کرنے کے اور تحیر کے اور دوسری یہ بھی
ہدایت کی حق تعالی نے انکو اس روز دریافت کرنے مین ساتھ فکر اور اجتہاد کے اور کہتے ہین کہ اللہ تعالے
نے انسان کو پیدا کیا ہے عبادت کیلیے اور جو پیدایش اسکی جمعے کے دن ہے پس عبادت اوس دن
اولی اور انسب ہوگی اور ایک چیز حق تعالی نے سب دنوں مین پیدا کی ہے کہ جس سے انسان فائدہ
اوٹھاتا ہے جمعے کے دن مین ذات اوس جمعے کی پیدا کی ہے اور شکر نعمت وجود کا اور بہتر اور اچھا
ہوتا ہے شکر نعمتون سے جو خارج ذات سے ہین اور ظاہر اس جگہ یہ ہے کہ معنی ہین بلکہ یہود اور
نصاری کے باب مین بھی لیکن ابن حجر صحیح بخاری کی شرح مین کہتا ہے کہ جمع ہوتے انصار
مدینہ منورہ مین قبل تشریف لانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نزول قرآن شریف کے جمعہ کے
باب مین اور کہا اونھون نے چونکہ یہودی اور نصاری کے لیے ایک روز ہے کہ اوسمین وہ جمع
ہوتے ہین بیچ ہر ہفتے کے واسطے عبادت کے پس ہم بھی ٹھہرائین ایک ایسا دن کہ اوس دن
جمع ہون اور ذکر کرین اپنے مالک برتر کا اور نماز پڑھین اور بجا لائین اوسدن شکر اور عبادت
کو پس یوم العروبہ کہ وہ نام قدیم روز جمعے کا ہے ٹھہرایا اوسکو عبادت اور شکر نعمت کے لیے
اگرچہ ساتھ ان خصوصیات کے جو نماز جمعہ مین ہین تھی بعد اوسکے قرآن نازل ہوا ساتھ اون خصوصیات
کے اور اس قدر تقریر مطلب مین کافی ہے فتدبر اور بیچ حدیث اوس بن اوس کے آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمھارے تمام بہتر دنوں مین سے دن جمعہ کا ہے اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ بہتر دن بہت ہین بیچ مثل روز عرفہ اور عیدین کے اور مثل اسکے اور دن جمعہ کا ایک
اونمین تمام دنون مین سے ہے اور اختلاف ہے عالمون کا جمعے کے دن مین اور عرفہ کے دن
مین اس بات کا ان دونون مین سے کونسا دن افضل ہے بعضون نے کہا ہے کہ روز جمعہ افضل ہے
ساتون دنون سے اور عرفہ جمعہ کے دن سے افضل ہے اور اس بات سے کچھ حاصل نہین ہوتا ہے
فتامل اور ایسے ہی اختلاف ہے علما کا شب جمعہ مین اور شب قدر مین امام احمد نے کہا ہے کہ جمعہ کی
رات افضل ہے کیونکہ علوق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحم آمنہ مین جمعے کی رات کو ہوا ہے

اور ایام منا مین تھا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدایش کے باب مین آئیگا انشاء اللہ تعالی
اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ سردار سب دنون کا جمعہ کا دن ہے جمع ہوئی ہے اوسدن
خلق عالم بھر کی اور پیدا کیے گئے ہین حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کے دن اور داخل کیے گئے بہشت
مین جمعے کے دن اور زمین پر اوتارے گئے جمعے کے دن اور وفات پائی حضرت آدم نے جمعہ
کے دن اور اسی دن برپا ہوگی قیامت اور اسیدن مین ہی صور پھونکا جائیگا اور اسی دن
ہونگی بیہوشی مقصود اس ذکر سے واقع ہونا بڑے امرونکا ہے جو واقع ہوئے ہین اس دن مین
یا بجہت اس بات کی نکلنا حضرت آدم عم کا اور آنا حضرت آدم عم کا اس عالم مین بہت سی حکمتون کو
شامل ہے جو حصر مین نہین آسکتی ہین اور موت پہونچانیوالے رب العزت کی جوار قدس مین اور
قائم ہونا قیامت کا پہونچا دینے والا ہے طرف نعمتون جنت کے اور ظہور ہوا عید حق تبارک و
تعالی کے اور خصائص اور فضائل روز جمعہ کے بہت ہین ایک یہ ہے کہ جمعے مین ایک گھڑی ہے کہ جو کچھ اوس مین خدا تعالی
سے مانگے پاوے اور عالمون کو جو صحابہ مین سے ہین اور تابعین کو اور جو انکے بعد والے
ہین خلاف ہے دو قول پر بعض کہتے ہین کہ وہ زمان کرامت نشان رسالت کے خواص مین سے
تہا اور بعد اوسکے جاتا رہا اور یہ قول رد کیا گیا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
لوگون نے پوچھا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ وہ ساعت روز جمعہ کی جسمین دعا قبول ہوجاتی ہے
اوٹھالی گئی لیکن ابو ہریرہ رض نے فرمایا کہ کون کہتا ہے وہ گھڑی اب تک ہر روز جمعہ مین ہوتی
ہے اور قول دوسرا یہ ہے کہ جیسا کہ زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین وہ ساعت تھی ویسی ہی
اس وقت مین بھی باقی ہے اور یہ قول صحیح ہے لیکن اس جگہ پر بھی دو قول واقع ہوئے
ہین بعضے کہتے ہین کہ اوس ساعت کو پوشیدہ رکھا ہے اور چھپا دیا ہے جس طرح سے شب قدر
آخر کو عشرے مین ہے اور اکثر اسکے قائل ہین کہ معین ہے اور اس مقام مین متعدد قول زیادہ
معین لوگون سے آئے ہین اور شیخ حجر عسقلانی نے صحیح بخاری کی شرح مین نسبت اوسکے سا
قایلین کے ذکر کیا ہی بعض فلان فلان اسکے قائل ہین اور اوسکے دلیلین لاتے ہین اور
تصحیح اور تضعیف اور رفع اور وقف اوسکا بیان کیا ہی اور اوسمین تطبیق دی ہے اور مین نے
سفر السعادت کی شرح مین اوسکو نقل کیا ہے اور راجح تر دو قول ہین اول تو یہ ہے کہ

امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت سے نماز کی تمامی تک ہی دوسرے یہ ہے کہ اخیر ساعت روز کی ہے اور یہی عالمون کے اختلاف ایک قول ہے اون دونون مین سے دوسری قول پر ترجیح دے مین اکثر ترجیح قول اخیر کو دی ہے اور حدیث وارده ہے اوسکی تقویت اور تائید کی ہی اور صاحب سفر السعادت نے کہا ہے کہ سنن سعید بن منصور مین ساتھ صحیح سندون کے ابی سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف سے آیا ہے کہ ایک جماعت صحابہ کی جمع ہوئی اور اس ساعت کی تعین مین بحث کی اور اوس مجلس او ٹھ کھڑی ہوئی کسینے اوس مین سے اختلاف اسباب مین نکیا کہ وہ ساعت آخر روز کی ہے اور حضرت فاطمہ زہرا رض سے نقل کرتے ہین کہ آپ اپنی خادم کو حکم کرتی آخر روز مین جمعہ کے تھی نہین تاکہ دیکھے اور خبر دے اونکو آخر ساعت سے اور جب خبر دیتا تو مشغول ہوتین حضرت فاطمہ رض دعا مین اور ایک روایت غروب کے وقت کی آئی ہے واللہ اعلم اور روز جمعہ کے خصائص سے ایک بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس روز درود بھیجنا مقام اجابت اور قبول مین پہنچتا ہے دوسری یہ ہے کہ اس دن مین ایک نماز ہے جو بزرگ تر ہے اسلام کے فرضون سے اور سستی کرنا اوس نماز مین بے باعث ہونے کا داغ مہر نفاق کا اور لکھے جانیکا تمام منافقون مین سے ہے یعنی منافقون مین سستی کرنے والا شمار کیا جاتا ہے اور غسل اوس دن سنت موکدہ ہے اور ایک گروہ کے نزدیک واجب ہے اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا اور کپڑے بدلنا اوس دن مستحب زیادہ اور روزون سے ہے اور تجمیر مسجد یعنے خوشبو دار کرنا اوسکا جمعہ کے دن نزدیک ایک عالمون کی جماعت کے مستحب ہے اور نفلین پڑھنا جمعے کے دن وقت استوا کے مکروہ نہین ہے اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کی ہے نماز کی ٹھیک دوپہر مین مگر بیچ روز جمعہ کے اور فرمایا ہے کہ دوزخ کو دوپہر کے وقت جلاتے ہین مگر روز جمعہ مین اور یہی باعث ہے کہ اہل فجور اور فسق روز جمعہ مین اور شب جمعہ مین ارتکاب معاصی سے پرہیز کرتے ہین بسبب ظاہر ہونے آثار رحمت کے بیچ اوس دن کے اور یہ روز اختیار کیا گیا ہے واسطے گریہ وزاری بندون کے اور زیادتی اسکی تمام دنون پر ہے جیسے کہ زیادتی رمضان کے مہینے کو ہے تمام مہینون پر اور مقبولیت ایک گھڑی کی بیچ اس دن کے مثل شب قدر کے ہے جو واقع ہوتی ہے رمضان مین اور روز جمعہ عید ہے مسلمانون کے لیے جو ہر ہفتے مین مکرر ہوتی ہے اور حدیث مرفوع مین آیا ہے یوم الجمعة سید الایام و اعظمها عند الله من یوم الاضحی و یوم الفطر یعنے جمعہ کا دن سردار ہے سب روزون کا اور بزرگ تر حق تعالی کے نزدیک عید کے دن سے اور بقر عید کے دن سے اور

جو شخص پیدل جائیگا جمعے کی نماز کرنے لیئے ایک سال کی نماز اور روزے کا ثواب پائیگا اور یہ گناہوں کے
کفارے کا دن ہے اور آسمان اور زمین اور پہاڑ اور دریا اور تمام مخلوق جمعے کے دن ڈرتی ہے بسبب
اوس علم کی جو حق تعالی نے انکو دیا ہے قیامت کے واقع ہونے سے اوسدن میں اور تمام جن اور
انس جنکے دلون پر پردہ پڑا ہے واسطے قیام تکلیف اور ایمان بالغیب کے اور روحین مومنون کی
نزدیک ہوتی ہین جمعہ کے دن اپنی قبرون سے اور زیارت کرنے والون کو پہچانتی ہین اور سب
دنون کی پہچاننے سے زیادہ اور بعض روایت مین آیا ہے کہ پہلے اول روز مین یہ شناخت اوس روز
کے آخر سے زیادہ ہوتی ہے اور اس سبب سے زیارت قبور کی اس دن مستحب زیادہ ہے اور عادت
لوگون کی حرمین شریفین مین اسی طرح پر ہے اور جمعے کے دن روزہ رکھنا اکثر عالمون کے
نزدیک مکروہ ہے کیونکہ یہ عید کا دن ہے اور عید کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے اور امام ابوحنیفہ
اور امام مالک سے روایت ہے کہ مکروہ نہین ہے اور یہ دن خاص کیا گیا ہے واسطے جمع ہونے
مومنون کے وعظ اور ذکر کرنے کے لیے بطریق وجوب کے خطبہ عیدین مین سنت ہے اور وارد ہوا ہے
کہ الکھف ہوتی ہین جمعے کے دن روحین ذکر کیا ہے اوسکو ابن القیم نے بیچ کتاب الہدی کے
اور جیسے کہ تخصیص روز جمعہ کی روزے کے ساتھ اکثر عالمون کے نزدیک مکروہ ہے اسی طرح
تخصیص شب جمعہ کی قیام کے ساتھ مکروہ ہے اور عالمون نے اسکی وجہین بیان کی ہین جو
ناتمام ہین نزدیک اس مسکین کے ظاہر یہ بات ہے کہ یہ اشارہ اس طرف ہے کہ طالب کو چاہیے کہ طاعت
اور عبادت مین ہمیشہ مشغول رہے اور تخصیص کرنا بعض وقتونکی اگرچہ وہ وقت متبرک ہون کو اچھا
نہین ہے اور جمعے کے دن اور اسکی شب مین مرنیکی فضل مین قبر کے حساب سے محفوظ رہینگے خبرین وارد
ہوئی ہین اور سیوطی نے جمع الجوامع مین حدیث احمد اور بیہقی سے نقل کی ہے کہ فرمایا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ما من مسلم یموت یوم الجمعۃ او لیلۃ الجمعۃ الا وقاہ اللہ فتنۃ القبر
نہین ہے کوئی مسلم کہ مرے جمعے کے دن یا جمعے کی رات مین مگر نگاہ رکھتا ہے اوسکو اللہ تعالی
قبر کے فتنے سے یعنی جو مسلمان مرتا ہے جمعے کے دن یا جمعے کی رات مین اوسکو حق تعالی
قبر کے فتنے سے محفوظ رکھتا ہے اور ایسے ہی شیرازی کے القاب مین کہ اونھون نے ابن عمر
سے روایت کیا ہے اور نعیم سے ہے بیچ حلیہ کے کہ انھون نے جابر رض سے نقل کیا ہے جو شخص

کہ مرتا ہے جمعے کے دن یا جمعے کی رات مین چھٹکارا ہوجاتا ہے اوسکو عذاب قبر سے روز قیامت
کے آنے تک اور حال یہ ہے کہ اوسکے ہاتہ پر مہر شہیدون کی ہوتی ہے اور یہ بھی روایت مین آیا ہے
کہ بخشے جاتے ہین جمعہ کے دن چھ لاکھ آدمی اور جمعے کی رات مین تیس لاکھ آدمی اور ایک روایت
مین ہے کہ تمام لوگ بخشے جاتے ہین اور فرشتے صحیفے لیکر جمعے کے دن مسجد کے دروازون پر
آدمیون کے لکھنے کے لیے بیٹھتے ہین اور جب باہر آتا ہے امام واسطے خطبے کے اوٹھا لیتے
ہین صحیفون کو اور داخل ہوتے ہین مسجد مین اور دونی ہوتی ہین اس دن نیکیان اور نماز کی
دو رکعتین جمعے کے دن افضل ہین ہزار رکعتون سے جو اور دنون مین ہون اور ایک
تسبیح افضل ہے ہزار تسبیح سے اور مروی ہے کہ جب حق تعالی اوٹھائیگا روزون کو قیامت کے دن
اوسی ہیئت اور صورت پر جو وہ رکھتے ہین اور اوٹھائیگا جمعے کے دنکو روشن اور چمکتا ہوا
اہل جمعہ کے لیے اور روشنی مین کریگا جمعے کا دن اونہین لوگون کو پس چلینگے وہ اوسکی روشنی
مین اور رنگتین اونکی ہونگی صفائی اور سپیدی مین مثل کافور کے اور خوشبو اونمین آئیگی
مثل خوشبوی مشک کے اور بیٹھینگے وہ کافور کے پہاڑون مین اور دیکھینگے اونکی طرف
جن و انس اور ملک نہ جہپکائینگے تعجب سے اور حیرت سے یہانتک کہ داخل ہوجاینگے
وہ بہشت مین اور اونسے نہ ملیگا کوئی شخص ہوا موذن جسنے خدا کے لیے اذان کہی ہوگی اور حرام
اور مکروہ ہونا بیع کا اذان کے وقت اور مستحب ہے اسول البنی کا نماز کے بعد جمعہ کے خصائص مین سے ہے اور پڑہنا سورہ
الم السجدہ اور سورہ ہل اتی علی الانسان کا جمعہ کی نماز فجر مین اور پڑہنا سورہ جمعہ اور المنافقون کا یا سبح اسم ربک اور
سورہ الغاشیہ کا جمعہ کی نماز مین پڑہنا قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ کا جمعہ کی نماز مغرب مین اور سورہ جمعہ اور منافقون
جمعے کی نماز عشا مین بھی مسنون ہے اور شافعیہ اسکا التزام رکھتے ہین اور ہرگز اسکے خلاف
نہین کرتے ہین اور حنفیہ سورہ کے تعین کو مکروہ جانتے ہین اور ہرگز نہین پڑہتے ہین اور محقق
حنفیہ شیخ ابن الہمام نے فرمایا ہے کہ ایسا کرنا سنا ہے کبھی کبھی پڑہ لینا چاہیے بوجہ صحیح حدیثون
کے جو اس بارے مین وارد ہوئی ہین اور فرمایا ہے کہ دلیل کراہت کی مقتضی عدم مداومت
کو ہے نہ مداومت عدم کو اور کہتا ہے بندہ مسکین کہ ظاہر یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا بھی عمل دائمی نہ تہا کہ آپ اوسکے خلاف ہرگز نکرتے جیسے کہ عادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ

لی تھی نفلون مین ادا کرنا تو اکثری ہوگا لیس طریقہ حنفیہ کا یہ ہے کہ پڑہتے مین اور کبھی کبھی ک
رہتے ہین حدیث اور مذہب کی آپس مین جمع کرنیکے لیے واللہ اعلم اور شب جمعہ اور روز جمعہ
مین سورۂ کہف پڑہنے کے فضائل متعدد طریق سے وارد ہوے ہین اور فرمایا ہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو کوئی پڑہیگا سورۂ کہف جمعہ کے دن روشنی ہوگی قیامت کے
دن ایک نور کی اوسکے پاون کے نیچے سے آسمان کی بلندی تک اور ایک روایت مین
آیا ہی کہ روشن ہوگا نور تا بیت العتیق اور بخشدیا جائیگا اوسکا ہر گناہ جو کیا ہوگا درمیان
دو جمعون کے اور گناہ سے مراد یہان گناہ صغیرہ ہے اگرچہ حدیثین ظاہر کرتی ہین عموم
گناہ کی بخشش کو لیکن علما تخصیص کرتے ہین ساتہ اوسکے گناہ صغیرہ کے واللہ اعلم وحاصل
اور حاصل کلام یہ ہی کہ جمعے کا دن ایکدن شریف اور عظیم ہے اور مشتمل ہے اوپر فوائد شریفہ اور
حقایق عظیمہ کے ساتہ کیونکہ دلالت رکہتا ہے اسبات پر کہ جو اہل جمعہ کہ حاضر ہوتے ہین نماز
جمعہ کے لیے حاصل ہوتا ہی اونکو نور شہود اور عظمت اور جلال حق سبحانہ تعالی سے ایک پرتو
اور یہ ایک نمونہ ہی اوس چیز کا جو حاصل ہوگی روز آخرت مین قرب پروردگار اور دیدار
حق سبحانہ سے اور روایت کیا ہی امام شافعی رح اور اور اماموں نے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلعم
نے کہ جبرئیل میرے پاس آے اس حالت پر کہ اونکے ہاتہ مین ایک آئینہ ہی سفید جسمین ایک سیاہ نقطہ ہی کہا مین نے
یا جبرئیل آئینہ کیسا ہے جسمین ایک نقطہ سیاہ ہی کہا یہ آئینہ تصویر ہی روز جمعہ کی جو تمام دنون سے ساتہ
صفائی اور نورانیت کے مخصوص ہے اور یہ نقطہ ایک ساعت جو روز جمعہ مین ہے ہی باعتبار
اوسکے امتیاز ہونیکے تمام اجزا ہی روز سے اور سیاہی سفیدی مین پیدا اور ظاہر تر ہوتی
ہے اسی سبب سے تمام رنگتون مین سے سیاہی کو واسطے لکہنے کو اختیار کیا ہی اور کہا جبرئیل نے
نام جمعہ کا یوم المزید ہے کہا مین نے یوم المزید کیا معنی رکہتا ہی اور کیا وجہ ہے جمعے کے نام
رکہنے کی ساتہ یوم المزید کے کہا جبرئیل نے کہ پیدا کیا گیا ہے فردوس مین جو ایک اعلی درجات
جنت سے ہی ایک میدان وسیع کہ اوسکے طول اور عرض سوا ہی خدا تعالی کے کوئی نہین جانتا
اوسمین ٹیکرے ہین مشک کے جنکے بسبب نہایت بلند ہونے کے پہونچ گئے ہین آسمان
کی بلندی تک اور جب دن جمعے کا ہوتا ہے بہیجتا ہی پروردگار تعالی اوسمین ایک عالم

اس قدر کا کہ چاہتا ہوا اپنے فرشتون سے اوس میدان کے گرد منبر نور کے جسپر پیغمبرون کے بیٹھنے کی جگہہ ہے اور گرد ہوتے ہین اون نور کے منبرون کے دوسرے منبر سونے کے جسمین یاقوت اور زبرجد جڑا ہوا ہی کہ اسپر شہید اور صدیق پیچھے نور والے منبرون کے بیٹھتے ہین پس مینہ برسا دیتا ہی حق تعالی اوس مشک کو اونکی لباس ہین اور چہرے پر اور بالون پر پس فرماتا ہے پروردگار عز و جل کہ مین پروردگار تمہارا ہون کہ پورا کیا ہے تمہارے ساتہ اپنا وعدہ کرلے آیا تمکو بہشت مین مانگو مجھہ سے جو مانگوگے وہ تمکو دونگا وہ عرض کرینگے اے پروردگار ہم تجھہ سے تیری رضا چاہتے ہین پس فرمائیگا پروردگار تعالی اگر مین راضی نہوتا تو تمکو جگہہ نہ دیتا اپنے گھر مین یعنے بہشت مین مانگو مجھہ سے اس چیز سے بڑہ کر کوئی چیز اور زیادہ اوس سے اور میرے پاس ہے زیادتی ہر چیز مین کیونکہ نعمتین میری اور درجے میرے فضل کرنے کے تمہارے اور بے اندازہ ہین اور آجکا دن روز مزید ہے پس اتفاق کرینگے سب ایک بات پر کہ یارب دکہا تو ہمکو وجہ کریم اپنا جو دیکھین ہم اوسکو اور دیکھین ہم چشم سر سے کہل کر انتہای مقصد اور منتہای مطلب یہی کہ بیشک اس سے کوئی مطلب نہین ہی اور بعد اسکے کسی سؤال کی جگہہ نہین ہے اور وقت سؤال ارنی انظر الیک یہ تہا اور موسی علیہ السلام نے وقت سے پہلے طلب کیا لاجرم مجروح زخم لن ترانی کے ہوے اور جب وقت پہونچا تو بسو لطف اور مہربانی سے خود مانگنے پر آمادہ اور عطا کیا تاکہ معلوم ہو کہ اصل اصول سؤال کے حاصل ہونے مین وقت ہی اور جو کوئی وقت سے پہلے طلب کریگا اور قبل قسمت کے چاہیگا محروم رہیگا ؎ وسحاب الخیر لہ مطر ٭ فاذا جاء الابان بجے ٭ پس تجلی کریگا پروردگار تعالی و تقدس اون پر اور دکہائیگا اپنے تئین بے پردہ پس تاب نہ لائینگے اونکو سبحانہ تعالی کے جمال اور جلال کے دیکھنے سے ایک چیز کہ اگر نہوتی قضای الہی اسپر کہ نہ جلین یہ لوگ اور باقی رہین جنت مین کہ وہ مقام فنا اور زوال کا نہین ہے ہر آئینہ جل جاتے اور ہلاک ہو جاتے بعد اوسکے دیدار سے مشرف ہونگے اور حق تعالی کے جمال کے نور سے منور ہو جائینگے پہر حکم ہوگا اونکو کہ اب جاؤ اپنے مقامون مین اور یہی بندون کے ساتہ جملہ لطف اور مہربانی سے ہے کیونکہ ہمیشہ درگاہ عزت مین رکہنا اور مستغرق انوار ذات مین کردینا تاب طاقت

اونکی ہنسین سے چلے جائینگے اور اپنے حال پر آجائین گے اور صفات کے پردون مین
کہ محل اوسکا اور مقام اوسکی رویت کا ہے جنت ہی مشاہدہ کرینگے اور مستحق اور مستعد دوسری تجلی
کے ہونگے اور دونون صورتون مین مشہود ایک ہی ہے تفاوت کیفیت شہود مین ہی پس
پھر جاتے ہین یہ لوگ اپنی مقامون مین اور حال یہ ہے کہ دیا گیا ہے ہر ایک کو ان مین دو وقت
تجلی سے زیادہ اوس چیز سے کہ تھی ساتھ جمال اور حسن اور نورانیت کی بہشت مین کیونکہ وہ
جمال صفات کا ہے اور یہ نور ذات کا ہے پس آتے ہین یہ لوگ اپنی عورتون کے پاس اور جمال
یہ ہے کہ پوشیدہ ہوتے ہین یہ مرد عورتون سے اور عورتین مردون سے اور نہین دیکھہ سکتا ایک
دوسرے کو اور دیکھہ نہین پڑتا ایک دوسرے کو بوجہ اسکے کہ ڈھانپ لیا ہے اونکو نور ذات
حق نے جو چمکا ہے ان پر پس جب پھر اپنے حال پر آتے ہین اور ایک زمانہ گذر جاتا ہے اور وہ نور
پوشیدہ ہوجاتا ہے اور غلبہ اوسکا جاتا رہتا ہے اور اپنی صورتون کی طرف رجوع کرتے ہین جن پر قبل
اسکے تھے ایکدوسرے کو دیکھہ لیتا ہے اور پہچان لیتا ہے اور کہتی ہین عورتین اونکی اون سے
بیشک تمہاری صورتین ہمارے سامنے بدل گئی تھین اور وہ اگلی صورت اور ہیئت نہ رہی تھی
اور پھر اور صورت ہوگئی یعنے یہ جمال اور حسن اسکے پہلے نہ رکھتے تھے اب یہ کہان سے صورت
پیدا کی پس کہتے ہین وہ مرد یہ حسن اور جمال بوجہ اسکی ہے جو حق تعالے نے ہمپر تجلی فرمائی تھی
پس ذات مقدس باری تعالی کو جس طرح سے اس جگہہ جانا ہے ہمنے دیکھہ لیا فرمایا آنحضرت
نے قسم اللہ تعالی کی درستی اور راستی کی کہ اوسکی ذات مقدس کا کسی نے نہین کہا ہے اور ادراک
کیا ہے اور کوئی مخلوق اوسکی کنہ ذات کو نہین پہونچا ہے لیکن جو کچھ جانا اللہ تعالی ذات کو
اپنی عظمت شان اور جلال مین سے اونکو دکھایا اور فرمایا حق تعالے کی ذات پاک دیکھنے کے
یہ معنی ہین اور نکہین کیونکہ یہان سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ جو کچھ کہ دیکھنے مین آیا وہ نور عظمت
اور جلال کا ہے کہ ذات حق تعالی سے پیدا ہوا ہے نہ ذات پاک پروردگار کی ہی اور عظمت
اور جلال صفت ہین اور دیکھنا صفات کا دنیا مین بھی ہے کیونکہ ہم کہتے ہین کہ احاطے کی
نفی کی ہے نہ رویت کی اور دنیا مین مشاہدہ عظمت اور جلال کا دل سے حاصل ہوتا ہے نہ چشم سے
اور حاصل کلام یہ ہے کہ کیا ایک چیز دیکھو گا جسکو حقیقت اور عرفان کہہ سکین کیونکہ وہ حق ہے اور

اس دیکھی ہوئی چیز کا احاطہ اور ادراک کرنا اور ہے اور یہ بات کسیکو دنیا مین حاصل ہو تو فرق کیا
کہ دل سے ہو گی نہ چشم سے مثلاً عقلاً کہتے ہین کہ جو کچھ شکل اور رنگت اور چمک جسم کی دیکھی جاتی ہے
جسم کی کنہ حقیقت نہین اور یہ سب صفات جسم کی ہین اور باوجود اسبات کے عرف مین کہتے ہین کہ
جسم کو دیکھا اور بات یہ ہے کہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ حق تعالی جلشانہ کو مسلمان آخرت مین دیکھینگے
اور اسکے دیکھنے کی قوت حق تعالی آنکھ مین پیدا کر دیگا جس طرح سے دنیا مین دل مین پیدا کر دیتا ہے
اسبات کا اعتقاد کرنا چاہیے اور چپ رہنا چاہیے اسیقدر کافی ہے واللہ اعلم اور فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والونکو یہ کیفیت ہمیشہ ہر جمعے مین حاصل ہو گی اور ایک جمعہ سے دوسرے
جمعے مین دو حصے زیادہ ہو گی اور ایمان والے جمعے کو بوجہ اسبات کے دوست رکھتے ہین کہ پروردگار
انکا انکو خیر اور برکت دیتا ہے اور ایسی فضل اور بزرگی کے ساتھ مخصوص کیے گئے ہین اور خود جس بات کو پہلے
مانگتے ہین اور اسکو دوست نہین رکھتے ہین تو فرماتا ہے اللہ تعالی مانگو جو وہ تمکو ضرور دونگا اور ہمیشہ
حال انکا اسی طرح پر رہیگا پس یہ ہی معنی یوم المزید کے ہین اور پڑھا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون یعنے کسی جی کو نہین معلوم
جو چھپا رکھا ہے اونکے لیے کہ وہ آنکھون کی ٹھنڈک ہے بدلا اسکا جو کرتے ہین وصل جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کے لیے منبر پر تشریف لیجاتے تھے حضرت بلال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
روبرو اذان شروع کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین یہی اذان تھی اور یہی
حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے مین تھا اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت
کا زمانہ ہوا اور ایک کثرت اور تفرقہ لوگون مین پیدا ہوا تو زوراء پر جو نام ایک مقام کا ہے
اور مدینہ مطہرہ مین مسجد کے باہر واقع ہے اس اذان سے پہلے دوسری اذان کے کہنے کا حکم
دیا اور بعض روایت مین یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس اذان کا ایجاد کیا پھر حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے تک ہمیشہ رہی اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ
اذان ایجاد کی ہے اور جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین تھا وہ بدون لفظ اذان کے اعلام
تھا اور اس اذان کو باعتبار حادث ہونے کے ثانی بھی کہا ہے اور باعتبار اسکے وجود کے اول
بھی کہا ہے اور باعتبار اسبات کے کہ تکبیر کا نام اذان ہے ثالث بھی کہا ہے چنانچہ حدیث شریف مین

آیا ہے مین کل اذانین صلوۃ یعنے ہر ایک اذان کے درمیان مین نماز ہے اور اسی اعتبار سے حدیث مین آیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان شریف مین دو اذانین تہین اور وجوب سعی اور ترک بیع مین بعض عالمون کے نزدیک معتبر وہ ہے اذان ہے جو منبر پر خطبہ پڑہنے کے بیٹہنے کو بعد ہے اس وجہ سے کہ وجود اوسکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین پایا گیا ہے پس مراد اللہ تعالی کی قول سے اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ یہی ہے لیکن عالمون نے صحیح اوسکو قرار دیا ہو جو پہلے اذان اعتبار کی گئی ہے کیونکہ حادث ہوئی ہے لیکن اوسمین شرط یہ ہے کہ بعد دوپہر ڈہلنے کے جو اوسکا وقت ہو وہ اذان کہی گئی ہو کیونکہ اذان سے مقصود آگاہی دینا ہے اور وہ اوس سے حاصل ہوتا ہے اور خطبے کے وقت کی اذان قوم کی تنبیہ کے لیے ہے تاکہ وہ جان جائین کہ امام خطبے کے لیے اوٹہ چکا سو جائین اور نماز کو ترک کر دین لیکن یہ دوسری اذان جو جمعے کی سنت کے پڑہنے کے لیے بعضے شہرون مین کہتے ہین وہ نہ آنحضرت کے زمانے مین نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے مین نہ بعد اونکے تہی اور جو اسلام کے شہر مین اونکے اکثر اسپر عمل نہین ہے اور معلوم بھی نہین ہے کہ یہ اذان کہان سے پیدا ہوئی ہو اور کس نے اسکو ایجاد کیا ہو پس چاہیے کہ سنت بھی اذان اول کے بعد نہ پڑہین اور اگر چاہین تو آگاہی دینے کے قصد سے الصلوۃ الصلوۃ کہدین چنانچہ بعض عالمون سے دیکہنے مین آیا ہو اور بعضے کتابون مین واقع ہوا ہے کہ اذان اول نکالی ہوئی بنی امیہ کی ہے اور غالبا یہ باعتبار اسکے ہوگا کہ بعضی محققون نے کہا ہو کہ اس اذان کے دینے کا حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زورا پر کیا تہا اور ہشام بن عبد الملک نے اسکو مسجد مین نقل کیا واللہ اعلم بر بر تقدیر جو چیز کہ خلفائے راشدین نے کیا اسکو بدعت کہنا بجا ہے اور اگر بعضے اگلون نے بدعت کا اطلاق اوسپر کیا ہو تو معنی اوسکے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین نہ تہی اور اس سے مذمت اور برائی اوسکی مقصود نہین ہے جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضہ سے تراویح کی جماعت کی بارے مین منقول ہے کہ آپ نے فرمایا نعمۃ البدعۃ ہذہ یعنی اچھی بدعت یہ ہوا اور بدعت حسنہ پر حکم کرنے کی وجہ یہی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فعل پر اجماع سکوتی ہوا کہ کسی صحابہ نے اوسکا انکار اونسے نہین کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ پڑہتے تہے

تو آواز بلند فرماتے تھے اور وجہ اسکی شوق کی زیادتی تھی اور کئی حاضرین کے سنانے مین مبالغہ
اسقدر کرتے تھے کہ چشم مبارک کی سرخ ہوجاتی تھی اور سبب طلوع انوار اور تجلی عظمت اور
جلال کی اور ظاہر ہونے لوامع ابلاغ اور انذار کے غضب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ ہوتا
تھا یہان تک کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منذر جیش مین کہ فرماتے ہین صبحکم ومساکم اور منذر
جیش وہ ہی جو خبر پہونچاتا ہی قوم کو اور ڈراتا ہی انکو اوس لشکر سے جو ان پر دوڑ مارنیکو ہے اور آگاہ
کرتا ہے کہ صبح کے وقت تمپر دوڑ ماریگا اور لوٹ لیجائیگا یا شام کے وقت آئیگا اور شبخون ماریگا
اور بعد اسکے فرماتے تھے اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد وشر الامور
محدثاتھا وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ یعنے لیکن بعد اسکے بیشک اچھی بات کتاب اللہ کی
ہے اور اچھا ہدیہ ہدیہ محمد ہی اور برے کام نئے پیدا کیے ہوئے ہین اور جو نئی بات ہو وہ بدعت ہی اور
جو بدعت ہو وہ گمراہی ہے اوسکو مسلم نے روایت کیا ہی اور بعضے حدیثون مین زیادہ آیا ہی وکل
ضلالۃ فی النار یعنے جو گمراہی ہے اوسکا مقام آگ ہی اور کلمہ بعد حمد اور نعت کے بعد خطبے مین مسنون ہے
اور بخاری نے اسکے بارے مین ایک باب لکھا ہے اور فتح الباری مین کہتے ہین کہ اختلاف ہوا ہے
مین ہے کہ پہلے جسنے اس کلمہ کو کہا ہے وہ کون ہے طبرانی نے حدیث مرفوع مین ابی موسی
اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ داؤد علیہ السلام ہین اور حدیث مرفوع مین شعبی سے مروی
ہے کہ فصل خطابی کہ داؤد علیہ السلام کو آیا ہی اور فرمایا ہے واتیناہ الحکمۃ وفصل الخطاب یعنے دی ہمنے داؤد
کو حکمت اور فصل خطاب کا یہ کلمہ ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ پہلے جسنے وہ کلمہ کہا ہے یعرب
بن قحطان ہے اور کہا گیا ہی کہ کعب بن لوی ہے اور کہا ہے کہ سحبان بن وائل ہے اور
کہا ہی کہ قیس بن ساعدہ ہے اور پہلا قول درست ہی اور ان قولون کو آپس مین اس طور پر جمع
کیا ہی کہ اولیت اول مین حقیقی ہے اور باقی مین اضافی ہے اور خطبہ پڑھنے کے وقت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کمانی پر یا عصا پر تکیہ فرماتے تھے اور شمشیر اور نیزہ دست مبارک مین لیتے تھے اور
بعضون نے کہا ہی کہ جب خطبہ جنگ مین پڑھتے تھے تو کمان پر و سیف پر تکیہ فرماتے تھے اور جمعے
کے دن عصا پر تکیہ کرتے تھے اور حنفیہ کی بعضی روایات فقہیہ مین آیا ہی کہ کمان اور عصا پر تکیہ
کرنا مکروہ ہے اور صحیح یہ ہی کہ مکروہ نہین ہے کیونکہ سنت واقع ہوا ہی اور بعضون نے کہا ہی

کہ جس شہر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح غلبہ اور لڑائی سے کی ہے جیسا کہ مکہ معظمہ وہان
ہتیار پر تکیہ کرنا چاہیے اور جہان فتح صلح سے ہوئی ہے جیسا کہ مدینہ مطہرہ وہان عصا پر تکیہ
دینا چاہیے اور اس سبب سے شافعیہ حرم شریف مین سیف پر تکیہ دیتے ہین کیونکہ انکے قول کے
موافق فتح اوسکی بطریق لڑائی کے ہے اور حنفیہ وہان عصا پر تکیہ کرتے ہین کیونکہ انکے نزدیک فتح
صلح سے ہے جیسا کہ اوسکے مقام مین انشاء اللہ تعالی بیان کیا جائیگا اور صاحب سفر السعادت
نے کہا ہے کہ کمان اور عصا پر تکیہ کرنا منبر شریف کے بیٹھنے سے پہلے تہا اور منبر شریف کے بیٹھنے کے بعد
یاد نہین ہے کہ کسی چیز پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکیہ کیا ہے نہ عصا پر نہ اور کسی چیز پر صلی اللہ علیہ
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت نماز کے خطبہ پڑہنے مین کمی فرماتے تہے اور بہ نسبت خطبہ
کے نماز مین زیادتی فرماتے تہے لیکن مسلم کی روایت مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی نماز بین بین ہوتی تہی اور ابوداؤد کی روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی نماز اوسط مین ہوتی تہی اور خطبہ اوسط مین ہوتا تہا اور فرماتے تہے کہ آدمی کا نماز مین
طول دینا اور خطبہ مین کوتاہی کرنا اوسکے فقہ اور دانائی کا نشان ہے اور شاید وجہ اوسکی
یہ ہو کہ پند اور نصیحت مین ایک بات کافی ہوتی خصوصًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی بات کہ آپ جوامع الکلم کے مصدر ہین اور حکمت غریبہ کے مظہر ہین آدمی کو چاہیے کہ طاعت
اور عبادت مین کوشش کرے اور اپنے نفس کی تہذیب مین مشغول رہے تاکہ مصداق لم تقولون
ما لا تفعلون کا نہ واقع ہو اور کہا ہے عالمون نے کہ کردار ہونا چاہیے نہ گفتار اسی سے فعل آنحضرت
کا امت کی تعلیم ہے اور اوسکو تعلیم فعلی سے بہی تعبیر فرمایا ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک
الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کے مقدار خطبہ کے فرض مین کافی ہے اور اوس سے
زیادہ سنت اور مستحب ہے کیونکہ قرآن شریف حق تعالی نے فاسعوا الی ذکر اللہ فرمایا ہے اور
اسی سے خطبہ مراد ہے اور ذکر اللہ کا اس مقدار پر صادق ہے اور فعل امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ
کا آپ نے الحمد للہ فرمایا اور چپ ہو رہے اور اسی پر کفایت کی دلیل اوسکی واقع ہوئی ہے اسی طرح
ہدایہ مین ہے اور ہدایہ کی شرح مین ابن الہمام نے لکہا ہے کہ یہ قصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کا حدیث کی کتابون مین مذکور نہین ہے مگر فقہ کی بعضی کتابون مین آیا ہے اور جب آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل ہوتے تو حاضرین کو سلام کرتے اور جب منبر شریف پر تشریف
لیجاتے تو اون لوگون کی طرف متوجہ ہوتے اور دوسرے بار سلام کرتے پہر اوس وقت تک
بیٹھتے اور اگر بابین خطبہ کوئی حاجت پیش ہوتی یا کوئی سائل سوال کرتا تو آپ خطبہ پڑہنا
موقوف فرماتے اور اوس حاجت کو رفع کرتے اور سوال کرنیوالے کو جواب دیتے اور اوس وقت
خطبے کو تمام فرماتے چنانچہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے دیکھا کہ افتان و خیزان چلے آتے ہین پس آپ منبر پر سے اوتر آئے اور اونکو
اوٹھا لیا اور اسی طرح سے ایک سائل آیا اور دین اور اسلام اوسنے پوچہا پس آپ منبر سے
نیچے اوتر آئے اور کرسی پر رونق افروز ہوئے اور اوسکو تعلیم فرمائی اور پہر منبر پر تشریف لیجا کر
بیٹھے اور خطبہ کو تمام کیا اور اگر کسی فقیر کو مجمع مین آپ دیکھتے تو حاضرین کو صدقہ دینے کے لیے
فرماتے اور چیز کے دینے مین ثواب کی حرص دلواتے تھے اور درہم کے دینے کا بہی حکم فرماتے
اور شاید کہ عالمون نے اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص مین سے شمار کیا ہے
واللہ اعلم اور جب سب جماعت حاضر ہو جاتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر گہر مین ہوتے
تو خطبہ پڑہنے کے واسطے حجرے سے باہر تشریف لاتے اور اگر مسجد مین ہوتے تو صف مین
سے آپ نکل آتے اور تنہا ہوتے اور کوئی خادم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے نہ ہوتا جیسا
کہ اب رائج ہوا ہے کہ جمعے کے دن اور عید کے دن حرمین شریفین مین اور اور مقامون مین
وقت برآمد ہونے کے علما جماعت کثیر کے ساتہ نئی طرح سے نکلتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے آگے ہرگز طرقوا والیاک یعنے ہٹو بچو نہو تا تہا اور صاحب سفر السعادت
کہتے ہین طیلسان یعنے چادر اور جامہ سیاہ اور مثل انہین کپڑون کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عادی نتہے لیکن مسلم سے مشکوۃ مین بروایت عمرو بن حریث کے نقل کیا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا اور آپکے سر مبارک پر سیاہ پگڑی تہی کہ اوسکے دونون کنارونکو بابین اپنے
دونون شانون کے چہوڑ دیا تہا اور جمعہ کے دن پہننا سیاہ چیز کا مستحب ہے اور امام ابی حنیفہ کے
نزدیک سب وقتون مین پہننا سیاہ چیز کا مستحب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خطبے کے وقت اوسکے سننے کا اور چپ رہنے کا حکم کرتے تہے اور فرماتے تہے جو شخص اپنے وقت

مین بات کرے کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہے مثل کتل الحمار یحمل اسفارا یعنی حال او رمثال اوسکی گدہے کی شکل ہی جو کتابون کو لاد لیتا ہی یہ کنایہ ہے یہودیون کے مذہب سی کیونکہ یہ آیت اونکی شان مین نازل ہی اور ظاہر ہے کہ یہ خطبہ مین باتین کرتے تہے اور مثال عالم بے عمل کی ہی کہ کتابو کہ پڑہنے مین مشقت کرتے ہین اور اوس سے فائدہ نہین اوٹہاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی اپنے ہمنشین سی خطبے کے وقت کہے کہ چپکا رہ پس تحقیق اوسنے لغو کیا کیونکہ آپکو خاموشی کو حکم کرنے مین اوسنے خود بات کی اور خاموشی اوسکی جاتی رہی اور جسنے لغو کیا اوسکا جمعہ نہین ہی اور ثواب جمعے کا پورا نہین ہے اور لغو کلام بیکار نا مشروع کو کہتے ہین اور صراح مین لغو بمعنی بیہودہ بکنے کے ہی اور اکثر عالمون کے نزدیک یہ چپ رہنا واجب ہی اور امام ابو حنیفہ اور بہتیرے ہین سے ہین اور امام مالک رحمہ اللہ کا بہی مذہب یہی ہے اور بعضے عالمون کے نزدیک مستحب ہی اور امام شافعی رحمہ اللہ اونہین مین سے ہین اور مواہب لدنیہ مین لکہا ہی کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے دو قول منقول ہین اور امام احمد رحمہ اللہ سی بہی دو روایتین ہین اور کہتے ہین کہ عبد اللہ ابن البر نے سکوت کی واجب ہونے پر اجماع نقل کیا ہی لیکن تہوڑے سے تابعین اوس اجماع کے مخالف ہین اور سلام کے جواب دینے مین اور چہینکنے والے کے حق مین یرحمک اللہ کہنے مین اختلاف کیا ہے بعضے مکروہ کہتے ہین اور بعضون نے رخصت دی ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہی کہ جس وقت سی امام خطبہ کے لیے باہر آئے اور جب تک نماز شروع کرے نماز اور بات کرنا دونون حرام ہین اور اگر نماز مین ہو اور امام خطبہ شروع کرے نماز کو دو ہی رکعتون پر ختم کرے اور صاحبین کے نزدیک امام کے نکلنے کے بعد اور خطبہ کے شروع کرنے سے پہلے اور امام کے منبر سے اوترنے کے بعد اور تکبیر کہنے سے پہلے اگر بات کرے تو کچہ قباحت نہین ہے کیونکہ یہ وقت خطبہ سننے کا نہین ہی بخلاف نماز کے کہ اوسمین بہ نسبت بات کے ایک مدت دراز ہوتی شاید کہ خطبہ شروع کرنیکے وقت اوسکا ختم کرنا ممکن نہو اور کہا ہی کہ مراد یہان نماز نافلہ ہی اور اگر نماز نافلہ نہین بلکہ نماز جو فوت ہو گئی ہے اور ادا کرنا خطبہ کے وقت بے کراہت درست ہوگا اور اختلاف اس بات مین بہی ہی کہ جو شخص دور بیٹہا ہے اور خطبہ نہین سنتا ہی وہ سکوت کرے یا نکرے مختار سکوت ہی بعض متاخرین نے کہا ہی خطبہ کے وقت دور بیٹہنا یا بادشاہون کے صفات ذکر کے وقت اور تسبیح اور ذکر مین مشغول

ہونا بہتر ہی اور شرح مین ابن الہمام نے کہا ہی کہ خطبہ کے وقت بات کرنا حرام ہے امر معروف کے
ساتھ ہو اور تسبیح اور تہلیل ہو اور کہانا اور پینا اور لکھنا حرام ہے اور سلام کا جواب دینا اور چھینکنے
والے کے حق مین یرحمک اللہ کہنا مکروہ ہی اور ایک روایت مین حضرت امام یوسف سے آیا ہی کہ مکروہ
نہین ہی کیونکہ فرض ہی اور جواب اوسکا یہ ہے کہ فرض ہے اگر سلام کا اذن ہو اور اس وجہ سے
کہ سلام کا جواب دینا ہر وقت مین ممکن ہی بخلاف خطبہ کے درود پڑہے دل مین تاکہ خطبے کے سننے
سے باز نرہے اور یہی صواب ہی اور چھینکنے کے وقت حمد بہی دل مین کہے اور منکرات مین ہاتہ اور آنکھ سے
اشارہ کرنا مکروہ نہین ہے اور یہی صحیح ہے اور دیکھنا اور قلم سے کتابت مین اصلاح دینا ایک
روایت مین امام ابی یوسف رح سے آیا ہی انتہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ مین پہلی رکعت مین
سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت مین اذا جاءک المنافقون پڑہتے تھے اور کبھی سبح اسم ربک الاعلی
و ہل اتیک حدیث الغاشیہ پڑہتے تھے اور عید کے دن اور اگر عید کے دن بہی یہ دو سورتین پڑہتے
تہے اور اگر عید جمعہ کے دن واقع ہوتی تہی تو ہر ایک نماز مین یہ دو سورتین پڑہتے تھے وصل آنحضرت ص
کے نماز تہجد کے بیان مین ہجود بمعنی نوم کے ہے اور تہجد بمعنی ترک نوم کے ہے جیسے تاثم بمعنی ترک
گناہ کے ہی اور تحنث بمعنی ترک حنث کے ہی اور اس مقام مین ترک نوم بمعنی جاگنے کے ہے کیونکہ نماز
تہجد کی سونے کے اور جاگنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑہتے تہے اور اختلاف اصحاب مین
ہی کہ قیام لیل جو بمعنی نماز تہجد کے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تہا یا سنت تہا اور
دلیل ہر گروہ کی قول حق تعالی کا ہی فتہجد بہ نافلۃ لک جو جماعت کہ سنت کہتی ہی وہ نافلہ کو نفل
سے کہتی ہین جو بمعنی اوس چیز کے ہے جو فرضون پر زیادہ ہے اور جو لوگ فرض کہتے ہین وہ نافلہ
کو بمعنی زیادہ قرار دیتے ہین کیونکہ لغت مین نفل کے اصلی معنی یہی ہین یعنی فریضہ زائدہ فرضون کی قرار دیتے ہین
اور کہتے ہین کہ اگر بمعنی تطوع یعنی نفل کے ہوتا تو نافلۃ لک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
خصوص کا فائدہ دیتا ہی حق تعالی نفرماتا کیونکہ نفل اور تطوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
مخصوص نہین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اس سے مراد درجون کی زیادتی ہی کیونکہ تطوع آنحضرت
کے حق مین کہ آپ مغفور مطلق اور معصوم ہین درجون کے بڑہنے کے لیے ہوگا اور خاص انہین کے سبب سے
ہی اور دوسرون کے حق مین گناہون کے کفارہ لینے ہی ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی حال

مین نماز تہجد کی نہ چھوڑتے تھے اور سفر اور حضر مین ہمیشہ پڑہتے تھے اور کبھی کسی مرض کی سبب سے
یا نیند کے غلبہ کے باعث سے قیام شب فوت ہوجاتا تو دنکو دوپہر ڈہلنے سے پہلے بارہ رکعتین
نماز کی اوسکی عوض مین پڑہتے تہے اور یہ بھی تہجد کے واجب ہونے پر بظاہر دلالت کرتا
ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر کھڑے رہتے تہے کہ پاے مبارک سوج جاتے
تہے اور حضرت عائشہ رضہ کی حدیث مین آیا ہے کہ آپکے قدم مبارک شق ہوجاتے تہے اور بعض
مفسرین نے قول سبحانہ تعالی کی جو علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم ہے یون تفسیر کرتے ہین
کہ قیام شب کی تیسری حصے مین یا آدہی رات کہ یا شب کی دو تہائی باقی رہنے مین
یہ تفصیل مذکور جو قرآن مجید مین ہے واجب تہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اور آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم نے ایک برس تک نماز تہجد کی پڑہی بعد اوسکے اس آیت
سے منسوخ ہوگئی اور یہان بہی عالم اختلاف کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نماز تہجد کو بہی نسخ شامل ہے یا مخصوص امت کی ساتھ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر وجوب باقی ہے واللہ اعلم اور کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز تہجد کی تیرہ
رکعتین تہین پانچ تو دو دو رکعتین تہین اور تین وتر کی تہین یا ایک رکعت وتر کی تہی
اور ہمارے مذہب مین وتر کی تین رکعتین ہین لیکن اس طرح پر ہین کہ ایک رکعت دو
رکعتون کے پڑہنے اور سلام پہیرنے کے بعد پڑہے اور امام احمد رح سے پوچہا کہ وتر کے
بارے مین آپ کیا کہتے ہین اونہون نے کہا کہ اکثر اور قوی تر حدیثون مین ایک ہی رکعت
ہوئی ہے لیکن مین اوسی کا قائل ہون اور کہا ہے کہ دو رکعت پر سلام پہیرے اور اگر سلام نہ پہیرے
اور تین رکعتین وتر کی پڑہے تو امید رکہتا ہون کہ کچہہ نقصان نکریگا اور بندہ مسکین نے
سفر السعادت کی شرح مین وتر کی تین رکعتون کا اس تقویت کی ساتہ اثبات کیا ہے
کہ اگر وتر کی ایک رکعت پر زیادتی ہوگی تو تین رکعتون سے کم بہی نہوگا واللہ اعلم اور جو لوگ
وتر کی ایک رکعت پڑہتے ہین وہ اس طریق سے پڑہتے ہین کہ دو رکعتین اوسکی پہلے پڑہتے ہین اور سلام پہیر دیتے ہین اور وتر
کی تین رکعتین پڑہتے ہین دو رکعت کے بعد سلام نہین پہیرتے ہین اور حدیث مین ایک رکعت
پڑہنے کی نہی واقع ہوئی ہے اور امام شافعی اوسکو ایک رکعت مستقل پر جو بغیر ملائے ہوئے

دو رکعتوں کی ہو حمل کرتے ہین اور بعض حدیث کے عالموں نے لکہا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نماز شب بارہ رکعتون سے زیادہ نہتی اور ایک روایت مین تیرہ رکعتین ہین لیکن دو رکعتون سے مراد فجر
کی سنت ہین یعنی نماز شب وہ ہی گیارہ رکعتین اور ان دو رکعتون کے حساب سے جو فجر کی سنتین ہین کل تیرہ
ہوتی ہین اور صحیح یہ بات ہی کہ صبح کی سنت کے سوا تیرہ رکعتین ہین اور وتر کے ساتہ نو اور سات اور
پانچ رکعتین بہی آئی ہین اور کبہی نماز شب پر اطلاق وتر کا بہی آیا ہی بحکم اسبات کے کہ ان اللہ وتر
ویحب الوتر یعنی بیشک اللہ طاق ہے اور دوست رکہتا ہی طاق چیز کو اوسکی ایک فضیلت
ثابت ہوئی ہی اور نمازون کی مغرب کے ساتہ وتر ہوئی ہے اور وارد ہوا ہی صلوۃ المغرب وتر النہار
یعنی نماز مغرب کی وتر نہار ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز شب کی کہڑے ہوکر پڑہتے تہے
اور قرارت کو طول دیتے تہے چنانچہ سورۂ بقر اور سورۂ آل عمران اور سورۂ نسا اور سورۂ مائدہ یا
انعام اور بڑی سورتین دوسری پڑہتے تہے اور رکوع اور سجود اور قومہ قرارت کے
موافق دیر تک فرماتے تہے اور بعضی راتون مین تہجد کی نماز مین ایک آیت دوبار پڑہتے
تہے اور وہ آیت یہ ہی ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم یعنی اگر دکہ
کی مار دیگا انکو پس بیشک وہ بندے تیرے ہی ہین اور اگر اونکو بخشدیگا پس بیشک تو ہی
عزیز حکمت والا ہی اور آخر کی دونون رکعتون کو پہلی دونون رکعتون سے کوتاہ بہت کر دیتے تہے
اور اخیر عمر شریف مین بیٹہکر پڑہی ہی اور جب بیٹہکر نماز تہجد پڑہتے تو رکوع اور سجود بہی بیٹہے ہی کر دیتے تہے اور
کبہی بیٹہکر پڑہتے اور جس وقت تہوڑا سا پڑہنا باقی رہجاتا اوٹہہ کہڑے ہوتے اور کہڑے ہوکر
پڑہتے اور رکوع کرتے اور سجدے مین جاتے اور دوسری رکعت مین بہی ایسا ہی کرتے یا دونون
رکعت پوری بیٹہکر پڑہتے یا کہڑے ہوکر پڑہتے اور ترمذی نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے
نقل کی ہی کہ اونہون نے کہا ہی مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا ہی کہ ایک سال
آپنی وفات شریف سے پہلے نماز نفل بیٹہکر پڑہی تہی اور صحیحین مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے آیا ہی کہ اونہون نے فرمایا ہی کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گرانی پیدا ہوگئی
تہی تو آخر مین اکثر آپ نماز بیٹہکر پڑہتے تہے اور ایک حدیث مین وارد ہوا ہی کہ جس حالت
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹہکر نماز تہجد پڑہتے تو آپکی بیٹہنے کی قطع چوپڑ مارکے ہوتی تہی

اور حدیث کے حافظون نے اس حدیث پر طعن کی ہے اور ایسے کے جواز اور کراہیت اور استحباب
مین فقہا کا اختلاف ہے اور امام ابی حنیفہؒ کے نزدیک نفل مین بیٹھنے کی صورت تشہد کی نشست
کی صورت ہے اور ایک روایت مین احتبا اور تربع بھی آیا ہے اور امام ابی یوسفؒ سے
احتبا کی روایت ہے اور امام محمدؒ سے تربع کی روایت ہے اور نشست تشہد کی بالاتفاق افضل
ہے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھکر پڑھتے تو کوئی چھوٹی سورہ پڑھتے اور اوسکو
اسقدر ترتیل کے ساتھ پڑھتے کہ وہ سورت بڑہ جاتی اور بڑی سورتون سے اور سجدے اوسکے
طویل فرماتے اور یہ بات اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ اگر کوئی شخص نماز بیٹھکر پڑھے تو قرات
اور رکوع اور سجود اور تمام ارکان نماز کے تمام وکمال ادا کرے تا کہ ترک قیام کی تلافی ہو جائے
نہ اس طرح پر پڑھے جیسے بعضے نادان لوگونکا ورد ہے کہ اتنی جلد نماز پڑھتے ہین کہ کوئی رکن
نماز کا ادا نہین کرتے اور چاہتے ہین کہ عدد اپنی اوراد پر قرار دلیا ہے اوسکو تمام کر دین اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز شب کو دو رکعتون سے شروع کرتے تھے اور پہلی چھوٹی رکعتین
پڑھتے اور بعد اوسکے رکعتین طولانی پڑھتے تھے اور قیام کی کیفیت مین اور رکعتون کی مقدار
مین متعدد روایتین واقع ہوئی ہین اور عبادت کرنے والا کو اختیار دیا گیا ہے کہ کسی قسم
اون قسمون مین سے یا ہر ایک فعل کو مختلف وقتون مین ہمیشہ کرے اور اس طریق طریقہ
اتباع کو بہت مناسب ہے اور یہی طریق صحیح حدیثون مین آئے ہین اور سفر السعادت مین اور
اوسکی شرح مین یہ لکھی ہوئی ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کبھی اول شب مین
پڑھتے تھے اور کبھی آخر شب مین پڑھتے تھے اور اکثر تو آخر شب مین پڑھتے تھے اور جامع الاصول
مین حدیث ترمذی سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخیر عمر شریف تک کہ اس عالم
سے روپوشی اختیار کی صبح کے وقت وتر پڑھا کیے ہین اور مسلم کی حدیث سے اور ترمذی نے جابرؓ سے
نقل کیا ہے کہ اونہون نے کہا ہے کہ فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کو خوف اس بات
کا ہو کہ اخیر شب مین اوٹھ نہ سکے گا تو اوسکے تئین چاہیے وتر بھی اول شب پڑھا ہی کرے اور نہ سوئے
اور جسکو امید ہو کہ آخر شب مین اوٹھ بیٹھے گا پس بیشک نماز آخر شب کی مشہود اور محضور ہے
اور یہ افضل ہے اور بعض اصفیا سے سنے مین آیا ہے کہ آخر شب مین وتر پڑھنا قرب حضرت الٰہی عزاسمہ

مین بہت بلند مرتبہ رکہتا ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اول
شب مین وتر پڑہتے تہے اور حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ آخر شب مین پڑہتے تہے پس
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق مین اخذ ہذا بالحذر یعنے اختیار کیا ہے
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسکو احتیاط اور خوف کے باعث سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان مین فرمایا
اخذ ہذا بالقوۃ یعنے اختیار کیا ہی عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو قوت کے باعث سے اور بالجملہ صحت کو پہونچا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر احوال یہ تہا کہ قریب صبح کے آخر شب مین وتر پڑہتے تہے اور
اگر کبہی اول شب مین یا اوسط شب مین پڑہتے اور بعد اوسکے تہجد کے لیے اوٹہتے تو اعادہ
وتر کا نفرماتے تہے اور حدیث مین ترمذی کی آیا ہی لاوتران فی لیلۃ یعنے نہین دو وتر بیچ
کسی رات مین اور شیخ ابن الہمام نے ہدایہ کی شرح مین کہا ہے کہ جو کوئی اول شب مین وتر پڑہے
بعد اوسکے تہجد کے لیے اوٹہے تو بوجہ حدیث مذکور کے وتر کا اعادہ نکرے اور اس وجہ سے کہ اگر دو
وتر پڑہیگا تو بیشک ایک وتر نفل ہو جائیگا اور وتر کا نفل ہو جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی شرع مین وارد نہین ہوا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد وتر دو رکعتین چہوٹی سی
پڑہتے تہے اور اون دو رکعتون مین اذا زلزلت الارض اور قل یا ایہا الکافرون پڑہتے تہے
اور امام مالک نے ان دو رکعتون کا انکار کیا ہے اور امام احمد نے کہا ہے کہ نہ مین وہ فعل
کرون نہ کسی کو اوس سے منع کرون اور عالمون نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا وہ دو رکعتین پڑہنا جواز کے بیان کے لیے ہے اور بعضے کہتے ہین ان رکعتون
سے مراد فجر کی دو رکعتین ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ دو رکعتین تہ ہین اور ایک حدیث
مین آیا ہی کہ ان رکعتون کا بعد وتر کے پڑہنا بجائے نماز شب کے تہا اور یہ بات اوس وقت مین
ہوگی کہ جب کوئی شخص اول شب مین وتر پڑہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر کی
پہلی رکعت مین سبح اسم اور دوسری رکعت مین قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت
مین قل ہو اللہ پڑہتے تہے اور معوذتین بہی آئی ہے اور مختار وہ ہے فعل اول ہے اور
ایسے ہی شیخ ابن الہمام نے کہا ہے اور جو شخص پہلی رکعت مین انا انزلنا پڑہتا ہی کسی
حدیث مین مروی نہین ہے اور بعض کہتے ہین کہ بعض روایتون مین فقیہہ کی آیا ہے اور بعد

نماز وتر کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیرتے تو تین بار سبحان الملک القدوس کہتے
اور تیسری دفعہ میں آواز بلند کرتے اور کھینچتے یعنی کھینچ کر کہتے اور رب الملائکۃ والروح کہتے
وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنت فجر کی دو رکعتوں کے بعد سیدھی کروٹ کے بل لیٹ رہتے
اور ایک دم بھر سو رہتے اور بخاری اور مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر کی دو رکعتیں پڑھ چکتے اور میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں
کرتے ورنہ اس وقت تک لیٹے رہتے جب تک نماز کے لیے اعلام کیا جاتا انتہیٰ اور زیادہ کیا ہے
بخاری نے علی شقہ الایمن کو بھی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد نماز سنت فجر کے
کلام کرنا واقع ہوا ہے اور ترمذی نے ایک باب فجر کی دو رکعتوں کے بعد کلام کرنے کے بارے
میں لکھا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ جب پیغمبر خدا صلعم
فجر کی دو رکعتیں پڑھ چکتے اگر کچھ مجھ سے ضرورت ہوتی تھی تو بات کرتے ورنہ آپ نماز کے لیے
باہر تشریف لیجاتے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح اور حسن ہے اور کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعض اصحاب اہل علم نے اور انکے بعد تابعین نے طلوع فجر کے بعد سے نماز سے
فارغ ہونے تک کلام کرنا مکروہ ٹھہرایا ہے مگر جو چیز کہ ذکر الٰہی میں سے ہو یا ضروری ہوگی
کیونکہ اس سے چارہ نہیں ہے اور کہا ہے کہ یہی قول امام احمد اور اسحاق کا ہے انتہیٰ اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بات کرنا اسی قبیل سے تھا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا
فان کانت لہ حاجۃ کلمنی اسکا گواہ ہے یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی حاجت
ہوتی تو مجھ سے بات کرتے اور فرض کیا کہ اگر بات ذکر کے جنس سے ہوتی ضروری ہو تو بھی
سنت کا باطل کرنے والا اور سنت کے اعادہ کا باعث نہیں مگر اس وقت میں بوجہ پاکیزہ نہونے
تکلم کے احتیاط کی راہ سے اور تکمیل سنت کے لیے اعادہ کرتے اور ایک بار دیکھا گیا [illegible] شیخ علی ابن
قاضی جار اللہ جو مفتی شہر کے اور مکہ معظمہ کے تھے اور انہیں کہا گیا کہ ہمارے شہر کے لوگ سنت فجر
کے بعد بات کرنا مبطل سنت جانتے ہیں اور سنت کا اعادہ کرتے ہیں اور انہوں نے کہا سبحان اللہ
الکلام خارج الصلوۃ یبطل الصلوۃ یعنی کیا بات کرنا جو نماز سے خارج ہو نماز کا باطل کرنیوالا ہے
یعنے تکلم کہ نماز سے خارج ہے مبطل نماز نہیں ہے اور بعضے لوگ جو ظاہر حدیث پر عمل کرتے [illegible]

بعد سنت فجر کے لیٹنے کو فرض جانتے ہین اور باعث اوسکا ایک حدیث ہے جو جامع ترمذی مین آئی ہے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذا صلی احدکم الرکعتین قبل صلوۃ الصبح فلیضطجع علی جنبہ الایمن یعنے جس وقت کوئی تم مین کا دو رکعتین نماز فجر کی پہلے پڑھے پس داہنی کروٹ سے لیٹ رہے اور بعضے اسمین مبالغہ کرتے ہین اور اوسکو صحت فرض کی شرط کہتے ہین اور عالمون کی ایک جماعت اوسکی کراہیت کی قائل ہین اور اوس کو بدعت سے شمار کرتے ہین اور یہہ دونون قول یعنے فرضیہ اور بدعت بعید ہین اور فرضیہ کے بعید ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لیٹنے کا ذکر بعضی حدیثون مین نہین آیا ہے اور بدعت کے بعید ہونیکی وجہ یہ ہے کہ صحیح حدیث سے لیٹنے کا ثبوت ہے اور جمہور علما طریق توسط اختیار کرکے اوسکے مستحب کے قائل ہوئے ہین اور امام مالک فرماتے ہین کہ اگر واسطے استراحت کے کرے تو پسندیدہ ہے اور قول ہمارے امام یعنے امام اعظم رح کا بھی یہی ہے اور فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل بھی بقصد استراحت کے تھا بطریق عبادت کے نہ تھا لیکن علی شقہ الایمن جو آنحضرت نے فرمایا ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ عادت شریف آپکی اسیطرح لیٹنے کی تھی کیونکہ اسکو نیند کے ثقل ہونے نہین اور فنا کے لیے آسانی سے جاگنے مین بہت دخل ہے چنانچہ اوسکے مقام مین بیان کیا گیا ہے وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیام شعبان کی چودہوین تاریخ کی راتکو جسے عوام شب برات کہتے ہین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ اونہون نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راتکو شب بھر جاگے پھر سجدہ اتنی دیر تک کیا کہ مجھکو گمان ہوا کہ آپ کی روح پرفتوح راہی ملک بقا ہوئی لیکن جب مین نے یہ حال دیکھا تو کھڑی ہوگئی اور آپکے پاس گئی اور آپکے انگوٹھے کو جنبش دی اور انگوٹھا ہلایا اور آپ نے سر مبارک سجدے سے اوٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا یا عائشہ رض یا فرمایا یا حمیرا تو نے گمان اسبات کا کیا کہ پیغمبر خدا نے تیرے حق مین دغابازی کی اور تیری عہد شکنی کی کہا مین نے خدا یا رسول اللہ ایسا نہین ہے لیکن بوجہ دیر تک سجدہ کرنے کے آپکی وفات شریف کا گمان ہوا تھا پھر فرمایا کیا تو جانتی ہے کہ یہ رات کون سی رات ہے مین نے کہا خدا اور خدا کا رسول اسکو خوب جانتا ہے فرمایا کہ یہ شب شعبان کی شب نصف ہے یعنے

شعبان کی چودہوین تاریخ کی رات ہی اور خدا تعالی جلشانہ اس شب کو اپنے بندون کو ملاحظہ
فرماتا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آفتاب کے ڈوبنے کے وقت سے صبح کی پو پھٹنے کے
وقت تک خدا ہی تعالی اپنے بندونکو دیکھتا ہے یعنے اور راتون سے زیادہ وہ امر اس رات مین
ہوتا ہے کیونکہ اور راتون مین صبح کے وقت ہوتا ہے اور اس رات مین رات بھر ہوتا ہی
پس مغفرت مانگنے والونکو بخشتا ہی اور رحمت چاہنے والون پر رحمت نازل کرتا ہی اور حسد کرنیوالونکو
اور کینہ والون کو جو مسلمانون کے ساتھ ناحق دشمنی اور بغض رکھتے ہین نہین بخشتا ہی اور تاخیر
کرتا ہے اور دوسری حدیث مین بھی حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ انہون نے کہا ہی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور کپڑے اتارے ہوئے اور جلد ہی سے تشریف
لیگئے اور میری باری کی رات تھی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مین بھی نکل آئی
اور مین نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع مین آسمان کیطرف سر اوٹھائے کھڑے
ہین اور دعا مانگ رہے ہین پھر جب مجھکو دیکھا تو فرمایا کہ ای عائشہ رض تو کیا ڈری کہ خدا اور خدا
کا رسول تجھپر ظلم کرتا ہی پس مین نے کہا یا رسول اللہ مجھکو گمان ہوا کہ شاید آپ اپنی اور
بیبیون کے گھر تشریف لیگئے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ شعبان کی نصف
شب ہی حق سبحانہ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہی پھر بکری کے بالون کی گنتی سے زیادہ بخشتا
اور حدیث مین آیا ہی کہ سب بخشے جاتے ہین لیکن شرک کرنے والے اور رشتے کے توڑنے والے
اور دکھ دینے والے اور عاق اور ہمیشہ شراب پینے والے اور بغض و حسد والے نہین مغفرت پاتے
اور رزق اور اجل اور حاجتین لکھی جاتی ہین اور شعبان کی شب نصف کی فضیلت مین
بہت حدیثین وارد ہوئی ہین اور شب قدر کے بعد تمام راتون سے افضل ہے اور ایک
حدیث مین ہے کہ دروازے رحمت کے چار راتون مین یعنے بقرعید کی شب اور عید کی شب اور
شعبان کی شب نصف اور عرفے کی شب مین صبح کی اذان کے وقت تک کھلے رہتے
ہین اور اس شب کو قیام کرنا اور اسکے دن مین روزہ رکھنا صحت کو پہونچا ہی اور تابعین
شام کے رہنے والے مثل خالد بن سعدان اور لقمان بن عامر اور مکحول کے اس شب کو عبادت
مین کوشش کرتے تھے اور اچھے کپڑے پہنتے تھے اور خوشبو مین بس جاتے تھے اور سرمہ لگاتے تھے

اور مسجد مین قیام کرتے تھے اور انہین سے لوگون نے اس شب کی تعظیم سیکھی تھی اور کہتے
ہین کہ اس باب مین آثار اسرائیلیہ پہونچے ہین لیکن اونکو ساتھ علماء حجاز اور مدینہ نے اثبات مین
موافقت نہ کی اور مسجد مین جمع ہونیکے بدعت شمار کیا اور اوزاعی جو امام شام والون کے ہین
تنہا نماز پڑھنے کو مکروہ نہین جانتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا اسبات
کے کہ آپ نے قیام کیا اور سجدہ دیر تک فرمایا اور اہل بقیع کے لیے مغفرت طلب کی اور کچھہ
صحت کو نہین پہونچتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ اونہون نے فرمایا ہے
شعبان کی شب نصف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تھے جب آدھی
رات گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھہ سے مخفی ہوگئے اور مین نے آپکو اپنے پاس
نہ پایا پس مجھہ مین وہ بات پیدا ہوگئی جو عورتون کو رشک اور غیرت ہوتی ہے پس مین نے
چادر اوڑھہ لی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکی بیبیون کے حجرے مین ڈھونڈھا
اور آپکو وہان نہ پایا اور اپنے حجرے مین پھر آئی اور آپکو مسجد مین مثل جامے کے زمین پر
پڑا ہوا دیکھا اور آپ کہتے تھے سجد لک خیالی وسوادی وامن بک فوادی فہذہ یدی وما
جنیت بہا علی نفسی یا عظیم یرجی بکل عظیم اغفر الذنب العظیم سجد وجہی للذی خلقہ
وصورہ وشق سمعہ وبصرہ یعنی سجدہ کیا تیرے واسطے میرے خیال اور سواد نے اور میرے
ہوا تجہہ پر میرا دل پس یہ میرا ہاتھہ ہے اور ہر گناہ اسی سے اپنی ذات پر کیا ہے یا عظیم امیدوار
ہون مین ہر امر عظیم کا بخشدے بڑے بڑے گناہ میرے سجدہ کیا اوسکو میرے منہ نے
جسنے اوسے پیدا کیا ہے اور بنایا ہے اور اسکی آنکھہ کھولدی ہے اور کان کھول دیے ہین پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اوٹھایا بعد اوسکے پھر سجدہ کیا اور کہا اعوذ برضاک
من سخطک واعوذ بعفوک من عقابک واعوذ بک منک لا احصی ثناء علیک انت کما
اثنیت علی نفسی اقول کما قال اخی داؤد اغفر وجہی فی التراب لسیدی وحق لہ ان یسجد
یعنی پناہ مانگتا ہون تیری رضا کے ساتھ تیری گرفت سے اور پناہ مانگتا ہون تیری بخشش کے
ساتھ تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہون تیرے ساتھ تجھسے نہین گھیر سکتا ہون تیری تعریف
کو جیسے کہ تو نے اپنی آپ تعریف کی ہے کہتا ہون مین جیسا کہ بہائی داؤد نے کہا ہے بخشدے

دران حالیکہ منہ میرا زمین پر ہے اپنے مالک کی واسطے اور وہی مستحق ہے سجدہ کے لیے بعد اوسکے
سر مبارک اوٹھایا اور فرمایا اللهم ارزقنی قلبا نقیا ومن شرک نقیا لا فاجرا ولا شقیا یعنی اے اللہ میسر
دے مجھکو قلب پاک اور شرک سے بچنے والا نہ فاجر اور نہ شقی ہو پس نماز سے فراغت کی اور جہان آپ
سوتے تھے ویسے پاس تشریف لائے اور مجھکو دیکھا کہ سانس میری پہولتی ہے اور دم چڑھ رہا ہے
فرمایا یا حمیرا یہ سانس چڑھنے کا کیا سبب ہے مین نے اپنی حقیقت حال کی خبر دی پس آپ نے
اپنے دونون ہاتھون سے میرے زانوؤنکو سہلانا شروع کیا اور فرمایا کہ افسوس ہے ان دونون زانوؤن
پر کیسی مشقت کھینچی اور خطا کا رستہ چلی یا حمیرا یہ شعبان کی شب نصف ہے اور اس شب کو حق تعالی
نیچے کے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور اپنے بندون کو بخشتا ہے لیکن مشرک اور کینہ ور کو نہین بخشتا ہے
اور مشاحنون کے اور دارمی کی کتاب مین اس شب کو سو رکعتین پڑہنا لکھی ہین اور ہر رکعت مین
دس بار قل ہو اللہ احد کا پڑہنا لکھا ہے اور محدثین کی نزدیک صحت کو نہین پہونچا ہے اور شیخ
امام ابو الحسن بکری رحمہ اللہ نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے
کہ اونہون نے کہا ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ شعبان کی شب نصف
مین چودہ رکعتین پڑہین اور بعد سلام کے چودہ بار قل ہو اللہ احد اور چودہ بار قل اعوذ برب الفلق
اور چودہ بار قل اعوذ برب الناس اور ایکبار آیۃ الکرسی پڑہی اور بعد اسکے لقد جاءکم رسول
من انفسکم آخر تک پڑہا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس فعل کو مین نے پوچھا آپ نے
فرمایا جو شخص مثل اس فعل کے کریگا اوسکو بیس حج مبرور کا اور مقبول بیس برس کے روزہ کا
کا ثواب ہوگا اور جب صبح ہو تو روزہ رکہے اوسکو دو سال کے روزونکا ثواب یعنی ایک سال گذشتہ
اور ایکسال آیندہ کا ہوگا اور محدثین کو اس حدیث مین کلام ہے اور بیہقی سے نقل کی ہے
کہ اونہون نے کہا ہے کہ اس حدیث کا موضوع ہونا معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم اور ہمارے شہرون مین
چراغ روشن کرنا اور سب باتین مثل اسکے جو رائج ہین وہ نامشروع ہین اور ہندون کی دیوالی
کے ساتھ اور مجوس کی رسم کے ساتھ مشابہ ہے اور رمضان مین قیام لیل جسکو تراویح کہتے ہین
اوسکا بیان روزے کے باب مین ان شاء اللہ تعالی آئیگا اور تحقیق یہ ہے کہ رمضان شریف
مین نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہی نماز مقررہ تھی اور بارہ رکعتین جو ہمیشہ تہجد مین

آپ پڑہتے تہے چنانچہ آگے معلوم ہو جائیگا وصل نماز ضحی یعنے نماز چاشت کے بیان مین
ہی ضحو اور ضحوہ اور ضحیہ عشیہ کے وزن پر یعنے دن چڑہنے کے ہے اور ضحی اوسکو کہ مذکر ہے
اور شعاع آفتاب کے معنی مین بہی آیا ہے اور ضحار ساتہ زبر کے اور مد کے وہ وقت ہے کہ آسمان
کے چوتہائی حصے تک آفتاب بلند ہوا ہو آگاہ ہو کہ لوگون مین دو نمازین نفل کی اول
روز مین رائج ہین ایک تو اول روز مین آفتاب کے نکلنے کے اور اوسکی ایک دو نیزہ بلند ہونیکے
بعد ہے اور اوسکو نماز اشراق کہتے ہین اور دوسرے آسمان کی چوتہائی حصے کے مقدار تک آفتاب
کے بلند ہونیکے بعد سے دوپہر تک ہے اور اوسی نماز ضحے اور نماز چاشت کہتے ہین اور اکثر حدیثون مین یہی آیا ہے
صلوۃ ضحے شامل دونون نمازونکو ہر وقت مین آیا ہے اور بعضے حدیثون مین صلوۃ اشراق بہی آیا ہے
چنانچہ سیوطی نے طبرانی کی حدیث مین نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
یا ام ہانی ہذہ صلوۃ الاشراق یعنے اے ام ہانی یہ نماز اشراق کی ہے اور تفسیر بیضاوی مین نقل
کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ضحے پڑہی اور فرمایا ہذہ صلوۃ الاشراق یہ نماز
اشراق کی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فتح کے دن حضرت ام ہانی کے گہر مین تشریف
لانا چاشت کے وقت واقع ہوا تہا اور شیخ اجل علی متقی رحمہ اللہ نے سیوطی کی جمع الجوامع مین
جسکا نام جامع کبیر رکہا ہے اور اوسکے باب مین نماز اشراق کے لیے ایک طرز جدا رکہا ہے اور
یہ حدیث نقل کی ہے کہ جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑہے بعد اوسکے یہان تک ذکر خدا تعالی
کے لیے بیٹہے کہ سورج نکل آئے اور دو رکعتین پڑہے تو اوسکو اجر ہوگا مثل اجر حج اور عمرہ کے
تامہ تامہ تامہ اور حدیث مین یہ لفظ اسی طرح تین بار وارد ہوئی ہے اور نماز ضحے کے واسطے
ایک عنوان جدا قرار دیا ہے اور یہ بات صحت کو پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے دونون وقت مین نماز پڑہی ہے اور امت کو اوسکی رغبت دلائی ہے اور اوسکے مستحب
ہونیکا حکم کیا ہے اور ظاہر یہ بات ہے کہ یہ ایک وقت اور ایک نماز ہے جسکا اول وقت آفتاب
کے ذرا بلند ہونیکے وقت ہے اور اخیر وقت دوپہر کے قبل تک ہے اور چونکہ بعضے وقتون مین آنحضرت
نے دونون وقتون مین نماز پڑہی ہے لوگون کو اس وجہ سے گمان ہوا کہ شاید وہ وقت اور نمازین
ہین اور بعضے ضحوہ صغری اور ضحوہ کبری کہتے ہین واللہ اعلم اور لوگ جو یہ کہتے ہین کہ عالمون کو

نماز ضحے مین اختلاف ہی کہ بعضے اوسکا اثبات کرتے ہین اور بعضے اوسکی نفی کرتے ہین اور بعضے
اوسکو سنت کہتے ہین اور بعضے بدعت قرار دیتے ہین اور بعضے اہل حدیث اوسمین کی
روایتون کو ترجیح دیتے ہین کہ اصلی معنوی بات یہ ہی کہ اختلاف نماز آخر مین ہے جسکو نماز چاشت کہتے ہین
اور نماز اولی مین نہین ہے جسکا نام نماز اشراق رکھتے ہین کیونکہ اسکو بعضی سنت موکدہ سے شمار
کرتے ہین اور رکعتون کے شمار مین مختلف حدیثین آئی ہین کہ بعضی روایتون مین دو ہین اور بعضی
مین چار ہین اور بعضی مین چھ اور بعضی مین آٹھ ہین اور بعضی مین دس ہین اور بعضی مین گیارہ
ہین اور ہر ایک عمل کرنے پر ثواب عظیم وارد ہوا ہے اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہے شیخ ولی الدین
بن عراق نے کہا ہے کہ نماز چاشت کے باب مین یہان تک بہت حدیثین صحیح اور مشہور وارد
ہوئی ہین کہ محمد بن جریر طبری نے کہا ہے کہ اخبار اس باب مین بمرتبہ تواتر معنوی کے پہنچ گئی ہین
اور قاضی ابوبکر عربی مالکی نے کہا ہے کہ وہ نماز اگلی نبیون کی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے پہلے ہوئے ہین اور پروردگار حضرت داؤد کے حال سے خبر دیتا ہے انا سخرنا الجبال
معہ یسبحن بالعشی والاشراق یعنے ہمنے قابو مین کر دیے اوسکے پہاڑ پاکی بیان کرتے ہین صبح
اور شام کو پس حق سبحانہ اوس تسبیح مین سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین مین عصر اور نماز
اشراق کو باقی رکھی اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ اکثر نماز حضرت داؤد کی نماز ضحے تھی اور
ایک حدیث مین آیا ہی نماز ضحے ایسی نماز ہے جسکی حضرت آدم اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم
اور حضرت موسی اور حضرت عیسی صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین محافظت کرتے تھے بندہ مسکین
عبد الحق کہتا ہے کہ جب عنایت الہی نے اپنے بندون اور عموم مسلمین کی حاجتون اور شغلون
کی آسانی کے لحاظ سے ظہور فرمایا اس وقت مین جو درمیان فجر اور ظہر کے اونکو ایک رخصت اور
تخفیف کا حکم دیا اور خاص بندون نے جو حق تعالی کی عبادت مین یکتا ہین اس خالی وقت
کو بھی مشغول عبادت کے ساتھ رکھا اور حق تعالی نے اونکا استحباب کی نہ وجوب اور فرض سمجھنے کی
رخصت دی اور تخفیف کی اور نماز چاشت کی مستحب ہونیکا اور اوسکی فضیلت کا اکثر علماء مذہب
اور مشائخ قائل ہین کیونکہ ثابت کرنے والی روایتین نفی کرنے والی خبر پر مقدم ہین اور اونکو
ترجیح ہی اسواسطے کہ ثابت کرنے والی خبر مین زیادتی علم کی ہے جو نفی کرنے والی خبر سے پوشیدہ

ہے چنانچہ یہ قاعدہ اصول فقہ کے علم میں مقرر ہوا ہے اور علمائے دین کی ایک جماعت اوسکے مکروہ
ہونیکی قائل ہے اور کہتی ہے کہ اوسکا پڑہنا بدعت ہے کیونکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے
خلفاء راشدین کے بعد پیدا ہوئی ہے اور یہ جماعت اوسکے بدعت ہونے پر دلیل لاتی ہے اون
حدیثون اور اخبار کو جو اسکی نفی مین وارد ہوئی ہین جیسا کہ بخاری نے ابن عمر رض سے روایت
کی ہے کہ مورق عجلی جو طبقۂ ثالث کے اکابر تابعین مین سے ہین کہتے ہین کہ مین نے خاص ابن عمر رض
سے پوچھا کہ تم نماز چاشت کی پڑہتے ہو کہا نہین مین نے کہا اسکو عمر رض پڑہتے تہے کہا نہین
مین نے کہا ابو بکر رض اوسکو پڑہتے ہین کہا نہین مین نے کہا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑہتے
تہے کہا لا اخالہ گمان نہین کرتا ہون مین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نماز پڑہتے تہے یعنے
ایسا گمان رکہتا ہون کہ نہین پڑہی ہے اگرچہ اسکا یقین نہین کہتا اور ابو بکرہ ثقفی سے
جو صحابۂ جلیل القدر مین مروی ہے کہ اونہون نے ایک جماعت دیکہی کہ چاشت کی نماز پڑہتی
ہے اور اسکے حق مین کہا انکم لتصلون صلوٰۃ ما صلیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا عامۃ
اصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین یعنے بیشک تم لوگ ایسی نماز پڑہتے ہو جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور انکے اکثر اصحابون نے نہین پڑہی ہے اور حضرت عائشہ رض سے آیا ہے کہ اونہون نے
کہا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی نماز نہین پڑہتے تہے اور ایک روایت مین
آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز چاشت نہ سفر مین اور نہ حضر مین پڑہتے تہے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور اوس عمل کو جسے آپ کرتے تہے ترک فرماتے تہے اور باوجود
اسبات کے کہ دوست رکہتے تہے اور وجہ اوسکی یہ تہی کہ آپ خوف کرتے تہے اسبات کا کہ کہین فرض
ہوجاوے اور لازم ہوجاوے اور قیس بن عبید جو صحابہ ہین کہ عبد اللہ بن مسعود کا ایک برس تک
میری آمد و رفت رہی لیکن مین نے اونکو ہرگز چاشت کی نماز پڑہتے نہین دیکہا اور مسروق کہتے
ہین کہ مین ابن مسعود کے آگے قرآن شریف پڑہا کرتا تہا اور ابن مسعود کے چلے جانے کے بعد اسی
مقام پر بیٹہا رہتا تہا اور اوسکے بعد کہڑا ہوتا تہا اور چاشت کی نماز پڑہتا پس ایک شخص نے میرے
اس مقدمہ مین ابن مسعود سے پوچھا اونہون نے فرمایا کہ کیون خدا کے بندون کو تکلیف دیتے
ہین اور خدا تعالے نے بندون کو کسی چیز کی تکلیف نہین دی ہے اور اگر وہ اس نماز کے پڑہنے والے

ہین سے ہین تو اپنے گھرون ہین اوس نماز کو پڑہتے ہین اور مجاہد سے نقل کی گئی ہے کہ اونہون نے
کہا ہو کہ مین اور ابن زبیر مسجد نبوی ہین داخل ہوا تین ناگاہ مین نے دیکہا کہ ابن عمرؓ مسجد مین
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے قریب بیٹہے ہین اور لوگ چاشت کی نماز مسجد مین پڑہ رہے
ہین مین نے ابن عمرؓ سے اون لوگون کے اس نماز کے بارے مین پوچہا کہ یہ نماز بدعت
ہے یا سنت ہے اونہون نے کہا بدعت ہے لیکن یہ ایسی اچھی بدعت ہے کہ مسلمانون نے
چاشت کی نماز سے فاضلتر کوئی بدعت پیدا نہین کی ہے اور یہ اخبار اور آثار جو چاشت
کی نماز کی نفی مین وارد ہوئی ہین اور اونکے سوا بہی ہین اور عالمون نے ان اخبارون کے
اور پہلی حدیثون سے آپس مین مطابقت دیتے ہین اور جمع کرنے مین یہ کہا ہو کہ آنحضرت
نے چاشت کی نماز ہمیشہ نہین پڑہی ہے اگرچہ امت کو اوسکے ہمیشہ کرنے مین اور اوسکی
محافظت کی ترغیب دی ہے اور آنحضرت مجبوری ہمیشہ اوسکو عمل مین نہین لائے ہین تو بوجہ
اسباب کے خوف ہے کہ امت پر فرض ہو جائے اور مشقت مین نہ پڑ جائین اور آخر کو اوسکے
عجز برابری مین عاجز ہو جانا چاہیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اوسکی تصریح کی ہے لیکن
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چاشت کی نماز پڑہنے مین شبہہ نہین ہے چنانچہ صحیح حدیثین اوسکی
گواہ ہین پس جس نے کہ نفی کی ہو کہ دو حال سے خالی نہین ہے یا تو روایت کی ہے نفی کی
یا اوسکا ہمیشہ نکرنا مراد لیا ہو پس جہان پر کہ ما کان یصلی اور ما سبح رسول اللہ وارد ہوا ہے
وہان اوس جگہ ہمیشگی نکرنا مراد ہوگا اور ابن مسعود کا چاشت کی نماز کا نہ پڑہنا اور قیس ابن عبید کا
ایک برس تک اونکو اس نماز مین نہ دیکہنا اسی بات پر محمول ہو سکتا ہے اور یہی بات ہے
کہ ابن مسعود علم اور فقہ مین مشغول تہے اور چونکہ علم کے ساتہ شغل کرنا عبادت سے افضل ہے
ترجیح دیتے تہے علم کو اوس نماز چاشت پر باوجود اسکے فضیلت اور مستحب ہونیکے اور ہو سکتا ہے
کہ جو اخبار اس باب مین وارد ہوئے ہین اونکے وثوق نہونے سے نفی کی ہو جیسا کہ ابن عمرؓ
کا قول ہے لا اخالہ کہ جب حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو وہ نماز پڑہتے نہ دیکہا تو وہ اخبار
جو لوگون سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز چاشت کی پڑہنے مین سنین اون پر یقین
نہ آیا پس ٹہہر گئے اور یقین نہونیکی خبر دی اور جس نے کہ بدعت اوسکو کہا ہے اوس نے

مسجد مین لوگون کے جمع ہونے کے باعث ہے اور اوسکے ظاہر کرنیکی وجہ سے کہ کہتے ہین یعنے یہ نماز فی نفسہ مشروع ہے لیکن یہ اظہار اور اجتماع جیساکہ فرض چیزون مین کرتے ہین بدعت ہے کیونکہ نفل مین سنت اور نفل کی فضیلت یہ ہے کہ اوسکو چھپائے اور گھر مین پڑھے جیساکہ معلوم ہوا ہے اور بالجملہ کسی جہت سے اوسکے مشروع ہونیکی نفی نہین معلوم ہوتی ہے بلکہ نفی ایک صفت مخصوص کی ہے کہ وہ اظہار اور اجتماع اور مداومت ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ اونہون نے ایک قوم کو نماز چاشت کی پڑھتے دیکھا پس اونکو منع کیا اور کہا کہ اگر ضرور ہی یہ نماز پڑھتے ہو تو اپنے گھرون مین پڑھو اور مسروق نے بھی ابن مسعود رض سے مثل اسکے نقل کیا ہے چنانچہ وہ گذر گیا ہے اور عالمون کا دوسرا گروہ روایتون کی آپسمین مطابقت دینے کے قصد سے کہتے ہین کہ مستحب ہے کہ کبھی کبھی پڑھے اور بعضے دنون مین چھوڑ دے اور یہ گروہ دلیل لاتا ہے عبداللہ بن شقیق کی حدیث کو جو مشہور تابعین مین سے ہین کہ اونہون نے کہا ہے کہ مین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا چاشت کی نماز پڑھتے تھے حضرت عائشہ رض نے فرمایا نہین پڑھتے تھے لیکن جب کبھی سفر سے تشریف لاتے تھے تو پڑھتے تھے اور ابی سعید خدری رض کی حدیث مین آیا ہے کہ اونہون نے کہا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز چاشت کی وہان تک پڑھتے تھے کہ مین عرض کرتا تھا کہ کیا آپ ہرگز اوسکو ترک نفرمائینگا اور ترک فرماتے آپ اسکو یہان تک کہ مین عرض کرتا تھا کہ کیا آپ اسکو نہ پڑھیےگا چنانچہ عادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفلون مین اور سنتون مین ایسی ہی تھی اور اصحاب اور تابعین کا احوال اس نماز کے پڑھنے مین ایسی ہی تھا اور عکرمہ نے کہا ہے کہ ابن عباس رض اس نماز کو ایکدن پڑھتے تھے اور دس دن چھوڑ دیتے تھے اور منصور بن معتمر سلمی نے کہا ہے کہ صحابہ اور تابعین تھے کہ مکروہ جانتے تھے اسبات کو کہ مثل محافظت نماز فرض کے نماز چاشت کی مداومت اور محافظت کرین پس کبھی اسکو پڑھتے تھے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے اور اگلی عالمون کا طریقہ نفلی عبادتون کے ادا کرنے مین خصوصًا نماز اور روزہ نفلی مین ایسی ہی تھا تاکہ علم کا شغل اور خیرات اور دوسری صفتین کو مانع نہو بخلاف اخیر زمانے کے عابدون کے کہ تعلق انکا اوسکے ساتھ اس حد کو پونچھا

کہ بعضی اونمین سے جو نسبت علم و معرفت مین قاصر ہین بہتیری نیکیان اور خیر اوسکو جو مقصود ہو
ہین اوسکے باعث سے چھوڑ دیتے ہین ہذا لیس بشی وباللہ التوفیق اور صاحب سفر السعادت نے
کہا ہے کہ صواب یہ ہے کہ ہمیشہ اوس نماز کا پڑھنا ہی مستحب ہے لیکن جمع ہو کر مسجد مین اوسکا
پڑھنا خوب نہین ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ گھر مین تنہا پڑھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر واسطے میرے مان باپ زندہ کر دیئے جاوین تو بھی مین
نماز چاشت کو نہین چھوڑتی یعنے یہ لذت اور سرور مان باپ کی زندہ ہونے سے نہوگا ایسی لذت
اور سرور کے ساتھ جو اس نماز مین پاتی ہون برابر نہوگا تنبیہ اس نماز مین رکعتون کا شمار
مختلف آیا ہے اور یہ موافق اختلاف ایام کے اور نشاط اور کسل کی حالتون سے یا بوجہ دوسری
مضمون کے سرانجام کے ہوگا اور عالمون نے اکثر جو آٹھ رکعتین اختیار کی ہین کیونکہ تمام حدیثین اسکی
صحیح ہین اور دوسرے عددون کی حدیثین بعضی صحیح ہین اور بعضی ضعیف ہین واللہ اعلم اور قرأت اس نماز کی مشائخون کے نزدیک
مین والشمس اور والضحی اور الم نشرح ہے اور نماز کے فراغت کے بعد اللہم اغفرلی وارحمنی وتب
علی انک انت التواب الرحیم کا سو بار پڑھنا منقول ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہے **وصل** نماز عید کے بیان مین آگاہ ہو کہ روز عید
اس سبب سے کہتے ہین کہ وہ اپنے وقت پر عود کرتا ہے اور مکرر آتا ہے اور یہ وجہ عام ہے کہ ہر
موسم پر بھی صادق آتا ہے پس اسی سبب سے بعضون نے دوسری قید اسمین زیادہ کی اور
کہا ہے کہ خوشی اور فرحت کے ساتھ عود کرتا ہے اور عید فطر مین خوشی اور فرحت کا باعث روزون
کی تمام نعمت کا شکرانہ واقع ہوا ہے اور عید اضحے مین بسبب واقف ہونے تمام حج کی نعمت
کے کہ وہ عمدہ ارکان مین حکم تام رکھتا ہے اور جمعے کا دن کہ ہر ہفتے کی عید ہے وہ شکرانہ ہفتے بھر
نمازون کا ہے پس اسلام کے سب ارکانون کے تمامی کے شکرانہ مین ایک روز عید جو اہل اسلام
کے جمع ہونیکا اور خوشی کا اور فرحت کا باعث ہوتا ہے مقرر کیا ہے اور عید اور طاعت کے
شکرانے کو بحکم آیات کی لئن شکرتم لازیدنکم طاعت اور عبادت کر دیا ہے لیکن زکوۃ کے ادا کے
ادا کرنیکا کوئی وقت معین اور اتفاقی اور اجتماعی نہ تہا اوسکی تمامی کے شکرانے مین ایک عید نہ تہا سبب
اور اسکو وہی خوشی اور فرحت ہے جو فقیرون کو زکوۃ کے ملنے سے حاصل ہوتا ہے کافی ہے

اور بعضون نے کہا ہی کہ عید بوجہ اوسکے عود کے تفاول کے کہا ہی یعنی اوسکو اتفاق ہے اور دوسرے
برس پھر آئے جیسا کہ ابتدا مین قافلہ کو اور اوسکے خروج کے وقت قفول کہتی ہین اور اوسکے
معنی رجوع ہونے کے اور پھر آنے کے ہین اور وہ تفاول اسبات کا ہی کہ خیریت سے قافلہ
جانے اور سلامتی سے پھر آئے اور ہدایہ کے بعضے حاشیون مین لکھا ہی کہ اوس دن کو عید
اس وجہ سے کہتی ہین کہ پروردگار نے بندون سے خوشی اور فرحت کا اور اپنے فضل وکرم کا
اوس دن مین وعدہ کیا ہے پس اس وجہ پر یہ بات وارد ہوتی ہے کہ عید مشتق وعدہ سے
ہی اور یہ بعید ہی کیونکہ اجوف ہی یعنے اوسکے عین کلمہ کے مقام پر حرف علت ہے اور مثال ہے
یعنی اوسکے بجاے فا کلمہ کے حرف علت کا ہی لیکن اوس وقت البتہ یہ بات ٹھیک ہوسکتی ہی
کہ اوسکی قلب کے قائل ہو جائین جیسا کہ جذب اور جبذ مین قلب ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ نماز عید مصلی پر پڑہتے تھے اور وہ ایک مقام مدینہ
مطہرہ کے باہر ہے اور مسجد شریف کے پورب کی طرف دروازہ مصری کے باہر ہے کہ اس طرف
سے قافلہ مکہ معظمہ آتا ہی اور اس مقام اور مسجد شریف کے مابین ہزار گز کا فاصلہ ہی ایسے ہی
مدینے کی تاریخ مین ہی اور یہی دلیل اسبات پر ہے کہ نماز عید کے لیے صحرا کی طرف جانا مسجد
مین نماز عید پڑہنے سے افضل ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اوس شرف اور
فضل کے جو مسجد شریف کو حاصل ہی باہر مصلے پر تشریف لیجاتے تھے پس اور مقامون مین
یہ بات بہت بہتر ہوگی اور اسی پر اور اطراف مین لوگون کا عمل ہے اور بعضے شہرون مین
جو مسجدون مین پڑہتے سنت کے خلاف ہے مگر ہان جب کہ کوئی عذر ہو تو قباحت نہین ہے
جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مینہ برسنے کے عذر سے ایک ہی بار اور مکہ معظمہ کے لوگ
پہلے ہی سے اسکی عادت رکھتے ہین کہ مسجد مین عید کی نماز پڑہتے ہین اور شہر کے باہر نہین پڑہتے
اور اب خود اہل مدینہ مطہرہ بھی مسجد مین پڑہتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت
اور شرف حضوری کی مفارقت سے راضی نہین ہین اور مسجد شریف کی وسعت اب بلدہ شریف
کی آبادی کو کفایت کرتی ہے بخلاف زمانہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ مسجد
شریف کی وسعت کم تھی اور شہر کی آبادی بہت تھی اور شرح مین ابن الہمام کہتے ہین کہ سنت یہ ہے

اگر امام توانا لوگون کو ساتھ لیکر نکلے اور کسیکو اپنا خلیفہ کرے کہ وہ ضعیف لوگون کے ساتھ شہر مین نماز پڑہلے کیونکہ بالاتفاق دو مقام پر شہر مین نماز عید کی پڑہنا جائز ہے اور امام محمد رح کے نزدیک شہر مین تین مقام پر بہی جائز ہے اگرچہ امام نے اپنا خلیفہ کسیکو نہ کیا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن اچھے اور خوب کپڑے زیب تن مبارک فرماتے تھے اور ایک حلہ آپ کے پاس بہت عمدہ اور نادر تہا اوسکو عید اور جمعے کے دن عزت اور شعار اسلام کے اظہار کیلیے پہنتے تہے اور حلے کپڑون کے جوڑے کو کہتے ہین کہ وہ پاجامہ اور چادر ہے نہ یہ بات ہے کہ مثل اون ریشمی کے اور سوا اسکے جو ہے کسی کپڑے کا نام جیسا کہ تو بعضے گمان کرتے ہین اور کبہی چادر سرخ رنگ رنگون کی یا سبز دہاریون کی اوڑہتے تہے اور اس قسم کی چادرین یمن مین بہت ہوتی تہی اور اسیکو برد یمانی کہتے ہین اور لباس مشروع سے زینت دینا اور رہنا اور سنوارنا عید کے لیے مسنون اور مستحب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عید فطر مین عادت شریف یہ تہی کہ عید گاہ کی جانبکے واسطے گہر سے نکلنے کے پہلے چند خرمون سے افطار کرتے تہے اور عدد اون خرمون کے وتر یعنے تین یا پانچ یا سات ہوتے تہے اور کہتے ہے کہ خرما کہانیکی استحباب مین حکمت ہے کہ شیرینی اوسکی بصر کو قوت دیتی ہے اور زود بصر کو ضعیف کرتا ہے اور حلوی ایمان کے مزاج کے موافق ہے کیونکہ المومن حلوی اور کسی شخص نے خواب مین کوئی میٹہی چیز کہائی تو تعبیر اوسکی یہ ہے کہ اوسکو لذت ایمان کی نصیب ہوئی اور شیرینی دل کو نرم اور گداز کرتی ہے اسی سبب سے کہا ہے کہ میٹہی چیز سے روزہ کہولنا افضل ہے اور سب چیزین عدد وتر کی رعایت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تہی اور فرماتے تہے کہ ان اللہ وتر یحب الوتر اور عید اضحی مین جب تک آپ مراجعت نفرماتے تہے کہانا نوش نکرتے تہے اور حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید فطر مین جب تک کوئی چیز نوش نفرما لیتے تہے گہر سے باہر تشریف نلاتے تہے اور عید اضحی کے دن جب تک نماز نہ پڑہ لیتے تہے کچہہ تناول نفرماتے تہے اور عالمون نے کہا ہے کہ عید فطر کی نماز سے پہلے کہانے مین حکمت ہے کہ چونکہ روزہ کے وجوب کے بعد فطر کا وجوب ہے تو بقصد حکم الہی کے بجالانے کے فطر کی تعجیل کو دوست رکہتے تہے اور اگر نہین بقصد امتثال کا قصد ہوتا تو بقدر سیری کے کہاتے اور بعضون نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونون

عیدون مین اوس وقت پر کہاتے تہے جو وقت صدقہ نکالنے کے لئے شروع ہے اور وہ ہر شخص
کے ساتہ مخصوص ہو اور چونکہ صدقہ فطر نکالنا مصلے پر آنے سے پہلے ہی تو آپ صدقہ نکالتے
اور کچہ کہا لیتے اور مصلے پر تشریف لیجاتے اور چونکہ عید اضحے کا صدقہ نکالنا ذبح کرنے کے بعد
ہے کہ جسکا وقت بعد نماز کے ہی تو آپ بعد نماز کے ذبح کرتے اور صدقہ دیتے اوسکے بعد
کہانا نوش کرتے اور دونون عیدون کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہانیکے بارے
مین دو حدیثین آئی ہین ایک توفاکہ بن سعد سے مروی ہے جنکا صحبت پانا حضرت رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ صحت کو پہونچا ہی اور مشہور ہی اور سوا اس ایک حدیث کے
دوسری حدیث اونسے سننے مین نہین آئی ہی وہ کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فطر کے دن اور نحر کے دن اور عرفہ کے دن غسل کرتے تہے اور دوسری حدیث زیاد بن
عیاض اشعری سے مروی ہے کہ انہونے ایک قوم سے کہا کہ جس فعل کو مین نے رسول خدا
کو کرتے ہوئے دیکہا وہی فعل تمکو کرتے دیکہا اگر تم لوگ دونون عیدون کے دن نہاتے ہو
اور محدثون نے ان دونون حدیثون پر حکم ضعف کیا ہی اور مین نے ان دو حدیثون کے
سوا حدیث کی کتابون مین کوئی حدیث نہین پائی ہے اور کتب ستہ مین کوئی حدیث
اس باب مین نقل نہین کی ہے بجز ابن عمرؓ کے فعل کے جسکو جامع الاصول مین موطا سے
نقل کیا ہے کہ ابن عمرؓ عید گاہ جانے سے پہلے غسل کرتے تہے اور سنت کی پیروی مین اونکا
شدت سے مبالغہ کرنا اسبات کو مقتضی ہی کہ حدیث اسباب مین صحیح ہے جیساکہ کہا ہی اور ابن عمرؓ
راہ بہر مین پکار پکار کے تکبیر کہتے تہے اور یہ حکم نماز اضحے مین متفق علیہ ہی اور عید فطر مین پکار کر
تکبیر کہنا امام ابیحنیفہ رح کے خلاف ہی لیکن جو چپکے سے کہے تو کوئی مانع نہین ہی اور آنحضرتؐ
جہان نماز پڑہتے تہے وہان پیدل تشریف لیجاتے تہے اور اکثر عالمون کے نزدیک عمل اسی پر ہے
کیونکہ عیدگاہ مین پیدل جانا اور سوار نہونا مستحب ہی ہان اگر عذر ہو تو سوار ہوکر جانا جائز ہی
اور امام شافعی رح نے کہا ہی کہ مجھکو زہری سے یہ بات پہونچی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عید مین اور کسی کے جنازے کے ساتہ ہرگز سوار ہوکر نہ چلتے تہے اور عید فطر کی نماز مین تاخیر فرماتے تہے
اور عید اضحی کی نماز بہت جلد پڑہتے تہے اور یقین ہی کہ نماز عید فطر کی تاخیر مین حکمت یہی ہی

کہ چونکہ صدقہ فطر نماز سے پہلے دیدیا جاتا ہے اور کہانا بہی کہالیا جاتا ہی اور کوئی مہم باقی نہین رہتی تو تاخیر نمازیون کی جماعت کی زیادہ ہونیکو واسطی ہوگی یا یہ بات ہی کہ روزہ رکہنی کی ضعف کی سبب سی جو جلدی کرنیکو مانع ہوتا ہی اوسکا باعث ہو بخلاف عید اضحے کے کہ اوسمین سب امور مذکورہ بعد نماز کی ہوتے ہین واللہ اعلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مصلے پر پونہچتی تہی اوسی وقت نماز شروع کر دیتی تہی اور تکبیر اور اذان اور صلوۃ جامعہ ہوتی تہی اور ائمہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکبیرات عید کے گننی مین اختلاف ہی اور مذہب حنفیہ مین پہلی رکعت کی قرارت سی پہلی تین تکبیرین اور دوسری رکعت مین قرارت کی بعد تین تکبیرین مختار ہین اور ہمارے مشائخ کہتی ہین چونکہ عید کی تکبیرون مین مختلف روایتین آئی ہین پس ہمنی کمتر چیز کو اختیار کیا کیونکہ تکبیرین اور رفع یدین نماز مین خلاف معہود شرع کی ہی پس کمتر چیز کو اختیار کرنا بہتر ہوگا ایسی ہی ہدایہ مین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے زمانے شریف مین عید کی نماز کے مقام مین منبر نہ تہا اور پہلے جس نے منبر بنایا ہی وہ مروان ابن الحکم ہی کہ اس وقت مین یہ حضرت معاویہ کی طرف سی امیر مدینے کے تہے اور ایک روایت مین ہی جو اکثر بن الصلت ارکل سے جنکا گہر مصلی کے جوار مین تہا مروی ہے کہ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر بنایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑہتے تہے اور جب نماز سی فراغت پاتی تہی تو اوٹہ کہڑے ہوتے تے کہڑے ہوکر خطبہ پڑہتے تہے اور سب اصحاب کتب اس روایت پر اتفاق رکہتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عید اضحی اور عید فطر کی خطبے سے پہلے پڑہتی تہی اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایسی ہی کرتے رہے اور ترمذی نے کہا ہی کہ اہل عالم کے نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصحاب کا عمل اسی پر ثابت ہی اور کہا ہی کہ پہلے جسنے نماز کے قبل خطبہ پڑہا ہی وہ مروان تہا اور اوس وقت مین وہ امیر مدینہ تہا اور فتح الباری مین لکہا ہی کہ عالمونکا اسبات مین اختلاف ہی کہ نماز سے پہلے جسنے خطبہ پڑہا ہی وہ کون شخص ہے مشہور یہ ہی کہ مروان ہے چنانچہ صحیح مین حدیث ابی سعید سی آیا ہی اور بعضے کہتی ہین کہ مروان سے پہلے عثمان ابن عفان نے بہی کیا ہے کہ اوائل مین نماز پڑہتے بعد اوسکے خطبہ اور جب آخر مین اونہون نے دیکہا کہ لوگ نماز کے لیے نہین پہونچ سکتے

ہین تو منجملہ اس مصلحت کے خطبہ کو نماز پر مقدم کیا اور یہ مصلحت غیر اوس علت کے ہے
جس علت مین مروان خطبے کو نماز پر مقدم کرتا تہا اور خطبہ کے مقدم کرنے کی اوسکی علت یہی
کہ تاکہ لوگ نماز کے منتظر بیٹھے رہین اور اس خطبے کو جسمین مذمت اور برائی اوس جماعت
کی جو اوسکے مستحق نہ تہی اور مدح اور تعریف اوس قوم کی جو لایق اوسکے نہ تہی کرتا تہا سنین
چنانچہ ابی سعید کی حدیث مین اسکی تصریح آئی ہے کہ اونہون نے کہا ہو کہ مقدم خطبے کو مین
اس وجہ سے کیا ہو کہ لوگ سبب خطبے کا انتظار نہین کرتے ہین اور احتمال ہے کہ حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ نے کبھی ایسا کیا ہو اور مروان نے اوسکو ہمیشہ کرنا شروع کر دیا اسی وجہ سے یہ عمل
اوسکا مشہور ہو گیا اور عبد الرزاق ابن جریج سے اور وہ زہری سے روایت کرتے ہین
کہ اونہون نے کہا ہو اول جس نے خطبہ کو نماز پر مقدم کیا وہ حضرت معاویہ رضی تہے واللہ اعلم
اور فتح قدیر مین جو ہدایہ پر شرح ابن الہمام کی ہو لکہتے ہین کہ نادانان لوگون کے لیے منبر بنانے
مین عالمون نے اختلاف کیا ہو بعضے کہتے ہین کہ مکروہ ہو اور خواہر زادے نے کہا ہو کہ ہمارے
وقت مین حسن ہو اور امام ابی حنیفہ رح سے لا باس بہ مروی ہے یعنی کچہ قباحت نہین ہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس راہ سے عیدگاہ تشریف لیجاتے تہے اوس راہ سے
مراجعت نفرماتے تہے بلکہ دوسری راہ سے تشریف لاتے تہے اور عالمون نے اسکے لیے
وجہین اور نکتے پیدا کیے ہین عجب نہین کہ بعضے اوسمین کے یا وہ سب منظور نظر شریف ہون
واللہ اعلم اور حق تو یہ ہے کہ جو بہید اور اسرار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامون مین
تہے خلایق کی کیا مجال ہے کہ اوسے دریافت کر سکے بلکہ وہان تک پہونچنے مین عاجز ہو اور عالمون
نے کہا ہو کہ وجہ اوسکی یہ تہی کہ تاکہ بہت سے بقعے اور مقام اور مکان مختلف اور وہان کے رہنے
والے جن اور انس اور فرشتے آپکی اطاعت کرنے پر گواہی دین یا یہ کہ دونون راہون کے آدمی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرین اور اس عمل نیک کے شرف سے مشرف ہون اور آنحضرت صلعم
کے سلام کے جواب دینے سے جو خیر اور سلامت کی دعا کو متضمن ہو اور اوسکو لازم ہو دونون گروہ
سعادت کے شرف کو حاصل کرین اور یا یہ بات ہو کہ رسول خدا صلعم کی برکتین ہر ایک راہ کو اور
مکان کے رہنے والون کو شامل ہون اور تشریف لیجانے کے فضل اور برکت کے مرتبے مین اور شرف

حضور ہی مین برابر اور شریک رہین تا یہ بھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اچھی خوشبو مین بسر
پایا ہو کہ ان فنون فنون کی حاجتین تعلیم اور فائدہ پہونچانے اور ارشاد فرمانے سے پوری کرین
اور اپنے جمال با کمال کے مشاہدہ سے خوش فرماوین تا یہ ہے کہ شعائر اور شرائع اسلام دونون
راہون مین ظاہر ہو جاتا اور اللہ کا ذکر امرا وسکی برکتین دونون فریقون پر کھل جائین تا یہ ہے
کہ منافق اور کافر اسلام کی عزت اور توقیر دیکھنے سے اور دین کے مرتبہ بلند معلوم کرنے سے موافق
اس حکم کے لیغیظ بہم الکفار اور قول موتوا بغیظکم بہت غم کہائین بہت رنج اوٹہائین اور لشکر
اسلام کی بہت عزت اور توقیر سے اونکے دلون مین رعب سما جائے اور ڈرین اور عالمون نے
یہ بھی کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عیدگاہ جانے کی راہ دہنی طرف تھی اگر آپ
اوسی طرف سے پہر تشریف لاتے تو وہ بائین طرف ہو جاتی پس آپ اور راہ سے تشریف
لاتے تا کہ پہرنے کے وقت بہی وہ دہنی طرف پڑے بیان اسکا یون ہے کہ مدینہ مطہرہ کا قبلہ جنوب
کی طرف ہوا اور عید کی نماز پڑہنے کی جگہہ غرب کی طرف ہوا اور مقام سے لازم آیا کہ نماز کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف
لیجانا دہنی جانب سے تہا اور منزل شریف نماز کے مقام پر پہونچانے کے وقت شمال کی طرف
واقع ہوتی تہی پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسی راہ سے مراجعت فرماتے کہ جس راہ
سے تشریف لیگئے تہے تو ضرور ہے کہ منزل شریف شمال کی طرف واقع ہوتی اور صاحب مواہب لدنیہ
نے جو کہا ہے کہ یہ بات دلیل کی محتاج ہے یہ ساقط ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ابتدا کرنے مین دہنی طرف کو اختیار کیا ہوا اور یہ بات بہی جو عالمون نے
کہی ہے مجمل ہے اور ابتدا کرنے مین دہنی طرف کو اختیار کرنیکا احتمال ثابت ہوا اور لوگون نے
وجہ مشہور یہ ہے کہ وہ دین کے دشمنون کے مکر کے خوف سے تہا تا وہ اور جگہہ تاک مین نہ بیٹہیں
اور وجہ مین کلام ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرز کو مکرر نکرتے اور
عادت نکر لیتے تا کہ وہ دشمن عادت شریف سے واقف ہو کر اوس دوسری راہ سے نہ کہڑے
ہو رہین اور اس کا بہی جواب دیا ہے کہ ہمیشہ مختلف راہون کی آمد و رفت سے اور اسکی عادت
کر لینے سے ایک راہ معین سے ہمیشہ آمد و رفت رکھنا لازم نہین آتا ہے تا یہ ہے کہ رشتہ دار زندہ
اور وفات پائے ہوؤنکی زیارت کر لیوے اور صلۂ رحم کے لیے یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عمل مین لاتے تھے یا یہ ہے کہ خلق کی بہیڑ بہاڑ کے کہٹانے کے لیے ایسا کرتے تھے یا یہ ہی کہ تشریف لیجانے کے وقت فقیرون کو صدقہ دیتے تھے اور ادہر سے تشریف لاتے وقت کچہ باقی نرہتا تہا پس دوسری راہ جہان فقیرون اور سوال کرنے والون کا مجمع نہوتا تہا اودہر سے تشریف لاتے تھے تاکہ سایل کا جہڑکنا اور منع کرنا لازم نہ آئے اور اس وجہ کو صاحب مواہب لدنیہ نے بعید کہا ہے اور اسکو ضعیف قرار دیا ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ راہ کے بدلنے سے مغفرت اور رضا اور قرب اور وصول کے مقام کی ترقی کی طرف حال کے بدلنے کا تفاول کرتے تھے یعنے جس طرح سے کہ راہ دوسری ہو گئی حال بہی دوسرا ہو گیا اور یہ وجہ ایک وقت اور پوشیدگی سے خالی نہین ہے یا یہ ہی کہ شاید وہ راہ کہ جس طرف سے نماز کے مقام پر تشریف لیجاتے تھے بہت دور اور مستلزم اسی تہی کہ جدہر سے تشریف لاتے تھے پس چاہتے تھے کہ عبادت کے لیے جائین اور قدمون کی زیادتی سے اجر کی زیادتی ہو لیکن منزل شریف پر تشریف لانے کی جلدی فرماتے تھے کیونکہ اس مقام مین عبادت کا قصد نتہا اور اس وجہ مین بہی علما نے کلام کیا ہی کہ اجر خطوات پلٹنے کے وقت بہی ثابت ہی جیسا کہ حج اور غزوہ مین ثابت ہی اور اگر اوس وجہ کے خلاف بہی کہین تو بہی ہو سکتا ہی یعنی شاید کہ راہ جانیکے چہوٹی اور نزدیک زیادہ ہی کہ جاتا کہ طاعت مین جلدی کرین اور اول وقت کی فضیلت پالین بخلاف پہرنیکے وقت پر کہ اگر بہت دیر مین مقام پر پہنچین کوئی چیز فوت نہو اور ان سب وجہون کی بنا احتمال پر ہی اور ابن خمرہ نے کہا کہ یہ موافق معنی قول یعقوب علیہ السلام کے جو اونہون نے اپنے بیٹون کے حق مین کہا تہا لاتدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقۃ یعنے ایک دروازے سے اکٹہا نجاؤ کئی دروازون سے الگ الگ جاؤ اوسکو نظر بد کے خوف سے کہا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اللہ ہی واقف ہی اس حال کی حقیقت سے اور ہم نے ذکر نفل پڑہنے کا عید کی نماز سے پہلے اور بعد اوسکے سفر السعادت کی شرح مین کیا ہے جو مقصد اصلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و افعال کا ذکر تہا اس وجہ سے اوس سے تعرض نہین کیا وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز استسقا کے بیان مین صاحب مواہب لدنیہ نے کہا ہی کہ کسی عالم نے نماز استسقا کے سنت ہونے مین اختلاف نہین کیا ہے لیکن ابو حنیفہ رح نے اون حدیثون کی

دلیل لانے کے ساتھ جن مین نماز کا ذکر نہین آیا ہی اختلاف کیا ہی اور جمہور دلیل لائی ہین اون حدیثون کو
جو صحیحین مین اور دوسری حدیث کی کتابون مین ہین اور اونسے ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے استسقا یعنی مینہ کی طلب مین دو رکعتین پڑہی ہین اور جن حدیثون مین کہ نماز کا نہین
ہے اونمین کی بعضی حدیثین روایت کرنے والے کے نسیان پر محمول ہین اور بعضی اونمین کی حدیثین
جمعے کے خطبے مین ہین کہ اوسکے بعد نماز جمعے کی ہی پس اوسپر اکتفا کیا گیا اور اگر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز نماز استسقا کی نہین پڑہی ہے تو پس وہ دعا ہی استسقا کی جائز ہونے کے بیان
کے واسطے تہا اور اصل جواز مین کوئی خلاف نہین ہی اور حدیثین ثابت کرنے والین ہوافق
قاعدہ مقرر کے مقدم ہین کیونکہ قول مثبت قول منفی پر مقدم ہوتا ہی اور یہ کلام شافعیہ کا ہے اور امام ابو حنیفہ
کے نزدیک استسقا مین کوئی نماز مسنون نہین ہے اور پہلے دعا اور استغفار ہوافق قول حق
سبحانہ تعالی کے ہے و استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا یعنے مغفرت چاہو
اپنے رب سی بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے بہیجتا ہی تمپر آسمان سے برابر پانیکو اور اکثر حدیثون مین
استسقا کی جو صحاح مین ذکر کی گئین ہین اونمین نماز کا ذکر نہین ہے بجز ایک وجہ کے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑہنے کے مقام پر تشریف لیگئے اور دو رکعتین پڑہین اور خطبہ پڑہا اور یہ
حدیث اپنی سب خصوصیات کے ساتہ صحت کی حد کو نہین پونہچی ہے یا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ مخصوص ہے اور سنت وہی وہ چیز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اوسکو کبہی چہوڑ دینے کے ساتہ ہمیشہ کیا ہو اور اس مقام پر ترک صلوۃ اکثر ہے اور ایکبار کے
سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل نہین پایا گیا ہی اور صحت کو یہ بات پونہچی ہے کہ امیر المؤمنین
عمر رضی اللہ عنہ نے مینہ برسنے کی دعا مانگی اور اوسمین بہی دعا اور استغفار ہی تہا اور اگر نماز
استسقا مین مسنون ہوتی تو اوسکا حضرت عمر رض کا نہ جاننا ساتہ عموم بلوی کے اور قریب زمانہ
نبوی کے اونکا اوس نماز کا ترک کرنا لازم آتا ہی اور یہ بات باوجود علم کے کوئی صورت نہین
رکہتی ہے اور کہتے ہے کہ امام کی مراد اس بات سی کہ استسقا مین کوئی نماز جماعت کے ساتہ اور خصوصیات
کے مثل نماز عید کے مسنون نہین ہے لیکن اگر ہر شخص الگ الگ نماز پڑہے اور روئے اور
گڑگڑائے اور دعا اور استغفار کا طریقہ اس طور پر اختیار کرے تو درست اور احسن ہی اور بالجملہ جو حدیث

استسقا کے باب مین مروی ہین اضطراب سے خالی نہین ہین اور بہت سے طرق حدیث کی جو ان
خصوصیات اور کیفیتون کو شامل ہے بغیر ضعف کے نہین آئے پس امام ابوحنیفہ رح سے خلاصہ
اور مقصود اوسکا کہ دعا اور استغفار ہے اختیار کیا اور نماز بھی جائز رکھی اور جماعت اور خطبہ کا اور
جو مثل اسکے ہے اوسکا اثبات بوجہ تیقن کے نہین کیا اور صاحبین یعنی امام محمد اور امام ابو یوسف
اور تینون اماموں کے نزدیک خطبہ اور جماعت کے ساتہ استسقا مین نماز پڑھنا ہے اور بعضون
نے کہا ہی کہ یہ قول امام محمد رح کا ہے اور امام یوسف رح موافق امام ابوحنیفہ کے ہین اور اب مذہب
امام ابوحنیفہ مین فتوی اوس عمل پر ہے جو صاحبین کے مذہب مین ہے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم استسقا کی دعا مین بہت عاجزی کرتے تہے اور گڑگڑاتے تہے اور دونون دست
مبارک دعا مین اس قدر اوٹہاتے تہے کہ بغل شریف کی سفیدی ظاہر ہوجاتی تہی اور دونون
دست مبارک سر سے اونچے ہوجاتے تہے اور کہا ہے کہ چونکہ یہ واقعہ سخت تر اور سوال کرنا
اور مطلب قوی زیادہ ہی ہاتہون کا بلند کرنا بہی زیادہ ہے اور صاحب مشکوۃ حدیث مسلم سے
نقل کرتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مینہ برسنے کی دعا مانگی اور دست شریف کی پشت
سے آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استسقا مین دعا کی لیے ہاتہ
اوٹہانا اس طرح پر تہا کہ دونون ہتیلیان زمین کی جانب کو ہوتی تہین اور ہاتہون کی پشت آسمان
کی طرف ہوتی تہی بخلاف اونکے جو دعا مانگنے کے وقت رائج ہے اور ابوداؤد کی روایت بہی
مثل اسکی آئی ہے اور کہا ہی کہ اگر دعا مطلب کے لیے ہو اور سوال کسی چیز کا ہو جو نعمت کی جنس سے
ہے تو ہتیلیون کو آسمان کی جانب رکہنا مستحب ہی اور جو دفع فتنہ اور بلا کے واسطے ہو تو پشت
ہاتہ کی آسمان کی طرف غضب اور فتنہ اور بلا کے اور حادثہ نکلنے اور اوپر قوت کے پست کرنے کے
اشارہ کے لیے رکہی اور طیبی نے کہا ہی کہ ہاتہ کو پلٹ کر دعا مانگنا حال کے بدلنے کے ساتہ تفاول
بہی ہے جیسا کہ تحویل ردا یعنی چادر کے پلٹنے مین بیچ استسقا کے منقول اور مروی ہے اور کہا ہے
کہ پہیرنا اور پلٹ دینا چادر کا حال کے تغیر اور پانی کے نکلنے کا ساتہ مینہ برسنے کے
لیے اور تنگی کا ساتہ کشادگی متغیر ہوجانے کے لیے تفاول ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ بجا لانا
اوس حکم کا ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا گیا ہی اور کہا گیا ہی کہ اس طرح کرو کہ حال مین تغیر

فقط تفاول نہو کیونکہ تفاول مین شرط یہ ہے کہ بقصد اور اختیار سے نہو بلکہ ایک چیز خارج مین قصد اور
اختیار نہو اس شخص کی واقع ہو اور اس مقام سے تفاول کرتے ہین جیسا کہ کہا گیا ہی اور مینہ برسنی کی دعا
مانگنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی بار واقع ہوا ہی ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے زمانہ شریف مین قحط پڑا اور جمعہ کے دن خطبے مین تہے دفعۃً ایک اعرابی اوٹھہ کھڑا ہوا اور
فریاد کرنے لگا یا رسول اللہ ہلک المال وجاع العیال فادع لنا یعنی یا رسول اللہ برباد ہوا
مال اور بہوکی ہی عیال پس دعا ہمارے لیے مانگیے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اللھم اغثنا اللھم اسقنا ای اللہ مینہ برسا ہماری فریاد کو پہونچ ای اللہ ہمکو سیراب کر دی پس
پہاڑون کے مانند ابر اوٹہا اور دوسرے جمعے تک برسا کیا پہر آیا وہی اعرابی دوسرے شخص کے
ساتھہ اور عرض کیا یا رسول اللہ تہدم البناء وغرق المال یا رسول اللہ مکان گر پڑے اور
مال ڈوب گیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونون دست مبارک اوٹہائے اور ایک
روایت مین ہے کہ آپ بنی آدم کے جلد ملول ہونے پر مسکرائے اور فرمایا اللھم حوالینا ولا علینا
اللھم علی الآکام والضراب وبطون الاودیۃ یعنی ای اللہ مینہ گرد ہماری نہ ہم پر ای اللہ مینہ
باڑیون پر اور کہیتیون پر اور جنگلون مین ادہر جدہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارہ فرماتی
اودہر سے ابر کہلجاتا تہا اور ایک روایت مین ہے مدینے سے بدلی جاتی رہی اور گرد اوسکی
برسا کیا اور اسمین ایک بوند بہی نہین پڑی اور دوسری بار بہت انکسار اور خشوع کے
ساتھہ مصلے پر تشریف لیچلے جب مصلے پر پہونچے تو منبر پر تشریف لیگئی اور خطبہ پڑہا اور اسی قدر
اوس خطبے سی منقول ہے الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین لا الہ الا اللہ
یفعل ما یرید اللھم انت اللہ لا الہ الا انت تفعل ما ترید اللھم انت لا الہ الا انت الغنی ونحن الفقراء
انزل علینا الغیث واجعل ما انزلت لنا قوۃ وبلاغا الی حین یعنی سب خوبیان اللہ کے لیے ہین
جو پالنے والا تمام عالم کا ہے بڑا مہربان رحم والا مالک قیامت کے دن کا کوئی معبود نہین مگر اللہ کرتا ہی
جو چاہتا ہی ای اللہ مینہ کے تو ہی اللہ ہے نہین کوئی معبود مگر تو ہی کرتا ہی تو جو چاہتا ہی تو ای اللہ
مینہ کے نہین کوئی معبود مگر تو ہی غنی ہے اور ہم فقیر ہین نازل کر ہمپر مینہ اور کر دے اوس چیز کو جسے
ہمارے لیے اوتارا ہی تو سبب ایک قوت اور رسید گی ایک وقت تک اور دعا فرمائی اور مینہ برسنے لگے

تشریف لائے اور نماز شروع فرمائی اور دو رکعتیں بدون اذان اور بغیر تکبیر کے پکار کر پڑھین اور پہلی
رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری رکعت مین ہل اتٰک حدیث الغاشیہ
پڑھا جس طرح سے عید اور جمعے مین پڑھتے تھے پس حق تعالی جل شانہ نے بدلی گرجتی ہوئی اور
بجلی چمکتی ہوئی نمودار کی اور بہت مینہ برسا کہ مسجد تک آنی آ تہیا آگئی اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کو دوڑتے ہوئے اور کونون مین گھستے ہوئے دیکھا آپ ہنسے اور فرمایا
اشہد ان اللہ علی کل شئی قدیر وانی عبدہٗ ورسولہ یعنے مین گواہی دیتا ہون کہ بیشک اللہ سب
چیز پر قادر ہے اور بیشک مین اوسکا بندہ ہون اور رسول ہون اور یہ وہ ہی حدیث ہی جسکو
ائمہ استسقا کے بارے مین دلیل لاتے ہین جیسا کہ گذرا ہے اور ایک بار مینہ برسنے کی دعا مدینہ
معظمہ کے منبر پر بدون نماز جمعہ کے مانگی چنانچہ بیہقی نے اوسکو دلائل النبوۃ مین نقل کی ہی کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک کی لڑائی سے مراجعت فرمائی تو وفد بنی فزارہ آپکی حضرت
بابرکت مین حاضر ہوئے اور قحط کی شکایت کی اور عرض کیا اے رسول خدا آپ اپنے پروردگار سے
دعا مانگیے تو ہم پر مینہ برسائے اور آپکو چاہیے کہ ہماری شفاعت اپنے پروردگار سے کیجیے اور
پروردگار آپ سے شفاعت کرے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ویلکم یعنے تم پر افسوس ہے
سب پروردگار سے شکایت کرتے ہین ایسا کون ہے جس سے پروردگار شفاعت کرے لا الہ
الا ہو العلی العظیم یعنے کوئی معبود نہین مگر وہ ہی بزرگ و برتر ہے پھر فرمایا کہ پروردگار تمھارے
اس خوف اور نالے اور فریاد کرنے سے ہنستا ہی ایک اعرابی او نمین کا کھڑا ہوا تھا بولا کیا پروردگار
ہمارا ہنستا ہی آپنے فرمایا ہان ہنستا ہی کہا اوس نے کہ ہم ہرگز خیر مانگنے مین ایسے پروردگار سے
کمی نکرین جو ہنستا ہے اور خوش ہوتا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعرابی کی اس بات سے
ہنسے پھر منبر پر تشریف لیگئے اور دعا کے واسطے دونون دست مبارک اوٹھائے اور مینہ مانگا چنانچہ
ہفتہ بھر مینہ برسا الحدیث اس استسقا مین نماز مروی نہین ہے بلکہ فقط خطبہ اور دعا ہی اور ایک
بار مدینہ مطہرہ کی مسجد مین مینہ برسنے کی دعا مانگی اور بیٹھے رہے اور نہ قیام کیا اور نہ منبر پر تشریف لیگئے
اور اوسدن مین اسی قدر مروی ہے اللھم اسقنا غیثا مریعا طبقا عاجلا غیر رائث نافعا غیر ضار اے
اللہ سیراب کر ہمکو بیتھے ہوئے مینہ سے موافق مرضی کے جلد نہ دیر نافع نہ ضرر کرنے والا ہو جیسے

ایک بار مدینہ مطہرہ کے مکان مین جسکو حجار الزیت کہتے ہین مینہ برسنے کی دعا کھڑے ہوکر مانگی اور ہاتہونکو روی مبارک کی مقابل یہان تک اوٹہایا کہ سر مبارک سے اونچے ہوگئے اور بعضے لڑائی مین مشرکون نے پیشی کی اور پانی اپنے تصرف مین لے آئے اور مسلمان بے آب رہگئے اور اون سب پر پیاس نے غلبہ کیا اور اون لوگون نے اپنا یہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین عرض کیا اور منافق کہ اکثر اونمین یہودی تہے مشرکون سے کہنے لگے اگر محمد قوم سے بہیجے گئے ہوتے تو پانی کی دعا مانگتے جس طرح سے موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کے واسطے پانی مانگا اور عصا کو پتھر پر مارا اور بارہ چشمے نکل آئے اور ہر چشمے الگ الگ ہر لشکر کی طرف جو بارہ فرقے تہے جاری ہوا چنانچہ قرآن شریف مین مذکور ہے یہ خبر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی آپ نے فرمایا کہ وہ ایسی ہی باتین کرتے ہین تم آس اپنی نہ توڑو حق جلشانہ تمکو پانی دیگا اور دونون دست مبارک کو اوٹہایا اور دعا مانگی اوسی دم خوب بدلی گھر آئی اور جہان بہر مین اندہیرا ہو چہا گیا اور بہت زور شور سے مینہ پڑا اور بڑے بڑے جنگل پانی سے بہر گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پانی کی دعا مانگنا یہ چندبار ہے جو مشہور ہے اور بخاری اور ترمذی اور مسلم مین بہی لفظون کے اختلاف کے ساتہ آیا ہے کہ جب قریش نے اسلام لانے مین دیر کی اور تمرد کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو بددعا دی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا زمانہ مثل یوسف علیہ السلام کے زمانے کے ہوجائے یعنی جیسا کہ اونکے وقت مین قحط پڑا تہا ویسے ہی تمپر بہی قحط پڑے پس اون پر قحط پڑا اور ہلاک ہونے لگے اور مردون کو اور ہڈیون اور چمڑون کو کہانے لگے اور آسمان دہوین کے مانند ایک چیز دیکہتے تہے پس ابوسفیان آئے اور عرض کیا کہ ای محمد آئے ہو کہ صلہ رحم کا حکم کرتے ہو اور یہ قوم ہلاک ہوئی جاتی ہے خدا کے واسطے حق تعالی جلشانہ سے مینہ کی دعا مانگو پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی اور مینہ برسا اور قحط جاتا رہا اور اس قصے کی تفصیل سورہ حم الدخان کی تفسیر سے حق تعالی کے اس قول مین یوم تاتی السماء بدخان معلوم ہوجائے گی اور کہا ہے کہ قریش کے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا دینے کی ابتدا اس روز سے ہوئی ہے کہ جب ان کم بختون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پشت شریف پر حالت نماز مین کوڑا پہینکا تہا

لعن اللہ علی الکافرین والمنافقین یعنے پہٹکار اللہ کی ہو کافرون اور منافقون پر اور اس مقام سے معلوم ہوا کہ یہ قصہ مکہ معظمہ مین ہوا تہا اور کہا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف مین ابو طالب نے اپنے قول کے ساتہ اس قصے کی طرف اشارہ کیا ہی اور رد قول یہ ہے و ابیض یستسقی الغمام بوجہہ وگرنہ تمام وجہین استسقا کی جو مذکور ہوئی ہین مدینہ مطہرہ مین واقع ہوئی ہین اور ابو طالب اوس وقت مین وہان نہ تہے اور بعضے کہتے ہین کہ ابو طالب کا قول اشارہ اس طرف کرتا ہی جو کچہ کہ عبد المطلب کے زمانے مین واقع ہوا تہا کہ اونہون نے قریش کے واسطے پانی کی دعا مانگی تہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس زمانے مین چہوٹے سے تہے پوشیدہ نہ ہے کہ قول ابو طالب سے کہ وہ یستسقی الغمام بوجہہ ہے استسقا کا واقع ہونا نہین ثابت ہوتا ہے بلکہ شان اور حال مقتضی اسبات کو ہو کہ اگر آپ پانی کے لیے دعا مانگتے تو پانی دیا جاتے اور حق تعالی کا آسمان سے خلق کو لینے حبیب کی دعا سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمین سے وہ آپ کا جدا معجزہ ہے پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصرف اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کے تصرف سے زمین اور آسمان دونون کو شامل ہے بلکہ دنیا اور آخرت کی تمام کہانے پینے کی چیزین اور رزق جسمی اور روحانی اور نعمتین اور رحمتین ظاہری اور باطنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہین ~~ آخرای باد صبا اینہمہ آوردۂ تست + بہ کشک فیض تو چمن چون گل شدا ای بربہار + کہ اگر خار وگر گل ہمہ پروردۂ تست + اور شیخ عالم عارف باللہ محمد بکری قدس سرہ پڑہا کرتے تہے ~~ ما ارسل الرحمن او یرسل + من رحمۃ تصعد او تنزل + فی ملکوت اللہ او ملکہ + من کل ما یختص او یشمل + الا وطہ المصطفے عبدہ + ونبیہ المختار المرسل + واسطۃ فیہا واصل لہا + یعلم ہذا کل من یعقل + وصل نماز کسوف کے بیان مین آگاہ ہو کہ لغت مین استعمال خسوف کا قمر کے ساتہ اور کسوف کا شمس کے ساتہ مشہور ہے اور حدیث کے بعض راویون نے دونون کاف کے ساتہ روایت کیا ہے اور بعض راویون نے دونون مین خے کے ساتہ روایت کیا ہی اور ایک جماعت قمر مین خے کے ساتہ اور شمس مین کاف کے ساتہ استعمال کرتی ہین اور جو حدیثین کہ اس باب مین مذکور ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کی خبر دیتی ہین وہ سب کسوف شمس کے بارے مین ہین سوا ایک حدیث کے جسکو شیخ ابن حجر نے اپنی شرح مین جو مشکوۃ پر ہے خسوف قمر پر حمل کیا ہی اور بجز اس اثر کے جو ابن عباس کی حدیث مین واقع ہوا ہے ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ فاذا رأیتم ذلک فاذکروا اللہ

یعنے بیشک چاند سورج دو نشانیان اللہ کی نشانیون مین سے ہین جب دیکھو تم اونکو بس یاد کرو
اللہ کو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مین فادعوا اللہ وکبروا وصلوا وتصدقوا یعنے پکارو
اللہ کو اور بڑائی بیان کرو اوسکی اور نماز پڑہو اور صدقہ دو لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا فعل ان دونون حدیثون سے نہ معلوم ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مین آیا ہو کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کسوف کی پڑہی اور قیام اور رکوع اور سجود مقدار معینہ سے زیادہ
کیا اور بمقدار سورہ بقر کے اور رکوع اور سجود بہی مثل اوسی کے کیا اور ایک روایت مین
ہی کہ ہر رکعت مین دو رکوع کیے اور ایک روایت مین ہو کہ تین اور چار اور پانچ کیے اور
رکوع دیر تک کرتے تہے پہر سر مبارک اوٹہاتے تہے پہر رکوع مین چلے جاتے تہے اور اسیطرح
تین چار مرتبہ کیا اور امام شافعی رح کے نزدیک یہ نماز دو رکوع اور خطبے کے ساتہ ہو اور ایسے
ہی ساتہ قول مشہور کے امام احمد رح کے نزدیک ہو اور اکثر اصحاب حنفیہ کے نزدیک تنہا نہ ایک
رکوع کے ساتہ اور متعدد لوگون مین خطبہ کے ساتہ ہو اور حدیث ابن عمر رض کی ثابت کرتی ہو
اوسی بات کو جو ہمارا مذہب ہو اور ہدایہ مین ہو کہ یہ حال اونپر خوب کہلا ہو جو صف مین
آگے عورتون اور لڑکون سے کہڑے ہوتے ہین کیونکہ صف اونہین جوان لوگون کے موافق
باندہی جاتی ہو اور شیخ ابن الہمام نے ساتہ صحیح اور حسن روایتون کے حدیثین نقل کی ہین جو مذہب
حنفیہ کو ثابت کرتی ہین اور جو حدیثین رکوع کے متعدد ہونے کی روایت ہو اونمین یون کلام
کیا ہو کہ اونکے راویون نے روایت کرنے مین اضطراب کیا ہو کہ بعضون نے دو رکوع اور بعضون
نے تین رکوع اور بعضون نے چار رکوع اور بعضون نے پانچ رکوع روایت کیے ہین پس لازم
یہ ہو کہ نماز وجہ مقررہ پر پڑہی جاوے جو مطلق روایتون کے ساتہ موافق ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو فاذا کان کذلک فصلوا یعنے جب ایسا ہو تو نماز پڑہو اور اس اضطراب
کی وجہ سے بعضے مشائخون نے کہا ہو کہ سبب اوسکا اشتباہ ہو جو ازدحام کی کثرت کے باعث
پیچہے کی جانب کے لوگون کو واقع ہوا ہو اور ظاہر یہ بات ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے زمانے مین ایک بار کے سوا گہن نہین پڑا ہو اور کسینے اوسکے کئی مرتبہ ہونیکی روایت نہین
کی ہے اور اوسکا دس برس کی مدت مین کئی دفعہ واقع ہونا عادت کے خلاف اور بعید ہے

اور حدیثون مین جو آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات
مین گہن پڑا تہا جو ماریہ قبطیہ بطن سے آٹہہ سن ہجری مین پیدا ہوئے تہے اور دس سنہ ہجری
مین عالم رضاعت مین انتقال فرمایا تہا اور لوگون نے کہا تہا کہ سورج گہن اونکی وفات کے سبب
سے اور اونمین یہ بات ٹھہری ہوئی تہی کہ گہن بڑے حادثے کے سبب سے جیسے وفات بزرگ کی
یا مثل اونکی ہو تو گہن پڑتا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کہ چاند سورج دو نشانیان
ہین اللہ کی نشانیون مین سے ہین یعنی یہ قدرت الٰہی کی اور اوسکی صنعت کی کمال پر دلالت
کرتے ہین اور انکے خسوف اور کسوف کے ساتہ حق تعالی جلشانہ کی کمال سلطنت اور قدرت پر دلالت
کرتی ہین اور دانا لوگون کے لیے عبرت کا باعث ہوتی ہین کیونکہ ایک گھڑی بہر مین باوجود
اس چمک دمک کے میلی اور تاریک ہوجاتی ہین ایسے ہی قادر ہی حق تعالی عیاذا باللہ کہ آئینون
کے علم اور ایمان کے نور کو میلا اور تاریک کردے اور روایتون مین آیا ہی کہ وفات ابراہیم
فرزند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عاشورا مین یا ربیع الاول کی دسوین تاریخ واقع
ہوئی تہی اور اسی مین نجومیون کے قول کی رد ہے کہ وہ کہتے ہین کہ سورج گہن مہینے کے
اخیر کے تین ہی دن مین واقع ہوتا ہی ہان عادت ایسی ہی لیکن یہ عادت کے خلاف ہوا تہا
اور اگر یہ کہین کہ ان تین روزون کے سوا مین محال ہے تو یہ بات باطل ہے واللہ علی کل شیٔ
قدیر یعنے اللہ سب چیز پر قادر ہے وصل نماز خوف کے بیان مین اور یہ کتاب اور سنت سے ثابت
ہی کہ حق تعالی خود اپنی کتاب مین فرماتا ہی واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ فلتقم طائفۃ
یعنی اور جب تو ان مین ہو پہر انکو نماز مین کہڑا کرے تو چاہیے ایک جماعت اکٹہہ ہو اور بعضی آیت
واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ اور جب تم سفر کرو ملک مین
تو تم پر گناہ نہین ہی جو کچہ گہٹا دو نماز مین سے اور اکثر قائل اسکی ہین کہ چار رکعتون مین قصر
دو رکعتون مین ساتہ ہی اور بعضون نے اوسکو نماز خوف پر محمول کیا ہی کیونکہ اوس مین ہی
بعضے فعلون اور کیفیتون کے ساتہ قصر ہے جیسا کہ سفر مین عدد اور مقدار مین قصر ہے اور بعضون
نے دونون کو شامل کہا ہی اور امام ابو یوسف نے ساتہ ایک روایت کی اور حسن بن زیاد حنفیہ
مین سے اور مزنی شافعیہ مین سے قائل اس بات کے ہین کہ یہ نماز مخصوص زمانہ نبویہ کے ساتہ

نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے پیچھے پڑہنے کی فضیلت کے سبب ہی تہی اور آیۂ کریمہ سے
بہی یہی ظاہر اور مفہوم ہوتا ہی کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اذا کنت فیہم اور جمہور ائمہ کے نزدیک
بعد زمان نبوت کے بہی جواز اوسکا مختار ہے اور صحابہ مثل علی مرتضیٰ اور ابو موسیٰ اشعری اور
حذیفہ بن الیمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اوس نماز کو بعد زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پڑہنا دلیل اوسکی واقع ہوئی ہے اور اذا کنت فیہم قید اتفاقی ہے یا مراد اذا کنت ہیں
ہے یا من یقوم مقامک یعنی جو شخص میری جگہہ پر قائم ہو یہ مراد ہے جیسا کہ آیۂ کریمہ خذ
من اموالہم صدقۃ سے ثابت ہی اور نماز خوف کے پڑہنے سے اس کفایت کے ساتہ نہایت تاکید
ہے اور اوس نماز کی محافظت کرنا بہی آیا ہی کہ جسمین کسی طرح کے عذر کو گنجایش نہین ہی
اور نماز خوف کی موافق مصلحت وقت اور بلاخطہ عدد کے آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم
سے متعدد وجہون پر ثابت ہوئی ہے اور ہر ایک امام نے اون وجہون مین سے ایک
وجہ اختیار کی ہے اور امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ نے اون وجہون مین ایک وجہ اختیار کی ہی
جو تمام کتب ستہ مین ابن عمر رضہ سے مروی ہے اور اگر اوسی کو مین ذکر کرون تو کچہ بعید نہین ہوگا
ابن عمر رضہ نے کہا ہی کہ ہمنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد کی جانب جہاد کیا پس
باہم روبرو ہوئے اور صف باندہکر اونکے مقابل مین کہڑے ہوگئے پہر آنحضرت صلی اللہ
علیہ آلہ وسلم نماز پڑہنے کو اور ہمارے امامت کرنیکو کہڑے ہوئے پس صحابیون کا گروہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ساتہ کہڑا ہوا اور دوسرے گروہ نے دشمنون کی طرف
منہ کیا پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس طائفے کے ساتہ جو آپکے ساتہ تہا رکوع کیا
اور دو سجدے کیے بعد اسکے یہ گروہ اوس دوسرے گروہ کے مقام پر جس نے نماز نہین پڑہی
تہی پلٹ گیا اور دشمنون کے مقابل مین کہڑا ہوگیا اور وہ گروہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ آلہ وسلم نے اوسکے ساتہ دوسری رکعت پڑہی اور سلام پہیر دیا پہر ہر ایک ان دونون گروہ
مین کا کہڑا ہوا اور ہر ایک نے اپنی اپنی ایک ایک رکعت پڑہ لی یعنی وہ رکعت جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ آلہ وسلم کے ساتہ نہین پڑہی تہی یہ ترجمہ لفظ بخاری کا ہے اور باقی کتب ستہ مین بہی
الفاظ اور عبارت کی اختلاف کے ساتہ ایسی ہی آیا ہی اور کہا ہی کہ یہ طریق بہت موافق ہے

لفظ قرآن کے ساتھ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت مین اسباب کی تصریح نہین واقع ہوئی ہے کہ یہ کس نماز مین ہوا تہا لیکن سفر مین ہوا تہا اور دو رکعت پڑہنا اس وجہ سے ہے اور مذہب حنفیہ رح مین عام ہے کہ خواہ سفر مین ہو خواہ کہین قیام اختیار کیا ہو نماز خوف جائز ہے اور اسی سبب سے کہا ہے کہ نماز ثنائی مین خواہ فجر کی ہو یا قصر سفر کی ہو امام ہر گروہ کے ساتھ دو رکعتین پڑہے اور مغرب مین پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتین اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑہے اور یہی مذہب امام احمد اور شافعی رحمہما اللہ کا بہی بسبب عام ہونے قول حق سبحانہ کے واذا کنت فیہم ہے اور ہو سکتا ہی کہ حضر مین اثبات اوسکا قیاس کے ساتھ ہو واللہ اعلم اور امام مالک کے نزدیک سفر کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسری وجہین بہی حدیث کی کتابون مین متعدد طریقون کے ساتھ اور صحیح حدیثون کے ساتھ مذکور ہین اور چونکہ عمل کی غرض اوسکی تفصیل کے ساتھ اس قدر متعلق نہین تہی اور نماز خوف کی وجہین ان وجہون کے ساتھ اس آخر زمانے مین نہایت نادر تہین اتنی ہی پر اکتفا کیا اور یہ بہی اسی حدیث مین ہی کہ جب اس طرح پر نماز پڑہنے کی قدرت ہو اور اگر خوف زیادہ ہو اور کچہ قابو نہی تو جس طرح سے چاہی خواہ پیدل خواہ سوار خواہ رکوع اور سجدے کے ساتھ خواہ اشارے سے پڑہنے اور ابن عمر رض کی حدیث کے بعض طریقون مین جو مذکور ہین اسباب کی تصریح واقع ہوئی ہے اور اگر لڑائی اس قدر بڑہ جائے کہ نماز پڑہنا ممکن نہو تو قضا کرے جیسا کہ خندق کی لڑائی مین واقع ہوا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حبسونا عن صلوة الوسطی صلوة العصر ملاء اللہ بیوتہم وقبورہم نارا یعنے روک رکہا اونہون نے ہمکو عصر کی نماز سے بہرے اللہ اونکے گھرون اور قبرون کو آگ سے یہ دو جہان کے عذاب کی بددعا ہے سبحان اللہ دیکہنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوس وقت کیا تکلیف گزری جو آپنے بددعا دی اور دندان شریف کے ٹوٹنے مین اور روے مبارک کے خون سے ڈوب جانے مین اور سوا اسکے جو کچہ ہوا آپ نے اونکو بددعا نہین دی بلکہ فرمایا اللہم اغفر لہم فانہم لا یعرفونی یعنی الٰہی میرے اونکو بخشدے اور بیشک وہ مجکو نہین پہچانتے ہین اسواسطے کہ یہ بات خاص نفس شریف کے ساتھ متعلق تہی اور وہ بات خدا تعالی کے حق مین اور دین حق مین تہی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مین آیا ہے کہ کافرون نے کہا کہ اگر ہم مسلمانون پر نماز مین آن پڑتے تو اونکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور کہا کہ ان لوگون کی ایک نماز ہے کہ اونکو مال اور اولاد سے زیادہ محبوب ہے اور وہ نماز عصر کی ہے اوس وقت اونپر

برس پڑہنا چاہیے حضرت جبرئیل موآیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پونہچائی پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز خوف پڑہی **وصل** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے سفر کی عبادتون مین آگاہ ہوکہ جو عبادتین اور دعائین اور ذکر سفر کے سواری پر سوار ہونیکے
اور مقام پر اوترنے کے وقت سے وطن کی طرف تشریف لیجانے کے وقت تک پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے حدیث کی کتابون مین ملکو ہین اور جو اس جگہ ذکر کیا جاتا ہے وہ
دو مسئلے ہین ایک قصر اور دوسرا جمع اور قصر یہ ہے کہ چار رکعت والی نماز کی دو رکعتین
پڑہتے تھے اور علماء امت کا اسپر اتفاق ہے اور کسیکو خلاف نہین ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک
قصر کی عظمت ہے اور چار رکعتین پڑہے اور تشہد اول مین بیٹھے جائز ہوجاتی ہے اور اگر نہ بیٹھے
نماز فاسد ہے اور مذہب امام مالک کا بھی یہی ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک رخصت ہے
اور چار رکعتین پڑہنا بھی جائز ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی وقت سفر مین
چار رکعت والی نماز کا تمام پڑہنا نہین ثابت ہوا ہے اور جو حدیث کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ
سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر مین قصر بھی کرتے تھے اور پوری نماز
بھی پڑہتے تھے اور افطار بھی کرتے تھے اور روزہ بھی رکھتے صحت کو نہین پونہچی ہے اور
بڑے جلیل القدر اصحابون مین سے کسینے چار رکعتین نہین پڑہی ہین لیکن امیر المومنین حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے اخیر دنون مین اور حج کے زمانے مین چار رکعتین
پڑہی ہین اور اوسکے ہین عالمون نے توجیہین بھی کی ہین اور کہتے ہین کہ حضرت عائشہ رض کا بھی
مذہب یہی ہے اور عادت شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تھی کہ نماز فرض
پر سفر مین اکتفا فرماتے تھے اور یاد نہین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر مین فرض کے
پہلے یا فرض کے بعد سنتین پڑہی ہون لیکن دو رکعتین فجر کی سنتون کی اور وتر پڑہی ہین اور سنت
کا پڑھنا نماز ظہر کے بعد بھی مروی ہے اور ایک صحابہ کی جماعت سے ثابت ہوا ہے کہ سفر مین وہ سنت پڑھتے
تھے لیکن ابن عمرؓ نہین پڑہتے تھے اگرچہ بعضی روایتون مین انکا سنت کا پڑھنا آیا ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ اگر کوئی
شخص سنت پڑھتا تو آپ منع بھی نکرتے تھے اور بعضون نے ذکر کیا ہے کہ معمولی سنتون مین خلاف ہے لیکن غیر معمولی
نفلو مین کوئی خلاف نہین ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شب کو ترک نہ فرماتے تھے اگر سفر مین ہوتے اور کبھی کبھی

کی پیٹھہ پر نماز سجدہ اشارے سے پڑھ لیتے تہے اور وتر بہی پڑھ لیتے تہے اور مرکب کی پیٹھہ پر اشارے
سے نفل پڑہنا جائز ہے چاہے مرکب کسی طرف جائے لیکن شرط یہ ہے کہ نیت باندھتے وقت
رو بقبلہ ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے صحابہ ایک وقت تنگ راہ میں جاتے تہے
اور اوپر سے مینہ پڑتا تہا اور نیچے کیچڑ اور دلدل تہی اور نماز کا وقت آگیا اذان کہی اور تکبیر کہی اور
مرکب پر سوار ہی آگے تشریف لیگئے اور صحابہ کے ساتہ نماز اشارے سے پڑہی اور سجدے
رکوع بہت دیر کے بعد کیا اور یہ مقام اون مقاموں میں بہی ہے کہ جہاں عالموں نے لکہا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود آپ ہی اذان کہی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اذان کے
اذان دینے کا حکم کرنا مراد ہے چنانچہ بعضی روایتوں میں تصریح بہی آگئی ہے کہ فامر المؤذن یعنی
اذان دینے والیکو حکم کیا اور لیکن جمع صورت اوسکی یہ ہے کہ جب دوپہر ڈہلنے سے پہلے
چل نکلتے تو ظہر کی نماز میں تاخیر فرماتی عصر کے وقت تک جب نزول فرماتے تو ظہر اور عصر کو
ملا دیتے اور اسکو جمع تاخیر کہتے ہیں اور اگر ظہر کا وقت کوچ کرنے سے پہلے پہلے آجاتا تو
اسی وقت میں کبہی ظہر کی نماز پڑہتے اور سوار ہوتے اور اوسکے بعد جب عصر کے وقت اوترتے
تو عصر کی نماز پڑہتے اور اس صورت میں جمع نہ واقع ہوتا اور بعضے وقتوں میں ظہر اور عصر کو
ملا دیتے اور دونوں نمازوں کو پڑہ لیتے اوس وقت سوار ہوتے اور اسکا جمع تقدیم نام
رکہتے ہیں اور مغرب اور عشا میں ایسے ہی ہوتا تہا یعنی اگر مغرب سے پہلے کوچ واقع
ہوتا اور مغرب کا راستے میں وقت آجاتا تو مغرب کی نماز میں نزول کے وقت تک تاخیر فرماتے
اور جب کہیں نزول فرماتے تو مغرب اور عشا کو ساتہ پڑہتے اور اسکو جمع تاخیر کہتے ہیں
اور اگر مغرب کا وقت کوچ کرنے سے پہلے آجاتا تو مغرب اور عشا ملا کر پڑہتے اور سوار ہوتے
اور اسکو جمع تقدیم کہتے ہیں آگاہ ہو کہ صحیح حدیثوں میں دو نمازوں کو ملا دینا واقع ہوا ہے لیکن بعضی
حدیثوں میں کوئی قید نہیں آئی ہے اور بعضی حدیثیں سیر کی حالت کے ساتہ مقید ہیں اور بعضی
حدیثوں میں چلنے میں دیر کرنے کے ساتہ قید ہے اور بعضی حدیثوں میں چلنے میں جلدی کرنے کے ساتہ
قید ہے اور یہاں سے اختلاف اون عالموں کا ہے جو دو نمازوں کو ملا کر پڑہنے کے قائل
ہیں بعضے قائل اسبات کے ہیں کہ کچہہ قید اسمیں نہیں ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اونہیں

مین سے ہین اور بعضے جمع کو چلنے کی حالت کے ساتھ مخصوص کرتے ہین اور اوترنے کے وقت کے
ساتھ خاص نہین کرتے اور کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمیشہ کی عادت سفر مین
دو نمازون کو ملا کر پڑھنے کی نہ تھی بلکہ جب چلتے ہوے ہوتے ملا دیتے تھے لیکن نزول اور قیام
کی حالت مین ملا کر پڑھنے کی روایت نہین آئی ہے اور بعضون مین چلنے اور دیر ہونے کی اور
جلد کرنے کی حالت کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ امام مالک سے مشہور
یہی ہے اور بعضے سوا سفر کے عذر کی حالت کے ساتھ بھی خاص کرتے ہین اور بعضون کے نزدیک
جمع تاخیر جائز ہے اور جمع تقدیم جائز نہین ہے اور یہ امام احمد سے مروی ہے اور اونکے
نزدیک بھی مقید سیر کی حالت کے ساتھ ہے اور اوسکا مطلقاً جائز ہونا اونکی مذہب سے
مشہور ہے اور فتح الباری مین لکھا ہے امام مالک رح سے بھی جمع تاخیر کا جواز ہونا مروی
اور جمع تقدیم نہین ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مطلقاً جائز نہین ہے اور وجہ
اونکی قول کی یہ ہے کہ تعین نماز کے وقتون کا قطعی اور ثابت ہے کسی طرح کے شبہہ کو اوسمین
دخل نہین ہے اور نماز کے وقت سے تاخیر کرنیکو اور اوسکے وقت سے پہلے پڑھ لینے کو
گناہ کبیرہ مین سے شمار کرتے ہین اور امام محمد رح اپنی موطا مین لائے ہین کہ مجھکو حضرت
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نے اپنے وقت کے حاکمون کو لکھ بھیجا
اور اونکو دو نمازون کے ایک وقت مین ملا کر پڑھنے سے منع کیا اور اونکو اسبات کی خبر دی
کہ ایک وقت مین دو نمازون کو ملا کر پڑھنا گناہ کبیرہ مین سے ایک گناہ ہے اور امام محمد رح
کہتے ہین کہ یہ خبر مجھکو ثقہ عالمون سے پہنچی ہے کہ اونھون ہنے بن الحارث اور بن الحارث
نے مکحول سے روایت کی ہے کہ جو کہ وقتون کا متعین ہونا قطعی و متواتر ہے پس خبر احاد
اوسکو متعارض نہوگی بخلاف افطار اور قصر سفر جو نص قرآنی سے ثابت ہوا ہے بخاری اور مسلم
نے عبد اللہ بن مسعود سے نقل کیا ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو نہین دیکھا کہ کسی نماز کو اوسکے غیر وقت مین پڑھا ہو مگر عشا اور مغرب کو کہ اونکو مزدلفہ
مین جمع کر دیا اور حدیثون مین ظہر اور عصر کو ملا دینا عرفات مین آیا ہے اور یہ جمع کرنا بوجہ مناسک
حج کے تھا نہ بسبب سفر کے تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دو نمازون کو اسمین جمع کر دینا

نقل فرمائی نہ تہا بلکہ جسکی تصریح کہ حدیثون مین واقع ہوئی ہے وہ تبوک کی لڑائی مین طہرین
آیا ہی لاکن ثابت نہین ہوا کہ وہان آپ ہر روز کرتے تہے اور تحقیق یہ ہی کہ کلمۂ کان ہمیشگی اور
مدام پر دلالت نہین کہتا ہی جیسا کہ وہ اپنے مقام پر تحقیق کیا ہی اور جامع الاصول مین ابوداؤد
کی روایت مین جو ابن عمر رض سے ہے نقل کی ہے کہ اونہون نے کہا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کبہی ایک مرتبہ کسی سفر مین ہرگز مغرب اور عشا کو آپسمین نہین ملایا ہی اور ابن عمر رض
سے کبہی نقل کیا ہی کہ ابن عمر رض نے دو نمازون کو آپسمین جمع نہین کیا ہی بجز ایک رات کے
جب کسی مقام سے اونکی بی بی کے انتقال کی خبر آئی تہی اور وہ اوس جگہہ گئے تہے اور ایک روایت
مین ہے کہ دو نمازون کو آپس مین جمع نہین کیا ہی مگر ایک بار یا دو بار اور ترمذی نے نقل
کیا کہ سالم ابن عبداللہ کو ابن عمر رض سے پوچہا کہ کیا کسی نے آنکو بن عبداللہ سفر مین نمازون کو
آپسمین اکہٹا کرتے دیکہا ہی اونہون نے کہا کہ نہین لیکن مزدلفہ مین ایسا کرتے تہے اور جمع تقدیم
کی حدیثین صحاح مین بہت کم ہین اور صحیح بخاری کی روایتون مین اختلاف ہی اور اسی سبب بہت
امام اوسکے قائل نہین ہین پس جمع تاخیر ہی بعضے وقتون عمل ہین لانا باقی رہ گئی اور اوسکی
تاویل یہ ہی کہ دو نمازون کو آپسمین جمع کرنے سے مراد یہ ہی کہ پہلی نماز مین دیر کیجائی اور اوسکو
اوسکے اخیر وقت مین پڑہین اور دوسری نماز مین جلدی کیجائی کہ اوسکو اوسکے اول وقت مین
پڑہین اور بعضون نے اسکا نام جمع صوری رکہا ہی کیونکہ ظاہر اور صورت مین جمع ہے اور حقیقت اور
معنی مین نہین ہے اور اس صورت کی مثل پر جو حنفیہ جمع سفر کا اطلاق کرتے ہین وہ بات استحاضہ
مین صحیح حدیث حمنہ بنت جحش کے آیا ہی اور اگرچہ لفظ حدیث مین بعضی روایتون مین ایسی ہی آیا ہی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر کو ملا دیتے تہے اور عصر کے وقت پڑہتے تہے وہ محمول اسپر
ہے بوجہ اون دلیلون کے جو ہم نے ذکر کی ہین اور بیشک ابوداؤد نے حضرت امیر المومنین علی رض
کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہی کہ جب سفر کرتے تہے بعد غروب آفتاب کی تو چلتے تہے اوس وقت
تک کہ جب نزدیک ہوتا تہا کہ اب تاریکی ہو جاوے گی پہر اوترتے تہے نماز مغرب کی پڑہتے
تہے بعد اوسکے کہانا مانگتے اور نوش فرماتے تہے پہر نماز عشا کی پڑہتے تہے اور کوچ کرتے تہے اور
فرماتے تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کرتے تہے اور امام محمد نے اپنی موطا میں

لکہا ہی کہ مجھکو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کیفیت معلوم ہوئی کہ اونہون نے نماز مغرب کی شفق کے غروب کی قبل تک تاخیر کرکے پڑہی ہے بخلاف امام مالک کی روایت کی کہ اونہون نے کہا ہی حتی غاب الشفق یعنے یہان تک کہ شفق غائب ہوگئی اور جامع الاصول مین ابی داود سے او اونہون نے نافع سے اور اونہون نے عبد اللہ بن واقدی سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے کہا ہی کہ حضرت ابن عمر رضہ کے موذن نے الصلوۃ کہا اور ابن عمر رضہ غروب شفق کے قبل تک چلا کیے اور اوتر پڑے اور مغرب کی نماز پڑہی بعد اوسکے انتظار کیا یہان تک کہ شفق غائب ہوگئی پہر نماز عشا کی پڑہی بعد اوسکے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کسی امر کے سبب سے جلدی ہوتی تھی تو ایسا ہی کرتے تہے جیسا کہ مین نے کیا ہی اور ایک روایت نسائی سے منقول ہی حتی اذا کان اخر الشفق یعنے یہان تک کہ جس وقت شفق اخیر ہوجاتی تہی اور روایتین اوس طریق کی جمع پر گواہی دیتی ہین جو امام ابحنیفہ رہ کے مذہب مین ہے اور ظاہر ا یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ روایتین جمع نکرنیکی اور ایک وقت مین جمع کرنیکی اور جمع بمعنی وقت کی تاخیر کرنے کی اور اسکی تعجیل کرنیکے سبب آئی ہین لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جمع نکرنیکو اختیار کیا ہے یا جمع کو اخر کے معنی مین وقت کی حفاظت کرنیکی احتیاط کے لیے اختیار کیا ہی اور شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین کہا ہی کہ بعضی شافعیہ کہتے ہین کہ جمع کا ترک کرنا افضل ہی اور ایک روایت مین امام مالک رح سے آیا ہے کہ جمع مکروہ ہے اور فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواز کے لیے تہا واللہ اعلم تنبیہ دو نمازون کے آپسمین اکٹھا کرنے کے بارے مین جو کچہ کہ گذرا خاص مسافر کے واسطے تہا اور دو نمازون کو ملاکر مقیم کا پڑہنا اوسکو ترمذی نے کہا ہی کہ بعضے تابعین اس طرف گئے ہین کہ مریض کو دو نمازون کا آپس مین جمع کرنا درست ہی اور احمد اور اسحاق اسکے قائل ہین اور بعضے مینہ مین دو نمازون کے اکٹھا کرنے کی طرف گئے ہین اور اسکے قائل شافعی اور احمد اور اسحاق ہین لیکن شافعی مریض کی دو نمازون کے اکٹھا کرنے کے قائل نہین ہین اور یہ عبارت ترمذی کی ہے جو ابن عباس رض سے نقل کی ہے کہ اونہون نے کہا ہی من جمع بین الصلوتین من غیر عذر فقد اتی بابا من ابواب الکبیرۃ یعنی جس نے اکٹھا کیا دو نمازون کو بغیر کسی عذر کے پس تحقیق وہ آیا گناہ کبیرہ کے دروازون مین سے ایک دروازے سے اور عمل اسیر ہے اور جمہور کے نزدیک یہ بات ہی کہ سوا مسافر کے اور عرفہ کے اور

کسی وقت مین دو نمازون کو جمع کرنا نچاہیے انتہے **وصل** نماز جنازہ کے بیان مین آگاہ ہو جیونکہ مسائل
کتاب الجنائز اور حدیثین جو اوسکے بارے مین وارد ہوئی ہین اور آداب اور مقدمات اوسکی مرض
کی فضیلت اور اوسکے ثواب سے اور عیادت کے ثواب اور اوسکے آداب سے ابتدا کی لہذا اوسکے بیان
کو اخیر پر موقوف رکھا اور عیادت کو مقدم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی روز عیادت کیلیے
مقرر نتہا بلکہ رات اور دن کے سب وقتون مین عیادت فرماتے تے اور جو بات کہ لوگون مین
مشہور ہے کہ شب کو عیادت نکرنا چاہیے اور جو کہتے ہین ہفتے اور منگل کو عیادت کرنا مبارک نہین
ہے تو مواہب لدنیہ مین نقل کیا ہے کہ ہفتے کے دن عیادت کو ترک کرنا سنت کے مخالف ہے اور
کہا ہے کہ یہ بدعت ہے جسے ایک یہودی طبیب نے نو ایجاد کیا بعد اوسکے وہ لوگون مین مشہور
ہو گئی اور سبب اوسکا یہ ہے کہ ایک بادشاہ بیمار ہوا اور اس یہودی طبیب کو کہ اپنے پاس
ہر وقت اور ہر روز رہنے کا حکم کیا اور کہا اگر یہ کہین چلا جائے تو اوسکی گردن ماری جائے
پس یہودی نے چاہا کہ ہفتے کے دن کی رخصت طلب کرے تاکہ وہ ہفتے کا دن کہ یہودی کے مذہب
مین عبادت کا دن ہے ہاتہ سے نجائے غرض کہ ہفتے کے دن بیمار کے پاس جانیکے لیے برا
ہے کیونکہ اوسمین اوس بیمار کے ہلاک ہونیکا خوف ہے پس بادشاہ نے اپنے جان کے ہلاک
ہونیکے خوف سے اوسکو اوس دن کی رخصت دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جسکی آنکہہ دکہتی اوسکی بہی عیادت فرماتے تہے اور امام احمد اور ابوداود نے زید بن ارقم سے
نقل کیا ہے کہ اونہون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری آنکہین دکہتے مین عیادت
کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس حدیث مین رد اوس شخص کا ہے جو
کہتا ہے کہ آنکہہ دکہنے کی عیادت کرنا مسنون اور مستحب نہین ہے اور ایک حدیث اس باب مین بیہقی
اور طبرانی سے بہی نقل کرتے ہین کہ تین چیزین یعنی آنکہہ کے دکہنے اور پہوڑے کے نکلنے اور دانت کے
درد مین عیادت نہین ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردے کے
ساتہ اون امرون کے ساتہ احسان کرتے تہے جو اوسکو قبر اور قیامت کے دن مین مفید اور نفع
دینے والے ہون اور اہل ماتم کے ساتہ تعزیت کرنے سے اور کہانے سے اور اونکے حال پر مہربانی فرمانے
سے احسان کرتے تہے اور مردے کی تجہیز اور تکفین مین شریک ہوتے تہے اور تمام صحابہ کے ساتہ اوسکی

نماز پڑہتے تہے اور بخشش اوسکی چاہتے تہے اور بعد اوسکے ہمراہ ہوکر دفن کے مقام تک پہونچاتے تہے
اور صحابہ کے ساتہ اوسکی قبر پر کہڑے ہوتے تہے اور اوسکے حق مین دعا فرماتے تہے اور کلمۂ ایمان اور
جواب وسوال منکر نکیر پر اوسکے ثابت رہنے کی دعا فرماتے تہے اور اوسکی قبر کا تعین کرتے تہے اور
سلام اور دعا کے ساتہ جو راحت اور آرام کا باعث اور نزول رحمت اور مغفرت کا سبب ہے مخصوص
کردیتے تہے اور ایک صحابہ کی عادت یہی تہی کہ جب کسی شخص کے پاس فرشتۂ موت کے آجاتے
اور اوسکی موت کا سامان بندہ جاتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کرتے پس آپ
تشریف لیجاتے اور وہ آپ کے سامنے انتقال کرتا اور اوسکی تجہیز اور تکفین کرتے اور نماز پڑہتے
اور جنازے کے ہمراہ قبر تک جاتے بعد اوسکے جب صحابہ نے دیکہا کہ اسمین مشقت بہت ہوتی ہے
تو اوسمین اختصار کیا کہ جب کوئی شخص انتقال کرتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دیتے
تہے تو آپ تجہیز اور تکفین اور نماز مین شریک ہوتے اور جب پہر دیکہا کہ یہ بہی مشقت سے خالی نہین ہے
تو یہ اختیار کیا کہ میت کو کفنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین لیجاتے اور آپ
اوسکی نماز پڑہتے اور اگر کسی وقت شب ہوتی یا کوئی چیز اور مانع ہوتی تو نماز کے واسطے آپ کو
خبر نکرتے تہے اور صحابہ خود اوسکی نماز پڑہ دیتے تہے اور دفن کردیتے بعد اوسکے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تشریف لیجاتے تہے اور اوسکی قبر پر نماز پڑہتے تہے اور اوائل مین ایسا تہا کہ
جب میت کو لوگ لاتے تہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچہتے تہے کہ اسپر کچہہ قرض
ہے یا نہین ہے اور کوئی چیز اسنے چہوڑی جس سے اسکا قرض ادا ہوجائیگا اگر لوگ کہتے تہے کہ اسنے
چیز چہوڑی ہے اور یا کسی نے اوسکے قرض کو اپنے ذمہ کرلیا ہے تو نماز آپ پڑہتے تہے اور اصحاب
کو فرماتے تہے کہ اپنے یار کی نماز پڑہ دو اور خود نماز نہ پڑہتے تہے اور جب سے خدا تعالی نے آپکو
شہر پر فتح دی اور مال مین وسعت دی تو آپ اوسکے قرض کو نہ پوچہتے تہے اور فرماتے تہے کہ جو مال
اسنے چہوڑا ہے وہ اسکے اہل اور عیال کے لیے ہے اور جو اسنے قرض اور اہل اور عیال چہوڑے ہین اوسکا
ذمہ دار مین ہون اور جنازے کی نماز مین کبہی چار تکبیرین اور کبہی پانچ تکبیرین اور کبہی چہہ تکبیرین
فرماتے تہے اور صحابہ کا عمل بہی مختلف ہے اور جو لوگ چار تکبیرون سے زیادہ کہنے کو منع کرتے ہین وہ
کہتے ہین کہ اخیر نماز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑہی ہے اوسمین چار ہی تکبیرین ثابت ہوئی ہین

اور اوسی پر قرار رہا ہی اور اخبار اور آثار چار تکبیرون کے بارے مین مشہور ہین اور بہت روایتون اور
متعدد طریقون سے ثابت ہوا ہی اور ابن عباس رض سے مروی ہے کہ جب ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام
کی نماز پڑہی ہے تو چار تکبیرین کہی تہین اور کہا تہا کہ یہ ہ سنتکم یا بنی آدم یعنے یہی سنت تمہاری
ہے ای اولاد آدم کی اسکو روایت کیا ہی حاکم نے مستدرک مین اور ابو نعیم نے حلیہ مین اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو سلام کے ساتہ نماز پڑہی ہے اور امام ابو حنیفہ رح اور شافعی رح
کا مذہب یہی ہے اور کبھی ایک سلام پر اختصار کرتے تہے اور امام مالک اور احمد کا مذہب یہ ہے
اور ایک روایت مین اونسے دو سلام ہین اور جمع الجوامع مین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کا فعل نقل کیا ہی کہ ایک سلام پہیرتے تہے اور دوسرے اصحابون کا فعل بہی ایسا ہی ہی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر تکبیر مین ہاتہ اوٹہاتے تہے اور مذہب امام شافعی رح اور احمد رح
کا یہی ہی اور حضرت عمر رض اور ابن عباس اور ابن عمر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا فعل بہی یہی
روایت کیا گیا ہی اور امام مالک رح سے تین روایتین ہین کل تکبیرون مین ہاتہ اوٹہانا اور
کل تکبیرون مین نہ ہاتہ اوٹہانا اور اول تکبیر مین ہاتہ اوٹہانا اور باقی تکبیرون مین نہ ہاتہ اوٹہانا
اور مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بوجہ حدیث ترمذی کے جو ابی ہریرہ رض سے مروی ہے
یہی ہے اور حدیثین مختلف اسباب مین آئی ہین شاید کہ کبھی اس طرح ہوا اور کبھی اوس طرح
ہوا اور صاحب سفر السعادت نے کہا ہی کہ نماز جنازے کی تکبیرون مین رفع یدین کرنا کسی طور
سے صحت کو نہین پوہنچا ہے واللہ اعلم اور سورۂ فاتحہ کا پڑہنا بعد پہلی تکبیر کے آیا ہی اور شیخ
ابن الہمام نے ہدایہ کی شرح مین کہا ہے کہ نماز جنازہ مین قرأت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے نہین ثابت ہوئی ہی اور بخاری اور مسلم اور ابی داؤد اور نسائی اور ترمذی کی حدیثون مین ابن عباس سے آیا ہی
اور ابن عباس سے قولاً اور فعلاً روایت کیا گیا ہی اور روایتون مین فاتحہ اور سورہ کا پکار کے پڑہنا ابن عباس
سے منقول ہی اور عالمون نے کہا ہے کہ پکار کر پڑہنا تعلیم کے قصد سے تہا تا کہ لوگ جانین کہ سنت ہی چنانچہ تصریح
اسکی حدیث مین بہی آئی ہے اور مذہب امام شافعی رح اور احمد رح اور اسحاق رح کا یہی ہے
اور امام ابو حنیفہ رح اور امام مالک رح اور ثوری رح کا مذہب برخلاف اسکے ہی اور اس باب مین
صحابہ کو بہی اختلاف ہی اور طحاوی نے کہا ہی کہ نماز جنازہ مین بعض صحابہ کا سورہ فاتحہ پڑہنا

بطریق ثنا اور دعا کے تھا قرأت کی وجہ سے نہتا اور کلام شمنی سے ظاہر ہوتا ہے کہ مراد اونکی یہ
کہ اگر سورۂ فاتحہ ثنا کی نیت سے پڑہی تو ہمارے نزدیک جائز ہے اور کلام فتح الباری سے
ایسا پایا جاتا ہی کہ جو کوئی فاتحہ کے پڑہنے کا قائل ہے مراد اونکی اوسکا مشروع ہونا ہی اوسکا
واجب ہونا مراد نہین ہے لیکن کرمانی ذکر کیا ہی کہ واجب ہی اور ابن عباس رض کے کلام مین جو سنت
مراد ہے مراد دین مین ایک طریقہ مسلوک ہی اور کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک رح کے
نزدیک واجب نہین ہے اور دعا یاد کی ہوئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازہ کی
نماز مین پڑہتے تھے یہ ہی اللہم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ
بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا
من دارہ واہلا خیرا من اہلہ وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب النار یعنے
اے اللہ سکو بخشدے اوسکو اور رحمت نازل کر اوسپر اور عافیت دے اوسکو اور چھٹکارا دے
اوسکو اوسکے گناہون سے اور بزرگ کر اوسکے اوترنیکی جگہہ اور وسعت دے اوسکی داخل ہونے
کے مقام کو اور دہو اوسکو سرد اور خنک پانی سے اور پاک کرے اوسے خطاؤن سے جیسا کہ
پاک ہوتا ہی سپید کپڑا میل سے اور بدل دے اوسکو اچھا گھر اوسکے گھر سے اور اہل اچھا
اوسکی اہل سے اور اچھا جوڑا اوسکے جوڑے سے اور داخل کر اوسکو جنت مین اور پناہ دے
اوسکو آگ کی مار سے اور اس حدیث کو مسلم اور ترمذی اور نسائی نے عوف بن مالک سے نقل
کیا ہے کہ اونہون نے کہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑہی
تھی پس مین نے اسکو یاد کر لیا اور کہتے ہین کہ جب اس دعا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے پڑہا تہا تمنا ہوئی تھی مجھکو اس بات کی کہ کاشکے یہ مردہ مین ہی ہوتا اور اب اس دعا کا ترجمہ کرتا ہے
ہے اللہم اغفر لحینا ومیتنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا وشاہدنا وغائبنا اللہم من احییتہ منا فاحیہ
علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان لا تحرمنا اجرہ ولا تضلنا بعدہ اور ایک روایت
مین ہے ولا تفتنا بعدہ اے اللہ بخشدے ہماری زندون اور مردون اور چھوٹون اور
بڑون اور مردون اور عورتون کو اور جو ہم لوگون مین حاضر ہے اور جو ہم سے غائب ہے
اے اللہ جسکو تو نے زندہ رکہا ہم مین سے زندہ رکہ اوسکو اسلام پر اور جسکو تو نے

موت دی ہے ہمین سے اوسکو موت دے ایمان پر الہی اسکے بدسے نہ باز رکھ ہمکو ثواب سے
اجر سے اور گمراہی مین نڈال ہمکو اوسکے بعد اور بعضی روایات مین اللہم ان کان محسنا فزد فی احسانہ
وان کان مسیئا فتجاوز عن سیئاتہ یعنی الہی اگر وہ احسان کرنیوالا تھا تو بڑھا دیجیو اوسکا احسان
مین اور اگر وہ گنہگار رہتا تو درگزر اوسکے گناہون سے نقل کیا ہے اوسکو موطا نے ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے اور لڑکے کی نماز مین زیادہ کرتے ہین اس دعا کو اللہم اجعلہ لنا فرطا و ذخرا
واجعلہ لنا شافعا و مشفعا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کسی جنازے کی فوت
ہوجاتی تو آپ دوسرے بار اوسکی قبر پر ایک رات دن کے بعد نماز پڑہتے تھے اور کبھی تین
دن کے بعد بلکہ ایک مہینے کے بعد نماز اوسکی قبر پر پڑھتے تھے اور چند شخصون سے ایسا ہی واقع ہوا
ہے اور بعضے فقیہ کہتے ہین کہ جب تک مردہ نہ بہوسے اوس وقت تک نماز جائز ہے اور
اوسکی مقدار تین روز قرار دیے ہین اور بعضون کے نزدیک ہے کہ جب تک بالکل مردہ گل سڑ نجاوے
اور بعضون نے ایک مہینے سے زیادہ تک کا احتمال رکہتے ہین اور فقہا اوس مسئلے مین بہی
اختلاف رکہتے ہین اور بعضے اس نماز کو خصائص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے قرار
دیتے ہین اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قبرین تاریکی سے بہری ہوتی ہین اور
میری نماز روشن کرنیوالی ہے اور صواب یہ ہے کہ وہ نماز عام ہے اور بعضون نے کہا ہے جو شخص
بدون نماز پڑہے دفن کردیا جاوے درست ہے اور اگر نماز پڑہنے کے بعد دفن ہوا تو اوسمین کچھ
کلام نہین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازے کے ساتھ پیدل تشریف لیجاتے تھے اور
ترمذی اور ابو داؤد نے ثوبان رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ اونہون نے کہا ہے ہم ایک
جنازے کے ساتھ آئے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوارون کی ایک جماعت کو دیکھا
فرمایا آپ نے کہ اس جماعت کو شرم نہین آتی کہ خدا تعالی کے فرشتے تو پیدل جاتے ہین اور یہ سوار ہوکر
پر سوار جاتے ہین اور ابی داؤد کی ایک روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے حضور مین ایک چوپایہ حاضر کیا گیا تاکہ آپ اوسپر سوار ہون پس آپ نے اوسپر سوار ہونے سے
انکار کیا اور جب اودہر سے پہرے تو سوار ہوکر تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جب تک جنازے کو نیچے نہ رکھتے تھے نہ بیٹھتے تھے اور فرماتے تھے اذا اتبعتم الجنازۃ فلا تجلسوا حتی توضعوا

یعنی جس وقت جنازے کے ساتھ تم چلتے ہو پس نہ بیٹھو جب تک اوتارنے سے ہوئے تم جنازیکو اور
ایک روایت مین آیا ہی کہ جب تک جنازہ لحد مین رکھا جاتا تھا اوس وقت تک آپ نہ بیٹھتے تھے
اور اصحاب مین اختلاف ہی کہ جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہی یا آگے چلنا مستحب ہی اور امام ابو حنیفہ
کے نزدیک جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہی اور مذہب اوزاعی کا بھی یہی ہے کیونکہ اسکو موت
کی فکر کرنے مین اور عبرت مین دخل زیادہ ہے اور ثوری اور دوسرے گروہ کہتے ہین کہ دونون استحباب
مین برابر ہین اور امام مالک اور شافعی اور احمد کہتے ہین کہ جنازے کے آگے چلنا افضل ہے کیونکہ
قوم شفاعت کرنے والی ہے اور شفیع عادتاً مقدم ہوتا ہی ابو داود ترمذی کی حدیث مین انس رض
سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما جنازے کے آگے
چلتے تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ پیچھے چلتے تھے اور دوسری حدیث مین
آیا ہے کہ جو شخص سوار ہو پیچھے چلے اور جو شخص پیدل ہو وہ آگے پیچھے دہنے بائین جس طرح چاہے چلے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز غائب پر نماز نہ پڑہتے تھے لیکن یہ بات صحت کو پہنچی
ہے کہ نجاشی پر جو حبشہ مین مرا نماز پڑہی ہے اور صحابہ سے کہا کہ تمھارے ایک بھائی نے
انتقال کیا ہے اوسپر نماز پڑہو پس مصلی پر تشریف لائے اور صحابہ کے ساتھ نماز پڑہی اور
چار تکبیرین کہین اور معاویہ لیثی پر بھی اوس وقت نماز پڑہی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تبوک کی لڑائی مین تھے اور معاویہ لیثی مدینے مین تھے پس جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور
عرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین کہ کیا آپ اسبات کو دوست
رکھتے ہین کہ مین آپکے واسطے زمین کی مسافت کو کوتہ کرون اور آپ اوسپر نماز پڑہین رسول اللہ
نے فرمایا کہ ہان پس جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پر مارا اور جتنے درخت اور ٹیلے درمیان مین واقع
تھے اونکو گرا دیا اور اوٹھا لیا درمیان سے حجاب کو اور ایک روایت مین ہے کہ اونکے جنازیکو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوسپر نماز پڑہی اور دو صفین فرشتون کی جنکے پیچھے دو ہزار اور فرشتے تھے حاضر تھین پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اے جبرئیل تم نے اوسکے اس درجے کو کیونکر پہچانا اونھون نے عرض
کی اونھون نے کہ اسبات سے کہ یہ جانا کہ وہ قل ہو اللہ احد کو دوست رکہتا اور آتے جاتے اور بیٹھتے اور

اوسکے تئین اوسکو پرہتا تہا اور فقہانے غائب کی نماز پڑہنے پر اختلاف کیا ہی شافعی اور احمد
کہتے ہین کہ غائب پر نماز پڑہنا مطلقاً سنت ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک مطلقاً منع کرتے
ہین اور بعضے اسکی تفصیل یون کرتے ہین کہ اگر مردے نے شہر مین وفات پائی ہو اور کسیے اوسپر نماز
نہ پڑہی ہو اور اگر اوسپر نماز لوگون نے پڑہی ہے تو فرض ساقط ہوگیا اب اوس نماز کی کچھ حاجت
نہین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ نماز اوسدن جائز ہے کہ جسدن وہ شخص مرا ہے یا جو روز کہ اوس
روز سے نزدیک ہو اور زمانہ طولانی کی مقدار پر اوس نماز کا پڑہنا جائز نہین ہے اور حنفیہ اور مالکیہ
جو مطلقاً مانع کرنیکے قائل ہین وہ نجاشی کے قصے کا یون جواب دیتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر جنازہ نجاشی کا کہل گیا تہا اور پردہ درمیان سے اوٹھ گیا تہا یا اونکا جنازہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی حضرت شریف مین حاضر کر دیا گیا تہا اس طریق پر کہ مسافت زمین کی طی کر دی گئی تہی اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اوسپر نماز پڑہی اور اوسکو دیکہا اور دوسرے آدمیون نے نہین
دیکہا پس اگر ایسا ہو کہ امام دیکہے اور قوم نہ دیکہے تو جنازے پر نماز پڑہنا اس صورت مین خود جائز ہی کہ
اسکا بہی اتفاق ویسے ہی ہی جیسا کہ معاویہ لیثی کے قصے مین واقع ہوا ہو اور بعضے کہتے ہین کہ یہ
نماز نجاشی کے ساتہ مخصوص ہے تو یہ خصوصیت معاویہ لیثی کے قصے سے جاتی رہی ہے اور
یہ بہی مروی ہے کہ جعفر بن ابیطالب اور زید بن حارثہ اور عبد اللہ بن رواحہ پر جو شہید ہوئے
نماز پڑہی ہے اور گورکو بلند نکرتے تہے اور اوسپر پتہر اور اینٹ وغیرہ سے کچھ نہ بناتے تہے
اور گچ اور گندہی ہوئی مٹی سے سخت نکرتے تہے اور اوسپر عمارت اور قبہ نبناتے تہے اور یہ
بدعت اور مکروہ ہے ایسا ہی سفر السعادت مین اور مطالب المومنین مین لکہا ہے کہ اگلون نے
مباح رکہا ہو کہ عمارت اور قبہ مشائخ اور جو مشہور عالم ہین اونکی قبر پر بنایا جائے تاکہ لوگ اونکی
زیارت کرین اور اوسمین آرام پائین اور اوسکے سائے کے نیچے بیٹہین اور اسکو مفاتیح سے جو شرح
مصابیح کی ہے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ مین نے قبرین بخارا مین دیکہی ہین جن پر کچی مٹی
اینٹون سے عمارت بنی ہوئی ہے اور اسمین زاہد جو مشہور فقہا مین سے ہین اونہون نے اسکو مکروہ
کہا ہے انتہی اور بعضے عالم ویسے لوگون نے کہ جن مین حسن بصری بہی ہین قبر کو گندہی ہوئی مٹی سے
بنانے کی اجازت دی ہے اور امام شافعی بہی اسی طرف ہین اور قبرون پر سنگریزے کی ٹہیکریان ہو اور

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ گورستان مین جوتا پہنے چلا
جاتا ہی آپ نے فرمایا کہ اپنی جوتون کو اوتار ڈال اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے ابو الہیاج اسدی سے
نقل کیا ہے کہ اونہون نے کہا ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھہ سے فرمایا کہ مین نے تجھے اوس
حکم کے ساتہ بہیجا ہی کہ جس حکم کے ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو بہیجا ہی اور فرمایا جا اور
نہ چھوڑنا کسی تصویر کو مگر اوس وقت کہ اوسکے نقش اور اوسکی صورت مٹا دینا اور نہ چہوڑنا کسی قبر
بلند کو مگر جب کہ اوسکو نیچا کر دینا اور قبر پست چاہیی لیکن بلندی اوسکی اتنی ہو کہ زمین مین اور اوسمین
کچھہ فرق پہچانا جاوے اور معلوم ہو کہ اس جگہہ پر قبر ہے تاکہ اندہا نہ جاوے اور لوگ اوس پر نہ بیٹھین اور
قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دونون اصحابون کی بہی زمین کے برابر ہے اور
سرخ پتھر اوس پر جڑے ہوے ہین اور نیز رکہی آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے
ابراہیم کی قبر شریف پر پانی چھڑکا ہی اور پتھر کے ٹکڑے اوس پر بچھائے ہین اور صحیح حدیث مین
آیا ہے کہ جب عثمان بن مظعون کو دفن کیا اور وہ اول مہاجرین مین سے تہے اور ہجرت کرنیکے
بعد مدینہ مطہرہ مین انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پتھر بہاری اوٹھایا اور
چونکہ وہ سنگ بہت بہاری تہا اپنی آستینین چڑہائین اور زور سے حملہ کیا اور اوٹھا کر قبر پر
اونکی رکھدیا اور صحیح حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پہٹکار
ہووے خدا تعالی کی یہودیون پر جنہون نے اپنے نبیون کی قبرون کو مسجد ٹہرا لیا ہی اور پہٹکار
ہو اون عورتون پر جو قبرون کی زیارت کو جاتین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ منع اور لعنت اول مین
تہی اور بعد رخصت کے عورتین بہی داخل ہین اور منع بوجہ انکی کم صبری اور زیادہ رونے دہونے
کے ہے اور چراغ قبرون پر جلانا ممنوع ہے لیکن جس وقت کہ چراغ کی روشنی مین کوئی کام کرین
یا نزدیک اوسکے راہ چلتی ہون تو درست ہی اور قبر کے آگے نماز پڑہنا مکروہ ہی اور بعضے مقبرے
مین بہی نماز پڑہنے کو مکروہ قرار دیتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف
یہ تہی کہ مرے ہوؤن کی زیارت واسطے دعا اور ترحم اور طلب مغفرت کے کرتے تہے اور ایک
حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور ہوئے کہ اہل بقیع کی زیارت کے واسطے
تشریف لیجاوین اور شب برات مین بہی ایسا ہی جانا گذر چکا ہے اور ایسی زیارت جو بوجہ امر مطلق

کے ہو اور کوئی بدعت اور کوئی مکروہ امر اوسمین شامل نہو تو مستحب اور مسنون ہے اور روایت مین آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے مان باپ کی زیارت کریا اون دونون
مین سے ایک کی زیارت کریگا ہر جمعہ کے دن تو بخشدیے جائینگے گناہ اوسکے اور نیک بخت لکھا
جائیگا اور استغفار اور تصدق اونکے لیے کرنیکا بھی یہی حکم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ جب گورستان کو دیکھو کہو السلام علیکم اہل الدیار من المومنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون
یعنے سلام ہے تیرا اے مومنو اس دیار کے اور ہم بھی خدا نے چاہا تو تم سے ملتے ہین اور یہ بھی روایت
مین آیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اون قبرون پر جو مدینہ منورہ مین تہین گذر ہوا
تو روے مبارک قبرون کی طرف کیا اور فرمایا السلام علیکم یا اہل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا
ونحن بالاثر یعنے سلام ہے تیرا اے قبر کے لوگو بخشے اللہ ہمکو تم پہلے ہم سے گئے اور ہم بھی پیچھے
آتے ہین اور اخبار اور آثار مین آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص اور گیارہ بار معوذتین اور
فاتحہ اور تبارک کا پڑہنا بھی آیا ہے اور یہ عبارت کہ میت کے لیے جمع ہون اور قرآن پڑہین
قبر پر یا اوسکے مقام پر اور کئی ختم قرآن کے کرین اور یہ سب بدعت ہے ہان اہل میت کی تعزیت
کرنا اور اونکی تسلی دینا اور صبر کے لیے کہنا سنت اور مستحب ہے لیکن سوم کے دن خاص جمع
ہونا اور دوسرے تکلفات کرنا اور یتیمون کے حق مین بھی بغیر وصیت کی مالونکا صرف کرنا
بدعت اور حرام ہے اور تعزیت کی حد تین روز تک ہے اور اوسکے بعد مکروہ ہے اور بعضون نے
ایک ہفتے تک بھی تعزیت تجویز کی ہے اور بعضون نے کہا تعزیت میت کی تین روز ہے اور
تعزیت غائب کی ایک روز ہے اور تعزیت ایکبار کے سوا کرنا نچاہیے اور ایسے ہی ابی حنیفہؒ
سے روایت کیا گیا ہے اور قبر کے سرہانے قرآن پڑہنے مین اختلاف ہے لیکن جو زیارت مین
پڑہا جاوے اوسمین اختلاف نہین ہے اور جو اس طور پر ہو کہ قبر کے چارون طرف بیٹہین
اور سرہانے قبر کے قرآن پڑہین تو وہ مکروہ ہے اور شیخ ابن الہمام ہدایہ کے شرح مین کہتے ہین
کہ عالمون نے پڑہنے والون کی بٹہانے مین تاکہ وقت کے نزدیک قرآن پڑہین اختلاف
کیا ہے اور مختار مکروہ ہونا ہے اور سابق مین یہ عادت نہ تہی کہ اہل ماتم اون لوگون کے واسطے
جو تعزیت کو آئین کہانا پکوائین اور فقہ کی بعضی کتابون مین مذکور ہے کہ اگر تہائی مال اوس

جماعت کے واسطے صرف کرین جو کہین دور مقام سے آئے اور ایک مدت تک ٹھہرے تو جائز ہے
اور ان لوگون کے واسطے جو عزیز قریب میت کے ہین اور جو ہمسائے میت کے ہمسائی مین رہتے ہین مال کا صرف
کرنا جائز نہین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اہل میت کو کھانا بھیجو کیونکہ انکو
گرفتاری مصیبت اونکے کامون کی مانع ہے اور یہ کھانا پکانا نیکی اور اوسکے سامان کرنے کی فرصت
نہین رکھتے ہین جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایام قتل جعفر بن ابی طالب کی وفات کے
وقت گھر کی بی بی سے ارشاد فرمایا کہ جعفر کی اولاد کے لیے کھانا پکاؤ کیونکہ اونکو ایک ایسا امر
پیش آیا ہے جو کھانا پکانے کے شغل سے مانع ہے اور سوا اہل ماتم کی اس کھانے کے کھانے مین
اختلاف کیا ہے اور کہا ہے جو لوگ کہ میت کی تجہیز اور دفن مین مشغول ہین اونکو یہ کھانا کھانا
جائز ہے ٭ فصل سنن رواتب کے بیان مین آگاہ ہو کہ سنن رواتب سے نمازین فرضون
کے سوا مراد ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات دن بطریق معمول اور وظیفہ کے
پڑھتے تھے اور وہ موکدہ اور غیر موکدہ سے عام ہین کیونکہ چار رکعتین جو نماز عصر کے پہلے
ہین اونکو رواتب ذکر کرتے ہین اور حالانکہ اوسکو موکدات سے شمار نہین کرتے ہین باوجود
استحباب کی کہ بعضے مواظبت کا یعنی ہمیشہ کرنے کا اطلاق رواتب پر کرتے ہین پس مواظبت
کو تاکید کے معنی سے جو عام زیادہ ہو اوسپر حمل کرین یا نماز عصر کے قبل کی چار رکعتون کو
موکدات سے قرار دین اگرچہ اپنے ہم جنس سے مرتبے مین کم ہون اور سب موکدات مرتبے
مین برابر نہین ہین جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا لیکن یہ بات مشہور کے خلاف ہے اور رواتب
مین دوام کے معنی معتبر ہین اور وہ بھی بنائی گئی ہے رتب سے جو دوام اور ثبوت کے معنی مین ہے
اور رواتب ظہر ابن عمر رض کی روایت مین دو رکعتین ظہر کی پہلی اور دو رکعتین بعد کی ہین اور یہی
امام شافعی کا مذہب ہے اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی روایت مین چار رکعتین ظہر کے
قبل اور دو رکعتین اوسکے بعد ہین اور اسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصحابون کا عمل ہے
جو اہل علم ہین اور تابعین کا عمل ہے اور قول سفیان ثوری اور ابن المبارک اور اسحق کا بھی ہے
اور مذہب امام حنیفہ بھی یہی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اونھون
نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی چار رکعت رکعتون کو ترک نفرماتے تھے

پس اس صورت مین مطابقت یون ہو سکتی ہین کہ جب آپ گھر مین پڑہتے تہے تو چار
رکعتین پڑہتی تہو اور جب مسجد مین پڑہتے تہو تو دو رکعتین پڑہتی تہو یا کبھی اس طرح پڑہتے تہو اور کبھی اس طرح پر
سے پڑہتے تہے پس یہان تک ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جس طور
سے پڑہتے دیکہا اور دونوں حدیثین صحیح ہین اور دونون حدیثون مین بہی کسی حدیث پر
طعن نہین کی گئی ہے اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر ڈہلنے
کے بعد چار رکعتین پڑہتے تہے اور فرماتے تہے کہ اس گھڑی دروازے آسمان کے کہولے
جاتے ہین پس مین اس بات کو دوست رکہتا ہون کہ عمل صالح میرا اسوقت صعود کرے پس بعضے
عالمون نے انکو انہین ظہر کی سنتون پر حمل کیا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ ایک نماز مستقل
سواے ظہر کی سنتون کے تہی جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر ڈہلنے کے بعد پڑہتے تہے اور
اسکو صلوۃ الزوال کہتے ہین اکثر وقتون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو گھر مین پڑہتے تہو
اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دوپہر ڈہلنے کے بعد آٹھ رکعتین پڑہتے تہے اور کہتے تہے کہ یہ آٹھ رکعتین تہجد کی آٹھ
رکعتون سے برابری کرتی ہین اور یہ دونون وقت یعنی دوپہر ڈہلنے کا وقت اور تہجد کا وقت
رحمت کا نزول کا وقت ہی کیونکہ دروازے رحمت کے دوپہر ڈہلنے کے بعد کہولے جاتے ہین اور
تہجد کا وقت آدہی رات گئے ہے اور اسی وجہ سے دونون وقتون مین ایک مناسبت پیدا ہوئی
اور ایک وقت کی نماز فضل مین دوسری وقت کی عدیل ہوا اور چونکہ رحمت کا نزول سحر کے
وقت اظہر تہا دوپہر ڈہلنے کی نماز کو اوسکا عدیل کیا اور اوسکے ساتھ تشبیہ دی نہ بالعکس کیا اور حضرت
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے بہی مروی ہے کہ اونہون نے کہا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو مین نے سنا ہی کہ فرماتے تہے کہ چار رکعتین ظہر سے پہلے اور دوپہر ڈہلنے کے بعد کی سحر کی رکعتون کے
مانند حساب کیجاتی ہین اور کوئی شب ایسی نہتی کہ جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس ساعت
مین سجدہ پروردگار کو نہ کرتے تہے پس پڑہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو یتفیؤا
ظلالہ عن الیمین والشمائل سجدا للہ الخ یعنے ڈہلتے ہین سائے اوسکے داہنے اور بائین سجدہ کرتے
اللہ کو اور شیخ ابن الہمام نے سنن سعید بن منصور سے اور اونہون نے براء بن عازب سے بہی نقل کیا ہی
اور اونہون نے کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص کہ ظہر کی پہلی چار رکعتین

پڑہے گویا کہ اونسے تہجد شب مین پڑہی اور جس نے کہ مثل اونکے بعد عشا کے پڑہین گویا کہ شب قدر
مین پڑہین اور بعد ظہر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعتین پڑہتے تہے اور ہرگز آپسے وقت
قیام مین یا در سفر مین فوت نہین ہوئی ہین اور جب کبہی بسبب مال کی تقسیم اور اشتغال وفود کے
فوت ہوجاتین تو بعد عصر کے قضا کرتے چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث مین آیا ہے اور مسلم کی صحیح
حدیث مین بہی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عصر کے اپنی وفات شریف تک دو رکعتین
ہمیشہ پڑہا کیے ہین اور یہ بہی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام کے وقت مین اور سفر
مین دو نمازون کو ترک نہین فرمایا ہے ایک تو صبح کے قبل کی دو رکعتین اور دوسری دو رکعتین
عصر کے بعد کی اور اونکو پڑہا کیے جب تک اپنے پروردگار عز وجل سے ملے ہین اور یہ احادیث صحاح مین
متعدد طریقون سے آئی ہین اور بتصریح اونہین احادیث کی ہے کہ وہ رکعتین عصر کی معمولی
تہین پس سوا اسکے اور کوئی چہٹکارے کی صورت نہین ہے کہ یہ کہا جائے کہ بعد عصر کے دو
رکعتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص مین سے تہین اور دوسرے کے حق مین مکروہ
ہین جیسا کہ ابی داؤد کی روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد عصر کے دو رکعتین
پڑہتے تہے اور اور ونکو منع فرماتے تہے اور صوم وصال یعنی طی کا روزہ رکہتے تہے اور اور ونکو
منع فرماتے تہے اور روایت مین آیا ہے کہ اون دونون رکعتون کو امت کی تخفیف کی قصد سے
گہر مین پڑہتے تہے اور مسجد مین نہ پڑہتے تہے اور تخفیف امت کو محبوب رکہتے تہے اور بعد ظہر کے
بہی چار رکعتین آئی ہین اور امام احمد کی مسند مین اور نسائی اور ترمذی کی سنن مین مروی
ہے کہ جو شخص محافظت کریگا چار رکعتون کی جو ظہر کے پہلے ہین اور چار رکعتین جو ظہر کے بعد ہین
تو حق تعالی حرام کردیگا اوسپر آتش دوزخ کی اور شیخ ابن الہمام کہتے ہین کہ اس زمانہ کے
لوگون نے احادیث مین اختلاف کیا ہے کہ ان رکعتون کے سوا راتبہ ہین یا اونہین مین
داخل ہین اور دوسری ایک ہی کلام اوسمین بہی اختلاف کیا ہے کہ آیا اون رکعتون کو ایک سلام
سے پڑہنا چاہیے یا نہین پڑہنا چاہیے اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ بعد ظہر کے اگر چار رکعتین ایک سلام
سے یا دو سلام پڑہے عدد مذکور حاصل ہوجائیگا خواہ راتبہ حساب کیا جائے یا نہ حساب
کیا جائے کیونکہ حدیث سے بعد ظہر کے واقع ہوتا انہین چار رکعتون کا ثابت ہوا ہے اور

یا اوسکے راتبہ ہونے پر صادق آتا ہی کہتا بندہ مسکین عفا اللہ عنہ ظاہر یہ بات ہی کہ یہ چار رکعتین سنت کی دو رکعتون سے سوا ہین جیسا کہ بعد عشا کے ہے اور مشایخون کا عمل دو سیر ایک سلام کے ساتھ ہی واللہ اعلم اور راتبہ عصر حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے آیا ہی کہ اونہون نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد عصر کے دو رکعتین پڑھتے تھے اوسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ بھی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کے پہلے چار رکعتین پڑھتے تھے اور بابین اون رکعتون کے ساتھ تسلیم کرنے کے اوپر مقرب فرشتون کے اور جو مسلمان اور مومن اونکی تابع ہین فصل کرتے ہین ترمذی نے اوسکو روایت کیا ہے اور ابن عمر رض سے روایت ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رحمت ہو خدا تعالی کی اوس شخص پر جس نے عصر کی پہلی چار رکعتین پڑہین اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیحین مین روایت کیا ہی اور ان روایتون کی اختلاف کے سبب سے مذہب حنفی مین اختیار دیدیا گیا ہی اس بات کا کہ خواہ چار رکعتین عصر کے پہلے پڑھے خواہ دو رکعتین پڑھے تاکہ ان حدیثون مین مطابقت ہو جائے لیکن افضل چار رکعتین ہین چنانچہ فقہ کے اصول کی کتابون مین تحقیق اسکی کی ہے اور راتبہ مغرب دو رکعتین بعد مغرب کی ہین اور ابن مسعود رض سے مروی ہے کہ اونہون نے کہا ہے کہ جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین نے سنا ہی اوسکو تمامہ بیان نہین کر سکتا ہون مگر اس قدر کہ مغرب کی بعد دو رکعتون مین اور فجر کی پہلی دو رکعتون مین قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے اور کبھی دو رکعتون کی قرأت کو طول دیتے تھے ترمذی نے اوسکو روایت کیا ہی اور ابن عباس رض سے آیا ہی کہ اونہون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب کی بعد کی دو رکعتون مین قرأت کو اس قدر طول دیا کہ مسجد کے لوگ متفرق ہو گئے ابو داؤد نے اوسکو روایت کیا ہی اور راتبہ عشا بھی دو رکعتین بعد عشا کے ہین اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ اونہون نے کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے گھر مین تشریف لا کر ہر گز عشا کو بدون چار رکعتون کے یا چہ رکعتون کے نہین پڑھا ہی اوسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہی اور رکعتین ظہر کی بعد چار رکعتون ہمیشہ پڑہنے کے مانند ہین جو دو رکعتون

کے ساتھ جاتے ہوتی ہین یا اور مسلم کی حدیث مین آیا ہی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشا لوگون کو ساتھ پڑہتے تہے پہر تشریف لاتے گہر مین تو پڑہتے دو
دو رکعتین پڑہتے تہے لیکن چار رکعتون کا عشا کے بعد پڑہنا حدیثون مین نہین دیکھنے مین آیا ہے
اور اون رکعتون کے نہ پڑہنے پر عمل حرمین شریفین کے لوگون کا ہی اور حنفیہ کی کتابون مین
اوسکو مستحب قرار دیا ہی اور سفر السعادت مین لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام
رواتب اور سنتین گہر مین پڑہتے تہے اور اوسکی رغبت دلاتے تہے اور محبوب زیادہ
اوس شخص کی نمازون سے بعد فرض نمازون کے وہ نماز ہے جو اپنے گہر مین پڑہی گئی خصوصا
مغرب کی سنت کی دو رکعتین کہ کسی وقت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین نہ
پڑہتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اون رکعتون کے گہر مین پڑہنے کی تاکید
کرنے سے بعضے عالم کہتے ہین کہ اگر جس نے ان دو رکعتون کو مسجد مین پڑہا تو وہ اس سنت
کے مسنون طریق پر نہ واقع ہونے سے اسکی جزا کا مستحق نہین ہے اور امام مروزی کہتے ہین
کہ بوجہ مخالفت امر کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اجعلوہا فی بیوتکم
یعنے کرو اسکو اپنے گہرون مین وہ گنہگار ہوتا ہی اور اکثر عالمون کے نزدیک جزا کا مستحق
ہوتا ہی لیکن اولی اور افضل کے خلاف ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کے
مخالف ہی اور حکم واسطے استحباب کے ہے وجوب کے لیے نہین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ان دو رکعتون کے پڑہنے کے لیے جلد اوٹہ کھڑے ہوتے تہے اور فرماتے تہے کہ فرشتے
اسکے اوٹہا لیجانیکا انتظار کر رہے ہین اور فرمایا ہی من صلی رکعتین بعد المغرب قبل ان یتکلم
رفعت صلوتہ فی علیین یعنے جس نے دو رکعتین پڑہین مغرب کی بعد پہلے بات کرنے کے اوٹہا
لیجاتی ہی اوسکی نماز علیین مین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاکید اور محافظت کرنا
صبح کی سنتون کا اس قدر تہا کہ آپ سفر مین بہی ہمیشہ پڑہتے تہے اور بجز فجر کی سنتون کے کسی وقت
سنت راتبہ کا پڑہنا سفر مین مروی نہین ہے اور بعضی روایتون مین ظہر کی سنت کی دو رکعتین
بہی آئی ہین اور بعضون کے نزدیک فجر کی سنتین واجب ہین جیسے کہ وتر واجب ہین اور
کہتے ہین فجر کی سنت عمل کی ابتدا واقع ہوئی ہے اور وتر عمل کا ختم واقع ہوا ہی پس ضرور ہے

کی عنایت اور اہتمام دونون کی شان کی طرف معروف ہو اور بغیر عذر کے بیٹھکر اونکا پڑھنا جائز نہین ہے اور سنتون مین سے قوی زیادہ فجر کی سنت کی دو رکعتین ہین بعد اوسکے مغرب کی سنتین ہین بعد اوسکے ظہر کی بعد کی سنت ہے بعد اوسکے عشا کے بعد کی سنت ہے بعد اوسکے ظہر کے قبل کی سنت ہے اور بعضون نے کہا ہے ظہر کے قبل کی سنتین مرتبہ مین ظہر کی بعد سنتون کے مثل ہے فجر کی سنت کے بعد ہین اوسکو شیخ نے ذکر کیا ہے تنبیہ عوام مین یہ بات رائج ہے کہ ظہر کی آخر کی سنت کے بعد اور مغرب کی سنت کے بعد عشا کی سنت کے بعد نفل کی دو رکعتین پڑھتے ہین اور اسکی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ یہ کہان سے ہے لیکن ظہر اور عشا کے بعد جو چار رکعتین آئی ہین وہ دو سلام کے ساتھ بھی مروی ہین پس یہ دو رکعتین اون دو رکعتون کے ساتھ چار ہوجاتی ہین اور مغرب مین چھ رکعتین آئی ہین بعضی روایتون مین سنت کے ساتھ اور بعضی مین بغیر سنت پس کاش کے چار رکعتین پڑھین تاکہ سنت سے ملکر چھ ہوجائین اور بیٹھ کے پڑھنیکا التزام بھی خالی ایک نادرات ہونے تو نہین ہے اور لوگون کی ایسی ہی بیٹھکر پڑھنے کی عادت ہے نوع تیسری زکوۃ کے بیان مین زکوۃ کے معنی لغت مین نما یعنی بہتایت اور طہارت اور پاکی مین جیسے زکی الزرع ای نما یعنی زیادہ ہوئی کھیتی اور جیسے قول اللہ تعالی یزکیہم ای یطہرہم یعنی پاک کرتا ہے اونکو اور شرع مین زکوۃ ادا کرنا حق واجب کا ہے نصاب مین جو حاجت کی مقدار سے زیادہ ہو اور کبھی مال واجب کی ذات پر بھی اطلاق کرتے ہین اور زکوۃ مال کی زیادتی اور اوسکی اچھے اور پاک ہونیکا سبب ہوتی ہے اور صاحب مال کی اجر کی زیادتی کا اور گناہونکی برائی سے اوسکی پاک ہونیکا باعث ہوتی ہے اور بعضی نے زکوۃ کو تزکیہ سے جو شگون کے معنی مین ہے نکالا ہے کیونکہ صاحب زکوۃ کا تزکیہ کرتی ہے اور اوسکے ایمان کی صحت کی گواہی دیتی ہے اور زکوۃ کو صدقہ بھی کہتے ہین کیونکہ وہ ایمان کے دعوی کی صحت مین صاحب زکوۃ کے سچے ہونے پر دلیل ہے اور صحیح یہ بات ہے کہ ہجرت کے دوسرے سن کے بعد اور رمضان کے واجب ہونے سے پہلے وجوب زکوۃ کا ہے یا بعد وجوب رمضان کے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ زکوۃ اور دوسرے صدقون مین مثل عشر کے اور مانند

اسی کے رعایت فقیرون کی فرماتے تھے چنانچہ وصیت فرماتے تہے اور ترغیب دیتے تہے اسپر تاکہ
اون فقیرون کو یہ زکوۃ دیانت اور امانت اور رغبت کے ساتہ بغیر محنت اور مشقت کے پہنچا جاوے
اور مال والون کی بہی رعایت فرماتے تھے تاکہ عامل لوگ اونپر ظلم اور ستم نکرین اور حد سے نہ بڑہ
جاوین اور بہتر مال اونکے نہ چہین لین اور فرض کی مقدار سے زیادہ نہ لین اور ضیافتین نہ لین
اور شرط مال کی کثرت اور حاجت کی مقدار سے زیادہ ہونیکی جسمین ایک آسانی پائی جاتی
ہے اوسی وجہ سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رعایت اور حکمت اور عدالت
ہے کہ زکوۃ کو چار قسم کے مال مین جسکا ظہور خلق مین بہت ہے اور لوگون کو اوسکی احتیاج
زیادہ ہے اور دور اوسکا اکثر ہے واجب کیا ہے تاکہ اوسکا دینا آسانی سے حاصل ہوجاوے
اور لینا آسانی کے ساتہ دفع حاجت کا باعث ہو ایک قسم اوسکی کہیتی اور پہل ہین جیسا
کہ خرما اور انگور اور مانند اسکے نہ مثل ترکاریون اور ساگون کے جو تہوڑے سے زمانے
مین خراب ہوجاتی ہین دوسرے قسم چوپائے جانورون کی جیسے اونٹ بیل بکری تیسری
قسم اوسکی سونا چاندی کہ لوگون کی معاش باعتبار اسکے کہ اوسکی چیزین گہٹ جاتی ہین
اوسکے ساتہ ہے چوتہی قسم اوسکی سوداگری کا مال جس قسم کا ہو مثل کپڑے کے اور برتنون کے
اور بیچہانے کی چیزون کے اور تمام قسم کے کپڑے اور مال کے اور سب قسمون کے مالون مین ہین
ہر برس مین ایکبار زکوۃ کا حکم دیا ہے اور کہیتی اور پہلون مین اوسکے کمال اور پکنے اور کٹنے کے
وقت مین زکوۃ کا امر کیا ہے کیونکہ یہ غلہ کے حاصل ہونیکا وقت ہے اور اسمین بہی نہایت
عدل کی رعایت ہے مالدارون کے حق مین کیونکہ بعد سال بہر کے مال کا نفع اور اوسکی زیادی
بہاؤ اور قیمت کی اختلاف سے کہ تبدیل اور تغیر اوسکی سال مین اکثر ہے بلکہ مقرر ہے حاصل
ہوتی ہے اور غلہ کے حاصل ہونے کے وقت مین اور پہلون کی رسیدگی اور کمال کے زمانے مین
آسان زیادہ ہے اور فقیرون کی رعایت یہی ہے کہ مبادا بوجہ دیر ہونے کہیتی اور پہلون
کے رسیدگی اور کٹنے مین زکوۃ کے ادا ہونے مین دیر اور سستی راہ پاوے اور ادا ہونا اوسکا
مشکل ہوجاوے اور یہ بہی عدالت کی رعایت سے ہے کہ صاحب مال کے مال کے حاصل کرنے مین
جیسی کوشش اور مشقت اور سہولت اور آسانی ہے اوسکے موافق مقدار واجب مین کمی اور

زیادتی کی ہے پس جو بغیر مشقت اور تکلیف کے ہاتھ لگے مثل اوس مال کے جو دفن کیا ہوا ہو یا
کانی ہو جو زمین مین خود بخود پیدا ہوتا ہے تو اوسکا خمس یعنی پانچوان حصہ واجب کیا ہے اور وہ
سال گزرنے پر موقوف نہین رکھا ہے اور جو مال ایسا ہے جسکے حاصل کرنے مین ایک مشقت
اور تکلیف ہو اوسمین دو صورتین ہین اگر مشقت زیادہ نہین ہے جیسے کھیتی اور پہل دار
چیزین گو مینہ کے پانی سے حاصل ہوتی ہین اونمین دسوان حصہ واجب کیا ہے اور زیادہ
مشقت اور محنت کی محتاج ہو جیسے وہ کھیتی اور پہلدار چیزین جو سینچنے اور بیل اور اونٹ
اور گدہے کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہین تو اوسمین دسوین حصے کا نصف واجب
کیا ہے اور جو چیزین محتاج اسبات کی ہین کہ ہمیشہ اونکو واسطے سفرون کی مشقت اور
دریاؤنکا عبور اور دور دور شہرون اور اطراف مین جانا اختیار کرے تو اوسمین چالیسوان
حصہ واجب کیا ہے اور بیشک ان عددون کے مقرر کرنے سے بہی کچھ بھید ہوگا جسکو سوا
شارع کے علم کے کوئی احاطہ نہین کرسکتا ہے اور ہر قسم کے مال مین موافق مصلحت حال اور
ایک حکمت کے جسکو شارع ہی عالم ہوتا ہے ایک نصاب مقرر فرمائی ہے اور نصاب لغت
مین بمعنی اصل اور مرجع کے ہے اور نصاب ہر چیز کی وہ ہوتی ہے کہ وہ چیز اوس مرتبہ پہنچ
اور تمام ہوجائے اور ایک اثر خاص اور ایک حکم مخصوص اوسپر مترتب ہو اور نصاب
زکوۃ کی ایک اندازہ مال کا کہ جب اوس حد کو پہنچے زکوۃ واجب ہوجائے اور شرع
شریف مین ہر قسم کے مال مین ایک نصاب معین ہوتی ہے جیسے کہ چاندی مین بائیس درم
ہے جو ہماری دیار کے حساب سے مقدار مین باون تولہ ہوتے ہین اور سونے مین بیس مثقال
ہے جو اس دیار کے وزن کے موافق ساڑہے سات تولہ ہوتے ہین اور غلون اور پہلون مین پانچ
وسق مین جو سات سو من شرعی ہے اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور گوسفند مین چالیس
عدد ہین اور گاؤ مین تیس عدد ہین اور شتر مین پانچ عدد ہین اور اصل نصاب زکوۃ کی مقدار
کے تعین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب ہے اور بعد اوسکے اوس کتاب پر خلفاء راشدین
کا عمل ہے اور بعد اوسکے اوس کتاب پر امت کا اجماع ہے اور یہ مقداریں اور عدد منتہی علم شارع
اور وحی آسمانی پر ہین اور تمام مسئلے اور تفصیلین اسکی فقہ کی کتابون مین مذکور ہین اور اس

مقام پر اسی قدر کافی ہے اور جس وقت کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک
میں زکوٰۃ لاتا تو آپ اوسکو موافق نص قرآنی کی دعا دیتے کہ خود حق تعالیٰ نے فرمایا خذ من اموالہم
صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا وصل علیہم یعنے لو تم اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکے مالون مین صدقہ
تا کہ پاک صاف کرو تم اونکو اوسکے سبب سے اور رحمت کرو اوپر اونکے اور اگر لفظ صلوٰۃ کے ساتھ بھی ہو
تو موافق زیادہ اور مناسب زیادہ لفظ منصوص کے ساتھ ہوگا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اللہم صل علی آل ابی اوفی اور اسی مقام سے ہے کہ بعضی حدیثون مین واقع ہوا ہے کہ رسول اللہ
نے فرمایا ہے اللہم صل علی عمرو بن العاص کہ وہ صدقہ مرغوب اور مطلوب لاتے تھے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ہے جو شخص اپنے صدقے پھیر لیوے اور یہ صدقے کا حکم اوس
کتے بکار کھاتا ہے جو اپنی قے کو کھاتا ہے اور یہ کراہت بر تقدیر ملک اختیاری کی ہے جیسے اور بیع اور
ہبہ ہے لیکن اگر میراث مین ملے تو کراہت نہین رکھتا ہے کیونکہ وارث کی ملک مین اختیار کو
کچھ دخل نہین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقے کے اونٹون کو اپنے دست مبارک
سے داغ دیتے تھے اور اکثر کان پر داغ دیتے تھے اور چوپاون کے داغ دینے مین عالمون نے
اختلاف کیا ہے صحیح نہین ہے کیونکہ اگر اوس داغ دینے مین کوئی مصلحت ہے مثل علامت کرنے
کے اور تمیز کرنیکے تا کہ اور ون مین وہ نہ ملجائین تو جائز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
فعل صدقے کے اونٹون کے داغ دینے مین حجت ہے لیکن چاہیے کہ منہ پر داغ نہ دین کیونکہ ممانعت
واقع ہوئی ہے اور آدمی کے داغ دینے مین علاج کے قصد سے بھی کچھ اختلاف ہے اور صحیح اوسکی
حرمت اور کراہت ہے لیکن اوس وقت پر جائز ہے کہ جب طبیب حاذق علاج کو اوس میں منحصر کرے
اور یہ ایک امر مشکل ہے اور اس مسئلے کی تحقیق اپنے مقام پر کی گئی ہے اور صدقہ فطر کا ہر مسلمان مرد اور
عورت اور آزاد اور بندہ چھوٹے اور بڑے پر واجب ہے اور واجب ہونا غلام اور چھوٹے لڑکے
پر اس معنی مین ہے کہ غلام کے مالک اور لڑکے کے باپ پر واجب ہے اور امام مالک رح کے مذہب مین
صدقہ فطر کے واجب ہونے مین شرط یہ ہے کہ نصاب حاجت اصلی سے فاضل ہو اور امام شافعی رح کے
نزدیک جو شخص ایکدن کی قوت کا مالک ہے اوس پر صدقہ فطر فرض ہے کیونکہ کپڑے اور مسکن اور خادم
اور دین سے فاضل ہے اور نصاب شرط نہین ہے اور صدقہ فطر کا گیہون نصف صاع مین موافق

وزن جہانگیر شاہی کے چہتیس سیر شاہی ہے اور اس معیار کے وزن سے دو سیر پاؤ بھر ہوتا ہے
اور صاع جو کا اسکا وزنا ہوا اور افضل یہ ہے کہ صدقہ فطر عید کی نماز پڑھنے سے پہلے دین اور
عادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی طرح رہتی اور روز عید سے پہلے دینا بھی
صدقہ فطر کا جائز ہے اور ہمارے نزدیک مدت زیادہ اور کم مین کچھ فرق نہین ہے اور بعضون
کے نزدیک ایک روز یا دو روز تک جائز ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ رمضان کے اخیر عشرہ
مین صدقہ فطر کو مقدم کرے اور تاخیر کے جواز مین بھی سنت سے قول ہین وصل یہ بیان صدقہ
واجب کا تھا اور صدقہ نفلی اگرچہ اوسکے بارے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم واجب
کر دینے والا نہین فرمایا ہے اور اوسکے ترک پر وعید نہین فرمائی ہے لیکن اوسکو نہایت دوست
رکھتے تھے اور اوسکے دینے سے اس قدر شاد ہوتے تھے جیسے کہ مسکین اور محتاج اوسکے لینے سے
خوش ہون اور جس قدر حق تعالی کی راہ مین صرف کرتے تھے اوسکو بہت نہین گنتے تھے اور جو
شخص کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگتا تھا آپ قبول ہی فرما لیتے تھے اور دیدیتے
تھے چنانچہ فرزدق شاعر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت مین کہا ہے ۔ ما قال لا قط
الا فی تشہدہ٭ لولا التشہد کانت لاءہ نعم٭ اور اس مقام پر ایک تفصیل ہے جو اخلاق شریف
کے باب مین گزری ہے وہان دیکھنا چاہیے اور بخشش اور تصدق طرح طرح کی چیزون کے ساتھ فرماتے
تھے اور ساتھ قسم قسم کی چیزون کے انعام دیتے تھے اور احسان فرماتے تھے اور کبھی کوئی چیز بخشش
اور ہبہ فرماتے یا جو حق اور قرضہ آپکا کسی پر ہوتا معاف فرما دیتے تھے اور کبھی مال مول لیتے تھے
اور قیمت ادا فرماتے تھے اور پھر مال کو صاحب مال کے تئین دیدیتے اور خرید لیتے تھے اور قیمت اوسکی
زیادہ کر دیتے تھے اور کبھی قرض لیتے تھے اور زیادہ ادا فرماتے تھے اور کبھی ہدیہ قبول فرماتے تھے
اور اوس سے دونا انعام فرماتے تھے اور جو قسم کہ طرح طرح کے احسان اور منفعت کی ممکن ہے
وہ خلق کو پہونچاتے تھے اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین رہتا صفت
احسان اور کرم کی اوسپر غالب ہو جاتی تھی اور اگر کنجوس اور بخیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال
مبارک دیکھتا تو صفت سخاوت کی اوسمین اثر کر جاتی اور حاصل کلام یہ ہے کہ سخاوت اور کرم
اور دنیا کے مال کی بے تعلقی مین تمام انسان کے افراد سے بڑھکر تھے اور اپنا مثل نہ رکھتے تھے اور اس سبب سے ہمیشہ

بلند حوصلہ اور خوش اور کھلائی نفس کے ساتھ اور شادان رہتے تھے کیونکہ جس قدر گرفتگی دل اور
غم اور تنگی اور ترش ہے وہ نفس کی تاریکیون اور اوسکی بری صفتون کا اور بخل اور کنجوسی اور دنیا اور
جو چیز اللہ کے سوا ہے اوسکے لگاؤ سے پیدا ہوتی ہے اور کشادگی صدر آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے صفات اور خواص بزرگ مین سے ہے کہ کسی بشر کو بالذات اوس صفت مین شرکت
نہین ہے لیکن بعضے کامل ولیون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع سے کچھ وہ صفت حاصل
ہے نوع چوتھی روزون کے بیان مین صوم عبارت امساک سے ہے کہ نفس کو
کھانے اور پینے اور مباشرت کرنے سے باز رکھے اور کامل روزہ وہ ہوتا ہے کہ ہاتھ اور پیر اور تمام یعنی
اعضا کو گناہون اور بری حرکتون سے روکین اور حدیث مین آیا ہے کہ پانچ چیزین یعنی جھوٹ
بولنا اور پیٹھ پیچھے کچھ کہنا اور لترا پا کرنا اور شہوت پر خیال رکھنا اور جھوٹی قسم کھانا روزے کو
توڑ دیتی ہے اور مذہب سفیان ثوری کا یہی ہے اور امام احمد رح کہتے ہین کہ اگر غیبت کرنے
سے روزہ ٹوٹتا ہے تو ہم مین سے کسکا روزہ سالم اور باقی رہتا ہے اور عالمون کا اختلاف اسبات
مین ہے کہ روزہ افضل ہے یا نماز افضل ہے جمہور اسکے قائل ہین کہ روزہ اس حدیث کی
وجہ سے افضل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے واعلموا ان خیر اعمالکم الصلوٰۃ یعنی
جانو کہ بہتر تمہاری نیکیون مین سے نماز ہے اوسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور سکو اسکے
جو نسائی کی حدیث مین ابی امامہ سے منقول ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوا اور مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو کسی
کام کا حکم کیجیے کہ مین اوسکو آپکے حکم سے اختیار کرون آپ نے فرمایا روزے کو اختیار کر کہ کوئی عمل
نیک مثل اوسکے نہین ہوتا ہے غالب یہ بات ہے کہ وجہ تخصیص مین مثلیت کی نفی مراد ہوگی
جو روزے کے ثمرون اور فائدون مین سے سوال کرنے والے کے حال کے مناسب ہوگی واللہ اعلم
اور روزے کی فضیلت مین جو صحیح بخاری مین آیا ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے روزہ میرے واسطے ہے
اور اوسکی جزا دیتا ہون اور دوسری روایت مین جو ہے کہ اولاد آدم کا ہر نیک کام اونہین کے
لیے ہے اور روزہ میرے واسطے ہے اور اوسکی مین جزا دیتا ہون اوس سے کنایہ روزے کے
زیادہ ثواب اور اجر کا ہے اور موطا مین آیا ہے کہ ہر نیکی ابن آدم کی مقابلہ مین دس گنی نیکیون

کی ہے یہان تک سات سو نیکیون کے مقابل ہین ہے مگر روزہ وہ میرے لیے ہے اور مین اوسکی
جزا دیتا ہون مراد اس سے یہ ہے کہ قدر اور کیفیت اوس جزا کی سوا میرے کوئی نہین جانتا ہے
یا یہ ہے کہ کسیکو اوسپر آگاہ نہین کرتا ہون اور بغیر فرشتون کے وسیلے کے جزا دیتا ہون اور یہ جو
فرمایا ہے کہ روزہ میرے واسطے ہے اور حالانکہ سب عبادتین حق تعالی جلشانہ کے واسطے ہین
مقصود اس سے روزے کی زیادہ بزرگی اور عظمت جتانا ہے اور یہ بہی عالمون نے کہا ہے کہ کوئی
معبود باطل روزے کے ساتہ عبادت نہین کیا گیا ہے اور کسی کافر نے کسی زمانے مین اپنے معبود
کو روزے کے ساتہ تعظیم نہین کی ہے اگرچہ بصورت نماز اور سجدے کے اور بالونکو لوٹانے اور دور راہون
سے اونکی جانب زیارت کو جانے اور گرد اونکے پہرنے کے ساتہ تعظیم کرتے ہین اور یہ بہی ہے
کہ روزے مین ریا ونکو جو شرک چہوٹا سا ہے دخل نہین بسبب فعل کے ریا نہین پایا جاتا ہے
اور اگر کوئی روزہ رکہے اور کہے مین روزے سے ہون تو ریا اوس قول مین ہوگا نہ نفس فعل اور
یہ بہی ہے کہ روزہ رکہنے والیکے نفس کو کوئی حظ نہین ہے جیسا کہ حدیث مین صحیح بخاری کی آیا ہے
کہ بندہ اپنے کہانے پینے اور شہوتون کو میرے لیے ترک کرتا ہے پس اسی وجہ سے فرمایا ہے الصیام
لی وانا اجزی یہ یعنی روزہ میرے لیے ہے اور مین اوسکی جزا دیتا ہون اور شہوت سے مراد
جماع ہے جیسا کہ بعضی روایتون مین تمام شہوتون کے ساتہ اوسکا تصریح سے ذکر آیا ہے اور
اشارہ اسبات کی طرف ہے کہ صائم اپنے تمام اعضا اور جوارح کو گناہون سے روکتا ہے اور
بعضے محققون نے کہا ہے کہ سیر ہو کے نہ کہانے سے اور اور چیزون سے ربوبیت کی صفتون مین کو
ہے اور جب بندہ نے درگاہ الٰہی کا تقرب اوس چیز کے ساتہ ڈہونڈہا جو حق تعالی کی صفتون کو
موافق ہے تو حق تعالی نے اوسکی اضافت اپنی طرف کی اور حاصل کلام یہ ہے کہ تمام عبادتون
مین روزے کی عبادت کو ایک شان عظیم ہے خصوصاً روزہ رمضان مبارک کا کہ وہ فرض ہے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرم کرنے والے اور بہت بخشش کرنے والے خلق پر ہمیشہ تہے خصوصاً
رمضان مین کہ سخاوت اور بخشش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لوگون پر سب وقتون سے
زیادہ ہوتی تہی اور صدقے زیادہ دیتے تہے اور صدقے اور خیرات رمضان کی راتون مین اور دنون
مین دونی ہوجاتی تہی اور ذکر اور نماز سے رات دن کی تمام ساعتون کو خالی نہ چہوڑتے تہے اور

اعتکاف فرماتے تھے اور تلاوت کرتے تھے اور چونکہ یہ مہینا بہت بزرگ ہے اور منبع برکات اور کرامات
ہے اور اللہ تعالی کی بڑی بڑی نعمتون کا فیضان بندون پر ہوتا ہے تو شکر اوسکا بھی طرح طرح کی
عبادتون کے ساتھ بہت زیادہ فرماتے تھے اور چونکہ جود حضرت واہب البرکات اوسمین وافر
تھا تو جود حضرت سید کائنات کا بھی جو صفات انوار کے مظہر اور آثار کمالات حق سبحانہ تعالی
محل تھے بہت کثرت سے ہوتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کی رات مین
جبرئیل سے ملاقات فرماتے تھے اور آنحضرت جبرئیل ع کی ملاقات کے وقت خیر اور احسان
مین چلتی ہوئی ہوا سے جو سب کو پونہچتی ہے زیادہ تیز ہوتے تھے اور جبرئیل کو قرآن شریف سناتے
تھے اور اونکے ساتھ بطریق دور کرنیکے پڑہتے تھے جیسا کہ حافظ آپسمین پڑہتے ہین اور یہ سب اسباب
کی آگاہی کیلیے ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ ان بزرگ دنون مین اور خیر کے موسم مین اور نیک آدمیون
کی صحبت نصیب ہونیکے وقت مین جہان تک ہوسکے سعی اور کوشش زیادہ کرے اور فرضیت
رمضان مبارک کی روزہ کی ہجرت کی دوسری سنہ مین ہوئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے نو رمضان کے روزے رکہے ہین اور قرآن مجید کی نازل ہونے کی ابتدا رمضان کے مہینے مین
ہوئی تھی اور عالمون نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم ع کی صحیفون کا نزول رمضان کی پہلی شب
مین ہوا تھا اور توریت کا نزول رمضان کی چھٹی شب مین ہوا تھا اور انجیل کا نزول رمضان
کی تیرہوین شب مین ہوا تھا اور قرآن شریف کا نزول رمضان کی چوبیسوین شب مین ہوا تھا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج کے ڈوبنے کے یقین ہو جانے کے بعد روزہ کہولنے مین
جلدی فرماتے تھے اور بدلی گہرنے مین تاخیر فرماتے تھے اور صحابہ رض کو اس تعجیل اور تاخیر پر رغبت
دلاتے تھے اور تعریف فرماتے تھے اور گنتی کے خرمون کے ساتھ روزہ کہولتے تھے اور اگر خرما نہوتا
تھا تو کئی گہونٹ پانی کے پی لیتے تھے اور فرماتے تھے نعم السحور المومن التمر یعنے اچھی افطاری مومن
کی خرما ہے اور روزہ کہولنے کی وقت فرماتے تھے اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت فتقبل
منی یعنی ای اللہ تیرے لیے مین نے روزہ رکہا اور تیرے رزق پر مین نے کہولا پس قبول
کرے تجہہ سے اور یہ کلمے پڑہتے تھے ذہب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر یعنی گئی پیاس
اور تر ہوئین رگین اور ثابت ہوا اجر اور افطار کی دعا بھی مستحب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

روزہ دار کو فحش بکنے سے اور غیبت کرنے سے اور لڑائی کرنے سے اور لڑنے والے کے جواب میں
مشغول ہونے سے منع فرماتے تھے اور اگر رمضان میں آپ سفر کرتے تھے تو کبھی افطار کرتے اور کبھی
روزہ رکھتے اور اونکو بھی افطار اور روزے میں اختیار دیتے تھے اور عالموں کا اختلاف اس بات
میں ہے کہ آیا روزہ افضل ہے سفر میں یا افطار افضل ہے اور امام ابی حنیفہ اور مالک اور شافعی
اور اکثر ائمہ اس بات کے قائل ہیں کہ روزہ افضل ہے اوس شخص کے حق میں جو طاقت رکھتا ہو اور
زیادہ مشقت اوسکو روزہ رکھنے میں نہ پڑے اور ضرر اوسکا کچھ نہ معلوم ہو اور اگر اوس سے کچھ
ضرر ہو تو افطار اولی ہے اور رمضان کی شبوں میں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل
کی احتیاج ہوتی تھی تو رات ہی کو غسل فرماتے تھے اور بعضی راتوں میں غسل میں تاخیر فرماتے
تھے اور بعد صبح کے غسل کرتے تھے اور غسل کر نا رات ہی کو اولی اور افضل ہے اور رمضان میں روزہ
ونکو کبھی لیتے تھے اور مسواک کرتے اور کلی کرتے اور ناک میں پانی لینے میں مبالغہ نفرماتے تھے اور
رمضان میں مسواک کرنیکی اور سرمہ لگانیکی ممانعت میں کوئی حدیث صحت کو نہیں پہونچی ہے اور امام
ابو حنیفہ کے مذہب میں بھی اوسکا جواز ہے اور نفل کے روزے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس قدر برابر رکھتے تھے کہ لوگونکو گمان ہوتا تھا کہ روزہ افطار نفرماوینگے اور کبھی اتنے برابر افطار
فرماتے تھے کہ لوگون کو خیال ہوتا تھا کہ اور روزہ نہ رکھینگے لیکن کوئی مہینا روزون سے خالی
نہ چھوڑتے تھے اور ایام بیض کے روزونکی بہت تاکید فرماتے تھے یہان تک سفر میں بھی رکھتے تھے اور صائم الدہر
ہمیشہ روزے رکھنے سے ممانعت فرماتے تھے اور صائم الدہر کے حق میں فرمایا ہے لا صام ولا افطر اور
عاشورے کے دن البتہ روزہ رکھتے تھے اور پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے اور عشرہ ذی الحجہ میں بھی
اکثر ادا اوس سے اوسکے نو روز میں روزہ رکھتے تھے اور فرمایا ہے کہ کوئی ایسا نہیں ہے جسمیں عمل
نیک عشرہ ذی حجہ سے افضل ہو اور آخر عمر میں فرمایا تھا کہ اگر باقی رہونگا نوین روز بھی روزہ رکھونگا
اور عرفہ کے دن اگر حج میں ہوتے تھے تو روزہ افطار فرماتے تھے اور صاحب سفر السعادت بیان
کرتے ہیں کہ یہ تین مہینے جسمیں عوام روزہ رکھتے ہیں کوئی چیز نہیں ہے اور شوال کے بارے میں فرمایا ہے
چھ دن اوسمین روزہ رکھنا رمضان اور صیام دہر کے برابر ہے اور تمام رمضان میں عشرہ اخیر میں اعتکاف
فرماتے تھے مگر ایک رمضان جو اعتکاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فوت ہوا ہے اوسکو

شوال کے مہینے مین قضا فرمایا ہے اور ایکبار درمیان کے عشرے مین اعتکاف فرمایا ہے اور ایکبار
اول عشرے مین لیکن ہمیشہ اخیر عشرے مین اخیر عمر تک اعتکاف فرمایا ہی اور اعتکاف کے لیے خیمہ برپا فرماتے
تھے اور کبھی پلنگ بھی بچھاتے تھے اور اوسپر بچھونا کرتے تھے اور ہر سال مین دس روز معتکف ہوتے
تھے لیکن آخر سال مین بیس روز معتکف ہوئے ہین اور چالیس روز کا اعتکاف مروی نہین ہوا ہے
اور ہر سال مین ایک بار قرآن شریف حضرت جبرئیل ؑ کو سناتے تھے اور آخر سال مین دو بار قرآن مجید
سنایا ہے اور اسکا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کے بیان مین ان شاء اللہ تعالےٰ
آئیگا وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان مین بعضی راتون مین وصال فرماتے تھے
یعنے برابر روزہ رکھتے تھے نہ کچھ کھاتے تھے نہ پیتے تھے نہ افطار فرماتے تھے اور صحابہ رضکو بوجہ رحمت
اور شفقت اور دوراندیشی کے اوس سے ممانعت فرماتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کی حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو اوس روزہ رکھنے کو منع کیا اونہون
نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ جو روزہ وصال کا رکھتے ہین ہمکو کیون اوسکی ممانعت فرماتے
ہین باوجود اسکے کہ ہمیشہ اپنی متابعت کی تو آپ ہمکو کہتے ہین فرمایا لست کاحدکم یعنے
مین تم مین سے کسیکے مانند نہین ہون اور ایک روایت مین فرمایا ہے ایکم مثلی یعنے کون تم مین سے
میرے مثل ہے انی ابیت عند ربی یعنے شب مین اپنے پروردگار کے پاس جو میرا پالنے والا اور
تربیت دینے والا ہے راتکو رہتا ہون یطعمنی ویسقینی وہ مجھکو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور ایک
روایت مین آیا ہی کہ میرا ایک کھلانے پلانے والا ہی کہ وہ مجھکو کھلاتا پلاتا ہے اور عالمون کے
اس کھانے اور پینے مین دو سے قول ہین بعضے کہتے ہین اس سے مراد طعام اور شراب محسوس
ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ہر شب کو طعام اور شراب بہشت سے آتی تھی کہ آپ
کھاتے تھے اور پیتے تھے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خدا ہی تعالیٰ جلشانہ کی ایک کرامت
مخصوص تھی اور اور خلاف وصال کے اور روزے کے جاتے رہنے کا سبب نہ تھا کیونکہ جو چیز
شرعًا افطار کا سبب ہوتی ہے وہ کھانا معمولی دنیا کا ہے لیکن جو کہ بطریق معجزے کے پروردگار
کی طرف سے بہشت سے آتی وہ روزہ کی افطار کا اور جاتے رہنے کا باعث نہوگا اور یہ حقیقت مین ثواب
کی جنس سے ہی از قبیل اعمال کے نہین ہے اور بعضے کہتے ہین مراد طعام اور شراب سے اس مقام مین

قوت ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا پروردگار مجھکو قوت کہانے والی کی
اور پینے والے کی عطا کرتا ہے اور جو چیز کہانے پینے کی قائم مقام ہے وہ مجھکو پہنچاتا ہے کہ اوسکے
سبب سے طاعت اور عبادت پر قوت پاتا ہوں اور کچھ سستی لاحق نہیں ہوتی اور تمھاری یہ
حالت نہیں ہے اور محققین کے نزدیک مختار یہ ہے کہ مراد غذاے روحانی ہے کہ ذوق اور لذت
مناجات اور فیضان معارف اور لطائف الٰہی سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
خاطر شریف اور روح پر فتوح پر وارد اور نازل ہوتی تھی اور احوال شریف کو خوشی
اور فرحت اور شادمانی ایسی حاصل ہوتی تہی کہ اوسکے سبب سے بدن غذاے جسمانی سے بے پروا
ہو جاتا تہا اور یہ بات مجازی محبتوں سے اور ظاہری خوشنودیوں سے تجربے میں آئی
ہے کہ غذا کی کچھ حاجت نہیں ہوتی ہے بلکہ اوسکی یاد بھی نہیں آتی ہے تو محبت حقیقی اور
مسرت معنوی کا کیا کہنا واللہ اعلم اور عالموں کا اختلاف ہے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اوروں کو طی کا روزہ رکھنے میں ہے کہ جائز ہے یا حرام ہے یا مکروہ ہے ایک گروہ عالموں
کا قائل اسبات کا ہے کہ یہ اوس کو جائز ہے جو اسپر قادر ہے جیسا کہ ہمیشہ روزہ رکھنا ایسی صورت
مین جائز ہے اور عبداللہ ابن زبیر رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیارہ
روز تک طی کا رکھتے تہے اور ابراہیم تیمی سے جو تابعین مین سے ہین منقول ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس دن مین ایک انگور یا کئی دانے انگور کے نوش فرماتے تہے اور
نقل کیا ہے کہ بعضون نے اپنی قوت اور توانائی سے طی کا روزہ چالیس دن لگاتار رکھا ہے اور اونکے
حق مین اس روزہ نے خلل ایک روز کا پیدا کیا ہے اور نقل کی ہے کہ بعضے اصحابون نے بنی کے بعد
طی کا روزہ رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو برقرار رکہا پس معلوم ہوا کہ نہی رحمت اور
شفقت اور تخفیف کی وجہ سے تہی حرمت کے سبب سے نہ تھی چنانچہ اوسکا اشارہ پہلی کی حدیث
مین کیا گیا ہے اور اکثر اسکے قائل ہین کہ جائز نہین ہے اور امام ابو حنیفہ رح اور امام مالک رح اسکے قائل
ہین اور امام شافعی رح نے کراہیت کے ساتھ تصریح کیا ہے اور اونکے اصحاب مختلف اسبات مین ہین کہ یہ کراہت
تحریمی ہے یا تنزیہی ہے لیکن تحریمی صحیح زیادہ ہے اور امام احمد رح اور اسحق بن راہویہ کے نزدیک سحری تک جائز ہے
جیسا کہ ابی سعید خدری کی حدیث مین بخاری سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کہ طی کا روزہ تم نہ رکہو اور اگر کوئی تم مین سے چاہے کہ وہ روزہ رکہے تو کہو سحر تک رکہے اور یہ تاخیر افطار
کے معنی مین ہی وصال نہین ہی اور یہ بہی اوس وقت ہی کہ مشقت نہو اور نفس کو دکہہ دینے کا باعث
نہو ورنہ تقرب الی اللہ مین داخل نہوگا اور جو حدیث کہ گذری ہی اوس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے
کہ طی کا روزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص مین سے ہی اور جمہور اسکے قائل ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیر پر نہی کی عام ہونے کے سبب سے جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے قول مین ہی کہ لا تواصلوا یعنی طی کا روزہ نہ رکہو حرام ہی اور رحمت اور شفقت تحریم کے
ساتہ منافات نہین رکہتی ہی پس غایت اوسکی یہ ہی کہ حرمت بوجہ رحمت کی ہوگی اور اہل سلوک جو
بڑی ریاضت کرنے والے ہین نفس کو کم زور کرنے مین طی کا روزہ رکہتے ہین لیکن فقط چلو بہر
پانی سے افطار کر لیتے ہین تاکہ وصال کی حقیقت سے خارج ہو جائے واللہ اعلم **نوع پانچوین**
حج اور عمرے کے بیان مین حج کے معنی لغت مین قصد کے ہین اور شرع مین ارادہ بیت اللہ
وجہ مخصوص کے ساتہ کرنا اور حج کو زیر اور اوسکے ساتہ دونون لغتین ہین اور آیت کریمہ مین ہے
وللہ علی الناس حج البیت یعنی اللہ ہی کے واسطے ہی آدمیون پر بیت اللہ کا قصد کرنا اور اس لفظ
مین دونون قرأتین آئی ہین اور عمرہ لغت مین زیادتی کے معنی مین ہے اور عمرہ حج پر زیادہ ا
اور بمعنی عمارت اور بکر زن کے بہی آیا ہی اور عمرے مین مسجد حرام کی تعمیر اور تعظیم ہے اور دوستی اور
محبت کی بنا کا باعث ہی اور شرع مین مخصوص فعلون کا نام ہی جو احرام اور طواف اور سعی ہے
سوا عرفے مین ٹہرنیکے کہ وہ حج کے ساتہ مخصوص ہی اور نسبت عمرے کی حج کے ساتہ ایسی ہی جیسے نماز
نفل کی نسبت فرض کے ساتہ ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد ہجرت کے ایک حج کیا جس کو
حجۃ الوداع اور حجۃ الاسلام کہتے ہین اور لوگونکو احکام کی تعلیم فرمائی اور فرمایا اگلے سال تم مجہکو نہ پاؤ گے
اور اونکو بوجہ درپیش ہونے سفر آخرت کی رخصت فرمایا اور خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ قریب ہے کہ تم اپنے
پروردگار کی جناب مین حاضر ہو اور وہ تم سے تمہارے کردار پوچہے اور جانو اور آگاہ ہو کہ بعد میرے
گمراہ نہو جانا اور ایک روایت مین ہی نہ پہر جانا کہ بعضے تم مین بعضون کو قتل کرین اور جانو اور آگاہ ہو
کہ مین نے حکم پروردگار کا تمکو پہونچا دیا اور فرمایا خداوندا تو گواہ رہ اور فرمایا چاہیے کہ یہ حکم حاضر غائب
کو پہونچا دے اور جسکو کہ یہ خبر پہونچائی جائے وہ پہونچانیوالے سے زیادہ یاد رکہے اور [illegible] جانے اور فرمایا

کہ حج مناسک سیکھ لو شاید کہ مین دوسری بار حج نکرون اور فرمایا کہ اپنے پروردگار کی عبادت
کرو اور اپنی پانچون وقت نماز پڑھو اور رمضان کے مہینے مین روزہ رکھو اور اپنے حاکم کی اطاعت
کرو تاکہ داخل ہو اپنے پروردگار کی بہشت مین اور یہ دسوین سال ہوا تھا لیکن بعضے کہتے ہیں
کہ ہجرت کے پہلے دو حج کیے اور بعضے کہتے ہین تین حج اور بعضے کہتے ہیں زیادہ کیے اور تحقیق یہ ہے
کہ عدد اوسکے بعینہ یاد نہین ہین اور جمہور کے نزدیک فرضیت حج کی ہجرت کے چھٹے برس مین ہے
اور تحقیق یہ ہے کہ اوسکے نوین برس مین ہوا اور اسی سال مین سفر کے اسباب کے سامان مین مشغول
ہوئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لیجانا اس سال مین بوجہ اسباب کے
کہ لڑائیون کے امورات مین اور احکام کی تعلیم مین مشغول تھے ظہور مین نہ آیا پس حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو حاجیون کا سردار کرکے مکہ معظمہ کی طرف بھیجا اور بعد اونکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
حکم سورہ برات کے پڑھنے کا دیکر بھیجا جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ مکہ معظمہ مین پہونچے تو حضرت
ابوبکر صدیق رضہ نے اون سے پوچھا انت امیر او مامور یعنے تم امیر ہو یا مامور ہو اونھون نے
جواب دیا بل انا مامور یعنے امیر نہین ہون مین مامور ہون اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کی تخصیص سورہ برات پڑھنے کی ساتھ یہ تھی کہ اوس مین مشرکون کے عہد کے توڑنے کا ذکر ہے
پہلا عمرہ حدیبیہ کا ہے کہ ہجرت کے چھٹے برس عمرے کے قصد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے
تھے اور حضرت حدیبیہ مین جو مکہ معظمہ سے ایک منزل ہے پہونچے تو سب مشرک جماؤ کے ساتھ لڑنیکو
نکلے اور مکہ معظمہ مین داخل ہونے کے مانع ہوئے اور چونکہ اوس وقت تک میعاد فتح کی پوری
نہوئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم الٰہی سے اونکے ساتھ صلح کرلی اور احرام کھول ڈالا
اور مدینہ منورہ کو تشریف لیگئے اور یہ بات قرار پائی کہ اگلے سال آوینگے اور عمرہ ادا کرینگے اور
دوسرا عمرہ وہ ہے کہ جو ساتوین برس مین موافق اقرار کے جو قضیہ صلح مین ٹھہرا تھا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور عمرہ ادا کیا اور تین روز کے بعد مدینہ منورہ
کو مراجعت فرمائی اور تیسرا عمرہ وہ ہے کہ آٹھوین برس مین جو کہ مکہ معظمہ کے فتح کا برس ہے جعرانہ
سے جو مکہ معظمہ سے ایک منزل پر ہے حنین کی غنیمتوں بانٹنے کے بعد راتون رات مکہ معظمہ مین
تشریف لائے اور عمرہ ادا کیا اور رات ہی کو جعرانہ پھر تشریف لیگئے اور چوتھا عمرہ وہ ہے کہ جو

برس حجۃ الوداع کے ساتھ کیا ہی اور اس احوال کی تفصیل ان شاء اللہ تعالی غزوات کے بیان مین اٰئیگی
اور بعضے یعنی عمرے کہتے ہین باعتبار اسباب کے کہ حدیبیہ مین حقیقت عمرے کی نتھی کیونکہ مکہ معظمہ
مین نہین داخل ہوئے تھے اور اوس جگہہ سے احرام کھول کے مدینہ مطہرہ کو تشریف لیگئے
تھے لیکن جمہور نے اوسپر عمرہ کا حکم کیا ہے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کا قصد
فرمایا تو اصحابون کو حج کی اطلاع دی سبھون نے حج کے سفر کا سامان درست کیا اور تمام
شہرون اور قریون مین جو مدینہ مطہرہ کے گرد و پیش مین پونہچے اور سب مسلمان ملکر متوجہ مدینہ
منورہ کی طرف ہوا ور مکہ معظمہ کی راہ سب طرف سے گروہ مسلمانون سے آملا اور حاجیون
کا شمار حساب سے باہر ہوگیا کہتے ہین کہ آگے پیچھے دہنے بائین جہان نظر کام کرتی تھی تمام سوار
اور پیدل دکھائی دیتے تھے اور اونکے شمار کا تعین معلوم نہین ہے اور ایک روایت مین شمار
اونکا ایک لاکھ چوبیس ہزار آیا ہی پس ذی الحلیفہ مین احرام باندہا اور وہان سے نکلے اور
مکہ معظمہ مین پونہچے اور حج کیا اور تمام حکم اور احوال اوسکی تفصیل کے ساتھ کتابون مین جو حدیث
کی ہین اونمین لکھی ہین اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اپنی امت کے واسطے عشیہ او عرفہ مین مغفرت کی دعا فرمائی جواب آیا کہ مین نے
سبکو بخشا لیکن ظالم کو نہین بخشا کیونکہ ضرور اوس سے مظلوم کی وجہ سے مواخذہ کرونگا پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا کہ الہی پروردگار میرے تو قادر ہے اگر تو چاہے
تو مظلوم کو بہشت دے اور ظالم کو بخشدے اوس وقت اسکا جواب نہ آیا جب مزدلفہ مین صبح ہوئی
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسی دعا کو پھر مانگا جواب آیا کہ جو کچھ تو نے مانگا مین نے
قبول کیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما
نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے مان باپ آپ پر سے صدقے ہون
یہ گھڑی وہ نہین کہ آپ اس مقام پر ہنسین ہمیشہ اللہ تعالی آپکو خندان رکھے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دشمن خدا ابلیس نے جو جانا کہ میری دعا حق تعالی نے قبول فرمائی اور
میری امت کو بخشا تو سر پر خاک ڈالی اور شور و غل کے ساتھ فریاد کی اور بھاگا پس اوسکی
اس جزع اور فزع نے مجھکو ہنسایا اور کہا ہے کہ اس جگہہ امت سے مراد وہ ہین جو عرفے

مین چھوڑے ہوئے تھے اور بہت سے بعضون نے کہا ہے کہ حج کفارہ حقوق العباد کا ہوتا ہے اور طبرانی نے کہا ہے کہ یہ اوس ظالم پر محمول ہے جس نے توبہ کی اور حق کے پورا کرنے سے عاجز ہوا ہے اور بیہقی نے بھی اسی روایت کی مثل ابو داؤد اور ماجہ سے نقل کی اور کہا ہے کہ اسکی بہت اسنادین ہین اگر صحیح ہین تو حجت ہے ورنہ قول سبحانہ تعالی کا یغفر ما دون ذلک یعنی بخشدیگا جو کچھ اسکے سوای کافی ہے اور ظلم سے شرک سوا ہے اور ماحصل کلام یہ ہے کہ حقوق عباد مین اختلاف ہے اور فضل خدای تعالی وسیع ہے اور ظاہر احادیث عام ہین اور ترمذی صحیح حدیث مین من حج ولم یرفث ولم یفسق خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ یعنے جس نے حج کیا اور بدی نکی اور نہ فسق کیا پاک ہوگیا اپنے گناہون سے مثل اوس دن کے کہ اوسکی مان نے اوسکو جنا تہا کہا ہے کہ یہ مخصوص اون گناہون کے ساتھ ہے جو اللہ تعالی کے حقوق سے متعلق ہے نہ حقوق عباد کے ساتھ شامل ہے اور کہا ہے کہ گناہ جو حقوق کے ساتھ متعلق ہین ساقط ہوجاتے ہین لیکن نفس حقوق ساقط نہین ہوتے ہین پس جسپر کوئی نماز یا کوئی کفارہ اور مانند اسکے ہے جو حقوق الہی سے ہین تو اوس سے وہ ساقط نہین ہوتے کیونکہ وہ حقوق ہین گناہ نہین ہین اور تاخیر نماز گناہ ہے پس گناہ تاخیر اور مخالفت حج سے ساقط ہوتا ہے پس ساقط کرتا ہے حج مخالفت کے گناہ کو نہ حقوق کو اور ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ جو اعتقاد کرے کہ حج اوس چیز کو جو حقوق مین سے ہے اوسپر واجب ہے ساقط کردیتا ہے جیسکی نماز ہے تو اوس سے توبہ کرائی جاے ورنہ وہ قتل کیا جائے اور حق آدمی کا ساقط نہین ہوتا ہے اسپر اجماع ہے مواہب لدنیہ مین ایسی ہی نقل کیا ہے اور یہ بات نادر ہونے سے خالی نہین ہے واللہ اعلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے ذبح فرمائے اور یہ تریسٹھ عدد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کی سالون کے عدد کے موافق تہا اور ابی داؤد کی حدیث مین آیا ہے کہ پانچ چھ اونٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک لائے جاتے تھے تاکہ آپ اونکو ذبح کرین اونٹ نزدیک ہوجاتے تھے اور ہجوم کرتے تھے اور کوشش کرتے تھے اور ہر ایک اونمین سے اپنی تئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب لاتا تہا اور اوس جماعت مین آگے آتا تہا تاکہ اوسکو آپ پہلے ذبح کرین اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ سینتیس اونٹ اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ذبح فرمائے اور کل سو اونٹ ذبح ہوئی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ یمن سے اپنے ہمراہ لائے تھا اور اونٹ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے اور مسلم کی روایت میں جابر رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ازواج مطہرات کی طرف سے گائی ذبح کی اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ذبح کی بعد اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موتراش کو طلب فرمایا کہ اونکا نام معمر بن عبد اللہ تھا اور اونکو اشارہ کیا کہ دہنی جانب سے ابتدا کرو اور بال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابون کو بانٹے اور ہر ایک کو ایک بال یا دو بال حصے مین آئے اور بائین جانب کی تمام بال ابو طلحہ انصاری کو عطا کیے پہر اونگلیون کے ناخن ترشوائے اور اونکو بہی لوگون کو تقسیم فرمایا اور اکثر صحابہ نے سر منڈوائے تھے اور بعضے صحابہ بال کٹواتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکرر فرمایا اللھم ارحم المحلقین ای اللہ میرے رحم فرما سر منڈوانے والون اور اخیر مین اونکی التماس سے فرمایا المقصرین یعنے بال کترولنے والون پر اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمزم پر تشریف لائے اور عباس اور اولاد عباس کی جنکے قبضے مین زمزم سے پانی نکالنے کے برتن تھے پانی کہینچتے تھے فرمایا کہ ای اولاد عبد المطلب پانی کہینچو کیونکہ یہ نیک عمل ہے اور اگر یہ بات نہوتی کہ لوگ تمپر غلبہ کرینگے تو مین خود نیچے اوترتا اور چاہ زمزم سے پانی کہینچتا اور تمہاری مدد بوجہ فضل اور برکت اور بزرگی کے جو اس کام سے کرتا یعنے اگر مین اس کام کو کرون تو بعد میرے میری امت پر سنت ہوجائیگی اور تمام لوگ اس کام کو میری اتباع کی قصد سے اختیار کرینگے اور تمپر غالب ہوجائینگے کہ تمہاری نوبت نہ آئیگی اور یہ خدمت تمہارے ہاتہ سے جاتی رہیگی پس اونہون نے ایک ڈول بہر پانی زمزم کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر کیا آپ نے کہڑے ہوکر پیا اور یہ آپکا پانی پینے کے وقت کہڑا ہونا بیان جواز کیلیے تہا یا بوجہ ضرورت اور حاجت کے تہا کہ حجاج کے سبب سے بیٹہنے کی جگہہ نتھی یا کوئی ضرورت اور حاجت دوسری ہوگی واللہ اعلم اور بعضے کہتے ہین کہ کہڑے ہوکر پانی پینا مخصوص آب زمزم اور آب وضو کے ساتہ ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف کے بیان مین آئیگا اور اس کنوین کا زمزم

نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اوسمین پانی بہت ہے اور زمزم اور زمزموم اور زمازم بہت پانیکو کہتے
ہین اور بعضے کہتے ہین یہ لفظ کسی چیز سے مشتق نہین ہے بلکہ یہ ایک نام ہے کہ پہلی ہی سے اس کنوین کا نام
ہوا ہے اور پہلے جسنے اوس زمزم کو ظاہر کیا ہے وہ حضرت جبرئیل ہوئین کہ جب اسمعیل پیاسے
ہوئے تو زمین مین ٹہوکر ماری اور اوسمین سے ایک چشمہ پیدا ہوا اور کنوان کہود دیا تاکہ مشک
بہنے سے پہلے پانی اوسکا یہ بنائے اور اگر اوسکو اوسی طرح چہوڑ دیتے تو ایک چشمہ جاری ہوجاتا
جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ بعد اوسکے ابراہیم علیہ السلام نے اوس جگہہ پر کنوان کہودا اور قوم
جرہم کہ مکہ معظمہ مین ساکن ہوئی تو اوسکو پاٹ دیا کہ نشان تک اوسکا باقی نرہا اور بعد اوسکے
عبد المطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب حق تعالی جلشانہ نے بزرگیون کے
ساتہ مخصوص کیا اور اوس کنوین کو اونہین خواب مین دکہایا پس اونہون نے واقعہ فیل
مین اوسکو کہودا اور ایک روایت مین ہے کہ اوس کو پہلے کہودا اور بعد اوسکے ابی طالب
نے اوسکو بنا کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود پتہر ڈہوتے تہے اسی تاریخ مکہ مین
ہے اور آثار اور اخبار اور فضل اور خواص اوسکے بہت سی ہین چنانچہ حدیثون مین وارد
ہین اور آگاہ ہو کہ وہ ذبیحہ کہ جس سے تقرب الہی ڈہونڈہنا چاہیے تین ہین ایک تو
ہدیہ ہے کہ اوسکو حرم مین ہدیہ بہیجین خواہ ہمراہ لیجائین خواہ بہیجدین اور دوسری اضحیہ ہے
جو عید اضحی کے دن قربانی کرین اور تیسری عقیقہ ہے جو مولود کے واسطے ذبح کرین اور
عقیقہ سنت ہے امام مالک اور شافعی رح کے نزدیک اور امام احمد رح کے مذہب مین ساتہ ایک
روایت کے واجب مشہور ہے اور امام ابحنیفہ رح کے نزدیک عقیقہ سنت نہین ہے اور امام محمد نے
موطا مین بیان کیا ہے کہ ہمکو ایسا دریافت ہوا ہے کہ عقیقہ جاہلیت کی رسمون مین سے تہا
اور اول اسلام مین بہی معمول ہوا بعد اوسکے نسخ کیا اضحیہ نے ہر ذبح کو جو اوس سے پہلے
تہا اور رمضان کے روزے نے ہر روزے کو یعنی جو اوس سے پہلے تہا نسخ کیا اور غسل
جنابت نے ہر غسل کو جو اوس سے قبل تہا نسخ کیا اور زکوۃ نے ہر صدقے کو جو اوس سے پہلے
تہا نسخ کیا ایسی ہی ہمکو معلوم ہوا ہے انتہی اور آگاہ ہو کہ ابوداؤد اور ترمذی اور مسلم اور نسائی نے
ام سلمہ سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کہ جب تم ماہ ذیحجہ کو دیکھو اور تم مین سے کوئی چاہے کہ ضحیہ کرے تو اوسکو چاہیے کہ بال اور ناخن
اپنے ترشوانے اوس وقت تک کہ ذبحیہ کرے اور بعضے عالم کہتے ہین کہ امام احمدؒ کا مذہب
یہ ہے کہ ممانعت اور نہی بطریق تحریم کے ہے اور بعضے اسکے قائل ہین کہ بطریق کراہت کے
ہے اور جامع الاصول مین مسلم ابن عمار لیثی سے نقل کرتے ہین کہ اونہون نے
بیان کیا ہے کہ مین روز اضحیے کے قریب حمام تھا اور حمام مین جو لوگ تھے اونہون نے نورہ
لگایا اور بعضے لوگون نے کہا کہ اس سے منع کرتے ہین اور جب مین نے سعید بن المسیب سے
ملاقات کی تو اونسے اسبات کو کہا اونہون نے بیان کیا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے یہ حدیث
ہے جسکو لوگ بھول گئے ہین اور چھوڑ دیا ہے حدیث پونہچی مجھکو ام سلمہ زوجہ نبی صلعم سے
کہ اونہون نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دیکھو ماہ
ذیحجہ کو الحدیث اور یہ ٹکڑا اوسی حدیث کا ہے جو ابھی پہلے آئی ہے پوشیدہ نہو کہ جو کچھ
حدیث ام سلمہ رض سے معلوم ہوتا ہے یہی ہے کہ بال اور ناخن کٹوانا چھوڑ دے نہ یہ بات
ہے کہ محرمون کی سی صورت بنائی پس قول صاحب سفر السعادت کا کہ اونہون
نے کہا ہے ناخن اور بالون مین کوئی چیز دور نکرے اور اس روز سے احرام باندہنے
والون کی صورت بنائی اوسمین جاے اعتراض ہے واللہ اعلم نوع ہفتم

ذکر ونکی عبادتون اور دعاؤن اور استغفار اور قرات کے بیان

مین لیکن ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خدا تعالی جلشانہ کا ذکر سب وقتون مین کرتے تہے اور ہمیشہ ذکر حق مین مشغول رہتے
تہے اور کوئی چیز آپکو ذکر حق سے باز نرکہتی تہی اور تمام آپکی باتین یاد حق اور حمد و ثنا اور
بزرگی اور وحدت کے بیان اور تسبیح اور تقدیس اور تہلیل اور تکبیر مین ہوتی تہین اور
حق تعالی کے نامون اور صفتون کا بیان اور وعظ کرنا اور ڈرا دینا اور امر اور نہی
اور بیان شریعت اور حکمون کی تعلیم اور جنت اور دوزخ کا ذکر اور رغبت دلانا اور
لالچ دینا یہ سب ذکر الہی تہا اور چپ رہنے کے وقت اللہ ہی اللہ کی یاد قلب شریف
مین ہوتی تہی اور دل اور زبان اور سانس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھڑے

ہونے اور بیٹھے ہونے اور لیٹنے اور مٹنے اور بچھنے اور کھانے اور پینے اور داخل ہونے اور باہر نکلنے اور سفر اور
حضر اور سوار ہونے اور پیدل چلنے کی حالت میں اور تمام حالتوں میں ذکر حق تعالی سے جدا نہوتے
تھے اور ذکر یاد کرنے کے معنی ہیں مقابل نسیان کے جو بھول جانے کے معنی ہے پس جس طرح سے
یاد حق کرے خواہ دلمیں خواہ زبان سے ہر فعل میں اور شان میں ذکر ہوگا اور اگر ضرور دل کے
زبان دل کے ساتھ موافق ہو تو بہت بہتر اور پورا ہوگا اور بعضے فقیہوں کے کلام میں واقع ہوا ہے
کہ جو زبان سے ہوگا وہ ذکر نہوگا اور معتبر نہوگا اور انکی مراد اس سے ذکر لسانی ہے اور جس چیز
کا شرع میں زبان سے ذکر کرنا واجب ہے وہ ہوگا جیسے تسبیحیں اور ذکر جو نماز میں واقع ہوئے
ہیں اور دوسرے ذکر اور ورد جو نماز کے بعد وارد ہوئے ہیں نہ مطلق ذکر اور قاموس میں
ہے الذکر الصفایا ن لس بلاشبہ ذکر قلبی کو شامل ہے اور قلب کے فعل پر ثواب مترتب ہونا اور
اوسکا معتبر نہونا باطل ہے اور قیاس کرنا ان چیزوں پر جو شرع میں ٹھہرائی گئی کہ بغیر فعل
زبان معتبر نہونگی بوجہ اوسکے شارع کی نص ہونیکی صحیح نہوگا اور ذکرات اور دن آغاز تہجد کے وقت کی
ابتدا سے وقت تک اور جو کچھ وقتوں اور حالتوں اور وضعوں اور طریقوں میں آنحضرت صلعم
پڑھتے تھے وہ حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں اور لکھے ہوئے ہیں اور دعائیں مروی جو سب
مطلبوں کو شامل اور حاوی ہیں کوئی حاجت اوسکے سبب سے اور دعاؤں اور ذکروں کے
ساتھ باقی نہیں رہی ہے اور دعا کی فضیلت میں اور اوسکی رغبت دینے میں اور اوسپر آمادہ کرنے
میں بہت سی روایتیں اور اخبار حد سے زیادہ وارد ہوئے ہیں اور اوسکے ثابت کرنے میں
کافی ہے حکم حق جلشانہ کا ادعونی استجب لکم یعنے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں تمہارے واسطے
اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا الدعاء مخ العبادات یعنی دعا مغز عبادتوں کا ہے
اور من لم یسئل اللہ یغضب علیہ یعنی جو شخص اللہ تعالی سے سوال نہیں کرتا ہے اوسپر اللہ غصہ ہوتا ہے
اور دعا میں توجہ اور اخلاص یعنی سب طرف سے منہ پھیر کے جناب الہی میں متوجہ ہوتا ہے اور
حق تعالی کا شکر اور حمد اور اوسکے کمالات کا اثبات صریح اور ضمن میں اور اقرار توحید اور رغبت
اور مناجات اور گڑگڑانا اور مدد چاہنا ہے اور یہ سب باتیں عبادتوں کا خلاصہ ہیں اور اسی وجہ
سے وارد ہوا ہے کہ الدعاء مخ العبادات اور ابو القاسم قشیری نے کہا ہے کہ لوگوں نے اسبات

مین اختلاف کیا ہی کہ دعا افضل ہے یا سکوت اور رضا بعضے اسکے قایل ہین کہ دعا افضل ہے
کیونکہ دعا فی نفسہ خود عبادت ہی اور عبادت بجالانا اور اوسپر قیام رکہنا اوسکے چھوڑنے سے
کہین بہتر ہے اور یہ وہ حق پروردگار کا ہی اگر اوسکا قبول ہونا بندے کو نصیب نہوا اور وہ اپنے
مقصد اور مطلب کو نہ پہونچے تو کچھ نقصان نہین رکہتا ہے کیونکہ بندے نے جو حق الہی تہا اوسکے
ساتھ قیام کیا اسواسطے کہ دعا سے مقصود عبودیت اور حاجتمندی اور محتاجی کا اظہار ہے اور وہ
بیشک اس سے حاصل ہی اور ابو حازم اعرج نے کہا ہے کہ دعا سے محروم ہونا میرے نزدیک
قبولیت کی محرومی سے بہت سخت ہی اور امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے
کہ مین دعا مانگتا ہون اور اوسکی قبولیت سے نا امید نہین ہوتا ہون بلکہ جب دعا کو تمام کرتا ہون
تو جانتا ہون کہ قبولیت بہی اسکے ساتھ ہی اور ایک گروہ اسبات کی قایل ہین کہ سکوت کرنا مالک
کے حکم کے جاری ہونے پر اور جو اوسنے اندازہ کیا ہی اور رضا اور تسلیم اوسکو قبول پر بہتر ہے اور
بعضے اس گروہ سے ہین کہ اس قدر ادب حضرت پروردگار کا کرتے ہین کہ ہرگز زبان طلب اور
سوال مین نہین کہولتے ہین اور خدا تعالی کے ذکر مین مشغول رہتے ہین اور اوسی مین ڈوبے
رہتے ہین اور جو کچھ پروردگار کے ظہور مین آتا اوسکی ساتھ راضی ہوتے ہین اور تحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پروردگار کی طرف سے حکایت کی ہے کہ من شغلہ ذکری عن مسئلتی
اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین یعنے جسکو باز رکہا میرے ذکر نے سوال کرنے سے مجہسے تو
دون مین اوسکو بہتر اوس چیز سے جو مانگنے والون کو دی گئی ہے اور دوسری قوم کہتی ہے کہ
بندیکو چاہیے کہ زبان سے دعا مانگے اور دل مین رضا اور تسلیم قایم رکہے تا کہ دونون فضیلتون کا
جامع ہو اور اس حال کی صحت کی علامت یہ ہی کہ دعا بحکم عبودیت اور انکسار اور حکم کی بجا لانے
بدون خواہش کے ملنے اور مقصدون کے حاصل ہونے کے قصد سے ہو اور قبولیت کی تاخیر
کے وقت مالک کریم پر غصہ نکرے اور تہمت نہ لگاوے اور قبول ہونا اور نہ قبول ہونا اوسکے
نزدیک یکسان ہو اور امام قشیری رحمۃ اللہ فرماتے ہین دعا کی وقت مختلف ہین کہ بعضی حالتون
مین دعا بہتر چپ رہنے سے ہوتی ہے اور ادب وقت کا بہی اوسمین ہوتا ہی اور بعضے وقتون
مین چپ رہنا دعا سے بہتر ہوتا ہی اور ادب اوسمین پایا جاتا ہے اور اسباب کی پہچان اوس

مین ظاہر ہوتی ہے کہ جب سالم وقت کا بھی اوس وقت مین حاصل ہو اگر دل سے خود دعا کی طرف
اشارہ پائے تو دعا بہتر ہے اور اگر سکوت کی جانب اشارہ پائے تو سکوت بہتر ہے اور یہ بھی ہے
کہ اگر علم ایک وقت مین غالب ہو تو دعا بوجہ عبادت ہونے کے بہتر ہے اور اگر معرفت اور جلال
غالب ہو تو سکوت اور ٹھہرے رہنا بہتر ہے اور یہ بھی ہے کہ جو کچھ حکم الہی سے مسلمان کو نصیب
ہوا حق یہ ہے کہ دعا اوس جگہ اولی ہے جہان پر کہ نفس کو کچھ نصیب ہو وہان سکوت احسن ہے
تمام کلام امام کا کہتا ہے بندہ مسکین کہ دعا کبھی زبان قال سے ہوتی ہے جیسا کہ اپنی حاجت
کو زبان سے مانگتے ہین اور کبھی زبان حال سے ہوتی ہے جیسا کہ اپنے حال کو عرض کرتے ہین
اور کبھی زبان تعریض ہوتی ہے جیسا کہ پروردگار تعالی کی مدح اور ثنا اوسکے کرم اور احسان اور
جود اور عطا کی صفتون کے ساتھ کرتے ہین اور یہ بھی دعا ہے کیونکہ مدح اور ثنا خدای کریم کی دعا
اور سوال سے کنایہ ہے اور سکوت سے مراد یہ ہے کہ اوسمین فقط رضا اور تسلیم ہی ہے اور بعض عارفون
نے دعا زبان استعداد سے بھی مانگی ہے اور یہ زبان حال سے دعا مانگنے سے بھی بڑھکر ہے اور
سکوت مین بھی یہ حاصل ہے فافہم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو جن
شرطون اور ادبون کی تعلیم کی ہے وہ کتابون مین مذکور ہین اور تمام اوسمین سے حلال کا
کہانا اور سچ بولنا اور کوشش اور مشقت کرنا اور جلدی نکرنا اور حضرت ذو الجلال کی حمد اور ثنا
کے ساتھ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی آل اور صحابیون پر صلوۃ اور سلام بھیجنے کے
ساتھ ابتدا کرنا ہے اور دعا کی آداب مین سے دونون ہاتھونکا اوٹھانا ہے اور اونکا سینہ کے مقابل
مین کرنا ہے اور بعضی روایتون مین شانون کا مقابل رکھنا آیا ہے اور یہ روایت دونون ہاتھون
کے فرق سے اور کشادہ رکھنے پر دلالت کرتی ہے ہیئت اعتراف یعنی ہاتھون کے باہم ملانے پر
دلالت نہین ہوتی مواہب لدنیہ مین ایسی ہی ہے اور ابن عباس رضہ سے منقول ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعا مانگتے تھے تو دونون ہاتھون کو ملا دیتے تھے اور چہرہ مبارک کے مقابل
مین ہاتھون کے اندر کے رخ کو کرتے تھے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
دعا مین اتنا دست مشریف کو اوٹھاتے تھے کہ بغلون کی سفیدی دکھائی دیتی تھی اور علما
نے کہا ہے کہ واقعہ سخت مین ہاتھون کا اوٹھانا بہت ہے یہان تک کہ استسقا مین آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھوں کے سر کے مقابل تک یا سر مبارک سے اونچے اوٹھائے ہیں اور دعا مانگنے کے
بعد ہاتھ منہ پر پھیرنا بھی نماز کی حالت کے سوا میں آداب سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک جماعت کے لیے دعائیں مانگی ہیں کہ وہ سب قبولیت کے مقام پر پہونچی ہیں اور سب دعائیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی حکم رکھتی ہیں اور بخاری کی حدیث میں ابی ہریرہ رضی
منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر پیغمبر کی ایک دعا قبول ہے
جو دعا مانگی اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی ایک دعا اپنی امت کی آخرت میں شفاعت کرنے
کے لیے چھپا رکھوں اور ظاہر میں اس حدیث میں مشکل واقع ہوتی ہے کیونکہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی اور اور بہت سے پیغمبروں کی دعائیں مقبول واقع ہوئی ہیں اور اس حدیث سے
ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ہر پیغمبر کی فقط ایک دعا مقبول ہے اور اوسکا جواب یوں دیا ہے کہ مراد
اجابت سے اوس دعا میں جو ذکر کی گئی ہے قبولیت قطعی اور یقینی ہے اور اس دعا کے سوا
جو دعائیں ہیں قبولیت کی امید ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ جو پیغمبروں
کی اور دعائیں ہیں اونمیں سے ایک دعا افضل ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے
کہ ہر پیغمبر کی دعا ہی عام اونکی امت کے حق میں مقبول ہے اوس امت کے ہلاک ہونیکی ہو یا
اونکی نجات پانیکی ہو یا یہ ہے کہ اونکی خاص دعائیں بعضی مقبول ہیں اور بعضی نہیں مقبول
یا مراد یہ ہے کہ ہر ایک پیغمبر کی ایک دعا ہی خواہ امت کے حق میں ہو جیسے حضرت نوح علیہ
کہا ہے رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا اے رب میرے نہ چھوڑ کسی کافر کو زمین
پر پھرتے ہوئے خواہ اپنے نفس کے واسطے ہو جیسا کہ زکریا علیہ السلام نے کہا فہب لی من
لدنک ولیا یرثنی یعنی بخش دے مجھکو اپنے پاس سے ایک شریک ایسا کہ میرا وارث ہو دے اور
سلیمان علیہ السلام نے کہا رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی اے اللہ میرے دے مجھکو
ایک ملک ایسا کہ کوئی لائق اسکو نہو سے میرے بعد اور کرمانی نے بخاری کی شرح میں سوال کیا
کہ پیغمبر کی دعا کا قبول نہونا جائز ہے پھر جواب دیا کہ ایک دعا مقبول ہے اور باقی خدا تعالی
کی مشیت پر موقوف ہے اور عینی حنفی جو بخاری کی شارح میں اونھوں نے کہا ہے کہ یہ سوال کرمانی
کا ہمکو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسمیں بہت برائی ہے اور میں انبیاء علیہم السلام کی کل دعاؤں

کی قبولیت مین شک نہین کرتا ہون اور مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول سے کہ
لکل نبی دعوۃ مستجابۃ یعنی ہر نبی کی ایک دعا مقبول ہے حصر نہین ہے انتہی اور بعضی محققون
نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزیزیادہ اور بزرگ زیادہ اس سے ہین جو اپنے
پروردگار سے مانگین اور حق تعالی اوسکو قبول نہ کرے اور یہ بات نقل نہین کی گئی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چیز کی دعا کی اور پروردگار نے قبول نہین کی شاید کبھی کسی
مصلحت سے دعا مین کوئی بات ہوئی ہو جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ مین نے اپنی امت کے واسطے
تین دعائین مانگین ایک تو یہ کہ میری امت کو زمین مین نہ دھنسا دو دوسری یہ کہ انکو قحط سے
ہلاک نکرنا اور تیسرے یہ کہ اونکی آپسمین قتال نہ واقع کرنا پس حق تعالی نے دو پہلی دعاؤن
کو قبول فرمایا اور تیسرے دعا کو منع کیا اور احتمال ہے کہ منع کرنے سے مراد یہ ہو کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا ہو کہ یہ دعا نکرو دعا کرنیکے بعد اجابت کو نہ منع کیا ہو اگرچہ
یہ معنی اس عبارت مین غیر متعارف ہین واللہ اعلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ
ہجرت فرما کر مدینہ منورہ مین تشریف لیگئے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس برس آپ کی
خدمت کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رض کے حق مین دعا کی اور فرمایا
اللہم بارک فی مالہ وولدہ واطل حیاتہ واغفر لہ یعنے اے اللہ برکت دے تو اوسکے مال
مین اور اوسکی اولاد مین اور بڑہا دے تو اوسکی زندگی اور اوسکو بخشدے اور ایک روایت
مین ہے وادخلہ الجنۃ یعنے داخل کر تو اوسکو جنت مین پس اونکی عمر سو برس تین سال یا
سات سال کی ہوئی اور جو کچہ کہ اقل کہا گیا ہے وہ ننانوے ۹۹ برس ہین اور ترمذی نے ابی العالیہ
سے روایت کی ہے کہ اونہون نے کہا ہے کہ حضرت انس رض کا ایک باغ تہا کہ اوسمین ہر
سال مین دو بار میوہ پہلتا تہا اور اوسمین پہول تہے کہ اونسے مشک کی خوشبو آتی تہی اور لوگ
اس حدیث کی ثقات ہین اور انسکے شمار سے اونکی اولاد بڑہ گئی اور ایک روایت مین حضرت
انس رض ہی سے مروی ہے کہ اونہون نے کہا ہے کہ میری لڑکی امینہ نے جو منا تہ ہمزہ کے پیش
کے اور میم کے زیر کے اور بے کے جزم اور بعد اوس یے کے نون سے میری اولاد مین سے ایکسو
کو دفن کیا اور ایک روایت مین ایکسو بائیس ۱۲۲ اور کہتے ہین انس رضی اللہ عنہ کہ تین چیزین یعنے اولاد اور

مال اور طول حیات تو مجھکو ملین اور چوتھی چیز یعنے جنت میں داخل ہونے کی امید رکھتا ہون انشاء اللہ تعالیٰ
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی ہی دعا مالک ابن ربیعہ سلولی کے حق مین مانگی اور کہا
کہ برکت دیجائے اوسکی اولاد مین پس اونکے یہان اسّی لڑکے پیدا ہوئے اسکو ابن عساکر نے روایت
کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس بھیجا اور آپ کی
آنکھین دکھتی تھین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونون آنکھون پر پہونکا خاتمہ پہر ہرگز درد
نہوا اور فرمایا اللہم اذہب عنہ الحر والبرد یعنے ای اللہ بری کر اوس سے گرمی اور سردی کو پس
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گرمی اور سردی کا نشان نپایا اور بہیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یمن کے قضاۃ کے واسطے اور فرمایا اللہم اہد قلبہ وسدد لسانہ یعنی
ای اللہ سیدھی راہ دے اوسکے قلب کو اور روک دے اوسکی زبان کو کہتے ہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کہ قسم ہے خدا کی کہ نہیں پڑا اون دونون باتون مین سے کسی مین ہرگز شک نہیں کیا ابوداؤد وغیرہ نے
اوسکو روایت کیا ہے اور ایک بار بیچ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کی عیادت فرمائی اور فرمایا اللہم اشفہ اللہم عافہ یعنے ای اللہ سیرے شفا دے تو اوسکو ای اللہ
ہمیشہ عافیت سے رکھہ تو اوسکو اور فرمایا کہ کھڑا ہوجا کہتے ہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ پس
ہرگز وہ درد مجھکو پہر نہین ہوا اور ابوطالب چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیمار ہوئے
اور عرض کیا کہ ای میرے بہائی کے بیٹے دعا کر اپنے پروردگار سے کہ تو اوسکی عبادت کرتا
ہے تاکہ عافیت دے مجھکو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہم اشف عمی یعنی ای اللہ
میرے شفا دے تو میرے چچا کو پس اوٹھ کھڑے ہوئے ابوطالب گویا کہ بندہی اونکے پاؤن کی
کہل گئی اور ابوطالب نے کہا ای میرے بہائی کے بیٹے پروردگار تیرا جسکی تو پرستش کرتا ہے
تجھے دیتا ہے جو تو مانگتا ہے اور کرتا ہے جو تو کہتا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ای چچا میرے اگر تو پروردگار کی عبادت اور فرمان برداری کرے تو تجھے بہی وہی جو تو چاہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن عباس رض کے حق مین دعا کی اللہم فقہہ فی الدین اللہم
اعطہ الحکمۃ وعلمہ الکتاب یعنی ای اللہ سمجھ فقیہ کر دے تو اوسکو دین مین اور دے تو اوسکو
حکمت اور سکھا دے تو اوسکو کتاب پس ابن عباس بہتر امت کی اور علم کے دریا اور تفسیر کے سلطان

کے سردار اور قرآن شریف کے ترجمہ کرنے والے اعلے درجے کے ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو ایک بیت نابغہ جعدی کی پسند آئی آپ نے اونکے حق مین دعا کی کہ حق تعالی تیرے دانتون کو
نہ گرائے پس نابغہ پر سو سال زیادہ گزرے اور ایک روایت مین ہے سو برس کئی سال گذرے
اور ایک دانت اونکا نہ گرا اور وہی دانتونکی چمک اور خوبی مین لوگون سے بہتر تھے اور
ایک روایت مین ایسا آیا ہے کہ جب اونکے دانتونمین سے کوئی دانت گرتا تھا تو اوسکے مقام
پر دوسرا دانت نکل آتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمرو بن اخطب نے پیالے مین
پانی پلایا اور اوسمین عمرو نے ایک بال دیکھا پس اوس بال کو پانی سے باہر نکال لیا پس فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہم جملہ اے اللہ بیہوا اوسکو صاحب جمال کر دے
پس اونکی عمر ترانوے برس کی ہوئی اور اونکی ڈاڑہی اور سر مین کوئی بال سفید نہوا اور
ظاہر املاقہ اور مناسبت یہ ہے کہ وس پانی سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیتے تھے
اونہون نے بال نکال لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن و جمال اور خوبی کی اونکے
واسطے دعا مانگی اور جمال اکثر جوانی اور ڈاڑہی کے سیاہی سے مراد لیا جاتا ہے اگر اول
کتاب مین حلیہ شریف کے بیان مین کچہ اس باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مذکور
ہوا ہے اور بیہقی نے حضرت انس رض سے نقل کیا ہے کہ ایک یہودی نے آنحضرت صلعم کی ریش
مبارک سے کوئی چیز جو ریش شریف پر پڑی ہوئی تھی نکال کر اور مانند اسکے اوٹھالی پس
آپ نے کہا اللہم جملہ اے اللہ اسکو صاحب جمال اوسکو کرے پس اوسکی ڈاڑہی سیاہ ہو گئی
بعد اوسکے سپید تھی اور ایک روایت مین یہ آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے
ایک یہودی نے اونٹنی کا دودھ دوہا پس آپ نے فرمایا اللہم جملہ یعنی اے اللہ اسے خوبصورت
اوسکو کر دے پس اوسکے بال سیاہ ہو گئے اور نبی برس تک جیا اور بڈہا نہ ہوا اور اس مقام سے معلوم
ہوا کہ کافر اور بیگانے بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوان نعمت سے محروم نہ تھے دوستون
دوستون کا کیا پوچہنا اور یہ بہی معلوم ہوا کہ بزرگون کی خدمت اور رضامندی کو اچہائی اور
برکت کے پہونچانے مین تاثیر ہے اور کافر اگرچہ آخرت کی نیکی اور نعمت سے محروم ہے اور پاویگا لیکن
دنیا مین محروم نہ رہیگا اور اگرچہ تاکید دودہ دوہنے مین اور خوب صورتی مین کوئی مناسبت

ظاہر نہین ہے لیکن اتفاق ایسے ہی ہوا ہے ہان یہ بات ہوسکتی ہے کہ وہ یہودی حسن و جمال ظاہر
رکہتا تہا اوسکے حسن کی زیادتی کی دعا کی کہتا ہے مترجم اس کتاب کا کہ میری راے ناقص مین
تو مناسبت اون دونون باتونمین ہے ایک تو یہ ہے کہ دودہ اور جمال مین مناسبت خوبی کی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اوسکی تعریف فرمائی تہی اور بہت محبوب رکہتے تہے اور محبوبیت
جمال کی شان مین سے یہی ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے ان اللہ جمیل یحب الجمال اور دوسرے
یہ بات ہے کہ اوسنے کام نیک کیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے دودہ دوہا آنحضرتؐ
نے بہی اوسکے واسطے اچہائی ظاہری کی دعا مانگی کیونکہ کافر نعمت آخرت سے محروم
ہے پس دونون طرح سے مناسبت پائی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور ایک
شخص کے واسطے فرمایا اللہم متعہ لشبابہ اے اللہ بہرہ مند کر اوسکو اوسکی جوانی سے پس وہ شخص
اسی برس کا ہوا اور کوئی بال سپید اپنا اوسنے نہین دیکہا اور منقول ہے کہ ایک روز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
تشریف لائین اور اونکے چہرہ مبارک پر بہوک کے مارے زردی چہائی ہوئی تہی پس آنحضرتؐ
نے اونکی طرف دیکہا اور دست شریف اونکے سینہ مبارک پر رکہا اور فرمایا اے خدا سیر کرنے
سیر کردے تو بہوکونکو اے پروردگار میرے بہوکا نہ رکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا محمدؐ کی بیٹی کو پس اوجہل آئی
سرخی خون کی چہرہ مبارک کی زردی پر اور فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بعد اوس روز
کے مین پہر بہوکی نہین ہوئی اوسکو یوسف بن یعقوب اسفرائنی نے دلائل العجائب مین ذکر
کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عروہ بن جعد بارقی کے حق مین دعا کی اللہم
بارک فی صفقتہ اے اللہ برکت دے تو اوسکے لیے اوسکی بیع مین پس جو چیز وہ خریدتے
تہے اوسمین نفع ہی ہوتا تہا اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق مین مال کی برکت
کی اور غنی ہونیکی دعا فرمائی پس اونکا حال غنا مین اسی مقام پر پہونچا جیسا کہ چاہیے اور عبد الرحمن
بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جو چیز مین اوٹہاتا تہا اوسکے نیچے سونا اور چاندی ہوتی تہی اور
قبیلہ بنی مضر کو قحط کی بد دعا دی پس مبتلا ہوگئے وہ قحط مین یہانتک کہ چمڑے اونکا اور مردے
کہاتے تہے اور قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عتبہ بن ابی لہب کے حق مین بد دعا دینے کا
کہ اللہم سلط علیہ کلبا من کلابک اے اللہ مسلط کر اوسپر ایک کتا اپنے کتون مین سے

مشہور ہے اور ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بائین ہاتہ سے کہاتا تہا
آپ نے اوسکو حکم کیا کہ دہنے ہاتہ سے کہا اوسنے کہا مین دہنے ہاتہ سے نہین کہا سکتا ہون آپ نے فرمایا پہر
نہ کہاسکیگا تو پہر بعد اسکے وہ شخص اپنے دہنے ہاتہ کو منہ تک نلیجا سکا اور ایک بار آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کی جانب کو نماز پڑہ رہے تہے پس ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جسنے میری نماز توڑ ڈالی ہے اور اوس درخت کے درمیان سے نکل گیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا خدا تعالی اوسکے پاؤن توڑے پس بیٹہہ گیا وہ شخص اور اوٹہ نہ سکا اور ایک روز
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاویہ رضہ کو طلب کیا پس وہ حاضر نہوے
لوگون نے کہا کہ وہ کہانا کہاتے ہین آپ نے فرمایا لا اشبع اللہ بطنہ یعنے نہ بہرے اللہ پیٹ
اوسکا پہر ہرگز وہ سیر نہوے اور ان حدیثون کو جو عالمون نے ذکر کیا ہے یہ سب آنحضرت کے
کی دریا ے معجزات مین کا ایک قطرہ ہے اور دعا کا قبول ہونا تو امت کی نیکبختون اور لوگون کو
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو اور فرمان بردار ہین حاصل ہے پس محبوب جو اوسکی
کیونکر دعا قبول نہوگی اور حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب دعائین مقبول
اور مستجاب ہین جیسا کہ بیان کیا گیا ہے لیکن استغفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت کثرت سے
کیا کرتے تہے اور ابی ہریرہ رضہ کی روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے انی لاستغفر اللہ کل یوم سبعین مرۃ یعنے تحقیق مین طلب مغفرت کی کرتا ہون
اللہ سے ہر روز ستر بار اور ایک روایت مین ستر بار سے زیادہ ہے اور ایک روایت مین
سو بار آیا ہے اور ظاہر یہ بات ہے کہ کثرت استغفار اور اوسمین بہت زیادتی کرنا مراد ہے نہ یہ بات
ہے کہ یہ عدد مخصوص ہین واللہ اعلم اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین ہے کہ مین گنا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مجلس مین قبل اسکے کہ آپ اوٹہین استغفر اللہ الذی
لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ سو بار پڑہتے تہے یعنے مغفرت مانگتا ہون مین اللہ سے
ایسا اللہ کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اسکے جو زندہ اور سبکا تہامنے والا ہے اور اوسکی آگے مین توبہ
کرتا ہون اور ایک روایت مین آیا ہے استغفر اللہ العظیم الذی الخ اور ابن عمر رضہ سے ایک
روایت مین بہی آیا ہے کہ مین نے گنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجلس مین یہ سو بار

پڑھا ہے رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الغفور یعنی اے پروردگار میرے بخشدے مجھکو اور معاف کرو مجھکو بیشک توہی معاف کرنیوالا اور بخشنیوالا ہے اور بخاری کی حدیث مین شداد بن اوس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ استغفارون کا سر یہ استغفار ہے اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت ابوء بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت یعنی اے اللہ تو میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے مجھے تو نے پیدا کیا اور مین تیرے عہد اور وعدے پر ہون جتنی قدرت رکھتا ہون اقرار کرتا ہون تیری نعمت کا جو مجھپر ہے اور اقرار کرتا ہون اپنے گناہ کا پس مجھکو بخشدے کیونکہ توہی گناہونکا بخشنیوالا ہے اور ایک روایت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول اعوذ بک من شر ما صنعت پناہ ڈھونڈھتا ہون تیری طرف اوس چیز کی برائی سے جو مین نے کی ہے اخیر مین آیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اسکو ایقان سے دنکو پڑھے اور مر جائے شام سے پہلے تو بہشت مین داخل ہوا اور جو شخص شبکو پڑھے اور مر جائے صبح کے پہلے تو بہشت مین داخل ہو اور عالمون نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استغفار پڑھنا خاص امت کی تعلیم کیلیے ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو معصوم اور مغفور ہین پھر توبہ کرنیکی کیا ضرورت ہے یا یہ بات ہے کہ امت کے واسطے آپ استغفار کرتے تھے واللہ اعلم اور ایک اور حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انہ لیغان علی قلبی انی لاستغفر اللہ یعنی تحقیق میرے دل پر پردہ ڈالا جاتا ہے اور مین اللہ سے مغفرت مانگتا ہون اور غین باریک بدلی کو کہتے ہین جو آفتاب کے چہرے پر چھا جاتی ہے اور عالم اور عارف اس غین کے دریافت کرنے مین اور اوسکی مراد بیان کرنے مین حیران اور عاجز ہین اکثر اسباب کی قائل ہین کہ یہ غین ایک پردہ باریک اور لطیف ہے جو بحکم بشریت کے دین اور ملت کی مہمات کے اہتمام اور اوسکی کثرت تشغل سے اور دعوت خلق اور احکام شریعت کے بیان کے باعث سے ایک سستی اور گونہ غفلت مشاہدہ وحدت سے ہوتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشم شہود پر پڑجاتا تھا اور اوسی پردہ لطیف مین لوجہ بھڑکنے محبت کی آگ کی اور نور وحدت کی ظہور سے آپ کو

اضمحلال ہو جاتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حالت کے طاری ہونے کے سبب سے اور سستی عارض ہونے کی وجہ سے استغفار کرتے تھے کیونکہ حسنات الابرار سیات المقربین یعنے نیکیان نیکیون کی برائیان مقرب لوگون کی ہین اور بعضے کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر دم ترقی پر ترقی مقام مین ہوتی تھی اور مشاہدات حق کی کچھ انتہا نہین ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر آن ایک پردہ نور جلال دکھائی دیتا تھا اور تجلی مین ایک نور اعلی نور سے بڑہکر مقابل ہوتا تھا اور بعد دوسرے مقام کھولنے کے پہلے مقام مین ٹھہرنے پر استغفار کرتے تھے کہ کیون اوس جگہ رہا تھا مین اس مقام کو اپنے قصور وون سے مین نے نہ پہچانا قال بعض الصوفیۃ ہذا غین الانوار لاغین الاغیار یعنے بعضے صوفیہ کرام نے کہا ہے کہ یہ پردہ انوار کا ہے اغیار کا پردہ نہین ہے اور طیبی نے مشکوۃ کی شرح مین شیخ الوقت شیخ شہاب الدین سہروردی سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک مقام ترقی اور شوق مین ہمیشہ رفیق اعلی اور ملکوت سے کہ وہ ایکا مقام اصلی ہے ملی رہتی تھی اور قلب تابع روح کا اور نفس تابع قلب کا ہوتا تھا اور شک نہین ہے کہ حرکت قلب کی نفس کی حرکت سے تیز زیادہ ہے پس بالضرور نفس مقام قرب اور حریم عزت کی عروج مین روح اور قلب کی مصاحبت اور رفاقت سے جدا ہو جاتا تھا اور ہیئت عنصری کی لگاوٹ کی الگ کرنیکے باعث ہوتا تھا پس حکمت بالغہ الٰہی اور رحمت اور مہربانی بے انتہا بارتعالی واسطے تکمیل خلق کے عنصر شریف کو پورا رکھنے کا تقاضا کرتی تھی اور یہ پردہ قلب شریف کی حرکت کے کم کرنیکو لیے ڈالتی تھی تاکہ بالکلیہ قلب روح کی طرف نہ چلا جائے اور عالم قدس سے نہ ملجائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال شوق کی وجہ سے اور اوس عالم کے جذب کے باعث سے قلب کی حرکت کے کم ہونے سے استغفار کرتے تھے اور عفو تقصیر چاہتے با وجودیکہ اسباب کے کہ اسمین حکمت اور مصلحت تھی اور انکی امت کی تکمیل کی بڑی حرص تھی اور اصمعی سے جو عالم لغت کے عالم ہین لوگون نے پوچھا کہ اس غین کے ہونے سے مراد کیا ہے اور یہ کیا چیز ہے اونہون نے کہا اے سایل اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب کے سوا کسی اور کے قلب کا غین پوچھتا تو مین بیان کرتا جو کچھ مجھے معلوم ہوتا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی صفات اور احوال اور قلب کی بارہ مین دم نہین مار سکتا ہون اور ہمکو سب قولون سے یہ بات احتمی کی بہت اچھی معلوم ہوئی حق تعالی اوسکو قلب مصطفوی کے اوس ادب اور جلال شان سے سرفراز کرے جسکو خدا کے سوا کوئی نہین جانتا ہے اور جو کوئی جو کچہ کہتا ہے موافق اپنی معرفت اور قیاس کے کہتا ہے اور چونکہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بلند زیادہ ہے پس جو شخص آپکے مقام سے کوئی خبر دے اور آپکی حقیقت حال کو دریافت کرے تو گویا اوسنے آیات متشابہات کی تاویل کو جان لیا وما یعلم تاویلہ الا اللہ یعنے نہین جانتا کوئی تاویل اوسکی سوا پروردگار تعالی جلشانہ کے **وصل** اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت مین یہ صفت تہی کہ حرف علیحدہ علیحدہ ہوتے تہے اور ترتیل اور تفسیر کے ساتہ آپ پڑہتے تہے اور حروف مدین مد کرتے تہے اور آیت کے سرے پر وقف فرماتے تہے چنانچہ الحمد للہ رب العالمین پڑہتے تہے اور ٹہہر جاتے تہے بعد اوسکے الرحمن الرحیم فرماتے تہے اور وقف فرماتے تہے اوسکے بعد مالک یوم فرماتے تہے اور وقف کرتے تہے اوسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور اوسکو وقف النبی کہتے ہین اور قرأت کرنے والونکے نزدیک وقف مین ایک قاعدہ ہے کہ موافق کلام کے تمامی کے اور اوسکے مابعد سے تعلق ہونیکی اور مابعد کا ماقبل سے جدا ہونیکی وجہ سے وقف کو تام اور حسن اور کافی پر تقسیم کرتے ہین جیساکہ نحو کی کتابون مین مذکور ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورت مین اس قدر ترتیل فرماتے تہے کہ وہ سورت اوس سورت سے بہی بڑہ جاتی تہی جو اوس سے بڑی ہوتی تہی اور کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوش آواز اور خوش قرأت نتہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قرأت مین خوش آوازی کرتے تہے اور کبہی اوسکے ساتہ آواز کو بلند فرماتے جیساکہ فتح کے دن اس سورت کے پڑہنے مین آواز کو خوش اسلوبی کے ساتہ پڑہا یا انا فتحنا لک فتحا مبینا یعنے تحقیق ہمنے فتح دی تجہکو فتح ظاہر اور عبداللہ بن مغفل نے ترجیع کو آآآ تین بار کہنے کے ساتہ حکایت کیا ہے اور اوسکو بخاری نے ذکر کیا ہے اور ظاہر یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوس سورت مین پڑہ پڑہ کر آواز کو پڑہنا اختیاری تہا بطریق اضطرار کے اور ناقہ کی جنبش کے باعث سے نتہا جیساکہ بعضے لوگون نے گمان کیا ہے اور اگر یہ امر ناقہ کی جنبش کی وجہ سے ہوتا تو عبداللہ

بن مغفل اوسکو بیان نکرتے اور خبر ندیتے تاکہ لوگ اوسکی اقتدا کرتے اور ترجیع کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کی طرف نسبت نکرتے اور یہ بات نہ کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ترجیع کی ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور صحیح حدیث مین آیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو زینوا القرآن باصواتکم یعنے آرایش دو قرآن کو اپنی آوازون سے
اور فرمایا ہو لیس منا من لم یتغن بالقرآن یعنے ہم مین سے نہین ہے جس نے قرآن کو خوش آوازی
کے ساتھ نہ پڑھا اور فرمایا ہو کہ حق تعالی کسی چیز کو ایسا نہین سنتا اور متوجہ نہین ہوتا جیسا کہ
پیغمبر خوش آواز کے پڑھنے کو سنتا ہی اور متوجہ ہوتا ہی کیونکہ وہ قرآن کو خوش آوازی کے ساتھ
پڑھتا ہی اور بیکار کے پڑھتا ہی اور ابن عباس رض نے کہا ہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہو لکل شیئ حلیۃ وحلیۃ القرآن حسن الصوت یعنے ہر چیز کا ایک زیور ہو اور قرآن کا زیور
خوش آوازی ہو اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات کو ابو موسی
اشعری کے پڑھنے کو سنا اور وہ بہت خوش آواز تھے اور خوب پڑھتے تھے اور اونکی ستایش
مین فرمایا اعطی مزمارا من مزامیر آل داود یعنے دیا گیا ہو اوسکو مزمار داود کی اولاد کے
مزمارون مین سے جب دن ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حال سے اونکو خبر دی
ابی موسی اشعری نے عرض کیا کہ افسوس ہے کہ اگر مین جانتا ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ آپ سنتے ہین تو مین اوس سے زیادہ بناکر اور خوبی کے ساتھ پڑھتا اور علماونے قرآن شریف کے
تغنی کے مسئلے مین اختلاف کیا ہو بعضے مطلق جائز رکھتے ہین اگرچہ مد مین زیادتی لازم آئے
اور حرکت مین اشباع اور نغمات کے پایا جانے اور علم موسیقی کے قاعدون کے موافق ہو اور
بعضے مطلق منع کرتے ہین اور حق جو دائرۂ انصاف کا مرکز ہے وہ یہ ہو کہ خوش آوازی کرنا
اور غنا کرنا دو قسم پر ہے ایک تو یہ ہو کہ طبیعت اوسکو تقاضا کرے اور بدون تکلف اور بناوٹ
اور تعلیم کے اوسکو ادا کرے بلکہ جو اوسکو طبیعت پر چھوڑ دیا جائے تو وہ طبیعت خوش لحنی اور خوبی
کے ساتھ اوسکو بے تکلف ادا کرے اور یہ جائز ہی اگرچہ بہت آراستگی اور خوبی کے ساتھ ہو جیسا
کہ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر مین جانتا کہ آپ سنتے ہین تو مین قرات مین بہت
آراستگی اور خوبی صرف کرتا اور جسکو خوشی اور تجدید اور شوق کا ہیجان ہوتا ہی اور اپنی نفس پر

قابو نہین رہتا اور صبر نہین کرسکتا اور قرأت مین خوش آوازی اور آراستگی اور درد کی آواز
کو صرف کرتا ہو پس وہ مطبوع ہے اور وہ بے تکلف کرتا ہے تکلف کے ساتھ نہین کرتا اور تا
مل و صنعت اور لحن عرب سے ہی اور اس طرح کی خوش آوازی صحابہ کرتے تھے اور سنتے تھے اور
یہ خوش آوازی کرنا اچھا ہی کہ پڑھنے والے اور سننے والے دونون مین تاثیر کرتی ہے اور دوسری
وجہ یہ ہی کہ علم موسیقی کی صنعتون مین کسی صنعت کے ساتھ ہو کہ جسپر طبیعت خود قادر نہین ہے
اور وہ تصنع اور بناوٹ اور تکلف سے حاصل ہوتا ہی جیسا کہ طرح طرح کے الحان موسیقیہ
مرکب اور غیر مرکب مخصوص قاعدون کے ساتھ اور جو وزن اسکے نکالے ہین اوسکے ساتھ سیکھا
جاتا ہی کیونکہ وہ تعلیم اور تکلف کے ساتھ حاصل ہوتا ہے اور یہ وہ ہی کہ جسکو اگلون نے مکروہ
قرار دیا ہی اور اس وجہ سے اسکے ساتھ قرأت کو منع کیا ہی اور جس شخص کو علم اگلے لوگون کے
احوال سے ہی تو وہ خوب جانتا ہی کہ اگلے الحان موسیقی سے بیزار ہین کیونکہ اوسکی تمام
باتون مین تکلف ہوتا ہی اور یہ لوگ بہت پرہیزگار ہین نہ اس طریقہ سے پڑھتے ہین اور نہ
اسکو جائز رکھتے ہین بلکہ درد کے ساتھ اور خوش آوازیکے ساتھ پڑھتے ہین اور یہ ایسا امر ہی کہ
سب طبیعتون مین موجود ہی اور شارع نے اسکی مخالفت نہین کی ہی بلکہ اسکا ارشاد
کیا ہی اور لوگونکو اوس طرح پر پڑھوایا ہی اور روایات کی خبر دی ہے کہ حق تعالی ایسے
پڑھنے کو خوب سنتا ہی اور فرمایا ہی کہ وہ شخص ہم مین سے نہین ہے جو قرآن کو اچھی طرح
سے نہ پڑھے اور ابن ابی شیبہ نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا قرآن کی تعلیم کرو اور اسکو خوش آوازیکے ساتھ پڑھو اور حدیث کو لکھو اور یہ سب
مواہب لدنیہ مین مذکور ہی حکایت کی ہی کہ حضرت داود علیہ السلام جب چاہتے تھے کہ بنی اسرائیل
باتین کرین اور زبور شریف اونکے سامنے پڑھین تو سات روز ہو کے بیٹھتے تھے اور نہ کچھ کھاتے
نہ پیتے تھے اور نہ اپنی عورتون کے پاس آتے تھے تو اوسکے حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم کرتے
تھے کہ گوشون مین اور اطراف مین اور بستیون مین اور پہاڑون مین اور دریا مین پکار دو
کہ داود خدا نے دن بیٹھیگا اور باتین کریگا بعد اسکے اونکے واسطے منبر جنگل مین نکال کر رکھا جاتا
تھا پس وہ اوسپر بیٹھتے تھے اور حضرت سلیمان اونکے سرکی جانب کھڑے ہوتے تھے اور او

اور جن اور پرند اور چرند اور حشرات الارض آتے تھے اور بن بیاہی لڑکیاں اور عورتیں جمع
ہوتی تھیں تاکہ ذکر سنیں پس حضرت داؤد علیہ السلام حق تعالی کی تعریف شروع کرتے تھے
اوس چیز کے ساتھ جو لایق پروردگار جلشانہ کے ہے اور زبور کو پڑھتے تھے پس سننے والونکا
ایک گروہ کا گروہ مرجاتا تھا بعد اوسکے حضرت داؤد علیہ السلام گناہگارون کے حال پر رونا
شروع کرتے تھے اور نوحہ کرتے تھے پھر اونمین سے ایک گروہ مرجاتا تھا اور جب موت کی
بازار خلق مین گرم ہوجاتی تھی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کہتے تھے کہ اے نبی اللہ کے اب بہت لوگ
مرگئے اور سننے والونکی جگر پارہ پارہ ہوگئے پس حضرت داؤد علیہ السلام اونہہ کے گر پڑتے تھے
اور بیہوش ہوجاتے تھے اور پلنگ پر اوٹھا کے گھر لائے جاتے تھے اور حضرت سلیمانؑ
لوگونمین پکار دیتے تھے کہ جسکا جو بھائی بند دوست آشنا اسمین ہو اوسکو ڈھونڈھے اور باہر
نکالے پس عورتیں پلنگ لاتی تھیں اور اپنے خاوندون اور لڑکون اور بھائیون کے سر ہانے
جا کھڑی ہوتی تھیں اور اونکو اوٹھاتی تھیں اور شہر مین لیجاتی تھیں اور جب حضرت داؤدؑ
دوسرے دن ہوش مین آتے تھے تو حضرت سلیمانؑ سے پوچھتے تھے کہ اے سلیمان اون بندون
نے جو بنی اسرائیل مین کیا کیا پس حضرت سلیمانؑ کہتے تھے اے نبی اللہ کے فلان فلان
مرگئے اور نام اونکے کہدیتے تھے پس حضرت داؤد علیہ السلام سر پیٹتے تھے اور گریہ و زاری
کرتے تھے اور کہتے تھے اے بار خدایا کیا تو داؤد سے ناراض ہے کہ داؤد اون لوگون کے
ساتھ جو تیرے خوف سے اور تیرے شوق مین مر گئے نہ مرگیا پس حضرت داؤد علیہ السلام
کا دوسری مجلس تک یہی داب تھا اور اسی حال مین رہے جب تک حق تعالی جلشانہ نے
اونکو اس حال مین رکھا آپ لوگ گمان نکرین کہ شاید حال بنی اسرائیل کا اس امت کے حال سے
اعلی اور کامل تر تھا کیونکہ غنا اور مزامیر مین حال ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کا کافی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکے حق مین فرمایا ہے کہ اسکو ایک مزمار آل داؤد کی مزامیر
مین سے دیا گیا ہے اور خوف اور شوق سے اون لوگونکا مرنا اونکی اس امت پر فضیلت نہین لازم
آتی ہے کیونکہ اوسکے دو جواب موجود ہین ایک تو یہ ہے کہ حق تعالی نے اس امت کو ایک
ایسی قوت عطا کی ہے کہ اونکو متحمل کر دیتی ہے اور ہر حال کا جو اونپر طاری ہوتا ہے اور اونکی

زندگی کو نگاہ رکہتی ہے اور قوت جسمانی کو قضا نہین ہونے دیتی ہے بلکہ بوجہ پے درپے ہونے احوال ذکر اور اطوار یقین کی قوت روحانی اور تائیدات الہیہ کو پیدا کر دیتی ہی جیسا کہ فرمایا لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا یعنی اگر اوٹہتا پردہ تو نہ زیادہ ہوتا مجہی یقین اور جیسا کہ حال داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا تہا کہ باوجود اسباب کی کہ وہ اہل مزامار اور بنی اسرائیل کے خاص لوگون ہی خاص زیادہ تہی اور اونسے افضل تہے لیکن اونکو اتفاق مرنیکا نہین ہوا جیسا اونکی امت کو اتفاق مرنیکا ہوا اور یہ بات اس سبب سی تہی کہ حق تعالی جلشانہ نے اونکو قوت اور تحمل اور برداشت اسکا عطا کیا تہا اور حضرت داؤد علیہ السلام کا نہ مرنے پر رونا اور معذرت کرنا انکا رسی اور امت پر شفقت کرنیکی وجہ سی تہا نہ یہ کہ امت مین بہی کسی متنفس سی اونکا مرتبہ گہٹا ہوا اور اس قوت الہیہ کے اور قلب کی تحمل کے ہونیکی جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسکو اشارہ فرمایا ہی کہ ایک دن ایک شخص کو دیکہا قرآن شریف سننے کے وقت روتا ہی اور بیچین اور بیخود ہوا جاتا ہی پس آپ نے فرمایا کہ ہم بہی ایسی ہی تہی لیکن اب ہمارا دل سخت ہوگیا ہی اور قوت کو بوجہ انکسار اور تواضع کی قلب کی سختی کے ساتہ تعبیر فرمایا حالانکہ مرتبہ اونکا اس سے محفوظ ہی اور بلائی اونسے بالکلیہ اوٹہ گئی ہے اور نقل کرتے ہین کہ ایک روز سہل تستری نے ایک شخص کو قرآن پڑہتے ہوئے سنا اپ کانپ اوٹہے اور زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہوگئے لوگون نے اونسے پوچہا کہ یہ کیا تہا کیونکہ ہمنے تمکو کبہی اس پر نہین دیکہا تہا اونہون نے جواب دیا کہ یہ ضعف حال کی وجہ سی ہی لوگون نے کہا اگر ضعف یہ ہے تو قوت کیا ہوگی اونہون نے کہا کہ قوت یہ ہی کہ سب چیز کا متحمل ہوجائے اور بیخود نہو اور ثابت قدم رہی اور دوسرا جواب اوسکا یہ ہی کہ اس امت مین بہی خوف اور شوق سی بہت ہی بڑی اور نیک آدمی قرآن شریف سننے مین مرگئے اور ذوق اور شوق مین اس عالم سے سدہار گئے ہین اور مواہب لدنیہ مین لکہا ہی کہ ابو اسحق ثعلبی نے اوس جماعت کی ناموں کی بیان مین ایک کتاب تصنیف کی ہی اور کتاب نفحات الانس مین بہی اوس جماعت کا ذکر ہے کہ جس نے سماع کی مجلس مین جان دی ہے وصل اور جب کہ تعین قرآن کا ذکر ہوا اگر سماع غنا کی تحلیل مسئلہ کی طرف اشارہ کیا جائے کچہ بعید نہوگا آگاہ ہو کہ اس مسئلہ مین آگاہ لوگون نے اور بعد اونکے

نے قولاً او فعلاً بہت اختلاف کیا ہے بعضی نغمے کے مباح ہونے کے قایل ہوئے ہین اور اسکو
سنا ہی اور بعضون نے اوس سے انکار کیا ہی اور پرہیز کیا ہی اور بعضون کو اوسمین توقف
ہوا ہی اور متردد رہی ہین اور کہا ہی کہ نہ ہم یہ کام کرتے ہین اور نہ اس سے انکار کرتے ہین
اور آگاہ ہو کہ جس سماع کی طرف حق سبحانہ کے قول سے اشارہ پایا گیا ہی کہ فبشر عباد الذین
یستمعون القول فیتبعون احسنہ یعنی یہ خوشخبری دی میرے بندونکو جو سنتے ہین بات اور تابع ہوتے
چلتے ہین اوسکی نیکی کے واذا سمعوا ما انزل الی الرسول ترا اعینہم تفیض من الدمع مما
عرفوا من الحق یعنی جب سنتے ہین جو اوترا ہی رسول پر تو دیکھتے اونکی آنکھین اوبل پڑتی ہین
آنسوؤن سے اوسے جو حق بات پہچانی ہے اوسکو عوارف مین لکھا ہی کہ یہی سماع ہے
جسکی حقانیت پر اتفاق ہی اور اسمین کوئی اہل ایمان مخالف نہین ہے اور اختلاف
اشعار اور قصیدون کی سماع مین ہے جو موسیقی کے قاعدون کے موافق اور الحان مطربانہ
کے ساتھ گائے جاتے ہین اور اس مقام مین بہت سے قول ہین اور مختلف احوال ہین بعضی اوسکے
منکر ہین اور اوسکو فسق اور فجور سے شمار کرتے ہین اور بعضون کو اوسمین غلو ہی اور وہ اوسکو
بہت حق اور صحیح زیادہ سمجھتے ہین اور دونون گروہ نے اسکے دونون جانب مین زیادتی
کی ہے اور حد سے بڑہ گئے ہین اور اس مقام مین دو طریقے ہین ایک تو مذہب فقہا کا ہی
اور وہ انکار کرتے ہین اور تعصب اور عناد کی راہ چلتے ہین اور اسکے فعل کو گناہون کے ساتھ
جو کبیرہ ہین ملاتے ہین اور اوسکے اعتقاد کو کفر اور الحاد کہتے ہین اور یہ بہت زیادتی ہے اور طریق
اعتدال اور انصاف سے خارج ہی اور یہ بات پر جرأت نچاہیے خصوصاً خلاف مقام مین مالک
اپنے مذہب کے عالمون سے نقل کیا گیا ہی جو حرمت اور کراہیت پر دلالت کرتا ہی اور دوسرا
طریقہ محدثین کا ہی اور یہ کہتے ہین کہ صحیح حدیث اور نص صریح سے اسکی حرمت ثابت نہین
ہوئی ہے بلکہ جو حدیثین اس باب مین وارد ہوئی ہین وہ یا بناوٹی ہوئی ہین یا مطعون ہین
اور ایسے ہی قرآن کی آیتین ہین اگرچہ بعضے مفسرین نے اوس چیز کے ساتھ اوسکی تفسیر کی ہی جو غنا
کی حرمت پر دلالت کرتی ہے لیکن اوسکی تاویلین بھی ہین جنکو دین کے عالمون نے جو انکے مخالف
ہین ذکر کیا ہے اور جب کہ حرمت ثابت نہوئی تو حلال اور مباح ہونا موافق قول سبحانہ تعالی

کے ثابت ہوا او احل لکم الطیبات یعنی حلال کر دی گئیں تمکو اچھی چیزین اور بعضے کہتے ہین اوسکی
حرمت اور اباحت دلیل قطعی شرعی سے ثابت نہین ہوئی پس مشتبہ قرار پایا اور اصل اشیا
پر اور حظر سے اباحت نہین ہے اور بقیہ الطریقہ صوفیہ کرام کا اور اونکا مذہب اور اونکے فعل اسباب
مین مختلف ہین بعضون نے پرہیز کیا ہے اور بعضون نے استعمال کیا ہے اور جو اسکا پرہیز کرنا انکا اور
زیادتی انکی تقوی تر ہیز کیونکہ انکا مذہب مین ہر فعل اور قول مین سب تقوؤن اور تمام حالتون
مین عزیمت اور احتیاط ہے لیکن انہین سے بعضون پر محبت اور شوق اور نشہ محبت اور
کیفیت حال اور وجد غالب ہوا ہے اور حکم انکا بیخود اور مستونکا حکم ہے اور بعضون مین نغمون
کی تاثیر کرنے مین اور قلب کی فرحت دینے مین کچھ شک نہین ہے اور یہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
یہان تک کہ جانورون مین اور بچون مین تاثیر اسکی ہوتی ہے پس جو انہین سے تحمل والے ہین
وہ حکم اور ادب پر استقبال کے ساتھ ثابت قدم رہتے ہین اور جو اہل شوق مین سے ایسے ہین کہ
جنکا حال ذرا مین دگرگون ہوجاتا ہے وہ بسبب غلبہ وجد اور کیفیت حال کی بیخود ہوجاتے ہین
اور اونکو قرار نہین رہتا اور بعضے عارفون نے کہا ہے کہ سماع اون لوگون کے لیے ہے جن پر
صفتون کی تجلیین ہوتی ہین اور وہ ارباب وجد مین پس ہین کیونکہ اونپر تنہا صفتون کا
ظہور ہوتا ہے اور مختلف حالتین اونپر گذرتی ہین لیکن جن پر ذات کی تجلی ہوتی ہو انکا
حال اور مرتبہ بہت اعلی اور قیاس سے باہر ہے اور بیشک اس گروہ نے سماع کی شرطین
اور اوسکے آداب بیان کیے ہین پس جو طالب پیروی ڈھونڈھنے والا ہے اوسکو دیکھنا کتاب
عوارف کا جو معارف کے احکامون کے جامع کفایت کرتا ہے اور اوسمین ایک باب انکار مین
بھی باب ہے اور قبول اور ایثار مین بھی ہے اور سماع کی ترفع اور استغنا مین ہے اور ایک
باب اوسکے آداب مین اور غنا کے نہ ملنے مین بھی ہے واللہ اعلم اور صاحب کتاب الامتاع باحکام
السماع نے لکہا ہے کہ غنا دو قسم پر ہے ایک قسم ہے جسمین عادت جاری ہوئی ہے لئے
اوسکا قلب کی فرحت کی اور کامون کی آسانی اور اور بوجھون کی اوٹھانے اور مسافت
طی کرنے کے لیے حج کی راہ مین کعبہ اور زمزم کی وصف کرنے کے ساتھ کرتے ہین اور لڑائی کے
مقام مین لڑنے اور جہاد اور جنگ کی صفت کرنے کے ساتھ استعمال کرتے ہین مثل حدا

اور غضب اور رکیبابی کی اور مثل غنا عورتون کے جو بچون کی تسکین کے واسطے اور باندیان کے ہے اور یہ مباح ہے اگر فحش اور حرام چیزون سے خالی ہو بلکہ مستحب ہے کیونکہ اچہے کامونکے نشاط کا باعث ہوتا ہے اور دوسری قسم غنا کی ہے کہ اوسکو بہی استعمال کرتے ہین جو غنا کی صنعت سے آگاہ ہین اور شعر جنمین ایک گدازگی ہے اونکو اختیار کرتے ہین اور باریک لحنون کے ساتہ اور اونکو گاتے ہین کہ اوس سے نفس کو ہیجان ہوتا ہے اور رقت ہوتی ہے اور یہ قسم عالمون مین مختلف فیہ ہے ایک جماعت نے اسکو مباح قرار دیا ہے اور ایک قوم نے مکروہ کہا ہے اور ایک قوم نے حرام کہا ہے اور کہتے ہین صحیح تر اور مشہور تر مالک اور شافعی اور ابو حنیفہ اور احمد رحمہم اللہ سے کراہت اور حرام کا اطلاق بہی آیا ہے اور قاضی ابو الطیب نے امام ابو حنیفہ رح سے اسکی حرمت بیان کی ہے اور شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف مین کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح غنا کو گناہون مین شمار کرتے ہین اور ایسے ہی قاضی ابو الطیب تحریم اسکی عامر شعبی اور سفیان ثوری اور حماد اور نخعی سے نقل کی ہے اور فاکہی جو سند کہ رکہتے ہین اوس سند سے اونہون نے سفیان سے روایت کی ہے کہ غنا کے بارے مین اونسے پوچہا گیا پس اونہون نے کہا کہ وہ بمنزلہ ہوا کے ہے کہ ایک کان سے آیا اور دوسرے کان سے نکل گیا اور کہتے ہین کہ یہ اشارہ اونکا اوسکے مباح ہونے سے ہے اور حرمت اوسکی اہل کوفہ اور اہل مدینہ اور اہل عراق سے نقل کی گئی ہے اور ایک گروہ اوسکی اباحت کی طرف گیا ہے اور مطلق اوسکو مباح کر دیا ہے اور عورت اور مرد اور لڑکے کی کچہ تفصیل نہین کی ہے اور اون سب برابر کا حکم دیا ہے لیکن اتنی شرط کر دی ہے فتنہ اور اوسکے واقع ہونے سے امن ہو اور جو لوگ اوسکے مباح ہونیکے قائل ہین اونہون نے کہا ہے کہ غنا اور اوسکا سننا ایک جماعت کثیر سے جو بڑے بڑے صحابہ ہین کہ اونمین عشرہ مبشرہ بہی گنتے ہین اور تابعیون اور تبع تابعین سے روایت کیا گیا ہے اور دوسرے علماء دین اور محدثین سے جو پرہیزگاری اور تقوی اور علم اور عبادت کے لوگ ہین اونسے بہی اوسکا مباح ہونا نقل کیا گیا ہے اور اسبابین ان سب لوگون سے روایتین اور حکایتین جو اوسمین کفایت کرتی ہین منقول ہین اور بیشک معلوم ہوتا ہے کہ اسمین امام دین کے اور بڑے بڑے اہل یقین مختلف ہین عبد اللہ بن جعفر

رضی اللہ عنہا کا گانا سننا مشہور ہے اور اسکو جن فقہا اور ارباب تواریخ اور حدیث نے بالتواتر
نے دیکہا ہے نقل کیا ہے اور عبد البر نے استیعاب کہ نام ایک کتاب کا ہے اوسمین کہا ہے
کہ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما غنا مین کوئی قباحت نہین جانتے تہے اور اپنے چچا حضرت
امیر المومنین علی بن ابی طالب رضہ کے زمانے مین جہیلہ کے گہر مین جاتے تہے اور جہیلہ نے قسم
کہائی تہی کہ اپنے گہر کے سوا کسیکے واسطے نہ گاؤن گی پس اپنے گہر مین گانا گائین اور چاہا
عبد اللہ بن جعفر رضہ گہر مین تشریف لائین اور سنین اور مین اپنی قسم کا کفارہ دیدون
پس آپ نے اونکو اسبات سے منع کیا اور کہا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضہ کے
ہمسایے کچہ لوگ تہے کہ وہ گاتے اور اونکی لیے بربط بجاتے تہے اور نقل کی ہے کہ سعید بن المسیب
جو افضل تابعیون مین سے تہے اور پرہیزگاری مین ضرب المثل تہے گانا سنتے تہے اور
اوس سے لذت اوٹہاتے تہے اور ایسے ہی سالم بن عبد اللہ بن عمر و قاضی شریح باوجود
مرتبہ عالی کے اور کبر سنی کے اپنی لونڈیون کا گانا سنتے تہے اور سعید بن جبیر جو بزرگ تر تابعین
تابعین سے ہین گانا جاریہ کا سنا ہے کہ وہ گاتی تہین اور دف بجاتی تہین اور ایسے ہی عبد الملک
بن جریج کہ عالم اور فقیہ اور حافظ حدیث اور عابد تہے اور جنکی عدالت اور بزرگی پر سبکا
اجماع ہے گانا سنتے تہے اور الحان جانتے تہے اور ابراہیم بن سعد ایک شخص تہا اپنے وقت
کے امام اور فقیہ اور صاحب روایت کی تخمی طالب علمون کو حدیث نہ سنواتے تہے جب تک
اونکو گانا نہ سنواتے تہے اور رشید کی مجلس مین اونہون نے غنا کی حلال ہونیکا فتوی دیا
اور اوسنے لوگون سے امام مالک کا حال پوچہا پس اونہون نے کہا کہ مجہکو لوگون نے
خبر دی ہے کہ بنی یربوع مین ایک روز دعوت تہی اور قوم کے پاس دف اور بربط تہے
کہ وہ بجاتے تہے اور گاتے تہے اور کہیل کود کرتے تہے اور امام مالک کی پاس ایک
چہوٹا دف تہا کہ وہ اوسکو بجاتے تہے اور گاتے تہے واللہ اعلم اور صاحب تذکرہ نے
بیان کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری سے غنا کے بارے مین پوچہا گیا پس دونون
صاحبون نے فرمایا کہ گانا نہ گناہ کبیرہ ہے نہ صغیرہ مین سے ہے اور نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ
کے ہمسایے مین ایک شخص تہا کہ وہ ہر شب کو اوٹہتا تہا اور گاتا تہا اور امام اوسکا گانا سنتے تہے

اور ایک شب کو امام نے اوسکی آواز نہ سنی پس اوسکے گھر والون سے پوچھا کہ آج کی آواز
کیا ہوا ہی کہ اوسکی آواز سننے مین نہین آتی ہے اون لوگون نے کہا آج رات کو وہ باہر نکلا تہا
لوگون نے اوسکو پکڑکے قید کیا ہے پس امام نے اپنا عمامہ سر پر باندہکر اوسکے پاس گئے
اور اوسکی سفارش کی اور چہڑوا لیا اوسکے کہا کہ اوسکا نام کیا تہا آپنے کہا اوسکا نام
عمر ہے پس جسکا نام عمر تہا اوسکو قیدخانے سے نکال لیا اور امام نے اوس شخص سے کہا کہ پہر وہی کام کر
جو تو ہر شب کو کام کرتا تہا اور چونکہ امام ابوحنیفہ رح نے گانا اوس شخص کا سنا اور اوسکو منع
نکیا یہ بات اونکے نزدیک گانے کے مباح ہونے پر دلالت کرتی ہے اور باوجود پرہیزگاری
اور اتقا کے اونکی ہر شب اس گانا سننے پر مباح ہی ہونیکی حمل ہوسکتا ہی پس اب جو کچہ
امام سے اسکے خلاف ظہور مین آیا ہی اوسکو واسطے جمع کرنے قول اور فعل کے اوس گانے
پر محمول کیا ہے جسمین فحش تحریک ہوتا ہے اور حالانکہ تحریم اوسکی نہین پائی گئی ہے
لیکن بمقتضا ہی اونکے فعل کے ہی نہ اونکے قول سے جیسا کہ منقول ہے کہ جب عورت ولیمہ مین
گانا ہوتا تہا امام نجاتے تہے اور ابن قتیبہ نے بیان کیا ہے کہ ایکدن امام یوسف رحمۃ اللہ
کے پاس گانیکا مسئلہ کا ذکر کیا گیا پس آپ نے امام ابوحنیفہ رح کے ہمسایکا قصہ بیان
کیا اور نقل کیا ہی کہ امام ابو یوسف رح اکثر رشید کی مجلس مین تشریف لیجاتے تہے اور وہان
گانا ہوتا تہا پس آپ سنتے تہے اور روتے تہے اور امام مالک رح سے سماع کے بارے مین پوچہا گیا اونہون
نے فرمایا کہ مین نے اپنے شہر کے عالمون کو دیکہا ہے کہ وہ سماع کی مجلس مین بیٹہتے ہین اور اوسکے
سنکر بیٹہتے ہین اور کہا کہ سماع کا منکر وہی شخص ہوگا جو اندہا ہی یا جاہل ہی یا عراقی جسکی بری
طبیعت ہی اور امام غزالی رح نے اسکو اوس سے نقل کیا ہی اور امام قشیری نے اور استاد ابو منصور
ابو قفال اور اس کے سوا لوگون نے مباح ہونا سماع کا امام مالک رح سے نقل کیا ہے اور
امام مالک رح سے یہ بات جو نقل کی گئی ہے کہ انہون نے کہا گانا فاسق ہی سنتے ہین تو وہ اوس
گانے پر حمل کیا گیا ہے جسمین وہ چیزین شریک ہین جو منع ہین تا کہ اونکے قول اور فعل مین مطابقت
ہوجاوے اور امام غزالی رح نے کہا ہے کہ امام شافعی رح کے مذہب مین گانیکا حرام ہونا نہین
ہے اور جو اکثر مین اونکی تصنیف مین اور سوا اسکے کتنی کتابون مین ڈہونڈہا ہے لیکن اونکو

گانے کے حرام ہونے پر کہین راضی نہین پایا ہے اور استاد ابو منصور بغدادی نے کہا ہے
کہ امام شافعی رح کے مذہب مین انکے قول سے سماع اس طور پر مباح ہے کہ اگر مرد کسی مرد سے
یا اپنی ہمسایہ سے یا اوس عورت سے جسکا دیکھنا حلال ہے یا اپنے گھر مین یا اپنے یعنی
دوستون کے گھر مین سنے اور راستہ مین اور اوس گانیکو جسمین وہ چیزین شامل ہین جو منع ہین
نہ سنے اور نمازون کے وقت کو اوس سماع کے باعث سے نہ کہوئے اور ابو منصور بغدادی ذکریا
بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ بیان کرتے تھے کہ مجھکو امام شافعی رح نے ایک مجلس
کی صحبت مین بلایا اور اوس مجلس مین ایک شخص تھا کہ وہ گاتا تھا جب وہ فارغ ہوا تو مجھ
سے پوچھا کہ آیا تم خوش ہوئے ہین نے کہا نہین پس امام شافعی رح نے فرمایا اگر تم سچ کہتے ہو
تو تمکو حس صحیح نہین ہے یعنی گانیکا اچھا معلوم ہونا طبیعت کی سلامتی اور حس کی صحت کی
علامت ہے اور گانیکا خوش نہ آنا طبیعت کی کجی اور حس کے نقصان کا نشان ہے اور
اس مقام سے معلوم ہوا کہ کوئی شرعی دلیل گانیکی حرمت اور کراہیت پر نہین ہے اور
اگر ہوتی تو طبیعت کو اوسکا اچھا معلوم ہونا کیا فائدہ کرتا کیونکہ کسیکی طبیعت مین نغمہ
کی تاثیر کرنیمین کلام نہین ہے کسواسطے کہ حیوان [illegible] آدمیونکا کیا ذکر ہے اور
امام شافعی رح سے منقول ہے الغنا لہو مکروہ یشبہ الباطل یعنے گانا ایک لہو چیز مکروہ
ہے باطل کے مشابہ ہے عالمون نے کہا ہے کہ یہ بات ہوسکتی ہے کہ مکروہ سے مراد
یہ ہو کہ گانے کا ترک کردینا بہتر ہے کیونکہ مکروہ اس معنی پر بولا جاتا ہے اور امام غزالی رحمہ اللہ
نے کہتے ہے کہ یہ قول امام شافعی کا گانے کی حرمت اور کراہیت پر دلالت نہین کرتا ہے بلکہ اگر
امام شافعی رح باطل بھی کہتے تو بھی حرمت اور کراہیت پر دلالت نہوتی کیونکہ معنی باطل کے یہ ہین
کہ جسمین فائدہ نہو اور مباح وہ چیز ہے کہ جسمین فائدہ نہین ہے اور حضرت امام غزالی رحمہ اللہ
نے کہا ہے جو چیزین کہ ان الفاظون کے ساتھ وارد ہوئی ہین اور گانیکی برائی پر دلالت
کرتی ہین تو وہ محمول اوس گانے پر ہونگی جسمین فحش باتین اور وہ چیزین جو منع ہین شریک
ہین پس گانیکا حرام ہونا بوجہ ایک شی عارض کے ہوگا نہ اوس معنی کے سبب سے جو گانا کی
ذات مین ہے اور حاصل کلام یہ ہو کہ امام شافعی رح کے قول اور فعل سے تحقیق وہ چیز صحت کی

پہنچا ہے جو صریح اوسکے مباح ہونے پر دلالت کرتی ہین اور اوسکے حرام ہونے پر نص نہین ہے اور امام احمد حنبل سے بہی روایت صحت کو پہنچی ہے کہ امام احمد بن حنبل نے اپنے بیٹے پاس جنکا نام صالح ہے گانا سنا ہی چنانچہ ابو العباس فرغانی سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے تھے کہ مین نے صالح بن احمد بن حنبل کو سنا ہی کہ وہ کہتے تہے کہ مین گانیکو دوست رکہتا تہا اور میرے باپ اسکو اچہا نجانتے تہے پس ایک روز مین نے ابن خبازہ سے وعدہ لیا کہ ایک شب تم میرے پاس رہو پس وہ ایک شب میرے پاس رہے جب مین نے جان لیا کہ میرے باپ سو گئے تو ابن خبازہ نے گانا شروع کیا پہر مجھکو کوٹھے پر پانون کی آہٹ معلوم ہوئی مین کوٹھے پر چڑہ گیا اور مین نے دیکہا کہ میرے باپ کوٹھے پر مین اور گانا سنتے ہین اور دامن اونکی بغل کے نیچے ہے اور وہ کوٹھے پر پہرتے ہین گویا کہ رقص کرتے ہین اور مثل اسکے ایک قصہ عبد اللہ بن احمد حنبل کا بہی منقول ہے اور یہ بات اسپر دلالت کرتی ہے کہ اونکے نزدیک بہی سماع مباح تہا اور جو کچہ کہ اسکے خلاف اون سے منقول ہی وہ محمول اوس گانے پر ہے جسمین فحش اور منع چیزین شریک ہوتی ہین اور وہ برا ہی اور امام احمد سے روایت کیا ہے کہ اونہون نے ایک قوال کا گانا اپنے بیٹے کا پاس جنکا نام صالح ہے سنا اور کچہ اوس سے انکار نکیا پس اونکے بیٹے نے کہا کہ ای باپ میرے کیا آپ اس سے انکار نکرتے تہے اور اسکو مکروہ سمجہتے تہے اونہون نے کہا کہ لوگون نے مجہہ سے ایسا کہا کہ گانیوالے اون چیزونکا استعمال کرتے ہین جو منع ہین اور داؤد طائی سے نقل کی ہے کہ وہ سماع کی مجلس مین آتے تہے اور سماع مین اونکی پیٹہہ سیدہی ہوجاتی تہی باوصف اسبات کی کہ بڑہاپے کی وجہ سے کبڑے ہوگئے تہے اور وہ شاگرد امام ابو حنیفہ رحمہ کے تہے اور عالم فقہ حنفی تہے اور عالم فقیہ ناصر الدین ابو المنیر اسکندری نے اپنے فتاوی مین لکہا کہ اگر سماع اپنی شرط کے ساتہ اپنے مقام مین ہو اور جو اوسکا اہل ہین لئے وہ ہون تو صحیح ہے اور اس قول کو ابو بکر خلال نے جو صاحب جامع ہین اور عبد العزیز نے کہ یہ دونون حنبلی ہین اختیار کیا ہے اور صاحب مستوعب نے گانا سننے کو حنابلہ کی ایک جماعت سے نقل کیا ہی اور بیان کیا ہے اونہون نے گانا سنا صالح اور عبد اللہ سے جو بیٹے امام احمد کے ہین اور اوسکو حافظ ابو الفضل

مقدسی اور طاہر نے اختیار کیا ہے اور اسکو ابو محمد بن حزم نے اپنے مصنفات مین ذکر کیا ہے
اور اوسکا اسباب مین ایک رسالہ ہے اور ابن طاہر نے بھی ایک رسالہ سماع کے مقدمہ مین
تصنیف کیا ہے اور اجماع صحابہ اور تابعین کا اوسپر نقل کیا ہے اور اوسکی دلیلونکو اون سندون
سے جو وہ رکھتے ہین منضبط کیا ہے اور شیخ تاج الدین عبد الرحمن فزاری شافعی شیخ دمشق
نے جو مفتی دمشق کے تھے اور ابن قتیبہ نے سماع پر حرمین شریفین کے لوگون کے اجماع کو
نقل کیا ہے اور ابن قتیبہ نے اکثر اہل عراق سے بھی نقل کیا ہے اور ابن طاہر نے اپنی سند کے ساتھ
روایت کیا ہے کہ جب دیکھو کہ اہل مدینہ نے کسی چیز پر اجماع کیا ہے تو اوسکو سنت سمجھو اور یونس
بن عبد الاعلی نے روایت کیا ہے کہ مین نے امام شافعی سے پوچھا کہ اہل مدینہ کے نزدیک سماع
مباح ہے یا نہین اونہون نے کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ کوئی بھی علماء حجاز مین سے
سماع کو مکروہ قرار دیتا ہے لیکن اسقدر جانتا ہون کہ اونہون نے اسکی تعریفین کی ہین اور
ابو یعلی حنبلی نے ذکر کیا ہے کہ یوسف بن یعقوب الماجشون اور اونکے بھائی گانا سننے کی اجازت
دیتے تھے اور یحیی بن معین جو بہت بڑے محدث تھے اونہون نے کہا ہے کہ مین یوسف ماجشون
کے پاس آتا تھا پس وہ مجھکو گھر مین حدیث پڑھاتے تھے اور ہمسایہ دار اپنے دوسرے گھر مین
دائرہ بجاتے تھے اور یہ سب اہل حدیث مین ثقات ہین کہ صحاح مین انکی حدیثین لائے ہین
ہین اور عبد العزیز بن سلمہ ماجشون جو مفتی مدینے کے تھے اور اوسنے ائمہ سے موافقت کی ہے
اور صحیحین مین اونکی حدیث لائی گئی ہین بربط کی رخصت دیتے تھے اور
ہدایہ کی شرح مین حضرت امام ابو حنیفہ سے اسکی تحریم بیان کرنے کے بعد
مباح ہونیکو اس وقت مین نقل کیا ہے کہ جب نظم کے قافیونکو حاصل کرے اور زبان
کے فصیح ہونے کے لیے گاوے اور کہا ہے کہ اسمین کچھ قباحت نہین ہے اور
نے کہا ہے کہ اگر تنہا ہو اور اپنے نفس کی وحشت دفع کرنے کے واسطے گاوے تو کچھ قباحت
نہین ہے اور یہی شمس الائمہ سرخسی نے اختیار کیا ہے اور اسپر دلیل لائے ہین اس بات کو
کہ انس رضی اللہ عنہ اپنے گھر مین گاتے تھے اور اسکو بطریق لہو کے نہین کرتے تھے اور کہا ہے
جو اسکی کراہت کے قائل ہین وہ حضرت انس کی حدیث کو اسبات پر حمل کرتے ہین کہ وہ

اون شعرون کو گاتے تھے جو مباح ہین اور صاحب بدائع نے حنفیہ سے اس مذہب کے ساتھ
یقین کیا ہی جسکو شمس الائمہ نے ذکر کیا ہی اور علت اوسکی یہ بیان کی ہے کہ گانا میا ستادل کو
نرم کرتا ہے اور صاحب ذخیرہ نے بعضے حنفیہ سے نقل کیا ہے کہ لاباس بہ فی الاعراس
یعنے گانے مین کچہ قباحت نہین شادیون مین اور بعضے کہتے ہین کہ عیدون مین اور تمام خوشی
کے وقتون مین جو مباح ہین سماع مین کچہ قباحت نہین ہے اور شیخ الاسلام ابو محمد بن
عبد السلام اور صاحب اونکی شیخ محمد دقیق العید نے کہ پرہیزگار عالمون مین سے ہین اوس کو
اختیار کیا ہے اور صاحب امتاع نے کہا ہے کہ صوفیہ کرام مین بہت سے فقیہ اور محدث اور علوم
شرعیہ کے جاننے والے تہے جیسے استاد ابو القاسم قشیری اور شیخ ابو طالب مکی اور شیخ شہاب الدین
سہروردی اور انہون نے اپنے رسالون اور تصنیفون مین اون چیزون کا ذکر کیا ہی جو سماع
کے مباح ہونے پر قولاً اور فعلاً دلالت کرتے ہین اور جنید رضی اللہ عنہ فقیہ تہے اور ابو ثور
کے مذہب پر فتوی دیتے تہے اونسے قشیری اور سہروردی اور سوا انکے جو ہین اونہون نے
بیان کیا ہی کہ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ہے کہ اس صوفیہ کی جماعت پر رحمت کا نزول
تین وقت مین ہوتا ہے ایک تو کہانے کے وقت کیونکہ یہ نہین کہاتے ہین مگر فاقے مین
اور دوسرے کلام کرنے کے وقت اسواسطے کہ یہ صدیقین اور انبیا اور مرسلین کے مقامون
مین باتین کرتے ہین اور تیسرے گانا سننے کے وقت کیونکہ یہ وجد کے ساتہ اور شہود حق کے ساتہ سنتے ہین اور اہل
صحابہ کی جماعت سے اس باب مین حکایتین نقل کی ہین جو اونمین سے اکثر کتابون مین مذکور
ہین **وصل** اور آگاہ ہو کہ صاحب امتاع نے سماع کے باب مین تین قول نقل کیے ہین ایک تو
اوسکی حرمت اور دوسرے اوسکی کراہت اور تیسرے اوسکا مباح ہونا اور ہر مذہب کی دلیلین
ذکر کی ہین اور مذہب اباحت کو ترجیح دی ہے جیسے کہ اونکی عادت تہی اور حرمت اور کراہت
کے جوابمین سندون سے اور دلیلون سے دیے ہین اور مذہب اباحت کے اثبات مین بہت کچہ
لکہا ہی اور اسکو کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس سے ثابت کیا ہی اور علت قیاس کی یہ ہے
کہ جب سنت صحیحہ مین قرآن شریف کا خوش آوازی سے پڑہنا ثابت ہوا تو شعر مین بھی وہ
بات جائز ہوگی اور دونون اسبات مین شامل ہین کہ قرآن کا خوش آوازی سے پڑہنا

گدازگی اور شوق پیدا کرتا ہے اور خشوع اور خضوع کو قلب مین جگہ دیتا ہے اور شعرون کا گانا
جو کہ مباح ہین وہ طاعت اور مباح چیزون سے اور زہد کرنیکی دنیا مین رغبت اور آخرت
کی رغبت کا شوق دلاتا ہے اور محبت الٰہی تعالی کی زیادتی اور حضرت رسالت پناہی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی متابعت پیدا کرتا ہے پس اسکا جواز بھی ہوا اور بعضی حدی اور نصب اور
اور قسمون کی عربی گانے جو جائز مباح ہین باتفاق اوسپر قیاس کرتے ہین اور یہ سب
اوس وقت مین ہوسکتا ہے کہ جب کہ نص قاطع گانیکی حرمت اور کراہت پر ثابت نہو
ورنہ قیاس مقابلہ نص کے لازم آئیگا اور جو لوگ اوسکے مباح ہونیکے قائل ہین وہ کہتے ہین
کہ کوئی نص اسباب مین وارد نہین ہوئی ہے اور اگر کوئی ہے تو صحت کو نہین پہنچی ہے
اور شاہ عبد الحق دہلوی فرماتے ہین کہ میرا مقصد اوسکے مباح ہونیکے قولون کے بیان
کرنے سے یہ ہے کہ تاکہ معلوم ہوجاوے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور ایک جانب یقین کر لینا
اور اوسکو ترجیح دینا اور اوسمین تعصب کرنا طریقہ اختلاف کی مناسب نہین ہے اگر کسیکو
صلاح وقت اسمین معلوم ہو کہ توقف کرے اور احتیاط کرے اور خلاف اور جھگڑے مین
نہ پڑے اور اپنے حال کی بھلائی اوسمین دیکھی اور احتیاط اور تقوی کو اوسمین اندیشہ کرے
تو اوسکو مبارک ہو لیکن چاہیے کہ بزرگون کے حق مین جو اسکا استعمال کرتے ہین طعن اور
تشنیع باوجود متعارض ہونے دلیلون کے اور مختلف ہونے طرق کے اور مستند مجتہد ہونے
عالمون اور فقیہون اور صوفیون کے اوسکے دوسرے جانب کی طرف ترجیح اور رجوع سے
قطع نظر کرکے روا نرکھے اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دے ع صحبت با فقیہ گر چہ خوش افتاد
ای دل ٭ جانب عشق عزیز است فرو مگذارش ٭ اور جو لوگ کہ غنا کے مباح ہونیکے قائل ہین
اونکو مناسب نہین ہے تعصب اختیار کرین اور عالمون کے قولون کے منکر ہون خصوصا
وہ لوگ جو طریقہ دیانت کی رہبر ہین اور نصیحت کرنے والے ہین ولکل وجہۃ ہو مولیہا فاستبقوا
الخیرات یعنی ہر کسیکے لیے ایک طرف ہے کہ وہ منہ کرتا اوس طرف سو تم سبقت جاو نیکیون
پر اور دونون طایفون کو چاہیے کہ رعایت طریقہ تمیز اور تفصیل کی ہاتھ سے ندین کیونکہ توقف
اور احتیاط تمام کامون مین اچھا ہے اور زیادتی اور حد سے بڑھ جانا ہر مقام مین برا ہے

باللہ التوفیق ومنہ العصمۃ یعنے اللہ کی طرف سے توفیق ہے اور اوسیکی جانب سے نگہبانی ہے
اور اسمین صاحب امتاع نے آلون اور مزامیرون مین بھی کلام کیا ہی اور کہا ہی کہ امام اربعہ کے
مذہب مین مزامیر کی حرمت مشہور ہے اور باوجود اسبات کے بعضے عالمون سے جو مذہب شافعیہ
رکھتے ہین اور اصحاب ظواہر اور امام غزالی ہو اور مثل انہین لوگون کے خلاف کیے ہین اور آلون اور
مزامیرون کی قسمین بیان کی ہین لیکن دف مختلف فیہ ہے بعضے مطلق مباح کہتے ہین اور بعضے
مطلق حرام قرار دیتے ہین اور بعضون نے جھناجھن دار اور بغیر جھناجھن دار مین فرق کیا ہی اور صواب اوسکی اباحت
نکاح مین ہے اور بعضون نے نکاح کا اعلان دف سے مستحب قرار دیا ہی اور شبابہ جو بانسری کے
معنی مین ہے اوسمین بھی اختلاف ذکر کیے ہین اور ایک مزامیرون مین سے عود ہے جس کو
بربط بھی کہتے ہین اور اوسمین تار بھی ہوتے ہین جنکو زیر و بم کہتے ہین اوسمین بھی بہت سے اختلاف
بیان کیے ہین اور کہا ہے کہ چارون مذہبون مین مشہور یہ ہے کہ اوسکا بجانا اور سننا دونون
حرام ہے اور ایک گروہ اونمین سے اس طرف گیا ہے کہ مباح ہے اور اونہون نے اوسکا
سننا عبداللہ بن جعفر رضہ اور عبداللہ بن عمر رضہ سے اس طور پر بیان کیا ہے کہ ایک روز عبداللہ
بن عمر رضہ عبداللہ بن جعفر رضہ کے پاس آئے پس اونہون نے ایک ہمسایہ والی کو اونکی پاس
عود بجاتے ہوئے پایا عبداللہ بن جعفر رضہ نے عبداللہ بن عمر رضہ سے پوچھا کہ کیا تم اوسمین قباحت
دیکھتے ہو اونہون نے کہا کہ کوئی قباحت اسمین نہین ہے اور دوسرون نے اسکے سننے کو عبداللہ
بن الزبیر اور معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص اور حسان بن ثابت اور سوا ان صحابیون کے
عبدالرحمن بن حسان اور خارجہ بن زید سے جو مدینہ کے فقہا سبعہ مین سے ہین نقل کیا ہے اور استاد
ابو منصور نے زہیر اور سعید بن المسیب اور عطا بن ابی رباح اور شعبی اور عبداللہ بن ابی عتیق اور
مدینے کے اکثر فقیہون سے نقل کیا ہے اور خلیلی نے عبدالعزیز بن ماجشون سے بیان کیا ہے کہ وہ بربط
مین رخصت دیتے تھے اور ابن سمعانی نے طاوس سے حکایت کی ہے اور ابراہیم سعد کی حکایت ہے
کہ رشید کے پاس آئے اور کہا کہ عود لاؤ پس اونہون نے کہا عود المحرام عود المزمر قال لا بل عود الطرب
یعنے عود انگیٹھی کا یا عود بجانیکا اونہون نے کہا نہین بلکہ عود جو باجا ہے پس رشید نے عود منگایا
اور اوسکو ابراہیم بن سعد نے بجایا اور اوسکے اور گانے کے مباح ہونے پر فتوی دیا اور گاکہی نے

تاریخ مکہ مین اوس سند کے ساتھ جو وہ رکہتے ہین موسی بن المغیرہ الجمحی سے نقل کی ہے کہ اونہون
نے عطار بن ابی رباح کو بلایا اور وہ آسے اور وہان کچہ لوگ تہے کہ بربط بجاتے تہے اور گاتے تہے
اونہون نے جو دیکہا عطار بن رباح آتے ہین ٹھہر گئے پس اونہون نے کہا کہ مین نہ بیٹہونگا
جب تک پہر تم وہ کام نکرو جو کرتے تہے اون لوگون نے وہی اپنا کام شروع کردیا اور وہ بیٹہ گئے
اور کہانا کہایا اور صاحب امتاع نے اسی عود کو اصل قرار دیکر اور باجونکو اسپر قیاس کیا ہی
اور حاصل کلام یہ ہے کہ اونہون نے اس بارے مین بہت کچہ لکہا ہے اور کل انکو برابر
نقل کیا ہے اور کہتے ہین کہ جو اوسکی حرمت کے قائل ہین اونمین اصحابات کا اختلاف ہو کہ یہ کبیرہ
ہے یا صغیرہ ہے اور جو متاخرین شافعیہ مین سے ہین وہ قائل اصحابات کی ہین کہ صغیرہ ہے
اور یہ چند کلمے کتاب مذکور سے بیان کیے گئے ہین والعہدۃ علیہ یعنے عہدہ اوسپر ہے اور غرض
اسکی نقل کرنے سے بجز اسکے اور نہین ہے کہ اگر کبہی اس گروہ سے کوئی چیز نقل کیجاتی تو مبالغہ
زیادتی اور تشدد مین لوگ نکرین اور اونکی جاہلیت اور گمراہی اور فسق کے قائل نہوں اور انکے
حق مین طعن اور تشنیع نکرین اور عیبون کا ڈہونڈہنا اپنا شیوہ کرین اور عوام کو نہ چہوڑین کہ وہ اونکی
پیروی کرین فالحق احق ان یتبع واللہ اعلم وعلمہ احکم یعنی حق سزاوار ہے اصحابات کو کہ اتباع
کیا اور اللہ خوب جانتا ہے اور علم اوسکا ٹہیک ہو اور اس ضعیف نے اس مسئلہ مین چند مقامون
مین کلام کیا ہو اور سب طریق مین ایک تہوڑے میلان کے ساتھ طرف حرمت اور کراہت کے
تفصیل اور تردید اور توسط کو لیے رہا ہون لیکن اس مقام مین اوسکے مباح ہونیکے قول
اکثر نقل ہوئے ہین کیونکہ دوسرے جانب اسکے خلاف ہو وہ مشہور ہے اور ذہنون مین
سمائی ہوئی ہے اوسکے بیان کی کچہ حاجت نہین ہے اور تہنیت یہی ہے جو کہا گیا ہے ؎
عیب می جون ہمہ گفتی ہنرش نیز بگو ٭ نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند ٭ اور چاہیے جانا کہ ہر
زمانے مین ابتدا سے انتک جو کوئی گانے اور سماع کی جانب قولاً اور فعلاً گئے ہین اور جس نے اسکا
انکار کیا ہے وہ سب حکایتون اور روایتون سے جو اسباب مین آئی ہین روشن ہے اور
مشکات مین نقل کیا ہے کہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ جنکو بدری بہی کہتے ہین اور وجہ اس
بدری کہنے کی یہ ہے کہ بدر کی لڑائی مین وہ حاضر تہے یا یہ ہو کہ مسکن اونکا بدر کے جنگل مین تہا اوہ

اور دوسرے صحابی باہم بیٹھے ہوئے تھے اور گاتے تھے اور سنتے تھے ایک اور شخص جو وہان موجود
تھا اوسکو گانا سننا اوسکو ناگوار ہوا اور اوسنے انکار کیا اور کہا ای صاحبو رسول اللہ انتہا اے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونون یارو تم گانا سنتے ہو اونہون نے کہا اگر تو چاہتا ہی کہ تو بہی
سنے تو ہمارے پاس بیٹھہ اور رہ اور نہین تو چلا جا ہمکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت
دیدی ہے اس بات کی کہ ہم گانا سنین اور یہ بات شادی مین ہوئی تھی کہ گانا اوسمین بالاتفاق
مباح ہے اور اس سے بڑہ کے عبداللہ بن جعفر رضہ تہے کہ اس کام مین بہت مشغول رہتے تہے اور
معاویہ رضہ بہی اونکی شریک اور موافق تہے اور اونکے ساتہ محبت اور دوستی بہت رکہتے تہے معاویہ
کی بی بی نے عبداللہ بن جعفر عظمت کا اس وجہ سے انکار کیا اور اون پر عیب گیری کی اور
معاویہ رضہ سے کہا کہ اونکا حال تو یہ ہے تم کس وجہ سے اونکے معتقد ہوگئے دوسرے روز عبداللہ
بن جعفر رضہ معاویہ رضہ کے مکان مین تشریف لائے اور بہت نماز پڑہی اور بہت عبادت
کی پس معاویہ رضہ نے اپنے بی بی سے کہا کہ یہ دیکہہ وہ کیا کرتا ہی پس وہ اوس انکار سے باز آئین
اور حقیقت حال اور اوسکے اختلاف منشا سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ گانا سننا اور مزامیر کا بجانا قدیم
زمانے سے بے قید لوگونکا اور فاسقون اور شراب خوارون اور لہو ولعب کرنے والون کا کام
تہا اور اس سبب سے صحیح مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بہیجا گیا ہون اور حکم
کیا گیا ہون کہ مٹاؤن مین اور توڑ ڈالون مین معازف کو کہ یہ نام آلون اور مزامیر کا ہی اور
منع کرون مین شراب کے پینے کو اور زنا کو اور اصل مین غنا کا نام لہو ہی اور ذکر اوسکا ملاہی کے باب
مین کرتے ہین اور بعد صحابہ نے ان امرون کے نشانون کے اور دور ہوجانے اون چیزون کے
جو منع نہین جب کہ وہ رسم اور عادت باقی نرہے تو مسلمان اور نیکبخت اور پرہیزگار بہی اوسمین
مشغول ہوئے اور بغیر شرکت فسق اور اون چیزون کے جو منع ہین اور بدون باہم میل رکہنے فاسقون
اور فاجرون کے اوس سے محظوظ ہوئے اور دوسرے جماعت نے جو دیکہا کہ یہ عادت فاسقون کی
اور بے قیدی کا نشان ہے اور اونکے حال کے ساتہ مشابہت رکہتا ہی تو اوسنے اس خوف سے
کہ مبادا انجام اسکا وہی ہوجائے پرہیز کیا اور لوگونکو اس کام کے کرنے سے ڈرایا اور شارع سے بہی اگر
بملاحظہ اس بات کے منع اور وعید اور ڈرانا صادر ہوا ہو تو کچہ دور نہین ہی اور محدثین جو کہتے ہین کہ کوئی

بہی شارع سے ثبوت کو نہین پہونچی ہے اور کوئی حدیث اس بارے مین وارد نہین ہوئی ہے
تو بعد اس تقریر کے یہ بات ہی کہ دائرہ صحت اس طائفہ کی اصطلاح مین تنگ ہی لیکن اونکی مراد یہ
ہوگی کہ نہی اسکی مطلق اور حرام ہونا اوسکا فی نفسہ نہین ثابت ہوا ہے جیسا کہ شراب اور زنا اور جو
اسکے مثل ہین اونکی نہی ثابت ہوئی ہے اور بعضے اہل ظواہر جو کہتے ہین کہ کوئی حدیث وارد نہین
ہوئی ہے تو یہ بات مباحثہ سے خالی نہین ہے اور مثال اس حال کی مثل اون برتنون کی ہے جنکا نام
خم اور مزفت اور نقیر اور دبا ہی اور شراب کی مباح ہونیکے زمانے مین انکا استعمال لوگ کرتے تھے
اور اسمین شراب پیتے تہے اور جب شراب حرام ہوئی تو ان قسم کے برتنونکا استعمال اور دوسری کہانے
پینے کی چیزونکا ان مین کہانا اوسکے مٹا دینے اور ناپید کر دینے اونکی نشانون سے کے کتنے دنون حرام
کیا گیا اور جب شراب کی حرمت خوب ثابت ہوگئی اور احتیاج اوسکی نشانیون کی مٹانے اور
ناپید کرنیکی باقی نرہی تو اون برتنون کی نہی بہی باقی نرہی اور باوجود اس بات کے علما اور
ائمہ دین کے دو فرقے ہو گئے ایک جماعت تو اون برتنون کے استعمال کو منع کی طرف گئی
اور ایک قوم اوسکے جواز کی جانب گئی جیسا کہ اسکے مقام مین انکا ذکر کیا گیا ہے اور سماع مین بہی
بہی دو فرقے ہوئے ایک قوم نے بخیال عادت قدیم کے کہ یہ صورت فاسقون کی
منع کرنیکی اور احتیاط کو اختیار کیا اور اوسی پر قیام کیا اور جماعت نے حقیقت حال اوسکی
نظر کرکے اور حکم لگایا کہ اگر فسق اور اون چیزونکی شرکت کے ساتھ ہے جو منع ہین تو حرام ہے اور اگر
ایسا نہین ہی تو مباح ہی واللہ اعلم بعد اسکے لوگون مین ایک بغض اور شدت کا ظہور ہوا کہ منع
کرنیوالی حد سے بڑہ گئی اور اس کام کے کرنیوالونکو فسق اور کفر زندیقہ کی طرف منسوب کرنے لگے اور
مباح جاننے والون نے اوسکو اپنے گمان مین طاعت اور عبادت محض قرار دیا اور سب وقت
اوسکے شغل مین صرف کرنے لگے اور اسمین جہگڑا اور فساد اختیار کر لیا اور دونون طائفون نے اہل
اور نااہل مین کچھ فرق نکیا اور سررشتہ انصاف کو جسکے نصف لی اور نصف لک ہین ہاتھ سے دیا
اور طریقہ ادب جسکی حقیقت ہر چیز کی حد کا نگاہ رکہنا ہی اوسکو نگاہ نرکہا اور ایک منشا اختلاف
کے منشاؤن مین سے یہ ہی کہ ایک جماعت کو باطن مین نغمہ کی تاثیر اور تصرف کرنے پر نظر ہوئی
اور وہ بیخود ہوگئی اور ایک قوم کو جواز اور عدم جواز فقہی کہائی دیا وہ اپنی جگہہ پر قائم رہی اور

شیخ ابن عربی رح نے فرمایا ہے کہ نغمہ کی تاثیر بالذات روح حیوانی پر ہوتی ہے کہ حرکت اور اضطراب اوسکا کام ہے اور روح انسانی اس سے پاک ہے کیونکہ معانی کے وارد ہونیکا وہ مقام ہے اور سکون اور توانائی اوسکی صفت ہے لیکن اس مقام مین کسیکو یہ بات کہنا پہنچتی ہے کہ ہان نغمہ کی تاثیر بالذات روح حیوانی پر ہوتی ہے لیکن بواسطہ ہمسایگی اور اتصال کے جو روح حیوانی اور روح انسانی کے درمیان مین ہے یہ حال اوسمین بھی تاثیر کرے تو کیا چیز مانع ہے اور شیخ یہ بھی فرماتے ہین کہ قرآن کا باطن مین تاثیر کرنا کا نشان یہ ہے کہ غنا اور بغیر غنا مین یکسان ہو اور جب نغمہ سے تاثیر کرے تو تاثیر نغمہ کی ہے قرآن کی نہین ہے یہ بات تکلف سے خالی نہین ہے کیونکہ نغمہ زیور قرآن کا ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے زینوا القرآن باصواتکم یعنے آراستہ کرو قرآن کو اپنی آوازون سے اور دونون حالتون مین یکسان ہونا دائرہ امکان سے باہر ہے لیکن ہان جسکو مشہود اور مکشوف مجرد ذات اور صفات الٰہی ہون **فائدہ** صاحب اشتاح نے کہا ہے کہ لوگون نے اسبات مین اختلاف کیا ہے کہ پہلے کسی عرب کا گانا گایا ہے پس ابو ہلال عسکری نے کہا ہے کہ اکثر علم والے اسبات کے قایل ہین اوسکا نام طویس ہے اور یہ اس طرح سے شروع ہوا ہے کہ جب ابن زبیر کعبہ بنواتے تھے تو اہل روم اور فرس اوسکو بناتے تھے اور اپنے الحان سے گاتے تھے اور اوسکو عرب کے گانے والون نے سنا اور اوسکو عربی مین نقل کیا پہلے جس نے اسکی ابتدا کی وہ طویس تھا اور طویس کو میشوم بھی کہتے ہین یعنی نامبارک کے اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی وفات شریف کے دن پیدا ہوا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن اوسکا دودہ چھوٹا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن بالغ ہوا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن اوسکا نکاح ہوا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وفات کے دن اوسکے یہان لڑکا پیدا ہوا اور کہتے ہین کہ اس نے غنا موسیقی کے نقل کرنیکے پہلے عرب مین کئی طرح کے گانے اور خوش آوازی تھی مثل نصب اور حدی اور رکبانی کی اور یہ سب قسمین مباح ہین اور کسیکو اسمین کچھ خلاف نہین ہے اور جو لوگ کہ حرمت کے قایل ہین وہ گانے کو انہین قسمون کے گانون پر حمل کرتا ہے اور موسیقی کے گانے پر حمل نہین کرتے ہین بغیر اوس گانیکو جو صحابہ اور تابعین اور انکی سوا اور دون سے جو اگلے ہین منقول ہے اون گانون پر مثل حدی اور رکبانی وغیرہ کے حمل کرتے ہین جیسا کہ سیاق

اخبار اور آثار سے ظاہر ہوتا ہے ہان بعضے اصحابون سے مثل عبد اللہ بن جعفر رضہ وغیرہ کے
ہمسائے کا موسیقی گانا سنا مروی ہے اور کہتے ہین عبد اللہ بن جعفر رضہ گو یونکا گانا بھی سنتے تھے
اور حقیقت سب قسمین گانیکی ایک ہی ہین اور خوش آوازیکی طرف راجع ہی اور کچہ اوسمین تفاوت
نہین ہے ہان قرآن شریف کو موسیقی گانے مین پڑہنے مین تفاوت کرتے ہین کیونکہ اوسمین
قرآن شریف مین بہت تغیر ہوتا ہے یہ سب کہا گیا لیکن گانے مین اور اوسکے سننے مین بحیثیت اتباع
سید رسل صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اتباع اصحاب کی جو بطریق تقرب اور تعبد اسپر اجماع کرتے
رہی ہین خلجان باقی ہے جواب اوسکا یہی ہے کہ مقام اور مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا تو بہت بڑہ کے ہے اور دوسرون کی وضعین اور مشرب مختلف واقع ہوئے ہین بعضون پر
پرہیزگاری اور اتقا غالب ہوا اور احتیاط دامنگیر ہوئی ذوق اور شوق اور جمعیت عبادت اور
طاعت مین حاصل ہوئی اور بعضون پر سکر اور مستی نے غلبہ کیا اور ذوق اور شوق اونکو سماع
مین ملا اور مدعا یہ ہی کہ یہ ایک امر مختلف فیہ ہے اور امر مختلف فیہ مین ایک کو دوسرےکا عیب
بیان کرنا نچاہیے اور ہر ایک کو اوسکے حال پر چھوڑ دینا چاہیے فربکم اعلم بمن ہو اہدی سبیلا
یعنے سو رب تمہارا بہتر جانتا ہے جو خوب پاگیا ہے راہ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب
وصلی اللہ علی سید الخلق محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ہذہ طریق الحق وحیی علیہم الذین

باب گیارہوان عبادت شریف اور کہانے اور پینے اور لباس اور نکاح اور سونے کے بیان مین

آگاہ ہو کہ کہانا اور پینا ضروریات مین ہی کیونکہ
قیام قوت اور حرکتون کا صادر ہونا اور عبادت کرنا بدون اسکے موافق عادت کے ایک امر محال
ہے پس عبادت کرنے والون کو چاہیے کہ بمقدار حاجت کے کہائین اور حرص اور طمع سے پرہیز کرین
اور شہوت مین نہ مشغول ہون مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے شریف مین سیری
نتھی اور کہا ہے کہ پیٹ بہر کے کہانا ایک بدعت ہی کیونکہ قرن اول کے بعد یہ امر ظہور مین آیا ہی
اور روایت کیا ہی اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحت کی ہے اسکی حاکم نے مقدام ابن معدیکرب
کی حدیث سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرزند آدم نے اپنے پیٹ سے بدتر کسی
کو نہین بہرا ہے اوسکو اتنے لقمے کفایت کرتے ہین جو اوسکے ریڑہ کی ہڈیونکو کہڑا رکہین یعنے اسکو

ضعف سی جبکنی ندین اور اگر اس سے زیادہ چاہیے تو تہائی کہانے کے واسطے اور تہائی پانی کے واسطے
اور تہائی سانس کے واسطے ہی اور قرطبی نے کہا ہی کہ اگر بقراط اس تقسیم کو سنتا تو اس حکمت سی تعجب کرتا
اور صحیح حدیث مین آیا ہی کہ مومن ایک آنت مین کہانا کہاتا ہی اور کافر سات آنتون مین کہانا کہاتا
ہے اور اہل تشریح نے کہا ہی کہ آدمی کی سات آنتین ہین ایک تو معدہ ہے اور تین اور آنتین اوس
معدے کے متصل ہین جنکا نام بواب اور صائم اور رقیق ہی اور تین اوسکے سوا ہین جنکا نام
اعور اور قولون اور مستقیم ہی اور مستقیم کی جانب مقعد ہی اور یہ آنتین غلیظ ہین اور کہا ہی کہ
مومن کے کہانے کی قلت اور کافر کے کہانے کی کثرت کے بیان سے فقط کہانے مین مبالغہ مقصود
ہی نہ یہ بات ہی کہ آنتونکا شمار حقیقت مین مقصود ہی یعنی مومن چونکہ عبادت کی اسباب کی نگہبانی
مین مشغول ہی اور جانتا ہی کہ مقصود کہانے سی بہوک کا روکنا ہی اور عبادت کرنیکی قوت حاصل
ہونا ہے تو ضرورت بہر سے زیادہ نہین کہاتا ہے اور کافر کو چونکہ بدن کی ترتیب اور نفس
کی شہوت کو قوت دینا مطلوب ہی تو اوسکا حال خلاف اوسکے ہی لیکن جاننا چاہیے کہ یہ بات
ہر مومن اور ہر کافر مین برابر نہین ہے کیونکہ ہو سکتا ہی کہ کوئی مومن بہت کہانیوالا ہو کہ اوسکو
عادت وہی پڑی ہو یا کسی امر کی وجہ سی جو اوسکی طبیعت کو عارض ہوا ہو یا کسی بیماری کی
سبب سی جو زیادہ کہانیکی باعث ہو اور کوئی کافر ضعف معدہ کے سبب سی کم کہانیوالا ہو یا
بوجہ رعایت کرنے صحت کے ریاضت کرنیکی لیے جو موافق طریقہ راہبون کے ہو اور کہتے ہین جسکو
تفکر زیادہ ہی اوسکا قلب نرم ہے اور کہانا کم ہی اور جسکو تفکر کم ہے اوسکا دل سخت ہی اور کہانا
بہت ہی اور یہ بہی کہا ہی کہ جسکا معدہ کہانے سے بہرا ہی اوسکو حکمت نہین حاصل ہوتی اور جس
شخص کا کہانا کم ہے اوسکا پانی کم ہے اور سونا کم ہے اور جسکا سونا کم ہے اوسکی عمر مین برکت ہی
اور جس شخص کا پیٹ کہانے سے بہرا ہی اوسکا پانی زیادہ ہے اور جسکا پانی زیادہ ہی اوسکو نیند
بہت ہی اور جسکی نیند بہت ہی اوسکی عمر مین برکت نہین ہے اور ابن عباس رضی سے مروی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دنیا مین پیٹ بہر کے کہانیوالے آخرت مین بہوکی ہین
اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہی کہ اونہون نے کہا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سنے تے
ہر گز پیٹ بہری سی نہین بہرا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل و عیال مین ہوتے تہے

اور کسی سے کہانا نہ مانگتی تہی اور کچہہ چاہتی نتہی اگر وہ کہلا دیتے تہے تو آپ کہا لیتی تہی اور جو کچہہ کہ کہلاتی تہی آپ بہکو پیٹ بہر کہلاتی تہے
اور جو کچہہ وہ پلاتے تہے آپ پی لیتی تہی اور کہا ہی کہ نہ بڑہنا اور سیر ہونیکی نفی محمول اوس سیری پر ہی جو
معدہ کو گران کر دیوے اور عبادت کرنے سے باز رکہے اور کسل اور غرور اور نیند اور سستی کی طرف پوہنچا دیتی
ہی اور یہ سیری مکروہ ہے کیونکہ کبہی تحریم کی جانب منتہی ہو جاتی ہے کہ اوس پر ایک فساد مترتب
ہوتا ہی اور موافق عادت کے پیٹ بہرنا مکروہ نہین ہے اور کچہہ اصحاب کی دلیل صحیح مسلم کی حدیث
مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے ساتہ بہوک
کی وجہ سے باہر تشریف لائے اور انصار کے گہر مین تشریف لیگئے اور اونے بکری ذبح کی اور آپ
نے سبکے ساتہ نوش فرمائی اور سیر ہوئے اور آسودہ ہوئے اور شیخ محی الدین نووی نے کہا ہی
کہ اس حدیث مین پیٹ بہر کے کہانیکا جواز ہے اور جو کچہہ اسکی کراہت مین آیا ہی وہ ہمیشہ پیٹ
بہر کے کہانے پر محمول ہے اور جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین پیٹ بہر کے کہانا
ثابت ہوا تو سوا آپ کے اورون کے حق مین بہی بلا شبہہ ثابت ہوا اور ابی ہریرہ رضی سے مروی
ہے کہ اونہون نے کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن برابر کہانے سے سیر نہین ہوئے
ہین یہان تک کہ آپ اس عالم سے تشریف لیگئے اور اسکو محمد اسمعیل بخاری اور مسلم رح نے روایت
کیا ہی اور یہ حدیث دو معنی رکہتی ہے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیری تین روز
برابر نہوتی تہی اور اگر ہوتی تہی کمتر اوس سے ہوتی تہی یا یہ مراد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین
دن بہوک مین گزرتے تہے اور تیسرے دن آپکو سیری نہوتی تہی اور ظاہر یہ ہے کہ معنی دوسرے
مراد ہین جیسا کہ ابن عباس رضی سے روایت کیا گیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے
اہل وعیال برابر راتین اس طور پر کاٹتے تہے کہ رات کہانا دستیاب نہ ہوتا تہا اور انکا کہانا
جو کی روٹی ہی تہی اوسکو ترمذی نے روایت کیا ہی اور مسلم کی حدیث مین آیا ہی کہ آل محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم دو روز گیہون کی روٹی سے سیر نہین ہوتے لیکن دو روز مین سے ایک روز خرمے ہوتی
تہی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مین آیا ہی کہ اونہون نے بیان کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
دنیا سے تشریف لیگئے اور ایک دن مین دو کہانون سے شکم آپکا سیر نہوا یعنی اگر آپ خرمے سے سیر ہوتے
تہے تو جو کی روٹی سے سیر نہوتے تہے اور اگر جو کی روٹی سے سیر ہوتے تہے تو خرمے سے سیر نہوتے تہے

اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ قسم ہے خدا کی آل محمد نے ایک صاع طعام سے رات کہانا نہین کہایا اور آنحضرت کے نو گہر تہے اور کہا ہے حسن بصری نے کہ آنحضرت نے یہ بات مرزوق الہی کو کم سمجہنے سے نہین فرمائی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ چاہا کہ میری امت اسمین میری پیروی اختیار کرے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا مین انس تین چیز سے تہا ایک تو خوشبو اور دوسری عورت اور تیسری طعام پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو چیزین پائین یعنے خوشبو اور عورت اور طعام نپایا اور ترمذی نے شمائل مین نعمان بن بشیر سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے بیان کیا ہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا ہے کہ دقل مین سے کوئی چیز دستیاب نہوتی تہی کہ آپ شکم مبارک کو اوس سے پر کرتے دقل ایک خرمے مین سے ادنا چیز ہے جسمین اور چیزین ملی ہوئی ہوتی ہین وہ غذا فقیرون کی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ ہم آل محمد تہے کہ ایک مہینے تک یون ہین بیٹہی رہتے اور آگ تک نہ جلاتے تہے اور کہانا ہمارا خرما اور پانی ہی تہا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ ہمکو دو مہینے اسی حالت پر گذر جاتے تہے اور ہمارے ہمسایہ والے جو انصار سے وہ دودہ بہیجتے تہے اور ہم وہ دودہ پی لیتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک مین خدا کی راہ مین پہنچایا گیا یعنے بلا اور محنت مین اس طرح پر کہ کوئی نہین پہنچایا گیا ہے اور دکہ دیا گیا ہون خدا کی دین مین ایسا کہ کوئی دکہہ نہین دیا گیا ہے اور بیشک رات دن گذر جاتا تہا او میرے اور بلال کے واسطے اتنا کہانا نہوتا تہا کہ جسکو کوئی کہائے لیکن اتنی چیز ہوتی تہی کہ جسکو بلال کی بغل چہپا لیتی تہی یعنے تہوڑی سی چیز ہوتی جو اونکی بغل مین کمی کے سبب سے چہپ جاتی اور سما جاتی تہی اوسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحت اسکی کی ہے اور بعضی لڑائیون مین اصحاب درختون کے پتے یہانتک کہاتے تہے کہ اونکے گلے زخمی ہو جاتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چپاتیان اور میدے کی روٹیان نہین دیکہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے شریف مین چہلنی نہ تہی اور صاحب مواہب لکہتے ہین کہ مین نے بہت کتابون مین ڈہونڈہا ہے تاکہ مین یہ بات جان لون کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ والہ وسلم کے کہانے کی روٹیاں چھوٹی نہین یا بڑی تہین لیکن اس باب مین کوئی خبر مین نہین پائی جو صحت کو پونہچے اور بعضی حدیث مین چھوٹی روٹی پکانیکا حکم واقع ہوا ہے کہ وہ برکت کا باعث ہے اور اسکی سندین ضعیف ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روٹی سرکے کے ساتہ نوش فرماتے تہے اور فرماتے تہے نعم الادام الخل یعنے بہتر سالن سے سرکہ ہے اور جاننا چاہیے کہ یہ تنگی اور کمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم کی معیشت جو مذکور ہوئی ہے دائمی نہتی اور سب کو نہتی اور اگر تہی تو احتیاج اور افلاس اور نہ ملنے کے سبب سے نہتی بلکہ کبہی جود اور بخشش کی وجہ سے ہوتی تہی اور کبہی پیٹ بہرنے اور زیادہ کہانیکی کراہیت سے اور ریاضت اختیار کرنیکی وجہ سے ہوتی تہی اور ہجرت کے پہلے یہ تنگی تہی جبکہ مکے مین تہے اور جس وقت ہجرت کی اور مدینے مطہر مین آئے تو مدینے والون نے ان کو مکان اور عطیہ اور مال اور باغ اور کہیت دیے اور بعضے اصحاب مثل حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے دولت مند تہے اور ایسے ہی مالدار طلحہ ہے اور سعد بن وقاص اور سوا انکے تہے اور یہ سب اپنی جان اور مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لٹاتے تہے اور ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابون کو مال لانیکا حکم فرمایا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا تمام مال لائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا آدہا مال لائے اور آنحضرت نے لشکر کے سامان کے سامان درست کرنے کی رغبت مالدار اصحابون کو دلائی پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہزار اونٹ اور سوا اسکے اور چیزون کے ساتہ سامان درست کردیا اور ثابت ہوا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال کی برس دن کے کہانے پینے کا سامان کر رکہتے تہے اور آپنے عمرے کے دن سو اونٹ ذبح کیے اور مسکینون کو کہانا کہلایا اور ایک گہڑی مین لاکہہ درم جو بحرین سے آئے تہے تقسیم کر دیے اور سواے ان اور چیزین مین اونٹ اور بکریان اور بہت نقد کہ حد سے زیادہ تہا بخشش کیا چنانچہ تفصیل اسکی اوسکے مقام مین انشاء اللہ تعالے آئیگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود امکان حصول وسعت اور کشائش کے فقر کو اختیار فرمایا جیساکہ حدیث ابی امامہ سے روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پروردگار تعالی نے مجہہ سے ارشاد فرمایا کہ میرے لیے بطحا اور مکہ کو

سونیکا کردے پس مین نے عرض کیا کہ نہین ای پروردگار میرے ایکدن آسودہ ہوتا ہون
اور ایک روز بھوکا رہتا ہون اور جب سیر ہوتا ہون تو شکر بجالاتا ہون اور تیری قناعت کرتا
ہون اور جسدن بھوکا ہوتا ہون تیری یاد کرتا ہون اور تیری درگاہ مین گریہ زاری کرتا ہون اور ابن عباس رض
سے مروی ہے کہ ایکروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کوہ صفا پر
تھے پس آپ نے ایک آواز دہشتناک سنی کہ اوس سے آپکو خوف ہوا اور آپ نے فرمایا
ای جبرئیل یہ آواز دہشتناک کیسی ہے شاید قیامت قائم ہوئی حضرت جبرئیل ع نے عرض کیا
قیامت نہین ہے لیکن آپکے پروردگار نے اسرافیل ع کو اسباتکا حکم کیا ہے کہ وہ آپکی خدمت
مین حاضر ہوا اور زمین کے خزانون کی کنجیان لائے پس حضرت اسرافیل ع حاضر ہوئے اور
عرض کیا کہ خدای تعالی نے مجھے اسباتکا حکم فرمایا ہے کہ آپکی خدمت مین عرض کرون کہ تہامہ
کے پہاڑونکو آپکے ہمراہ کرون اور اونکو زمرد اور یاقوت اور سونے اور چاندی کا بنا دون
اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ حضرت جبرئیل ع نے عرض کیا کہ آپکا پروردگار فرماتا ہے
کہ باوجود تیرے مرتبے اور ثواب کے ویسی ہی ہر جو تو کہتا ہے اور عرض کیا جبرئیل ع نے اگر
چاہیے تو پیغمبر اور بادشاہ رہیے اور اگر چاہیے تو پیغمبر بندہ رہیے اور ایک روایت مین آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلامون مین سے ایک غلام حاضر تہا اونہون نے
عرض کی یا رسول اللہ آپ اوسکو اختیار فرمائیے تاکہ چند مدت آپکی دولت سے ہم آسایش
کرین پس حضرت جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع
کیجیے اور بندہ رہیے اور عالم راضی نہین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فقیر اور محتاج
کہین اور زہد اور ضرورت کے ساتہ تعریف کرین اور صاحب مواہب لدنیہ حلیمی سے شعب الایمان
مین نقل کرتے ہین کہ اونہون نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام تعظیم یہ ہے
کہ آپ اون چیزون کے ساتہ جو لوگون کے نزدیک ضعیفون اور مسکینون کی صفتین ہین تعریف
نہ کیے جائین اور یہ نہ کہا جائے کہ آپ فقیر اور مفلس تھے اور بعضون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حق مین زہد کے کہنے کا بھی انکار کیا ہے اور صاحب نشر الدر نے محمد بن واسع سے حکایت
کی ہے کہ اونکے آگے کہا گیا کہ فلان شخص زاہد ہے اونہون نے کہا کہ وہ کس قدر دینار رکہتا ہے جو اوسمین

اوسکا زہد شمار کیا جاوے اور قاضی عیاض نے شفا میں اور شیخ تقی الدین سبکی نے اپنی کتاب
مین جسکا نام السیف المسلول ہو نقل کیا ہو کہ فقہاء اندلس نے باتفاق ایک شخص کے قتل اور سولی
پر چڑہانیکا فتوے دیا کہ اوسنے درمیان مناظرے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین ایک
ہلکی بات بول اوٹہا تہا اور آپکو یتیم کے ساتہ موسوم کیا تہا اور کہا تہا کہ آپکا زہد ضروری تہا اور
اختیاری نتہا اور اگر آپ حلال چیز پر قدرت پاتے تے تو کہا لیتے تب انتہی اور نقل کیا ہو کہ ایک شخص
نے کہ وہ اہل مصر مین سے تہا دوسرے شخص کو بطریق طعن اور حقارت کے کہا کہ تو کیا ہے تیرا باپ
بکریان چراتا تہا اوسنے کہا کہ اگر میرا باپ بکریان چراتا تہا تو پیغمبر بہی تو بکریان چراتے تے پس بعضے
عالمون نے اوسکو تعزیر دینے کا حکم کیا اور بعضون نے اوسکے قتل کا حکم لگایا کیونکہ اسنے اپنے
نفس کی عار سے اور اپنے عیب کی دفع کرنیکے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں
خفت چاہی ہان اگر مسئلہ اور حکم کے بیان کرنے کے طریق سے کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بکریان چرائی ہین تو روا ہوگا جیسا کہ حدیثون مین اور اخبارون مین آیا ہے اور یہی
صاحب مواہب لدنیہ نے شیخ بدر الدین زرکشی سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے بعضے علماء
متاخرین سے جو فقیہہ تہے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز مال
سے فقیر نتہے اور حال آپکا فقیرون کے حال کے مانند نتہا بلکہ آپ لوگون سے بڑہکر غنی تہے
اور حق تعالی دنیا کے کامون مین آپکے حق مین اور آپکی عیال کے حق مین کفایت کرتا تہا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول مین جو آپ نے فرمایا ہو اللہم احینی مسکینا یعنی اے
خداوند زندہ رکہہ مجہکو مسکین کہتے تہے کہ اس سے مراد قلب کی مسکینت ہو نہ وہ مسکینی کہ کوئی
تہیدستی اور مقام کفایت مین آپکی جو چیز واقع ہو وہ نہ کہین اور جو شخص اسکے خلاف پر اعتقاد کرتا
تہا اوسپر منع کرنے مین بہت شدت کرتے تہے انتہی اور یہ جو لوگون مین مشہور ہے کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے کہ الفقر فخری وبہ افتخر یعنے فقر میرا فخر ہے اور اوسکے ساتہ
مین فخر کرتا ہون تو اوسکے بارے مین شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع
ہو واللہ اعلم **فائدہ** حدیثون مین وارد ہوا ہو اور مشہور ہوا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بہوک کے وقت پتہر شکم مبارک پر باندہا ہو اور صحابون نے بہی یہ فعل کیا ہے اور ابن حبیب مروی

ہے کہ اوہنون نے کہا ہے کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہوک معلوم ہوئی پس آپ نے
ایک پتھر لیا اور اپنے شکم مبارک پر رکہا بعد اسکے فرمایا آگاہ رہو کہ بہت نفس طمع کرنے والے
اور نعمت والے دنیامین قیامت کے دن بہوکے اور خالی ہونگے اور آگاہ رہو کہ بہت اپنے نفس کی بزرگی
کرنیوالے ہین اور بڑائی کرنیوالے ہین اور حالانکہ وہ نفس اونکی اہانت کرنیوالا ہے اور بہت اپنے
نفس کے خوار کرنیوالے ہین اور اوسکے چہپانیوالے ہین اور وہ نفس اونکی بزرگی کرنے والا ہے
اور انس اور ابی طلحہ سے مروی ہے کہ کہتے تھے کہ ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے
بہوک کی شکایت کی اور ہر ایک نے ہم مین سے ایک ایک پتھر اپنے پیٹ پر سے کہولا پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو پتھر اپنے شکم مبارک سے کہولے اور ترمذی نے کہا ہے
کہ یہ حدیث غریب ہے ابی طلحہ رض کی حدیث مین اوسکو نہین جانتا ہون لیکن اس وجہ سے کہ جابر
کی حدیث سے جو خندق کے دنین آئی ہے کہ اوہنون نے بیان کیا ہے کہ مین نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا کہ آپ زمین سخت کہودنے کے واسطے کہڑے ہوئے اور حالانکہ آپکے
شکم مبارک پر پتھر بندہا ہوا تہا اور صاحب قصیدۂ بردہ نے کہا ہے کہ ع وشد من سغب
احشاءہ وطوی تحت الحجارۃ کشحا مترف الادم اور مواہب لدنیہ مین کہتے ہین کہ ابو حاتم
بن حبان نے اون حدیثون کا انکار کیا ہے جو شکم مبارک پر بہوک سے پتھر باندہنے کے باب
مین وارد ہوئی ہین اور کہتے ہین کہ حدیثین باطل ہین اور دلیل لائے ہین اوس حدیث کو جو طی
کے روزے مین واقع ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یطعمنی ربی ویسقینی
یعنے میرا پروردگار مجھے کہلاتا ہے اور پلاتا ہے اور کہا کہ پروردگار تعالی اپنے حبیب کو کہلاتا
تہا اور پلاتا تہا جب کہ وہ حبیب طی کا روزہ رکہتا تہا پس بہوک سے شکم پر پتہر باندہنے کا کیون
محتاج ہوگا اور کہا ہے کہ پتہر باندہنا بہوک کو کچھ فائدہ نہین کرتا ہے اور نہ کچھ اثر کرتا ہے اور
ابن حبان نے کہتے ہین کہ وہ حجز ہے زی کے ساتہ یعنے پٹکے کہ بہوک کے وقت کس کر باندہتے تھے
جیسا کہ ضعف کے وقت لوگ کمر باندہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ صواب ہے کہ یہ حدیثین صحیح
ہین اور پتھر کا باندہنا بہوک کے الم کو تسکین دیتا ہے کیونکہ بہوک کا دکھ معدے کی حرارت غریزیہ
کی شدت سے ہوتا ہے اور جب معدہ کہانے سے خالی ہوتا ہے تو حرارت جسم کی رطوبتون کی طرف

مشغول ہوتی ہے اور اون رطوبتون کو سوخت کرتی ہے اور کہاتی ہے پس انسان کو اوس
حرارت سے ایذا اور درد کہہ پونہچتا ہے اور جب کوئی چیز لپیٹ لیجاتی ہے معدہ پر تو آگ معدہ کی
کسی قدر دب جاتی ہے اور درد اوسکا کم ہوجاتا ہے اور تسکین پاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو بہوک سے رنج پونہچنا ساتہ حفظ قوت اور تازگی بدن اور خوبی رنگت کی زیادہ
اوس سے ہے جو نکہت والی اور مرفہ الحال رکہتے ہین اجر کے حاصل کرنے اور دونا کرنے کے لیے
ہے اور یہ ایک معجزہ معجزون مین سے ہے کیونکہ تازگی اور خوبی رنگت اہل دنیا کی لذیذ اور
مرغوب کہانون سے اور اچھے کپڑون اور نرم فرشون اور جو مثل انکے ہے اوسکے استعمال
سے ہوتی ہے اور یہان خوراک جو کی روٹی اور موٹے کپڑونکا لباس اور کہردے ٹاٹ
کا فرش تہا اور حسن اور جمال اور تازگی اور لطافت اور چمک دمک جسم مبارک کی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی موافق آپکی حسن اور جمال اور فضل اور کمال کے تہی اور بعضون نے کہا ہے کہ
اہل عرب خصوصًا اہل مدینہ کی عادت تہی کہ جب اونکی پیٹ خالی ہوتے تہے اور دہنس
جاتے تہے تو اونپر تسکین اور تخفیف الم کے واسطے پتہر باندہتے تہے پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے باندہا تا کہ اصحابون کو آگاہ فرماوین اور جتادین اسبات سے کہ آپکے پاس
کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ جسکے ساتہ کچہ غذا کرین اور اس حال کا اظہار فرماوین اور صاحب
مواہب کہتے ہین کہ صواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس فعل کا کرنا طلب
ثواب اور اختیار سے کہ نہ فقط حال کے ظاہر کرنے کے لیے تہا واللہ اعلم اور شیخ عبد الحق
دہلوی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ قول ابن حبان کا پروردگار تعالی طی کے روزے مین کہلاتا
اور پلاتا تہا اور بہوک کی الم کے دفع کرنے کے واسطے پتہر کیون باندہینگے یہ اسبات مین احتمال
ہوسکتا ہے کہ وہ بات مخصوص طی کے روزے کے ساتہ بوجہ حالت ذوق اور شوق کے ہو اور
دائمی نہوا اور حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مختلف تہا کہ کبہہ ہوتا تہا اور کبہہ ہوتا تہا اور حق
جل وعلا کی حکمتین اور معاملے اپنے حبیب کے ساتہ حال کی تغیر دینے مین خاص ہین جو قیاس اور عقل
مین نہین آتی ہین ہان اگر ان حدیثون کی سندون مین کلام کیا جائے تو وہ بات دوسری
ہے واللہ اعلم بندۂ خاکسار ذلیل خوار مترجم مدارج النبوت کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کا پتھر شکم مبارک پر باندھنا محض شفقت اور رحمت اور دوسرون کی تسکین دینے کے لیے تھا تاکہ
وہ آپکی اس فعل کو دیکھکے اپنی بھوک پر صبر کرین اور اس فعل مین آپکی اتباع سے محروم نرہین اور
یہ امر اونکے حق مین سنت ہو جائے کیونکہ ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارفع اور اعلے ہے اور
آپ مظہر صفات کاملہ کے ہین یہان گنجایش اسباب کی نہین ہے کہ کسی وقت آپکی کیفیت
ہم لوگون کی ایسی ہو جاتی اور ہم لوگون کے مثل آپکی کیفیت ہو جانا ممکن نہین کیونکہ آنحضرت صلعم
نے فرمایا ہے لست کاحدکم یعنے مین تم مین کسیکے مانند نہین اور یہ بھی آپ نے فرمایا ہے ایکم مثلی
یعنے تم مین سے کون ہے میرے مانند انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی یعنے بیشک مین اپنے پروردگار
کے پاس جو میرا پالنے والا اور تربیت کرنے والا ہے شب کرتا ہون کہ پروردگار میرا کھلاتا
پلاتا ہے مجھکو اس حدیث کو غور سے دیکھا چاہیے کہ ترکیب اسکی کس چیز پر دلالت کرتی ہے
آگاہ ہو کہ ایکم مثلی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انی ابیت الخ کو ارشاد کیا اور جملہ
اسمیہ بعد جملہ انشائیہ کے جو استفہام کے ساتھ ہے دلیل عدم مثلیت کی واقع ہوا ہے اور جملہ
اسمیہ استمرار کے معنی پر دلالت کرتا اور علاوہ اسکے اسمین صوم وصال کی قید بھی نہین لگائی
ہے کہ یہ امر مخصوص اوسی وقت کے ساتھ ہو جاتا فہم اور ایک بات یہ ہے کہ وہی فعل مذکور کے
کرنے مین امت کی تعلیم تھی کہ انسان کو اپنے نفس پر سختی کرنا چاہیے اور اسکو ذلیل اور خوار کرنا
چاہیے جیسا کہ ابن ابی الدنیا کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ اسکے پہلے گذر گئی ہے انتہے
وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود ریاضت نفس کے اور نہ بتکلف ہوتے طعام
کی طرف اور نہ پورا کرنے شہوتون کے اور نہ پورا کرنے او نہین شہوتون کے اور نفس کے روکنے
کے غذاؤن مین سے کسی قسم کے ساتھ خصوصیت نکرتے تھے اور تکلف نہونے کی وجہ سے اور امت
کو وسعت دینے کے قصد سے اور لذتون مین نرکہنے کے باعث سے جس چیز کے کھانے کی عادت شہر
والون کی تھی اور جو کچھ قسم لحم اور ترکاریون اور روٹی اور خرما سے اور مثل اوسکے حاضر ہوتا تھا
نوش فرماتے تھے اور لوگون نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک کھانے مخصوص کو خاص کر لینا طبیعت
کے لیے مضر ہے اگرچہ بہتر غذاؤن اور مرغوب غذاؤن مین سے ہو اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم حلوا اور شہد کھاتے تھے اور اوسکو دوست رکھتے تھے اسکو بخاری نے اور ترمذی نے

روایت کیا ہی اور حلوا اقسام اور ہر کے ساتھ طعام شیرین پر جو کہایا جاتا ہے اطلاق کیا جاتا ہے
اور خطابی نے کہا کہ اطلاق حلوی کا اوس چیز پر واقع ہوتا ہے کہ ترکیب سے بنایا جاتا ہو جس شہد کو
حلوا نہ کہین گے اور کبہی حلوا ترکاریون پر بہی اطلاق کیا جاتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو اوسکا مرغوب ہونا خواہش کی کثرت کے سبب سے اور نفس کے اوس سے روکنے کی باعث
سے نہتا جیسا کہ عوام کو ہوتا ہی بلکہ اگر آپ کے پاس آتا تہا تو اوسکی طرف میلان فرماتے تہے اور تہوڑا
سا اوسمین سے نوش کرتے تہے اور آپکو اچہا معلوم ہوتا تہا اور لوگونکو اسباتکا خیال ہوا کہ آپ
اسکو دوست رکہتے ہین اور صاحب مواہب لدنیہ نے ثعلبی سے فقہ لغت مین نقل کیا ہی کہ
جس حلوی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوست رکہتے تہی اوسکا نام مجیع تہا اور وہ بفتح میم اور جیم
کے کسرے کے ساتھ ہی اور خرما ہی جسکو دودہ کے ساتھ خمیر کیا جاتا ہی اور یہ بہی آیا ہی کہ عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ کا ایک قافلہ آیا تہا کہ اوسکے ساتھ آٹا تہا اور ایک روایت مین ہے کہ میدا
اور گہی اور شہد تہا پس وہ اوسمین ایک تہوڑا سا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
شریف مین لائے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو برکت کی دعا دی اور آپ نے
ایک دیگ منگائی اور اوسکو آگ پر چڑہا دیا اور اوسکا حلوا پکایا اور آپ نے صحابہ سے فرمایا
کہ اسکو کہاؤ یہ ایک چیز ہی کہ اوسکا نام فارس کے لوگ خبیص رکہتے ہین اور یہ بہی روایت مین واقع
ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکر کو دوست رکہتے تہے اور اوسکو صدقے مین دیتے تہے اور
طحاوی نے حدیث روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری کی شادی
مین تشریف لیگئے پس ہمسایہ والی طباق بادام اور شکر کے لیے ہوئے آئے اور قوم نے آنحضرت
کے ادب کی وجہ سے اپنے ہاتہونکو روک لیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اوسکو
لوٹتے نہین اون لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے تو لوٹنے کی نہی
فرمائی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین شادی مین لوٹنے کو نہین منع کرتا ہون
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہینکتے تہے اوسکو قوم پر اور قوم اوسکو لوٹتی تہی اور طحاوی
لوٹانیکو مکروہ نہونے پر اس حدیث کو حجت لائے ہین جیسا کہ امام ابو حنیفہ اس طرف گئے ہین اس
حدیث کو ساتھ صحیح حدیثون پر جو لوٹنے کی نہی مین وارد ہوئی ہین حکم کیا ہے لیکن بیہقی نے اس

حدیث کو ثابت نہین کیا ہی اور اسی سبب سی طحاوی پر لوٹنے کے قائل ہین طعن الشنیع کی ہے شیخ
عبد الحق دہلوی رحمہ فرماتے ہین کہ بقر عید دن مین حج کے دن تحقیق لوٹنکا حکم وارد ہوا ہی پس حضرت
امام ابو حنیفہ رحمہ کے قول پر حجت نہین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بکری کا گوشت
نوش فرمایا ہے اور آپکا گائے کا گوشت تناول فرمانا بالخصوص معلوم نہین ہوا ہی بجز اسکے کہ حدیث
مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرہ کی طرف سی گائے قربانی کی ہے
اور فرمایا ہی بات ہی کہ اوسمین سے آپ نے بھی نوش فرمایا ہو واللہ اعلم اور گوشت کی تعریف
مین کئی ایک حدیثین وارد ہوئی ہین اللحم سید طعام اہل الجنۃ یعنے گوشت جنتیونکے کہانیکا سردار ہے
اور ایک روایت مین آیا ہی سید الطعام لاہل الدنیا والاخرۃ یعنے سردار کہانیکا ہی اہل دنیا
اور آخرت کیلیے اس حدیث کو ابن ماجہ و ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے اور اوسکی سند
ضعیف ہی لیکن اس حدیث کی شاہد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دنیا کی کہانیکا سردار گوشت ہی بعد اوسکے چانول ہے اور ابو نعیم اسکو
طب نبوی مین لائے ہین اور گوشت کا کہانا سات توتون کو زیادہ کرتا ہی اسکو زہری نے
بیان کیا ہی اور مواہب لدنیہ مین ایسی ہی ہے اور یہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سی مروی
ہی کہ گوشت کہانا رنگت کو صاف کرتا ہی اور خلق کو نیک کر دیتا ہی اور جو شخص چالیس رات
اسکو چھوڑ دے تو خلق اوسکا برا ہو جاتا ہے اور مواہب لدنیہ مین ایسی ہی ہے اور اتنی مدت
مین جیسے کہ اسکے ترک مین یہ خاصیت واقع ہوئی ہے ویسے ہی اتنی مدت اوسکے کہانے مین
قساوت قلب اور سختی طبیعت کی تاثیر بھی وارد ہوئی ہے اور بعضے آثار مین یہ بھی آیا ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نزدیک کہانونمین سے محبوب زیادہ گوشت تہا اور فرماتے تھے کہ
گوشت کا کہانا سماعت کو زیادہ کرتا ہے اور وہ دنیا اور آخرت مین بہتر کہانون سے ہی اور فرمایا
کہ اگر مین اپنے پروردگار سے چاہون کہ ہر روز مجھکو گوشت کہلائے تو البتہ ہر روز میرا پروردگار
کہلائے اور امام شافعی رحمہ سے منقول ہے کہ گوشت کا کہانا عقل بڑہاتا ہے اور مروی ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نزدیک دست کا گوشت بہت محبوب تہا اور اسی وجہ
سے اوس یہودن نے اوسی گوشت مین زہر ملایا تہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک دست کا گوشت اس وجہ سے محبوب تہا کہ آپکو
دستیاب ہوتا تہا اور کبھی کبھی آپ کہاتے تہے اور دست کا گوشت بہت جلد پکتا ہی پس آپ
اوسکو نوش فرمانے مین جلدی فرماتے تہے اور ترمذی کی حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
والہ وسلم نے فرمایا ہی اطیب اللحم لحم الظہر یعنے بہتر گوشت پیٹہ کا گوشت ہی اور بعضون نے کہا ہے
کہ دست کا گوشت محبوب اس وجہ سے تہا کہ وہ نجاست کے مقام سے بہت دور ہی اور اس توجیہ کی تائید
کرنیوالی یہ روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گردن کو مکروہ جانتے تہے کہ وہ پیشاب کے مقام
کے قریب ہین لیکن حافظ عراقی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سند مین ضعیف ہین اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشت کو نوش کرتے تہے یعنے گوشت ہڈی مین لگا ہوا ہی منہ
سے کہاتے تہے اور نہش شین معجمہ اور سین مہملہ کے ساتہ بہی آیا ہی اور بعضے کہتے ہین جو شین معجمہ کے
ساتہ ہی وہ تمام دانتون سے کہانے کے معنی مین آیا ہی اور سین مہملہ کے ساتہ ہی وہ دانتون
کی نوکون سے کہانے کے معنی مین آیا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشت کو چہری
کے ساتہ بہی کہایا ہے اور بخاری کی حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہری
سے بکری کے شانے پر سے کاٹا اور ہاتہ مین رکہا کہ آپ نماز کے واسطے بلائے گئے پس
جس چہری سے گوشت کاٹتے تہے اوسکو ہاتہ سے ڈالدیا اور نماز کے لیے اوٹہہ کہڑے ہوئے
اور وضو نہین کیا اور حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ گوشت
کو چہری سے نہ کاٹو کیونکہ وہ کام عجمیون کا ہے اور دانتون سے کہاؤ کیونکہ دانت سے گوشت
کہانا ہاضم زیادہ اور گوارا ہست ہی اور ابو داؤد نے کہا ہی کہ یہ حدیث قوی نہین ہے اور حافظ
ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی شاہد حدیث صفوان بن امیہ ہی جسکو ترمذی نے
اختیار کیا ہی اور بعض روایتون مین دانت سے کہانیکا حکم واقع ہوا ہی اور چہری سے کاٹنے
کی نہی تصریح سے نہین ہے اور محدثین نے تطبیق یون دی ہے کہ چہوٹی ہڈی دانت سے کہاؤ
اور بڑی ہڈی سے چہری سے کاٹے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہنا ہوا گوشت
کہایا ہی اور حضرت ام سلمہ رض سے روایت ہی کہتی ہین کہ ایک پہلو بہنا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت مین لائے پس آپ نے اوس مین کہایا بعد اوسکے نماز کو واسطے اوٹہکر

ہوئی اور وضو نہین کیا اور یہ حدیث ہی اسکو ترمذی نے روایت کیا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے قدید یعنی گوشت کہر ہوئے کو کہایا ہے چنانچہ سنن مین آیا ہی کہ ایک صحابی نے بیان
کیا ہی کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک بکری ذبح کی اور ہم مسافر تھے
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس گوشت کو اصلاح کر پس مین اوس
گوشت مین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہلایا کیا جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مدینہ شریف پہونچے اور اصلاح سے مراد گوشت کا سکہانا ہی اور جگر بہنا ہوا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہایا ہی اور مرغے کا گوشت کہایا ہے اسکو بخاری اور
ترمذی اور سوا انکے اورون نے روایت کیا اور خر وحشی جسکو گورخر کہتے ہین اوسکا گوشت کہایا ہے
اسکو شیخین نے روایت کیا ہی اور شتر کا گوشت قیام اور سفر مین اور دریائی جانور کہائے
ہین اسکو مسلم نے روایت کیا ہی اور آئمہ کا دریائی جانورون کے کہانے مین اختلاف ہے
بعضون کے نزدیک انسان دریائی جائز ہین اور بعضون کے نزدیک انسان دریائی اور خنزیر
دریائی سوا سب جائز ہین اور ہمارے مذہب مین بجز مچھلی کے اور کچھ نہین جائز ہی اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثرید کہایا ہے اور ثرید اوسے کہتے ہین کہ گوشت کے شوربے مین
روٹیان توڑ کے ڈالی جائین اور کبہی اوسمین گوشت بہی ہوتا ہے اور حدیث مین آیا ہی
کہ فضل عائشة علی النساء کفضل الثريد علی كل الطعام یعنی فضل عائشہؓ کا عورتون پر ایسا ہی جیسا فضل
ثرید کو سب کہانے پر ہے اور ابو داؤد نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہی کہ کہا ہی ابن عباسؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو کہانون مین سے محبوب زیادہ ثرید خبز اور ثرید حیس تہا ثرید خبز اوسکو کہتے ہین
جو روٹی توڑ کے شوربے مین بہگوئی جاتی ہے اور ثرید حیس اوسکو کہتے ہین جو خشک کہجورین
گہی اور پنیر مین ملائی جاتی ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گہی اور اوسکی سی چیزون کی
روٹی نوش فرمائی ہے اور روٹی روغن زیتون کے ساتھ تناول کی ہے اور ہریسہ کے کہانے مین
حدیثین آئی ہین لیکن محدثین اونکو موضوع بتاتے ہین اور طبرانی نے اوسط مین حذیفہؓ
سے نقل کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبرئیل نے مجھکو ہریسہ کہلایا ہی
تاکہ پشت میری نماز تہجد کے واسطے مضبوط اور قوی ہوجاوے اور کہا ہی کہ [illegible]

حدیث مین لفظ لحم کی ہے اور یہ وہ شخص ہے جس نے یہ حدیث بنائی ہے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کدو نوش فرمایا ہے اور اوسکو دوست رکھتے تھے اور اگر کدو پکایا جاتا تھا تو آپ
اوسکو پیالے مین ڈہونڈتے تہے اور اوسکو محبوب رکھنے کے باعث سے کہالیتے تہے اور حضرت انس رضی
کہتے ہین کہ جس روز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فعل دیکھا ہے مین نے کدو کو دوست
رکہتا ہون اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور امام نووی نے کہا ہے کہ کدو کو دوست رکہنا اور جس
چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوست رکہا ہے اوسکو دوست رکہنا مستحب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو کے آٹے کے ساتھ چقندر پکے ہوئے نوش فرمائی ہین اور ترمذی نے شمائل مین روایت کی
ہے کہ ایک روز حسن بن علی اور عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ بن جعفر سلمی کے پاس جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ تہی آئے اور فرمایا اے سلمی ہمارے واسطے وہ کہانا پکا جو رسول اللہ صلعم کو
اچہا معلوم ہوتا تہا کہا سلمی نے اے صاحبزادو میرے تمکو اب وہ کہانا اچہا نہین معلوم
ہوگا یعنے تم کہتے لذیذ اور مرغوب کہاتے ہو تمکو کہان اچہا معلوم ہوگا صاحبزادون نے
فرمایا کہ ہمکو اچہا معلوم ہوتا ہے تم ہمارے واسطے پکاؤ پس سلمی نے تہوڑے سے آٹے جو پکا
اور اوسکو دیگ مین اونڈیل کے اوسمین تہوڑی مرچین اور روغن زیتون ڈالکے صاحبزادون
کے آگے دیگ لاکے رکہدی اور عرض کیا کہ یہی کہانا ہے جو رسول اللہ کو مرغوب تہا اور
اسکو رغبت سے نوش فرماتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خزیرہ کہایا ہے اور وہ
کہانا ہے کہ آٹے سے لبسی کی طرح پر بنایا جاتا ہے لیکن اوس سے پتلا ہوتا ہے طبری نے
ایسے ہی بیان کیا ہے اور جوہری نے کہا ہے کہ خزیرہ یہ ہے کہ گوشت کو لیکر اوسکے چہوٹے
چہوٹے ٹکڑے کیے جاتے ہین اور بہت سا پانی اوس مین ڈالا جاتا ہے اور جب وہ پک کر
نرم ہوجاتا ہے تو اوسمین آٹا ملایا جاتا ہے اور اگر اوسمین گوشت نہو تو اوسکو عصیدہ
کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ وہ ایک شوربا ہے کہ بہوسی سے صاف کیا جاتا ہے اور پکایا
جاتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ خزیرہ خاء معجمہ اور زاء معجمہ کے ساتھ جو ہے وہ بہوسی سے بنایا جاتا
ہے اور جو حاء مہملہ اور راء مہملہ کے ساتھ ہے وہ دودہ سے بنایا جاتا ہے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پنیر تناول کیا ہے اور پکی ہوئی کہجور اور خشک کہجور اور کدر ہی کہجور

نوش فرمائی ہو اور درخت پیلو کے پہل کو کہا یا ہے اور خرمے کے درخت مین سے جو گوند نکلتا ہے اوسکو بہت دوست رکہتے تہے اور بہت مرغوب تہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ابن عمر رضہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین مقام تبوک مین پنیر کوئی شخص لایا پس آپ نے چہری منگائی اور بسم اللہ فرمایا کر اوسکو تراشا ابو داؤد نے اسکو روایت کیا ہے اور بعضے فقیہوں کو وہم ہے کہ پنیر مین گائے آور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خربورہ خرمے سے نوش کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترکاریوں مین خربوزہ بہت مرغوب تہا اور خربوزے کے فضل مین حدیثین آئی ہین اور اون حدیثون کی ایک کتاب بنائی گئی ہے لیکن محدثین اوسپر حکم وضع کا کرتے ہین آور عجائبات مین سے یہ ہے کہ محمد بن اسلم خربوزہ نہ کہاتے تہے اور اوسکی یہ وجہ بیان کرتے تہے کہ یہ بات منقول نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طور پر کہاتے تہے اور ایک روایت مین ککڑی کہانا خرمے کے ساتہ اس صورت سے آیا ہے کہ آنحضرت کے ایک ہاتہ مین ککڑی تہی اور ایک ہاتہ مین خرما تہا کبہی ککڑی مین سے نوش فرماتے تہے اور کبہی خرمے مین سے تناول کرتے تہے اور ایسی ہی خربوزے اور خرمے کے باب مین حدیث آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خربوزے اور خرمے کو ملاکر نوش فرماتے تہے اور یہ حدیث دو باتونکا احتمال رکہتی ہے ایک تو یہ ہے کہ ایک کو دوسرے پر رکہکر نوش کرتے تہے یا کبہی خربوزے مین سے کہاتے تہے اور کبہی خرمے مین سے کہاتے تہے آور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک غریب حدیث نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا ہے کہ میری مان میری فربہی کے لیے میرا علاج کرتی تہین اور اوسمین جلدی کرتی تہین تاکہ مجہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر کرین اور کچہ علاج ٹہیک نہوتا تہا آخر کو مین نے رطب یعنی تر خرما اور ککڑی کہائی اور ایک روایت مین تمر یعنے خشک خرما رطب کی مقام مین آیا ہے پہر خوب مین فربہ ہوئی مواہب مین ایسی ہی آیا ہے آگاہ ہو کہ شرح کرنیوالی ملک حدیث کی روایت کرنے والے یہ بات کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خربوزے اور خرمے کے ساتہ کہانے مین مقصود یہ تہا کہ خرمے کی حرارت خربوزے کی سردی سے کم ہوجائے اور موافق طب کی قاعدہ کے

اعتدال اسکا اوس سے ہوجائے چنانچہ ابی اسامہ کی حدیث مین جو ہشام سے مروی ہے آیا ہو انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یاکل البطیخ بالرطب فیقول یکسر حر ہذا ببرد ہذا وبرد ہذا بحر ہذا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیشک خربوزہ تر خرمے سے نوش فرماتے تھے اور اسکی حرارت اوسکی سردی سے اور اوسکی سردی کو اسکی حرارت سے کم کرتے تھے اور لوگون نے کہا ہے کہ غذاؤن اور دواؤن کی ترکیب مین بھی بہت بڑا گر ہے اور یہ بات بھی کہی ہے کہ مراد بطیخ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تر خرمے کے ساتھ نوش فرماتے تھے بطیخ اخضر یعنی ہرا خربوزہ ہے کہ وہ سرد ہے اور زرد خربوزہ کہ وہ گرم ہے مراد نہین ہے اور یہ بات کہی ہے کہ خربوزے کے زرد کے ساتھ جو حضرت انس رضی کی حدیث مین واقع ہوا ہے وہ زرد خربوزے کی قسم مین سے ایک قسم کے خربوزے کا نام ہے اور جواب اوسکا یہ دیا گیا ہے کہ اوسمین نسبت خرمے کے ایک برودت ہے اگرچہ شیرینی کی وجہ سے حرارت رکھتا ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ میرے گمان مین یہ بات ہے کہ قوم نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خربوزے کو خرمے کے ساتھ ملا کر کھانے کی علت بیان کی ہے تکلف سے خالی نہین ہے اور ظاہر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اون دونونکو ساتھ کھانا اتفاقی تھا یا ایسا ہے کہ وہ خربوزہ شیرین نہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کگڑیکو جو خرمے کے ساتھ نوش فرمایا تو اسی باعث سے کہ وہ بالکل پھیکی ہوتی ہے خرمے سے میٹھی ہوجاتی اور یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محض بے تکلفی سے اور لذت کی غرض سے تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خرمے کو جو کی روٹی کے ساتھ کھانے مین ایسے ہی کہا ہے کہ جو سرد اور خشک ہے اور خرما گرم اور تر ہے پس آپ نے خرما گرم روٹی کے ساتھ بھی نوش فرمایا کہ اسکی سردی اوسکی حرارت سے اور اوسکی حرارت اسکی سردی سے کم ہوجائے اور معتدل کرنیکی یہ اچھی تدبیر ہے واللہ اعلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خشک خرمے کو مسکے کے ساتھ تناول فرماتے تھے اور آپکو پسند تھا اور اب تک اوس دیار مین خشک خرمے کو مسکے کے ساتھ کھانا رائج ہے اور وہان کے بازار میں خرمے مین مسکہ لگا کر بیچتے ہین اور جو علت کہ سابق مین مذکور ہوئی وہ خشک خرمے کو مسکے کے ساتھ کھانے مین غالب ہے کیونکہ مسکے کی چکنائی اوسکی خشکی کھو دیتی ہے اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روٹی کے ساتھ کہانیکی جو چیز میسر ہوتی تھی آپ اوسکے ساتھ نوش فرماتے تھے کبھی گوشت ہوتا تھا اور کبھی خربوزہ ہوتا تھا اور کبھی خشک خرما ہوتا تھا اور مسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیکر خشک خرما رکھا اور فرمایا کہ یہ روٹی کے ساتھ کہانیکی چیز ہے اور کہین سرکہ بھی ہے اور فرمایا نعم الادام الخل یعنے اچھا سالن سرکہ ہے خطابی اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اس کلام سے کہانیکی چیز و نمین میانہ روی اختیار کرنیکی تعریف مراد ہے اور نفس کو لذیذ کہانون سے روکنا مقصود ہے یعنے روٹی کے ساتھ سرکہ کہانے یا مانند اسکی جو چیزین ہین کہ اونکا دستیاب ہونا آسان ہے اور وہ کچھ نایاب نہین ہے اور شہوتون کی ترغیب نکرے کیونکہ یہ امرین ہین فساد پیدا کرتا ہے اور دین کو نقصان پہنچاتا ہے اور امام نووی نے کہا ہے کہ یہ تعریف نفس سرکہ کی ہے کہ وہ بہت سے نفعون کو شامل ہے لیکن کہانیکی چیزونمین میانہ روی اختیار کرنا اور شہوتونکا ترک کرنا اور چیزیشون اور قاعدون سے معلوم ہے اور ان قسم نے کہا ہے کہ یہ تعریف سرکہ کی موافق اقتضائے حال کے ہے نہ فضیلت دینا اوسکا اور چیزون پر ہے جو روٹی کے ساتھ کہائی جاتی ہین جیسا کہ بعضون نے گمان کیا ہے اور اس حدیث کے وارد ہونیکا سبب یہ ہے کہ ایکروز آنحضرت اپنے اہلبیت کے پاس تشریف لائے وہ آپکے لیے خشک روٹی لائین آپ نے فرمایا کہ کیا کوئی چیز اسکے ساتھ کہانیکی نہین اونہون نے عرض کیا کہ سوا سرکہ کے اور تو کچھ نہین ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نعم الادام الخل اور مقصود اس سے یہ ہے کہ نان خورش کے ساتھ روٹی کہانا حفظ صحت کا سبب ہے کیونکہ سالن اصلاح روٹی کی کرتا ہے اور اوسکو ملائم حفظ صحت کے واسطے کر دیتا ہے بخلاف اوسکے کہ ان دونون مین سے ایک دستیاب ہو اور اوسپر اکتفا کیا جائے اور اس قول مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرکے کو دودہ اور گوشت اور شہد اور شوربے پر فضیلت نہین دی ہے اور اگر دودہ اور گوشت کی موجود ہوتا تو البتہ یہ تعریف اولی تھی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بات فرمانا اونکی خاطر سے اور اونکو دلونکے شاد کرنیکے لیے تھا نہ سرکے کو نان خورش پر فضیلت دینیکے واسطے تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ملک کی ترکاریان اوسکی فصل مین نوش فرماتے تھے اور اوس سے پرہیز نکرتے تھے اور صاحب مواہب نے کہا ہے کہ حفظ صحت کا بہت بڑا سبب ہے کیونکہ پروردگار جلشانہ نے اپنی حکمت سے ہر شہر مین میوہ پیدا کیا ہے کہ اوسکی فصل مین وہان کے شہر والے اوسکے

فائدے اوٹھاتے ہین اور اوسکا کہانا اون لوگون کی صحت اور عافیت کا سبب ہوتا ہی اور اونکو بہت
دوائیون کے استعمال کرنے سے بے پروا کر دیتا ہی اور کم کوئی ہوگا کہ اپنے شہر کی ترکاریون سے بوجہ
خوف بیماری اور ضعف کے پرہیز کرتا ہوگا مگر وہی شخص ہوگا کہ جو ضعیف اور ناتوان زیادہ ہوگا اور
صحت اور قوت نرکہتا ہوگا پس جو شخص اون ترکاریون کو اونکی فصل مین اوس طرح پر کہائیگا
جو اونکی کہانیکا طریقہ ہی تو وہ اونکے حق مین ایک دوا نافع ہوجائیگی انتہی اور ابن عباس رض سے
منقول ہی کہ وہ فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انگور بطریق خرط کہاتے
دیکہا ہی اور معنی خرط کے یہ ہین کہ انگور کا خوشہ منہ مین رکہے اور اوسکے دانے منہ مین لے اور اوسکی
شاخ کو بغیر انگور کے دانون کے باہر نکال کر پہینک دے اور اب یہ بات رائج ہی کہ انگور کو دانے
ہاتہ سے اوٹہا کر منہ مین رکہہ لیتے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ اس حدیث کی کچہ اصل نہین ہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیاز نہین نوش کی ہے اور نہ امت کو اوسکے کہانے کی
نہی فرمائی ہے اور ارشاد کیا ہی کہ جو پیاز کہاوے اوسکو چاہیے کہ مسجد مین نہ آوے اور عالمون نے
اور متبرک مقام کو بہی اسپر قیاس کیا ہی اور ابو داود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری کہانا جو نوش فرمایا ہے اوسمین پیاز تہی اور ظاہرا
یہ بات ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے جواز کی اثبات اور تاکید کے واسطے تناول
فرمایا یا یہ ہی کہ پیاز پکی ہوئی تہی اور بو اوسکی جاتی رہی تہی اور مکروہ تو کچی پیاز ہے جسمین
بو آتی ہی اور جس زمانے مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتدای ہجرت مین ابو ایوب
انصاری کے گہر مین تشریف رکہتے تہے اور وہ کہانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت
مین حاضر کرتے اگر اوسمین پیاز اور لہسن کی قسم مین کوئی چیز ہوتی تو آپ نوش فرماتے اور اپنے
اصحابون کو بہیج دیتے تہے اور لہسن کا بہی حکم یہ ہی بلکہ وہ اس سے بہی بدتر ہی اور امام بغوی
نے کہا ہی عالمون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین لہسن اور پیاز اور گندنا کی حکم
مین اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرام تہا اور صحیح تر
یہی بات ہی کہ آپکے حق مین کراہیت تنزیہی کا حکم رکہتا تہا نہ تحریمی کا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے عموم قول سے ثابت ہی کہ صحابہ نے آپ سے پوچہا احرام ہی یعنی کیا پیاز اور لہسن

اور گندنا سر ایک حرام ہے آپ نے فرمایا لا یعنی حرام نہین ہے اور جو شخص کہ حرمت کا قائل ہے وہ
کہتا ہی کہ اسکے معنی یہ ہین کہ تم پر حرام نہین ہے واللہ اعلم اور صاحب مواہب لدنیہ نے کہا ہی کہ محبت
صادق پر موافقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاز اور لہسن کے ترک مین اور اون چیزون کے
مکروہ جاننے مین جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکروہ سمجہا ہی واجب ہی کیونکہ محبت
صادق کی صفت یہ ہی کہ جسکو محبوب دوست رکہے اسکو وہ بہی دوست رکہے اور جسکو
محبوب مکروہ سمجہے اوسکو وہ بہی مکروہ سمجہے اور یہ قول صاحب مواہب صحیح ہے اور بہت
ٹہیک ہی اور کبہی جو بنظر مہربانی اور عنایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو رخصت
دینے مین اور اباحت کی طرف متوجہ ہوتے تہے کہ ان اللہ یحب ان یوتی عزائمہ تو وہ فعل
آپ سے ظہور مین آتا تہا اور یہ بات دوسری ہے اور بعضی روایتونمین آیا ہی کہ ایک بار
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دور مقام پر وارد ہوئے تہے
اور بہوک معلوم ہوئی اور اپنے باغ مین پانی سینچنے کی مزدوری اختیار فرمائی اور ایک
شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت مین روٹی گندنے کے ساتہ حاضر کی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روٹی خود تناول فرمائی اور گندنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کو عنایت کیا تاریخ مدینہ مین ایسی ہی مذکور ہے **وصل** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین
اونگلیون سے یعنے انگوٹہے اور کلمے کی اونگلی اور بیچ کی اونگلی سے کہانا نوش فرماتے تہے
اسکو شمائل مین ترمذی نے روایت کیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک اونگلی یا دو اونگلیون
سے کہانا مغرور لوگون کا کہانا ہے اور یہ بہی ہے کہ اس طرح کہانے سے لذت نہین ملتی اور
دیر کے بعد سیری حاصل ہوتی ہے اور پانچون اونگلیون سے کہانا حرص و طمع کی علامت
ہے اور صاحب مواہب لدنیہ نے ایک حدیث مرسل نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے پانچون اونگلیون سے کہایا ہی اور محدثین اس حدیث کو اور جو حدیث کہ
تین اونگلیون سے کہانے مین واقع ہوئی ہے اوسکو اختلاف وقت اور احوال کے ساتہ
جمع کرتے ہیے اور بعد کہانیکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل ہاتہ پونچہنے کے اونگلیان چاٹتے تہے
اور بعضی روایتون مین اونگلیان کے بعد کاسہ چاٹنے کا حکم واقع ہوا ہی اور یہ آیا کہ کاسہ اپنے چاٹنے والے

کے حق مین استغفار کرتا ہی اور کاسہ چاٹنے کی علت یہ واقع ہوئی ہے کہ آدمی کو معلوم نہین
ہی کہ کہانے کی کس جز مین برکت ہی اور انگلیان چاٹنے مین یہ شرط نہین کہ سب انگلیان
منہ مین کہلی اور زبان سے انکو چاٹے یا انکو ہونٹون کے اندر رکہہ لینا کافی ہی اور بعضے وقتون مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگلیان چٹاتے اور لڑکون کو اور خادمون کو چٹاتے تھے اور کہانیکی درمیان انگلیان
چاٹنا مکروہ ہی اور جو چیز کہ خوان سے یا کاسہ سے گری ہوئی ہو اوسکے کہانے مین ثواب ہی اور بعضی روایتون مین
آیا ہی کہ فعل مذکور کے اختیار کرنے مین فقر اور برص اور جذام سے محفوظ رہتا ہی اور جو شخص اسکا استعمال
کرتا ہی اوسکی اولاد حماقت سے باز رہتی ہی اور انکو عافیت دیجاتی ہے اور دیلمی نے بطریق
رشید کہ خلفاء عباسیہ مین سے ہین اپنے باپ دادا سے کہ انہون نے ابن عباس رضی سے روایت
کیا ہی کہ جو شخص اوس چیز مین سے جو دسترخوان سے گری ہے کہائے تو اولاد اوسکی خوبصورت
پیدا ہو اور فقر سے باز رہے اور اسی امر مین اہل کثیر سے اتباع ظہور مین نہین آتی ہی اور وہ اوسکو
مکروہ جانتے ہین اور اگر نظر حقیقت سے دیکہین تو کوئی مقام کراہیت کا نہین ہی کیونکہ ریزہ اوسی
کہانیکی ہین جو کہایا ہی اور انگلیون چہوجانے اور کاسے مین لگے رہنے سے کیون لائق کہن کہانے کے ہوگا
خصوصاً جس وقت مین کہ سن لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل ہے اور حقیقت مین جو
شخص گہن کہاتا ہی اوس چیز سے جو سرور کائنات کی طرف منسوب ہی اوسپر بہت بڑا امر لازم
آتا ہی خدا بچائے اور صاحب مواہب نے ایک بزرگ سے نقل کیا ہی کہ انہون نے فرمایا ہی کہ
آدمی کلی کرتا ہی اور اپنی انگلیان منہ مین ڈالتا ہی اور منہ کے اندر اور دانتون کو ملتا ہی
اور کوئی شخص اوسکو مکروہ نہین جانتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگا کر نہین
نوش فرماتے تھے اور ارشاد کرتے تھے کہ مین بندہ ہون جس طور سے بندہ بیٹہتا ہی مین بیٹہتا ہون
اور جس طرح سے بندہ کہاتا ہی مین کہاتا ہون اور اتکاکی تفسیر مین عالمون کا اختلاف ہے
قاضی عیاض جو حدیث کی تحقیق شارحین مین سے ہین اونہون نے شفا مین کہ نام ایک کتاب
کا ہی لکہا ہی کہ اتکا سے مراد یہ ہی کہ جس طرح سے جو سرکار کی بیٹہتی ہین اوس ہیئت سے بیٹہتے اور شکل
اون بیٹہکون کی بیٹہتی جو نہین بیٹہنے والا اپنے نیچے بچہی ہوئی چیز پر ٹیکنی دیتا ہی اور اس ہیئت پر بیٹہکے
کہانا اچہی طرح کہاتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشست اس ہیئت پر تہی کہ گویا

کہ اسی ساعت آپ اوٹھ کھڑے ہونگے یعنی بطریق اقعاد کے جلوس فرماتے تھے اور کہا ہے کہ محققین کے
نزدیک اتکا کے معنی جو حدیث میں ہے یہ نہیں ہے کہ ایک جانب کو جھک کر بیٹھے اور اقعاد کو مراد ہے
کہ سرین کو زمین سے لگادے اور پنڈلیوں کو کھڑا رکھے اور اپنی پیٹھ کے بل سیدھا رہے اور یہی صورت
ہے جو نماز میں منع ہے اور صاحب مواہب کہتے ہیں کہ جس چیز کے ساتھ قاضی عیاض نے اتکا کی تفسیر کی
ہے وہی بات اکمال میں خطابی سے جو شارحین حدیث کے اماموں سے ہیں اور انکا معتمد علیہ
ہیں نقل کی گئی ہے اور کہا ہے کہ خطابی نے اکثر ان لوگوں کی کہ جنہوں نے اتکا کو ایک جانب
کی طرف میل کرنا تفسیر کیا ہے مخالفت کی ہے اور خطابی نے کہا ہے کہ عوام اسبات کا گمان کرتے ہیں
کہ متکی کے یہ معنی ہیں کہ کھانا کھانیوالا اپنی ایک جانب کی طرف مائل ہو اور ایسا امر نہیں ہے بلکہ متکی
کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص اوس چیز پر جو اوسکے نیچے بچھی ہے ٹیکن دیے ہوتی اور ابن جوزی کے
نزدیک اتکا کے معنی یہی ہیں کہ ایک جانب کو میلان ہو اور بعضوں نے کہا ہے کہ اتکا کے معنی کسی
چیز پر ٹیکن دینا ہیں جیسے دیوار اور مسند اور جو اسکے مانند ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ بائیں ہاتھ
کو زمین پر ٹیکنا یہ معنی اسکے ہیں اور بعضی حدیثوں میں اسکی نہی صریح آئی ہے اور ابن اثیر نے
نہایہ میں کہا ہے کہ جس نے اتکا کو ایک جانب کی میل ہونیکے ساتھ تفسیر کیا ہے اوس نے اوسکی تاویل مذہب
طب کے موافق کی ہے اور ابن قیم نے کہا ہے کہ یہ کھانا کھانیوالیکو نقصان کرتا ہے کیونکہ مجری طعام
اس ہیئت کی نشست میں معدہ میں باسانی کھانا پونہچنے کو مانع ہوتی ہے اور معدہ کو پیچیدہ
کر دیتا ہے اور غذا کیلیے معدہ کھل نہیں سکتا ہے اور معدہ خواہش اوسکی کرتا ہے لیکن غذا اوسمین صرف تی
ہے اور آسانی سے اوسکی طرف نہیں پونہچتی ہے اور کسی چیز پر تکیہ لگاکے بیٹھنا مغرور لوگوں کی نشست
ہے اور عبودیت کے طریقہ کے خلاف ہے اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
اٰکل کما یاکل العبد یعنی میں کھاتا ہوں جس طرح سے بندہ کھاتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ کھانا
کھانیمیں تکیہ نہ لگانیکا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے ہے اور حق یہ بات کہ
حکم عام ہے ہاں اگر کوئی چیز ایسی عارض ہو کہ رعایت ادب کی ممکن نہو تو وہ بات دوسری ہے
والضرورات تبیح المحظورات یعنی ضرورتیں مباح کردیتی ہیں منع چیزوں کو اور صاحب سفر السعادت
نے کہا ہے کہ اتکا پانچ قسم پر ہے اور یہ سب ہیئتیں جو ذکر کی گئی ہیں اونکا شمار کیا ہے اور صاحب مواہب نے

کہاہی کہ جب کراہت اتکاکی یا خلاف اولی کرا اوسکا ہونا ثابت ہوا تو کہانا کہانیکو واسطے یہ نشست مستحب ہی
کہ دو زانو بیٹہی یا ایک سیدہا پاؤن کہڑا کرے اور بائین پاؤن پر بیٹہی اور ابن قیم نے کہا ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بائین قدم کے اندر کی جانب کو دہنی قدم کی پشت پر رکہتے تواضع اور ادب کیلئے
رکہتی تہی اور یہ ہیئت نافع زیادہ اور بہتر زیادہ کہانا کہانیکی نشست کی دوسری ہیئتون سے ہی کیونکہ
تمام اعضا اپنی وضع طبعی پر جسطرح سے حق تعالی نے پیدا کیا ہی رہتی ہین اور جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم دست مبارک کہانی مین ڈالتی تہی تو آپ بسم اللہ فرماتے تہے اور اولا افضل یہ ہے
کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہی اور اگر فقط بسم اللہ کہی تو کافی ہے اور ادای سنت حاصل ہو جاتا ہی اور کہانیکے
اخیر مین خدا تعالی عزوجل کی حمد کرتے تہے اور صیغے حمد کے متعدد منقول ہین اور اس قدر کہنا بہی
کافی ہی الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین یعنے سب تعریف اللہ ہی کیلیے ہی جسنے کہ
ہمکو کہلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا ہی اور یہ دعا بہی صحت کو پہونچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فرماتے تہے اطعمت وسقیت واغنیت واقنیت وہدیت واحییت فلک الحمد
علی ما اعطیت یعنی کہلایا مین نے اور پلایا مین نے اور غنی ہوا مین اور قوت کی مین نے اور ہدایت
پائی مین نے اور زندہ ہوا مین پس تیری ہی تعریف ہی اوس چیز پر جو مجہکو دیگئی ہی اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دہنی ہاتہ سے کہانا نوش فرماتے تہے اور دہنے ہاتہ سے کہانیکا
حکم کرتے تہے اور فرمایا یا غلام سم اللہ وکل بیمینک ومما یلیک یعنی ای غلام نام لے اللہ تعالے
کا اور کہا دہنی ہاتہ سے اور جو چیز تیری قریب ہی اور بعضی شافعیہ رض نے اس وعید کو مستحب ہونے
پر محمول کیا ہی اور صواب یہ ہی کہ بوجہ وارد ہونے وعید اسکے ترک پر واجب ہی جیسا کہ صحیح مسلم
مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو بائین ہاتہ سے کہاتے دیکہا پس
فرمایا کل بیمینک یعنی دہنی ہاتہ سے کہا اوس شخص نے عرض کیا کہ لا استطیع یعنی مین استطاعت
نہین رکہتا ہون آپنے فرمایا لا استطعت یعنی استطاعت تجہکو نہو پس وہ شخص اپنا ہاتہ منہ
تک نہ اوٹہا سکا اور بعضی مستحب ہونے پر قرینہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دلیل
لاتے ہین وکل مما یلیک اور کہتے ہین کہ کہانا مما یلی سے واجب نہین ہے اور اوسکا جواب دیا
ہے کہ واجب ہی اور اوسکا ترک کرنیوالا بعد علم کے گنہگار ہے انتہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر

قسم کا کہانا ہو تو وہی چیز کہائے جو قریب اپنے ہو اور اگر کئی قسم کا کہانا ہو مثل ترکاری وغیرہ کے
تو اور طرف سے کہانا جائز ہے اگر یہ بات کہی جائے کہ سابق مین گذرا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کالوکے چارون طرف کو ڈہونڈہ کر نوش فرماتے تہے اور یہ فعل حدیث کل مما یلیک کے
معارض ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ ممانعت اوسکی اوس وقت مین ہے کہ ساتہ کہانیوالا اسبات
سے راضی نہو اور کون شخص ایسا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راضی نہو اور بعضے کہتے ہین
کہ وہ کہانا کہانا تنہائی کی حالت مین تہا اور ظاہر یہ بات ہے کہ حضرت انس رض آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ کہاتے تہے واللہ اعلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہانیکے قبل دست
مبارک دہوتے تہے اور بعد کہانا کہانیکے دہوتے تہے اور فرماتے تہے کہ برکۃ الطعام فی الوضوء
قبلہ والوضوء بعدہ یعنی برکت طعام کی اوسکے قبل وضو کرنے مین اور بعد وضو کرنے مین ہے اور
حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت مین کہانا حاضر کیا
گیا پس صحابہ نے عرض کیا کہ ہم پانی لائین آپ وضو کیجیئےگا آپ نے فرمایا کہ سوا نماز کے قیام
کے وقت کے سوا اور کسی وقت مین وضو کرنے پر مامور نہین ہون اس جگہہ مراد وضو شرعی ہے اور
اوس حدیث مین وضو لغوی معنی مین ہے یعنی دہونے اور پاک کرنیکے معنی مین ہے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرم کہانا نوش نفرماتے تہے ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین کہانا ایک کاسہ مین لائے کہ وہ جوش کہا رہا تہا پس آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ حق تعالی جلشانہ نے مجہکو آگ کہانیکا حکم نہین فرمایا ہے اور حضرت انس کی حدیث
مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرم کہانا کہانیکو اور گرم کہانیکو مکروہ جانتے تہے اور فرماتے
تہے کہ سرد کہانا کہاؤ کہ اوسمین برکت ہے اور گرم کہانے مین برکت نہین ہے اور اسماء سے مروی ہے
کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین گرم کہانا لایا جاتا تہا تو آپ اسکو
اوس وقت تک ڈہانپ دیتے تہے کہ اوسکا جوش جاتا رہتا تہا اور اونہون نے یہہ بھی بیان کیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ سرد کہانے مین بہت بڑی برکت ہے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک لکڑیکا قدح تہا کہ اوسپر لوہا چڑہا ہوا تہا اور انس رض نے کہا ہے کہ آنحضرت صلعم
کو اوس قدح مین پانی اور شربت انگور اور شہد اور سوا اوسکے جو پینیکی چیزین ہین پلائی ہین

اور بخاری کو عاصم احول کی حدیث سے پہونچا ہے کہ اونہون نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا قدح مین نے حضرت انس رض کے پاس دیکھا ہے اور اوسمین پانی پایا ہے اور وہ کچھہ شکست ہوگیا
تہا پس اوسپر انس رض نے چاندیکا حلقہ چڑہا دیا تہا اور وہ قدح خالص چوب کا تہا اور چوڑا بہت
تہا اور کہتے ہیں کہ وہ جہاؤکی لکڑیکا تہا اور رنگت اوسکی زردی مائل تہی اور ابن سیرین نے
کہا ہے کہ اوسمین آہنی حلقہ چڑہا ہوا تہا پس انس رض نے چاہا کہ اوسکی جگہہ چاندیکا حلقہ چڑہا دون
حضرت ابوطلحہ رض نے اس امر کو منع کیا اور کہا کہ جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنایا ہے
اوسکو تغیر ندو اور امام عبد اللہ بخاری سے منقول ہے کہ اونہون نے بیان کیا کہ اس قدح کو بصرہ
مین دیکہا ہے اور اوسمین پانی پایا ہے اور آٹھہ لاکہہ درم کو نضر بن انس رض کی اولاد سے خرید کیا
گیا ہے مواہب مین ایسے ہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز خوان پر نہین
کہایا ہے اور نہ باریک روٹیان کہائی ہین لیکن دسترخوان پر کہایا ہے اور چہڑیکا یا برگ خرمے کا
ہوتا تہا اور اب بہی حرمین شریفین مین دسترخوان خرمے کے پتونکا رائج ہے اور مواہب مین
کتاب ہدی سے نقل کیا ہے کہ بعضے طبیبون نے کہا ہے کہ جو شخص اپنی حفظ صحت چاہے وہ بعد
شب کو کہانیکے بمقدار سو قدم کے ٹہلے اور بعد اوسکے نہ سوئے کیونکہ مضر ہے اور بعد کہانیکے نماز پڑہنا
ہضم مین آسانی پیدا کرتا ہے واللہ اعلم وصل آنحضرت صلعم کے شرب کے بیان مین آگاہ ہو کہ آنحضرت صلعم آب شیرین اور
سرد کو دوست رکہتے تہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بیر سقیا جو ساتہ ضمین مہلا اور حرم قات کی ہے
پانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے لاتے تہے اور یہ ایک چشمہ ہے کہ اوسکے اور مدینہ
مطہرہ کے درمیان مین چہتیس کوس کا فصل ہے اور آب شیرین پینا زہد کے خلاف نہین ہے
اور نہ کچھہ برائی ہے اور نہ داخل ترفہ ہے اور ایسا کیونکر ہوگا جس وقت مین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ سید الزاہد ہے اس فعل کو کیا ہے لیکن پانیکو گلاب اور مشک سے خوشبو
کرنا مذموم ہے اور ترفہ مین داخل ہے اور امام مالک رح سے اسکی کراہت منقول ہے کیونکہ
یہ اسراف ہے اور کہاری پانی پینے مین کچھہ فضیلت نہین ہے اور اب سرد بہی یہی حکم رکہتا ہے
اور ایک بزرگ سے منقول ہے کہ اونہون نے اپنے ایک شاگرد سے کہا ہے کہ اے عزیز ہمیشہ
پانی سرد کرکے پی کیونکہ سرد پانی کی وجہہ سے دل سے شکر ہوتا ہے شاگرد نے کہا کہ اوس شخص کے

حق مین آپ کیا ارشاد کرتے ہین کہ اونسے پانی سرد ہونیکو سبو دیوار پر رکھا اور اوسپر دہوپ آگئی
اور اونسے اوسکو نہ اوٹھایا اور وہ بہی گرم پانی پی لیا اور یہ کہا کہ اپنے نفس کی لذت کیواسطے
نہین چاہتا ہون کہ اس پانیکو اوٹھاؤن اونہون نے جواب دیا ای عزیز میرے یہ مرد صاحب
حال ہے اوسکی پیروی کرنا ٹہیک ہوگی اور لوگون نے کہا ہے کہ اوس مرد سے مراد حضرت سری
سقطی رحمۃ اللہ ہے اور نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی مین شہد ملا کر صبح کے
وقت نوش جان فرماتے تہے اور جب اوسپر کچھ گہڑیان گذرتی تہین اور بہوک معلوم ہوتی تہی تو
جو کچھ کہانیکی قسم مین سے موجود ہوتا اوسکو تناول فرماتے تہے اور صاحب مواہب لدنیہ نے ابن قیم
سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے بیان کیا کہ اسمین حفظ صحت ہے کہ اوسکو طبیب حاذق جانتا ہے
کیونکہ نہار منہ شہد کا پینا اور اوسکا چاٹنا بلغم کو دور کرتا ہے اور کدورت معدہ کو دہو ڈالتا ہے
اور اوسکی لزوجت صاف کر دیتا ہے اور فضلات کو اوسکے دفع کرتا ہے اور ایک اعتدال
کے ساتہ معدہ کو گرم کرتا ہے اور اوسکے سدوں کو کہولدیتا ہے اور پانی سرد بارد اور تر ہے وہ حرارت
کو بالکل دفع کر دیتا ہے اور بدن کو صحت کا حفظ کرتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مین جو واقع ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سرد پانیکو
دوست رکہتے تہے اوس سے مراد یہی پانی ہے جسمین شہد ملا ہوا ہے یا خشک خرمہ کا نقوع اور
خشک انگور کا نبیذ مراد ہے اور اسمین بہی بہت بڑا نفع ہے اور طریقہ نقیع اور نبیذ کے بنانیکا
یہ ہے کہ خشک خرمے کو یا خشک انگور کو کوٹ کر پانی مین بہگودین کہ پانی شیرین ہوجاوے پس
اگر ایک دو دن بہگوئین اور شیرینی اوسکی بہت تیز ہوجائے تو وہ نبیذ ہے اور اگر بالفعل
پی لیدین تو اوسکو نقیع کہتے ہین اور یہ حلال ہے اور مذہب حنفی مین اوس سے وضو کرنا جائز ہے
اور اگر دیر تک رہے اور تند اور تیز ہوجائے مکروہ ہے اور اگر اوس سے کف اوٹہنے لگے حرام ہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم دودہ کو دوست رکہتے تہے اور فرماتے تہے کہ کوئی چیز ایسی
نہین ہے کہ کہانے پینے دونون امرون کو کفایت کرے لیکن یہ بات دودہ مین ہے اور کہانا کہانیکے
بعد فرماتے تہے زدنا خیرا منہ یعنی زیادہ کر ہمکو خیر اوسکے سبب سے اور دودہ پینے کے بعد ارشاد
فرماتے تہے زدنا منہ یعنی زیادہ کر ہمکو اوس سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے یہ بہی فرمایا ہے

کہ تین چیزین ہین کہ اگر اونمین سے کوئی ایک چیز دے تو پہیر نا نہ چاہیے اور وہ تین چیزین ہین دودہ اور
تکیہ اور دہن یعنی خوشبودار تیل ہے اور دوسری حدیث مین بجاے دہن کے طیب کی لفظ واقع ہوئی
ہے اور دہن بہی اوسی مین سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبہی خالص دودہ پیتے تہے اور
اوسمین پانی ملاکر نوش جان فرماتے تہے کیونکہ دودہ دوہنے کے وقت گرم ہوتا ہے اور وہ شہر بہی
اکثر گرم ہے پس گرمی دودہ کی پانیکی سردی سے جاتی رہتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ نزدیک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاج لطیف کی مناسب اور موافق زیادہ ہوتا ہوگا اور
شیخ عبد الحق دہلوی کہتے ہین کہ میرا حال بہی اسی طرز پر ہے انشاء اللہ تعالی اس موافقت
کی برکت سے کوئی سعادت نصیب ہوگی اور بخاری کی حدیث مین جابر رضی سے آیا ہے کہ آنحضرت
ایک انصاری کے باغ مین تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ
ایک صحابی تہے اور ایک روایت مین ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تہے اور وہ انصاری
اپنے باغ کو پانی سے سینچتا تہا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تیری پاس
مشک مین باسی پانی ہو تو لا ورنہ کرع کرو نمین یعنی کیاری کا پانی جو بہتا ہے اوسی سے
انصاری نے عرض کیا کہ ہان میرے پاس مشک مین باسی پانی ہے پہر وہ اپنے جہونپڑے
مین گیا اور پانی قدح مین اونڈیلا اور بکری جو گہر مین تہی اوسکا دودہ اوس پانی مین
دہ دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پانی نوشجان فرمایا اور جاننا چاہیے کہ کرع
اوسکو کہتے ہین کہ دریا سے منہ لگاکے پانی پیے جیسے کہ چار پائے جانور پیتے ہین اور حدیث
کی شرح کرنیوالون نے کہا ہے کہ اس جگہہ کرع سے مراد ہاتہ سے پانی پینا ہے نہ منہ سے
اور ان لوگون نے حقیقت کرع پر حمل کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبہ عالی اور
مقام برتر سے بعید جانا لیکن آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے تکلفیون سے کچہہ بعید نہین ہے
اور شاید اس طریق کے ساتہ پینے مین کچہہ مزا بہی پاتے ہون واللہ اعلم اور شیخ عبد الحق دہلوی
فرماتے ہین کہ ایک بار مین ایک صالح کی صحبت مین جو علم حدیث جانتے تہے موجود تہا اور ایک
باغ مین اس وقت سے کیاری مین پانی بہتا تہا اور اوس عزیز نے اوس کیاری سے منہ لگاکر
پانی پیا اور اوس وقت مجہکو حقیقت حال پر کچہہ اطلاع نہوئی آخر کو حضرت جابر رضہ کی اس

حدیث کے دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ اوس عزیز کا یہ فعل فقط اتباع کے قصد سے تہا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہانے پر پانی نہ پیتے تہے اور جب تک کہانا ہضم ہونے پر نہ آئے پانی پینا نہ چاہیے
کیونکہ یہ ہضم میں فساد پیدا کرتا ہے اور آپ بیٹھکر پانی پیتے تہے اور عادت شریف یہی تہی مسلم نے
اسکو روایت کیا ہے اور مسلم کی دوسری روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہڑے کہڑے پانی پینے کی ممانعت فرمائی ہے اور مسلم کی دوسری روایت میں ابی ہریرہ رضہ سے
آیا ہے کہ تم سے کوئی شخص کہڑے ہوکر پانی نہ پیے اور اگر بہولے سے پی لے تو قے کرے اور پانی پیٹ سے
نکالدالے اور صحیحین میں ابن عباس رضہ سے آیا ہے کہ اونہوں نے کہا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف میں ایک ڈول آب زمزم کا لایا پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہڑے کہڑے اوسکو پیا اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں آیا ہے
کہ حضرت علی رضہ نے وضو کیا پہر کہڑے ہو گئے اور وضو کا پانی بچا ہوا پیا اور فرمایا کہ لوگ
کہڑے ہوکر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں اور میں نے پیغمبر خدا کو دیکہا ہے کہ آپ نے ایسے ہی کیا
جیسا میں نے کیا اور یہ سب حدیثیں صحیح ہیں اور ان حدیثوں کی مطابقت آپسمیں یوں ہے کہ کہڑے ہوکر
پانی پینا کراہیت تنزیہی ہے اور فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوسکے جواز کے بیان
کے لیے تہا اور شارع کو جواز کے بیان کے واسطے فعل مکروہ کرنا جائز ہے کیونکہ اوسکا بیان کرنا
اوسپر واجب ہے اور بہ نسبت اوسکے مکروہ نہیں ہے اور قے کرنا حکم محمول استحباب پر ہے پس
اگر کوئی کہڑے ہوکر پانی پیے تو اوسکو بوجہ اس حدیث صحیح کے قے کرنا مستحب ہے وہ امر خواہ
بہولے سے ہو خواہ قصد سے ہو اور حدیث نسیان کے ساتہ تخصیص بابت کی اشارہ کیواسطے
ہے کہ جس چیز کا ترک کرنا اولی اور افضل ہے مومن سے بالقصد کیونکر واقع ہوگا محدثین نے ایسے ہی
کہا ہے اور مالکیہ اباحت کے قائل ہیں کہ کہڑے کہڑے پانی پینے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور حدیث
جبیر ابن مطعم کو دلیل لاتے ہیں کہ اونہوں نے کہا ہے کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کو دیکہا کہ کہڑے کہڑے پانی پیتے تہے اور امام مالک رضہ نے کہا ہے کہ مجہکو یہ بات پہونچی ہے حضرت عمر
اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بہی کہڑے کہڑے پیتے تہے اور ابی ہریرہ رضی کی
حدیث کا جواب یوں دیتے ہیں کہ عبدالحق جو ائمہ حدیث میں سے ہیں اونہوں نے کہا ہے کہ یہ

کہ اس حدیث کی سندین ضعیف ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ کہڑے ہوکر پانی پینا مخصوص آپ ہی صلعم اور آب زمزم
کے ساتھ ہی اور بعضے عالمون نے کہا ہی کہ شاید یہ نہی متوجہ اوس شخص کی طرف ہی کہ جو اپنے یارون کے واسطے
پانی لایا اور یارون کے پینے سے پہلے اوسنے پی لیا اور خلاف قاعدہ ساقی القوم آخرہم شربا کے کیا یعنے
پانی پلانیوالا قوم کا قوم سے آخر ہی آتا ہی پانی پینے کے اور اس وجہ پر حمل کرنا جو اونہون نے بیان
کیا ہے محض احتمالی ہی اور حدیث کی عبارت اوس پر دلالت نہین کرتی ہے اور اب وجہ وہ ہی
کہ حدیثین اوسکی کہڑے ہوکے پینے کی اصل جواز پر دلالت کرتی ہین اور حدیثین اوسکی نہی کی
بیٹھکے پینے کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہین اور بہتر اور افضل بیٹھکے پینا ہی اور بعضے شارحین
کی کلام سے ایسا ظاہر ہوتا ہی کہ کہڑے ہوکے پینے کی نہی بنا کی گئی قاعدہ طبیہ پر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اوسکی رعایت فرماتے تھے اور ادب کے موافق کرنیکا ارشاد کرتے تھے اور مقتضا ہر
کلام یہ ہی کہ عادت کہڑے ہوکے پینے کی نہ کرے اور اگر کبہی کہڑے ہوکے پیے تو ممنوع نہین ہی واللہ اعلم
اور بعضون نے کہا ہی کہ قی کرنا قول موقوف ابی ہریرہ رضی کا ہی اور حدیث مسلم کی جو ابی ہریرہ رضی
سے ذکر کی گئی ہی وہ رفع مین صریح نہین ہے بلکہ ظاہر وقف مین ہی اور امام احمد کے نزدیک
ابی ہریرہ رضی سے نقل کیا گیا ہی کہ اونہون نے ایک شخص کو دیکہا کہ کہڑے ہوکر پانی پیتا ہی پس کہا
کہ اس پانیکو قی کر ڈال اوس شخص نے کہا کیون قی کرون آپ نے فرمایا کہ کیا تو یہ اچہا جانتا
ہی کہ تیرے ساتھ بلی پانی پیے اوس شخص نے کہا مین اچہا نہین جانتا ہون پس آپ نے کہا کہ بیشک
تیرے ساتھ اوسنے پانی پیا جو بلی سے بدتر ہے کہ وہ شیطان ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تین سانسونمین پانی پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ سیراب کرنیوالا اور شفا بخشنیوالا ہی اور گوارا
زیادہ ہے اور پانیکی برتن کو منہ سے جدا کرتے تھے اور سانس لیتے تھے اور اوس سے منہ لگا کے
سانس لینے کو منع فرماتے تھے اور جب پانیکا برتن دہن مبارک سے لگاتے تو بسم اللہ فرماتے تھے
اور جب اوسکو دہن شریف سے جدا کرتے تھے تو حمد فرماتے تھے اور یہ فعل تین بار کرتے تھے اور روایت
مین آیا ہی کہ اول مرتبہ مین الحمد للہ کہے اور دوسری مرتبہ الحمد للہ رب العالمین کہے اور تیسری مرتبہ مین
الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم کہے اور بعد پانی پینے کے یہ دعا بہی منقول ہی الحمد للہ الذی
جعلہ عذبا فراتا برحمتہ ولم یجعلہ ملحا اجاجا بذنوبنا یعنے سب تعریف اللہ ہی کو ہی جسنے اوس پانیکو

شیرین اور خوشبو تھا اپنی حرمت سے کر دیا اور اوس پانیکو کھاری بدمزہ بیمار کر گیا ہون سے گیا
اور یہ بھی آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ پانیکو چوس چوس کر پیو اور خوب کھینچ
کھینچکر نہ پیو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ لوٹے یا پانی پینے کے برتن کی ٹونٹی اچھی طرح سے منہ مین لینا
ممنوع ہی کیونکہ چوسنا ہونٹون سے ہوتا ہی لیکن ٹونٹی کو اوس برتن کی جدا رکہنا اور منہ سے بلند کر
بہی چوسنے کے معنی کے موافق نہین ہے جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اپنے مہمانون سے بار بار کہانا کہانیکو فرماتے تہے چنانچہ ایک بار آپ نے ایک شخص کو دودہ پلایا
اور بار بار فرمایا اشرب فیشرب پی تو پی تو یہان تک کہ اوس شخص نے کہا کہ قسم ہے خدا کی
جسنے آپکو حق کے ساتہ بہیجا ہی اب اوسکی جگہ نہین رہی ہے بخاری نے اسکو روایت کیا ہی
اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون کے ساتہ کہانا نوش کرتے تہے تو ازروے کہانا کہانے
قوم کے آخر ہوتے تہے یعنی پہلے نہ نوش فرماتے یا کم نوش کرتے تہے اور اخیر تک انکا ساتہ دیتے
تہے اور حدیث مین آیا ہی کہ جب دسترخوان بچہایا جائے تو آدمی کو چاہیے کہ جب تک لوگ کہا
کہانے سے فارغ نہوون اوس وقت تک نا اوٹہے اور کہانے سے ہاتہ نہ کہینچے اگرچہ خوب پیٹ
بہر گیا ہو کیونکہ کہانے سے ہاتہ کہینچ لینا اور اوٹہہ کہڑا ہونا پاس بیٹہنے والیکو شرمندہ کرتا ہی اور
شاید اوسکو کہانا کہانیکی احتیاج باقی رہی ہو اور اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی دعوت کرتا تہا اور مہمان لیجاتا تہا اور کوئی شخص آپکے پیچہے ہو لیتا تہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم میزبان کو آگاہ کر دیتے اور فرماتے تہے کہ یہ شخص میرے ساتہ چلا آیا ہی اگر تو چاہی
تو یہ پہر جاوے اور خادمون اور پیرو مجکا بزرگون اور مقتداؤن کے ساتہ طفیلی ہونا آیا ہی اور
جائز ہی اور یہ حدیث مقتضی اس بات کو ہی کہ صاحب خانہ کو اس سے آگاہ کر دے اور اجازت
چاہی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس قوم کے یہان کہانا نوش فرماتے تہے تو جب
تک اوسکے حق مین دعا نکرتے تہے باہر تشریف نلاتے تہے اور فرماتے تہے اللہم بارک
لہم فیما رزقتہم وارحمہم یعنی یا خدا برکت دے اونکو اوسمین جو تونے اونکو رزق دیا ہی اور اونپر
رحم کر اور یہ دعا بہی منقول ہی افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ
روزہ کہولا تمہارے پاس روزہ دارون نے اور کہایا تمہارا کہانا نیکبختون نے رحمت ہو تمپر فرشتونکی

وصل دوسری نوع لباس شریف کے بیان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف
لباس مین وسعت دینا اور تکلف کا ترک کرنا تھی یعنی جو کچھ آپ پاتے تھے زیب تن فرماتے تھے
اور تعیین کے پابند نتھے اور کسی قسم معین پر اقتصار نفرماتے تھے اور نفیس قیمتی چیز طلب نکرتے تھے
اور نہ بری چیز کم قیمت چاہتے تھے اور کچھ آپکے مزاج شریف مین تکلف نتھا اور جو کچھ موجود اور میسر
ہوتا اوسکو پہن لیتے تھے اور جس چیز کی ضرورت ہوتی تھی اوسپر اقتصار فرماتے تھے اور اکثر
حالتون مین چادر اور تہ بند ہوتا تھا اور کمل کی قسم سے اوڑھتے تھے اور مروی ہے کہ آپکی
ایک چادر پیوند دار تھی کہ اوسکو آپ اوڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین بندہ ہون جیسا کہ
بندے اوڑھتے ہین مین بھی اوڑھتا ہون بخاری اور مسلم نے اسکو روایت کیا ہے اور اگر کبھی
بادشاہ عجم کے نفیس اور گران قیمت لباس بطریق تحفے کے بھیجتے تھے تو آپ اوسکو اونکی خاطر داری
کے قصد سے زیب تن پاک فرماتے تھے اور جلدی سے اوتار ڈالتے تھے اور لوگونکو تقسیم کر دیتے تھے
اور بخشدیتے تھے اور انصاف کے نزدیک اور بنظر علو ہمتی کے لباس نفیس پہننے مین اور اوسکے ساتھ تزئین
کرنے مین تفخر کرنا اہل شرف اور جلالت کی خصلتون مین سے نہین ہے بلکہ عورتونکی صفات اور
علامتون مین سے ہے لیکن پاک اور صاف کپڑونکا رکھنا اور میانہ روی جنس مین کہ لباس
ہم جنسون کے مثل ہو محمود ہے اور خلاف مروت کے نہین ہے اور ابن عمر رضہ کی حدیث مین
آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدای عزوجل کے نزدیک مومن کی تمام چیزون
مین سے کپڑیکا صاف رکھنا اور تھوڑی چیز پر راضی رہنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میلا اور کثیف کپڑونکو مکروہ جانتے تھے اور ایکدن آپنے ایک شخص کو دیکھا کہ بہت میلے کپڑے
پہنے ہے فرمایا کہ یہ شخص کوئی چیز نہین رکھتا ہے کہ اوس سے کپڑے پاک اور صاف کرے اور ایک
شخص کو دیکھا کہ بال اولجھے ہوئے اور زمین بھرا ہوا اور بری حیثیت سے ہے فرمایا کہ تم مین کبھی کوئی
ایسا آتا ہے گویا کہ شیطان ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تھے بہت تکلف
اور مبالغہ کبھی جوش نرکھتے تھے سفر السعادت مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی عادت شریف کپڑے کے بارے مین ترک تکلف کی تھی اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے لوگون کے دور تے ہو گئے بعضون نے آراستگی اور آرائش اور نفیس کپڑون کے پہننے کو

مبالغہ کیا اور اوسکی مقید ہو گئی اور بعضون نے کپڑے موٹے اور برے اور بدتر پہننا اختیار
کیا اور اوسکی پابند ہو گئی اور یہ دونون طریقے طریقۂ نبویہ کے خلاف ہین اور میانہ روی تکلف
نکرنا اور کسی چیز کا دونون حالت مین پابند ہونا محمود ہی اور شک نہین ہے کہ پہلی لوگون کی
خصلت اور عالمون اور زاہدون اور عابدون کی عادت تہی کہ وہ بری ہیئت اور شکستہ
حال اور کہنگی لباس کے ساتہ رہتے تہے اور حدیثین اسکی تعریف مین اور رثاثت کی رغبت دینے مین
وارد ہوئی ہین اور یہ آیا ہی کہ البذاذة من الایمان یعنی بری حیثیت سی رہنا ایمان مین سی
ہے اور آراستگی اور اچہی ہیئت اور پاک اور صاف لباس کے ساتہ رہنے مین بہی حدیثین
واقع ہوئی ہین اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبر کی مذمت کی تو صحابیون
نے عرض کیا یا رسول اللہ آدمی اس بات کو دوست رکہتا ہے کہ لباس اوسکا اچہا ہو
اور پاپوش اچہی ہو فرمایا آپ نے ان اللہ جمیل ویحب الجمال بیشک اللہ جمیل ہی دوست
رکہتا ہی جمال کو الکبر بطر الحق یعنی کبر حق تعالی سی سرکشی کرنا ہی یعنے آراستگی اور آرائش
کرنا لباس اور ہیئت مین کبر کو مستلزم نہین ہی اور کبر حق تعالی کے ساتہ سرکشی کرنا ہی اور
دوسری حدیث مین آیا ہی ان اللہ نظیف یحب النظافت یعنی بیشک اللہ پاک صاف ہی
دوست رکہتا ہی پاکی اور صفائی کو ایک صحابی کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے مجہکو دیکہا اور میرے بدن پر برے کپڑے تہے آپ نے فرمایا کہ آیا کوئی مال تیرے پاس ہی
مین نے عرض کیا ہان خدا تعالی نے نعمتون اور مالون اور شترون اور گوسفندون مین
سی مجہکو عنایت کیا ہی پس آپ نے فرمایا کہ نعمت اور کرامت خدا تعالی کو ظاہر کر جو تجہکو مرحمت
ہوئی ہی یعنی لباس دولتمندی کے حال کے مناسب نہین ہی اور خدای تعالی کی نعمت کا شکر بجالا
اور دوسری روایت مین آیا ہی کہ جو خدای تعالی نے تجہکو مال دیا ہی چاہیے کہ اوسکا اثر یعنے
حق تعالی کی نعمت اور کرامت کا دیکہا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک
شخص کو پریشان مو دیکہا فرمایا کہ یہ شخص کوئی چیز نہین رکہتا کہ اپنے سر کو تسکین دے اور ایک
شخص کو دیکہا کہ اوسکے بدن پر میلے کثیف کپڑے ہین فرمایا کہ کیا یہ شخص کوئی چیز نہین رکہتا
کہ اوس سے اپنے کپڑے دہوئے اور روایت کیا گیا ہے کہ حق تعالی اسباتکو دوست رکہتا ہی

کہ اپنے نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکہے پس یہ جمال ظاہر شکر نعمت کا باعث ہے کہ جمال باطن
اور لباس تقویٰ ہے اشارہ اوس سے ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم
لباسا یواری سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر الخ یعنی اے اولاد آدم کی ہمنے اوتاری
تمپر پوشاک جو ڈہانکے تمہارے عیب اور رونق اور کپڑے پرہیزگاری کی سو یہ بہتر ہیں پس آدمی کو
چاہیے کہ اپنے ظاہر اور باطن کو طاہر اور صاف اور لطیف رکہے اور دل اور زبان کو اخلاص اور
صدق سے آراستہ اور اعضائے ظاہری کو طاعت اور پاکی کے زیور سے پیراستہ رکہے اور اسی
مقام سے بدن کا ناپاکی سے پاک رکہنے کا اور مکروہ بالون کے مونڈنیکا اور ختنے کا اور ناخن
ترشوانیکا اور موئے زہار کے مونڈنیکا حکم سنت ہونیکے ساتہ وارد ہوا ہے اور اسکو فطرت یعنی
پہلی نبیونکی سنتونکو کہتے ہین اور اس باب مین تمام مدار کار نیت پر ہے اگر عمدہ کپڑون کا
پہننا نفسانیت اور کبر اور غرور اور دنیا کی کر و فر کے اظہار کے لیے ہے اور آرایش نفس
کے دبدبے اور فقیرون پر بڑائی ڈہونڈنیکے واسطے ہے اور پہننا اوس لباس کا فقیرون کے
دلون کو شکستہ کرتا ہے تو بہت برا اور قبیح ہے جیسا کہ منافقون کی شان مین آیا ہے
واذا رایتہم تعجبک اجسامہم یعنے جب تو دیکہے اونکو خوش معلوم ہون تجہکو اونکے جسم اور
اس سے اشارہ اس حدیث کی طرف ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم واموالکم وانما ینظر
الی قلوبکم واعمالکم یعنے تحقیق اللہ نہین دیکہتا ہے تمہاری صورتون کو اور تمہارے مالونکو
اور یون ہی ہے کہ دیکہتا ہے تمہارے دلون کو اور تمہارے کامونکو اور یہ ہوا سب مین
مسلم کی حدیث سے آیا ہے اور بعضی روایتون مین آیا ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم واعمالکم
ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم تحقیق اللہ نہین دیکہتا ہے تمہاری صورتون اور تمہارے کامونکو
لیکن دیکہتا ہے تمہارے دلون کو اور تمہارے نیتون کو اور اگر نعمت اور علم کے دبدبے کے اظہار
کرنیکی نیت سے اور دین کی عزت اور حکم دین کے نافذ کرنیکی اور کیفیت کی جمال کی جتانیکی
قصد سے ہو تو محمود ہے اور کتنے ایک عالم اور عابد اچہا لباس اور کپڑے نفیس پہنتے
تہے اور اونکی نیت اوسمین نیک تہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجمل کے
زیادتی کے لیے کرتے تہے اور جمعہ اور عیدون کے واسطے لباس جدا رکہتے تہے اور عالمون

نے کہا ہی کہ اس قسم کے لباس کا پہننا ایسا تہا جیسے قتال کے واسطے ہتیار کا لگانا اور ایسے
لباس کا پہننا اور اوس چیز مین اظہار کر و فر کا کرنا جو کلمۃ اللہ کی برتری اور دین کی فتحمندی
کو شامل ہی دین محمد کے دشمنون کو غصہ دلانا اور جلانا ہی اور بعضے لباس نفیس اسواسطے
پہنتے ہین تاکہ دولتمندی اور ثروت کا اظہار کرین اور فقیر اور سائل اونکی طرف متوجہ ہون
اور مثل اسکے برے اور حقیر لباس پہننے مین بہی تفصیل کیجاتی ہے اگر بخل اور خست اور لوگون
کے مال مین طمع کرنیکی وجہ اور فقر کے جتانیکو لیکرین تو برا ہی اور اگر زہد اور دنیا کے مال
اور زینت کی طرف رغبت ہونیکی وجہ سے اور جو میسر ہے اوسپر اکتفا کرنیکا باعث ہو تو
محمود ہے اور جو کہ اون دونون ارادون سے خالی ہو تو وہ نہ محمود ہو اور نہ مذموم
مواہب مین ایسے ہی ہے اور ظاہر یہ بات ہو کہ یہ قسم مباح ہونیکی دائرے سے باہر
ہوگی بلکہ تمام قسمون مین فضیلت اور استحباب مین کلام ہے اصل اباحت مین کلام
نہین ہے اور مواہب لدنیہ مین ایک بات بطریق سوال کے لائے ہین اور کہتے ہین
کہ شک نہین ہی کہ اگلے نیکبختون کی خصلت بری حیثیت اور کہنگی لباس کے ساتھ رہنے
کی تہی پہر کیون یہ حال صوفیہ شاذلیہ کا ہی کہ لباس مین ایک حسن اور خوبی پیدا کرتے
ہین اور اپنے تئین آراستہ اور پیراستہ رکہتے ہین حالانکہ اونکا طریقہ سنت کی اقتدا کرنا اور
اگلے نیکبختون کا طریقہ ہی اور اوسکا جواب یون دیتے ہین اور کہتے ہین کہ بعضے عارف جو
مشہور ہین ایک کلام جامع اور مفید اور تفصیل کرنیوالا نقل کرتے ہین کہ اگلے نیکبختون نے
جو دیکہا کہ اہل غفلت اور دنیا مین مشغول ہونے والے زینت ظاہری مین منزلت رکہتے ہین
اور دنیا کے مال پر فخر کرتے ہین اور اوسپر اطمینان رکہتے ہین تو اون لوگون نے انکی مخالفت بقصد
ظاہر کرنے حقارت اوس چیز کی جسکی حقارت حق تعالی نزدیک ہی اور غافل اوسکی تعظیم کرتے ہین
اور زینت کی پروائی ظاہر کرنے اوس چیز کے کہ جسکی اہل غفلت محتاج ہین اور نفرت اور پرہیز کرنیکی
اوس چیز سے کہ جس طرف یہ لوگ راغب ہین اختیار کیا اور شکر گذار ہوئے اوس نعمت کی جو
اونکو میسر تہی اور جب اس حال پر ایک زمانہ دراز گذر گیا اور اوس امر مین فساد نے راہ پائی اور اہل
غفلت دوسرے طریق پر ہوگئی اور بعضے لوگون نے کہنگی لباس اور بری حیثیت سے رہنا دنیا کے حاصل

کرنیکا ایک حیلہ قرار دیا اور پہلی بات منعکس ہوگئی اور جو طریقہ دنیا کے ترک کرنیکا اور دین
ترک دنیا کے حاصل کرنیکا وسیلہ تہا وہ بات ویسی ہوگئی تو بعضے محققین اہل صوفیہ نے جیسے
مشائخ شاذلیہ اور جو شخص اونکی پیروی کرتا ہے اور اونکے طریق پر سلوک کرتا ہے بری
ہیئت اور کہنگی لباس کو ترک کر دیا اور اس امر کو بنظر حقیقت اور حکمت کے اگلی نیکیون
کی موافقت سمجھی اور اونکی مخالفت نہین سمجھی اگرچہ ظاہر بین کی نظر مین مخالف معلوم
ہوا اور تحقیق ارشاد کیا ہی استاد ابو الحسن شاذلی نے جو مقتدا اور رئیس سلسلہ شاذلیہ کے
ہین اوس شخص کے حق مین جو اہل رثاثت یعنی کہنگی لباس و شکستہ حالی سے تہی و اون
مین سے ہے اور اوس نے اونکے جمال ہیئت اور تجمل لباس کا انکار کیا ہی اور کہا ہی
کہ با وجود اسکے یہ ہیئت میری اور لباس میرا زبان حال سے کہتا ہی الحمد للہ یعنی خدا تعالی
کا شکر ہی کہ مجھکو تیری خلق اور ہیئت اور لباس سے مستغنی کیا ہی جو کہتا ہی کہ دنیا مین سے
مجھکو کوئی چیز دی اور اس فرقے کے کام حکمت مین دائر ہین اور بنا اونکی حقیقت
پر ہے اور ہیئت کے ساتہ نزدیک ہے اور اب لباس شریف آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا بیان اور اونکی قسمون کا بیان چند وصلون مین کرتا ہون وصل
آگاہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ شریف بہت بڑا اور بہاری نہ تہا
کہ جس سے سر مبارک پر بوجھ معلوم ہوتا اور نہ ایسا چہوٹا تہا کہ سر شریف پر تنگ
ہوتا اور مروی ہی کہ گرمی اور جاڑے مین چہہ گز شرعی سے زیادہ نہوتا تہا اور کبہی
سات گز شرعی ہوتا تہا اور شرعی گز ایک ہاتہ کا ہے اور ایک ہاتہ بیچ کی اونگلی کے
سرے سے کہنی تک ہے اور یہ دو بالشت کا ہی بمقدار چوبیس اونگل کی کہ موافق عدد
حرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ہی اور بعضے مقامون مین جیسا کہ حوض کے باب مین گز ہی بانڈہ کا
گز ہی اعتبار کیا ہی اور وہ ہر قوم مین ہر زمانے مین رائج ہی لیکن اعتبار اوسکا اس جگہہ بہی صحیح کرنا چاہئی واللہ اعلم
اور عالمون نے کہا ہی کہ اگر تہوڑا اسا اندازہ معہود پر زیادہ کرے تو اوسمین مسامحت کیجاتی ہی اور جو کہ دوسری
حدیث مین آیا ہی کہ جو عمامہ درمیان مسلمانون اور مشرکینون کے رائج ہی وہ عمامہ عذبہ کے ساتہ ہی اور عذبہ
عمامہ کی سرے کو درمیان دونون شانون کے لٹکا دینے کو کہتے ہین جیسا کہ حدیث کا سیاق اوسمین شاہد ہی اور آنحضرت

کا ایک عمامہ تھا کہ اوسکا نام سحاب رکھا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک [illegible]
اور گھوڑون اور سواریونکا نام علاحدہ علاحدہ تھا جیسا کہ کتاب کی آخیر مین آئیگا اور عمامہ کے نیچے
پست ٹوپی سر سے چمٹی ہوتی تھی بلند ٹوپی نہوتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹوپی
سپید تھی اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے اور مشرکون کے
درمیان مین ٹوپیون پر عمامہ باندھنے کا فرق ہے اور یہ عبارت دو باتکا احتمال رکھتی ہے ایک
یہ ہے کہ ہم عمامہ ٹوپیون پر باندھتے ہین اور مشرک ٹوپیون پر نہین باندھتے ہین دوسرے یہ ہے
کہ وہ مشرک بغیر عمامے کے ٹوپیان پہنتے ہین لیکن پہلے معنی مراد ہین کیونکہ مشرکون کا عمامہ باندھنا
ثابت ہے واللہ اعلم اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ باندھتے تھے تو [illegible]
ترمذی نے شمائل مین اوسکو ابن عمر رض سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اتنا اسمین زیادہ بیان کیا ہے کہ
قد ارخی طرفها بین کتفیه یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ کے سرے کو اپنے دونون
شانون کے درمیان مین لٹکا دیا تھا اور اسکو عذبہ اور زاویہ بھی کہتے ہین اور عمامہ کی سنت
اسکو قرار دیتے ہین اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عمامہ گول باندھتے تھے اور دستار کے پیچ کو سر مبارک پر دیتے تھے اور عمامے کے ایک سرکو ٹھوڑی
لیتے تھے اور دوسرے سرکو لٹکا دیتے تھے اور صحیح مسلم مین عمرو بن حریث کی حدیث سے آیا ہے کہ اونہون
نے بیان کیا ہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور آپکے سر مبارک پر سیاہ
عمامہ تھا کہ اوسکے سرے کو اپنے دونون شانون کے درمیان مین لٹکا دیا تھا اور جابر رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے مین تشریف لائے اور آپکے سر مبارک پر
سیاہ عمامہ تھا اور جابر رض کی حدیث مین ذوابہ کا ذکر نہین ہے اور یہ امر مباحات پر دلالت کرتا ہے
کہ عمامے کے سرے کو شانون کے درمیان مین لٹکانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل دائمی
نتھا سو انسب مین ایسے ہی سا ہے بلکہ بخاری کی حدیث مین آیا ہے کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم
فتح کے دن مکے مین تشریف فرما ہوئے اور آپکے سر مبارک پر خود تھا اور عالم کہتے ہین کہ آنحضرت
بلکہ مکہ مین داخل ہونیکے وقت سب ہتیار لگائے ہوئے تھے اور سر مبارک پر خود تھا دستار نتھی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مقام اور محل کے مناسب زیب جسم شریف فرماتے تھے اور بعضون

نے ان دو قولون کو آپسمین یون جمع کیا ہی کہ عمامہ خود کے اوپر باندہا ہوا تہا اور قاضی عیاض نے اس طور جمع کیا ہی کہ پہلی داخل ہونیکے وقت خود سر مبارک پر تہا اور خود کے سر سے اوتارنے کے بعد سیاہ عمامہ باندہ لیا تہا بدلیل عمرابن حریث کی قول کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑہا اور آپکی سر مبارک پر سیاہ عمامہ تہا کیونکہ خطبہ تمام فتح ہوجانیکے بعد در کعبہ پر پڑہا تہا اور ابن اعرابی نے کہا ہی کہ اول کی جمع سے یہ جمع اولی اور ظاہر تر ہے اور یہ تمام قصہ فتح مکے کی لڑائیمین آئیگا ان شاء اللہ تعالی آئیگا اور عبدالرحمن بن عوف کی حدیث مین آیا ہی کہ وہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر عمامہ باندہا پس میرے دونون ہاتہو کی آگے اور میری پیٹہہ کی پیچہے عمامے کے پیچ کو ڈال دیا اور حدیث مین آیا ہی کہ جب فرشتے بدر کے دن اور حنین کے دن مومنون کی مدد دینے کے واسطے آئے تہے تو عمامہ اسی ہیئت کے باندہے ہوئے تہے اور کہا ہے کہ ادنی مقدار عمامے کے سرے کی لٹکانیکی چار اونگل تک ہی اور زیادہ اس سے نصف پیٹہہ تک ہی اور زیادتی کرنا بہت لٹکانیمین داخل ہے اور وہ حرام اور مکروہ ہے اور بجائے عذبہ کے تحنیک بہی آیا ہی اور تحنیک اوسکو کہتے ہین کہ عمامے کی پیچ کو بائین جانب سے ٹہوڑی اور تالو کے نیچے سے نکال کر دہنے جانب کو گرہ دیں اور عالمون نے کہا ہی کہ بغیر تحنیک اور سدل کے عمامہ باندہنا مکروہ ہی اور یہ اوس تقدیر پر ہی کہ وہ سنت موکدہ ہے اور اگر اوس سے مراد کراہیت تنزیہی رکہین تو مآل اوسکا ترک اولی اور افضل ہوگا واللہ اعلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیراہن شریف کی آستین ہاتہ کے گٹے تک تہی اور اس سے لنبی زیادہ جلدی کام کرنیکو مانع ہوتی ہے اور چہوٹی اس سے ہاتہ کو گرمی اور سردی سے نہین بچاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام فعلون اور وضعون مین معنی اور حکمتین ہین جو موافق عدالت اور مناسبت کے واقع ہین اور ایسے ہی دامن قمیص اور چادر اور تہبند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پنڈلیون کے نصف تک تہا اور ٹخنون سے نیچا انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین رکہتے تہے اور گویا الغاف لفظ جمع کے ساتہ اشارہ اس طرف ہی کہ حقیقت نصف کی جو حقیقت مین بیچو بیچ ہی شرط نہتی اور طبرانی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہی کہ اونہون نے کہا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے مجھکو دیکھا کہ مین نے اپنے تہ بند کو گٹھنون سے نیچا کر دیا ہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ای ابن عمر جو کپڑا کہ زمین سے چھو جاوے وہ دوزخ کی آگ مین ہے اور بخاری کی حدیث
مین ایا ہی کہ جو چیز تہ بند مین سے گھٹنون سے نیچے ہے وہ آگ مین ہے اور یہ حکم مردون کے واسطے
ہے اور عورتونکو یہ امر جائز ہے اور جب ام سلمہ رضہ نے اسکو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پھر عورتین کیا کام کرین آپ نے فرمایا کہ ایک بالشت تک لٹکائین ام سلمہ رضہ نے
عرض کیا کہ ابھی اونکے پاؤن کھلے رہتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہاتھ بھر لٹکائین اور اس سے زیادہ نکرین
اور یہ حکم عورتون کے تہ بند اور قمیص کے دامن کا ہی اور ظاہر یہ ہے کہ عورتون کے دامن کا زمین
پر لٹکنا جائز ہے اور جاننا چاہیے کہ اسبال یعنی بہت دراز کرنا مخصوص تہ بند کے ساتھ نہین
ہے بلکہ قمیص اور چادر اور عمامہ کو بھی شامل ہے اور ابن عمر رض کی حدیث مین اوسکی تصریح
واقع ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لٹکانا تہ بند اور قمیص اور عمامے
مین پایا جاتا ہی جو کوئی اونمین سے کسی چیز کو بڑھائیگا بطریق رعونت اور کبر کے حق تعالی
قیامت کے دن اوسکی طرف ندیکھیگا لیکن اکثر حدیثون مین تہ بند واقع ہوا ہی اور وجہ اوسکی
یہ ہی کہ اونمین طوالت ہوتی ہے اور لفظ ثوب یعنی کپڑے کے ساتھ مطلق ہی واقع ہوا
اور جسکی لفظ جو عمامے کے ساتھ حدیث مین آئی ہے معنی اوسکے عمامے مین ایک گونہ خفا ہی
ہین اور مراد اوس سے عمامہ کے سرے کو حد مقرر سے بڑھا دینا ہی اور آستین کا بہت لینا بنانا جیسا
کہ اہل حجاز کی عادت مین داخل ہوا ہی وہ بھی اسی حکم مین داخل ہے اور صاحب مواہب
ابن قیم سے نقل کرتے ہین کہ اونہون نے کہا ہی کہ یہ آستین لمبی چوڑی مثل تھیلون کے اور عمامے
مانند برجون کے جو نکلے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور نہ کسی نے اصحابون مین
ایسی آستین پہنی ہے اور نہ ایسا عمامہ باندھا ہی سنت کے خلاف ہی اور تکبر کی جنس سے ہی
اور ابن المعون سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے کہا ہی کہ دانا اور فہیم کے نزدیک یہ بات پوشیدہ نہین
کہ بہت لمبی لمبی آستین جو ان زمانون مین رائج ہے اون مین اسراف اور مال کا ضائع کرنا ہی
کہ جو منع کیا گیا ہی لیکن لوگونکی ایک اصطلاح ہوگئی اور ہر ایک قوم کا ایک شعار ہو گیا ہے کہ
اوسکی وجہ سے وہ پہچانے جاتے ہین اور جو کچھ اونمین سے بطریق تکبر کے ہے اونکے حرام ہونے

مین کچھ شک نہین ہے اور جو کچھ بطریق عادت کی ہو اوسکی حرمت اوس وقت تک نہین ہے کہ جب تک وہ اوس طوالت کی حد کو نہ پہونچے جو کپڑے مین ممنوع ہے اور قاضی عیاض نے کراہت اوس چیز کی نقل کی ہے جو عادت سے زیادہ ہو اور جو معتاد کہ لباس مین لنبان اور چوڑان کی ہے اوس سے بڑھ کے ہو اور ان قولون مین جو عالمون سے نقل کیے گئے ہین اس لنبان اور چوڑان کی حرمت اور کراہیت کی ساتھ تصریح ہے لیکن لفظ عادت اور معتاد کا درج کرنا گونہ جواز کا اشارہ کرتا ہے اور بعضے حرمین شریفین کے معزز لوگون سے سنا گیا ہے کہ وہ کہتے ہین کہ اس طریق کا لباس ہمارا اشعار ہو گیا ہے اگر ہم ایسا نہین کرتے ہین تو پہچانے جاتے ہین اور ہماری عزت فوت ہو جاتی ہے لیکن کلام اسمین ہے کہ کیون یہ طریقہ اور شعار اختیار کیا ہے جو سنت کی خلاف ہے واللہ اعلم اور بہر تقدیر جو کچھ حرمت اور کراہت نہ بند کی زیادہ بڑہانیمین اور اوسکے لٹکانیمین اور سوا اسکے جنمین واقع ہوئی وہ تکبر اور تزئین کے قصد کے ساتھ مقید ہے اور اگر اس قصد سے نہو تو اس حکم مین داخل نہین ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی عادت اور وضع ایسی ہی ہو گئی تھی کہ اونکا تہ بند نیچے لٹکا کرتا تھا اور اوسی صورت مین آپ بیٹھ جایا کرتے اور جب اوسکی نہی واقع ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے تہ بند کا حال ایسا ہی ہے مین کیا کرون آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اون لوگون مین سے نہین کہ تیری شان مین تکبر نے راہ پائی ہو اور جاننا چاہیے کہ ازار جو اس جگہہ مذکور ہے بمعنی تہ بند کے ہے لیکن ازار جو عجم مین مشہور ہے اور عرب مین اوسے سراویل یعنی پایجامہ کہتے ہین اوسمین اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو پہنا ہے یا نہین بعضے عالمون نے اسکا یقین کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین پہنا ہے اور ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند مین ابوہریرہ رض کی ضعیف سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ ابوہریرہ رضہ نے کہا ہے کہ ایک روز مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ بازار مین آیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بزازون کی دکان پر رونق افروز ہو کر ایک پایجامہ چار درہم کو خرید فرمایا اور اوس دکاندار کے پاس ایک ترازو تھی کہ اوسمین درہم وزن کرتا تھا پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ درہم تول لو اور اچھی طرح سے

تھا پس اوسنے کہا کہ یہ کلمہ مین نے کسی سے نہین سنا ہی کہا ابو ہریرہ رضہ نے افسوس ہی تجھپر کہ تو اپنے پیغمبر کو نہین پہچانتا ہی پس اوسنے ترازو ہاتہ سے رکہدی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی طرف جہپٹا اور چاہا کہ آپکے دست مبارک کو بوسہ دے پس رسول خدا نے اپنا دست مبارک اوسکی طرف سے کہینچ لیا اور فرمایا اے فلان شخص یہ فعل عجمی لوگ اپنے بادشاہون کے ساتہ کرتے ہین اور مین بادشاہ نہین ہون مین ایک شخص تم ہی مین سے ہون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاےجامہ کو لیلیا کہا ہی ابو ہریرہ رضہ نے کہ مین نے چاہا کہ مین اوسکو اوٹہالون آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صاحب مال اپنے مال کے اوٹہانیکی لیے مستحق تر ہے لیکن جس وقت مین ضعیف ہون کہ اوسکو اوٹہا نہین سکا عاجز آؤن تو بہائی مسلمان مدد دین کہا ہی ابو ہریرہ رضہ نے کہ مین نے کہا یا رسول اللہ آپ نے پاےجامہ پہننے کے واسطے خرید ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان مین سفر اور قیام مین اور رات اور دن مین اوسکو پہنتا ہون کیونکہ مین ستر چہپانیکا مامور ہون اور کسی چیز کو مین ستر چہپانیوالا اس سے بڑہ کے نہین دیکہتا ہون اور اسکو سنت سی محدثون نے ضعیف سند کے ساتہ روایت کیا ہی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاےجامہ کا خریدنا صحت کو پہونچا ہی اور ہدایہ مین کہا ہی کہ ظاہر یہی بات ہی کہ خریدنا واسطے پہننے کے تہا روایت کیا گیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضہ آپکے زمانہ مین آپکی اجازت سی پہنتے تہے واللہ اعلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک لباس مین سی محبوب زیادہ قمیص تہا اگرچہ تہبند بہت باندہتے تہے اور چادر بہت اوڑہتے تہے لیکن پیراہن کے پہننے کو دوست بہت رکہتے تہے اور حضرت انس رضہ سے مروی ہے کہ اونہون نے کہا ہے کہ آنحضرت صلعم کا پیراہن روئی کا چہوٹے دامن اور چہوٹی آستینو نکا تہا اور آپکی قمیص مین تکمے تہے اور علماء محدثین کی تحقیق اور تمام شہر عرب مین مشہور یہی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قمیص مین سینہ شریف کے مقام پر جیب تہی اور قمیص کی سنت یہی ہی اور جو کہ ماوراء النہر کے لوگو نمین اور ہندوستان کے لوگو نمین رائج ہی کہ کرتے مین گردن کے دونون جانب کی طرف تکمے لگاتے ہین وہ عرب کی عورتو نمین رائج ہی اور تکمے مردون کے

سینے پر ہوتے ہین اور اس ملک مین طریقہ خلاف اوس ملک کے طریقے کے ہی حکایت
مجھکو یاد ہی کہ ایک روز مین حرم شریف مین ایک ہندی دوست کے ساتھ کہ اوسکے کرتے کے
تکمے ہندیونکی روش پر تھے بیٹھا تھا اور ایک عرب سامنے آگے پھرتا تھا اور آتا جاتا تھا اور
اوس ہندی یار کی طرف دیکھتا تھا اوس سے پوچھا گیا یا سیدنا کیا دیکھتے ہو اور کیا دیکھتے ہو
ہوا اوسنے کہا کہ اس شخص کو شرم نہین آتی کہ لباس عورتونکا پہنے ہوئے خدا کے گھر مین بیٹھا ہی
اور معاویہ بن قرہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اونھون نے بیان کیا
ہے کہ مین جماعت قلیل مین قوم مزینہ کی جو آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ہمراہ تھے داخل ہوا تاکہ آنحضرت صلعم کی متابعت کرون اور آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پیراہن کے تکمے کھلے ہوئے تھے پس مین نے اپنا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے قمیص مین ڈالدیا اور مہر نبوۃ کو چھو لیا ترمذی نے اسکو روایت کیا ہی سیوطی
کہتے ہین کہ یہ حدیث دلالت صراحت پر کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیراہن
جیب تھی کہ اوسمین تکمے تھا اور جسکو علم نہین اوسنے اسکے خلاف کا گمان کیا ہی انتہی اور آنحضرت صلعم کی
چادر شریف کا طول چار ہاتھ کا تھا اور عرض اوسکا دو ہاتھ ایک بالشت کا تھا اور ابن عمر رض
سے روایت کی ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
فیض موہبت مین حاضر ہوا اور آپ تہ بند باندھے ہوئے تھے کہ جنبش کرتا تھا اور مروی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہ بند کو آگے سے لٹکا دیتے تھے اور پیچھے سے بلند کر دیتے
تھے اور ابن عباس رض سے آیا ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہی کہ آپ تہ بند اپنی ناف مبارک کے نیچے باندھتے تھے اور ناف مبارک
آپکی کھلی رہتی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہی کہ وہ تہ بند ناف کے اوپر باندھتے تھے
اور ابو بردہ بن ابو موسی اشعری سے مروی ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا تہ بند اور چادر پیوند دار ہماری نکال لائین اور ہمکو دکھائی اور فرمایا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہین اس صفت کے دو کپڑون مین وفات پائی ہے اور اسماء بنت
ابی بکر رض نے کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ حضرت عائشہ رض کے پاس

تہا جو اونہون نے وفات پائی تو اوسکو مین نے لیلیا اور مین اوسکو بیمارون کے واسطے
شفا چاہنے کے لیے دہوتی ہون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رومی جبہ تنگ آستین
زیب تن پاک فرمایا ہی چنانچہ وضو کے وقت دونون دست مبارک آستین سے نکالے ہین
اور جبہ کو شانون اور پشت پر ڈال لیا ہی پہر دست مبارک دہوئے ہین اور یہ سفر کی حالت
مین تہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر مین تنگ لباس زیب جسم شریف فرماتے
تہے اور انس ابن مالک نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبرہ کو دوست
رکہتے تہے اور زینت تن مبارک فرماتے تہے اور حبرہ حاء مہملہ کے کسرہ اور راء موحدہ کے زبر کے
ساتہ ایک قسم اس چادر کی ہے جسمین سرخ دہاریان ہوتی ہین اور جابر بن سمرہ سے روایت
ہے کہ وہ بیان کرتے ہین مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب ماہتاب مین دیکہا
کہ آپ حلہ احمر پہنے ہوئے تہے پس مین کبہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکہتا تہا
اور کبہی چاند کی طرف دیکہتا تہا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نزدیک چاند
سے اچہے اور بہتر تہے اور براء بن عازب سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہین کہ مین کسیکو نہین
دیکہا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ مین نے کسی چیز کو حلہ احمر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے خوشتر اور بہتر نہین دیکہا ہی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ مین نے کسی ذی لمہ کو حلہ احمر
مین خوبتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین دیکہا ہی اور لمہ ساتہ کسرہ لام اور تشدید
میم کے اون بالونکو کہتے ہین جو پیچدار ہوتے ہین اور کندہون تک لٹکے ہوئے ہوتے ہین
اور تحقیق اسکی حلیہ شریف کے بیان مین گزر گئی ہے اور جابر رضہ سے مروی ہے کہ وہ بیان
کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سرخ دہاریون کی چادر کو دونون عیدون
مین اور جمعہ کے دن اوڑہتے تہے اور حلہ دو کپڑونکا نام ہے جیسے چادر اور تہبند اور حلہ دو کپڑون کو
کہتے ہین یا اوس جامہ کو جو استردار ہو اور احمر وہ جو سرخ دہاریون کے ساتہ بنا گیا ہو جیسا کہ
ہماری ملک مین الاچہ ہوتا ہے اور وہی یمن کی چادرون مین سے ہے کہ اس نام کے ساتہ
مشہور ہے اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ اوس مین دہاریان بنی ہوئی ہوتی ہین اور مراد اوس سے صرف
سرخ رنگ نہین ہے جسکا پہننا ممنوع ہے اور مسلم کی حدیث مین ابن عمر رضہ سے مروی ہے

کہ اونہون نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو دو سرخ کپڑے رنگی ہوئے پہنے
دیکھا فرمایا کہ کفارون کا لباس ہے اوسکو نہ پہن اور عبد اللہ بن عمر بن العاص سے مروی
ہے کہ اونہون نے کہا ہے کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوا
اور میرے بدن مین سرخ رنگی ہوئے کپڑے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ یہ کپڑے تونے کہان سے پائے ہین مین نے عرض کیا میری زوجہ نے میرے واسطے بنائے
ہین آپ نے فرمایا اسکو تو جلادے اور اگر لوگون کو حضرت جابر رض کی حدیث سے یہ شبہہ ہو کہ لباس
احمر جائز ہے تو خطا ہے کیونکہ اس جگہہ احمر سے مراد یہی ہے کہ دہاریان سرخ ہون اور ایسے ہی مراد
اخضر یعنی سبز سے ہے جو ابی رمثہ کی حدیث مین واقع ہوا ہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو دیکھا کہ آپکے دوش مبارک پر سبز چادر تہی اور عطا بن ابی العلی کی حدیث مین اونکے
باپ سے مروی ہے کہ اونہون نے بیان کیا ہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا
کہ آپ سبز چادر اوڑہے ہوئے تہے طواف کرتے تہے اور اس سے مراد وہ چادر ہے کہ جسمین
سبز دہاریان ہوتی ہین اگرچہ اس جگہہ صرف سبز پر بہی حمل کرنے کا احتمال ہے لیکن ملک عرب
مین وہی معنی متعارف ہین اور ایسے ہی اصفر کی بہی یہ معنی ہین کہ دہاریان زرد اوسمین
ہوتی ہین اور بعضی لوگون نے حلی کو بہی معنی ریشمین کپڑے کے سمجہا ہے اور یہ خطا ہے اور تحقیق
وہ ہے کہ مذکور ہوا ہے اور صاحب مواہب نے امام نووی سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے
کہا ہے عالمون نے گلنار کپڑے مین اختلاف کیا ہے پس اوسکو مباح رکہا ہے عالم اصحابون
اور تابعین کی ایک جماعت اور اون لوگون نے جو اونکے بعد ہین اور کہا ہے کہ اسکی شافعی
اور ابو حنیفہ اور مالک رح قائل ہین لیکن مالک نے کہا ہے کہ پہننا غیر معصفر کا یعنی جو سرخ
نہو افضل ہے اور ایک روایت مین اوسکا پہننا گہر مین اور سراؤن مین تجویز کیا ہے اور
محفلون مین اور راہون مین مکروہ قرار دیا ہے اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ کراہت اسکی
کراہیت تنزیہی سے ہے اور اوسکی نہی کو اسبابات پر حمل کیا ہے کہ ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلہ احمر زیب تن پاک فرمایا ہے اور جواب اسکا معلوم ہو چکا ہے
اور بعضون نے اسکی نہی کو اس شخص پر حمل کیا جو حج اور عمرہ کا احرام باندہے اور یہ بہی

تکلف سے خالی نہین ہے اور کوئی دلیل اسکی تخصیص پر نہین ہے اور امام ابوحنیفہ کے مذہب
مین بہی بہت سے قول ہین لیکن صحیح یہ ہے کہ کراہت اسکی کراہت تحریمی ہے اور اس سے
نماز کراہت کے ساتھ جائز ہے اور شیخ قاسم حنفی کے جو متبحرین ائمہ حنفیہ اور اس مذہب کے
محققین مین سے ہین تحقیق کیا ہے کہ پہننا لباس احمر کا بوجہ اوسکے رنگ کے مکروہ ہے خواہ معصفر
ہو خواہ غیر معصفر ہو اور صاحب مواہب نے کہا ہے کہ بیہقی نے معرفت سنن مین مسئلہ اتفاق
کیا ہے اور کہا ہے کہ شافعی نے مرد کو مزعفر کے یعنی زعفران مین رنگے ہوئے کپڑے کی پہننے کی
ممانعت کی ہے اور معصفر یعنی گلنار کی اباحت بیان کی ہے اور شافعی نے کہا ہے کہ گلنار
کپڑے کے پہننے کی رخصت اسی وجہ سے دی ہے کہ کسی شخص کو مین نہین پایا ہے کہ جو یہ بیان
کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی نہی فرمائی ہے مگر اس قدر کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو نہی کی ہے اور یہ مین کہتا ہون کہ تمکو
بہی ممانعت کی ہے اور بیہقی کہتے ہین کہ تحقیق حدیثین آئی ہین جو نہی علی العموم پر دلالت
کرتی ہین اور بیہقی نے حدیث مسلم کو ذکر کیا ہے کہ ہذا من لباس الکفار یعنی سرخ رنگ کا
کپڑا کافرون کا لباس ہے اور دوسری حدیثین بہی ذکر کی ہین بعد اوسکے کہا ہے کہ اگر شافعی
کو یہ حدیث پہنچتی تو بیشک اوس امر کے قائل ہو جاتے پہر بیہقی نے اپنی سندون کے ساتھ
ذکر کیا ہے کہ شافعی سے یہ بات صحت کو پہنچی ہے کہ اونہون نے کہا ہے کہ جس وقت میرے
قول کے خلاف کوئی حدیث صحت کو پہنچے تو اوس حدیث پر عمل کرو اور میرے قول کو ترک
کر دو اور کہا ہے کہ بیہقی نے شافعی کی مزعفر یعنے زعفران کی رنگی ہوئی چیز مین پیروی کی ہے اور
کہا ہے اور کہ جس چیز کی کہ مین مرد کو ممانعت کرتا ہون وہ بہرحال مزعفر ہے اور اوسکو حکم کرتا ہون
کہ اگر کوئی چیز اوسکی زعفران مین رنگی ہو تو اوسکو دہو ڈالے اور متابعت اوسکی معصفر مین اولی
تہی انتہی پس معلوم ہوا کہ جامہ گلنار اور زعفران مین رنگا ہوا دونون ممنوع ہین اور صحیح
حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زعفران مین رنگنے کی نہی فرمائی ہے لیکن
مشکل یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زرد کپڑا رنگا ہوا اور دوسری
حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑونکو زعفران مین رنگکر پہنتے

اپنے پیراہن مبارک اور عمامہ شریف کو اسکو دمیاطی نے روایت کی ہے اور ابوداؤد کے نزدیک
اس لفظ کے ساتھ آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زعفران مین اپنے کپڑونکو رنگتے تھے یہانتک
کہ عمامہ شریف کو بھی رنگتے تھے اور زید بن اسلم اور ام سلمہ رضہ اور ابن عمر رضہ کی حدیث سے ایسے ہی روایت
کیا ہے لیکن محدثین نے کہا ہے کہ یہ حدیثین نہی کی حدیث کو معارض نہین ہوتی ہین یا منسوخ
ہین واللہ اعلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید کپڑا بہت دوست رکھتے تھے اور اوسکو
زیب جسم شریف فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ کپڑونمین سے بہتر زیادہ سفید لباس ہے چاہیے کہ
تمھارے زندہ لوگ اوسکو پہنین اور نیز مردونکو اوسکا کفن دین اور کبھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سیاہ کملی بھی اوڑہتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اونھون نے بیان
کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت باہر تشریف لائے اور آپ سیاہ بالونکی
مرط اوڑہے ہوئے تھے اور مرط ساتھ کسرے میم اور سکون رے کے اوس چادر کو کہتے ہین جو از خز
یا صوف کی ہو اور اس سے تہ بند بنایا جاتا ہے اور عمامہ شریف کے ذکر مین گذرا ہے دخل النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکۃ یوم الفتح وعلیہ عمامۃ سوداء یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مین فتح
کے دن داخل ہوئے اور سیاہ عمامہ باندہے ہوئے تھے اور سیاہ کپڑا پہننا مستحب ہے اور
مذہب حنفی یہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پشمینی لباس بھی زیب
تن پاک فرمایا ہے اور تطلیس جو عبارت ہے سر کو چادر سے ڈہانپنے سے اور مثل اسکے اور
چادر کے دونون کنارون کو دونون شانون پر ڈالنے سے اوسکو ابن قیم جوزی نے کہا ہے
کہ مکروہ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم سے منقول
نہین بلکہ مسلم کی حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا
کہ اوسکے ستر ہزار یہود اصفہانی نکلین گے اور اونکے سر ڈہپے ہونگے چادر سے اور دو پلے چادر کے
دونون شانون پر پڑے ہونگے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کو اس ہیئت
سے دیکھا پس کہا کہ کیا عجب ہے کہ یہ ان یہودیون کے ساتھ جنکی خبر دیگئی ہے مشابہ ہون اور ابوداؤد
اور حاکم کی حدیث مین آیا ہے کہ من تشبہ بقوم فہو منہم یعنے جو مشابہ ہوگا کسی قوم کے ساتھ
وہ اوسی قوم مین سے ہے اور ترمذی کی حدیث مین آیا ہے لیس منا من تشبہ بغیرنا یعنے ہم مین

شی نہین ہے جو مشابہ ہمارے ذکر کے ساتھ ہے اور ہجرت کی حدیث مین جو آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر مین دوپہر تشریف لائے اور چادر سے سر مبارک ڈہانپے ہوئے تھے یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخفا کی ضرورت سے کیا ہی تاکہ آپکو کوئی نہ پہچانے نہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس طرح سے چادر شریف اوڑہنے کی عادت تھی انتہی اور ابن قیم کی یہ بات خطا سے ہے جو کہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چادر کا سر کو ڈہانکے اوڑہنا منقول نہین ہے اور اگر منقول ہے تو ضرورت کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ عادت شریف آپکی یہی تھی کیونکہ سہل بن سعد ساعدی کی حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقنع بہت کرتے تھے یعنی سر مبارک کو چادر سے ڈہانپ کر بہت اوڑہتے تھے بیہقی نے شعب الایمان مین اسکو روایت کیا ہے اور ابن سعد نے طبقات مین انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس لفظ کے ساتھ روایت کیا ہی کہ کان یکثر التقنع یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر شریف بہت سر سے اوڑہتے تھے پس یہ حدیث اور دوسری حدیثین ابن قیم کی اس قول کو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات نہین نقل کی گئی ہے کہ آپ نے چادر سے سر مبارک ڈہانپ کر اوڑہا ہے رد کرتی ہے لیکن دوسرا قول انکا کہ کسی صحابہ سے بس ہیئت مذکورہ سے چادر کا اوڑہنا نقل نہین کیا گیا ہی یہ بھی اوس حدیث سے رد کیا گیا ہی جسکو حاکم نے مستدرک مین بشرط شیخین کے مرۃ بن کعب سے روایت کیا ہی اور کہا ہی مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ایک فتنہ کی ذکر کیا اور اوسکا نزدیک ہونا ظاہر فرمایا پس ایک شخص کپڑے مین لپٹا ہوا گذرا پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اوسدن راستی اور راہ ہدایت پر ہوگا پس مین کہڑا ہوگیا تا اوس شخص کو دیکہون کہ وہ کون ہے دیکہا تو حضرت عثمان بن عفان تھے اور سعید بن منصور نے اپنی سنن مین ابی العلا سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے کہا ہی کہ مین نے حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کو دیکہا کہ نماز پڑہتے تھے اور سر شریف کو چادر سے ڈہانپے ہوئے تھے اور ابن سعد نے سلمان بن مغیرہ سے نقل کیا ہے کہ مین نے حسن رضی اللہ عنہ کو دیکہا ہی کہ وہ چادر سے سر کو ڈہانپے ہوئے اوڑہتے تھے اور ایک اور روایت مین آیا ہی کہ مین نے حضرت

رضی اللہ عنہ کو طیلسان رندقی اوڑہے ہوئے دیکہا ہے اور ابن قیم نے جو قصہ یہود کا ذکر کیا
ہے اوسکے بارے مین حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ اوسکے ساتہ دلیل لانا اوس وقت صحیح ہے
کہ چادر سر کو ڈہانپ کر اوڑہنا یہود کا شعار ہوا اور تحقیق یہ امر اس زمانے مین برطرف ہوگیا ہے
پس مباح کے عام مونمین داخل ہوگیا ہے اور شیخ عزالدین بن عبد السلام نے کہا ہے
کہ جو سنت کہ ایک قوم اہل اسلام کا شعار ہوگئی ہو اوسکا ترک کرنا بیہودگی ہے اور کہتے ہین
کہ انکار انس کا ان چادرون کی رنگت کی وجہ سے تہا کہ وہ زرد رنگ کی تہین اور یہ سب
مواہب لدنیہ مین ذکر کیا گیا ہے اور بڑے بڑے مشائخ اور نیکبختون سے منقول ہوا ہے تطلس
کرتے تہے یعنے چادر سے سر کو ڈہانپتے تہے اور اوسکے دونون پلونکو دونون شانون پر ڈال
لیتے تہے اور بہجۃ الاسرار مین کہ نام ایک کتاب کا ہے یہ مذکور ہے کان الشیخ عبد القادر
یتطلس یعنے شیخ عبد القادر قدس سرہ العزیز تطلس فرماتے تہے اور غالبًا ابن قیم کا اسکا
انکار کرنا اور اوسمین مبالغہ کرنا اسی وجہ سے ہی کہ یہ حضرت شیخ کا فعل تہا کیونکہ ابن جوزی
اور اونکی متبع اوس جناب عالی کے انکار مین گرفتار تہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تمام آدمیون سے پاک اور صاف زیادہ تہے تو ایک بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے بدن شریف مین ظاہر تہی کہ آپکے بدن کی مس سے کپڑے میلے نہین ہوتے تہے اور آپکے کپڑونمین
جوئین نہ پڑتی تہین اور آپکے بدن مبارک پر اور کپڑون پر مکہی نہ بیٹہتی تہی ایسی ہی حدیث مین
آیا ہی لیکن اوس حدیث مین مشکل پڑتی ہے کہ جسکو احمد نے مسند مین اور ترمذی نے شمائل مین
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہی کہ جس وقت مین حضرت عائشہ رض سے پوچہا گیا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گہر مین تشریف رکہتے تہے تو کیا کرتے تہے اونہون نے

کہا کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یفلی ثوبہ ویحلب شاتہ وتحقف نعلہ یعنے آنحضرت
لباس مین سے جوئین ڈہونڈہتے تہے اور اپنی بکریکا دودہ دوہتے تہے اور اپنی پاپوش
ٹانکتے تہے اور محدثین نے کہا ہی کہ ہو سکتا ہی کہ شاید آپکی لباس شریف مین کسی دوسرے کی
جوئین چڑہ گئی ہون بدون اسباب کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن شریف مین
پیدا ہوئی ہون اور یہ بات ممکن ہے کہ کہی جائے کہ اس جگہ اطلاق فلی کا خس وخاشاک کے

ڈھونڈھنے پر اور بعضے چھوٹے کپڑوں کے ڈھونڈھنے پر جو کپڑوں میں چڑھ آتی ہیں مجاز ہے کہ
اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فلی کرتے تھے یعنے اپنے لباس کو دیکھتے تھے
اور اونکو ڈھونڈھتے تھے اور اونکو نکالتے تھے جس طرح سے لوگ اپنے کپڑوں میں جوئیں ڈھونڈھتے ہیں
اور شاہ عبد الحق دہلوی رح فرماتے ہیں کہ اس مسکین کے ذہن میں بھی یہی معنی جمتے ہیں اور قرار پاتے
ہیں واللہ اعلم اور مواہب میں اس عبارت کے ساتھ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو
بوجہ آپکی تعظیم اور تکریم کے جوئیں ایذا نہ دیتی تھیں اور یہ عبارت ظاہر میں جوؤں کی ایذا دینے
کی نفی کرتی ہے نہ اون جوؤں کے پڑنے کی اور ہو سکتا ہے کہ نفی ملزوم لازم کی نفی کا کنایہ ہو

وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تمام لباس شریف میں سے خاتم تھی کہ اوسکو آپ
پہنتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیحین میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے چاندی
کی انگوٹھی لی تھی اور وہ انگوٹھی آپکے دست مبارک میں تھی اور آپکے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
کے ہاتھ میں تھی اور اونکے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی پھر آخیر میں بئر اریس
میں گر پڑی اور بئر اریس ساتھ ہمزے کی زیر کے اور سکون یاے تحتانی کے ایک کنویں کا نام
جو مسجد قبا کی طرف واقع ہے اور ترمذی کی حدیث میں آیا ہے کہ وہ انگوٹھی چاہ اریس
میں معیقب کے ہاتھ سے گر پڑی اور معیقب ساتھ ضمہ میم کے اور فتح عین مہملہ کے اور سکون یاے
تحتانی کے اور قاف کی کسرے کے اور آخیر میں بار موحدہ کے نام حضرت عثمان رض کے خادم کا ہے
اور وہ صحابی رض ہیں اور مروی ہے کہ ہر چند انگوٹھی کو اوس کنویں میں ڈھونڈھا اور تمام
پانی کھینچا اور پاک کیا لیکن نہ پایا اور کہتے ہیں کہ اوس انگوٹھی میں ایک بھید تھا کہ انتظام
کارخانہ ملک کا جو کچھ تھا اوسکے ساتھ تھا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی میں تھا
کہ اوسکے کھو جانے سے تفرقہ اور فتور اونکے ملک میں پڑ گیا تھا چنانچہ مشہور ہے اور آنحضرت
کی انگوٹھی کے گم ہو جانیکے بعد بھی تفرقے اور فتنے ظہور میں آئے اور ابتدا ان فسادوں
کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کے وقت سے ہوئی تھی اور یہ فتنہ اور فساد قیامت
تک فرو نہو گا اور صحیحین میں حضرت انس رض سے آیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے چاندی
کی انگوٹھی پہنی ہے کہ جسمیں نگین حبشی تھا اور حبشی کے معنی میں بہت سے قول ہیں بعضے کہتے ہیں

کہ سیاہ پتھر تہا اور بعضے کہتے ہین کہ ایک پتھر تہا جو ملک حبش مین پیدا ہوتا ہی اور اوسکی کان
وہان ہے اور بعضے اسبات کے قایل ہین کہ اوسکا بنا نیوالا حبشی تہا اور انگوٹھی کے نگینے کو ہتیلی
کیطرف پہیر لیتے تہے اور لیکن ایک حدیثون مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک
شخص کے ہاتہ مین لوہے کی انگوٹھی دیکھی فرمایا کہ مجھے کیا ہوا کہ تیرے ساتہ اہل نار کا زیور
دیکھتا ہون پہر اوس شخص کو فرمایا کہ چاندی کی انگوٹھی بنوا اور ایک مثقال سے زیادہ نہ کر
اور ایک روایت ہی کہ اوسکو ایک مثقال پر تمام کر اور ایسے ہی مروی ہے کہ ایک شخص کے
ہاتہ مین انگوٹھی شبہ کی تہی اور شبہ ساتہ شین معجمہ کی زبر کے اور بائے موحدہ کے سکون کے
ہے اور بعضے ساتہ شین معجمہ کے کسرے کی بہی کہتے ہین اور وہ پیتل کی قسم مین سے ہے اوس سے
بت بنائے جاتے ہین اور اسکا نام جو شبہ رکہا گیا تو اوسکی وجہ یہ ہی کہ سونیکے ساتہ مشابہ
ہے پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے کیا ہوا ہی کہ مین تجھسے بتون کی
بو پاتا ہون پس اوس شخص نے وہ انگوٹھی پہینکدی اور ترمذی کی حدیث مین آیا ہی صفر
اور یہ ساتہ صاد کے پیش کے اور فے کے سکون کے ہے اور بمعنی شبہ ہی اور ایسے ہی انگوٹھی
رانگ کی اور پیتل کی مکروہ ہی اور لوہے کی انگوٹھی کا صحیحین کی اس حدیث سے تجویز کرنا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاطب ایک شخص کو فرمایا اطلب ولو خاتما من حدید یعنی طلب کر
اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو ضعیف ہے کیونکہ اس مقام مین لوہے کی انگوٹھی کا پہننا معلوم نہین
ہوتا ہی بلکہ اس سے حقیر اور کم شی مراد ہے اور ابو داؤد کے سنن مین مضبوط سندون کے
ساتہ معیقب سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لوہے کی انگوٹھی کہ اوس پر چاندی
لپٹی ہوئی تہی واللہ اعلم اور سونیکی انگوٹھی کے بارے مین براء بن عازب اور ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے صحیحین مین آیا ہے کہ اونہون نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے سونیکی انگوٹھی کی ممانعت فرمائی ہے اور صحیحین مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونیکی انگوٹھی بنوائی پس لوگون نے
بہی سونیکی انگوٹھیان بنوائین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر تشریف لیگئے
اور دست مبارک سے انگوٹھی نکال کے پہینکدی اور لوگون نے بہی انگوٹھیان نکال کے

والدین اور سونیکی انگوٹھی بنوانیکی ممانعت فرمائی اور چارون اماموں کا مذہب اور اکثر عالمون کا مذہب یہی ہے اور جو کہ بعضے صحابیون سے نقل کیا ہو کہ سونیکی انگوٹھیان کہتے تہے وہ ایک غریب بات ہی اور بخاری نے اپنی تاریخ مین نقل کیا ہو کہ ابی اسید بدری صحابی تہے اونکی وفات وقت سونیکی انگوٹھی اونکے ہاتہ سے اوتاری ہے واللہ اعلم اور ایک روایت مین آیا ہو کہ جب لوگون نے انگوٹھیان نکالکر ڈالدین تو ایک صحابی نے اپنی انگوٹھی زمین سے نہ اوٹھائی اون لوگون نے کہا کیون نہین اوٹہاتے ہو تمہارا مال ہے اوٹھالو اوران صحابی نے کہا کہ مین اوس چیز کو ہرگز نہ اوٹھاونگا جسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہی فرمائی ہے اور جسکو مکروہ جانا ہے اور نگینہ عقیق کی انگوٹھی کے باب مین حضرت انس رضہ سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ عقیق کے نگ کی انگوٹھی پہنو اور دہنا ہاتہ زینت کے واسطے سزاوار زیادہ ہے اور ایک روایت مین آیا ہو کہ عقیق کے نگ کی انگوٹھی پہنو اور تحقیق وہ فقر کو کھو دیتا ہے اور حضرت عائشہ رض کی روایت مین آیا ہی فانہ مبارک یعنی تحقیق وہ مبارک ہے اور حضرت فاطمہ رض کی روایت مین آیا ہے کہ اونھون نے بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا ہو کہ جو عقیق کے نگ کی انگوٹھی پہنیگا وہ ہمیشہ خیر دیکھیگا اور دوسری حدیثین بہی آئی ہین اور لوگون نے کہا ہو کہ کوئی چیز نگینہ عقیق کی انگوٹھی کے پہننے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہین ہوئی ہے اور حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سی مرفوعاً آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زرد یاقوت کے نگ کی انگوٹھی پہننا طاعون کو منع کرتا ہے اور اس حدیث کی سندین ضعیف ہین اور انگوٹھی نگ کی بارہ مین بخاری کی روایت مین حضرت انس رضہ سے آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تہی اور اوسکا نگ بہی چاندیکا تہا اور مسلم کی روایت مین ہے کہ انگوٹھی چاندی کی تہی اور اوسکا نگ حبشی تہا جیسا کہ گزر گیا ہے اور لوگون نے کہا ہے کہ شاید دو انگوٹھیان تہین کہ ایک اس قسم کی تہی اور ایک اوس قسم کی تہی یا ایک وقت یہ ہوتی تہی اور ایک وقت وہ ہوتی تہی اور انگوٹھی کے نقش کے باب مین حضرت انس رضہ سے صحیح مسلم

مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اوسپر محمد رسول اللہ نقش کرایا اور لوگونکو ممانعت فرمائی کہ اپنی انگوٹھیان پر اسکو نہ کھدوائین اور بخاری اور مسلم کی روایت مین آیا ہی کہ انگوٹھی کے نقش کی تین سطرین تہین ایک سطر محمد کی اور ایک رسول کی اور ایک سطر اللہ کی اور فتح الباری مین لکہا ہی کہ ظاہر یہ بات ہی کہ کتابت اس ترتیب پر تہی کہ محمد کی سطر پہلی تہی اور رسول کی درمیان تہی اور اللہ کی سطر بعد تہی لیکن بعضے شیوخ کا قول کہ اسم جلالہ کی سطر پہلی تہی اور محمد کی سطر نیچے اور رسول کی سطر درمیان مین تہی اسکی تصریح مین کسی حدیث مین پاتا ہون بلکہ اسمعیل کی روایت ظاہر مین اوسکی خلاف ہی کیونکہ اونہون نے کہا ہی کہ پہلی سطر محمد اور درمیان کی سطر رسول اور تیسری سطر اللہ کی تہی صاحب مواہب نے ایسی ہی کہا ہے اور انگوٹھی پہننے کے باب مین اکثر اخبار اور آثار یہی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بائین ہاتہ مین انگوٹھی پہنی ہے اور دہنے ہاتہ مین بہی اوسکا پہننا آیا ہی اور صاحب مواہب کہتے ہین کہ دہنے اور بائین دونون ہاتہون مین انگوٹھی پہننا جائز ہی اور لوگون نے اختلاف کیا ہی کہ افضل کون ہے پس بعضون نے کہا ہی کہ بایان ہاتہ افضل ہے اور یہ نص امام احمد کی ہے اور صالح کی روایت مین امام احمد سے آیا ہی کہ سب کے نزدیک بائین ہاتہ میں پہننا محبوب زیادہ ہی اور یہی مذہب امام مالک کا ہی کہ وہ بائین ہاتہ مین انگوٹھی پہنتے تہے اور ایسی ہی مذہب احمد اور شافعی کا ہے اور ظاہر امام ابوحنیفہ رح کا مذہب بہی یہی ہے واللہ اعلم اور صحیح مسلم مین حضرت انس رض سے مروی ہے کہ اونہون نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس اونگلی مین انگوٹھی تہی اور بائین ہاتہ کی چہنگلیا کی طرف اشارہ کیا اور ایسی ہی ابوداود کی روایت مین ابن عمر سے آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بائین ہاتہ مین انگوٹھی پہنتے تہے اور بعضے حدیث کے حافظون نے ذکر کیا ہی کہ عام صحابہ اور تابعین سے بائین ہاتہ مین انگوٹھی کا پہننا مروی ہے اور دہنے ہاتہ مین انگوٹھی پہننے کو ترجیح دی ہے اور یہ قول ابن عباس رض اور عبداللہ بن جعفر کا ہے اور آنحضرت صلعم سے بہی دہنے ہاتہ مین انگوٹھی کا پہننا روایت کیا ہی پس بعضے کہتے ہین کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبہی انگوٹھی دہنے ہاتہ مین پہنتے تہے اور کبہی بائین ہاتہ مین پہنتے تہے اور بعضون

نے کہا ہی کہ بائین ہاتہ مین انگوٹہی کا پہننا ان دونون امرون مین سے اخیر امر ہے یعنی دہنے ہاتہ
مین انگوٹہی کا پہننا منسوخ ہی اور حق یہ ہی کہ اسکی صحت مین کلام ہے یہ سب جیسے صاحب مواہب
نے ذکر کیا ہی اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبہی تاگا انگوٹہی
مین چیز کے یاد رکہنے کے واسطے باندہتے تہے تاکہ وہ فراموش نہو اور دو انگوٹہیون کا
اور دو سے زیادہ کا پہننا مکروہ ہے خصوصًا کہ چاندی کی ہون صاحب مواہب کہتے
ہین کہ کراہت کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ حرام نہین ہے اور انگوٹہی کے اصل پہننے مین
بہی اختلاف ہی بہت سے عالم بغیر کراہت کے مباح کہتے ہین اور بعضے مکروہ جانتے ہین اگر زینت
کے قصد سے ہو اور بعضے مکروہ قرار دیتے ہین لیکن صاحب سلطنت اور حاکم کے پہننے کو مکروہ نہین
جانتے ہین اور حدیث مین بہی ایسے ہی آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہی جو انگوٹہی
بنوائی تہی تو اسیواسطے بنوائی تہی کہ چاہا کہ بادشاہ اور امراء وقت کو کسریٰ اور قیصر اور نجاشی
تہے فرمان لکہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یہ لوگ بغیر مہر کے کتاب
کو قبول نہین کرتے ہین اور نہین پڑہتے ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹہی
بنوائی اور اوس مین محمد رسول اللہ نقش کرایا اور ابن عبد البر نے انگوٹہی پہننے کی مطلقا
کراہت نقل کی ہے اور حدیث لائے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹہی بنوائی
لیکن پہنی نہین اور بعضے کہتے ہین کہ چند روز پہنی بعد اوسکے اوتار ڈالی واللہ اعلم اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موزے کا پہننا اور اوسپر مسح کرنا صحت کو پونہچا ہے اور ترمذی نے
بریدہ سے نقل کیا ہی کہ نجاشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بطریق نذر کے موزے
سیاہ اور سادہ بہیجا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو پہنا اور بعد اوسکے وضو
کیا اور اوسپر مسح فرمایا اور مغیرہ بن شعبہ سے نقل کیا ہی کہ دحیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطے دو موزے بہیجے پس آپ نے اوسکو پہنا **وصل** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نعلین تہین اور نعل اوس چیز کو کہتے ہین جو قدم کو ڈہانپے اور اگر اوس سے ٹخنے چہپ جائین
تو وہ موزہ ہی ورنہ نعل ہے اور صحیح بخاری مین حضرت انس سے آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی نعل دو قبال تہی اور قبال نعل کی زمام ہے اور وہ ایک تسمہ ہے کہ دونون

انگلیون کے درمیان مین ہوتا ہے اور ترمذی نے شمائل مین ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ دو
قبال تہے کہ اونکا تسمہ دوتہا تہا اور ابی ہریرہ رضہ سے مرفوعًا آیا ہے کہ جب تم مین سے کوئی نعل پہنے
تو اوسکو چاہیے کہ ابتدا داہنی طرف سے کرے اور جو اوسکو اتارے تو ابتدا بائین طرف سے کرے اور
حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نعل پہنے ہوئے چلنے کو منع فرمایا ہے وجہ
اوسکی یہ ہے کہ وضع نامطبوع ہے اور پیر مڑک جانیکا بہی احتمال رکہتا ہے اور بعض کہتے ہین بعضے عارضون
کے پیدا ہونیکا سبب ہوتا ہے اور ایک روایت مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھر مین ایک نعل پہنا ہے اور یہ احتمال رکہتا ہے کہ
آپ کوئی چیز لینیکو اوٹھے ہون اور راہ قریب ہو اور ایک جانب مین ایک پاؤن مین
کسی چیز کے بہر جانیکا احتمال ہو پس آپ نے اوسی جانب کے پاؤن مین پہن لیا ہو اور یہ
بہی احتمال رکہتا ہے کہ اصل جواز کے بیان کے لیے ہو خصوصًا ایسی صورت مین جو مذکور ہوئی
ہے اور مواہب مین ابوداؤد اور ترمذی سے لائے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے
ہوکر نعل پہننے کی ممانعت فرمائی ہے اور بعضے عالمون نے نعلین کے نقشے مین جداگانہ کتاب
تالیف کی ہے اور اوسمین اوسکی فضل اور نفع کو بیان کیا ہے اور مواہب مین تجربہ اوسکا
اوس نقشے کو درد کے مقام پر رکہنے سے واسطے دفع درد کے اور حصول امان کا اور شیطان
کے بارے مین محفوظ رہنے کی اور حاسد کے شر سے بچے رہنے کے اور راہ کو آسانی سے طی کرنیکے
لیے ذکر کیا ہے اور قصیدہ اوسکی تعریف مین اور اوسکی فضیلتون کے بیان مین تصنیف کیے ہین

وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرش کے باب مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے صحیحین مین آیا ہے کہ اونہون نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرش چمڑے کا
تہا اور اوسمین درخت خرمے کی چھال کٹی ہوئی بہری تہی اور بیہقی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ اونہون نے بیان کیا ہے کہ ایک عورت انصار کی میرے پاس
آئی پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچھونا دوہری چادر کا دیکھا پس اوس
عورت نے میرے پاس ایک فرش جسکا بہراؤ اون کا تہا بہیجا پہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ اے عائشہ رضہ یہ کیا چیز ہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ

فلان عورت انصار کی میرے پاس آئی اور اوسنے آپکا فرش دیکھا اور یہ فرش بھیجدیا پس آنحضرت
نے فرمایا ای عائشہ رض اسکو پھیر دے قسم ہے خدا کی اگر مین چاہون تو میرے ساتھ خدا تعالی
چاندی اور سونے کے پہاڑ کرد ان کردے یعنی یہ زہد اور ریاضت میری فقر اور کوئی چیز ہونیکی وجہ
سے نہین ہے بلکہ اپنے صاحب اور مالک کی محبت اور اوسکی رضا طلب کرنے کے لیے خود
اختیار کرتا ہون اور احمد نے اپنی مسند مین اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور بیہقی نے ابن
عباس رض کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
شریف مین حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوریے پر لیٹے ہوئے تہے اور اوسکے
تنکونکا نشان آپکے پہلوے مبارک پر پڑگیا تہا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
کاشکے آپ فرش بہتر اور نرم تر اس سے لیلین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین
دنیا کے ساتہ کیا کام کرتا ہون میرا مقصد اور داستان اور دنیا کی داستان ایسی ہی ہے کہ جیسے
ایک سوار نے گہڑی کو چلتے ہوئے دن مین سیر کی پہر ایک درخت کی چھاون مین ایک ساعت
کہڑا ہوگیا بعد اوسکے اوسکو گہوڑا اٹہایا اور وہان سے چل نکلا اور ابن مسعود رض سے مروی ہے
کہ اونہون نے بیان کیا ہے کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا
اور مین نے دیکہا کہ آپ گرم گوشہ مین گویا کہ وہ حمام مین چٹائی پر ہے سوے ہوئے ہین اور آپکے پہلوے مبارک
مین اوسکے نشان پڑے ہوئے ہین پس مین رونے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ای عبداللہ تجھکو کس چیز نے رلایا مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کسریٰ اور قیصر حریر اور دیبا
کے فرش پر سوتے ہین اور آپ چٹائی پر سوتے ہین آپ نے فرمایا ای عبداللہ تو نہ رو انکو واسطے دنیا ہے اور
ہمارے لیے آخرت ہے اور اس حدیث کا مضمون حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے
حدیث مین بہت تفصیل کے ساتہ اور اس سے زیادہ واقع ہوا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان
کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چٹائی پر لیٹے ہوئے تہے اور آپکے بدن مبارک پر سوا تہبند
کے اور کچھ نہ تہا اور پہلوے شریف مین نشان اوسکے پڑے ہوئے تہے اور گہر کے کونے مین تہوڑے
سے جو ایک صاع کے مانند تہے اور گہر کی دیوار پر چمڑا لٹکا ہوا تہا پس میری دونون آنکہون سے
آنسو گر پڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ای پسر خطاب تجھکو کس چیز نے رلایا

مین نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے مین کیا کرون جو نہ روؤن کہ کسری اور قیصر باغون مین اور نہرون
پر سونیکے تخت پر اور حریر اور دیبا کے فرش پر ہین اور آپ کہ پیغمبر خدا اور اوسکے برگزیدہ ہین اس
حال سے بوریے پر لیٹے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن خطاب تو راضی
نہین ہے کہ اونکو واسطے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت ہو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ بوریے
پر جو تہوڑا سا مٹی پرتا اور سر مبارک نیچے ٹاٹ کا تکیہ خرمے کی چہال سے بہرا ہوا تہا اور آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ قوم ہے کہ انکی اچھی چیزین انکو واسطے دنیا
مین جلد دیدی گئی ہین اور ہم وہ قوم ہین کہ ہماری اچھی چیزین آخرت مین ہمارے ساتہ رکہی
گئی ہین اور روایت کیا گیا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بچہونا بچہایا جاتا تہا
تو اوسپر سورہتے تہے اور اگر نہ بچہتا تہا تو زمین پر خواب فرماتے تہے وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے نکاح اور جماع کی خصلت کے بیان مین جاننا چاہیے کہ جماع صحت کے اسبابون مین سے
ہے اور منی کا روک رکہنا اور اوسکا بند کرنا اور اسپر ہمیشگی اختیار کرنا قوی کی ضعف اور مجرون کے
بند ہونیکا باعث ہے اور برے مرضون کے پیدا ہونیکا سبب ہے جیسے وسواس اور جنون اور صرع
اور سوا اسکے جو مرض برے ہین لیکن بشرط قوت اور اعتدال مزاج کے اور بغیر زیادتی اور
کثرت کے ایسا نہین ہے اور جس کو قوت بہت زیادہ ہے اوسکو جماع کا ترک کرنا مضر زیادہ ہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت تمام آدمیون کی قوتون سے بہت بڑہ کے اور
بہت زیادہ تہی ابن سعد نے طاؤس اور مجاہد سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو چالیس آدمیون کی قوت جماع مین دیگئی تہی اور ایک روایت مین ہے کہ چالیس
اور کتنے ہی آدمیون کی بہشت کے آدمیون سے اور احمد اور نسائی اور حاکم اور زید بن ارقم کی
حدیث مرفوعًا سے آیا ہے کہ جنت کے ایک آدمی کو سو آدمیون کی قوت کہانے اور پینے اور جماع
اور شہوت مین دیجاتی ہے اور صفوان بن مسلم سے مرفوعًا آیا ہے کہ جبرئیل میرے پاس ایک دیگ
پکی ہوئی لائے پس مین نے اوس دیگ مین سے کہایا پس چالیس مردون کی قوت
مجہکو جماع مین دیگئی اور بعضی حدیثون مین آیا کہ ایک دیگ ہریسہ کی اور محدثین نے اس حدیث
کے وضع ہونیکا حکم کیا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ نکاح

کرو کیونکہ بہتر اس امت مین سے وہ شخص ہے جسکی بیبیان زیادہ ہین ابن عباس رضؓ نے یہ اشارہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات شریف کی طرف کیا ہے یا یہ اشارہ عام ہے اور شیخ
ابن حجر نے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہیکہ ابن عباس رضؓ کی مراد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبی
اور آپکے اصحابون کے خواص ہین اور شیخ عبدالحق دہلوی کہتے ہین کہ ظاہر یہ ہے کہ مراد تمام
امت ہے اور باتفاق اہل عرب کی خوشی اور فخر اور فضیلت مردون مین جماع کی قوت مین
ایک امر مقرر ہے اور اسپر اس سے زیادہ دلیل کیا ہوگی کہ سید انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس کام کے کرنیوالے تہے اور نکاح کا حکم کہ چار عورتون کے ساتہ تک کرنیکا آپکو اس سے زیادہ
مباح ہوا اور حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم سے
تشریف نہین لیگئے ہین جب تک کہ آپکو عورتین حلال نہین کہ جنکو آپ نے چاہا اور محبوب رکہا ہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اصبر عن الطعام والشراب ولا اصبر عن بین یعنے
مین صبر کرتا ہون کہانے اور پینے سے اور نہین کرتا ہون عورتون سے اور حضرت انس رضؓ
کی روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ مین آدمیون پر چار خصلتون کے ساتہ یعنے
دلیری اور قوت اور شجاعت اور کثرت جماع اور زیادتی ہیبت اور رعب کے ساتہ فضیلت
دیا گیا ہون پس معلوم ہوا کہ عورت کے ساتہ مباشرت کا ہونا انسان کے کمال مین سے ہے
خلیل الرحمن حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابو الملۃ اور امام پاک مذہب کے ہین سارہ جو تمام
عالم کی عورتون سے بہتر اور خوب ہین اونکی زوجہ تہین اور حاجرہ اونکی حرم ہوئین وہ حاجرہ
کی صحبت کے لیے بوجہ کثرت شوق کے اور اونکے ساتہ تہا اور اونکی اس مین صبر کی کمی کے باعث
سے ہر روز ملک شام سے براق پر آتے تہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیبیان
تہین پہر ایک عورت کو محبوب رکہا سو پوری ہو گئین اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام
اپنی ننانوے بیبیون کے ساتہ مباشرت کرتے تہے اور لوگ کہتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام
کی پشت مین سو مردون کی منی رکہی گئی تہی اور یہ معجزہ اونکا تہا اور اونکی تین سو بیبیان
اور ہزار حرمین تہین مواہب لدنیہ مین ایسی ہی ہے اور اس مقام میں حضرت سید المرسلین پر
حضرت سلیمان علیہ السلام کی فضیلت گمان نکرین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی

فضیلتین ہین کہ تمام فضیلتیں اونکی مقابل مین ہیچ ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس قدر جماع اختیار کیا کہ حسین آپکو کفایت تھی اور سلیمان علیہ السلام نبی اور بادشاہ تھے
اور اونکو ایسا ملک دیا گیا تہا کیکو اونکے بعد والوئین سے نہین دیا گیا اور اونکی اس قدر بیبیان
بھی اوسی ملک کی قسم مین سے تہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت اور عبودیت
اور فقر اختیار فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جماع کی قوت تہی وہ بھی معجزہ مین داخل
ہی کیونکہ ایک شب مین آپ سب بیبیون سے مباشرت فرماتے تہے اور بیبیان آنحضرت
کی بارہ تہین اور ایک روایت مین نو بیبیان مروی ہین اور ان دونون مین اس طرح کی
مطابقت دیگئی ہے کہ پہلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان نو تہین بعد اوسکے
گیارہ ہوتین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی ازواج مطہرات کی ساتھ صحبت کرنا
باوجود کثرت روزہ نکا اور صوم وصال کا اور شدت بہوک کے کہ آپ اپنی شکم مبارک پر پتھر باندہتے
تہے معجزات سے ہے کیونکہ قوت مباشرت کی موافق عادت کہ کہانے پینے کی مقوی چیزون
کے استعمال کے تابع ہی اور یہ چیزین آپکو حق مین نادر اور معدوم تہین اور حسن اور جمال اور صفائی
رنگت کی اور چمک دمک چہرے کی کہ یہ بھی موافق عادت کہ مرغوب اور لذیذ کہانونکی استعمال
سے اور عمدہ لباسون کے پہننے سے اور نرم نرم بچہونون کہ پہانے سے حاصل ہوتی ہی آنحضرت
کو یہ سب بدون ان چیزون کے حاصل تہا اور موقوف اسباب ظاہری پر نہتہا اور بعضے
انبیاء علیہم السلام موافق صلاح وقت اور حکم الٰہی کے بے نکاحی اور کم بیبیون والی بھی تہے لیکن
وہ انبیا کہ جنکی اس نشان کی کثرت تہی اور اس امر مین اونکو مبالغہ تہا اونکو معاذ اللہ
نقص کی نظر سے دیکہنا نچاہیے بلکہ باعتبار اس بات کے اولیا اونکو بہتر اور بزرگ تر اور کامل تر
جاننا چاہیے اور بعضے زاہد کہ جنمین جہل اور رہبانیت ثابت ہی وہ اس امر کے حسن اعتقاد
او مقبولیت مین رہجاتے ہین اور اوسکو محض ظاہری لذتین جانتے اور یہ نہین جانتے ہین
کہ اسمین بہت بہید اور فائدے اور نفع مندرج ہین جو اسکے غیر مین نہین ہے اور فعل انبیا
صلوات اللہ علیہ وعلیہم کا حسن لطافت اور ازواج کی کثرت مین اوسکی ایک کافی دلیل ہے
اور فائدہ ہی اور نفع نکاح کی اور جماع کے بہت ہین اور عمدہ اوسمین یہ بات ہو کہ نسل ٹہیری ہے

اور نفع انسان کی بقا ہے جب تک حق تعالیٰ کو منظور ہوگا اور رفع حاجت ہے اور ذوق اور لذت مباشرت حاصل ہوتی ہے اور نعمت سے پہل پایا ہے اور یہ ایسا نفع ہے کہ جنت مین ہوا اور مباشرت نکرنے سے منی کا حبس ہوتا ہے اور اسمین ضرر اور نقصان بہت ہے اور اوسکے نفعون مین سے یہ بھی ہے کہ بصر کی تیزی اور منی رفع ہوتی ہے کہ جسکے دفع سے حفظ صحت اور ضررونکا دفع ہونا حاصل ہوتا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے اور نفس عورت اور مرد کا آفت اور بلاءین پڑنے سے بچا رہتا ہے اور نکاح کے فائدے مین سے یہ ہے کہ عورتون کے حقوق اداکرنیمین زیادہ تکلیف اوٹھائی جاتی ہے اور اونکی کج خلقی اور دکھ دینے پر صبر کرنا پڑتا ہے اور یہ فائدہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین پوری اور کامل تر عبادتون مین سے ہین کیونکہ انمین بہت بڑا ثواب ہے اور بڑے بڑے اجر ہین اسیسبب اور نزدیک حنفیہ مین نکاح کرنا اکیلے رہنے سے مطلقاً افضل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو نکاح کی ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے کہ عورت جننے والی کو اور دوست رکھنے والی کو عقد مین لاؤ کیونکہ کثرت اور مباہات چاہتا ہون مین قیامت مین تم سے امت کی اور حضرت عمر رضہ سے منقول ہے کہ اونہون نے کہا ہے کہ مین باوجود عورتون کی طرف میل ہونیکے اونسے مباشرت کرتا ہون اس امید سے کہ خدا تعالیٰ میری پشت سے کسیکو پیدا کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن اوس سے امتون کی کثرت کرین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد روزہ کا اوس شخص کو کیا جو نکاح کرنیکی استطاعت نرکھتا ہو کیونکہ روزہ قوت باہ کو اور اوسکے مادہ کو زائل کرتا ہے پس یہ بات ظاہر ہوئی کہ نکاح روزے سے اجر اور ثواب مین بہت بڑا ہے کیونکہ حکم روزہ کا بر تقدیر استطاعت نہونے نکاح کے کیا ہے اور شک نہین ہے کہ جن نکاح سے نسل کا بڑھنا واسطے کثرت امت محمدیہ کے مقصود ہوگا تو بیشبہہ وہ نکاح افضل ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا رہبانیۃ فی الاسلام یعنی ترک نکاح کا اسلام مین نہین ہے اور رہبانیہ سے مراد ترک نکاح ہے اور اگر نکاح کا ترک کرنا بہتر ہوتا تو یقین ہے ہمارے دین میں جو سب دینون سے بہتر ہے مشروع کیا جاتا

اور فائدہ کثرت ازواج کا جو مخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات شریف کے ساتھ ہی یہ ہے کہ احکام دینی کی تبلیغ ہوا اور خوبیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معلوم ہون اور آپکی اوس سیرت پاک پر اگر ہوجاوے کہ جسپر مردکو اطلاع نہین ہوسکتی ہے کیونکہ بعض ازواج مطہرات ایسی تھین کہ باپ اور چچا اونکے قتل ہوگئے تھے جیسے صفیہ رضی اللہ عنہا تھین اور باپ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوس وقت مین دشمن تھے پس اگر یہ ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن خلق کے اور سیرت پاک کے کمال پر مطلع نہوتی تو بشری طبیعتین باسباب کا اقتضا کرتی ہین کہ یہ سب اپنے باپ دادا اور قرابت کی طرف مائل ہوتین پس ازواج کی کثرت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزون اور کمالات کا ظاہرًا اور باطنًا اظہار اور بیان کرنا مقصود تھا تنبیہ حدیث حبب من الدنیا ثلث جو مشہور ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی احیاء العلوم مین اور صاحب کشاف کی سورۂ آل عمران کی تفسیر مین اور اکثر فقہ کی کتابون مین جو ایسی ہی واقع ہوئی ہے اور اس عبارت پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ نماز دنیا مین سے نہین ہے ارباب تحقیق اور محدثین کہتے ہین کہ بعد ڈھونڈھنے طریقون کے معلوم ہوا کہ لفظ ثلث کی اوسمین نہین ہے پس جو مشکل کہ واقع ہوئی وہ جاتی رہی اور اکثر حدیث کے طرق مین لفظ ومن الدنیا نہین ہے اور اس تقدیر پر کوئی مشکل نہین واقع ہوتی ہے اور تحقیق اس معنی کی اور شرح اس حدیث کی اور نکتے اوسکے مشکوۃ کی شرح مین بیان کیے گئے ہین اور وہین دیکھ لو وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نوم کے بیان مین نوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بقدار اعتدال کے تھا اور جس قدر کہ سونیکی احتیاج ہے اوس سے زیادہ آپ خواب نفرماتے تھے اور اوس مقدار کے سونے سے نفس کو منع بھی نفرماتے تھے اور اس جگہ سے ہے کہ حدیثون مین واقع ہوا ہے کہ کوئی شخص نہ چاہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھے مگر یہ کہ دیکھا آپکو اوس امر مین اور نہ چاہتا تھا کہ آپکو نماز مین دیکھے مگر یہ کہ دیکھتا تھا آپکو اوسی مین یعنی آنحضرت نماز مین بھی ہوتے تھے اور خواب مین بھی ہوتے جیسے کہ نفلون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف تھی اور رات کو کبھی خواب فرماتے اور بعد اوسکے اوٹھتے اور نماز پڑھتے اور پھر خواب فرماتے اور اسی طرح سے چند بار سوتے اور اوٹھتے اور اس صورت مین بھی

ہوتا ہی کہ جو شخص چاہتا تہا کہ خواب مین پاتا تہا اور جو شخص چاہتا تہا بیدار پاتا تہا اور آنحضرتؐ
رو بقبلہ دہنی کروٹ سی خواب فرماتے تہے اور رخسار شریف سیدہی ہاتہ کی ہتیلی پر رکہتے تہے اور
تعریس کی صورت مین کہنی کو کہڑا کرتے تہے اور سر مبارک کو ہتیلی پر رکہتے تہے تاکہ بیداری اور
نماز کے واسطے اوٹہنا آسان ہو اور دہنی کروٹ سی سونے مین عالمون نے نکتہ بیان کیے ہین
اور وہ یہ ہی کہ قلب متعلق بائین طرف ہی پس جب بائین کروٹ سوئے تو دل آرام اور
راحت مین رہتا ہی اور نیند خوب آتی ہے اور جب دہنی کروٹ سوئے تو دل قلق مین رہتا ہی
اور بوجہ قلب کی قلق کے اور متعلق ہونے قلب کی بائین جانب اور اوس جانب کو اوسکی میل
کرنے اور قرار ڈہونڈہنے کے باعث سی خوب غفلت نیند نہین آتی ہے اور نیند کی زیادتی اور بہت
سونیکو کہانیکی ہضم مین اور اوسکے پچانیمین بڑا دخل ہے لیکن دہنی جانب سی سونا بیداری
اور نماز کے لیے اوٹہنی مین بہت معین ہے پس جو لوگ کہ بدن کی صحت اور قلب صنوبری کی
آسائش کی طالب ہین جیسے کہ طبیب وہ بائین کروٹ سی سوتے ہین جو لوگ قلب معنوی اور حیات
حقیقی کی خواہان ہین جیسی کہ متقی اونہون نے دہنی کروٹ سی سونا اختیار کیا ہے اور یہ نکتہ
لوگون مین مشہور ہے اور صاحب مواہب کہتے ہین کچہ کلام اسمین ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا قلب پاک نہ سوتا تہا خواہ آپ بائین طرف سے سوتے تہے خواہ دہنی طرف سے
سوتے تہے اور یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہمیشہ ثابت ہی اور اس نکتہ کی ساتہ علت
قرار دینا درست نہین ہے لیکن یہ اوس شخص کی ہو سکتا ہی کہ جسکا قلب سوتا ہی پس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین دوست رکہنا دہنی طرف کا یہ احسن تعلیل ہے کیونکہ آنحضرتؐ
کی عادت شریف یہی تہی اور آپ نے فرمایا بہی ہے کہ ان اللہ یحب التیامن فی کل شئ یعنے
تحقیق اللہ تعالی دوست رکہتا ہے دہنی جانب سی کام کرنیکو ہر چیز مین یا یہ ہی کہ امت کی تعلیم
کے قصد سے تہا کیونکہ دل اونکا سوتا ہی انتہی اور یہ کہا جا سکتا ہی کہ شاید بیداری اور ہوشیاری
دہنی کروٹ سی سونیمین بوجہ قلب کی قلق کے اور طبیعت کی نہ مزاحمت کرنیکی قوی تر ہو اور
جو بائین کروٹ سونا واقع ہو تو خواب کمتر اور سست نہو بوجہ طبیعت کی مزاحمت کرنیکی اور سبب
دخل ہونے حکم طبیعت کی نفس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بعضی چیزون مین اور بعضی وقتون

ہو پس بیداری دونون صورتون مین حاصل ہے لیکن اوس صورت مین زیادہ ہی اور عجب نہین کہ
ظاہر الوگونکا مقصود یہی ہو ہان اون لوگونکی ظاہر عبارت اوس بانکا وہم پیدا کرتی ہی واللہ اعلم
اور حدیث تنام عیناے ولا تنام قلبی یعنی سوتی ہین میری آنکھین اور نہین سوتا ہے میرا دل صحیح
ہی اوسکو بخاری نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے
سو جاتے ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھین سو جاتی ہین
میرا قلب نہین سوتا ہی اور صاحب مواہب لدنیہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے قلب شریف کے نہ سونے کی وجہ یہ ہے کہ جو قلب بہت زندہ ہوتا ہے وہ بدن کے سو جانے
کے وقت نہین سو جاتا ہی اور یہ حالت پیغمبر خدا کو حاصل تھی اور اوس شخص کو حاصل ہو کہ جسکو دل
کو حق تعالی نے اپنے محبت سے اور اپنے رسول کی اتباع سے زندہ کر دیا ہے اور اوسمین
کچھ حصہ نصیب کیا ہی اور صاحب مواہب نے اپنے وقت کے بزرگون مین سے ایک بزرگ کی
کیفیت جو عارف اور صاحب حقیقت تھے نقل کی ہے اونھون نے کہا ہی شعر عینی تنام
ولکن قلبی واللہ لا ینام ٭ وکیف ینام عاشق مستہام ٭ ناظرا الی وجہ المحبوب شاخصا
علی الدوام ٭ انتہی پوشیدہ نرہے کہ صاحب مواہب نے جو حیات کی نصیب کو حاصل
ہونے اور قلب کے نہ سونے کو بعض اولیاء اللہ کی حیات قلب کو محبت الہی جلشانہ اور حبیب خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کا ثمرہ اور نتیجہ قرار دیا ہے اوسمین کچھ کلام نہوگا اگرچہ اس
حال کا درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور غیر کے اشتراک پایا جاتا ہی اور اس عبارت کا
ذکر مجھکو ناگوار ہوتا ہی اور اگر ایسا ہو تو اوسکے احکام کی ترتیب بھی وضو کی نہ ٹوٹنے کی وجہ
سے اور مثل اسکے جو ہی جاتی رہیگی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص مین سے
ہے اور سنا گیا ہی کہ بعض صوفیہ جو اس زمانہ کے قریب مین تھے دل کے بیدار ہونیکا دعوی کرتے
تھے اور سوتے سوتے اوٹھتے اور بغیر وضو کیے نماز پڑھ لیتے تھے اور اس مسئلہ مین فقہا ہمت کا
دعوی کرتے تھے کہ علت مشترک ہی کہ صحیح قیاس ہے اور یہ جہل ہے اور شرط قیاس کی یہ ہے
کہ حکم منصوص علیہ کے ساتھ مختص نہو اور بعضے لوگون نے حدیث لا ینام قلبی مین اور آنحضرت

کی حدیث نوم مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکبار یہان تک سوئے کہ آفتاب نکل آیا اور
اوسمین تیزی پیدا ہوگئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپکو تکبیر سے بیدار کیا اشکال وارد کیا ہے
کہ اگر آپ بیدار تہے تو کیون طلوع آفتاب کو دریافت نکیا امام نووی نے اسکا جواب دو طرح پر
دیا ہے ایک تو یہ ہے کہ قلب محسوسات کو دریافت نہین کرتا ہے مگر اون چیزون کو جو قلب
سے تعلق رکہتی ہین جیسے کہ لذت اور الم اور مانند اسکے نہ اون چیزون کو دریافت کرتا ہے جو
آنکہہ سے تعلق رکہتی ہین اور آفتاب کی طلوع اور غروب کا معلوم کرنا آنکہہ کا کام ہے اور وہ
خود مستغرق تہی اگرچہ قلب جاگتا تہا مثلاً ایک شخص اگر بیدار ہوا اور آنکہین اوسکی بند ہون اور فجر
ہوجائے تو وہ اوسکو نہین معلوم کرلیتا ہی اگرچہ بیدار ہے اور دوسرا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی حالتین ہین ایک حالت ایسی ہے کہ قلب آپکا نہین سوتا ہی اور یہ غالب ہی
اور ایک حالت ایسی ہے کہ آپکا قلب سوتا ہے اور یہ نادر ہے اور یہ قصہ اسی حالت مین
واقع ہوا تہا اور نووی نے کہا ہی کہ صحیح اور معتمد پہلا جواب ہی اور دوسرا جواب ضعیف
ہے یعنے مختار یہ ہے کہ قلب کا نہ سونا یہ حالت دائمی تہی اور سب وقتون مین ثابت ہے
اور عبارت حدیث کی بہی ایسی واقع ہوئی ہے اور بعضے اتنک اشکال باقی رکہتے ہین اور کہتے
ہین کہ اگرچہ طلوع فجر کا ادراک متعلق آنکہہ کے ساتہہ اور قلب اوسکا ادراک نہین کرتا ہی لیکن
چاہیے کہ وقت خواب سے گذرنیکو معلوم کرے کیونکہ ابتدائے طلوع فجر سے آفتاب کی خوب روشن
ہونے تک ایک مدت دراز ہے کہ وہ پوشیدہ نہین ہے مگر اوس شخص کو جو خواب مین مستغرق
ہے اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ یہ تعجب مرتفع ہی اس وجہہ سے کہ احتمال رکہتا ہے کہ قلب
شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوس وقت مستغرق وحی مین ہو اور اسی آنحضرت
کا خواب مین مستغرق ہونا لازم نہین آتا ہے جیسا کہ اور وقتون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی حالت مین باوجود جاگنے کے مستغرق ہوتے تہے اور اسمین حکمت شریعت کا ساتہہ فعل کے اور
حصول اتباع کا بیان کرنا تہا کیونکہ یہ بات آپکی حق مین درست ہی جیسا کہ نماز مین سہو واقع
ہو نمین کہا گیا ہی اور جب کہ صرف جاگنے کی حالت مین کہ آنکہہ بہی بیدار ہو اور سہو واقع ہوا ہو
تو اس جاگنے کی حالت مین کہ جسمین کلام ہے کیون نہ واقع ہو اور اسی سبب سے صحابہ رضی اللہ عنہم

نے کہا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب مین ہوتے تھے تو ہم اوس وقت تک بیدار
نکرتے جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بیدار نہوتے تھے کیونکہ ہم نہ جانتے تھے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس حال مین اور کس مقام مین ہین پس آپکا نماز کے وقت
سوجانا اور اوس مین سہو واقع ہونا اسی وجہ سے تہا قلب کے سوجانیکے باعث سے نتہا بلکہ ایک
حالت سے دوسری حالت پر شغل اوسکے ہوجانیکی وجہ سے تہا یا اس سے بہی بلند تر مقام
کے باعث تہا تاکہ ہم لوگون کے لیے سنت ہوجاوے صاحب مواہب نے اوسکو قاضی
ابوبکر بن عربی مالکی سے نقل کیا ہے اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ یہ ابتلا بوجہ تعلق آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلال کی تدبیر اور توکل کے ساتہ اور تقدیر رب العزت پر
بہروسہ نکرنیکی وجہ سے تہی اور یہ بات بہی ضعیف ہے کیونکہ یہ سب امر اور اہتمام حکم الٰہی کے
بجالانیکے باعث سے تہا نہ تدبیر پر بہروسا کرنیکی وجہ سے تہا اور بعضے کہتے ہین کہ معنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے جو لاینام ہے یہ ہین کہ وضو کے ٹوٹنے کی حالت مجہپر پوشیدہ
نہین رہتی ہے یعنی ایسا خواب مین مستغرق نہین ہوتا ہون کہ جو چیزین کہ وضو کو توڑتی ہین
اونکی حادث ہونے سے آگاہ نہون گویا کہ اس قائل نے قلب کے جاگنے کو وضو کے ٹوٹنے
کے ادراک کے ساتہ تخصیص کی ہے اور یہ بہی بعید ہے کیونکہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا کہ تنام عینی ولاینام قلبی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کا جواب ہے کہ انہون نے کہا تہا
کہ یا رسول اللہ آپ وتر کے پڑہنے کے پہلے سوجاتے ہین اور یہ ایسا کلام ہے کہ طہارت کے
جاتے رہنے کے ساتہ تعلق نہین رکہتا ہے بلکہ وتر کے امر کے ساتہ اطلاق کیا گیا ہے پس چاہیے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جاگنا قلب کے تعلق پر حمل کیا جاوے اور ظاہر عبارت
حدیث کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال شریف پر بغیر قید ہونیکے ساتہ ایک حال کے سہو و دوسرے
حال کی دلالت کرتی تہی اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو کچہ تم باتین کرتے ہو مین سنتا ہون پس جواب حق وہ ہے جو شیخ ابن حجر نے
دیا ہے فافہم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوندہے لیٹ کر سونیکو منع فرماتے تہے اور
ابوداؤد کی سنن مین نقل کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کی طرف نہ

گذرے کہ وہ اوندہا پڑا سوتا تہا پس آپ نے پانوں مبارک سے اوسکو ٹہوکر دی اور فرمایا کہ اوٹہہ اور بیٹہہ جا کہ اس طور سے سونا جہنمیوں کا ہے اور صاحب مواہب نے کہا ہر کہ سب طرح کے سونے مین سے چت سونا بدتر ہے اور اوندہے منہ سونا اوس سے بہی زیادہ برا ہے اور کہا کہ چت لیٹنا بغیر سونیکے راحت کے واسطے ضرر نہین کرتا ہے انتہیٰ اور احیاء العلوم مین کہا ہے کہ سونیکے چار طرز ہین چت سونا واسطے معتبرین کے ہے کہ وہ آسمان اور ستارون کو دیکہتے ہین اور حق تعالے کی نشانیون مین فکر کرتے ہین اور دہنی طرف سے سونا واسطے عابدون کے اور شب کو اوٹہنے والون کے لیے ہے اور بائین کروٹ سے سونا واسطے راحت اختیار کرنیوالونکے کہانیکے ہضم کرنے کے واسطے ہی اور اوندہے منہ سونا نگون بختون اور احمقون کے لیے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبہی فرش پر اور کبہی چمڑے پر اور کبہی ٹاٹ پر اور کبہی زمین پر سوتے تہے اور فرش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چمڑے کا تہا اور بہرا اوسکا خرمے کی چھال کا تہا جیسا کہ گذر چکا ہے اس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتین جو کہانے پینے اور لباس اور نکاح اور خواب کے حال کے ساتہ متعلق تہین کتاب مواہب لدنیہ سے نقل کی گئین اور اداب کی جزئیات اس باب مین اور دوسرے بابون مین شرح سفر السعادت اور مشکوۃ کی شرح مین اور جو انکے سوا ہین اون مین ذکر کیے گئے ہین اور اس جگہہ اتنے ہی پر اکتفا کیا گیا ہے فقط

شکر خدا اور نعت حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد واضح ہو کہ اس ہنگام سعادت فرجام
مین محض مساعدت توفیق قادر مطلق سے جلد اول مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ
کی مطبع مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ مین بالحسن وجوہ
اختتام طبع کو پہونچی
فقط

6193